UNIVERSAL
LIBRARY
OU-232756
UNIVERSAL
LIBRARY

وبہ نستعین

الحمد للہ کہ لشکر شیطانی کی سرکوبی کے

لیے زبردست رئیس مفرب نفسانی کی نبض شناسی کے لیے حکیم نفیس وحشت

ضلالت زائل کرنیکے لیے مثل انیس صحبت ہدایۃ حاصل کرنیکیلئے مظہر جلیس بنے

تلبیس ابلیس

مع ترجمہ اردو

تخنیس تدلیس

مصنف حامی دین مبین ناصر شرع متین سردار فوج اسلام وسلمین سالار

لشکر ایمان ومسلمین مولانا عبدالرحمن بن علی بن جوزی بہ تحقیق وتنقیح

مرسلین مبلغ فرقہ مسلمین مولانا امیر علی صاحب لکھنوی

سنہ ۱۳۲۳ھ

(تعداد جلد ۱۲۵۰) رجسٹری شدہ قیمت ہے

مصنف تلبیس ابلیس کے مختصر حالات از کتاب طبقات ابن سب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

آپ کا نام عبدالرحمن ہے اور لقب جمال الدین اور کنیت ابو الفرج اور ابن جوزی کے نام سے مشہور ہیں۔ جوزی کی نسبت میں اختلاف ہے بعض کا قول ہے کہ آپکے دادا جعفر بصرے کے ایک قریہ کی طرف منسوب تھے جس کا نام جوزہ تھا اور قریۃ النہر کے رہنے کو کہتے ہیں جہاں سے پانی لیا جاتا ہے اور قریۃ البحر اُس مقام کو کہتے ہیں جہاں کشتیاں بندھتی ہیں یہ اکثر لوگوں کا قول ہے اور سمعانی کہتے ہیں کہ یہ ایک مقام کی طرف نسبت ہے جسکو قریۃ الجوز کہتے ہیں اور شیخ عبدالصمد بن ابو الحبیش کہتے ہیں کہ یہ بصرے کے ایک محلے کی طرف نسبت ہے جسکا نام محلۃ الجوز ہے۔ بعض کا قول ہے کہ یہ نہیں بلکہ شہر واسط میں انکے گھر میں جوز یعنی اخروٹ کا ایک درخت تھا جسکے سوا وہاں اور کوئی اسکا درخت نہیں تھا اور آپکے سن پیدائش میں بھی اختلاف ہے۔ بعض کا قول ہے کہ ۵۰۸ھ ہے اور بعض کا قول ہے کہ ۵۱۰ھ اور خود اُن کی ایک تحریر ملی تھی جس میں لکھا ہوا تھا کہ مجکو اپنی پیدائش کا وقت ٹھیک معلوم نہیں۔ اتنا معلوم ہے کہ والد صاحب کا ۵۱۲ھ میں انتقال ہوا تھا اور والدہ کہتی تھیں کہ اُس وقت تمھاری عمر تقریباً تین برس کی تھی۔ اس بنا پر آپکا سن پیدائش ۵۰۹ھ یا ۵۱۰ھ ہوگا اور آپ بغداد میں درب حبیب میں پیدا ہوئے تھے آپکے والد بچپن میں انتقال کرگئے تو آپ کی والدہ اور چچا نے آپ کی پرورش کی۔ اور آپکے ہاں تانبے کی تجارت ہوتی تھی۔ اسی وجہ سے آپ کی بعض پرانی سندوں میں اپنے جوزی صفار لکھا ہوا ہے اور جب آپ بڑے ہوئے تو آپ کی پھوپی ابو الفضل بن ناصر کے یہاں لے گئیں تو آپنے انکی طرف توجہ کی اور اُن کو حدیث سُنائی۔ بعض کا قول ہے کہ آپ کی ابتدائی تعلیم ۵۱۶ھ میں ہوئی تھی۔ اور قرآن شریف یاد کیا اور ائمہ قرآن کی ایک جماعت نے آپکے پڑھا۔ اور آپنے بڑے ہونے کے بعد شہر واسط میں علی بن باقلانی سے قرآن شریف روایات کے ساتھ پڑھا اور خود بہت کچھ حاصل کیا اور طالب علمی کی طرف توجہ کی اور آپنے اپنے مشائخ میں سے اشخاص کو نوکر کیا ہو حالانکہ ان کے سوا اور بھی ایک جماعت سے علم حاصل کیا ہے۔ لیکن بڑے بڑے مشائخ پر اکتفا کیا ہے جیسے ابن النصیر۔ قاضی ابوبکر انصاری۔ ابو بکر مزرقی۔ ابو القاسم حریری۔ علی بن عبدالواحد دینوری۔ ابو السعادات ہبۃ اللہ۔ ابو غالب بن بنار اور اُن کے بھائی شیخ۔ ابو عبداللہ بارع۔ ابو الحسن علی بن احمد موحد۔ ابو غالب ماوردی۔ ابو الحسن بن زاغونی۔ ابو منصور بن خیرون۔ ابو القاسم سمرقندی۔ عبدالوہاب انماطی۔ عبدالملک کروجی۔ ابو القاسم عبدالرحمن بن محمد اصبہانی خطیب اصبہان۔ ابو سعید زوزنی۔ ابو سعد بغدادی۔ یحیی بن طراح۔ اسمٰعیل بن ابو صالح مؤذن۔ ابو القاسم بن علی بن علوی حرفی واعظ۔ ابو منصور قزاز۔ عبدالجبار بن ابراہیم بن عبدالوہاب بن مندہ اور ۵۳۱ھ میں آپ کو اجازت دی گئی کہ آپ باب بدر میں سلطان کی موجودگی میں وعظ کے لیے بیٹھیں اور سلطان نے آپکی مالی خدمت کی۔ شیخ کہتے ہیں کہ چاشت کیوقت سے لیکر عصر کے بعد تک لوگ اپنے لیے جگہ کا انتظام کرتے رہے اور وہاں پر چند چبوترے تھے جو کرایہ پر لیے گئے چنانچہ ایک آدمی کی جگہ دو تین قیراط کو ملتی تھی۔ پھر آپ باب بدر میں عرفہ کے روز وعظ کے لیے تشریف لے گئے تو لوگ چاشت ہی کے وقت سے حاضر ہونے لگے اور گرمی سخت تھی اور لوگ روزے سے تھے کہتے ہیں اُس روز ایک عجیب بات یہ ہوئی کہ ایک شخص نے آپکے سر پر سایہ تانا جو دس آدمی ظہر سے عصر تک پکڑے رہے اور لوگوں نے انکو پانچ قیراط دیئے۔ اور بہت سے پیچھے دوگنی قیمت کو خرید کیے اور اُس روز ایک شخص چلایا کہ آج بیٹر میں ابھی سیر سیر سو دینار چوری گئے تو سلطان نے اسکو سو دینار دیئے۔ پھر شیخ کہتے ہیں کہ اُسی سال میں نے عاشورا کے روز جامع مسجد منصور میں وعظ کی ایک مجلس قائم کی اور اتنے لوگ حاضر ہوئے جن کا اندازہ ایک لاکھ تھا اور ایسا ہی واقعہ ۵۹۰ھ میں بھی ہوا۔ شیخ کہتے ہیں مجھسے اہل حریم نے چاہا کہ میں اُن کے لیے رات کو وعظ کی مجلس قائم کی تو میں نے اُنسے ۱۰ ربیع الاول جمعرات کا وعدہ کیا یعنی ۵۹۰ھ میں اور بغداد وغیرہ کے لوگوں کی وہاں اسقدر کثرت ہوئی کہ نصف شعبان کی کثرت سے کہیں زیادہ تھی تو میں باب بصرہ سے جاکر مغرب کے بعد حریم میں داخل ہوا تو وہاں کے لوگ بہت سی مشعلیں لیکر مجھسے ملے اور ایک بڑی جماعت میرے ساتھ ہولی تو جب میں باب بصرہ سے نکلا تو میں نے حریم والوں کو دیکھا کہ اتنی مشعلیں لیکر آرہے ہیں جن کا شمار ممکن نہیں

اور سب ملا کر ایک ہزار مشعلوں کا اندازہ کیا گیا۔ اور میں نے دیکھا کہ میدان روشنی سے جگمگا رہا ہے اور محلے کے لوگ اور عورتیں اور بچے دیکھنے کے لیے نکلے اور میدان میں اس قدر جمعیت تھی جیسے سنیچر کے روز بازار میں جمعیت ہوتی ہے۔ تو میں حسریہ میں داخل ہوا اور مسجد آدمیوں سے بھری ہوئی تھی اور چاشت ہی کے وقت سے جگہیں گھیر لی گئیں اور اگر کہا جائے کہ جو لوگ مجلس وعظ کی غرض سے آئے اور لوگوں کے ساتھ حسریہ اور باب صغیر کے درمیان میں چلے تیس لاکھ تھے تو یہ بات بعید نہ ہوگی۔ حاصل یہ کہ آپ کی وعظ کی مجلسوں کی نظیر نہ تو دیکھی گئی اور نہ سنی گئی۔ اور اللہ بہتر جانتا ہے۔ حافظ نصیحت عامل کرتے تھے یا اہل علم کی باتیں سنتے تھے۔ گنہگار توبہ کرتے تھے مشرک مسلمان ہوتے تھے۔ اور آپ اپنی تاریخ میں ذکر کیا ہے کہ آپ نے ایک مرتبہ وعظ کہا تو قریب دو سو آدمیوں کے اسی مجلس میں تائب ہوئے اور ان میں سے ایک میں تو میوں کی پیروں کے نام کی پونجیاں کاٹی گئیں اور کتاب القصاص والمذکرین کے آخر میں کہا ہے کہ میں ہمیشہ لوگوں کو وعظ سناتا رہا اور ان کو توبہ اور تقوے کی ترغیب دلاتا رہا۔ یہاں تک کہ میں نے اس کتاب میں لاکھ آدمیوں سے زیادہ کی فہرست جمع کر لی اور دس ہزار سے زیادہ بچوں کی پیدوں کے نام لکھے جو یہاں کاٹیں اور ایک لاکھ سے زیادہ آدمی میرے ہاتھ پر مسلمان ہوئے۔ آپ کے پوتے **ابو مظفر** کہتے ہیں کہ کم سے کم آپ کے وعظ میں دس ہزار آدمی حاضر ہوتے تھے۔ اور بسا اوقات آپ کے پاس ایک ایک لاکھ آدمی حاضر ہوتے تھے۔ اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے لوگوں کے دلوں میں آپ کی قبولیت اور ہیبت بڑی موثر تھی۔ اور آپ کو دنیا سے محبت نہیں تھی اور کم تعلق تھا۔ اور میں نے آپ کو آخر عمر میں منبر پر فرماتے تھے کہ میں نے اپنے ان دونوں ہاتھوں سے ایک ہزار جلدیں لکھی ہیں اور یہ میرے ہاتھ پر ایک لاکھ آدمیوں نے توبہ کی ہے اور میں ہزار یہودی اور نصاریٰ مسلمان ہوئے اور جتنے وعظ آپ نے شروع کیے ختم کیا کرتے تھے اور مکان سے صرف جامع مسجد کو جمعہ اور وعظ کے لیے نکلا کرتے تھے اور کبھی کسی سے مذاق نہیں کیا اور نہ کسی بچے کے ساتھ کھیلے اور نہ کبھی کوئی مشتبہ چیز کھائی اور اسی طرح تمام عمر گزار دی **ابن قطیعی** کہتے ہیں کہ لوگوں نے آپ کے کلام سے بہت فائدہ اٹھایا۔ بعض مرتبہ ایک ایک مجلس میں سو سو اور اس سے زیادہ آدمی گناہ سے توبہ کرتے تھے۔ اور سال میں دو ایک روز جامع مسجد منصور میں وعظ کرتے تھے تو ہشتہ ہزار آدمی جمع ہوتے تھے اور ایک ایک لاکھ آدمی جمع ہوتے تھے۔

حافظ ابن دحیہ نے آپ کا یوں ذکر کیا ہے کہ ہمارے شیخ امام جمال الدین ابن جوزی رحمہ اللہ کی بہت سی تصانیف مختلف فنون میں ہیں جیسے تفسیر، فقہ، حدیث، وعظ، تواریخ وغیرہ اور حدیث اور علوم حدیث کی معرفت اور صحیح و ضعیف حدیث کی واقفیت آپ پر ختم ہو گئی۔ اور اس فن میں آپ کی بہت سی تصنیفات ہیں جیسے مسانید اور ابواب اور اسماء رجال اور ان احادیث کی معرفت جن سے احکام اور فقہ میں استدلال کیا جاتا ہے۔ اور ان احادیث کی معرفت جو قابل استدلال نہیں ہیں جیسے ضعیف اور موضوع حدیثیں اور منقطع اور اتصال کا بیان۔ اور وعظ میں آپ کی تقریر شستہ ہوتی تھی اور اشارات عمدہ اور معانی باریک اور عبارات لطیف اور آپ کا کلام پاکیزہ ہوتا تھا اور انداز کلام رسا اور شستہ اور زبان میٹھی تھی اور بیان اعلیٰ اور آپ کی تمام علم میں برکت دی گئی۔ آپ نے بہت سی حدیثیں روایت کیں اور چالیس برس سے زیادہ علم عامل کیا اور اپنی تصنیفات کا خاتمہ مرتبہ بیان کیا۔ **موفق عبد اللطیف** کہتے ہیں کہ ابن جوزی رح خوش آواز نیک خصلت نرم گو اور موزوں الفاظ والے خوش خلق تھے آپ کی مجلس میں ایک لاکھ یا زیادہ آدمی حاضر ہوتے۔ اپنا کوئی وقت ضائع نہیں کرتے تھے۔ ایک روز میں چار جزو تصنیف کر لیتے تھے اور ہر سال آپ کی تصنیف میں پچاس سے ساٹھ تک جلدیں پڑھتی تھیں۔ اور آپ کو ہر علم میں مہارت تھی۔ لیکن آپ تفسیر میں مشاہیر ہیں ہے اور حدیث میں حفاظ حدیث سے اور تواریخ میں متوسطوں میں سے اور آپ کے پاس فقہ کا کافی حصہ تھا۔ اور قافیہ بندی میں تو آپ کو نہایت کمال تھا اپنا کلام بیان کرتے تھے تو پاکیزہ وغیرہ کا نقل کرتے تھے تو شائستہ **ابن نجار** آپ کی چند تصنیفات کا ذکر کر کے کہتے ہیں کہ جس نے آپ کی تالیفات میں غور کیا اسکو آپ کا حفظ اور ضبط اور علمی مرتبہ معلوم ہے اور آپ باوجود ان فضائل اور وسیع علوم کے وظائف اور عبادات کے بھی پابند تھے اور آپ کو ذوق صحیح کا حصہ اور شیریں مناجات کا ملکہ بھی تھا اور آپنے اسکی طرف اشارہ بھی کیا ہے اور اسمیں شک نہیں کہ وعظ اور معارف میں آپ کا کلام نقل محض اور ذوق سے خالی نہیں ہے بلکہ پر ذوق ہے اور **ابن قادسی** نے اپنی تاریخ میں ذکر کیا ہے کہ شیخ رات کو نماز تہجد ادا کرتے تھے اور دن کو روزہ رکھا کرتے تھے اور کام بھی کرتے تھے اور رات کی ظلمت میں بزرگوں سے ملتے تھے اور فکر الٰہی سے تھکتے نہیں تھے اور اللہ تعالیٰ کو تین مرتبہ خواب میں دیکھا۔ **امام ابو العباس ابن تیمیہ** رح جو بہ مصریہ میں لکھتے ہیں کہ شیخ الفرج مفتی اور بڑے صاحب تصنیف و تالیف تھے اور انکی بہت سے فنون میں تصنیفات ہیں یہاں تک کہ میں نے شمار کیا تو ہزار سے زیادہ پایا اور انکے بعد اور بھی دیکھیں جو پہلے نہیں دیکھی تھیں

اور حدیث اور فنون حدیث میں آپ کی ایسی تصنیفات ہیں جنسے لوگون کو بہت فائدہ پہنچا اور اسمیں آپکو کمال مہارت تھی اور وعظ اور فنون وعظ میں آپ کی ایسی تصنیفات ہیں کہ ان جیسی کوئی تصنیف نہیں ہوئی۔ اور عمدہ تصنیف آپ کی وہ ہے جس میں سلف کے حالات جمع کیے ہیں جیسے وہ مناقب جو آپنے تصنیف کیے ہیں کیونکہ آپ معتبر تھے۔ لوگوں کی تصنیفات سے آپکو بہت واقفیت تھی ترتیب اور تفصیل اچھی کرتے تھے جمع کرنے اور لکھنے پر قادر تھے اور ان فنون میں آپ کو اور مصنفین سے اچھی تمیز تھی کیونکہ بہت لوگ ہیں جو اس فن میں تصنیف کی ہو لیکن انکو صحیح جھوٹ میں تمیز نہیں ہے اور شیخ ابو الفرج کو اس فن میں ایسی تمیز تھی جو اور لوگونکو نہیں تھی اور ابو نعیم کو تمیز اور واقفیت تھی لیکن جلیہ میں بہت سی موضوع حدیثیں ذکر کرتے ہیں اور یہ مجموعہ جو لوگ متقدمین سے حالات میں جمع کرتے ہیں ان میں اور لوگوں کی تصنیفات سے ابو الفرج کی تصنیفات بہتر ہیں اور ابو بکر بیہقی کی تصنیفات میں بھی یہ تنقیح ہو۔ ابو الفرج کی تصنیفات سے قریب قریب ہیں کہ وہ کلام دونوں صاحبوں کو معتمد اور حدیث میں واقفیت تھی اور بیہقی حدیث میں بڑے تھے اور ابو الفرج علم اور فنون کی کثرت میں بڑے تھے۔

ابن قطیعی اپنی تاریخ میں کہتے ہیں کہ ابن جوزی نے مجکو اپنے ہاتھ کی لکھی ہوئی ایک کتاب دی اور کہا کہ یہ میری تصنیفات کی فہرست ہے اور میرا خیال ہو کہ ابن قطیعی نے نہیں اور کچھ بھی بڑھایا ہو ابو الفرج کہتے ہیں کہ میری پہلی تصنیف اس وقت ہوئی جو میں بہت چھوٹی عمر کا تھا۔ قرآن اور علوم قرآن کے متعلق تصنیفات۔ کتاب المغنی فی علم التفسیر ۸۱ جزو۔ انما یہ زاد المسیر فی علم التفسیر ایک جلد۔ تذکرۃ الاریب فی تفسیر الغریب ایک جلد۔ قریب الغریب ایک جزو۔ کتاب المنتخب من الموضح فی القرآن فی تفسیر القرآن ایک جلد۔ کتاب تذکرۃ الاریب فی تفسیر الغریب ایک جلد۔ قریب الغریب ایک جزو۔ کتاب المنتخب من الموضح فی القرآن ایک جلد۔ الوجوہ النواضر فی الوجوہ والنظائر ایک جلد۔ مختصر کتاب نزہۃ العیون۔ کتاب ایضاح الاشارات الی القراءات العشر ایک جزو۔ کتاب تبصرۃ العیون المشتبہ ایک جزو۔ کتاب فنون الافنان فی عیون علوم القرآن ایک جلد۔ کتاب مرد الاغصان فی فنون الافنان ایک جزو۔ کتاب عمدۃ الراسخ فی علم المنسوخ والناسخ دو جزو۔ الاصفا بالف الرسوخ من علم الناسخ والمنسوخ ایک جزو۔ ان سب میں تصنیفات۔ کتاب تلقیح الاختصار ایک جزو۔ کتاب منہاج الوصول الی علم الاصول دو جزو۔ کتاب بیان غفلۃ القائل بتقدم افعال العباد ایک جزو۔ غوامض الآیات ایک جزو۔ مسالک المتقی ایک جلد۔ مزہر منہاج اہل الاعتصام ایک جلد۔ الرد علی المتعصب العنید علم حدیث اور زہد میں تصنیفات۔ کتاب بیان الاسامی بالنظر الی المسامی ۳۴ جزو۔ کتاب نفی التشبیہ دو جزو۔ کتاب المغنی ستہ جزو۔ کتاب عیون الحکایات ایک جلد۔ کتاب ملتقط الحکایات ۳ جزو۔ کتاب ما شاء اللہ یعنی فی حکایات السلف الصالحین ایک جلد۔ کتاب نتائج ضدۃ ان قل ایک جزو۔ کتاب غرر الاثر ۳ جزو۔ کتاب التحقیق فی احادیث التعلیق دو جلد۔ کتاب الجامع ساتھ جزو۔ کتاب الموضوعات عشرۃ الاحادیث المرفوعۃ دو جلد۔ کتاب العلل المتناہیہ فی الاحادیث الواہیہ ۲ جلد۔ کتاب الکشف لمشکل الصحیحین چار جلد۔ کتاب الباعث علی انکار البدع والحوادث ایک جلد۔ کتاب الاعلام بسیرۃ سید الانام ﷺ ایک جلد۔ کتاب نتائج الحدیث وہو ضد ایک جلد۔ کتاب اخبار الرسوخ فی الفقہ والتحریث مقدار المنسوخ من الحدیث ایک جزو۔ کتاب السلسلۃ مصیص ۲ جزو۔ اظہار الحق ۳ جزو۔ الفوائد من الشیوخ ۳ جزو۔ مناقب اصحاب الحدیث ایک جلد۔ موت المحتضر ایک جلد۔ مختصر موت المحتضر ایک جزو۔ المشیخہ ایک جزو۔ المسلسلات ایک جزو۔ الذہب الابریز فی سیرۃ عمر بن عبد العزیز ایک جلد۔ تنویر مدلہم السدف ایک جزو۔ الالقاب ایک جزو۔ یہاں تک ابن قطیعی کا بڑھا یا ہوا ہے۔ کتاب فضائل عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ ایک جلد۔ فضائل عمر بن عبد العزیز ایک جلد۔ فضائل سعید بن المسیب ایک جلد۔ فضائل الحسن البصری ایک جلد۔ مناقب الفضیل بن عیاض چار جزو۔ مناقب بشر الحافی سات جزو۔ مناقب ابراہیم بن ادہم چھ جزو۔ مناقب سفیان الثوری ایک جلد۔ مناقب احمد بن حنبل ایک جلد۔ مناقب معروف الکرخی دو جزو۔ مناقب رابعہ عدویہ ایک جزو۔ تسہیر الغرام الساکن الی اشرف الاماکن۔ ایک جلد۔ صفوۃ العقوہ پانچ جلد۔ منہاج القاصدین چار جلد۔ المختار من اخبار الاخیار ایک جلد۔ القاطع لمجال اللجاج القاطع لمجال المجادلۃ ایک جزو۔ عجالۃ المنتظر شرح حال المختصر ایک جزو۔ کتاب النساء وما یتعلق بہا ایک جلد۔ کتاب بیان علۃ الحدیث المنقول فی ان ابا بکر ام الرسول۔ کتاب الجوہر کتاب المقلق۔ تواریخ کے متعلق تصنیفات۔ تلقیح فہوم اہل الاثر فی عیون التاریخ والسیر ایک جلد۔ کتاب المنتظم فی تاریخ الملوک والامم دس جلد۔ کتاب شذور العقود فی تاریخ العہود ایک جلد۔ کتاب طرائف الظرائف فی تاریخ الف الف ایک جزو۔ مناقب بغداد ایک جزو۔ فقد من تصنیفات۔ الانصاف فی مسائل الخلاف۔ کتاب جنۃ النظر وجنۃ المناظر پر میری تعلیق ہو۔ کتاب معتصر المختصر فی مسائل الخلاف پر میری چھوٹی تعلیق ہو۔ کتاب اصل الدلائل فی مسئلۃ المسائل پر چھوٹی تعلیق ہو۔ کتاب المذہب فی اسماء المذہب۔ سلوک الذہب ایک جلد۔ کتاب البغدادیات ایک جزو۔ کتاب العباوات الخمس ۵ جزو۔ کتاب الاحمدیہ للطلاب المبتدا ایک جلد۔ کتاب کشف الظلمۃ عن القضایا فی ردالمحکم۔ کتاب درر اللوم والمضیر فی صوم یوم الغیم ایک جزو۔ علوم وعظ میں تصنیفات۔ کتاب الموعظۃ ایک جلد۔ المنتقی من الذنوب ایک جلد۔ منتخب المنتخب ایک جلد۔ وعظ میں تصنیفات۔ ابن ناصر کی کتاب میں کہ وعظ میں آپ کی تصنیفات سے زیادہ ہیں۔ المنتظم کجلد۔ نسیم الریاض کجلد۔ اللؤلؤ کجلد۔ تحفۃ المذکر کجلد۔ کتاب الاذکیاء کجلد۔ کتاب الاماثل کجلد۔ کتاب الیواقیت فی الخطب ایک جلد۔ کتاب الحدائق کجلد۔ کتاب اللطف

قرن القصص یک جلد۔ موافق المفارق یک جلد۔ الشاہد المشہود یک جلد۔ واسطات العقود من شاہد و مشہود یک جلد۔ المہلب ۲ جزو۔ المدہش یکجلد۔ صیانۃ صحیفۃ محاشۃ التصحیف یکجز۔ لقط المحال یک جزو۔ معانی المعانی چند جزو۔ فتح الفتوح یکجلد۔ التعازی الملوکیہ یکجز۔ المقصد للمقیم یکجز۔ کتاب ایقاظ الوسنان والمرقی الجنان ۲ جزو۔ تحت المجالس البدریہ دو جزو۔ تزہۃ الادیب ۲ جزو۔ منتہی المنتہی یکجلد۔ تبصرۃ للمبتدی ۲۰ جزو۔ کتاب الیاقوتہ دو جزو۔ کتاب تحفۃ الواعظ یک جلد۔ مختلف فنون میں تصنیف۔ ذم الہوی یکجلد۔ ضیاء الحاظر ۶۵ جزو۔ کتاب احکام الاشعار باحکام الاشعار ۲۰ جزو۔ کتاب القصاص والمذکرین۔ کتاب تقویم اللسان یک جلد۔ کتاب الاذکیا یکجلد۔ کتاب المحتضر یکجلد۔ **تلبیس ابلیس** دو جلد۔ لقط المنافع فی الطب ۲ جلد۔ التشیب والخضاب یکجلد۔ اعلام الاحیاء یکجز۔ الثبات عند الممات دو جزو۔ تنویر الغبش فی فضل السود والحبش یکجلد۔ الحث علی حفظ العلم وذکر کبار الحفاظ یکجز۔ اشراف الموالی دو جزو۔ کتاب اعلاء الاجاد باغلاط الاعداد۔ کتاب تحریم الحل المکروہ یک جزو۔ کتاب المصباح المضی لرد دعوۃ الامام السخنی یکجلد۔ کتاب عطف الجلد علی الامراء والامراء علی العلماء یکجز۔ کتاب النصر علی المصر یکجز۔ المجیب المقنعی یکجلد۔ الفجر المنوری یکجلد۔ مناقب الستار الرفیع یکجز۔ ماقلتہ من الاشعار یکجز۔ المقامات یکجلد۔ تسع رسائل یکجز۔ **الطب الروحانی** یکجزو۔ وہ کتابیں جنہیں ابن قطیعی نے خدا کے خط سے نقل کیا ہو اور انکو سنایا ہو اور آسیں بڑھایا ہے اصباد جو اپنے اس فہرست کے علاوہ اور بہت سی تصنیفات ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ انکے بعد کی تصنیف ہیں جنہیں سے بعض کی فہرست یہ ہے۔ کتاب بیان الخطاء الصواب من احادیث الشہاب ۱۰ جزو۔ کتاب الباز الاشہب المنقض علی من خالف المذہب یہ ایک تعلیق ہے فقہ میں۔ کتاب الوفا بفضائل المصطفےٰ دو جلد۔ کتاب النور فی فضائل الامام والشہور یک جلد۔ تقریب الطریق الابعد فی فضل مقبرۃ احمد۔ کتاب مناقب الامام الشافعی۔ کتاب العزلۃ۔ کتاب الریاضۃ۔ کتاب منہاج الاصابہ فی محبۃ الصحابہ۔ فنون الاباب الظرفاء والمتحابین۔ تقویم اللسان۔ مناقب ابی بکر یک جلد۔ مناقب علی یک جلد۔ فضائل ابوبکر و درۃ الاکلیل فی التاریخ چار جلد۔ اس کتاب کو آپکے پوتے نے ذکر کیا ہے۔ الامثال یکجلد۔ المنفعۃ فی المذاہب الاربعہ دو جلد۔ المقامات سن الات ۱۰ جلد۔ رؤس القوارير دو جلد۔ المرتحل فی الوعظ یکجلد۔ کبیر نسیم الریاض یکجلد۔ ذخیرۃ الوعظ چند جزو۔ الزہر المخضر۔ الانس والمحبۃ۔ المطرب للسلہب۔ الزہد الورے فی الوعظ الناصری دو جزو۔ التفاخر فی ایام الامام الناصر یکجلد۔ المجد الصلاحی یکجلد۔ تحفۃ الفقہ دو جزو۔ اور کہا جاتا ہو کہ آپ کی ایک کتاب ہے عقد التخاصر فی ذم الخلیفۃ الناصر۔ اور ایک کتاب ہے شیخ عبد القادر کی گرفت میں۔ غریب الحدیث یک جلد۔ رفع الاذہ دو جزو۔ الفصول الوعظیہ حروف کی ترتیب پر۔ سلوۃ الاحزان دس جلد۔ الشوق فی الوعظ۔ المجالس الیوسفیہ فی الوعظ۔ یہ کتاب آپنے اپنے بیٹے یوسف کے لیے لکھی ہے۔ الوعظ المقبری یکجز۔ قیام اللیل تین جزو۔ المنامات یکجز۔ جواہر الزواہر فی الوعظ چار جزو۔ کنز المذکر۔ التہاۃ المحزان دو جزو۔ المرتقی لمن اتقی۔ اور اسکے علاوہ آپکی اور بھی تصنیفات ہیں اور میں نے سنا ہو کہ صحاح جوہری پر آپکا حاشیہ ہو اور آپنے اسپر گرفت کی ہو اور فنون ابن عقیل کو کچھ اوپر دس جلد وں میں مختصر کیا ہو **ذہبی** لکھتے ہیں کہ مجھے معلوم نہیں ہے کہ کسی عالم نے ایسی تصنیفات کیں جیسی آپنے کیں۔ آپکے پوتے ابو مظفر لکھتے ہیں کہ میرے دادے ۸ رمضان کو ہفتے کے روز یعنی ۵۹۶ھ میں مدرسہ سلطان کی قبر کے پیچھے جو معروف کرخی کے متصل ہو وعظ کے لیے بیٹھے اور جس جو دنا تو آپنے چند شعر پڑھے جنپر مجلس ختم ہو گئی۔ پھر آپ منبر سے اُترے اور پانچ روز تک بیمار رہے اور جمعرات کو مغرب عشار کے درمیان میں اپنے گھر میں انتقال کیا والدہ کہتی تھیں کہ میں نے انکو تہجد میں بیٹھ کر بار بار کہہ رہے تھے کہ میں کیا کتابوں پر عمل کرونگا۔ کتابیں تو میرے لیے ختم ہو گئیں اور آپکے غسل کے لیے شیخ ناصر الدین بن سکینہ اور ضیاء الدین بن خبیر صبح کیوقت تشریف لائے اور بغداد کے لوگ جمع ہوئے اور دوکانیں بند ہو گئیں اور محلوں کے لوگ اور ہمنے جنازے کو رسیوں سے باندھکر انکے سر پر کیا اور وہ جنازے کو اسی قبر کے نیچے لے گئے جہاں آپ وعظ کے لیے بیٹھے تھے اور اتفاق ایسا ہوا کہ آپ کی نماز آپکے بیٹے ابو القاسم علی نے پڑھائی کیونکہ شاہیر اُن تک پہنچ نہ سکے۔ پھر جنازے کو جامع مسجد منصور کو لے گئے اور لوگوں نے آپ کی نماز پڑہی اور لوگوں کی سخت کشمکش تھی گویا میلے کا دن تہا امام احمد بن حنبل کے پاس قبر پر جنازہ نماز جمعہ کے وقت تک نہیں پہنچا اور موسم گرمی کا تہا۔ اور راستوں میں بہت لوگوں نے روزہ توڑ ڈالا اور خندق ظاہر میں پانی میں جا گرے اور قبر تک تھوڑا ہی سا لوگ پہنچا اور جنازہ قبر میں سورج اتار لیا گیا جب وہ ہاتھا اصد اکبر اور لوگوں کو آپ کی مفارقت کا سخت صدمہ ہوا اور بہت روئے اور لوگ آپ کی قبر کے پاس سارے رمضان رہے۔ قرآن ختم کرتے تھے اور قندیلیں اور مشعلیں اور جتھے کے جتھے تھے اور احمد بن سلیمان حربی نے اُسی رات کو آپکو یاد تو کے منبر پر دیکھا جسپر ابھی جڑے ہوئے تھے اور فرشتے آپکے منہ سے سنتے تھے اور اسد فتا آپکے کلام سُن رہا تہا۔ یہ تمام مضامین تواریخ کی مستند کتاب طبقات ابن رجب سے عربی سے اردو میں نقل کیے گئے ہیں لیکن نہایت اختصار کے ساتھ وہاں پر آپکے حالات پندرہ صفحوں میں لکھے ہیں جن میں بڑے بڑے علمی معارک کا بیان ہے جن حضرات کو شوق ہو وہاں دیکھیں۔ واللہ اعلم بالصواب

ابو محمد عبد الحق۔ اعظم گڈھی عفی عنہ آخر ذیحجہ ۱۳۲۳ھ

ضمیمہ۔ معلوم ہوتا ہے کہ حنفی شافعی مالکی مذہب میں نہ تو پہلے کوئی ہوا ہے نہ آیندہ ہوگا لیکن کون کہہ سکتا ہے کہ اس بیچ سے حضرت شیخ قابل تسلیم نہ رہے یا آپکے فضائل جاتے رہے اسطرح بیان

فہرست تجنیس تدلیس ترجمہ تلبیس ابلیس مشتمل بر جمیع ابواب و بیانات وضروری فصول

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مضامین	صفحہ
حمد اور نعت اور باعث تصنیف کتاب کا بیان	۱
کتاب کے مضامین ابواب کے مجمل بیان	۴
پہلا باب سنت اور جماعت کے لازم پکڑنے کی تاکید کے بیان میں	۵
جماعت کے اختیار کرنے کے بارے میں احادیث	″
سنت اختیار کرنے کے بارے میں آثار	۸
دوسرا باب ہر قسم کی بدعت اور بدعتیوں کی مذمت کے بیان میں	۱۱
فصل سنت اور بدعت کے معنی کی تشریح میں	۱۶
فصل اہل بدعت کی تقسیم کے بیان میں	۲۰
تیسرا باب ابلیس کی چالوں اور فتنوں سے بچنے کے بیان میں	۲۹
فصل ابلیس کے ستانے پہلے خود شیطنے میں پڑے ہوئے ہونے کے بیان میں	۳۰
بدن آدمی کے ساتھ ایک شیطان ہونے کا بیان	۴۳
آدمی کے بدن میں شیطان کے خون کی طرح دوڑنے کا بیان	۴۴
شیطان سے پناہ مانگنے کا بیان	″
چوتھا باب تلبیس اور غرور کے معنے میں	۴۷
دل کی ایک عجیب مثال	″
پانچواں باب عقائد اور دیانات میں شیطان کے تلبیس کرنے میں	۴۹
سوفسطائیہ کے لیے شیطان کی تلبیس کا بیان	″
دہریہ پر شیطان کی تلبیس کا بیان	″
اللہ تعالیٰ کے وجود کی ایک قطعی دلیل اور ملحدوں کا اعتراض اور جواب	۵۴
طبائعیین پر شیطان کی تلبیس کا بیان	″
ثنویہ پر شیطان کی تلبیس کا بیان	۵۶
فلاسفہ اور انکے متبعین پر شیطان کی تلبیس کا بیان	۵۸
فصل اللہ تعالیٰ کے علم کے متعلق فلاسفہ کے اقوال انکی تردید میں	۶۱
فصل قیامت اور جنت اور دوزخ کے متعلق فلاسفہ کے قول کی تردید	″
فصل اُن مسلمانوں کی مذمت میں جو فلاسفہ کی بڑی کو صواب جانتے ہیں	۶۳
فصل اُن مسلمانوں کی مذمت میں جو فلاسفہ اور انکی بڑی کو صواب جانتے ہیں	۶۴
رافضیوں پر ابلیس کی تلبیس کا بیان	۶۵
بت پرستوں پر تلبیس ابلیس کا بیان	۶۷
بت پرستوں پر ابلیس کی ابتدائی تلبیس کا بیان	۶۸
آگ اور سورج اور چاند پوجنے والوں پر ابلیس کی تلبیس کا بیان	۷۶
فصل چاند اور ستارے پوجنے والوں کے بیان میں	۷۷
زمانہ جاہلیت والوں پر ابلیس کی تلبیس کا بیان	۸۳
زمانہ جاہلیت کے بعض اُن لوگوں کا بیان جو اللہ تعالیٰ اور اسکی خالقیت اور قیامت اور ثواب اور عذاب کو مانتے تھے	۸۳
زمانہ جاہلیت کی بعض بدعتوں کا بیان	۸۵
نبوت کے منکروں پر تلبیس ابلیس کا بیان	۸۶
برہمنوں کے چھ شبہے اور انکے جواب	۸۷
ہندوؤں کی بعض عجیب عبادتوں کا بیان	۹۳
یہود پر تلبیس ابلیس کا بیان	۹۵
فصائے پر تلبیس ابلیس کا بیان	۹۹
صابی فرقہ پر تلبیس ابلیس کا بیان	۱۰۱
صابی کی تحقیق کے متعلق علما کے اقوال	″
مجوس پر تلبیس ابلیس کا بیان	۱۰۳
فلکیات والوں اور منجموں پر تلبیس ابلیس کا بیان	۱۰۷
قیامت کے منکروں پر تلبیس ابلیس کا بیان	۱۰۸
تناسخ والوں پر تلبیس ابلیس کا بیان	۱۱۰
عقائد اور دیانات میں [illegible] تلبیس ابلیس کا بیان	۱۱۲
اس امت کے عقائد میں شیطان کے [illegible] ڈالنے کا بیان	
بطریقہ تقلید اور اسکی نہایت درجہ کی خوبی	″
فصل دوسرے طریقہ کے بیان میں	۱۱۴

مضامین	صفحہ
فصل فرقہ مجسمہ کی تردید کے بیان میں	۱۱۹
فصل اُس طریقے کے بیان میں جس سے ابلیس کی تلبیس سے بچ جائے۔	۱۲۳
قرآن پر تلبیس ابلیس کا بیان	۱۲۵
روافض پر تلبیس ابلیس کا بیان	۱۳۵
فرقہ باطنیہ پر تلبیس ابلیس اور اُس کے آٹھ ناموں کا بیان	۱۴۴
فصل اس بیان میں کہ لوگ اس بدعت میں کیونکر داخل ہوئے	۱۵۰
فصل باطنیہ کے حیلوں کے بیان میں جنسے لوگوں کو پھانستے ہیں	۱۵۲
فصل باطنیہ کے بعض مذہبی اعتقادات کے ذکر میں	۱۵۳
فصل پیچھے باطنیہ کے زور پکڑنے اور انکی سرکوبی کے بیان میں	۱۵۶
فصل بعض زندیقوں کے بیان میں	۱۵۹
چھٹا باب عالموں پر فنون علم میں تلبیس ابلیس کے بیان میں	۱۶۱
قاریوں پر تلبیس ابلیس کا بیان	〃
محدثین پر تلبیس ابلیس کا بیان	۱۶۵
فقہا پر تلبیس ابلیس کا بیان	۱۶۲
واعظوں اور قصہ بیان کرنے والوں پر تلبیس ابلیس کے ذکر	۱۸۱
نحوی اور ادیب لوگوں پر تلبیس ابلیس کا بیان	۱۸۶
شاعروں پر تلبیس ابلیس کا بیان	۱۹۱
علمائے کلامین پر تلبیس ابلیس کا بیان	۱۹۲
فصل غور وفکر کے متعلق علمائے کلامین پر تلبیس ابلیس کے بیان میں	۱۹۳
فصل شہر نہر کے متعلق علمائے کلامین پر تلبیس ابلیس کے بیان میں	۱۹۴
فصل علمائے کلامین پر ایک مخفی تلبیس کے بیان میں	۱۹۶
ساتواں باب بیان ملک و سلاطین پر تلبیس ابلیس کے بیان میں	۱۱۶
دو میان ملک و رسالاطین پر تلبیس ابلیس کے بارہ طریقوں کا بیان	〃
آٹھواں باب عابدوں پر عبادت میں تلبیس ابلیس کے بیان میں	۲۰۲
عابدوں پر قضائے حاجت اور وضو میں تلبیس ابلیس کا ذکر	۲۰۳
عابدوں پر وضو میں تلبیس کا ذکر	۲۰۴
عابدوں پر اذان میں تلبیس کا ذکر	۲۰۰
عابدوں پر نماز میں تلبیس کا ذکر	۲۰۸
عابدوں پر قرات قرآن میں تلبیس ابلیس کا بیان	〃
عابدوں پر روزہ میں تلبیس ابلیس کا بیان	۲۱۸
عابدوں پر حج میں تلبیس ابلیس کا بیان	۲۲۱
مجاہدین پر تلبیس ابلیس کا بیان	〃

مضامین	صفحہ
فقیہ بننے والوں پر تلبیس ابلیس کا ذکر	۲۲۶
نواں باب زاہدوں پر تلبیس ابلیس کے بیان میں	۲۲۹
دسواں باب صوفیوں پر تلبیس ابلیس کے بیان میں	۲۴۹
فصل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں مسلمانوں کے طلائے اور مجمد میں کوئی نام پیدا نہ تھا، صوفیہ کی وجہ تسمیہ کے بیان میں	۲۴۸
فصل صوفیہ کی ایک دوسری وجہ تسمیہ اور اسکی تردید کے بیان میں	۲۵۰
صوفیہ کی بعض تصانیف اور احیاء العلوم میں داخل ہونیکی کچھ حقیقت ہونے کے بیان میں	۲۵۳
فصل صوفیہ کی تلبیس ابلیس کے بارے میں تنبیہ کے بیان میں	۲۵۶
فصل اوائل صوفیہ کے کچھ سنت پر اعتماد کرنے اور اس کا ذکر	۲۵۸
اس اعتقاد کے بیان میں	۲۵۸
بعض شیوخ صوفیہ کی غلطیوں کا بیان	۲۵۹
طہارت کے بارے میں صوفیہ پر تلبیس ابلیس کا بیان	۲۶۷
نماز کے بارے میں صوفیہ پر تلبیس ابلیس کا بیان	۲۶۸
سکاح کے بارے میں صوفیہ پر تلبیس ابلیس کا بیان	〃
مال چھوڑنے کے بارے میں صوفیہ پر تلبیس ابلیس کا بیان	۲۶۹
فصل فقر اور مال اور انکے حال کے بیان میں	۲۷۸
فصل مال چھوڑنیکے برے نتائج کے بیان میں	۲۷۹
فصل مال کے متعلق بعض لوگوں کی ایک غلطی کے بیان میں	۲۸۱
فصل مال کے متعلق متقدمین و متاخرین صوفیہ میں فرق کے بیان میں	۲۸۳
فصل مال کے متعلق اوائل صوفیہ کی احتیاط کے بیان میں	۲۸۴
فصل مال کے متعلق بعض شیوخ صوفیہ کی غلطی کے بیان میں	۲۸۵
لباس کے بارے میں صوفیہ پر تلبیس ابلیس کا بیان	〃
فصل لباس سے متعلق مصنف کے زمانے کے بعض صوفیہ کی عادت کے بیان میں	۲۸۶
فصل ان لوگوں کی مذمت میں جو صوفیہ کے ساتھ تشبہ چاہتے ہیں	〃
فصل مرقع وغیرہ کے مکروہ ہونیکی وجوہ کے بیان میں	۲۸۸
فصل مرقع کے بارے میں صوفیہ کے طریقہ اور اسکی اسناد کی تردید میں	۲۹۰
فصل صوفیہ کے رنگین کپڑے پہننے اور اسکی تردید میں	۲۹۲
فصل لباس شہرت کے مکروہ اور ممنوع ہونے کے بیان میں	〃
فصل صوفیہ کے خرقہ پہننے کے بیان میں	۲۹۳
فصل لباس کے متعلق بعض صاحبوں کی عادت کے بیان میں	۲۹۷

مضامین	صفحہ
فصل بُرے لباس کی بُرائی کے بیان میں	۲۹۹
فصل اس کے سوال کے جواب میں کہ نفیس لباس پہننا خواہش نفسانی ہے	۳۰۰
کھانے پینے کے بارے میں صوفیہ پر تلبیس ابلیس کا بیان	//
تعدد میں صوفیہ کے افعال کا کسی قدر بیان	//
سماع اور رقص کے بارے میں صوفیہ پر تلبیس ابلیس کا بیان	۳۲۲
فصل لفظ غنا کی تحقیق اور زمانۂ سابق اور موجودہ کے گانے کے فرق کے بیان میں	۳۲۹
فصل سماع کا حکم بیان کرنے سے پہلے ایک جامع نصیحت کے بیان میں	۳۳۳
فصل امام احمدؒ کے مذہب میں زہریات کے مختلف فیہ امور کے جائز ہونے کے ممنوع ہونے کے بیان میں	۳۳۵
فصل امام مالکؒ کے مذہب میں گانے کے ممنوع ہونے کے بیان میں	۳۳۶
فصل امام ابوحنیفہؒ کے مذہب میں گانے کے ممنوع ہونے کے بیان میں	۳۳۷
فصل امام شافعیؒ کے مذہب میں گانے کے ممنوع ہونے کے بیان میں	//
فصل گانے کے ممنوع اور مکروہ ہونے کے دلائل کے بیان میں	۳۳۸
فصل ان شبہوں کے بیان میں جنسے گانا سننے والے دلیل لاتے ہیں	۳۴۵
فصل بعض صوفیہ کے اس اعتقاد کی تردید میں کہ گانا بعض لوگوں کے حق میں مستحب ہے	۳۶۱
فصل بعض صوفیہ کے اس دعوے کی تردید میں کہ سماع سے قربت الٰہی ہوتی ہے	//
نوحہ میں صوفیہ پر تلبیس ابلیس کا بیان	۳۶۳
نوجوانوں کی صحبت کے بارے میں اکثر صوفیہ پر تلبیس ابلیس کا بیان	۳۸۰
توکل کے دعوے کرنے اور اسباب قطع کرنے اور مال جمع کرنے اور بھیجنے دینے میں صوفیہ پر تلبیس ابلیس کا بیان	۴۰۰
پیشہ انبیاء و صحابہ و تابعین وغیرہ	۴۰۵
علاج کے بارے میں صوفیہ پر تلبیس ابلیس کا بیان	۴۱۱
تنہائی اور گوشہ نشینی کے بارے میں صوفیہ پر تلبیس ابلیس کا بیان	۴۱۲
خشوع اور سر جھکانے اور ناموس قائم رکھنے کے بارے میں صوفیہ پر تلبیس ابلیس کا بیان	۴۱۵
ترک نکاح کے بارے میں صوفیہ پر تلبیس ابلیس کا بیان	۴۱۷
فصل ترک نکاح کی بعض خرابیوں کے بیان میں	۴۲۱
اولاد نہ چاہنے کے بارے میں صوفیہ پر تلبیس ابلیس کا بیان	۴۲۲
سفر اور سیاحت کے بارے میں صوفیہ پر تلبیس ابلیس کا بیان	۴۲۳
فقیر زادوں اور راہ کے ویرانوں میں جانے کے بارے میں صوفیہ پر تلبیس ابلیس کا بیان	۴۲۵

مضامین	صفحہ
صوفیہ کے ان خلاف شرع افعال کا بیان جو اشتہار حج میں صادر ہوئے	۴۱۹
مسافر کے سفر سے واپس آنے کے متعلق صوفیہ پر تلبیس ابلیس کا بیان	۴۴۳
حرم کے متعلق صوفیہ پر تلبیس ابلیس کا بیان	۴۴۷
نفس کی ذلیل ترک کرنے میں صوفیہ پر تلبیس ابلیس کا بیان	۴۴۹
فصل فقر کی شریعت اور حقیقت میں تفریق کی تردید میں	۴۵۵
امام غزالیؒ کا قول کہ جو شخص کہے کہ حقیقت شریعت کے خلاف ہے	//
اسکو بہ نسبت ایمان کے کفر سے زیادہ قرب ہے	
علمی کتابیں دفن کر دینے اور دریا میں بہا دینے کے متعلق صوفیہ پر تلبیس ابلیس کا بیان	۴۵۶
علمی شغل والوں پر اعتراض کرنے کے بارے میں صوفیہ پر تلبیس ابلیس کا بیان	۴۶۰
علمی مسائل میں کلام کرنے کے بارے میں صوفیہ پر تلبیس ابلیس کا بیان	۴۶۳
قرآن کی تفسیر میں صوفیہ کے کلام کا تھوڑا سا بیان	//
حدیث وغیرہ میں صوفیہ کے کلام کا کسی قدر بیان	۴۷۰
شطحیات اور دعاوی کے بارے میں صوفیہ پر تلبیس ابلیس کا بیان	۴۷۲
چند افعال منکرہ کا بیان جو صوفیہ سے منقول ہیں	۴۷۸
فصل فرقہ ملامتیہ کی تردید میں	۴۸۷
فصل فرقہ اباحیہ کی تردید میں	۴۸۸
فرقہ اباحیہ کے چھ شبہے اور انکے جواب	۴۸۹
گیارھواں باب ان لوگوں پر تلبیس ابلیس کے بیان میں جو کرامات کی قسم کی چیزوں کو دین سمجھتے ہیں	۵۰۳
فصل کرامات کے قسم کی چیز سے بعض لوگوں کے بہک جانے کے بیان میں	۵۰۶
فصل دعا مانگنے کے ان چیزوں سے پرہیز کرنے کے بیان میں جو بظاہر کرامت معلوم ہوتی ہیں	۵۰۷
بارھواں باب عوام پر تلبیس ابلیس کے بیان میں	۵۰۹
فصل نفس کی پابندی اور عداوی مخالفت کی پروا نکرنے کی مذمت میں	۵۱۰
فصل علماء پر فقر کو ترجیح دینے کی مذمت میں	//
فصل شہر والوں کو چھوڑ کر پیرنی زاہدوں کو اختیار کرنے کی مذمت میں	۵۱۱
فصل اس قول کی مذمت میں کہ جب عالم لوگ شرع پر نہیں چلتے تو ہم کس گنتی میں ہیں	۵۱۳

مضامین	صفحہ
فصل عیسیٰ پر بہروسہ کرنے اور فضل کی پروانہ کرنیکی مذمت میں	۵۱۴
بیماروں پر لوگوں کے مال لینے میں تلبیس ابلیس کا بیان	۵۱۵
فصل نوافل کی پابندی اور فرائض ضائع کرنے کی مذمت میں	۵۱۷
فصل وعظ سننے اور عمل نہ کرنے کی مذمت میں	۵۱۷
فصل الدلال پر تلبیس ابلیس لعین کے اقسام بیان میں	۵۱۸

مضامین	صفحہ
فصل فقراء پر تلبیس ابلیس کے بیان میں	۵۲۱
فصل عورتوں پر تلبیس ابلیس کے بیان میں	۵۲۷
تیرھواں باب طول امل کے ساتھ تمام لوگوں پر تلبیس ابلیس کے بیان میں	۵۳۰

تمت

قطعہ تاریخ چکیدہ کلک جواہر سلک خطۂ دوران مولوی یوسف حسین صاحب سلمہ

اے خدا شیطان کے ہتھکنڈے سے تو ہم کو بچا — تو عطا کر ہم کو اسمال دمہ صبح و مسا
ابتدا ہر کام کی ہے نام سے تیرے مدام — تیری رحمت ہے محیط اتقیا و اشقیا
بے نہایت خوبیاں ہیں تیری رب العلمین — عام رحمت تیری یاں اور خاص ہے روز جزا
فیصلے کے دن کا مالک تجھ سوا کوئی نہیں — کانپتے ہوں گے جہاں سب اولیا و انبیا
خاص تیری ہی عبادت کرتے ہیں ہم جب کریں — تجھ سوا کوئی نہیں ہے لائق حمد و ثنا
اپنی سراجت میں دینی ہو دنیوی ہو یا ہو دینوی — خاص تیری ہی مدد کے ہیں طلبگار اے خدا
تو ہمیں ہر بات میں ہر کام میں ہر حال میں — دین میں دنیا میں ہر دم سیدھے رستے پر چلا
راہ اُن لوگوں کی جو پر تیرا ہر دم فضل ہے — صالح و اہل شہادت اہل صدق و انبیا
اُس رہ کج سے بچانا جس پہ ہیں اہل غضب — جان کر جو ضد سے ہوتے ہیں رہ حق سے جدا
نیز یارب ہم کو رکھ محفوظ از راہ ضلال — یا الٰہی کیجیو مقبول یہ میری دعا

حضرت میر معظم سید اہل شرف — پیرو راہ سلف مستوجب مدح و ثنا
خیر خواہ اہل سنت قامع اہل بدع — ناصر دین محمد محو توحید خدا
جن کے مطبع میں ہمیشہ سے بفضل کردگار — طبع ہوتی ہیں کتابیں علم سنت کی سدا
اون دنوں اک اور طرز نو کی ان کے ہاں کتاب — چھپ کے نکلی ہے بآب و تاب بازیب صفا
نام ہے تلبیس ابلیس ابن جوزی کی لکھی — ہیں محرر جس میں شیطاں کے سبھی مکر و دغا
آگہی کے واسطے یک جا کیے اک جلد میں — تا نہ ہو شیطان کا راہ ہدا میں سامنا
ہو شیاری سے ہوں مشغول عبادت اہل دل — بر خلاف دین احمد ہو نہ اُن کا راستا
لیکن اُس کا فائدہ اہل عرب سے خاص تھا — اہل ہند کم تر نہ تھے اُس سے بخوبی آشنا
اس لیے اُسکو مترجم کر کے چھاپا ہے یہاں — تا کہ خاص و عام کا اُس سے برآوے مدعا
ابن جوزی جیسے علامہ کی ہے جب یہ کتاب — یہ فضیلت کم نہیں کیا ہم کریں مدح و ثنا
بن دلور فروری و اواسط ذی الحجہ میں — اُسکے چھپنے کا ہوا باعث تحمل انتقاضا
اب اسی ترتیب سے تاریخ طبع از روی سال — بہر سنا کر و فراغت تا انتہا
از ہجرت الش برائے سال میلاد نبی — اُو کو تلبیس ابلیس مترجم کہدیا
نیز بہر سال عیسیٰ از سر آئیں کہو — ہو چکی تیار تلبیس مترجم دو ندا
از سر عجرت برائے سال ہجری پڑھ سنا — چھپ گئی با ترجمہ تلبیس ابلیس اے مدا

۱۳۳۶ ۱۹ ۲۳ ۱۳

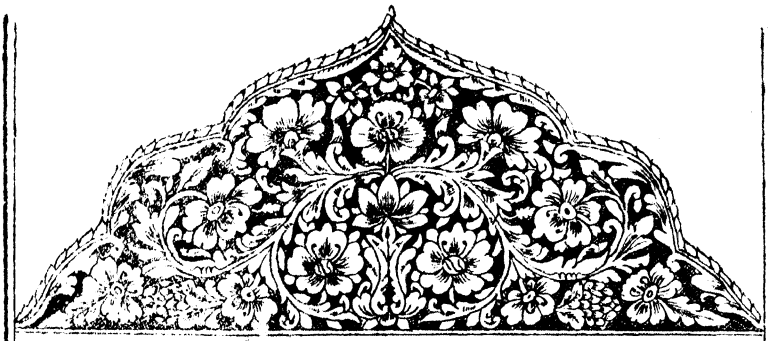

بسم الله الرحمن الرحيم

وما توفيقي الا بالله قال الشيخ الامام العالم جمال الدين ابو الفرج عبد الرحمن بن علي بن محمد بن علي الجوزي الحنبلي الواعظ البغدادي رح الحمد لله الذي سلم ميزان العدل الى اكف اولي الالباب وارسل الرسل مبشرين ومنذرين بالثواب والعقاب وانزل عليهم الكتب مبينة للخطاء والصواب وجعل الشرائع كاملة لا نقص فيها ولا عاب احمده حمد من يعلم انه مسبب الاسباب واشهد بوحدانيته شهادة مخلص في نيته غير مرتاب وان محمدا عبده ورسوله وقد سدل الكفر على وجه الايمان الحجاب فنسخ الظلام بنور الهدى وكشف النقاب وبين للناس ما نزل اليهم واوضح مشكلات الكتاب وجعلهم على المحجة البيضاء لا سرب فيها ولا اسراب وصلى الله عليه وعلى جميع الآل وكل الاصحاب وعلى

ترجمہ بسم اللہ الرحمن الرحیم وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم شیخ امام عالم ربانی جمال الدین ابو الفرج عبد الرحمن بن علی بن محمد بن علی معروف بابن الجوزی الحنبلی واعظ بغدادی نے فرمایا حمد و ثناء اعلی شایان حضرت باری تعالی ہے جس نے ترازوی عدل عقلا کے ہاتھو میں سپرد فرمائی اور انبیاء برگزیدہ بھیجکر مطیعین کو ثواب کی خوشخبری سنائی اور منکرین کو عذاب الٰہی سے ڈرایا۔ اور ان پر سچی کتابیں نازل فرما کر ٹیڑھی جھنمی راہوں سے راہ راست کی تمیز صاف صاف بتلائی۔ اور ہر قسم کی عملی شریعت بغیر نقص و عیب کے کمال کو پہنچائی میں ایسے شخص کی طرح اس کی حمد کرتا ہوں جس کو یقین ہے۔ کہ وہی مسبب الاسباب ہے۔ اور اس کی وحدانیت کی گواہی ایسے مخلص کیطرح ادا کرتا ہوں جس کی نیت میں نہ کچھ شک ہے۔ نہ ارتیاب ہے اور یہ گواہی دیتا ہوں۔ کہ محمد اس کے بندے اور رسول ہیں خاتم النبیین احمد مجتبی بکمال عبودیت ازلی مقبول ہیں جن کو رب عزوجل نے ایسے وقت مبعوث فرمایا۔ جب ایمان کے چہرہ پر کفر نے اپنا پردہ لٹکایا۔ تو اس سراج المنیر آفتاب رسالت نے نور ہدایت سے تاریکی کو مٹایا۔ اور امر حق کے چہرے سے باطل کا پردہ اوٹھایا۔ اور بندوں کے لئے جو پیغام اترا۔ اس کو صاف صاف بیان کیا۔ اور قرآن مجید کے مشکلات کو واضح کر دیا۔ آخر انکو ایسے صاف ہموار روشن رستہ پر چھوڑا ہے جسمیں نہ اونچ خالی ہے۔ نہ دھوکا ہے صلی اللہ علیہ وعلی جمیع الآل وکل الاصحاب وعلی

التابعين لهم باحسان الى يوم الحشر والحساب وسلم تسليما كثيرا اما بعد فان اعظم النعم على
الانسان العقل لانه الآلة فى معرفة الاله سبحانه والسبب الذى يتوسل به الى تصديق الرسل الا
انه لما لم ينهض بكل المؤاين الجد والرب بعثت الرسل وانزلت الكتب فمثال الشرع الشمس ومثال
العقل العين فاذا فتحت وكانت سليمة رات الشمس ولما ثبت عند العقل اقوال الانبياء لصادقة
بدلايل المعجزات الخارقة سلم اليهم واعتمد فيما اخبروا عليهم ولما انعم الله سبحانه على هذا العالم الانسى
بالعقل افتتح بنبوة ابيهم ادم عليه السلام فكان يعلمهم عن وحى الله عزوجل فكانوا على
الصواب الى ان انفرد قابيل بهواه فقتل اخاه ثم تشعبت الاهواء بالناس فشردت بهم فى بيداء

ترجمہ التابعین لہم باحسان الی یوم الحشر والحساب وسلم تسلیما کثیرا اما بعد واضح ہو کہ انسان عقل بڑی نعمت ہے کیونکہ اسی ذریعہ سے اللہ تعالی کی معرفت
حاصل ہوتی ہے اور اسی وسیلہ سے رسولوں کی تصدیق نصیب ہوتی ہے لیکن چونکہ بندے اور اسکے رب کے درمیان ہی جب عقل سے اسکا کام پورا نہو سکا تو رسول
بھیجے گئے اور کتابیں اتاری گئیں عقل کی مثال آنکھ ہے اور شرع کی مثال آفتاب ہے پس آنکھ کھولنے پر جب ہی آفتاب دیکھے گی کہ درست ہو ورنہ نہیں اور جب عقل
کے نزدیک انبیاء کے دلایل معجزات سے یہ ثابت ہوا کہ جو کچھ انبیاء فرماتے ہیں یہ قول سچ ہیں تو عقل نے اُن کا کہنا بسر وچشم قبول کیا اور پوشیدہ امور میں
اُن کے کہنے پر اعتماد کیا ف جب انبیا علیہم السلام نے فرمایا کہ ہمکو تمہارے رب عزوجل نے تمہارے پاس بھیجا ہے کہ اگر ہمپر ایمان لاؤ تو تمہارے لیے جنت ہے
اور اگر اپنے جی کی پیروی کرو تو تمہارے لیے عذاب الیم ہے عقل نے دیکھا کہ یہ چیزیں نظر نہیں آتی ہیں تو اُسنے دلیل چاہی کہ یہ کیونکر معلوم ہو کہ آپ لوگ اللہ کے بھیجے ہوئے
ہیں انبیاء نے جناب باری تعالی میں عرض کیا تو اللہ تعالی نے اُنکے ہاتھ سے دنیا میں وہ چیزیں پیدا کیں جو یہاں کسی ترکیب سے نہیں پیدا ہو سکتی ہیں تو عقل نے جان لیا
کہ بیشک اللہ تعالی کے بھیجے ہوئے ہیں تو انکا سب کہنا سچ ہے اصبح ہو کہ مصنف نے رسالہ اذکیا میں کہا کہ عقل کا لفظ چار معنی پر بولا جاتا ہے (اول) وہ چیز
جس سے انسان حیوان میں فرق ہے جس سے فکر و تدبیر کرکے باریک صنعتیں نکالتا ہے امام احمد حارث محاسبی جو کہا کہ وہ پیدائشی قوت ہے تو اس سے یہی معنی مراد
ہیں (دوم) بھلے برے محال سمجھنے والی قوت طبعی کا علم (سوم) تجربہ سے جو ملکہ حاصل ہو (چہارم) پیدائشی قوت کا کمال حتے کہ فانی خواہشیں چھوڑ کر اور آخرت
مانگے مترجم کہتا ہے کہ عقل کی دو قسمیں ہیں ایک عقل جسمانی جو مجموعہ حواس ظاہری و باطنی کا نام ہے اور حیوانات میں یہ سب حواس نہیں ہیں بلکہ تھوڑی تھوڑی
ہیں کیونکہ انسان سے زیادہ قوی ہیں اور تجربہ دس بلوغ سے یہ عقل قوی ہو جاتی ہے اور اسی عقل سے انسان دنیا کی زندگی کے سامان پیدا کرتا ہے اور
جسقدر یہ عقل قوی ہو اُسقدر یہ عقل تیز ہوتی ہے اور بدن کی موت کے ساتھ مرجاتی ہے (قسم دوم) عقل روحانی وہ روح کی حواس ہیں اور جب قلب پر مہر ہو
تو نہیں سمجھتی ہیں بلکہ ایمان ہی سے کھلتے ہیں دلیل قولہ تعالی ما کان لنفس ان تؤمن الا باذنہ آیہ یعنی کسی جی کو ایمان حاصل کرنے کی قدرت نہیں مگر جب اللہ تعالی کا
ارادہ ہو اور وہ شرک کی پلیدی سے عقلوں کو ہٹا دیتا ہے (اھ) ومن یرغب عن ملۃ ابراہیم الآیہ یعنی ملت ابراہیمی سے وہی منہ موڑتا ہے جو بے عقل ہے معلوم ہوا کہ کافر بے عقل
ہوتے ہیں یعنی یہ عقل نہیں کہتے اگرچہ قسم اول میں سے بڑھے ہوئے ہوں اور اسکے واسطے آیات کثیرہ دلیل ہیں فائدہ تعالی علم اجب اللہ تعالی نے بنی آدم عالم انسانی پر عقل کا انعام کیا تو پہلے پہل
آدمی یا آدم کی پیغمبری سے شروع کیا پس آدم اکو اللہ تعالی کی وحی سے تعلیم فرمایا کرتے تھے سب انسان ٹھیک راہ پر جمع تھے یہانتک کہ قابیل نے اپنی خواہش نفس کی
پیروی میں جدا ہو کر اپنے بھائی (ہابیل) کو قتل کیا (تب سے اختلاف شروع ہوا) پھر تو لوگ مختلف خواہشوں کی پیروی میں جدا جدا شاخیں ہو کر مختلف گمراہیوں

الضلال حتی عبد والاصنام واختلفوا فی العقائد والافعال اختلافا خالفوا فیہ الرسل والعقول
اتباعا لاھوائھم ومیلا الی عاداتھم وتقلیدا لاکابرھم فصدق علیھم ابلیس ظنہ فاتبعوہ الا
فریقا من المؤمنین فصل واعلم ان الانبیاء جاءوا بالبیان الکافی وقابلوا الامراض بالدواء الشافی و
توافقوا علی منھاج لم یختلف فاقبل الشیطان ابلیس یخلط بالبیانات شبھا وبالدواء سما وبالسبیل
الواضح جددا مضلۃ وما زال یلعب بالعقول الی ان التقی فریق باھلیتہ فی مذاھب سخیفۃ وبدع
قبیحۃ فاصبحوا یعبدون الاصنام فی البیت الحرام ویحرمون البحیرۃ والسائبۃ والوصیلۃ ولحوم
الحرث وأد البنات ویخلعون فی المیراث وغیر ذلک من الضلال الذی سوّلہ لھم ابلیس فبعث اللہ
سبحانہ محمدا صلی اللہ علیہ وسلم فرفع المنار وشرع المصالح فسار اصحابہ معہ وبعدہ الذین
اسلموا من بعدہ وغروہ فلما انتشر نھارہ وجوھھم اقبلت اغابش الظلمۃ فعادت کاھلۃ الدعاۃ
الی ضلال سبیلا مازال مقسما فتفرق الاکثرون دینھم وکانوا شیعا ونھض ابلیس یلعب

ترجمہ کے بیابانوں میں بھٹکنے لگے یہانتک نوبت پہنچی کہ بت پوجنے لگے اور طرح طرح کے عقیدے و افعال ایسے نکالے کہ وہ رسولوں کے ارشاد سے اور عقل کی ہدایت سے مخالف تھے یہ سب اس لیئے کہ انہوں نے اپنی جی کا کہنا مانا۔ اور اپنی رسوم و عادات کے پابند ہوئے اور اپنے باپ دادوں کی تقلید کی پس ابلیس نے اُن پر اپنا گمان سچا کر دکھایا کہ ان لوگوں نے اُس کی پیروی کر لی سوائے ایک فریق مؤمنین کے **فصل** واضح ہو کہ انبیاء علیہم السلام کافی بیان لائے اور ہر مرض کی شفا بتلائی اور سب پیغمبروں کا اتفاق ایک ہی راہ مستقیم (توحید) پر رہی اس دین پر اتحاد کے بعد پھر شیطان ابلیس نے آکر بیان کافی کے ساتھ اپنا شبہ ملایا اور دوائے شافی کے ساتھ اپنا زہر ملایا اور واضح راہ کی دونوں طرف گمراہ کرنے والی پگڈنڈیاں ملائیں اور اسی طرح وہ برابر اُن کی عقلوں سے کھیلتا رہا یہانتک کہ اُس نے اسلام سے پہلے زمانۂ جہالت والوں کو حماقت کے مختلف مذاہب میں اور قبیح بدعتوں میں پراگندہ کر دیا نتیجہ یہ ہوا کہ بیت الحرام (کعبہ) میں بت پرستی کرنے لگے اور خیرہ و سائبہ و حام و وصیلہ کو حرام تھہرایا اور لڑکیوں کو زندہ درگور کرنا چھوڑ جانے اور لڑکوں اور ان کی مانند کمزور دارثوں کو میراث نہ دینا اسی طرح کی بہت کم باتیں ابلیس نے اُن کی نظر میں بھلی بنائی تھیں یہانتک کہ اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا تو آپ نے قبیح بدعتیں دور فرمائیں اور نیک مصلحت کی باتوں کی شرع مقرر فرمائی پس آپ کے اصحاب رضی اللہ عنہم آپ کے ساتھ اور آپ کے بعد اس شرع نورانی کی روشنی میں دشمن شیطان اور اُس کے فریب سے بچے سو راہ پر رہے جب اُن کے نورانی چہرے جن پر کی طرح روشنی تھی فوت ہوئے تو پھر گھٹا ٹوپ اندھیریاں سامنے آئیں یہ اور نفس پرستی دوبارہ بدعتوں کی بنیاد ڈالنے لگی اور جو کشادہ راہ شریعت چلی آتی تھی اُس میں کوتاہی تا بہاں بنانے لگی چنانچہ ہتیرے لوگ دین حق سے چھوٹ کر جدا جدا فرقے ہو گئے حالانکہ پہلے متفق جماعت تھے۔ اور ابلیس نے اُن کو مکاری میں پھانسا۔ اور

۵ کما قال اللہ تعالے لقد صدق علیھم ابلیس ظنہ فاتبعوہ الا فریقا من المؤمنین ۱۲ منہ بحیرہ وہ ناقہ ہے کہ دودھ بتوں کے نام پر چھوڑتے اور سائبہ سانڈ ہے۔ اور حام چند بار مفتی کے بعد سواری و بار برداری سے آزاد ہونا۔ اور وصیلہ چند بیٹ چلنے کے بعد بت کے نام پر آزاد ہوتی اور اُن کی صورتیں اقسام جانوروں میں مختلف قسمیں اردو تفسیر عزیز مبارکہ رحمانی میں دیکھو

یزخرف ویغرق ویؤلف وانما یصح التلصص فی لیل الجهل فلو قد طلع علیه صبح العلم افتضح فرایت ان اخذ
من مکائده وادل علی مصائده فان فی تعریف الشر تحذیرا من الوقوع فیه ففی الصحیحین من حدیث
حذیفة قال کان الناس یسألون رسول الله صلی الله علیه وسلم عن الخیر وکنت اسأله عن الشر
مخافة ان یدرکنی **وعن** ابن عباس قال والله ما اظن علی ظهر الارض الیوم احدا احب الی الشیطان
هلاکا منی فقیل وکیف فقال والله انه لیحدث البدعة فی مشرق او مغرب فیحملها الرجل
فاذا انتهت الی قمعتها بالسنة فقد علیه کما اخرجها **فصل** وقد وضعت هذا الکتاب محذرا من
فتنه ومخوفا من محنه وکاشفا عن مستوره وفاضحا له فی خفی غروره والله المعین بجوده کل
صادق فی مقصوده وقد قسمته ثلثة عشر بابا تتکشف بمجموعها تلبیسه وتتبین للفطن تفهیمها
وتدلیسه فمن انتهض بغرمه للعمل بما صح منه ابلیسه والله الموفق فیما قصدت وملهم الصواب فیما
اردت ذکر تراجم الابواب **الباب الاول** فی الامر بلزوم السنة والجماعة **الباب الثانی** فی ذم البدع

ترجمہ بدکاری اُن پر رچانا اور اُن کو پھوٹ مین ڈالنا شروع کیا۔ اور جان رکھو کہ ابلیس کی چوری تبھی بن پڑتی ہے کہ نادانی و
جہالت کی اندھیری رات ہو۔ اور اگر اُس پر صبح علم کی روشنی پڑ جائے تو وہ فضیحت ہو جائے گا **لہذا** مجھے مناسب معلوم ہوا کہ ابلیس کی
مکاریون سے ڈراؤن اور اُس کے شکاری جال کے موقعے بتا دون کیونکہ بدی کی شناخت بتلاتا اس مین مبتلا ہونے سے بچانا ہی چنانچہ صحیحین مین
حدیث حذیفہ رضہ سے وارد ہے۔ کہ لوگ تو رسول اللہ صلعم سے نیکیان دریافت کیا کرتے اور مین آپسے برائیان پوچھتا تاکہ ایسا نہ ہو مین اُس مین مبتلا
ہو جاؤن **ابن عباس** رضی اللہ عنہ نے کہا کہ واللہ مین نہین جانتا کہ آج روئے زمین پر کوئی دوسرا ہے جس کا مزا شیطان کو میرے مرنے سے
زیادہ پسند ہو عرض کیا گیا کہ یہ کیون ہے تو فرمایا کہ شیطان کہین مشرق یا مغرب مین کوئی بدعت نکالتا ہے جس کو مرد مسلمان (حکم پوچھنے
میرے پاس لاتا ہے پس وہ مجھ تک یہ بدعت لے کر پہنچا ہی تھا کہ مین اُس کو بدعت کے پیچھے رسول اللہ صلعم کی راہ لگا دیتا ہون پس شیطان
کی نکالی ہوئی بدعت جون کی تون اُس پر پھینک ماری جاتی ہے **فصل** مین نے اس کتاب کا موضوع یہ رکھا کہ وہ ابلیس کے فتنون سے
ہوشیار کرنے والی اور اُس کی قبیح بیہودگیون سے ڈرانے والی اور اُس کی چھپی چالون کو کھولنے والی اور اُس کے خفیہ دھوکے ظاہر
کرنے والی ہے اور اللہ تعالےٰ اپنے کرم سے ہر سچے کی مراد پوری کرنے والا ہے۔ اور مین نے اس کتاب کو تیرہ ۱۳ باب پر منقسم کیا ان سب کے
مجموعہ سے شیطان کی تلبیس کھل جائیگی اور سمجھ دار کو اُس کی تدلیس سمجھنا آسان ہوگا اور جس بندۂ صالح نے اُس پر عمل کرنے کا عزم مصمم کیا
اُس سے شیطان ہار کر چیخ اُٹھیگا اللہ تم ہی مجھے میرے مقصود کی توفیق دینے والا اور میری مراد مین ٹھیک بات کا الہام فرمانے والا ہے

مضامین ابواب کا مجمل بیان

باب اوّل سنت[۱] وجماعت کو لازم پکڑنے کی تاکید کا بیان **باب دوم** بدعت و بدعتیون کی مذمت کا بیان +

[۱] رسول اللہ صلعم فرماتے تھے اور وہ یقینی طور سے متواتر صحابہ سے حاصل ہوا اور جماعت اسی پر متفق تھی پھر خوارج نے پہلے پھوٹ ڈالی پھر فتنہ پھیلا

والمبتدعین الباب الثالث فی التحذیر من فتن ابلیس ومکائدہ الباب الرابع فی معنی التلبیس و الغرور الباب الخامس فی ذکر تلبیسہ فی العقائد والدیانات الباب السادس فی ذکر تلبیسہ علی العلماء فی فنون العلم الباب السابع فی ذکر تلبیسہ علی الولاۃ والسلاطین الباب الثامن فی ذکر تلبیسہ علی العباد فی فنون العبادات الباب التاسع فی ذکر تلبیسہ علی الزھاد فی زھدھم الباب العاشر فی ذکر تلبیسہ علی الصوفیۃ الباب الحادی عشر فی ذکر تلبیسہ علی المتدینین بما یشبہ الکرامات الباب الثانی عشر فی ذکر تلبیسہ علی العوام الباب الثالث عشر فی ذکر تلبیسہ علی الکل بتطویل الامل الباب الاول فی الامر بلزوم السنۃ والجماعۃ عن ابن عمر ان عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالی عنہ خطب بالجابیۃ فقال قام فینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال من اراد منکم بحبوحۃ الجنۃ فلیلزم الجماعۃ فان الشیطان مع الواحد وھو من الاثنین ابعد وعن جابر بن سمرۃ قال خطبنا عمر بن الخطاب الناس بالجابیۃ

ترجمہ۔ **باب سوم** ابلیس کے فتنہ وکمروں سے ڈرانے کا بیان۔ **باب چہارم** ابلیس کے مکر کا تھنے اور دھوکا دینے کے کیا معنی ہین **باب پنجم** عقیدون مین اور دینی اعمال مین ابلیس کے مکر کا بیان **باب ششم** عالمون کو فنون علم مین دھوکا دینے کا بیان **باب ہفتم** سلاطین ووالیان ملک پر ابلیس کی تلبیس کا بیان **باب ہشتم** عابدون پر فنون عبادات مین اُس کی تلبیس کا بیان **باب نہم** زاہدون پر اُن کے زہد مین ابلیس کی تلبیس کا بیان **باب دہم** صوفیون پر شیطانی تلبیس کا بیان **باب یازدہم** بدعت اختیار کرنے والون پر ایسی دولت سے تلبیس کرنا جو کرامت کے مشابہ ہے **باب دوازدہم** عوام پر اُس کی تلبیس کا بیان **باب سیزدہم** دور دراز امیدون کے ذریعے سے سب لوگون پر اُس کی تلبیس کا بیان ۔ **باب اوّل** سنت وجماعت کو لازم پکڑنے کی تاکید کا بیان۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے مقام جابیہ مین لوگون کو خطبہ سُنانے مین فرمایا کہ جس طرح مین تم مین کھڑا ہون۔ اسی طرح ہم مین کھڑے ہو کر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے خطبہ سُنایا۔ پس فرمایا کہ تم مین سے جس کو بہتر وسط جنت مرغوب ہو۔ اُس کو چاہیئے کہ طریقہ جماعت کو لازم پکڑے رہے۔ کیونکہ شیطان اکیلے کے ساتھ ہی۔ اور وہ دو سے دور تر ہے **ف** بعض نسخون مین یہ حدیث متعدد عبارات سے مذکور ہے۔ شاید مصنف نے اشارہ کیا کہ یہ حدیث عمر رضی اللہ عنہ سے بعض نے خطبہ جابیہ مین اور بعض نے بدون ذکر جابیہ کے بھی روایت کی۔ یہ حدیث طویل ہے۔ طبرانی رح نے معجم صغیر مین سند کیا کہ جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جابیہ مین عمر رضی اللہ عنہ نے ہم کو خطبہ سُنایا۔ پس فرمایا کہ جیسے مین تم مین کھڑا ہون اسی طرح ہم مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر فرمایا۔ کہ تم لوگ بزرگی مانو میرے اصحاب کی۔ پھر جو اصحاب کے بعد ہون گے پھر جو اُن کے بعد ہون گے پھر جھوٹ پھیل جائیگا یہانتک کہ آدمی گواہی دے گا حالانکہ وہ موقع پر حاضر و گواہ نہین کیا گیا تھا اور قسم کھائے گا حالانکہ اس سے قسم نہین چاہی گئی ۔

اختیار الہ یعنی ان لوگون نے وہ عمل اختیار کیا جو شرع مین گناہ ہے مگر اُن کے ظاہر مین نفع حاصل ہوا تو شیطان نے تلبیس کی کہ اس سے تم کو کرامت حاصل ہوگی ۔

فقال ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قام فى مثل مقامى هذا فقال من احب منكم ان يبحبوحة الجنة فليلزم الجماعة فان الشيطان مع الواحد وهو من الاثنين ابعد قال الترمذى هذا حسن صحيح **وعن عمر** قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من اراد بحبوحة الجنة فليلزم الجماعة فان الشيطان مع الواحد وهو من الاثنين ابعد **وعن ابن عمر** بن الخطاب ان النبى صلى الله عليه وسلم قال من سره ان يسكن بحبوحة الجنة فليلزم الجماعة فان الشيطان مع الواحد وهو من الاثنين ابعد **وعن عرفجة** قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول يد الله على الجماعة والشيطان مع من يخالف الجماعة **وعن اسامة** بن شريك قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول يد الله على الجماعة فاذا شذ الشاذ منهم اختطفته الشياطين كما يختطف الذئب الشاة من الغنم **وعن عبد الله** قال خط رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم خطا بيده ثم قال هذا سبيل الله مستقيما ثم خط عن

ترجمہ پس جس کو پسند ہو۔ کہ وہ وسط جنت میں گھر پاوے۔ تو چاہیئے کہ جماعت کو لازم پکڑے۔ کیونکہ شیطان اکیلے کے ساتھ ہے اور وہ دو سے دور تر ہے خبردار رہو۔ کہ کوئی مرد کسی عورت کے ساتھ تنہائی میں نہ بیٹھے۔ کیونکہ ان دونوں کا تیسرا شیطان ہوگا خبردار رہو۔ کہ جس شخص کو اس کی برائی ناگوار گزرے۔ اور اس کی نیکی اس کو خوش کرے۔ تو وہ مومن ہے۔ اور طحاوی نے اس کو مختصر روایت کیا۔ طبرانی رحمہ نے دوسرے مقام پر کہا۔ کہ اس حدیث کو عبداللہ بن الزبیر رضی اور ربعی بن خراش ثقہ تابعی وغیرہم نے بھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔ امام ترمذی نے بطریق عبداللہ بن عمر کے حضرت عمر سے پورا خطبہ جابیہ روایت کیا اور اس میں یہ لفظ زیادہ ہیں لوگو تم پر فرض ہے کہ جماعت کیساتھ ہو اور خبردار رہو پھوٹ سے بچو ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے اور بطریق زید بن وہب تابعی کے حضرت عمر سے بدون قصہ جابیہ کے روایت کیا ہے **عرفجہ** رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپ فرماتے تھے۔ کہ جماعت پر اللہ تعالے کا ہاتھ ہے۔ اور جو کوئی جماعت سے مخالف ہو شیطان اوسی کے ساتھ ہے۔ **اسامہ** بن شریک رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپ فرماتے تھے۔ کہ جماعت پر اللہ تعالے کا ہاتھ ہے پس جب ان میں سے کوئی پھوٹ کے الگ ہوا۔ تو اسی کو شیاطین اچک لیتے ہیں جیسے بھیڑیا گلہ سے الگ بھٹکی ہوئی بکری کو اچک لے جاتا ہے **ف** رواہ احمد معناہ فی الترمذی عن ابن عمر و ابن عباس قولہ جماعت پر اللہ تعالی کا ہاتھ ہے۔ یعنی اللہ کی حفاظت و حمایت ہے جیسے بندوں میں آقا اور معروف مشہور ہے کہ فلاں شخص کے سر پر ہاتھ رکھو کہ اس کا بیڑا پار ہو جاوے (مترجم) عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے ایک خط **علہ** کھینچا پھر فرمایا کہ یہ اللہ تعالے کی راہ مستقیم ہے۔

علہ مورخ کہتا ہے کہ یہ سیدھا خط

پھر اس کے دائیں بائیں خطوط کھینچے

یمینہ وشمالہ ثم قال ھذہ السبل لیس منھا سبیل الا علیہ شیطان یدعو الیہ ثم قرأ وَاَنَّ ھٰذَا صِرَاطِیْ مُسْتَقِیْمًا فَاتَّبِعُوْہُ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ **وعن** معاذ بن جبل ان نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ان الشیطان ذئب الانسان کذئب الغنم یاخذ الشاۃ القاصیۃ والناحیۃ فایاکم والشعاب وعلیکم بالجماعۃ والعامۃ والمسجد **وعن** ابی ذر عن النبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم انہ قال اثنان خیر من واحد وثلثۃ خیر من اثنین واربعۃ خیر من ثلاثۃ فعلیکم بالجماعۃ فان اللہ عز وجل لن یجمع امتی الا علی ھدی **وعن** ابن عمرو قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیأتین علی امتی ما اتی علی بنی اسرائیل حذو النعل بالنعل حتی ان کان منھم من اتی امہ علانیۃ لکان فی امتی من یصنع ذلک وان بنی اسرائیل تفرقت علی ثنتین وسبعین ملۃ وتفترق امتی علی ثلث وسبعین ملۃ کلھم فی النار الا واحدۃ قالوا من ھی یا رسول اللہ قال ما انا علیہ واصحابی قال الترمذی ھذا حدیث غیر مفسر ولا یعرف مثل ھذا الا من ھذا الوجہ **ورواہ ابوداؤد**

ترجمہ - پھر فرمایا کہ یہ کج راہیں ہیں ان میں سے کوئی راہ خالی نہیں جس پر ایک شیطان نہ ہو جو اپنی راہ کی طرف بلاتا ہے پھر آپ نے یہ آیت پڑھی وَاَنَّ ھٰذَا صِرَاطِیْ مُسْتَقِیْمًا فَاتَّبِعُوْہُ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِکُمْ عَنْ سَبِیْلِہٖ **ترجمہ** بیشک یہی میری راہ ہے سیدھی تم اسی کی پیروی کرو اور دیگر راہوں پر نہ چلنا کہ وہ تم کو میرے راہ سے جدا کر کے بچلا دیں ھ **ف** رواہ الدارمی وھو فی بعض النسخ ایضا **معاذ** بن جبل نے کہا کہ نبی اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شیطان آدمیوں کا بھیڑیا ہے (یعنی جسکو جماعت کی راہ سے جدا پاتا ہے ہلاک کر دیتا ہے) جیسے بکریوں کا بھیڑیا۔ جس بکری کو گلہ سے دور اور بھٹکی پاتا ہے۔ پکڑ لیتا ہے۔ پس خبردار تم پھوٹ کر مختلف رستہ چلنے سے بچنا۔ اور تم پر واجب ہے۔ کہ جماعت و عامۂ مؤمنین و مسجد کو لازم پکڑو **ف** رواہ احمد **ابوذر** رضی اللہ عنہ نے روایت کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک دو بہتر ہیں اور دو سے تین بہتر ہیں اور تین سے چار بہتر ہیں پس تم پر واجب ہے۔ کہ جماعت کو لازم پکڑو کیونکہ یہ نہیں ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ میری امت کو سوائے ہدایت کے جمع کرے (یعنی ہدایت ہی پر متفق کریگا) **ف** رواہ احمد **عن** ابن عمرو رضی اللہ عنہ یعنی عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ جو فتنہ بنی اسرائیل (یہود و نصاریٰ) پر آیا وہی قدم بقدم میری اُمت پر آئے گا یہاں تک کہ اگر ان میں ایسا شخص ہوا ہے جس نے علانیہ اپنی ماں سے بدکاری کی۔ تو اس امت میں بھی ایسا شخص ہوگا جو یہ حرکت کرے اور بنی اسرائیل پھوٹ کر بہتر فرقوں ہو گئے تھے اور میری امت تہتر فرقوں میں متفرق ہوگی یہ سب کے سب آگ میں ہیں سوائے ایک فرقہ کے صحابہ رضی اللہ عنہم نے پوچھا کہ یا رسول اللہ یہ ناجی فرقہ کون سا ہے ہوگا فرمایا جس صفت پر میں اور میرے اصحاب ہیں۔ اس حدیث کو ترمذی نے روایت کر کے کہا۔ کہ یہ حدیث غریب ہے تفسیر کیساتھ فقط اسی سند سے ملی ہے **ف** یعنی بدون تفسیر فقط تہتر فرقوں کی پھوٹ تک متعدد سندیں صحیحہ ثابت ہے اور شک نہیں کہ جو فرقہ اس طریقہ پر ہوگا جس پر آپ اور صحابہ تھے وہ جنتی ہے ۱۲ منہ

فی سننه من حدیث معاویة بن ابی سفیان انه قام فقال الا ان من قبلکم من اهل الکتب افترقوا علی ثنتین وسبعین ملة وان هذه الملة ستفترق علی ثلثة وسبعین ملة ثنتان وسبعون فی النار وواحدة فی الجنة وهی الجماعة **وعن** عبد الله قال الاقتصاد فی السنة خیر من الاجتهاد فی البدعة **وعن** ابی بن کعب قال علیکم بالسبیل والسنة فانه لیس من عبد علی سبیل وسنة ذکر الرحمٰن ففاضت عیناه من خشیة الله فتمسه النار وان اقتصادا فی سبیل وسنة خیر من اجتهاد فی خلاف سبیل وسنة **وعن** ابن عباس قال النظر الی رجل من اهل السنة یدعو الی السنة وینهی عن البدعة عبادة **وعن** ابی العالیة قال علیکم بالامر الاول الذی کانوا علیه قبل ان یفترقوا قال عاصم فحدثت به الحسن فقال قد نصحک والله وصدقک

اپنی سنن میں معاویہ بن ابی سفیان کی حدیث روایت کی کہ انہوں نے کھڑے ہو کر فرمایا خبردار ہو جاؤ کہ اہل کتاب جو تم سے پہلے تھے وہ بہتر ملتوں میں متفرق ہوئے اور یہ امت عنقریب تہتر فرقوں میں متفرق ہو جائیگی انمیں بہتر فرقے النار میں اور ایک فرقہ جنت میں ہے **ف** واضح ہو کہ فی النار ہونا دو صورتوں کو شامل ہے ایک یہ کہ آدمی ایمان کے لگاؤ سے بالکل خارج ہوا اگرچہ دین رسالت سے خارج ہو گیا جیسے معتزلہ اور شیعہ وغیرہ میں تو نتیجہ یہ کہ اول فی النار ہونگے پھر انکے لیے دوام سے نکالے جانے کی امید ہوا اور دوم یہ کہ دین توحید ہی سے خارج ہو گیا جیسے بعضے روافض جو حضرت علی میں الوہیت کہتے ہیں اور جیسے باجیہ فقیر اور بعضے مرجیہ جو نفاق اقراری کو ایمان کہتے ہیں حالانکہ دلمیں کچھ نہیں ہے تو یہ کفار ہیں ہمیشہ جہنم میں رہینگے۔ م۔ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ سنت کے طریقہ پر اوسط چال سے عبادت کرنا۔ بدعت کے طریقہ پر کوشش کی عبادت سے بہتر ہے **ف** اس بدعت سے یہ غرض ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود اس طریقہ سے عمل نہیں کرتے تھے اگرچہ وہ جائز ہو جیسے بیس رکعات تراویح سے یہ افضل ہے کہ تہجد کیوقت آٹھ رکعات میں قرآن شریف جس قدر حفظ ہو پڑھے اور اگر کسی نے ناجائز طریقہ سے عبادت نکالی تو وہ مردود ہے اور اسکا حکم مکروہ و حرام دلکفر تک پہنچتا ہے جیسے مقبرہ میں آواز سے قرآن پڑھنا مکروہ ہے اور چلہ کشی اسطرح کہ نماز سے عاجز ہو احرام ہو اور بغداد کو قبلہ بنا کر اور دہرمنہ کر کے ایک پاؤں پر کھڑے ہو کر صلوٰۃ غوثیہ پڑھنا کفر ہے۔ م۔ ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ راہ حق و طریقہ رسالت کو لازم پکڑنا تمپر واجب ہے کیونکہ جس بندہ نے طریقہ حق تعالیٰ و سنت رسول اللہ پر قائم ہو کر اللہ تعالیٰ الرحمن الرحیم کو یاد کیا پس اُس کی خوف سے اس بندہ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے تو یہ نہ ہوگا کہ آنکھوں کا آگ چھو جاوے اور راہ الٰہی و سنت رسالت پناہی پر اعتدال کی عبادت کرنا بہت بہتر ہے بہ نسبت اسکے کہ برخلاف سبیل و سنت کی جد و جہد کرے **ف** اگر ایک شخص رات دن نماز میں پڑھے اور وہ طریقہ سنت پر نہو تو اس سے وہ ولی اللہ بہت بہتر ہے جو ظاہر و باطن میں طریقہ سنت کے موافق فرائض و معمولی سنتیں ادا کرتا ہو۔ م۔ ابن عباس نے کہا کہ جو کوئی طریقہ سنت پر ہو کہ بدعت سے منع کرتا اور طریقہ رسالت کی وصیت کرتا ہو تو ایسے شخص کو دیکھنا عبادت ہے **ف** کیونکہ یہ ولی ہے اسکے دیکھنے سے اللہ تعالیٰ یاد آویگا۔ اور اللہ تعالیٰ کی یاد اچھی عبادت ہے۔ م۔ **ابو العالیہ** تابعی نے فرمایا کہ تمپر واجب ہے کہ وہ پہلا طریقہ اختیار کرو جسپر اہل ایمان پھوٹ پڑنے سے پہلے متفق تھے **ف** یہ حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ کا پورا زمانہ تھا اور اکثر دور حضرت عثمانؓ کی خلافت کے تھا۔ م۔

عاصم نے کہا کہ میں نے ابو العالیہ کا یہ قول حسن بصری سے بیان کیا تو کہا۔ کہ ہاں واللہ ابو العالیہ نے سچ کہا اور نصیحت فرمائی اللہ تعالیٰ کی نصیحت فرمائی

وعن الاوزاعی قال اصبر نفسك علی السنة وقف حیث وقف القوم وقل بما قالوا وکف عما کفوا عنه واسلك سبیل سلفك الصالحین فانه یسعك ما وسعهم وعن الاوزاعی قال رأیت رب العزة فی المنام فقال لی یا عبد الرحمن انت الذی تامر بالمعروف وتنهی عن المنکر فقلت بفضلك یا رب وقلت یا رب امتنی علی الاسلام فقال وعلی السنة وعن سفیان یقول لا یستقیم قول الا بعمل ولا یستقیم قول وعمل الا بنیة ولا یستقیم قول وعمل ونیة الا بموافقة السنة وعن یوسف بن اسباط قال قال سفیان یا یوسف اذا بلغك عن رجل بالمشرق انه صاحب سنة فابعث الیه بالسلام واذا بلغك عن آخر بالمغرب انه صاحب سنة فابعث الیه بالسلام فقد قل اهل السنة والجماعة وقال ایوب انی لاخبر موت الرجل من اهل السنة

ترجمہ اوزاعی (امام عبد الرحمن بن عمرو کبار اولیائے محدثین سے ہیں) رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ طریقۂ پر کہ پہنچے جی کو تھامے رہ اور جہاں صحابہ رضی اللہ عنہم ٹھہر گئے۔ تو بھی وہاں ٹھہر جا اور جہاں انہوں نے کلام کیا وہاں تو کلام کر اور جس چیز سے وہ رک رہے تو بھی رُک رہ اور اپنی دین کے سلف صالحین (صحابہؓ) کی راہ چل کیونکہ جہاں انکی سمائی ہوئی تیری بھی سمائی ہوگی **ف** یعنی تو بھی جنت عالیہ میں اُن کے ساتھ پہنچ جائیگا۔ امام **اوزاعی** نے یہ بھی بیان کیا کہ میں نے رب العزۃ جل جلالہ کو خواب میں دیکھا مجھسے فرمایا کہ اے عبد الرحمن تو ہی میری راہ میں نیک باتوں کا تقید کرتا اور بُری باتوں سے منع کرتا ہے میں نے عرض کیا کہ اے رب یہ تیرے ہی فضل سے مجھے نصیب ہوا ہے میں نے التجا کی کہ اے رب مجھے اسلام پر موت دیجیو فرمایا بلکہ اسلام اور سنت پر **ف** یعنی اسلام و سنت پر موت کی آرزو کر کیونکہ میں تجھے اپنے پسندیدہ دین اسلام پر اپنے حبیب رسول اللہ کے طریقہ سنت پر وفات دونگا۔ امام **سفیان** الثوری (امام جلیل القدر مشہور) فرماتے تھے کہ کوئی قول ٹھیک نہیں ہوتا جبتک اُسکے ساتھ عمل نہو پھر کوئی قول و عمل ٹھیک نہیں ہوتا جب تک نیت صحیح نہو اور کوئی قول عمل و نیت ٹھیک نہیں ہوتی جب تک رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے طریقہ سنت سے مطابق نہو **ف** صحابہؓ کے بعد حدیث شریف سے طریقۂ رسالت معلوم ہوتا ہے اور یہ متقی ظاہر و باطن کی موافقت سے ہوگا حتی کہ اگر خالی ظاہری اعمال میں موافق ہو اور باطنی خوف و عظمت الٰہی و شوق آخرت و دائمی یاد سے غافل ہو تو گویا بے نیت ہے اور ایسے لوگ ہمیشہ سے بہت کم ہیں۔ (م) **یوسف** بن اسباط نے کہا۔ کہ مجھ سے سفیان ثوری نے فرمایا کہ اے یوسف۔ اگر تجھے خبر ملے کہ فلان شخص حدِّ مشرق میں سنت کے طریقہ پر مستقیم ہے تو اُس کو سلام بھیج اور اگر تجھے خبر ملے کہ ایک شخص دیگر سرحد مغرب میں طریقہ سنت پر مستقیم ہے تو اُس کو سلام بھیج کہ اہل سنت والجماعت بہت کم رہ گئے ہیں **ف** ظاہر کے سنت و جماعت تو اب اسے برابر بکثرت اور سب سے بڑا گروہ رہتے آئے جن سے یہ متواتر ثابت ہوا۔ کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کا یہ طریقہ تھا۔ اور وہ ظاہر و باطن میں کامل تھے۔ اور اللہ تعالیٰ نے اُن کو اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کا خلیفہ کیا تھا کہ تابعین کو راہ نبوت و طریقۂ سنت سکھلاویں۔ پھر تابعین کے بعد بالکل آخرت کی خالص نیت والے بہت کم رہے (م) **ایوب سختیانی** (امام مشہور) نے کہا کہ میں طریقۂ نبوت پر عمل کرنے والوں میں سے جب کسی کے مرنے کی خبر سُنتا ہوں ۔

وكاني انقد بعض اعضائي وعن ايوب ان من سعادة العرب والعجم ان يوفقهما الله تعالى بعالم من اهل السنة وعن ابن شوذب قال ان من نعمة الله على الشاب اذا نسك ان يواخي صاحب سنة يحمله عليها وعن يوسف بن اسباط يقول كان ابي قد ريا واخوالي وافض فانقذني الله تعالى بسفيان وعن معتمر بن سليمان يقول دخلت على ابي وانا منكسر فقال لي مالك قلت مات صديق لي قال مات على السنة قلت نعم قال لا تحزن عليه وعن سفيان الثوري قال استوصوا باهل السنة خيرا فانهم غرباء وعن ابي بكر بن عياش السنة في الاسلام اعز من الاسلام في سائر الاديان وعن الشافعي يقول اذا رايت رجلا من اصحاب الحديث فكاني رايت رجلا من اصحاب النبي صلى الله عليه وسلم وعن الجنيد يقول الطرق كلها مسدودة على الخلق الا من اقتفى اثر الرسول

ترجمہ تو اسکا جاتا رہنا مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے گویا میرے بدن کا کوئی عزیز جاتا رہا ایوب رح یہ بھی فرماتے تھے کہ عرب اور عجم دونوں کی نیکبختی کے آثار میں سے یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ انمیں اہل السنۃ کا عالم عطا فرماوے ف یعنی ایسا عالم انکا پیشوا کرے جو طریقہ رسالت کا عالم ہو سنت پر مستقیم ہو اس زمانہ میں لوگ عالم کی تعظیم و اقتدا کرتے تھے اب تو ربانی عالم کے دشمن ہو جاتے ہیں اور شیطانی سکا رجال طالب دنیا کی پیروی کرتے ہیں اور یہی حدیث شریف میں بھی آیا ہے (م) عبد اللہ بن شوذب (امام عابد) رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ نوجوان جب طاعت الٰہی پر متوجہ ہو تو اسپر اللہ تعالیٰ کی بڑی نعمت یہ ہے کہ اس کا بھائی چارہ ایسے مرد صالح سے کر دے جو طریق سنت پر مستقیم ہو تاکہ وہ صحبت اس نوجوان کو بھی طریق سنت پر اپنے بھارلے جاوے یوسف بن اسباط نے کہا کہ میرا باپ قدری معتزلی تھا اور میرے ننہیال کے لوگ رافضی تھے پھر اللہ تعالیٰ نے مجھ کو سفیان کا شکر ہے کہ اسنے امام سفیان الثوری رحمہ اللہ تعالیٰ کے ذریعہ سے مجھ کو ان دونوں گمراہ فرقوں سے نکال کر نجات دی ف حضرت ابن شوذب کی قول کی یہ شان ہے کہ (م) معتمر بن سلیمان التیمی نے کہا کہ میں اپنے باپ (حضرت سلیمان التیمی امام جلیل زاہد کبیر الشان تابعی) کی خدمت میں حاضر ہوا اسوقت میں شکستہ خاطر تھا مجھسے فرمایا کہ تیرا کیا حال ہے میں نے عرض کیا کہ میرا ایک دوست انتقال کر گیا مجھسے پوچھا کہ کیا وہ طریق سنت پر مراہی میں نے کہا کہ جی ہاں۔ فرمایا کہ پھر تو کچھ غم نکر ف یعنی وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت میں گیا۔ امام سفیان الثوری رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے علماء شاگرد دنسے فرمایا کہ اہل سنت کے حق میں بھلائی کرنیکی وصیت قبول کرو کہ یہ پردیسی بیچارے بہت کم ہیں امام ابوبکر بن عیاش رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ سنت طریقہ کی وجہ اہل دینوں کی بہ نسبت اسلام نادر و عزیز ہے اسی طرح اسلام میں بدعتی فرقوں کی نسبت فرق سنت نادر و عزیز بلکہ بہت نادر و عزیز ہے امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ جب میں کسی شخص کو جو حدیث و سنت والا ہو دیکھتا ہوں تو ایسا ہی گویا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے کسی کو دیکھ لیا ف کیونکہ صحابہ رضی اللہ عنہم اپنی رائے و قیاس کو بالکل دخل نہیں دیتے تھے۔ بلکہ جو کچھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہو کیا ہو یا دیکھکر منع کیا ہو اسی پر رہتے تھے اور ان ہی سے تابعین و اہل حدیث نے یہی طریقہ لیا اور اپنے نفس کو طریق سنت کے تابع کیا اور یہی ایمان ہے کیونکہ حدیث صحیح میں حضرت رسول اللہ صلعم سے آیا کہ تم میں سے کوئی ایمان والا نہ ہوگا جبتک نہ ہو کہ اسکا جی جو کچھ میں لایا ہوں اسکے تابع ہو جاوے (م) شیخ الطائفہ شیخ جنید رح فرماتے تھے کہ راہیں سب خلق پر بند ہیں سوائے اس شخص کے جسنے رسول اللہ کی نشان قدم کی پیروی کی پس جسنے سنت رسول اللہ کی پیروی

واتبع سنته ولزم طریقته فان طرق الخیرات کلها مفتوحة علیه **وعن الجنید** بن محمد قال الطریق الی الله عزوجل مسدود علی خلق الله تعالی لاثار رسول الله صلی الله علیه وسلم والتابعین لسنته کما قال الله عزوجل لقد کان لکم فی رسول الله اسوة حسنة **الباب الثانی فی ذم البدع** والمبتدعین **عن عائشة** قالت قال رسول الله صلی الله علیه وسلم من احدث فی امرنا ما لیس فیه فهو رد ومن طریق اخر عن عائشة قالت قال رسول الله صلی الله علیه وسلم من احدث فی امرنا هذا ما لیس فیه فهو رد **وعن** عائشة رضی الله تعالی عنها ان النبی صلی الله تعالی علیه وسلم قال من فعل امرا لیس علیه امرنا فهو رد اخرجاه فی الصحیحین **وعن** عبد الله بن عمرو عن النبی صلی الله علیه وسلم انه قال من رغب عن سنتی فلیس منی انفرد باخراجه البخاری

ترجمہ کی اور آپ کا طریقہ لازم پکڑا۔ تو نیکیوں کی سب راہیں اس پر کھلی ہیں **ف** پورا قول یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف پہنچنے کا رستہ ہے۔ ولیکن راہیں سب خلق پر بند ہیں الخ۔ **شیخ جنید** رحمہ اللہ تعالیٰ سے دوسری روایت اس طرح ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف تقرب حاصل کرنے کی راہ سب خلق پر بند و دد ہے۔ سوائے اُن مومنوں کے جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرنے والے۔ اور آپ کے طریقہ سُنت کے تابع ہیں چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ (یعنی بے شک تمہارے واسطے ایک طریقہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی پیروی میں ہے۔ ھ۔ **باب دوم** ۔ ہر قسم کی بدعت و بدعتیوں کی مذمت کے بیان میں **ام المؤمنین** عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جس کسی نے ہمارے امر (دین) میں ایسی چیز نکالی جو اس (دین) میں نہیں ہے۔ تو وہ رد ہے + **ف** یعنی اُسی نکالنے والے بدعتی پر اُلٹی پھینک ماری گئی اللہ تعالیٰ ایسی بدعت سے بغض رکھتا ہے تو بجائے رضائے الٰہی کے وہ مردود کیا گیا یہ حدیث دوسری اسناد صحیح سے بھی حضرت عائشہ رضؓ سے روایت ہے **ام المؤمنین** عائشہ رضؓ نے کہا۔ کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ جس کسی نے ایسا کام کیا جس پر ہمارا حکم نہیں ہے تو وہ مردود ہے (صحیحین) **عبد اللہ بن عمرو** نے روایت کی کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ جس کسی نے میری طریق سنت سے بے رغبتی کی تو وہ مجھ سے نہیں ہے (صحیح بخاری)

وعن عبد الرحمن بن عمرو السلمي وحجر بن حجر قالا اتينا العرباض بن سارية وهو ممن نزل فيه ولا على الذين اذا ما اتوك لتحملهم قلت لا اجد ما احملكم عليه فسلنا وقلنا اتيناك زائرين وعائدين ومقتبسين فقال عرباض صلى رسول الله صلى الله عليه وسلم صلوة الصبح ذات يوم ثم اقبل علينا يوعظنا موعظة بليغة ذرفت منها العيون ووجلت منها القلوب فقال قائل يا رسول الله كان هذه موعظة مودع فماذا تعهد الينا فقال اوصيكم بتقوى الله والسمع والطاعة وان كان عبدا حبشيا فانه من يعش بعدي فسيرى اختلافا كثيرا فعليكم بسنتي وسنة الخلفاء الراشدين من بعدي تمسكوا بها وعضوا عليها بالنواجذ واياكم ومحدثات الامور فان كل محدثة بدعة وكل بدعة ضلالة قال الترمذي هذا حديث حسن صحيح

وعنا

ترجمہ عبد الرحمن بن عمرو السلمی اور حجر بن حجر الکلاعی نے عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے ملاقات کی یہ عرباض بن ساریہ ان صحابہ میں سے ہیں جنکے حق میں اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا۔ ولا علی الذین اذا ما اتوک لتحملہم قلت الآیۃ یعنی ان محتاج مومنوں پر بھی جہاد میں کچھ حرج نہیں کہ جو سواری میں اس امید پر آئے تھے کہ تو ان کو سواریاں عطا فرمائے تو نے ان سے کہا کہ میرے پاس ایسی چیز نہیں ہے کہ تمہاری سواری کا انتظام کروں تو وہ اس غم سے آنکھوں سے آنسو بہاتے ہوئے لوٹے کہ ان کے پاس ایسی مالیت نہیں کہ جسکو راہ الٰہی میں خرچ کرتے (ھم) (یعنی یہ صحابی اللہ تعالیٰ کی گواہی سے سچے مومنین میں سے تھے) پس ہمنے عرباض رضی اللہ عنہ کو سلام کر کے کہا کہ ہم لوگ آپکی خدمت میں اس نیت سے آئے ہیں کہ آپ کی دیدار سے شرف ہوں اور آپ سے فیوض علمی حاصل کر کے لیجاویں پس عرباض رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی نماز پڑھی پھر ہم لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر ایسی نصیحت بلیغ فرمانے لگے جسکو سنکر آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے اور دل خوف الٰہی سے لرزنے لگے (پھر صحابہ میں سے) کسی کہنے والے نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ یہ نصیحت گویا الوداعی رخصتی نصیحت ہے پس آپ ہمارے لیے کیا عہد رکھتے ہیں (یعنی ہمکو وصیت فرمادیجئے) فرمایا کہ میں تم کو وصیت کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کا تقوی رکھنا اور اپنے امام کا حکم سننا اور فرمانبرداری کرنا اگرچہ تمہارا امام کوئی حبشی غلام ہو کیونکہ میرے بعد جو کوئی تم میں سے جیتا رہیگا وہ بکثرت اختلاف اور پھوٹ دیکھے گا۔ پس تم پر واجب ہے کہ میرے طریقہ اور میرے بعد خلفاء راشدین مہدیین کا طریقہ لازم پکڑنا اور کو ناتھوں سے مضبوط پکڑنا بلکہ اسکو دانتوں سے سخت پکڑے رہنا اور خبردار خبردار تم نئی نکالی ہوئی باتوں سے بہت بچنا کیونکہ ہر نئی نکالی ہوئی چیز بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے (اور ہر گمراہی جہنم میں ہے) امام ترمذی نے اس حدیث کی روایت کے بعد کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے وقف خلفائے راشدین بالاتفاق حضرت ابوبکر و عمر و عثمان و علی رضی اللہ عنہم ہیں کیونکہ حدیث صحیح میں ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ میری خلافت تیس برس تک ہے پھر سلطنت کی خلافت ہوگی اس مدت میں چھ مہینے باقی رہے تھے کہ حضرت سیدنا امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ نے شہادت پائی پھر حضرت امام حسن رضؓ نے چھ مہینے خلافت کر کے خلافت نبوت پوری کی ٹھیک ۳۰ھ کی بعد شروع سال میں خلافت جیسوکر اہل شام سے صلح کر لی پس ان خلفاء راشدین کی سنت بھی طریقہ نبوت میں شامل ہے کیونکہ یہ نبوت کی خلافت تھی یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا دین سب جہان کو پہنچانے کیلئے اور اسلام کا طریقہ طاعت و بغاوت پورا ظاہر کرنیکے لیئے یہ کبار اصحاب آپ کی جگہ خلیفہ تھے اور حضرت ابوبکر صدیق رضؓ کو سب لوگ خلیفہ رسول اللہ کہا کرتے تھے جان رکھو کہ اہل معرفت کے نزدیک مومن کا ہر کام دین ہے لیکن عوام کے سمجھانیکے لیئے علماء نے کہا کہ دین میں جو کوئی نئی بات نکالی وہ بدعت کہلاتی ہے اور اسپر قیامت تک اس بدعت پر عمل کرنیوالوں کا عذاب بھی لکھا جاویگا۔

وعن ابن مسعود قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم انا فرطکم علی الحوض ولیختلجن رجال دونی فاقول یارب اصحابی فیقال انک لا تدری ما احدثوا بعدک اخرجاه فی الصحیحین وعن عبد الله بن محمد بن یزید قال یذهب الناس سنة سنة کما یذهب الجهال قرونا وعن مجمع قال کان ابن طاؤس جالسا وعنده ابنه فجاء رجل من المعتزلة فتکلم فی شیء فادخل ابن طاؤس اصبعیه فی اذنیه وقال یا بنی ادخل اصبعیک فی اذنیک حتی لا تسمع من قوله شیئا فان هذا القلب ضعیف ثم قال ای بنی اسدد تسدد زال یقول اسدد حتی قام الرجل وعن عیسی بن محمد الضبی قال کان رجل معنا یختلف الی ابراهیم قال فبلغ ابراهیم انه قد دخل فی الارجاء فقال له ابراهیم اذا قمت من عندنا فلا تقد وعن محمد بن داؤد الحدادی قلت لسفیان بن عیینة ان هذا یتکلم فی القدر یعنی ابراهیم بن ابی یحیی

ترجمہ ابن مسعود سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ میں حوض کوثر پر تمہارا پیش رو ہونگا اور ضرور کچھ لوگ میرے پاس آنے لگیں گے وہ مجھ تک پہنچنے سے پہلے ہی روک لی جاوینگے تو میں کہونگا کہ اے میرے رب یہ تو میرے اصحاب ہیں تو مجھسے کہا جائیگا کہ تجھے نہیں معلوم ہے کہ انہوں نے تیرے بعد کیا نیا طریقہ نکالا تھا یہ حدیث صحیحین میں ہے ف منہ جہم کہتا ہے کہ اس حدیث کے اکثر طرق میں یہ مضمون ہے کہ جب وہ لوگ دوزخ کی گرفتار کر لیے جاوینگے تو آپ فرماوینگے کہ اے رب یہ لوگ تو کچھ دیر پہلی صحبت میں سے تھے پھر کیا ہوگیا کہ تجھے معلوم نہیں ہے کہ تیرے بعد انہوں نے کیا برا طریقہ اختیار کیا یہ لوگ برابر الٹے پاؤں مرتد ہوتے گئے ۱۲ علمائے امت متفق ہیں کہ یہ وہی قومیں ہیں جن کے آپ کی وفات کے بعد مرتد ہوجانے پر حضرت ابوبکرؓ نے صحابہ مہاجرین و انصار سے مشورہ کیا جمیع صحابہ نے ان قوموں کی کثرت دیکھکر یہی رائے دی کہ انکو انکے حال پر چھوڑ دیجئے ہم لوگ کیونکر انسے مقابلہ کر سکتے ہیں ابوبکرؓ نے نہ مانا اور کہا کہ اگر کوئی میرا ساتھ نہ دیگا تو بھی میں تنہا لڑونگا یہانتک کہ یہ لوگ اسلام میں پھر آوینگے یا میں مارا جاؤنگا تاکہ خدا کے سامنے تمامی عذر رہو کہ میں نے تیری راہ میں جہاد سے دریغ نہیں کیا آخر صحابہ نے آپکے حکم ماننے پر مجبور ہوئے اور اللہ تعالیٰ نے آپکے لشکر کو ایسی فتح و نصرت دی کہ تھوڑی ہی قومیں مسلمان ہوئیں اور بہت سے مرتد مارے گئے اسوقت صحابہ نے آپکی خلافت کو اسلام پر اللہ تعالیٰ کا فضل عظیم جانا اور بہت شکر گزار ہوئے ۱۲ عبد اللہ بن مبارک فرماتے تھے کہ دین ایک ایک سنت کر کے جاتا رہیگا جیسے رسی ایک ایک بل ٹوٹ کر جاتی رہتی ہے ف حدیث میں ہے کہ جو بدعت نکلی اسکی شامت سے ایک سنت اٹھائی جاتی ہے معمر کہتے ہیں کہ طاؤس رحمہ اللہ بیٹھے تھے اور انکے پاس انکا بیٹا بیٹھا تھا اتنے میں ایک شخص فرقہ معتزلہ میں سے آیا اور ایک شرعی باتمیں بداعتقادی کی گفتگو کرنے لگا طاؤس رحمہ اللہ نے اپنے دونوں کانوں میں اپنی انگلیاں دیکر اور بیٹے سے کہا کہ اے فرزند تو بھی اپنی دونوں انگلیاں اپنے کانوں میں دیدے تاکہ تو اسکی گفتگو کچھ نہ سنے اسلیے کہ یہ دل ضعیف ہے پھر کہا کہ اے فرزند خوب زور سے کان بند کرلے پھر برابر یہی کہتے رہے کہ اے فرزند خوب زور سے بند کر یہانتک کہ وہ معتزلی گمراہ اٹھکر چلا گیا عیسے بن محمد الضبی رحمہ اللہ نے کہا کہ ایک شخص ہمارے ساتھ برابر ابراہیم رحمہ اللہ تعالیٰ تابعی کی خدمت میں جایا کرتا تھا پھر ابراہیم کو خبر ملی کہ وہ شخص مرجیہ کے گروہ میں شامل ہوا ہے تو ابراہیم نے اوس سے فرمایا کہ اب جو تو ہمارے پاس سے جاتا ہے تو پھر ہمارے یہاں نہ آنا ف مرجیہ گمراہ بدعتی فرقہ تھا۔ جس نے اپنی رائے سے دین نکالا تھا کہ قرآن شریف میں جہنم کو عذاب کی آیتیں فقط دھمکانیکے لیے ہیں اور جس کے خالی زبان سے لا الہ الا اللہ کا اقرار کر دیا تو وہ جنتی ہے چاہے اعتقاد نہو اور چاہے نماز وغیرہ نہ پڑھے اور اسکے گناہ کچھ نہیں لکھے جاوینگے بلکہ نیکیاں لکھی جاوینگی اور یہی قسم کے باطل اعتقادات نکالا ہیں محمد بن داؤد الحدادی کہتے ہیں کہ میں نے سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ تعالیٰ سے ذکر کیا کہ یہ شخص جس کا نام ابراہیم بن ابی یحیی ہے ۱۲

فقال سفیان عرفوا الناس امرہ وسلوا ربکم العافیۃ **وعن** صالح قال دخل رجل علی ابن سیرین وانا شاھد ففتح بابا من ابواب القدر فتکلم فیہ فقال ابن سیرین اِمّا اَنْ تقوم واِمّا اَنْ نقوم **وعن** مقسم قال کان ابن لی جالسًا وعندہ ابنہ فجاء رجل من المعتزلۃ فتکلم فی شیٔ فادخل اصبعہ فی اذنیہ فقال یا بنی ادخل اصبعک فی اذنیک حتی لا تسمع من قولہ شیئًا فان ھذا القلب ضعیف ثم قال ای بنی اشدد فما زال یقول اشدد حتی قام ولا خیر **وعن** ابی مطیع قال رجل من اھل الاھواء لایوب لکلمک کلمۃ قال ولا نصف کلمۃ **وعن** ایوب السختیانی قال ما ازداد صاحب بدعۃ اجتھادًا الا ازداد من اللہ عز وجل **وعن** سفیان الثوری یقول البدعۃ احب الی ابلیس من المعصیۃ فان المعصیۃ تتاب منھا والبدعۃ لا یتاب منھا **وعن** مؤمل بن اسمٰعیل قال مات عبد العزیز بن ابی رواد وکنت فی جنازتہ حتی وضع باب الصفار فنصف الناس جاء الثوری فقال لمن جاء الثوری فجاء حتی فرق الصفوف والناس ینظرون الیہ فجاوز الجنازۃ ولم یصل علیہ لانہ کان یرمی بالارجاء **وعن** الثوری یقول من سمع من مبتدع لم ینفعہ اللہ

(زیادہ)

ترجمہ تقدیر کے معاملہ میں کلام کرتا ہے تو ابن عیینہ نے مجھ سے فرمایا ہے کہ لوگوں کو انکی حال پر ہوشیار کردو اور اپنے رب عزوجل سے عافیت مانگو **ف** تاکہ اس شخص کو دیکھو کہ وفقہ سے معفور اور واضح ہو کر شافعی نے ابراہیم بن ابی یحییٰ کی تعریف کی ہو شاید اسنے قدریہ مذہب جو خوارج و معتزلہ کا اعتقاد ہے کہ بندے اپنے افعال پیدا کرتا ہے اور جیسا کہ وہ لیسا ہو جاتا ہے قبیح عقیدہ نہیں نکالا تھا بلکہ تقدیر کے معاملہ میں سلیشہ کیا تھا لیکن بالاتفاق محققین محدثین کے نزدیک اسکی روایت قبول ہے ام صالح نے کہا کہ میں ابن سیرین رحمہ اللہ تعالیٰ کے پاس بیٹھا تھا کہ ایک شخص آیا اور تقدیر کے دروازہ میں سے ایک دروازہ کھولا تو کہا کہ ابن سیرین نے اس سے فرمایا کہ یا تو اوٹھ جا یا میں ہی اوٹھ جاؤں **ف** ایک نسخہ میں اس مقام پر طاؤس کی روایت مذکور ہے جو اوپر گزری ابن ابی مطیع سے مروی ہے کہ ایک بدعتی نے کہا کہ آپ سے ایک کلمہ کہوں فرمایا کہ نہیں بلکہ آدھا کلمہ بھی مت کہہ **ایوب** سختیانی تابعی جلیل نے فرمایا کہ بدعتی جسقدر زیادہ مجتہد زیادہ کوشش کرتا ہے اُسی قدر اللہ تعالیٰ سے زیادہ دور ہوتا جاتا ہے **ف** یہ نہایت عمدہ نکتہ معرفت ہے اس لیے کہ جب تقدیر اللہ تم کو علم و حکمت سے ہے جسکا ایک قطرہ بھی تمام مخلوقات آسمان و زمین کو نہیں ملا ہے تو جسقدر زیادہ غور کریگا اُسیقدر زیادہ شیطان کی گمراہی میں پڑیگا اسیطرح جو مشرک بالبت پرست یا نصرانی وغیرہ کہ عقیدہ کلمہ شرکیہ کا ورد کریگا اُسے قدر گناہ کی زیادہ کثرت اور اللہ تعالیٰ سے دوری ہوگی **ف** سفیان الثوری رحمہ اللہ نے فرمایا کہ ابلیس کو گناہ کی نسبت بدعت زیادہ پسند ہے اسلیے کہ گناہ سے توبہ کیجاتی ہے یعنی گناہگار خود اسکو گناہ جانتا ہے تو اس سے توبہ کرنے پر آمادہ رہتا ہے اور بدعت ایسی گمراہی ہے کہ اس سے توبہ نہیں کیجاتی **ف** کیونکہ بدعتی مدتوں متنزل نیچرو دفعہ کو اپنا ایکوش پیدا کیا ہوتا ہے **مؤمل** بن اسمٰعیل رحمہ اللہ نے کہا کہ عبد العزیز بن ابی رواد نے انتقال کیا میں اُن کے جنازہ میں شریک تھا کہ جنازہ باب الصفار پر لاکر رکھا گیا وہاں لوگوں نے نماز کیلئے صفیں جمائیں اتنے میں سفیان ثوری رحمہ اللہ آئے میں نے کہا کہ سفیان ثوری آئے ہیں یہ سنکر لوگ ہٹ گئے اور دیکھا لیکن سوا اگر مرحوم کے چھوٹے لڑکے یعنی نماز نہیں پڑھی اور لوگ دیکھتے رہگئے اسلیے کہ یہ شخص مرجیہ سمجھا جاتا تھا **ف** ترجمہ کہتا ہے کہ عبد العزیز بن ابی رواد سے مرجیہ کا عقیدہ تو ثابت نہیں ہوا لیکن ثابت ہیں مرجیہ کے دوسرے معنی یہ ہیں کہ اعمال کو ایمان کا رکن نہیں کہتے تھے واللہ اعلم اور مصنف کا مطلب یہ ہے کہ سفیان الثوری نے لوگوں کو دیکھا کہ نماز نہیں پڑھی تاکہ لوگ بدعت کی تہمت سے بھی دور رہیں رحمہ اللہ **سفیان** ثوری رحمہ اللہ تعالیٰ سے سنا تھا جس شخص نے بدعتی کو علم سنایا تو اس نے اللہ تعالیٰ کو نفع دیا

بما سمع ومن صافحه فقد نقض الاسلام عروة عروة **وعن** سعید الکربزی قال مرض سلیمان التیمی فبکی فی مرضه بکاء شدیدا فقیل له ما یبکیک اتجزع من الموت قال لا ولکن مررت علی قدری فسلمت علیه فاخاف ان یحاسبنی علیه **وعن** فضیل بن عیاض یقول من جلس الی صاحب بدعة فاحذروه **وعن** فضیل بن عیاض یقول ایضا من احب صاحب بدعة احبط الله عمله واخرج نور الاسلام من قلبه **وعنه** ایضا یقول اذا رأیت مبتدعا فی طریق فخذ طریقا اخر ولا یرتفع لصاحب البدعة الی الله عز وجل عمل ومن اعان صاحب بدعة فقد اعان علی هدم الاسلام **وسمعت** رجلا قال للفضیل من زوج کریمته من فاسق فقد قطع رحمها فقال الفضیل من زوج کریمته من مبتدع فقد قطع رحمها من یجلس مع صاحب بدعة لم یعط الحکمة واذا علم الله عز وجل من رجل انه مبغض لصاحب بدعة رجوت ان یغفر له قال المصنف قلت وقد روی بعض هذا الکلام مرفوعا عن عائشة رضی الله عنها قالت قال رسول الله صلی الله علیه وسلم من وقر صاحب بدعة فقد اعان علی هدم الاسلام **وعن** محمد بن النضر الحارثی قال من اصغی بسمعه الی صاحب بدعة نزعت منه العصمة ووکل الی نفسه **وعن** اللیث بن

ترجمہ اور جس نے بدعتی سے مصافحہ کیا تو اُس نے اسلام کی دستکی توڑی سعید الکربزی رحمہ اللہ تعالیٰ نے بیان کیا کہ حضرت سلیمان التیمی رح بیمار ہوئے۔ تو حالت مرض مین بہت کثرت سے رونا شروع کیا آخر آپ سے عرض کیا گیا کہ یا حضرت آپ کیون روتے ہین کیا موت سے اس قدر گھبراہٹ ہی فرمایا کہ نہین بلکہ بات یہ ہی کہ ایک وزیر اگذرا یک بدعتی کی طرف ہوا تھا جو تقدیر سے منکر اور مخلوق کو قادر رکھتا تھا مین نے اُس بدعتی کو سلام کر لیا تھا۔ تو اب مجھے سخت خوف ہی کہ میرا پروردگار کہین مجھ سے اسکا حساب نکرے **فضیل** بن عیاض (زاہد عالم معروف) فرماتے تھے۔ کہ جو کوئی کسی بدعتی کے پاس بیٹھا ہو۔ تم اوس سے بچے رہنا **فضیل** بن عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ جس کسی نے کسی بدعتی سے محبت کی تو اللہ تعالیٰ اُس کے نیک اعمال میٹ دیتا ہے۔ اور اسلام کا نور اُس کے دل سے نکال دیتا ہے

ف اس مقام سے خیال کرو کہ خود بدعتی کا کیا حال ہوگا (م) **فضیل** رح یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ جب تو بدعتی کو رستہ مین دیکھے تو اپنے واسطے دوسرا رستہ اختیار کرے اور بدعتی کا کوئی عمل بھی اللہ تعالیٰ کی جناب مین بلند نہین کیا جاتا ہے اور جس کسی نے بدعتی کی اعانت کی تو خوب یاد رکھو کہ اُس نے اسلام کے ڈھانے پر مدد کی **اور** مین نے سنا کہ ایک نے **فضیل** سے کہا کہ جس نے اپنی دختر کسی فاسق (بدعتی) سے بیاہی تو اُس نے قرابت پدری کا ناطا اُس سے قطع کر دیا۔ اُس پر فضیل نے اُسے جواب دیا کہ جس شخص نے اپنی لڑکی بدعتی سے بیاہ دیا تو اُس نے قرابت پدری کا ناطا اُس سے قطع کر دیا اور جو تو اُسکو حکمت (دینی معرفت) نہین دی جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ جس بندہ کو جانتا ہے کہ وہ بدعتی سے بغض رکھتا ہی تو مین امیدوار ہون کہ اللہ تعالیٰ اُسکو بخش دے **مصنف** رح نے فرمایا کہ اس مین سے تھوڑا کلام حدیث مین روایت کیا گیا ہی چنانچہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جس کسی نے بدعتی کی توقیر کی تو اُس نے اسلام کی بنیاد ڈھانے مین مدد کی محمد بن النضر الحارثی نے فرمایا کہ جس شخص نے بدعتی کی بات سننے کو کان لگائے تو اُس سے حفاظت اُٹھی لیجاتی ہی اور وہ اپنے نفس کے بھروسے پر چھوڑا جاتا ہی لیث بن

سعد یقول لو رأیت صاحب ھوی یمشی علی الماء ما قبلته فقال الشافعی ما انه قصر لو رایته یمشی علی الھواء ما قبلته وعن بشر بن الحارث انه یقول جاء ت ھذا الذی یقال له المریسی وانا فی السوق فلو لا انه کان موضع شھرة لکان موضع شکر وسجود الحمد لله الذی اماته ھکذا قولوا قال المصنف وقد روی بعض ھذا الکلام مرفوعا عن عائشة رض قالت قال رسول الله صلعم من وقر صاحب بدعة فقد اعان علی ھدم الاسلام قال المصنف حدثت عن محمد بن سھل البخاری قال کنا عند الفزاری فجعل یذکر اھل البدع فقال له رجل لو حدثنا کان اعجب الینا فغضب وقال کلامی فی اھل البدع احب الی من عبادة ستین سنة فصل قال المصنف فان قال قائل قد ملحت السنة وذممت البدعة فما السنة وما البدعة فانا نری کل مبتدع فی زمننا یزعم انه من اھل السنة فالجواب ان السنة فی اللغة الطریق ولا ریب فی ان اھل النقل والاثر المتبعین آثار رسول الله صلی الله علیه وسلم وآثار اصحابه ھم اھل السنة لانھم علی تلک الطریق التی لم یحدث فیھا حادث وانما وقعت الحوادث والبدع بعد رسول الله صلی الله علیه وسلم واصحابه والبدعة عبارة

ترجمہ سعد رحمہ اللہ تعالیٰ (امام معروف) فرماتے تھے کہ اگر مین دین کے خود رے کو دیکھون کہ پانی پر چلتا ہو تو بھی اُسکو قبول نکرون امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ نے جب امام لیث کا یہ کلام حکمت سُنا تو فرمایا کہ امام لیث رحمہ اللہ تعالیٰ نے پھر کم کہا اور مین تو اگر بدعتی کو دیکھون کہ ہوا پر اُڑتا پھرتا ہے تو بھی اُس کو قبول نہ کرون بشر بن الحارث (امام شیخ معروف جنکو بشر حافی کہتے ہین) فرماتے تھے کہ مین نے مریسی بدعتی پیشوا کے مرنے کی خبر بیچ بازار مین سُنی اگر وہ مقام شہرت نہوتا تو یہ موقعہ تھا کہ مین شکر کرکے اللہ تعالیٰ کے لیے سجدہ کرتا کہ الحمد للہ الذی اماتہ یعنی اللہ تعالیٰ کا شکر ہو کہ جس نے اس مفسد بدعتی کو موت دی اور تم لوگ یون ہی کہا کرو بعض نسخے مین حدیث ام المومنین عائشہ رض اس مقام پر ہے۔ مصنف رح نے کہا کہ مجھ سے بیان کیا گیا کہ محمد بن سہل البخاری نے کہا۔ کہ ہم لوگ امام غزالی کے پاس تھے اُنھون نے بدعتیون کی مذمت شروع کی تو ایک نے عرض کیا کہ اگر آپ یہ ذکر چھوڑ کر ہم کو حدیث سُناتے تو ہم کو زیادہ پسند تھا۔ امام غزالی یہ سنکر بہت غصہ ہو گئے اور فرمایا۔ کہ بدعتیون کی تردید مین میرا کلام کرنا مجھے ساٹھ برس کی عبادت سے زیادہ پسندیدہ ہے۔ فصل مصنف رحمہ اللہ تعالےٰ نے کہا کہ اگر یہان کوئی ہم سے پوچھے کہ آپ نے طریق سنت کی تعریف فرمائی اور بدعت کی مذمت بیان کی تو ہم کو بتلایئے کہ سنت کیا ہے اور بدعت کیا ہے کیونکہ ہم دیکھتے ہین کہ ہر بدعتی اپنے آپ کو اہل سُنت مین سے جانتا ہے جواب اُس کا یہ ہے کہ سنت کے معنی راہ کے ہین اور کچھ شک نہین کہ جو لوگ اہل حدیث و آثار ہین کہ بذریعہ ثقات اولیا کی روایات کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و آپکے اصحاب خلفاء راشدین رض کے نشان قدم کی پیروی کرتے ہین۔ یہی لوگ اہل السنت ہین کیونکہ یہی اُس راہ و طریقہ پر ہین جس مین کوئی نئی نکالی ہوئی بات شامل نہین ہوئی ایسلئے کہ بدعتین اور نئے طریقے تو بعد رسول صلعم کے اور آپکے اصحاب کے طریقہ کے بعد نکلی ہین اور بدعت اُس فعل بد کو کہتے ہین

عن فعل لم یکن فابتداع والاغلب علی المبتدع انہا تصادم الشریعۃ بالمخالفۃ او یوجب التعاطی علیہا بزیادۃ او نقصان فان ابتدع شئ لایخالف الشریعۃ ولا یوجب التعاطی علیہا فقد کان جمہور السلف یکرہونہ وکانوا ینہون عن کل مبتدع وانکان جائزا حفظا للاصل وہو الاتباع وقد قال زید بن ثابت لابی بکر وعمر رضی اللہ عنہما حین تالا لہ اجمع القرآن کیف تفعلان شیئا لم یفعلہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم **وعن** عبد اللہ بن ابی سلمۃ ان سعد بن مالک سمع رجلا یقول لبیک ذا المعارج فقال ماکنا نقول ہذا علی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم **وعن** ابی البختری قال اخبر رجل عبد اللہ بن مسعود ان قوما یجلسون فی المسجد بعد المغرب فیہم رجل یقول کبروا اللہ کذا وکذا واحمدوا اللہ کذا وکذا وکذا قال عبد اللہ فاذا رأیتہم فعلوا ذلک فأتنی واخبرنی بمجلسہم فاتاہم فجلس فلما سمع مایقولون قام وکان رجلا حدیدا فقال انا عبد اللہ بن مسعود واللہ الذی لا الہ غیرہ لقد جئتم ببدعۃ ظلما او لقد فضلتم اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم علما فقال عمرو بن عتبۃ استغفر اللہ فقال علیکم بالطریق

ترجمہ جو نیا نکل آیا اور پہلے نہیں تھا۔ اور اکثر بدعات کا یہ حال ہے کہ وہ شریعت کی مخالفت سے شریعت کو درہم برہم کرتی ہیں۔ یا جب بدعت پر عمل درآمد عام ہو تو شریعت میں کمی بیشی ہو جاتی ہے اور اگر کوئی ایسی بدعت نکالی جاوے جو شریعت سے مخالف نہیں ہے اور نہ اوسپر عمل درآمد سے نقص یا زیادتی لازم آتی ہے تو ایسی بدعت سے بھی عموماً بزرگان سلف کراہت کرتے اور عموماً ہر قسم کی بدعتی سے نفرت کیا کرتے تھے اگرچہ وہ جائز ہوتا کہ اصل جو کہ اتباع سلف ہے محفوظ رہے **تم دیکھو** کہ جب حضرت ابوبکر رضی نے اپنی خلافت میں اور عمر رضی اللہ عنہ نے زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ تو قرآن شریف کو جمع کر تو زید رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آپ دونوں صاحب کیونکر ایسا کام کرنے پر آمادہ ہوئے جس کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے نہیں کیا ہے اور عبد اللہ بن ابی سلمہ رحمہ نے کہا کہ سعد بن مالک (ابن ابی وقاص) نے ایک حاجی سے سُنا کہ وہ تلبیہ میں یہ لفظ کہتا ہے لبیک ذا المعارج تو فرمایا۔ کہ ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں یہ لفظ نہیں کہتے تھے **ف** یعنی اُس کو منع نہ کیا لیکن بتلا دیا۔ کہ یہ بدعت ہے **ابو البختری** رحمہ نے بیان کیا کہ ایک شخص نے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے ذکر کیا کہ یہاں مسجد میں مغرب کے بعد ایک قوم (حلقہ کر کے) بیٹھتی ہے اُمیں ایک شخص کہتا جاتا ہے کہ اتنی مرتبہ اللہ تعالیٰ کی تکبیر کہو۔ اور اتنی مرتبہ اللہ تعالیٰ کی تسبیح پڑھو اور اتنی مرتبہ اللہ تعالیٰ کی حمد کرو (یہ لوگ اس کے کہنے کے موافق کرتے جاتے ہیں) عبد اللہ بن مسعود نے یہ سنکر کہا کہ جب تو اُن کو ایسا کرتے دیکھتا تو میرے پاس آکر مجھے خبر کر دیتا کہ اب وہ لوگ بیٹھے ہیں (اوسنے وقت پر خبر دی) تو عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اُن کی مجلس میں جا کر نزدیک بیٹھ گئے جب اُنکا ذکر کرنا بطور مذکور بالا سن لیا تو کھڑے ہو گئے اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ سخت آدمی تھے پھر فرمایا کہ میں ان عبد اللہ بن مسعود قسم ہوں اُس پاک معبود کی جسکے سوا کوئی معبود نہیں ہے کہ تم لوگوں نے بیجا ظلم سے ایک بدعت نکالی ہے اور تم اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی زیادہ علم میں بڑھ چلے پھر عمرو بن عتبہ نے

فالزموه ولئن اخذتم يمينا وشمالا لتضلن ضلالا بعيدا وعن ابن عبد ان قال كنا
عند ابراهيم النخعي فجاء رجل فقال يا ابا عمران ادع الله لي ان يشفيني فرأيت انه
كرهه كراهة شديدة حتى عرفنا كراهية ذلك في وجهه وذكر ابراهيم السنة
فرغب فيها وذكر ما احدث الناس فكرهه وقال فيه وعن ذي اللون يقول و
جاءه اصحاب الحديث فسألوه عن الخطرات والوساوس فقال انا لا اتكلم في
شئ من هذا فان هذا الحدث سلوني عن شئ من الصلوٰة او الحديث قال ورأى
ذو النون ابنه على خف احمر فقال انزع هذا يا بني فانه شهرة ما لبسه رسول
الله صلى الله عليه وسلم انما لبس النبي صلى الله عليه وسلم خفين اسودين
ساذجين **فصل** قال المصنف قد بينا ان القوم كانوا يحترزون من كل
بدعة وان لم يكن لها بأس لئلا يجد ثوا ما لم يكن وقد جرت محدثات
لا تصادم الشريعة ولا تتعاطى عليها فلم يروا بفعلها باسا كما روي ان الناس

ترجمہ۔ اسی کو لازم پکڑو۔ اور اگر تم لوگ ادہر اودہر پڑے پھرے تو دور کی گمراہی مین پڑ جاؤ گے **ف** مترجم کہتا ہو کہ اس حدیث کو امام ارمی نے اس سے زیادہ طویل روایت کیا اُسمین یہ بھی ہو کہ ابن مسعودؓ نے ایسے کلمات کہے کہ منور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کھانے پینے کے برتن سلامت موجود ہین کتنے یہ بدعت نکالی اور فرمایا کہ اگر تم لوگ اتنی دیر تک ہر ایک اپنے لیے استغفار کرتا تو اس سے بہت بہتر ہوتا راوی نے بیان کیا کہ واللہ ہمنے بعد اسکو دیکھا کہ اس جماعت الون مین سے اکثر خارجی ہوگئے ہم ابن عبد[1] ان سے روایت کرتے ہین ہم لوگ ابراہیم نخعی کے پاس بیٹھے تھے اتنے مین ایک شخص نے آکر کہا کہ اے ابو عمران آپ کے لیے دعا کرین کہ اللہ تم مجھے شفا عطا کرے تو مین نے دیکھا کہ ابراہیم نخعی کو اس کلمہ سے سخت کراہت پیدا ہوئی حتی کہ ہم نے انکی چہرہ پر اسکے آثار دیکھے اور ابراہیم نخعی نے طریقہ سنت کا ذکر فرما کر اسی کی رغبت دلائی اور لوگون نے جو بدعت نکالی ہو اُسکو ذکر کرکے اوس سے کراہت ظاہر کی اور اُسکی مذمت فرمائی **ذی النون** مصری (اولیاے معروفین سے ہین) کی پاس محدثین علما رسے لوگ آئے اور ذو النون سے نفسانی خطرے اور شیطانی وساوس کو دریافت کیا (یعنی اسکی کیا حقیقت ہے) تو شیخ ذو النون نے فرمایا کہ مین اس معاملہ مین گفتگو نہین کرتا ہون کیونکہ ایسی گفتگو نئی نکالی ہوئی بدعت ہے تم مجھ سے کچھ نماز سے یا حدیث سے پوچھو **ذو النون** نے اپنے بیٹے کو سرخ موزہ پہنے دیکھکر فرمایا کہ اے فرزند یہ شہرت کی چیز ہے اسکو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے نہین پہنا بلکہ آپنے سادہ سیاہ موزے پہنے ہین **فصل** مصنف رحمۃ اللہ نے کہا کہ ہم نے یہ بات بیان کردی کہ پیشوایان سلف وخلف ہر بدعت سے احتراز کرتے تھے اگرچہ وہ ایسی بدعت نکالی گئی ہو کہ اُسمین بظاہر کچھ مضایقہ نہین ہے اس سے اُن کی غرض یہ تھی کہ شریعت مین ایسی بات ہی پیدا نہ ہونے پائے جس کا وجود پہلے نہین تھا۔ تاہم ایسی چند باتین جاری ہوگئین جن سے شریعت کو صدمہ نہین پہونچا اور نہ اُن کی عملدرآمد عام سے کچھ تغیر ہے تو اُنپر عمل کرنے مین کچھ مضایقہ نہین دیکھتے تھے **چنانچہ** روایت ہے کہ ماہ رمضان کی راتون مین کچھ لوگ

[1] قولہ ابن عبد ان مترجم کو نہین معلوم ہوا کہ یہ کس بزرگ کا نام ہے ۱۲

کانوا یصلون فی رمضان وحدانا وکان الرجل یصلی فیصلی بصلاتہ الجماعۃ فجمعہم عمر رضی اللہ عنہ علی ابی بن کعب فلما خرج فرأہم قال نعمت البدعۃ ھذہ وکذلک قال الحسن القصص بدعۃ ونعمت البدعۃ کم من اخ مستفاد ودعوۃ مستجابۃ **وقال المصنف** قلت وانما جمعہم عمر علی ابی لان صلوۃ الجماعۃ مشروعۃ وانما قال الحسن فی القصص نعمت البدعۃ لان الوعظ مشروع ومتی اسند الحدث الی اصل مشروع لم یذم فاما اذا کانت البدعۃ کما تتم فقد اعتقد نقض الشریعۃ وان کانت مضادۃ فھی اعظم فقد بان بما ذکرنا ان اھل السنۃ ھم المتبعون وان اھل البدعۃ ھم المظھرون شیئا لم یکن قبل لا مستند لہ ولھذا استرو ابدعھم ولم یکثر اھل السنۃ مذھبھم وکلمتھم ظاھرۃ ومذھبھم مشھور والعاقبۃ لھم **وعن** المغیرۃ بن شعبۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یزال من امتی قوم ظاھرین علی الناس حتی یاتیھم امر اللہ وھم ظاھرون

ترجمہ تنہا ایک ایک اپنی اپنی نماز پڑھا کرتے تھے اور کہیں ایک نمازی کے پیچھے کچھ لوگ اقتدا کر کے اُسکی امامت سے نماز پڑھتے تھے پس حضرت خلیفہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے سب کو ایک امام اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ کے اقتدا میں جمع کر دیا۔ پھر ایک رات نکلے تو اُن کو دیکھکر فرمایا کہ یہ اچھی بدعت ہے حسن بصری رح نے اسی طرح مجلس وعظ کی نسبت فرمایا کہ یہ بدعت ہے لیکن اچھی بدعت ہے کہ اس مجلس میں بہت سے دینی دوست مل جاتے ہیں اور اکثر دعائیں مقبول حال ہو جاتی ہیں **مصنف** رح نے کہا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سب کو اُبی ابن کعب کے پیچھے جماعت میں اس لیئے جمع کر دیا کہ شرع میں جماعت سے نماز ثابت ہے اور حسن بصری رح نے وعظ کو اس لیئے بدعت حسنہ فرمایا کہ وعظ خود مشروع ہے اور کلیہ قاعدہ یہ ہے کہ جو نئی بات کسی شرعی اصل یعنی ہو وہ مذموم نہیں ہوتی ہے۔ اور اگر کوئی بدعت ایسے طریقہ سے نکالی جائے کہ گویا وہ کسی امر خیر کو پورا کرنیوالی سمجھی جاوے تو شریعت کے ناقص ہونیکا اعتقاد ہوا یہ بدتر اعتقاد ہے) پھر اگر وہ کسی شرعی اصل سے مخالف ہو تو نہایت بدتر ہو گئی **ف** ترجمہ کہتا ہے کہ اصل اسمیں حدیث صحیح ہے کہ جو ایسی بات نکالے جو ہمارے اس دین میں نہیں ہے تو بدعت مردود ہے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد میں خود اسی حدیث میں مذکور ہے کہ مسجد میں بعض لوگ تو ایک شخص کی امامت سے تراویح پڑھتے تھے اور کچھ لوگ تنہا فرادی پڑھتے تھے تو حضرت عمر رض نے فقط یہ کیا کہ جو فرادی تھے اُنکو بھی ایک ہی امام کے پیچھے جمع کر دیا ولیکن تنہا پڑھنے سے منع نہیں فرمایا چنانچہ اسی حدیث میں ہے کہ عشرہ اخیرہ میں حضرت ابی بن کعب نے خود آنا چھوڑ دیا تھا۔ اور اُس زمانہ میں صحابہ رض کے واسطے جماعت ہونا کیونکر شرعی اصل ہو جو دتھی کہ خود آنحضرت صلعم نے چند روز انکو جماعت سے پڑھائی تھی بلکہ حضرت ابوبکر و عمر و عثمان رض کی خلافت نبوت پر تھی اور رسول اللہ صلعم کا طریقہ کو بھی سنت قرار دیا تو ہمارے لیئے یہی اصل کافی ہے انکو اسمیں بحث کرنیکی ضرورت نہیں ہے بلکہ جو بات انکے طریقہ کے علاوہ ہو وہ بحث میں آویگی اور حضرت عمر رض سے اسکو بدعت فقط اسوجہ سے فرمایا کہ زمانہ رسول اللہ صلعم میں عموماً شب رمضان ایسا نہیں ہوتا تھا فافہم **مصنف** رح نے کہا کہ ہمارے بیان مذکور سے بالاضح ہو گیا کہ اہل سنت وہی لوگ ہیں جو آثار رسول اللہ صلعم و خلفاء راشدین کی اتباع کرتے ہیں (جو طریقہ صحابہ تابعین و ما بعد میں متواتر ظاہر چلا آتا ہے) اور اہل بدعت وہ لوگ ہیں جو جماعت کا تو اتر طریقہ چھوڑ کر ایسی چیز ظاہر کرتے ہیں جو پہلے زمانہ میں نہ تھی۔ اور نہ وہ کسی اصل شرعی پر مبنی ہے۔ اسی وجہ سے بدعتی لوگوں کو دیکھو گے اپنی بدعت کو چھپاتے ہیں اور مستحسن برخلاف سنی کے اہل السنۃ اپنے مذہب کو نہیں چھپاتے ہیں کا کلمہ ظاہر اور انکا مذہب متواتر مشہور چلا آتا ہے اور عاقبت انہی کیلئے ہے واللہ رب العالمین۔

اخرجاه فی الصحیحین وعن ثوبان قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لا یزال طائفة من امتی علی الحق ظاهرین لا یضرهم من خذلهم حتی یاتی امر الله قال المصنف انفرد باخراجه مسلم وقد روی هذا المعنی عن النبی صلی الله علیه وسلم معویة وجابر بن عبد الله وقرة وعن الترمذی قال قال محمد بن اسماعیل قال علی المدینی هم اصحاب الحدیث فصل فی بیان انقسام اهل البدع عن ابی هریرة ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال تفرقت الیهود علی احدی وسبعین فرقة او اثنین وسبعین والنصاری مثل ذلك وتفرق امتی علی ثلث وسبعین فرقة قال الترمذی هذا حدیث صحیح قال المصنف وقد ذکرنا هذا الحدیث فی الذی قبله وفیه کلهم فی النار الا ملة واحدة قالوا من هی یا رسول الله قال ما انا علیه واصحابی وعن انس بن مالك ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال

ترجمہ یہ حدیث صحیحین میں ہے ثوبان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہمیشہ میری امت میں سے ایک گروہ حق پر ظاہر ہوتے رہیں گے ان کو کچھ ضرر نہ ہوگا اگر کوئی اُن کی مدد نہ کرے (وہ برابر نصرت الٰہی غالب رہینگے) یہانتک کہ امر الٰہی آجاوے (رواہ مسلم فقط) واضح ہو کہ اس معنی کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت جابر بن عبد اللہ و معاویہ و قرہ رضی اللہ عنہم نے روایت کیا ہے امام ہذی نے امام بخاری رح سے نقل کیا کہ حضرت علی بن المدینی رح فرماتے تھے کہ حدیث شریف میں جس قوم کا ذکر ہے یہ اہل حدیث ہیں ف ترجم کہتا ہے کہ علی بن المدینی رح کے زمانہ میں مامون بن الرشید خلیفہ بدعتی کی وجہ سے معتزلہ فرقہ نے بہت زور باندھا اور صدہا عالم اس فتنہ میں مقتول ہوا۔ لیکن آخر کو اہل حدیث ہی غالب ہوئے اور اللہ تعالےٰ نے بعد اُس امتحان کے انھیں کو احترام و عزت عطا کی اور واضح ہو کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے طریقہ نبوت پر آخرت کو چاہنے والے امتی پانچ سو برس تک اپنی امت سے فرمائے ہیں جیسا کہ صحیح الاسناد حدیث سنن ابی داؤد میں مصرح ہے اور یہی واقع ہوا پھر آپکے معجزہ بیانی کے مطابق دشمنوں کے دلوں سے اس امت کی ہیبت جاتی رہی اور تداعی الامم کا واقعہ پیش آیا اور روم ارض وابق میں اُترے اور خراسان کی طرف ترکوں کا ہاتھوں بلابل پیش آئے ولیکن اہل السنۃ جو اُسوقت شام و مصر میں اور کچھ ہندوستان میں منحصر تھے اُسوقت بھی غالب ہی چنانچہ کتب تواریخ میں صاف ان معجزات کے مطابق ظہور ہوا ہے۔ **فصل** اہل بدعت کے **انقسام** کے بیان میں ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہودی تو اکھتر فرقوں میں متفرق ہوئے تھے یا بہتر فرقوں میں اور اسی قدر فرقوں میں نصارے متفرق ہوئے اور میری امت تہتر فرقوں میں متفرق ہوگی۔ امام ترمذی نے (بعد روایت کے) کہا کہ یہ حدیث صحیح ہے **مصنف** رح نے کہا کہ ہم نے اس حدیث کو سابق میں ذکر کیا ہے اُس روایت میں اسقدر زائد ہے کہ یہ سب فرقے فی النار ہیں سوائے ایک فریق کے تو اصحاب رضی اللہ عنہم نے پوچھا کہ یا رسول اللہ اس نجات پانیوالے فریق کی کیا ملت ہوگی فرمایا کہ وہ فریق اسی بات پر ہوگا جسپر آج میں اور میرے اصحاب ہیں **انس بن مالک** رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا

ان بنی اسرائیل تفرقت احدی وسبعین فرقۃ فھلکت سبعون فرقۃ وخلصت فرقۃ واحدۃ وان امتی ستفترق علی اثنین و
سبعین فرقۃ تھلک احدی وسبعون وتخلص فرقۃ واحدۃ فالوا یا رسول اللہ ما تلک الفرقۃ قال الجماعۃ قال المصنف فان قیل وھل ھذہ الفرق

ترجمہ کہ بنی اسرائیل باہمی اختلاف سے پھوٹ کر اکہتر فرقے ہو گئے جنمین سے ستر فرقے ہلاکت (جہنم) مین پڑے اور ایک فرقہ عذاب سے چھوٹا اور ستر ہوے
دونون بعد میری امت کے بہتر فرقے ہو جائینگے جنمین سے اکہتر ہلاکت مین پڑینگے اور فقط ایک فرقہ نجات پاویگا اصحاب رض نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ یہ فرق
کیا ہوگا فرمایا کہ وہ جماعت ہوگا **ف** یعنی اُسی طریقہ و ہیئت پر جمع رہینگے جسپر آج اصحاب مجتمع ہین اور واضح ہو کہ محققین علمانے بیان کیا کہ ایمان
توحید آدمی کی نجات کا اصل اصول ہے چنانچہ حضرت امیر المؤمنین عثمان رضی اللہ عنہ جب بعد وفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سخت غمناک و متحیر ہوے
حتی کہ حضرت خلیفہ رسول اللہ ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ اللہ تعالے نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اوٹھالیا اور ہم یہ پوچھنے
نہ پائے کہ اس امر کی نجات کیونکر ہے تو حضرت صدیق رضی نے کہا کہ مین پوچھ چکا ہون عثمان رض نے کہا کہ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہون آپ کو اللہ تعالے
نے ایسے کمال سے سرفراز کیا ہے آپ ہم کو آگاہ کیجیے تو حضرت صدیق رضی نے بیان کیا کہ مین نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے اُسکو پوچھا
تھا تو فرمایا کہ نجات کا مدار اُس کلمہ پر ہے جو مینے اپنے چچا ابوطالب پر پیش کیا تھا۔ اور ابوطالب نے اُس کے قبول سے انکار کیا
ھ۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اصل نجات اعتقادِ توحید ہے۔ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ اور جب یہ اعتقاد دل مین سچا ہوگا
یعنی نفس کا دھوکا نہ ہوگا۔ تو پہچان یہ کہ آدمی اپنے جی کی بندگی چھوڑ کر اللہ تعالے کی بندگی کریگا اور نماز و روزہ و زکوٰۃ و حج
وغیرہ پر عامل ہوگا۔ بعض محققین نے کہا۔ کہ یہ اعمال بمقابلہ ایمان توحید کے ایسے ہین جیسے ذرہ برابر دنیا مین سے ایک آدمی کا گھر
بمقابلہ عرش اعظم کے حقیر ہے **تو معلوم ہوا** کہ جو کوئی اُس اعتقاد توحید پر ہو جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ رضی اللہ
عنہم کو تعلیم فرمایا تھا۔ اور اپنے آپ کو دین حق کے لیئے وقف کرے اسلام سچا لاوے کہ اللہ تعالیٰ رب العالمین کے واسطے گردن جھکاوے
جو کچھ رسول اللہ صلعم نے بتلایا اوسپر یقین لاوے اور جس طریق پر آپ چلتے تھے اوسی طریق سنت کو راہ حق جانے تو یہ نجات کی راہ ہے اور
اگر اس اعتقاد مین خارجی یا رافضی یا معتزلی کیطرح مخالفت کی تو نجات کی راہ سے بھٹک گیا۔ اور شرک کی بدبو اُس مین آنے لگی تو
جہنم مین آگ سے ظاہر و باطن جلیگا بشرطیکہ اس ضلالت مین یہانتک نہ پہنچا ہو کہ دین حق سے خارج ہی ہو گیا ہو تو پھر کافرون و مشرکون کیساتھ
ہمیشہ جہنم کی بستی مین رہیگا۔ اور دیکھو اگر کلمہ توحید و طریق سنت پر سچا اعتقاد ہو لیکن وہ بدکاری کی شامت مین پھنسا۔ اور ظاہر مین اتنے
حصہ مین نفس کی پیروی کی اور یہانتک ہوا۔ کہ آخرت مین حرارت آفتاب سے سر کا بھیجا اُبلنے اور ہولناک تکلیفون سے بھی کفارہ نہ ہوا
بلکہ جہنم مین ڈالا گیا۔ تو اُس کا عذاب گمراہ فرقہ کی طرح نہ ہوگا۔ جیسے حضرت امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
کہ اہل توحید مین سے جو جہنم مین گیا۔ تو اوپر کے طبقہ مین رہیگا اور وہان پہونچتے ہی مردے کے مثل ہو جائے گا اور اُس کے دل
کو آگ نہ جلاوے گی۔ یہ پوری روایت جامع صغیر وغیرہ مین ہے اس بیان سے حدیث شریف کے معنی حل ہو گئے۔ کہ گمراہ
فرقے فی النار ہونگے اور جس فرقہ سنت و جماعت کو نجات ہے وہی نجات کے واسطے ہے و للہ تعالیٰ الحمد والمنۃ۔
مصنف رح کہتے ہین کہ اگر پوچھا جاوے۔ کہ بھلا اس سنت کی پہچان گمراہ فرقہ جنکی خبر حدیث مین دیگئی ہے تمہارے بیان مین بھی آگئی ہین +

فالجواب انا نعرف الافتراق واصول الفرق وان کل طائفة من الفرق انقسمت الی فرق وان لم یخط باسماء تلک الفرق ومذاهبها وقد ظهر لنا من اصول الفرق الحروریة والقدریة والجهمیة والمرجیة والروافضة والجبریة وقد قال بعض اهل العلم ان اصل الفرق الست وقد انقسمت کل فرقة منها اثنتی عشرة فرقة فصارت اثنین وسبعین فرقة وانقسمت الحروریة اثنتی عشرة فرقة فاولهم الازرقیة قالوا لا نعلم احدا مؤمنا وکفروا اهل القبلة الا من دان لقولهم والاباضیة قالوا من اخذ لقولنا فهو مؤمن ومن اعرض عنه فهو منافق

نوٹ ناصبہ

ترجمہ تو جواب یہ ہے کہ اتنی بات تو ہم نے قطعی پہچان لی کہ پھوٹ پڑ گئی (یعنی صحابہ رضی اللہ عنہم جس اتفاق وجماعت کے تھے اُس جماعت سے پہلے پہل خارجیون کے ٹکڑے پھوٹ کے جدا ہو گئے۔ پھر معتزلہ وروافض وغیرہ کے ٹکڑیون نے جماعت کو چھوڑ کر اپنی ٹکڑی جدا کر لی تو یہ معجزہ تو ہم نے صاف دیکھ لیا کہ جماعت سے پھوٹ ہوئی) اور ہم کو ان پھوٹے ہوئے فرقون کی اصلین بھی پہچان پڑتی ہین۔ بلکہ یہ بھی پہچان لیا گیا۔ کہ خود ہر فرقہ جو جماعت اعظم سے پھوٹ کر جدا ہوا تھا خود اُس کے پھوٹ سے ٹکڑے ہو گئے۔ اگرچہ ہم کو ان سب فرقون کے نام اور گمراہی کے مذہب الگ الگ تفصیل کے ساتھ معلوم نہون۔ اور دیکھو۔ کہ بدعتی فرقون کی اصلون مین سے مفصلۂ ذیل ہم کو ظاہر مین معلوم ہو گئے ہین حروریہ وقدریہ وجہمیہ ومرجیہ وروافضہ وجبریہ (یہ چھ ظاہر ہین) اور بعضے اہل علم نے کہا۔ کہ بدعت ضلالت کی جڑ یہی چھ فرقے ہین اور ہر فرقہ کی بارہ شاخین ہین۔ تو کل بہتر شاخین ہوئین۔ جو جماعت سے پھوٹ کے فرقہ فرقہ ہو گئے **ف** مترجم کہتا ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ جل شانہ کی عجب قدرت وتمام رحمت اس دین اسلام پر یہ ہے۔ کہ ان گمراہ فرقون کی باوجود یکہ اس کثرت سے شاخین ہو گئین اور فریق جماعت فقط ایک فریق ہے۔ لیکن ہر زمانہ اور ہر صدی مین ابتدا سے اس وقت تک فریق جماعت بکثرت زائد رہتا چلا آیا حتےٰ کہ جب فریق جماعت دس کروڑ مانا جاوے تو اس وقت مین یہ بہتر گمراہ فرقے ایک کروڑ بھی ہر گز نہ ہوئے بلکہ آدھا کروڑ بھی نہ تھے۔ بلکہ شاید دس لاکھ ہون تاکہ اللہ تعالےٰ کا دین حق ہمیشہ بندگان حق اہل توحید سے متواتر چلا جاوے۔ کیونکہ جب تک فریق جماعت اس قدر زائد نہ ہو تب تک قطعی متواتر نہین رہ سکتا تھا۔ بلکہ دو تین صدی کے بعد ان بدعتیون کی بہت سے فرقے تو کالعدم ہو گئے (مترجم مصنف عفی عنہ نے فرمایا کہ فرقہ حروریہ کی بارہ شاخین ہین (ہر ایک خارجی فرقہ کا عجب مختلف گمراہ اعتقاد ہے) چنانچہ شاخ اوّل ازرقیہ ہے اسکا بانی نافع ازرق خارجی تھا) یہ فرقہ زعم رکھتا کہ اُسکو تو کوئی آدمی مؤمن نہین دکھائی دیتا سوائے اس شخص کے جو اس فرقہ کے قول پر ہو انہون نے اہل قبلہ کو کافر قرار دیا **ف** مترجم کہتا ہے کہ اُس زمانہ مین ایک جماعت صحابہؓ وبکثرت اکابر تابعین موجود تھے پھر اس ظالم گمراہ فرقہ کا قول دیکھو شاخ دوم ناصبیہ جسکا قول یہ تھا کہ جو کوئی ہماری کہنی پر ہو وہ تو مؤمن ہے اور جو ہم سے پھیرے وہ منافق ہے (نہ مؤمن ہے نہ کافر ہے)

والتغلبیہ قالوا ان اللہ لم یقض ولم یقدر والحارثیۃ قالوا ما اندری ما الایمان والخلق کلہم مشرکون والخلفیۃ زعموا ان من ترک الجہاد من ذکر او انثی کفر والکوفیۃ قالوا لیس لاحد ان یمس احدا الا ما عرف الطاہر من الفجر والا ان یواکلہ حتی یتوب والکنزیۃ قالوا لا یسع احدا ان یعط مالہ احدا الا ربہ لم یکن مستحقا بل یکنزہ فی الارض

ترجمہ - سوم تغلبیہ - جس گمراہ فرقہ کا اعتقاد یہ تھا - کہ خدا نے نہ کچھ جاری کیا - اور نہ کچھ تقدیر مین مقدر کیا **ف** مترجم کہتا ہی - کہ خارجی فرقہ حضرت امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ و آپ کے اصحاب کو جن مین مہاجرین و انصار اہل بدر و بیعۃ الرضوان وغیرہ بکثرت شامل تھے سب کو کافر کہتا تھا - تو اس فرقہ سے کہا گیا - کہ ابھی آنحضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وفات پائے چالیس برس نہین گزرے اور حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کی طرح سے حضرت عثمان و حضرت علی اور یہ اصحاب رضی اللہ عنہم آپ کے اکابر مقرب صحابہ مین سے ہین یہ سب زمانہ متواتر جانتا ہے - کیا تم انکار کر سکتے ہو - خارجیون نے کہا کہ بیشک یہ تو سب ہی جانتے ہین اور جو بات آفتاب کی طرح روشن ہو ہم اُس سے کیونکر انکار کرین گے تو کہا گیا کہ پھر جب اللہ تعالے نے قرآن مجید مین صحابہ رضی اللہ عنہم کو مومنین صادقین اور مومنون حقا اور مفلحون فرمایا ہے تو یہ اصحاب کبار سب سے پہلے اس صفت مین داخل ہو گئے - خارجی فرقہ نے کہا کہ ہان اُس وقت بے شک داخل ہو گئے تھے پھر بعد اس کے ابوبکر و عمر تو بیشک اوسی طریقہ پر رہے لیکن عثمان و علی نے ہماری راے مین وہ طریقہ بدلا تو اس صفت سے خارج ہو گئے اور رسول اللہ صلعم نے اُسوقت کے مطابق ان لوگون کو جنتی کہا تھا - پھر جب وہ حال نہ رہا - تو سب باتین جاتی رہین - تب خارجی فرقہ کو جواب دیا گیا کہ یہ تم نے بڑی غلطی کھائی - کیونکہ اللہ تعالے نے جب اُن لوگون کا جنتی ہونا مقدر کیا تھا - تو قضائے مقدر پوری ہوگئی اب اسمین تغیر کیونکر ممکن ہے - خارجی نے کہا کہ ہم اپنے نزدیک ضرور جانتے ہین - کہ یہ لوگ کافر ہو گئے - اور ہم یہ نہین مانین گے کہ خدا نے کچھ مقدر کیا ہے - بلکہ تقدیر کچھ چیز نہین ہے - لیکن جو کوئی جیسا کرے ویسا ہوتا جاویگا - اور تقدیر ہماری سمجھ مین نہین آتی - مترجم کہتا ہے - کہ دیکھو اس بدبخت فرقہ نے متواتر اعتقاد کو چھوڑ کر کفر اختیار کرنا منظور کر لیا - اور وہ عداوت جو اکابر اصحاب رضی اللہ عنہم سے اُسکے جی مین بیٹھ گئی تھی وہ نہ چھوڑی - یہی حال روافض وغیرہ کا ہے نعوذ باللہ من الضلال

شاخ چہارم جارمیہ کا یہ قول ہے - کہ ہم نہین جان سکتے کہ ایمان کیا چیز ہے - اور مخلوق بیچارے سب معذور ہین (اُن کو معاف ہے جبکہ ایمان پہچاننا محال ہے) **پنجم** خلفیہ نے یہ قول نکالا کہ جس کسی نے جہاد چھوڑا وہ کافر ہے چاہے مرد ہو یا عورت ہو **ششم** کوریہ نے نکالا - کہ کسی کو کسی کا چھونا روا نہین ہے - کیونکہ ہم کو پاک و نجس کی شناخت واقعی نہین ہو سکتی ہے اور جب تک ہمارے سامنے کوئی نہا کر توبہ نکرے تب تک اُسکے ساتھ کھانا نہین جائز ہے **ف** دیکھو اس پاکیزگی کے مکر سے کس طرح شیطان نے اس احمق فرقہ کو دھوکا دیا جس سے لوگون مین بے انتہا پھوٹ و جدائی پڑ جاوے حالانکہ شرع مین باہم میل جول و اتفاق کی بہت تاکید رکھی گئی ہے **ہفتم** کنزیہ کا یہ قول ہے کہ کسی کو کچھ مال دینا حلال نہین ہے - کیونکہ شاید یہ شخص اس مال کے پانے کا مستحق نہ ہو (تو غیر مستحق کو دینا ظلم ہوگا - تو اس گناہ سے کفر ہو جائے گا) بلکہ واجب یہ ہے کہ مال کو خزانہ کر کے زمین مین دفن کر دے

حتی یظہر اھل الحق والشمارخیۃ قالوا لا باس بمس النساء الاجانب لانہن ریاحین والاخنسیۃ قالوا لا یلحق المیت بعد موتہ خیر ولا شر والحکمیۃ قالوا من حاکم الی مخلوق فھو کافر والمعتزلۃ من الحروریۃ قالوا اشتبہ علینا امر علیؑ ومعاویۃ فنحن نتبرأ من الفریقین والمیمونیۃ قالوا لا امام الا برضی اھل محلتنا وانقسمت القدریۃ اثنتی عشرۃ فرقۃ الاحمریۃ وھی التی زعمت ان فی شرط العدل من اللہ ان یملک عبادہ امورھم ویحول بینہم و بین معاصیہم والثنویۃ وھی التی زعمت ان الخیر من اللہ والشر من ابلیس والمعتزلۃ الذین قالوا بخلق القرآن وجحدوا الرؤیۃ والکیسانیۃ وھم الذین قالوا لا ندری ھذہ الافعال من اللہ او من العباد ولا نعلم ایثاب العباد بعد الموت ام یعاقبون والشیطانیۃ قالوا ان اللہ لم یخلق الشیطان والشریکیۃ قالوا ان السیئات کلہا مقدرۃ الا الکفر

ترجمہ پھر جب قطعی یقینی دلیل سے کوئی شخص سب سے زیادہ مستحق معلوم ہو۔ تو اوس کو دے (پھر جو کوئی اسی طرح دوسرے درجہ کا مستحق ہو اُس کو دے وعلی ہذا القیاس) یعنی اس مکر سے کبھی زکوٰۃ دینا نہ پڑے **ہشتم** شمارخیہ (تسفی رہ نے شمارخیہ نام لکھا ہے) اس خبیث فرقہ کا یہ قول ہے کہ اجنبی عورتون کو چھونے ومساس کرنے مین کچھ ڈر نہین ہے اسلیئے کہ عورتین تو ریاحین بنائی گئی ہین **ف** ریاحین کی خوشبو سونگھنا اور چھونا روا ہوتا ہی۔ اور **نہم** اخنسیہ کا یہ قول ہے۔ کہ مرنے کے بعد میت کو کچھ بھلائی یا برائی لاحق نہین ہوتی ہے **ف** یعنی عذاب وثواب کے انکار کرتے ہین **دہم** حکمیہ کہتے ہین کہ جو کوئی کسی مخلوق کیطرف فیصلہ چاہنے جاوے تو وہ کافر ہے **ف** اسی وجہ سے جب حضرت امیرالمومنین علی رضی اللہ عنہ واہل شام مین ثالثی فیصلہ قرار پایا تو اس خارجی فرقے نے امیرالمومنین کے لشکر سے جدا ہوکر دونون فریق کو کافر کہنا شروع کیا **یازدہم** معتزلہ یعنی حروریہ مین سے معتزلہ تو وہ فرقہ ہے جو کہتے ہین کہ علی بن ابیطالب ومعاویہ کا معاملہ ہم پر مشتبہ ہوا یعنی حکم صاف نہین کھلتا ہے اسلیئے ہم دونون فریق سے بیزاری وتبرا کرتے ہین **دوازدہم** میمونیہ فرقہ کہتا ہی کہ کوئی امام نہین ہوسکتا جب تک ہمارے اہل محلہ راضی نہون **ف** اہل محلہ سے اپنی ملت کا مراد لیتا ہی واللہ اعلم اور فرقہ **قدریہ** بھی بارہ ٹکڑون مین منقسم ہوا (۱) احمر جسکا قول یہ ہے کہ (اللہ تعالےٰ پر عدل جاری کرنا فرض ہی اور) اللہ تعالےٰ کے عدل مین شرط یہ ہی کہ اپنے بندونکو اُنکے کامون کا مختار کرے اور اُن کے گناہون کے درمیان امین حائل ہوکر روکے اور (۲) فرقہ ثنویہ کہتا ہے کہ بھلائی تو اللہ تعالےٰ کیطرف سے پیدا ہوتی ہے اور برائی ابلیس پیدا کرتا ہے اور (۳) معتزلہ کہتا ہے کہ بندہ آپ پیدا کیا ہوا ہے اور آخرت مین خدا کا دیدار محال ہی **ف** مترجم کہتا ہے کہ سب بدعتی گمراہ فرقے اللہ تعالےٰ کے دیدار کو محال کہتے ہین اسمین خوارج وروافض وغیرہ سب یکسان ہین م اور (۴) کیسانیہ جو کہتے ہین کہ ہمکو نہین معلوم ہوتا کہ یہ افعال آیا اللہ کیطرف سے پیدا ہوتے ہین یا بندونسے پیدا ہوتے ہین اور یہ بھی ہم نہین جانتے کہ بندے بعد موت کے ثواب پاوینگے یا عذاب پاوینگے اور (۵) شیطانیہ جسکا یہ قول ہی کہ خدا نے شیطان کو نہین پیدا کیا ہی اور (۶) شریکیہ جو کہتے ہین کہ سب بُرائیان مقدر مین ہوئے سوا کفر کے

والوهمية قالوا ليس لافعال الخلق وكلامهم ذات ولا للحسنة ولا السيئة ذات
والبريدية قالوا كل كتاب نزل من الله تعالى فالعمل به حتى الناسخ كان او
منسوخا والمثيرية زعموا ان من عصى ثم تاب لم تقبل توبته والناكثية زعموا
ان من نكث بيعة رسول الله صلى الله عليه وسلم فلا اثم عليه والقاسطية فضلوا طلب
الدنيا على الزهد فيها والنظامية تبعوا ابراهيم النظام فى قوله من زعم ان الله شئ فهو
كافر وانقسمت الجهمية اثنتى عشرة فرقة المعطلة زعموا ان كل ما يقع عليه وهم الانسان فهو مخلوق و
ان من ادعى ان لله يدا فهو كافر والمرسية قالوا اكثر صفات الله مخلوقة والواردية جعلوا البارى سبحانه و
تعالى فى كل مكان والملتزقة قالوا لا يدخل النار من عرف ربه ومن دخلها لم يخرج منها ابدا

ترجمہ اور (۷) وہمیہ کہتے ہین کہ مخلوق کے افعال کی ذات نہین ہے اور نہ نیکی و بدی کی ذات ہے اور (۸) بریدیہ (الوہمیہ) کہتے ہین کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو کتابین اُتری ہین تو اُس پر عمل کرنا فرض ہے خواہ کوئی اُسکو ناسخ کہے یا منسوخ کہے **ف** مترجم کہتا ہے کہ اس نفس پرست فرقہ کا مطلب یہ ہے کہ اگر آدم ؑ کے وقت مین بھائی بہن کا نکاح دو بطن مختلف سے جائز تھا تو اب بھی یہ لوگ اُس پر عمل کرینگے اسی طرح حضرت یعقوب کے وقت مین دو بہنون کا نکاح اور ما بعد شراب خواری وغیرہ سب عمل مین لاوینگے اور (۹) مثیریہ کہتے ہین کہ جس نے گناہ کرکے توبہ کی تو اُس کی توبہ قبول نہ ہوگی اور (۱۰) ناکثیہ فرقہ کہتا ہے کہ جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت توڑدی تو اُس پر گناہ نہین ہے اور (۱۱) قاسطیہ کہتے ہین کہ دنیا مین زاہد ہونے سے یہ افضل ہے کہ دنیا تلاش کرنیمین کوشش کرے اور (۱۲) نظامیہ جس نے ابراہیم نظام کی پیروی مین یہ کہا کہ جو کوئی اللہ تعالیٰ کو شئے کہے تو وہ کافر ہے **ف** مترجم کہتا ہے کہ یہ بھی فرقہ اعتقاد معتزلہ پر گمراہ ہے اور یہ ایک بات اُس گمراہی پر اور زیادہ بڑائی ہے اسی طرح ان سب فرقون مین باہم مخالفت ہے اور سب خلاف طریقۂ رسالت ہین ۔م۔ اور جہمیہ فرقہ مین بھی بارہ شاخین ہین (۱) معطلہ جو کہتے ہین کہ جس چیز پر انسان کا وہم پڑے وہ مخلوق ہے اور جو کوئی دعوے کرے کہ اللہ تعالیٰ کا دیدار ممکن ہے تو وہ کافر ہے (۲) مرسیہ (مُرَیسیہ) فرقہ گمراہ کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اکثر صفات مخلوق ہین اور (۳) واردیہ کہتے ہین کہ اللہ تعالیٰ ہر جگہ موجود ہے **ف** تعجب ہے کہ اسی گمراہ فرقہ کا یہ اعتقاد اکثر عوام اہل السنۃ مین پھیل گیا اور یہ لوگ بھی کہنے لگے کہ خدا ہر جگہ موجود ہے شاید اسکا سبب یہ ہوا کہ محکمۂ عدالت قضاء مین قسم لینیکا یہ طریقہ تھا کہ خدا کو حاضر ناظر جانکر قسم کھاؤ یا گواہی دو تو عوام اپنی بیعلمی سے یہ سمجھے کہ خدا حاضر موجود ہے حالانکہ قاضی کا مطلب یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ عالم و ناظر ہے اور یہی عربی محاورہ ہے یعنی اللہ تعالیٰ تجکو دیکھتا اور علیم و خبیر ہے یہ یاد کرکے سچی قسم کھاؤ لیکن عوام نے اپنی سمجھ سے حاضر کے یہ معنی لگائے جیسے آپ سمجھے ہوا کرتے ہین لہذا علماء پر فرض ہے کہ وعظ مین اللہ تعالیٰ کی وحدانیت و اعتقاد حق کو اول بیان کیا کرین تاکہ آیندہ انکی نصیحت سے ایمان والون کو مفید ہو واللہ سبحانہ الموفق اور (۴) ملتزقہ کہتا ہے کہ جسنے اللہ تعالیٰ کو پہچانا وہ جہنم مین نہ جائے گا اور جو کوئی جہنم مین گیا وہ کبھی جہنم سے نہین نکالا جائیگا **ف** مترجم کہتا ہے کہ اس فرقہ جاہل کے نفسے اُن کو یہ یقین دلایا کہ تم لوگ اللہ کو پہچانتے ہو اور اسی جاہل

انتہی نقل عبارت فرقہ ہائے ضالہ از ریاض

والزنادقة قالوا ليس لاحد ان يثبت لنفسه ربا لان الاثبات لا يكون الا بعد ادراك الحواس ما يدرك فليس له ما لا يدرك لا يثبت والحرقية زعموا ان الكافر تحرقه النار مرة واحدة ثم يبقى محترقا ابدا لا يجد حر النار والمخلوقية زعموا ان القران مخلوق والفانية زعمت ان الجنة والنار فنيان ومنهم من قال لم يخلقا والمرجئة جمعوا الرسل وقالوا انا هم حكماء والواقفة قالوا لا نقول القران مخلوق ولا غير مخلوق والقبرية ينكرون عذاب القبر والشفاعة واللفظية قالوا لفظنا بالقران مخلوق وانقسمت المرجئة اثنتي عشرة فرقة التاركية قالوا ليس لله على خلقه فريضة سوى الايمان به فمن امن به وعرفه فليفعل ما شاء والسابية قالوا ان الله تعالى سيب خلقه ليعملوا ما شاءوا والمرجئة قالوا لا يسمى الطائع طائعا ولا العاصي عاصيا لانا لا ندري ما له عند الله ؛

ترجمہ اور (۵) زنادقہ کہتے ہین کہ کسی کے واسطے یہ ممکن نہین ہے کہ اپنی ذات کے واسطے کوئی رب (پروردگار) ثابت کرے اسلیئے کہ ثابت کرنا جبھی ہوسکتا ہے کہ حواس اوراک کرلے حالانکہ یہ ادراک نہین ممکن ہے تو یہ حواس کے ادراک کرنے کا آلہ نہین ہوسکتے ہین تو پھر جو چیز ادراک ہی نہین ہوسکتی ہے تو ثابت بھی نہین ہوسکتی ہے **ف** مترجم کہتا ہے۔ کہ یہ دلیل محض غلط اور بالکل خبط ہے اور سرے سے یہی غلط ہے کہ رب کو ثابت کرنے اسلیئے کہ پہچاننا اور ہے اور ثابت کرنا اور ہے اسیواسطے مصنف رح نے ان احمقونکی دلیل بھی نقل کردی تاکہ لوگ سمجھ لین کہ یہ فرقہ کیسا بے توف ہے اور (۶) حرقیہ فرقہ کا قول ہے کہ کافر کو (جب جہنم مین ڈالا جائیگا) آگ ایکبار جلاکر کوئلہ کردیگی پھر وہ ہمیشہ کوئلہ پڑا رہیگا اسکو آگ کی جلن محسوس نہوگی اور (۷) مخلوقیہ کہتا ہے کہ یہ قرآن مخلوق ہے (۸) فانیہ فرقہ کا قول ہے کہ جنت و دوزخ دونون فنا ہونیوالی ہین اور اُن مین سے بعضے یہ کہتے ہین کہ ہنوز وہ دونون پیدا ہی نہین ہوئی ہین اور (۹) عربیہ نے پیغمبرون سے انکار کیا یعنی اللہ تعالیٰ کیطرف سے بھیجے ہوئے نہین ہین بلکہ وہ لوگ صرف عقلا تھے **ف** یہ قول محض کفر ہے اور یہی اس زمانہ مین نیچریہ فرقہ کا قول ہے جو سرسٹر احمد خان کی کتاب مین جو تفسیر کے نام سے لکھی ہے صاف مذکور ہے اور (۱۰) واقفیہ کہتے ہین کہ ہم توقف کرتے ہین نہ یہ کہتے ہین کہ قرآن مخلوق ہے اور نہ یہ کہ نہین مخلوق ہے اور (۱۱) قبریہ کہتا ہے کہ قبر مین عذاب (ثواب) نہین ہے اور نہ آخرت مین شفاعت ہے اور (۱۲) لفظیہ فرقہ کہتا ہے کہ قرآن کے ساتھ ہمارا تلفظ کرنا مخلوق ہے اور اسیطرح مرجیہ فرقے کی بھی بارہ قسمین ہین (۱) تارکیہ فرقہ کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے واسطے مخلوق پر کوئی عمل فرض نہین ہے سوائے ایمانکے پس جب بندہ اُسپر ایمان لایا اور اُس کو پہچانا تو پھر جو چاہے وہ کرے اور (۲) سابیہ کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے خلق کو پیدا کرکے چھوڑ دیا ہے کہ جو چاہین وہ کرین **ف** مترجم کہتا ہے کہ ان پھر جو کچھ کرینگے اُسکا عوض آخرت مین پائینگے لیکن اس گمراہ فرقے نے اس سے انکار کیا۔ اور (۳) مرجیہ کہتا ہے کہ ہم کسی بدکار کو عاصی نافرمان نہین کہہ سکتے اور نہ کسی نیکوکار کو طائع و فرمانبردار کہہ سکتے کیونکہ ہم کو یہ نہین معلوم کہ اُسکے لیئے عند اللہ کیا ہے **ف** اس فرقہ کا یہ مطلب نہین کہ ہم انجام نہین جانتے ہین اس لیے کہ انجام کو کوئی نہین جانتا ولیکن جو حالت بالفعل موجود ہے یہ ظاہر ہے تو یہ فرقہ اس سے بھی منکر ہے گویا کہتا ہے کہ اس بدکار کی بدکاری شاید پسندیدہ ہو اور یہ قبیح گمراہی ہے ؛

والسّاكتيّة قالوا الطاعات ليست من الايمان والبهشميّة قالوا الايمان العلم ومن لا يعلم الحق من الباطل والحلال من الحرام فهو كافر والعمليّة قالوا الايمان العمل والمستثنية قالوا الاستثناء في الايمان والمشبّهة يقولون لله بصر كبصري ويد كيدي والحشويّة جعلوا احكم الاحاديث كلها واحلّ فعندهم ان تارك النفل كتارك الفرض والظاهريّة الذين لا يقولون بالقياس والبدعيّة اول من ابتدع الاحداث في هذه الامة وانقسمت الرافضة اثنتي عشرة فرقة العلويّة قالوا ان الرسالة كانت الى عليّ وان جبريل اخطأ والامريّة قالوا ان عليا شريك محمد في امره والشيعيّة قالوا ان عليا وصيّ رسول الله وولية من بعده وان الامة كفرت ببيعة غيره والاعاقبة

الاحاب

ترجمہ اور (۴) ساکتیہ کہتا ہے کہ نیک اعمال یعنی طاعات کچھ ایمان سے نہیں ہیں اور (۵) بھشمیہ کہتا ہے کہ ایمان علم ہے اور جس نے حق کو باطل سے تمیز کرنا اور حلال کو حرام سے تمیز کرنا نجانا وہ کافر ہے اور (۶) عملیہ کہتا ہے کہ ایمان فقط عمل ہے اور (۷) مستثنیہ نے ایمان میں استثناء سے انکار کیا اور (۸) مشبہہ کہتا ہے کہ خدا کی آنکھ میری آنکھ جیسی ہے۔ اور میرے ہاتھ کی طرح ہاتھ ہے **ف** اور عرش پر اسیطرح مستوی ہے۔ جیسے ہم لوگ تخت پر بیٹھتے ہیں (۹) حشویہ نے سب احادیث کا ایک حکم ٹھہرایا چنانچہ ان کے نزدیک فرض ترک کرنے کا حکم ویسا ہی ہے جیسے نفل ترک کرنے کا **ف** - مترجم کہتا ہے کہ حشویہ نام اسلیئے ہوا کہ یہ فرقہ کہتا ہے کہ قرآن مجید میں الٓمٓ اور طٰسٓ اور حٰمٓ وغیرہ حروف مقطعات صرف زائد حروف ہیں یعنی ہیں اور جو آیتیں عذاب کا خوف لانے والی ہیں وہ فقط دھمکی ہے نعوذ باللہ من کفرہم۔ (۱۰) ظاہریہ وہ فرقہ ہے جو شرعی مسائل میں قیاس سے حکم اجتہادی نکالنے سے انکار کرتے ہیں اور (۱۱) بدعیہ جس نے اول اول اس امت میں بدعت کا احداث شروع کیا **ف** دوازدہم مذکور نہیں ہے اور بعض نے کہا کہ اُس کا یہ اعتقاد ہے کہ جب ہم نے ایمان کا اقرار کیا تو جو کچھ نیکی کریں وہ مقبول ہے اور جو برائیاں مانند زنا اور چوری وغیرہ کے عمل میں لاویں وہ بخشی جاتی ہیں چاہیے توبہ کرے یا نہ کرے واللہ اعلم۔ فرقہ **رافضہ** کی بھی بارہ شاخیں ہیں (۱) علویہ کہتا ہے کہ رسول بنانے کا پیغام اصل میں جبریل علیہ السلام کے ہاتھ حضرت علی کیطرف بھیجا گیا تھا اور جبرئیل نے غلطی کر کے وہ دوسری جگہ پہونچا دیا **ف** جیسے یہود کہتے تھے کہ جبرئیل نے ہماری عداوت سے بنی اسرائیل کو چھوڑ کر بنی اسمٰعیل میں وحی اُتاری ہے یہ لوگ کافر ہیں (۲) امریہ۔ یہ فرقہ کہتا ہے کہ کار نبوت میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ علی رضی اللہ عنہ شریک ہیں **ف** یہ بھی ظاہر کفر ہے (۳) شیعہ فرقہ کہتا ہے کہ علی رضی اللہ عنہ وصی رسول اللہ اور آپ کے بعد خلیفہ تھے اور امت نے دوسری کی بیعت کر کے کفر کیا **ف** مترجم کہتا ہے کہ امام ذہبی وغیرہ نے لکھا ہے کہ قدیم شیعہ فرقہ کا قول فقط یہ ہے کہ علی رضی اللہ عنہ عثمان رضی اللہ عنہ سے افضل ہیں اور جس نے ان سے لڑائی کی اُس نے گناہ کمایا پھر اس فرقہ میں بعضے بڑھ کر کہنے لگے بلکہ علی رضی اللہ عنہ سب سے افضل ہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے ابوبکر و عمر و عثمان کو پہلے خلیفہ اسلیئے کر دیا تاکہ خلافت کا خاتمہ علی رضی اللہ عنہ پر ہو۔ اور آپ کی اولاد میں قیامت تک باقی رہے جیسے نبوت آنحضرت صلعم پر ختم ہوئی اور جو قول مصنف نے بیان کیا یہ رافضیہ فرقہ کا ہے جو آخر میں پیدا ہوا ہے (۴) اعاقبہ

قالوا النبوة متصلة الى يوم القيامة وكل من يعلم علم اهل البيت فهو نبي والناووسية قالوا علي افضل الامة فمن فضل غيره عليه فقد كفر والامامية قالوا لا يمكن ان تكون الدنيا بغير امام من ولد الحسين وان الامام يعلم جبريل فاذا مات بدل مكانه مثله والزيدية قالوا ولد الحسين كلهم ائمة في الصلوات فمتى وجد منهم احدهم يجزي الصلوة خلف غيرهم برهم وفاجرهم والعباسية زعموا ان العباس كان اولى بالخلافة من غيره والمتناسخة قالوا الارواح تتناسخ فمن كان محسنا خرجت روحه فدخلت في خلق تسعد بعيشه وان كان مسيئا دخلت روحه في خلق تشقى بعيشه والرجعية زعموا ان عليا والعباس يرجعون الى الدنيا وينتقمون من اعدائهم واللاعنة يلعنون عثمان وطلحة والزبير ومعاوية وابا موسى وعائشة وغيرهم والمتربصة تشبهوا بزي النساك ويتصبوا كل عصر رجلا ينسبون اليه الامر ويزعمون انه مهدي هذه الامة فاذا مات نصبوا آخره وانقسمت الجبرية اثنتي عشرة فرقة فمنهم المضطرية قالوا الافعال للاده بل الله يفعل الكل والافعالية قالوا لنا افعال ولكن لا استطاعة لنا فيها وانما نحن كالبهائم

ترجمہ فرقہ کہتا ہے کہ نبوت تا قیامت ہوتی چلی جاوے گی اور جو کوئی اہل بیت کا علم جانے وہی نبی ہوتا ہو گا (۵) ناووسیہ فرقہ کہتا ہے۔ کہ حضرت علیؓ سب امت سے افضل ہین پس جو کوئی کسی دوسرے صحابی کو آپ پر فضیلت دے وہ کافر ہوگا (۶) امامیہ فرقہ کہتا ہے کہ دنیا کبھی ایک امام سے خالی نہ ہوگی اور وہ امام اولاد حسین رضی اللہ عنہ سے ہوگا اور اسکو جبرئیل علیہ السلام تعلیم کرتا ہے گا جب وہ مرے گا تو بجائے اُسکے دوسرا اُسکی مثل قائم ہوگا **ف** اس زمانہ مین جس فرقے نے امامیہ اپنا نام رکھا ہے وہ تو ناووسیہ وراقضیہ وغیرہ کا مجموعہ مرکب ہے (۷) زیدیہ فرقہ کہتا ہے کہ نماز کے امام کل اولاد حسین ہین تو جب تک اُن مین سے کوئی ہو تو کسی غیر کے پیچھے نماز نہین جائز ہے خواہ وہ پرہیزگار ہو یا اُسکے افعال خلافِ شرع ہون (۸) عباسیہ فرقہ کا زعم یہ ہے کہ سب سے زیادہ حقدار خلافت عباس بن عبد المطلب تھے (۹) متناسخہ فرقہ کا یہ قول ہے کہ روحین ایک بدن سے نکلکر دوسرے بدن مین جاتی ہین چنانچہ اگر وہ شخص نیکوکار تھا تو اُسکی روح نکلکر ایسے بدن مین پڑجاتی ہے جو دنیا مین عیش سے رہنیوالا ہے اور اگر بدکار تھا تو ایسے بدن مین پڑتی ہے جو دنیا مین کوفت و تکلیف سے زندگی بسر کریگا۔ (۱۰) رجعیہ فرقہ کا زعم یہ ہے کہ حضرت علی اور آپکے اصحاب دنیا مین دوبارہ لوٹ آوین گے اور یہان اپنے دشمنون سے اپنا بدلا لینگے (۱۱) لاعنہ فرقہ وہ ہے جو حضرت عثمان و طلحہ و زبیر و معاویہ و ابو موسیٰ اشعری وام المؤمنین عائشہ وغیرہم رضی اللہ عنہم پر لعنت کرتے ہین (۱۲) متربصہ ایک فرقہ ہے کہ عابد فقیروں کا لباس پہنتے ہین اور ہر وقت مین ایک شخص کو مقرر کرکے رکھتے ہین۔ کہ یہی اس عصر مین صاحب الامر ہے اور یہی اس امت کا مہدی ہے پھر جب وہ مرا تو دوسرے کو اسیطرح مقرر کر لیتے ہین۔ اور جبریہ فرقہ بھی بارہ قسمون مین منقسم ہوا ہے از انجملہ (۱) مضطریہ فرقہ کہتا ہے۔ کہ آدمی کچھ بھی نہین کرسکتا بلکہ جو کچھ کرتا ہے وہ اللہ تعالےٰ ہی کام کرتا ہے (۲) افعالیہ فرقہ کہتا ہے کہ ہمارے افعال تو ہم سے صادر ہوتے ہین ولیکن ہم کو اُسکے کرنے یا نہ کرنے مین استطاعت خود نہین ہے بلکہ ہم لوگ بمنزلہ جانوروں کے ہین۔ + + + + + + + +

تقادیر الجبل والمفوضة قالت کل الاشیاء قد خلقت والان لا یخلق شئ والنجارية زعموا ان الله تعالی
یعذب الناس علی فعله لا علی فعلهم والمباینة قالوا علیك بما یخطر بقلبك فاعمل ما توسمت منه الخیر والکسبیة
قالوا لا یکتسب لعبد ثوابا ولا عقابا والسابقة قالوا من شاء منکم فلیعمل ومن شاء لم یعمل فان السعید لا تضره ذنوبه و
الشقی لا ینفعه برّه والجبریة قالوا من شرب کاس محبة الله تعالی سقطت عنه عبادة الارکان والخوفیة قالوا من خاف
الله لم یسعه ان یخاف مکان الحبیب یخاف حبیبه والبکریة قالوا من زاد علما سقط عنه بقدر ذلك من العبادة و
الحسنیة قالوا الدنیا بین الجماعة سواء لا تفاضل بینهم فیما رزقهم ابوهم آدم والمتیمة قالوا منا الفعل ولنا
الاستطاعة **الباب الثالث فی التحذیر من فتن ابلیس ومکایده** قال المصنف
اعلم ان الآدمی لما خلق فترکب فیه الهوی والشهوة لیجتلب بذلك ما ینفعه
و وضع فیه الغضب لیدفع به ما یؤذیه واعطی العقل کالمؤدب یامره بالعدل
فیما یجتلب ویجتنب وخلق الشیطان محرضا له علی الاسراف فی اجتلابه واجتنابه

کہ وہ رسی سے بادہ کر جدا جدا جتھا بن بانٹے جاتے ہین (۳) مفوضیہ فرقہ کہتا ہے۔ کہ کل چیزین پیدا ہو چکین اب کچھ پیدا نہین ہوتا ہے
(۴) نجاریہ فرقہ کہتا ہے کہ اللہ تعالی اپنے بندون کو اُن کے نیک و بد افعال پر عذاب نہین کرتا بلکہ اپنے فضل پر عذاب کرتا
ہے (۵) مباینہ فرقہ کہتا ہے کہ تجھپر لازم فقط وہ ہے جو تیرے دلمین آوے پس جس کی خطر سے تجھے بہتری نظر آوے اُسپر عملکر (۶)
کسبیہ فرقہ کہتا ہے۔ کہ بندہ کچھ ثواب یا عذاب نہین کماتا ہے (۷) سابقہ وہ فرقہ ہے جو کہتا ہے کہ جس کا جی چاہے نیک کام کرے اور
جس کا جی چاہے نہ کرے اسلیے کہ جو نیکبخت ہے اُسکو گناہ ہونے سے کچھ ضرر نہین ہوگا اور جو بدبخت ہے اُسکو نیکی سے کچھ فائدہ نہ ہوگا (۸) جبریہ فرقہ کہتا ہے کہ جس شخص نے الٰہی
کا پیالہ پیا اُس سے ارکان عبادت ساقط ہو جاتے ہین (۹) خوفیہ فرقہ کہتا ہے۔ کہ جس نے اللہ تعالی سے محبت کی تو اسکو روا
نہین کہ اللہ تعالی سے خوف کرے اس لیئے کہ محب اپنے محبوب سے خوف نہین کر سکتا (۱۰) بکریہ فرقہ کہتا ہے کہ جس قدر علم معرفت
کا زیادہ ہے اوسیقدر عبادت اُس کے ذمہ سے ساقط ہوتی جاتی ہے (۱۱) حسنیہ فرقہ کہتا ہے۔ کہ دنیا سب لوگونمین برابر مشترک ہے
کسیکو دوسرے پر زیادتی نہین ہے کیونکہ وہ اُن کے باپ آدم علیہ السلام کی میراث ہے (۱۲) متیمہ فرقہ کہتا ہے۔ کہ یہ افعال ہم سے
صادر ہوتے ہین اور ہم کو ان کی استطاعت و قدرت حاصل ہے **باب سوم** ابلیس کی مکاری چالون اور فتنون
سے بچنے کی تاکید کا بیان **مصنف** نے کہا کہ انسان مین خواہش نفسانی و شہوات مرکب ہین جنکی وجہ سے وہ ایسی چیزین
تلاش کرلاتا ہے جنکو پنچ حی مین آرام و نفع پہنچانیوالی جانتا ہے۔ اور انسان مین غضب (غصہ) بھی رکھا گیا ہے جس سے وہ ایذا
دینے والی چیزین دفع کرتا ہے۔ اور اُسکو عقل بھی عطا ہوئی ہے جو اُس کو طفیل نفس کے واسطے گویا ادب دینے والی معلم ہے کہ اُس کو
سکھاتی رہتی ہے۔ کہ جو چیزین حاصل کرے یا جن کو دفع کرے سب اعتدال کے ساتھ ہون اور شیطان اوسکا دشمن پیدا کیا گیا
ہے۔ جو گمراہ کو ابھارتا رہتا ہے۔ کہ حاصل کرنے اور دفع کرنے مین حد سے بڑھ چلے

قالوا یجب علی کل عاقل ان یاخذ حذرہ من ھذا العدو اللدود قد بان عداوتہ من زمن ادم وقد بذل نفسہ
عمرہ فی افساد احوال بنی ادم وقد امر اللہ تعالی عز وجل بالحذر منہ فقال لا تتبعوا خطوات الشیطان انہ
لکم عدو مبین انما یامرکم بالسوء والفحشاء وان تقولوا علی اللہ ما لا تعلمون وقال الشیطان یعدکم
الفقر ویامرکم بالفحشاء وقال یرید الشیطان ان یضلھم ضلالا بعیدا وقال انما یرید الشیطان
ان یوقع بینکم العداوۃ والبغضاء فی الخمر والمیسر ویصدکم عن ذکر اللہ وعن الصلاۃ فھل انتم منتھون
وقال انہ عدو مضل مبین وقال ان الشیطان لکم عدو فاتخذوہ عدوا انما یدعو حزبہ لیکونوا من اصحاب السعیر وقال
ولا یغرنکم باللہ الغرور وفی القرآن من ھذا کثیر **فصل** وینبغی ان یعلم ان ابلیس الذی
شغلہ التلبیس ولم من استثنیہ الامر علیہ فاعرض عن النص الصحیح علی الصریح واخذ یفاضل

ترجمہ حکماء ربانیہ رحمہم اللہ تعالی نے کہا کہ عاقل پر لازم ہے کہ ایسے دشمن سے ہر وقت بچا رہے جسکی عداوت انسان کے ساتھ زمانہ
آدم علیہ السلام سے صاف ظاہر ہو چکی ہے جس نے اپنے آپ کو تمام عمر اسی واسطے وقف کر دیا ہے۔ کہ ہر حال میں اولاد آدم کی
بربادی میں اپنی پوری کوشش صرف کریگا۔ اور اللہ عزوجل نے انسان کو (اگر یہ قوت نہیں دی کہ شیاطین کو دیکھیں تو اسکے عوض میں
آگہی دیدی اور) اس دشمن سے بچے رہنے کی تاکید فرمائی بقولہ تعالی لا تتبعوا خطوات الشیطان انہ لکم عدو
مبین الآیۃ (سیپارہ اول رکوع اول) یعنی اے اہل ایمان تم لوگ شیطان کے قدموں کی نشانی پر چلو وہ تمہارا کھلا ہوا دشمن ہے۔ وہ تمکو
بری باتوں اور بد کرداریوں ہی کی تاکید کرتا رہتا ہے اور نیز اس امر کی کہ تم لوگ اللہ تعالی کی شان میں وہ بات کہو جسکا علم تم کو نہیں ہے
وبقولہ تعالی الشیطان یعدکم الفقر ویامرکم بالفحشاء یعنی شیطان تمکو محتاج ہو جانے سے ڈراتا ہے اور قبیح بدکاریوں کی تاکید
کرتا رہتا ہے **ف** تم کہتا ہے کہ یہ معجزہ آنکھوں دیکھا ہے راہ خیر میں خرچ کرتے وقت یہ وسوسہ پیدا ہوتا ہے کہ بال بچوں کا ساتھ ہے اور ادھر
یہی شخص ان بچوں کے حصہ وغیرہ میں فحش و قبائح میں اسراف کیساتھ خرچ کرتا ہے یہ بالکل شیطان کی اتباع ہے (م) وبقولہ تعالی
ویرید الشیطان ان یضلھم ضلالا بعیدا یعنی شیطان یہ چاہتا ہے کہ انسان کو دور کی گمراہی میں بھٹکا دے وبقولہ تعالی
انما یرید الشیطان ان یوقع بینکم العداوۃ والبغضاء فی الخمر والمیسر الآیۃ یعنی شیطان تو یہی چاہتا ہے
کہ شراب و قمار بازی سے تم لوگوں میں باہمی عداوت اور بغض ڈالدے اور تمکو یاد الٰہی و نماز سے روک رکھے اب تو تم ان کاموں سے باز رہو گے
ہو۔ وبقولہ تعالی انہ عدو مضل مبین یعنی شیطان کھلا ہوا گمراہ کرنیوالا دشمن ہے ہو۔ وبقولہ تعالی ان الشیطان لکم
عدو فاتخذوہ عدوا الآیۃ یعنی شیطان بیشک تمہارا دشمن ہے تو تم بھی اسکو دشمن بنائے رہو وہ اپنے گروہ کو اسلیئے بلاتا ہے تاکہ وہ
لوگ بھی جہنم میں رہنے والے ہو جاویں ہو۔ وبقولہ تعالی ولا یغرنکم باللہ الغرور یعنی شیطان تمکو اللہ تعالی کیساتھ دھوکے میں ڈالدے **ف**
بچے رہو اور قرآن مجید میں اس قسم کی آیات بکثرت وارد ہیں **فصل** جان لینا چاہیئے کہ ابلیس جسکا یہی کام ہے کہ اپنے ہمجنس مخلوقات کو تلبیس و شبہات
ڈالتا رہے سب سے پہلا وہ خود شبہہ میں پڑا اور امر الٰہی سے شبہہ ہو کر صریح حکم سجدے سے جو بالکل صحیح تھا موہنہ موڑ کر قیاس دوڑانی لگا اور خلقتا

بین الاصول فقال خلقتنی من نار وخلقته من طین فوارد ذلک بالاعراض علی المالک الحکیم فقال ارأیتک هذا الذی کرمت علی والمعنی اخبرنی لم کرمته علیّ وهذا الاعراض ان الذی فعلته لیس بحکمة فراتبع ذلک بالکبر فقال انا خیر منه ثم امتنع من السجود فاهان نفسه التی اراد تعظیمها بالمعصیة والشقاء فمتی سوّل للانسان امر فینبغی ان یحذر منه اشد الحذر ولیقل لدحین امره ایاه بالسوء انما تریدنی بما تامر به نصحی بلوغ شهوتی وکیف ینصح صواب المنصح للغیر لمن لم ینصح نفسه ثم کیف اتقی بنصحة عدوّ فانصرف فعلم لقولک منفذ فلا یبقی الا انه یستعین بالنفس لانه یحث علی هواها فلیستحضر العقل ان ثبت التفکر فی عواقب الذنب لعله یؤفق بعیث جند عزیمته بسم اللہ الرحمن الرحیم وعن عیاض بن حمار رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا ایها الناس ان اللہ عز وجل امرنی ان اعلمکم ما جهلتم مما علمنی فی یومی هذا ان کل مال نحلته عبدی فهو له حلال وانی خلقت عبادی حنفاء کلهم فاتتهم الشیاطین فاجتالتهم عن دینهم وامرتهم ان یشرکوا بی ما لم انزل به سلطانا

ترجمہ کے عام مین فضیلت دینے لگا چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ہم کو آگاہ فرمایا خلقتنی من نار وخلقته من طین یعنی ابلیس نے کہا کہ تونے مجھکو آگ سے پیدا کیا ہے اور اُسکو تونے گوندہی مٹی سے پیدا کیا ہے۔ پھر اس نافرمانی کے بعد مالک حکیم عزوجل کی جناب مین اعراض لایا چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ ارأیتک هذا الذی کرمت علی الآیۃ یعنی مجھے آگاہ کر دے کہ آخر تونے اسکو کیون مجھپر فضیلت دی اس اعتراض کی تہ مین اُسکی یہ جہالت ہے کہ تونے جو اسکو مجھپر فضیلت دی تو یہ کچھ حکمت نہین ہے پھر اسکے بعد تکبر کرنے لگا کہ انا خیر منه یعنی مین اس سے بہتر ہون پھر سجدہ بجالانے سے باز رہا اس سے کچھ نہ ہوا سوائے اسکے کہ شیطان نے خود اپنے نفس کو دائمی لعنت وعذاب سے خوار کیا۔ حالانکہ اپنے نزدیک وہ اپنے نفس کی بزرگی کرنا چاہتا تھا۔ پھر جب شیطان کسی انسان پر کوئی بات رچادے۔ تو انسان کو سخت پرہیز کے ساتھ شیطان دشمن سے ڈرنا چاہیئے۔ اور جب وہ بری بات کہے تو اُس کو جواب دے کہ اے شیطان جو کچھ تو مجھ سے کہتا ہے اسمین میری خیر خواہی بس یہی ہے کہ جو کچھ میری خواہش ہے وہ مجھے حاصل ہو جاوے لیکن جس نے اپنی ذات کی خیر خواہی نہ کی وہ دوسرے کی سچی خیر خواہی کیونکر کریگا۔ اس کے علاوہ مین خاص دشمن کی خیر خواہی پر کیونکر بھروسا کرون لہذا تو اپنی راہ لے کیونکہ میرے نزدیک تیری بات کارگر ہونے والی نہین ہے۔ اب شیطان کو کوئی حیلہ باقی نہ رہیگا سوائے اسکے کہ وہ انسان کے نفس امارہ سے مدد لے کیونکہ وہ آدمی کے جی کو اُسکی چہیتی چیز پر اُبھاریگا۔ تو اُسوقت عقل کو بلانا چاہیئے تاکہ وہ ثابت قدم ہو کر گناہ کے انجام کار مین فکر کرے امید کہ توفیق اپنا مدد دی لشکر عزم بھیجدے کہ اُسکی مردانہ ہمت سے لشکر شیطانی ونفسانی بھاگ کھڑے ہون گے عیاض بن حمار رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول صلعم نے فرمایا اے لوگو اللہ نے مجھکو حکم دیا ہے کہ تم کو وہ باتین بتاؤن جو تم نہین جانتے اور اللہ نے مجھکو آج ہی تاکین کین وہ یہ کہ اللہ فرماتا ہے جو مال مین نے اپنے بندے کو بخشدیا وہ اسکو حلال ہے اور مین نے اپنے تمام بندے حنیف یعنی ایک مذہب پر پیدا کیا پھر شیاطین نے ان کو بہکا دیا اور انکو دین سے پھیر دیا اور اُن کو حکم دیا کہ میرے ساتھ اُن چیزون کو شریک کرین جنکی بابت مین نے کوئی برہان نہین نازل کی

وان اللہ تعالیٰ نظر الی اھل الارض فمقتھم عربھم وعجمھم الا بقایا من اھل الکتاب **وعنہ** ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم
خطب ذات یوم فقال فی خطبتہ ان ربی عزوجل امرنی ان اعلمکم ما جھلتم مما علمنی فی یومی ھذا کل مال نحلتہ عبدا حلال
وانی خلقت عبادی حنفاء کلھم وانھم اتتھم الشیاطین فاضلتھم عن دینھم وحرمت علیھم ما احللت لھم وامرتھم ان یشرکوا بی
ما لم انزل بہ سلطانا فنظر اللہ الی اھل الارض فمقتھم عربھم وعجمھم الا بقایا من اھل الکتاب **وعن** جابر قال قال
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان ابلیس یضع عرشہ علی الماء ثم یبعث سرایاہ فادناھم منہ منزلۃ اعظمھم فتنۃ یجیئ احدھم فیقول
فعلت کذا وکذا فیقول ما فعلت شیئا قال ویجیئ احدھم فیقول ما ترکتہ حتی فرقت بینہ وبین اھلہ قال
فیدنیہ منہ او قال فیلتزمہ ویقول نعم انت **وعنہ** قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
ان ابلیس قد یئس ان یعبدہ المصلون ولکن فی التحریش بینھم
قال المصنف انفرد باخراج الحدیث والذی قبلہ مسلم
وفی لفظ حدیثہ قد یئس ان یعبدہ المصلون فی جزیرۃ العرب **وعن** انس بن مالک عن
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال الشیطان واضع خطمہ علی قلب ابن آدم فان ذکر اللہ خنس وان نسی اللہ التقم

ترجمہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اہل زمین کو عرب سے لیکر عجم تک دیکھا تو سوائے چند بقایا کے اہل کتاب کے سب پر غصہ فرمایا **عیاض**
بن حمار کہتے ہیں کہ ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ پڑھا۔ اور اس خطبہ میں فرمایا کہ میرے پروردگار عزوجل نے مجھ کو
ارشاد فرمایا کہ تمکو وہ باتیں تعلیم کروں جو تم نہیں جانتے اور مجھکو آج ہی اللہ تعالیٰ نے تعلیم فرمائی ہیں وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں نے جو
کچھ اپنے بندوں کو بخشدیا وہ حلال ہے اور میں نے اپنے بندوں کو ایک دین برحق پر پیدا کیا پھر انکے پاس شیاطین آئے اور انکو انکے دین سے
گمراہ کر دیا اور جو چیزیں نے اُن پر حلال کی تھی شیاطین نے حرام کر دی اور اُن کو حکم دیا کہ میرے ساتھ اُس چیز کو شریک کریں جسکے لیے میں نے کوئی
حجت نازل نہیں کی پھر خدا تعالیٰ نے اہل زمین کو دیکھا اور بجز چند بقایا ماندہ اہل کتاب کے سب اہل عرب وعجم پر غصہ فرمایا۔ **جابر** رضی اللہ عنہ
سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابلیس لعین اپنا تخت پانی پر رکھتا ہے پھر اپنے لشکروں کو بھیجتا ہے اُن لشکروں میں سے
شیطان کے نزدیک زیادہ مقرب وہ ہوتا ہے جو بڑی بڑی آفتیں برپا کرتا ہے۔ پھر انمیں سے ایک آتا ہے۔ اور بیان کرتا ہے کہ میں نے ایسا کیا اور ویسا
کیا شیطان جواب دیتا ہے کہ تو نے کچھ بھی نہیں کیا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اُن میں سے ایک آکر کہتا ہے کہ میں نے فلاں شخص اور
اُسکی اہل میں تفرقہ ڈالدیا یہ سنکر شیطان اسکو اپنے قریب بٹھاتا ہے یا یہ فرمایا کہ بغل میں لیتا ہے اور کہتا ہے کہ ہاں تو شیطان ہے تو اچھا ہے اور تو نے بڑا کام کیا
جابر رضی اللہ عنہ نے کہا رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ شیطان اس بات سے ناامید ہو گیا ہے کہ نمازی لوگ اوسکی پرستش کریں لیکن اُن کی درمیان لڑائی بھگڑا ڈالنے
میں کوشش کرتا رہیگا۔ **مصنف** رح نے کہا کہ یہ خبر کی دو حدیثیں فقط مسلم نے روایت کی ہیں اور اُن کی روایت میں اسطرح ہے کہ شیطان کو اس سے
ناامیدی ہو گئی کہ جزیرۂ عرب میں نمازی لوگ اُسکی عبادت کریں **انس** رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شیطان
اپنی سونڈ کو فرزند آدم کے دل پر رکھے ہوئے ہے اگر وہ خدا تعالیٰ کا ذکر کرتا ہے تو سونڈ پیچھے ہٹا لیتا ہے اور اگر خدا کو بھول جاتا ہے تو اُسکے دل کو

ف ما صنفت بینہ

وعن ابن مسعود قال ان الشیطان اطاف باهل مجلس ذکر لیفتنهم فلم یستطع ان یفرق بینهم فاتی حلقة یذکرون الدنیا فاغوی بینهم حتی اقتتلوا فقام اهل الذکر فحجز وا بینهم فتفرقوا **وعن قتادة** قال ان لابلیس شیطانا یقال له قبقب الجمة اربعین سنة فاذا دخل الغلام فی هذا الطریق قال له دونک انما کنت الحمل لمثل هذا اجلب علیه وافتنه **وعن ثابت البنانی** قال بلغنا ان ابلیس ظهر لیحیی بن زکریا علیهما السلام فرای علیه محاریق من کل شئ فقال یحیی یا ابلیس ما هذه المحاریق التی اری علیک قال هذه الشهوات التی اصیب بهن ابن ادم قال فهل لی فیها من شئ قال ربما شبعت فثقلتک عن الصلوٰة وثقلتک عن الذکر قال هل غیر ذلک قال لا واللہ قال للہ علی ان لا املأ بطنی من الطعام ابدا قال ابلیس واللہ علی ان لا انصح مسلما ابدا **وعن الحارث بن قیس** قال اذا اتاک الشیطان انت تصلی فقال انک تراءی فزدها طولا **وعن** عامر بن عامر سمع عبید بن رفاعة یبلغ به النبی صلی اللہ علیه وسلم قال کان رجل نبی سار یل فاخذ الشیطان اجابة فختمها والقی فی قلوب اهلها ان دواءها عند الراهب فاتی بها ان یقبلها فلم یزل به حتی قبلها وکانت عنده فاتاه الشیطان فقال الان تفضح یاتیک اهلها فاقتلها فاتوک فقلما تاتک فقتلها ودفنها

ترجمہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ شیطان کا گذر ایک جماعت پر ہوا جو یاد خدا کر رہی تھی اُس نے اُن کو فتنے مین ڈالنا چاہا مگر تفرقہ پردازی نہ کر سکا پھر ایک لوگون مین آیا جو دنیا کی باتین کر رہے تھے اُن کو بہکایا یہانتک کہ کشت وخون ہونے لگا خدا کا ذکر کرنیوالے لوگ انمین بیچ بچاؤ کرنے کے لیے اوٹھے اس طور پر اُن مین تفرقہ پڑگیا **قتادہ** رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابلیس کے پاس ایک شیطان ہے جسکو قبقب کہتے ہین اُس کے منہ پر چالیس برس سے لگام چڑھائی ہی جب لڑکا اس رستے مین آتا ہی تو اُس شیطان سے کہتا ہی کہ اس لڑکے کو پکڑلے اسی کے لیے مین نے تیرے منہ پر لگام چڑھائی تھی اس پر غلبہ کر اور اُس کو فتنہ مین ڈال **ثابت** بنانی کہتے ہین کہ ہمکو یہ حدیث پہنچی کہ ابلیس حضرت یحییٰ پر ظاہر ہوا۔ اُنہون نے دیکھا کہ اُسپر ہر قسم کے (لٹکن) ہین پوچھا کہ ای ابلیس یہ لٹکن کیسے ہین جو تجھپر نظر آتے ہین کہنے لگا کہ یہ دنیا کی شہوتین ہین جنمین مین فرزند آدم کو مبتلا کرتا ہون حضرت یحییٰ نے پوچھا کہ کیا انمین تیرے واسطے بھی کچھ ہے بولا کہ جب آپ شکم سیر ہوتے ہین تو نماز کا پڑہنا آپ پر گران کر دیتا ہون اور ذکر الٰہی آپ پر بار ہوجاتا ہی حضرت یحییٰ نے پوچھا کہ اسکے سوا اور بھی کچھ ہی کہا بخدا اور کچھ نہین حضرت یحییٰ نے کہا خدا کی قسم اب مین کبھی ہرگز پیٹ بھر کر کھانا نہ کھاؤنگا ابلیس بولا خدا کی قسم مین اب کبھی کسی مسلمان کی خیر خواہی نہین کرونگا **حارث** بن قیس سے روایت ہی کہ جب نماز پڑھنے کی حالت مین تیرے پاس شیطان آوے اور کہے کہ تو ریا کر رہا ہے تو نماز کو خوب طویل کردے ابن **عامر** نے عبید بن رفاعہ سے سنا وہ رسول اللہ صلعم تک سند پہنچا کر روایت کرتے ہین کہ بنی اسرائیل مین ایک راہب تھا اُسکے پاس شیطان نے آکر ایک لڑکی کا گلا دبایا اور اُس لڑکی کے گھر والون کے دلمین ڈالدیا کہ اسکی دوا راہب کے پاس ہی وہ لوگ اس لڑکی کو لیکر راہب کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ اسکو اپنے پاس رکھو الغرض وہ لڑکی راہب کے پاس رہنے لگی پھر اُس کے پاس شیطان آیا اور کہا کہ تو رسوا ہوجائیگا لڑکی کے گھر والے آکر تجھکو مار ڈالینگے تو اُس لڑکی کو مار ڈال جب وہ لوگ تیرے پاس آئین تو کہدینا کہ مرگئی راہب نے اسکو قتل کیا اور دفنا دیا۔

فاتی الشیطان اهلها فوسوس الیهم فالقی فی قلوبهم انه اجملها ثم قتلها ودفنها فاتاه اهلها فسألوه فقال ما ادری
فاخذوه فاتاه الشیطان فقال انا الذی اخذت تمثا وانا الذی القیت فی قلوب اهلها وانا الذی
اوقعتک فی هذا فاطعنی تنجو واسجد لی سجدتین فسجد له سجدتین فهو الذی قال الله عزوجل کمثل الشیطان
اذ قال للانسان اکفر فلما کفر قال انی بریء منک انی اخاف الله رب العالمین وقال المصنف وقد روی
لنا هذا الحدیث علی صفة اخری عن وهب بن منبه ان عابدا کان فی بنی اسرائیل وکان من اعبد اهل
زمانه وکان فی زمانه ثلاثة اخوة لهم اخت وکانت بکرا لیست لهم اخت غیرها فخرج البعث علی ثلاثتهم فلم یدروا
عند من یخلفون اختهم ولا من یامنون علیها ولا عند من یضعونها قال فاجمع رایهم علی ان یخلفوها عند عابد
بنی اسرائیل وکان ثقة فی انفسهم فاتوه فسألوه ان یخلفوها عنده فتکون فی کنفه وجواره الی ان یفعلوا من امرهم
فاذا ذلک علیهم ونعوذ بالله منهم ومن اختهم قال فلم یزالوا به حتی اطاعهم فقال انزلوها فی بیت خداء صومعتی قالوا
فی ذلک البیت ثم انطلقوا وترکوها فمکثت فی جوار ذلک العابد فکان ینزل الیها بالطعام من صومعته فیضعه عند باب
الصومعة ثم یخلی بابه ویصعد فی صومعته فاذا مرها فتخرج فتاخذ ما وضع لها من الطعام

ترجمہ زمان بعد شیطان لڑکی کے گھر والون کے پاس آیا۔ اور اُن کے دلون مین وسوسہ ڈالا کہ راہب نے اُس کو پیٹ رکھوایا اور فضیحت
کے خوف سے اُسے قتل کر ڈالا۔ لڑکی کے گھر والے آئے اور پوچھا۔ راہب نے کہا۔ لڑکی مرگئی لوگون نے راہب کو پکڑا شیطان راہب کے پاس آیا اور
کہا کہ دیکھ مین نے ہی اُس لڑکی کا گلا دبایا تھا اور مین نے ہی اُس کے گھر والون کے دلون مین یہ بات ڈالی تھی اور مین نے ہی تجھ کو اس بلا مین
پھنسایا ہے اب میرا کہا مان تو نجات ہوگی مجھکو دو سجدے کرلے راہب نے شیطان کو دو بار سجدہ کیا اسی کا ذکر اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے *
کمثل الشیطان اذ قال للانسان اکفر۔ الآیہ یعنی شیطان کی مثال ہے کہ آدمی سے کہتا ہے کافر ہوجا پھر جب وہ کافر ہوگیا تو کہتا ہے
مین تجھ سے الگ ہون۔ مین اللہ رب العلمین سے ڈرتا ہون مصنف نے کہا۔ ہم کو اس حدیث کی روایت ایک اور طرز پر بھی پہنچی
ہے وہب بن منبہ کہتے ہین کہ بنی اسرائیل مین ایک عابد تھا۔ کہ اُس کے زمانہ مین کوئی عابد اُس کا مقابل نہ تھا۔ اُس کے وقت
مین تین بھائی تھے۔ اُن کی ایک بہن تھی جو بالکہ تھی اُس کے سوائے وہ اور بہن نہ رکھتے تھے اتفاقاً اُن تینون بھائیون کو کہین لڑائی پر جانا
پڑا اُن کو کوئی ایسا شخص نظر نہ آیا جس کے پاس اپنی بہن کو چھوڑ جائین اور اُس پر بھروسہ کرین لہذا سب نے اس رائے پر اتفاق کیا کہ اُس کو عابد
کے سپرد کر جائین وہ عابد اُن کے خیال کے موافق تمام بنی اسرائیل مین ثقہ و پرہیزگار تھا۔ اُس کے پاس آئے اور اپنی بہن کو حوالہ کرنیکی
درخواست کی کہ جبتک ہم لڑائی سے واپس آئین ہماری بہن آپکے سایۂ عاطفت مین رہے راہب نے انکار کیا اور اُن سے اور اُن
کی بہن سے خدا کی پناہ مانگی اُنہون نے نہ مانا حتی کہ راہب نے منظور کرلیا۔ اور کہا کہ اپنی بہن کو میرے عبادتخانہ کے سامنے کسی گھر مین
اُنہون نے ایک مکان لیکر اُس کو لا اُتارا اور چلے گئے وہ لڑکی عابد کی قرب مین ایک مدت تک رہا کی عابد اُس کے لیے کھانا لے کر
چلتا تھا اور اپنی عبادتخانہ کی دروازہ پر رکھکر کواڑ بند کرلیتا تھا اور اندر واپس چلا جاتا تھا اور لڑکی کو آواز دیتا تھا وہ اپنی گھر سے آکر کھانا لے جاتی تھی *

قال وهب بن منبه فتلطف له الشيطان فلم يزل يرغبه في الخير ويعظم عليه خروج الجارية من بيتها نهارا ويخوفه
ان يراها احد فيغلبها فلو مشيت بطعامها حتى تضعه على باب سطحها كان اعظم لاجرك فلم يزل به حتى مشى اليها
بطعامها فوضعه في بيتها قال فلبث بذلك زمانا فجاءه ابليس فرغبه في الخير وحثه عليه وقال له لو كنت
فوق وتحدثها فتأنس بحديثك فاتها قد استوحشت وحشة شديدة قال فلم يزل به حتى حدثها زمانا يطلع اليها من
صومعته ثم اتاه ابليس بعد ذلك فقال لو كنت تنزل اليها فتقعد على باب صومعتك وتحدثها وتقعد على باب
بيتها فعلت ذلك كان انس لها فلم يزل به حتى نزله فاجلسه على باب صومعته فحدثها وتخرج الجارية حتى يقعد على باب
قال فلبثا زمانا يأتيها ثم جاءه ابليس فرغبه في الخير والثواب فيما يصنع لها وقال لو خرجت من باب صومعتك
فجلست قريبا من باب بيتك فحدثتها كان انس لها فلم يزل به حتى فعل قال فلبثا بذلك زمانا حتى جاءه ابليس فرغبه
في الخير وفيما له من حسن الثواب فيما يصنع بها وقال لو دنوت من باب بيتها فحدثتها ولم تخرج من بيتها ففعل فكان ينزل من صومعته
فيقعد على باب بيتها فيحدثها فلبثا بذلك زمانا ثم جاءه ابليس فقال له لو دخلت البيت معها فحدثتها ولم تتركها يبرز وجهها لاحد
كان احسن قال فلم يزل به حتى دخل البيت فجعل يحدثها نهاره كله فاذا امسى عاد الى صومعته قال ثم اتاه

ترجمہ راوی نے کہا کہ پھر شیطان نے عابد کو زیر کیا۔ اور اُس کو خیر کی ترغیب دیتا رہا۔ اور لڑکی کا دن مین عبادتخانہ تک آنا اُس پر
گران ظاہر کرتا رہا کہ کہین ایسا نہ ہو کہ یہ لڑکی دن مین کھانا لینے کے لیئے گھر سے نکلے اور کوئی شخص اُسکو دیکھکر اُس کی عصمت مین
رخنہ انداز ہو۔ بہتر یہ ہے کہ اُسکا کھانا لے کر اُس کے دروازے پر رکھ آیا کرے اسمین اجر عظیم ملیگا۔ غرضکہ عابد کھانا لے کر
اُس کے گھر تک جانے لگا۔ بعد ایک مدت کے پھر شیطان اُس کے پاس آیا اور اُس کو خیر کی ترغیب دی اور اس بات پر
اُبھارا کہ اگر تو اس لڑکی سے بات چیت کیا کرے تو تیرے کلام سے یہ مانوس ہو کیونکہ اُس کو سخت وحشت ہوتی ہے شیطان
نے اُس کا پیچھا نہ چھوڑا حتی کہ راہب اُس سے بات چیت کرنے لگا اپنے عبادتخانہ سے اُتر کر اُس کے پاس آنے لگا۔ پھر شیطان
اُس کے پاس آیا۔ اور اُس سے کہا کہ بہتر یہ ہے کہ تو عبادتخانہ کے دروازے پر اور وہ اپنے گھر کے دروازے پر بیٹھے اور دونون باہم باتین کرو
تاکہ اوسکو انس ہو آخر کار شیطان نے اُسکو صومعہ سے اُتار کر دروازے پر لا بٹھایا۔ لڑکی بھی گھر سے دروازے پر آئی عابد باتین
کرنے لگا ایک زمانے تک یہ حال رہا پھر شیطان نے عابد کو کار خیر کی رغبت دی اور کہا بہتر ہے کہ تو خود لڑکی کے گھر
کے قریب جا کر بیٹھے اور ہمکلامی کرے اسمین زیادہ دلداری ہے عابد نے ایسا ہی کیا۔ شیطان نے پھر تحصیل ثواب کی رغبت دی
اور کہا کہ اگر لڑکی کے دروازے سے قریب ہو جائے تو بہتر ہے تاکہ اُس کو دروازے تک آنیکی بھی تکلیف نہ اُٹھانی پڑے عابد
یہی کیا اپنے صومعے سے لڑکی کے دروازے پر آکر بیٹھتا تھا۔ اور باتین کرتا تھا۔ ایک عرصے تک یہ کیفیت رہی شیطان نے
پھر عابد کو اُبھارا کہ اگر عین گھر کے اندر جا کر باتیں کیا کرے تو بہتر ہے تاکہ لڑکی باہر نہ آوے اور کوئی اُسکا چہرہ نہ دیکھ پاوے۔ غرض
عابد نے یہ شیوہ اختیار کیا۔ کہ لڑکی کے گھر کے اندر جا کر دن بھر اُس سے باتین کیا کرتا اور رات کو اپنے صومعے مین چلا آتا۔ اسکے بعد پھر

ابلیس بعد ذلک فلم یزل یزینها لاخی ضرب لعابد علی فخذها وقبلها فلم یزل به ابلیس یحسنها فی عینه ویسهل
له حتی وقع علیها فاحبلها فولدت غلاما فجاءه ابلیس فقال له ارأیت ان جاءه اخوة هذه الجاریة وقد
ولدت منک غلاما کیف تصنع لا امن علیک ان تفتضحا ویفتضحوک فاعمد الی ابنها فاذبحه وادفنه فانها
ستکتم ذلک علیک مخافة اخوتها ان یطلعوا علی ما صنعت بها ففعل فقال له اتراها تکتم اخوتها ما صنعت
بها ففعل فقال خذها فاذبحها وادفنها مع ابنها قال فلم یزل به حتی ذبحها والقیها فی الحفیرة مع ابنها والقوا
صخرة عظیمة وسوی علیها وصعد الی موضعه یتعبد فیها فمکث بذلک ما شاء الله ان یمکث حتی قفل اخوتها
من الغزو فجلوا نسألوه عن اختهم فنعاها لهم وترحم علیها وبکاها وقال وکانت خیرا مرأة ولهذا قبرها
فانظروا الیه فاتی اخوتها القبر فبکوا اختهم وترحموا علیها واقاموا علی قبرها ایاما ثم انصرفوا الی اهلهم قال
فلما جنّهم اللیل راحوا مضاجعهم اتاهم الشیطان فی النوم فی صورة رجل من اقاربهم فقال یا کبرهم فتاکم اختهم فاخبرة بقول الغلام
وبموتها وترحم علیها وکیف تاهم موضع قبرها فکذبه الشیطان وقال لم تقدموا امر اختکم انه قد احبل اختکم
وولدت منه غلاما فذبحه وذبحها معه فاخوفنا منکم والقاها فی حفیرة

ترجمہ شیطان اُس کے پاس آیا۔ اور لڑکی کی خوبصورتی اُس پر ظاہر کرتا رہا یہانتک کہ عابد نے لڑکی کے زانو پر اپنا ہاتھ مارا اور اوسکے رخسارہ کا بوسہ لیا۔ پھر روز بروز شیطان لڑکی کو اُس کی نظروں مین آرایش دیتا رہا۔ اور اُس کے دلپر غلبہ کرتا رہا حتی کہ وہ اُس سے ملوث ہوگیا۔ اور لڑکی حاملہ ہوکر ایک لڑکا جنی پھر شیطان عابد کے پاس آیا۔ اور کہنے لگا کہ اب یہ بتاؤ اگر اس لڑکی کے بھائی آگئے اور اس بچہ کو دیکھا تو کیا کروگے۔ مین ڈرتا ہون کہ تم ذلیل ہوجاؤ۔ یا وہ تمہین رسوا کرین تم اس بچے کو لو اور ذبح کرکے زمین مین گاڑدو۔ یہ لڑکی اس معاملہ کو ضرور اپنے بھائیون سے چھپائیگی اس خوف سے کہ کہین وہ نجان لین کہ تمنے اُسکے ساتھ کیا حرکت کی عابد نے ایسا ہی کیا پھر شیطان نے اُس سے کہا کہ کیا تم یقین کرتے ہو کہ یہ لڑکی تمہاری ناشائستہ حرکت کو اپنے بھائیونسے پوشیدہ رکھیگی پھر نہین تم اسکو بھی پکڑوا اور ذبح کرکے بچے کیساتھ دفن کردو غرض عابد نے لڑکی کو بھی ذبح کیا۔ اور بچے سمیت گڑھے مین ڈالکر اُسپر ایک بڑا بھاری پتھر رکھدیا اور زمین کو برابر کرکے اپنی عبادتخانہ مین جاکر عبادت کرنے لگا۔ ایک مدت گزرنے کے بعد عورت کے بھائی لڑائی سے واپس آئے اور عابد کے پاس جاکر اپنی بہن کا حال پوچھا عابد نے اُن کو اُسکے مرنیکی خبر دی اور افسوس ظاہر کرکے رونے لگا اور کہا کہ وہ بڑی نیک بی بی تھی دیکھو اوسکی قبر ہی یہانی قبر پر آئے اور اُس کی لیے دعا خیر کی اور روئے اور چند روز اوسکی قبر پر پکے اپنے لوگون مین آئے راوی نے کہا جب رات ہوئی اور وہ اپنے بستر پر سوئے شیطان اُن کو خواب مین ایک مسافر آدمی کی صورت بنکر نظر آیا پہلے بڑے بھائی کی پاس گیا اور اُسکی بہن کا حال پوچھا اوسنے عابد کی موتنیکی خبر دیدیا اور اُسپر افسوس کرنا اور دفعہ قبر دکھانا بیان کیا شیطان نے کہا سب جھوٹ ہے تم کیونکر اپنی بہن کا معاملہ سچ مان لیا عابد نے تمہاری بہن سے فعل بد کیا وہ حاملہ ہوگئی ایک بچہ جنی عابد نے تمہارے ڈر کے مارے اُس بچہ کو اُسکی ماں سمیت ذبح کیا۔ اور ایک گڑھا کھودکر دونون

لہ اظہار عبارت نامانوس و مفہوم دشوار کی خاطر ترجمہ کی پابندی نہین کی گئی ہے بلکہ مضمون کو واضح کرنیکی کوشش کی گئی ہے۔ مترجم

احفرها خلف باب البيت الذي كانت فيه عن يمين من دخله فانطلقوا فادخلوا البيت فانكم ستجدونها كما
اخبركم جميعا كما اخبرتكم قال واتى الاوسط منامه فقال له مثل ذلك ثم اتى الى اصغرهم فقال له مثل ذلك فلما
استيقظ القوم استيقظوا متعجبين بما رأى كل واحد منهم فاقبل بعضهم على بعض يقول كل واحد منهم لقد
رايت عجبا فاخبر بعضهم بعضا بما رأى قال كبيرهم هذا احلم ليس لشئ فامضوا بنا ودعوا هذا فقال اصغرهم
لا امضي حتى اتى ذلك المكان فانظر فيه قال فانطلقوا جميعا حتى اتوا البيت الذي كانت فيه اختهم
ففتحوا الباب وبحثوا الموضع الذي وصف لهم في منامهم فوجدوا اختهم وابنها مذبوحين في المخفية كما
قيل لهم فسألوا عنهما العابد فصلا في قول ابليس فيما صنع بهما فاستعلا واعليه ملكهم فانزل من صومعته
قد مكن ليصلب فلما اوقفوه على الخشبة اتاه الشيطان فقال قد علمت اني انا صاحبك الذي فتنتك في المرأة
حتى اجللتها وذبحتها فان انت اطعتني اليوم وكفرت بالله الذي خلقك خلصتك مما انت فيه قال وكفر العابد بالله
فلما كفر العابد بالله خلى الشيطان بينه وبين اصحابه فصلبوه قال ففيه نزلت هذه الاية كمثل الشيطان اذ قال للانسان اكفر فلما كفر
قال اني بريء منك اني اخاف الله رب العالمين اقول جزا والظالمين وعن وهب ان راهبا تخلى في صومعته في زمن المسيح واراده ابليس

ترجمہ جس گھر مین وہ تھی اُسکے اندر داخل ہوئے مین وہ گڑہا دہنی جانب پڑتا ہے۔ تم چلو اور اُس گھر مین جاؤ تمکو وہان
دونون مان بیٹی ایک جگہ ملین گے جیسا کہ مین تم سے بیان کرتا ہون۔ راوی نے کہا کہ پھر شیطان منجھلے بھائی کی خواب مین آیا اور اُس سے بھی ایسا
ہی کہا پھر چھوٹے کے پاس گیا اُس سے بھی یہی گفتگو کی جب صبح ہوئی تو سب لوگ بیدار ہوئے اور یہ تینون اپنے اپنے خواب سے تعجب مین تھے ہر ایک
اپنمین ایک دوسرے سے بیان کرنے لگا۔ کہ مینے رات عجیب خواب دیکھا سب نے باہم جو کچھ دیکھا تھا۔ بیان کیا بڑے بھائی نے کہا یہ
فقط خیال ہے اور کچھ نہین یہ ذکر چھوڑ دو۔ اور اپنا کام کرو چھوٹا کہنے لگا کہ مین تو جبتک اُس مقام کو دیکھ نہ لونگا بازنہ آؤنگا تینون بھائی
چلے اور جس گھر مین انکی بہن رہتی تھی آئے دروازہ کھولا اور جو جگہ اُن کو خواب مین بتائی تھی تلاش کی اور جیسا اُنسے کہا گیا تھا اپنی بہن اور اُسکے
بچے کو ایک گڑھے مین ذبح کیا ہوا پایا۔ اُنہون نے عابد سے کل کیفیت دریافت کی عابد نے شیطان کے قول کی اپنے فعل کے بارے مین تصدیق
کی اُنہون نے اپنے بادشاہ سے جاکر نالش کی عابد صومعے سے نکالا گیا اور اُسکو دار پر کھینچنے کے لیے لیچلے جبکہ اُس کو دار پر کھڑا کیا گیا شیطان
اُسکے پاس آیا اور کہا کہ تنے مجھے پہچانا مین ہی تمہارا وہ ساتھی ہون جسنے تمکو عورت کے فتنے مین ڈالدیا۔ یہانتک کہ تمنے اسکو حاملہ کر دیا
اور ذبح کر ڈالا اب اگر تم میرا کہنا مانو اور جس خدا نے تمکو پیدا کیا ہے اُسکی نافرمانی کرو تو مین تمکو اس بلا سے نجات دون راوی نے کہا کہ عابد خدا
سے کافر ہو گیا پھر جب عابد نے کفر بالله کیا شیطان اُس کو اُس کے ساتھیونکے قبضہ مین چھوڑ کر چلا گیا۔ اُنہون نے اُس کو دار پر کھینچا ہی تھا کہ
مین یہ آیت نازل ہوئی کمثل الشیطان اذ قال للانسان اکفر الایۃ یعنی شیطان کی مثال ہو کہ انسان سے کہتا ہو کفر کر جب وہ کافر
ہو گیا تو کہنے لگا مین تجھسے الگ ہون مین اللہ رب العالمین سے خوف کرتا ہون اس شیطان اور اوس کافر دونون کا انجام یہی ہو کہ دونون مین
ہمیشہ رہینگے اور ظالمون کی یہی سزا ہو **وہب** سے روایت ہو کہ حضرت عیسے کے زمانے مین ایک راہب اپنے صومعے

اخبرکم

نیز ظالمون کی یہی سزا ہو کافر کی سزا کا ذکر ہو

فلم یقدر فاتاہ بکل دامۃ فلم یقدر علیہ واتاہ متشبہا بالمسیح فقال ان کنت المسیح فما الی لک حاجۃ الیک قد امرتنا بالعبادۃ ووعدتنا القیمۃ انطلق لشانک فلا حاجۃ لی فیک فانطلق اللعین عنہ وترکہ **وعن سالم بن** عبد اللہ عن ابیہ قال لما رکب نوح فی السفینۃ رای فیہا شیخا لم یعرفہ فقال لہ نوح ما ادخلک قال دخلت لا صیب قلوب اصحابک فتکون قلوبہم معی وایدی انہم معک قال نوح اخرج یا عدو اللہ فقال ابلیس خمس اَھلِکُ بھن الناس وساحدثک منھن ثلاث ولا احدثک باثنتین فاوحی الی نوح قال انہ لا حاجۃ لی الی الثلاث ومُرہ یحدثک باثنتین قال بہما اھلک الناس وھم لا یکذبن الحسد وبالحسد لعنت وجعلت شیطانا رجیما والحرص بہ لادم الجنۃ کلہا فاصبت حاجتی منہ بالحرص **قال** ولقی ابلیس موسی علیہ السلام فقال یا موسی انت اللہ اصطفاک اللہ برسالتہ وکلمک تکلیما وانا ممن خلق اللہ اذنبت وانا اریدان اتوب فاشفع لی الی ربی عزوجل ان یتوب علی فاتی موسی ربہ فقبل توبۃ موسی قد قضیت حاجتک فلقی موسی ابلیس فقال قد امرت ان تسجد لقبر ادم ویتاب علیک فاستکبر وغضب وقال لم اسجد لہ حیا اسجد لہ میتا فقال ابلیس یا موسی ان ذلک علی حقا بما شفعت الی ربک فاذکرنی عند ثلاث لا اھلک فیہن

فقال

ترجمہ تو کچھ قابو نہ چلا اور اُس کے پاس ہر دسب سے آیا لیکن کسی طرح اُسپر قابو نہیں چلا پھر ناکام اُس کو حضرت عیسیٰ کی شبیہ پر آیا راہب نے کہا کہ اگر تو عبادت ہے تو مجھے تیری کوئی ضرورت نہیں کیا تو نے ہم کو عبادت کرنے کا حکم نہیں کیا اور قیامت کا وعدہ نہیں دیا چل اور اپنا کام کر مجھے تجھ سے کچھ کام نہیں ابلیس لعین چلا گیا اور اُسے چھوڑ دیا **سالم** بن عبداللہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت نوح علیہ السلام کشتی میں سوار ہوئے تو اُس میں ایک انجان بڈھے کو دیکھا۔ حضرت نوح نے اُس سے کہا تو یہاں کیوں آیا؟ اُسنے جواب دیا کہ میں تمہاری یاروں کے دلوں پر قابو کر کے آیا ہوں تاکہ اُن کا دل میرے ساتھ ہوں اور جسم تمہارے ساتھ حضرت نوح نے کہا کہ اے خدا کے دشمن نکلجا۔ ابلیس بولا کہ پانچ چیزیں ہیں جن سے میں لوگوں کو ہلاک کرتا ہوں اُن میں سے تین تمہیں بتا دونگا۔ اور دو تمسے نہ کہونگا حضرت نوح کو وحی ہوئی کہ اُس سے کہو تین کی مجھے حاجت نہیں وہ دو بیان کر ابلیس نے کہا کہ نہیں دو میں سے آدھوں کو ہلاک کرتا ہوں اور اُن کو کوئی جھوٹا نہیں کہہ سکتا ایک حسد کہ اُسی کی وجہ سے میں ملعون ہوا اور شیطان مردود کہلایا دوسری حرص کہ حضرت آدم کے لیے تمام جنت مباح کر دی گئی پینے حرص کی بدولت اُن سے اپنا کام نکال لیا **راوی** نے کہا کہ ابلیس حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملا اور کہنے لگا اے موسےٰ اللہ تعالیٰ نے تم کو اپنی رسالت کے لیے برگزیدہ فرمایا ہے اور تم سے ہمکلام ہوا ہے میں بھی خدا کی مخلوق میں شامل ہوں اور مجھ سے ایک گناہ سرزد ہو گیا اب میں توبہ کرنا چاہتا ہوں آپ میرے پروردگار عزوجل کے پاس میری سفارش کیجئے کہ میری توبہ قبول کرے حضرت موسےٰ نے اللہ سے دعا کی حکم ہوا کہ اے موسیٰ ہم تمہاری حاجت برلائے پھر حضرت موسےٰ شیطان سے ملے اور کہا کہ مجھ کو ارشاد ہوا ہے کہ تو حضرت آدم علیہ السلام کی قبر کو سجدہ کرے تو تیری توبہ قبول ہو شیطان نے انکار کیا اور غصہ میں آکر کہنے لگا کہ جیتے آدم کو اُنکی زندگی میں سجدہ نہ کیا تو اب مُردہ کیا سجدہ کرونگا۔ پھر شیطان نے کہا کہ اے موسیٰ تم نے جو اپنے پروردگار کے پاس میری سفارش کی ہے اسلیئے تمہارا مجھ پر ایک حق ہے تم مجھکو تین حالتوں میں یاد کیا کرو ایسا نہ ہو کہ تم کو اُن تین

اذکرنی حین تغضب فان وحی فی قلبك وعلی فی عینك واجری منك مجری الدم واذکرنی حین تلقی الزحف فانی ابن آدم حین یلقی الزحف فاذکره ولدك وزوجته واهله حتی یولی وایاك ان تحالس امرأة لیست بذات محرم فانی رسولها الیك ورسولك الیها **وعن** سعید بن المسیب قال ما بعث الله نبیا الا امر ابلیس ان یعلکه بالنساء **وعن** فضیل بن عیاض قال حدثنی بعض شیاخنا ان ابلیس جاء الی موسی وهو یناجی ربه عز وجل فقال الملك ویلك ما ترجو منه وهو علی هذه الحال تناجیه قال ارجو منه ما ارجوت من ابیه آدم وهو فی الجنة **وعن** عبد الرحمن بن زیاد بن انعم قال بینما موسی جالس فی بعض مجالسه اذ اقبل ابلیس وعلیه برنس له ثلاث قرنیا فلما دنا منه خلع البرنس فوضعه ثم اتاه فقال له السلام علیك یا موسی قال له موسی من انت قال انا ابلیس قال انت فلا حیاك الله ما جاء بك قال جئتك لاسلم علیك لمنزلتك من الله ومكانك منه قال فما ذا الذی رایتك علیه قال رایت قلوب بنی آدم تختلف بی اذا صنعه الانسان استحوذت علیه قال اذا اعجب بنفسه واستكثر عمله ونسی ذنوبه واحقرها فعند ذلك تلاقیه فاحذره ثلاثا لا تخل بامرأة لا تحل لك فانه ما خلا رجل بامرأة لا تحل له الا كنت

ترجمہ۔ ایک تو غصے کے وقت مجھکو یاد کرو۔ کیونکہ میرا وسوسہ تمہارے دل میں ہے اور میری آنکھ تمہاری آنکھ میں ہے میں تمہاری رگ و پوست میں خون کی طرح دوڑتا پھرتا ہوں دوسرے جہاد و غزا کی حالت میں مجھکو یاد کرو کیونکہ میں فرزند آدم کے پاس اسوقت جاتا ہوں جب وہ کفار سے مقابلہ کرتا ہے اور اُس کے بال بچے بی بی گھر والے یاد دلاتا ہوں یہانتک کہ جہاد سے بھاگ کھڑا ہوتا ہے تیسرے غیر محرم عورت کے پاس بیٹھنے سے بچتے رہو کیونکہ میں تمہارے پاس اُسکا قاصد ہوں اور اس کے پاس تمہارا پیامبر ہوں **سعید** بن مسیب سے روایت ہے اللہ تعالے نے کسی نبی کو مبعوث نہیں فرمایا۔ مگر یہ کہ شیطان اس بات سے ناامید نہیں ہوا کہ اُسکو عورتوں کے ذریعہ سے ہلاک کردے **فضیل** بن عیاض کہتے ہیں مجھکو اپنے بعض مشائخ سے یہ حدیث پہونچی کہ ابلیس حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس گیا اُسوقت حضرت موسیٰ اللہ تعالے سے مناجات کرتے تھے۔ شیطان سے فرشتے نے کہا دای ہو تجھپر اس حالت میں کہ حضرت موسیٰ اپنے پروردگار سے باتیں کر رہے ہیں تو اُن کی کیا خواہش رکھتا ہے جواب دیا کہ میں انہی چیزوں کا خواہشمند ہوں جن کا میرا باپ آدم بہشت میں خواہشمند تھا **عبد الرحمن** بن زیاد بن انعم سے روایت ہے کہ ایک وقت حضرت موسیٰ کسی مجلس میں تشریف رکھتے تھے اتنے میں ابلیس اُن کے پاس آیا اور اُسکے سر پر کلہ دار ٹوپی تھی جسمیں طرح طرح کے رنگ تھے جب حضرت موسیٰ کے قریب ہوا تو اُس نے ٹوپی اُتار ڈالی اور سامنے رکھ لی پھر اگر سلام علیک کیا حضرت موسیٰ نے کہا تو کون ہے بولا میں ابلیس ہوں تو بولے خدا تجھے زندہ نہ رکھے تو کیوں آیا کہنے لگا میں آپکو سلام کرنے کے لیئے آیا تھا کیونکہ آپکا مرتبہ اور آپکی منزلت اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہت ہے حضرت موسیٰ نے پوچھا کہ وہ کیا چیز ہے جو میں تیرے سر پر دیکھتی تھی۔ کہا کہ اُس سے اولاد آدم کے دلونکو لبھا لیتا ہوں پوچھا کہ بھلا یہ تو بتا کہ وہ کونسا کام ہے جسکے مرتکب ہونے سے تو انسان پر غالب آجاتا ہے جواب دیا کہ جب آدمی اپنی ذات کو بہتر سمجھتا ہے اور اپنے عمل کو بہت کچھ خیال کرتا ہے اور اپنے گناہوں کو بھول جاتا ہے اے موسیٰ میں تمکو تین باتوں سے ڈراتا ہوں ایک تو غیر محرم عورت کیساتھ تنہائی میں نہ بیٹھنا کیونکہ کوئی شخص سید محرم عورت کے ساتھ خلوت میں ہوتا ہے تو اُس کے ساتھ میں بذات خود ہوتا ہوں ✦

صاحبه دون اصحابی حتی افتنه بها ولا تعاهد الله عهدا الا وفیت به فانه ما عاهد الله احد عهدا الا کنت صاحبه دون اصحابی حتی احول بینه وبین الوفاء به ولا تخرج صدقة الا امضیتها فانه ما اخرج رجل صدقة فلم یمضها الا کنت صاحبه دون اصحابی حتی احول بینه وبین الوفاء بها ثم ولی وهو یقول یا ویلاه ثلاثا تعلم موسی ملعون ربه بنی آدم **وعن** حسن بن صالح قال سمعت ان الشیطان قال للمرأة انت نصف جندی وانت سهمی الذی ارمی به فلا اخطی وانت موضع سری وانت رسولی فی حاجتی **وعن** عقیل بن معقل بن منبه وهب بن منبه قال سمعت وهبا یقول قال راهب للشیطان وبدا له ای اخلاق بنی آدم اعون لک علیهم قال الجدة اذا کان حدیث اقلبناه کما یتقلب الصبیان الکرة **وعن** ثابت قال لما بعث النبی صلی الله علیه وسلم جعل ابلیس یرسل شیاطینه الی اصحاب النبی صلی الله علیه وسلم فیجیئونه بصحفهم لیس فیها شیء فقال مالکم لا تصیبون منهم شیئا فقالوا ما صحبنا قوما قط مثل هؤلاء قال ربما یوشک ان تفتنی لهم الدنیا هنالک تصیبون حاجتکم منهم **وعن** ابی موسی الاشعری قال اذا رأیت ابلیس بث جنوده فیقول من اضل مسلما البسته التاج

حسین

الرجل

ترجمہ میرے ساتھی نہین ہوتے یہانتک کہ اُس عورت کے ساتھ اُس کو فتنے مین ڈالدیتا ہون دوسرے آدمی سے جو عہد کرو اُسکو پورا کیا کرو کیونکہ کوئی اللہ تعالےٰ سے عہد کرتا ہی تو اُس کا ہمراہی اپنے ساتھیونکو چھوڑکر مین جدا ہوتا ہون یہانتک کہ اُس شخص اور وفاء عہد کے درمیان حائل ہوجاتا ہون تیسرے جو صدقہ نکالا کرو اُسے جاری کرویا کرو کیونکہ جب کوئی صدقہ نکالتا ہی اور اُسے جاری نہین کرتا تو مین اُس صدقہ اور اوسکے پورا کرنے کے بیچ مین حائل ہوجاتا ہون اور یہ کام بذات خود کرتا ہون اپنے ساتھ والونسے نہین لیتا یہ کہکر شیطان چلدیا اور تین بار کہا ہائے فسوس موسی نے وہ باتین جان لین جن سے بنی آدم کو ڈرائیگا حسن بن صالح کہتے ہین مینے سنا ہی کہ شیطان عورت سے کہتا ہی تو میرا آدھا لشکر ہی اور تو میرے لیے ایسا تیر ہے کہ جسکو مارتا ہون نشانہ خطا نہین کرتا۔ اور تو میری بھید کی جگہ ہے اور تو میری حاجت برلانے مین قاصد کا کام دیتی ہے **عقیل** بن معقل بن منبہ نے کہا مینے وہب سے سنا کہ ایک راہب نے شیطان ظاہر ہوا اُس سے پوچھا کہ اولاد آدم کی کونسی ایسی خصلت ہی جو اُن کے بارہین تیری بہت معاون ہوتی ہے شیطان نے جواب دیا کہ تیری غضبناک جب انسان تند مزاج ہوتا ہے تو ہم شیاطین اُس کو اسطرح اُلٹتے پلٹتے ہین جیسے لڑکے گیند کو لڑھکاتے پھرتے ہین **ثابت** سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے تو ابلیس لعین نے اپنے شیاطین کو اصحاب رضی اللہ عنہم کے پاس بھیجنا شروع کیا کہ نامراد لوٹے اور اپنے کارروائی کے دفتر اُسی طرح سادہ لیگئے کچھ اُن مین نہین لکھا تھا شیطان نے اُن سے کہا تمکو کیا ہوگیا اُن پر کچھ بھی حملہ نکرسکے اُنہون نے جوابدیا کہ ہمنے ایسے لوگ آجتک نہین دیکھے ابلیس نے کہا خیر اسوقت انکو جانے دو اور درگذر کرو عنقریب دنیاوی فتوحات انکو حاصل ہونگی اُس وقت تم انسے خاطرخواہ اپنا مطلب نکال لوگے **ابو موسی** اشعری سے مروی ہی کہ جب ابلیس اپنے لشکرونکو منتشر کردیتا ہی پھر کہتا ہی کہ جو تم مین سے کسی مسلمان کو گمراہ کریگا مین اُس کو تاج پہناؤن گا۔

قال فیقول له القائل لم ازل بفلان حتی طلق امرأته قال یوشك ان یتزوج ویقول اٰخر لم ازل بفلان حتی عق قال یوشك ان یبر قال ویقول القائل لم ازل بفلان حتی شرب قال انت قال ویقول لم ازل بفلان حتی زنے قال فیقول انت قال ویقول لم ازل بفلان حتی قتل فیقول انت انت **وعن الحسن** قال کانت شجرة تعبد من دون الله فجاء الیها رجل فقال لاقطعن هذه الشجرة فجاء لیقطعها غضب الله فصور له الشیطان فی صورة انسان فقال ما تریدان قال الرید ان اقطع هذه الشجرة التی تعبد من دون الله قال اذا انت لم تعبدها فما یضرك من عبدها قال لاقطعها فقال له الشیطان هل لك فیما هو خیر لك لا تقطعها ولك دیناران کل یوم اذا اصبحت عندوسادتك قال فمن لی بذلك قال انا لك فرجع واصبح فوجد دیناریں عند رأسه ثم اصبح بعد ذلك فلم یجد شیئا فقام فاخذ فاسه لیقطعها فتمثل له الشیطان فی صورته فقال ارید قطع هذه الشجرة التی تعبد من دون الله قال کذبت مالك الی ذلك سبیل لتقطعها فتعارضا فاقتربا الی ارض خنقة حتی کاد یقتله قال تذکر من انا انا الشیطان جئت اول مرة غضبا لله فلم یکن لی علیك سبیل فاجهد نفسك بالدینارین فترکتها فلما جئت غضبا لله دیناریں سلطت علیك **وعن** عجاهد قال لابلیس خمسة من ولده قد جعل کلا منهم علی شیء من امره

ترجمہ راوی نے کہا کہ ایک اُن میں سے آکر بیان کرتا ہے کہ میں نے فلان مسلمان سے اُس کی بی بی کو طلاق ہی دلوا کر چھوڑا۔ ابلیس کہتا ہے۔ عجب نہیں کہ دوسری شادی کرلے ایک اَور بیان کرتا ہے کہ میں نے فلان مسلمان سے اُس کے ماں باپ کی نافرمانی ہی کرا کر چھوڑی شیطان کہتا ہے عجب نہیں کہ وہ پھر اُن کی خدمت کرے گا ایک اَور بیان کرتا ہے کہ میں نے فلان کو شراب پلا کر چھوڑی شیطان کہتا ہے تو نے بڑا کام کیا۔ ایک اَور بیان کرتا ہے کہ میں نے فلان مسلمان کو زنا کرا کے چھوڑا شیطان کہتا ہے تو نے بھی بڑا کام کیا ایک اَور کہتا ہے کہ میں نے فلان سے قتل ہی کرا کر چھوڑا شیطان کہتا ہے تو نے بہت ہی بڑا کام کیا **حسن** کہتے ہیں کہ ایک درخت تھا جسکی لوگ خدا کو چھوڑ کر عبادت کیا کرتے تھے اُس درخت کے پاس ایک آدمی آیا اور کہا کہ میں اس درخت کو ضرور کاٹ ڈالوں گا یہ کہکر خدا کے خوف سے اُس نے درخت کے کاٹنے کا قصد کیا اتنے میں شیطان ایک انسان کی صورت اختیار کر کے اُس کے سامنے آیا اور کہا کہ تمہارا کیا ارادہ ہے اُس شخص نے جواب دیا کہ اس درخت کو کاٹنا چاہتا ہوں جسکو لوگ خدا کو چھوڑ کر پوجتے ہیں شیطان نے کہا کہ جب تم اس درخت کی پرستش نہیں کرتے تو دوسروں کی عبادت کرنے سے تمہارا کیا نقصان ہے اُس نے جواب دیا کہ میں اسکو ضرور کاٹونگا شیطان نے کہا کہ میں تم کو ایسی چیز چاہتے ہو جو تمہارے لیے بہتر ہو اس درخت کو مت کاٹو تم کو ہر روز علی الصباح دو دینار تکیہ کے نیچے سے ملا کرینگے اُس نے کہا کہ تمہاری بات کا ضامن کون ہے شیطان بولا میں جو وعدہ وار ہوں وہ شخص واپس لوٹ آیا اگلے روز صبح کو دو دینار اپنے سرہانے پائے پھر دوسرے دن صبح کو اُٹھا تو اُسے کچھ نہ ملا غصے میں آکر درخت کو کاٹنے کے لیے اُٹھا شیطان اُس کے پاس آدمی کی صورت میں آیا تو کہاں تو کیا چاہتا ہے اُس نے کہا اس درخت کو کاٹنا چاہتا ہوں جسکی خدا کو چھوڑ کر عبادت کی جاتی ہے شیطان نے کہا تو جھوٹا ہے تو خدا کے خوف سے اس کو نہیں کاٹتا وہ شخص درخت کو کاٹنے لگا شیطان نے اُس کو زمین پر دے مارا اور اُس کا گلا گھونٹ دیا قریب تھا کہ اُس کا دم نکل جاوے پھر اُس سے کہا تو مجھے جانتا ہے کہ میں کون ہوں مجھکو شیطان کہتے ہیں پہلی بار تو خدا کے واسطے غصہ میں بھرا ہوا آیا تھا تو میں تجھ پر قابو نہ پا سکا۔ اس لیے تجھ کو فریب دیا کہ دو دینار ملا کرینگے تو نے اُس کو چھوڑ دیا اب کہ تو دینار وں کے لیے غصہ کر کے آیا تو میں تجھ پر غالب ہوا۔ اہل علم نے کہا کہ ابلیس کی اولاد میں سے پانچ ہیں جن میں سے ہر ایک کو ایک کام پر جس کا اُس نے حکم کیا ہے مقرر کر رکھا ہے ۔

قال فیقول انت وعن الحسن قال کانت

فلم دینارا وسادیة افقط

ترجمہ اور اُن کو نام ہیں فتر اعور مسبوط داسم زلنبور تر اختیار ہیں تو مصیبتوں کا کاروبار ہے جنمیں لوگ ماؤدا ویلا کرتے ہیں اور گریبان پھاڑتے ہیں اور زنبور
طمانچہ مارتو ہیں اور ایام جاہلیت کی سی نوحہ وبیان کرتے ہیں اور اعور زنا کا حاکم ہے جو لوگونکو زنا کا رغب کرتا ہے اور اُسکی جھاکر کا بکھاتا ہے اور مسبوط اُس کنوئیں اور دونوں پر متوکل ہے جسمیں لوگان کا شتر ایک
انسان سے ملتا ہے جسکو قی خبر اُسکو دیتا ہے وہ شخص لوگونکے پاس آتا ہے اور کہتا ہے کہ میں نے ایک انسان کو دیکھا جسکی صورت پہچانتا ہوں مگر نام نہیں جانتا مجھسے ایسا
ایسا کہتا تھا اور داسم کا کام یہ ہے کہ آدمی کیساتھ اُسکی گھر میں داخل ہوتا ہے اور گھر والونکے عیب اُسکو دکھاتا ہے اور اُس کو اُن پر غضبناک کرتا ہے اور زنبور بازار
کا مختار ہے بازار میں اگر اپنا جھنڈا لگاتا ہے **مخلد** بن حسین کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ بندونکو کسی شی کی طرف نہیں بلاتا مگر یہ کہ شیطان اُس میں داخل ہو کر وہ
یں سے ایک کام کر گذرتا ہے یا وہ اُس شے میں افراط کرتے ہیں یا اُس سے کوتاہی کرتے ہیں **عبد اللہ بن عمرو** کہتے ہیں کہ شیطان سب سے نیچی والی زمین میں
جگہ ہوا ہے پھر جب وہ جنبش کرتا ہے تو زمین پر سب شر و فساد جو کہ دو یا زیادہ شخصوں میں پیدا ہوتا ہے وہ اُس کی حرکت سے ہوتا ہے **مصنف** نے کہا میں کہتا
ہوں کہ شیطانکی مکر اور فتنے بہت ہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ اس کتاب میں اپنی اپنی موقع پر بیان ہونگے اور چونکہ شیطان کے فتنے بکثرت ہیں اور دونوں کو گھیرے ہوئے
ہیں اس لئے انسان کو اُسکے کاید سے بچنا مشکل ہے کیونکہ جو شخص آدمی کو اُسکی مرغوب الطبع چیز پر اُبھارتا ہے تو وہ ایسا ہے جیسے کشتی کے لئے دریا کا بہاؤ
ہوتا ہے دیکھو کس تیزی سے کشتی روان ہوتی ہے اور جبکہ ہاروت و ماروت میں خواہش نفسانی کا مادہ پیدا کر دیا گیا۔ تو وہ ضبط نہ کر سکے لہذا جب فرشتے
کسی مسلمان کو ایسا پختہ مرتا ہوا دیکھتے ہیں تو اُسکی سلامت بچنے سے تعجب کرتے ہیں **عبد العزیز** بن رفیع کہتے ہیں کہ جب بندۂ مومن کی روح آسمان پر لے
جاتے ہیں تو فرشتے کہتے ہیں سبحان اللہ اس بندے کو خدا نے شیطان سے نجات دی تعجب ہے کہ یہ بے چارہ کیونکر بچ گیا ✦

ذکر الاعلام بان مع کل انسان شیطانا وعن ابن نشیط انہ حدثہ عروۃ الزبیر ان عائشۃ زوج النبی صلی اللہ علیہ وسلم حدثتہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خرج من عندہا لیلا قالت فغرت علیہ فجاء فرای ما اصنع فقال مالک یا عائشۃ اغرت فقلت وما لی لا یغار مثلی علی مثلک فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اقد جاءک شیطانک قلت یا رسول اللہ اومعی شیطان قال نعم قلت ومع کل انسان شیطان قال نعم قلت ومعک یا رسول اللہ قال نعم ولکن ربی عز وجل اعانی علیہ حتی اسلم قال المصنف انفرد باخراجہ مسلم ویجیئ فی لفظ اخر اعانی علیہ فاسلم قال ابو سلیمان الخطابی عامۃ الرواۃ یقولون فاسلم علی مذہب الفعل الماضی یریدون ان الشیطان قد اسلم الا سفیان بن عیینۃ فانہ یقول فاسلم ای اسلم من شرہ وکان یقول ان الشیطان لا یسلم قال المصنف تلت وقول ابن عیینۃ حسن وھو یظہر اثر المجاھدۃ لمخالفۃ الشیطان الا ان حدیث ابن مسعود کانہ یرد قول ابن عیینۃ وھو ما اخبرنا بہ عبد اللہ بن مسعود قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما منکم من احد الا وقد وکل بہ قرینہ من الجن وقرینہ من الملائکۃ قالوا وایاک یا رسول اللہ قال وایای ولکن اللہ عز وجل اعانی علیہ فلا یامرنی الا بحق وعن سالم عن ابیہ عن عبد اللہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

ترجمہ (بیان اسکا کہ ہر انسان کے ساتھ ایک شیطان ہی) ابن نشیط کہتے ہین کہ عروہ بن زبیر نے حضرت عائشہ سے روایت کیا کہ ایک رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انکے پاس سے اٹھکر باہر تشریف لیگئے حضرت عائشہ کہتی ہین مجکو رشک ہوا پھر آپ پھیر پاس آئے تو مجکو سوچ مین پایا فرمایا اے عائشہ تجکو کیا ہوا کیا تجھے رشک ہوا مینے عرض کیا یا رسول اللہ بھلا مجھ ایسی عورت کو آپ ایسے کے بارے مین کیونکر رشک نہو آپنے فرمایا اے عائشہ کیا تجھپر یہ شیطان غالب آیا مینے عرض کیا یا رسول اللہ کیا میرے ساتھ شیطان ہی فرمایا ہان مین نے عرض کیا اور کیا ہر آدمی کے ساتھ شیطان ہی فرمایا ہان مین نے عرض کیا اور آپکے ساتھ یا رسول اللہ فرمایا ہان میرے ساتھ بھی ہگر میرے پروردگار عزوجل نے مجکو اُسپر غالب کردیا ہی کہ وہ مسلمان ہوگیا مصنف کہتا ہے یہ حدیث فقط مسلم مین ہے اور دوسرے لفظ مین یون آئی ہے کہ خدا تعالی نے مجکو اسپر غالب کردیا اسلیئے مین اُس کے شر سے بچا رہتا ہون ابو سلیمان خطابی نے کہا عامہ رواۃ لفظ فاسلم کو بصیغہ ماضی غائب کہتے ہین یعنی وہ شیطان مسلمان ہوگیا مگر سفیان بن عیینہ فاسلم بصیغہ مضارع متکلم کہتے ہین یعنی مین اُس کے شر سے بچا رہتا ہون سفیان کا قول ہی کہ شیطان مسلمان نہین ہوتا مصنف نے کہا مین کہتا ہون کہ ابن عیینہ کا قول حسن ہے اور اس سے ریاضت و محنت کشی کا اثر ظاہر ہوتا ہے۔ کیونکہ شیطان اس کے مخالف ہے لیکن بظاہر عبد اللہ بن مسعود کی حدیث ابن عیینہ کے قول کو رد کرتی ہے چنانچہ عبد اللہ بن مسعود روایت کرتے ہین۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم مین سے کوئی فرد بشر نہین۔ مگر اُس کے ساتھ ایک ہمراہی جن اور ایک ہمراہی فرشتہ موکل ہے صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا۔ کہ اور آپ کے ساتھ یا رسول اللہ۔ فرمایا میرے ساتھ بھی۔ مگر اللہ عزوجل نے اُس پر مجھے غالب کردیا۔ اس لیے مجکو حق بات کے سوا نہین بتاتا سالم اپنے باپ سے روایت کرتے ہین۔ کہ عبد اللہ بن مسعود نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

لیشیط عروۃ بن

فاسلم بصیغۃ المتکلم

وانا اقول

ما من احد الا وقد وکل بہ قرینہ من الجن قالوا وانت یا رسول اللہ قال وانا الا ان اللہ اعانني علیہ فاسلم فلا یامرني الا بخیر قال المصنف انفرد باخراجہ مسلم وسالم ھو ابن ابی الجعد واسم ابی الجعد رافع وظاھرہ اسلام الشیطان ویحتمل القول الاخر بیان ان الشیطان یجري من ابن ادم مجری الدم عن صفیۃ بنت حیي قالت کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم معتکفا فاتیتہ ازورہ لیلا فحدثتہ ثم قمت فانقلبت فقام معي لیقلبني وکان منزلھا في دار اسامۃ بن زید فمر رجلان من الانصار فلما رایا النبي صلی اللہ علیہ وسلم اسرعا فقال النبي صلی اللہ علیہ وسلم علی رسلکما انما ھي صفیۃ بنت حیي فقالا سبحان اللہ یا رسول اللہ قال ان الشیطان یجري من الانسان مجری الدم واني خشیت ان یقذف في قلوبکما شرا او قال شیئا اخرجاہ في الصحیحین قال ابو سلیمان الخطابي وفي ھذا الحدیث من العلم استحباب ان یتحرز الانسان من کل امر من المکروہ مما یتجرء بہ الظنون ویخطر بالقلوب وان یطلب السلامۃ من الناس باظھار البراءۃ من الریب قال ویحکی في ھذا عن الشافعي رحمہ اللہ انہ قال خاف النبي صلی اللہ علیہ وسلم ان یقع في قلوبھما شیئ من امرہ فیکفرا وانما قال ھذا شفقۃ علیھما لا علی نفسہ ذکر التعوذ من الشیطان قال المصنف قد امر اللہ عز وجل بالتعوذ من الشیطان

یقلبني

ترجمہ۔ کہ ہر ایک آدمی کیساتھ اُسکا قرین موکل ہے۔ لوگون نے پوچھا یا رسول اللہ آپکی ساتھ فرمایا میرے ساتھ بھی ہے مگر اللہ تعالیٰ نے مجھکو اُسپر غالب کردیا۔ لہذا وہ سلام لے آیا تو اب مجھ نیک کام کے سوا نہین بتاتا مصنف نے کہا یہ حدیث فقط مسلم مین ہے اور سالم راوی حدیث ابوالجعد کے بیٹے ہین اور ابوالجعد کا نام رافع ہے حدیث کے ظاہر الفاظ سے شیطان کا اسلام لانا پایا جاتا ہے اور احتمال دوسرے قول کا بھی ہے (بیان) اس بات کا کہ شیطان آدمی مین خون کی طرح دوڑتا ہے حضرت ام المومنین صفیہ بنت حیی نے کہا کہ ایک بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اعتکاف مین تھے مین رات کو آپکی زیارت کے لئے گئی اور آپسے باتین کرکے واپس آنے لگی آپ بھی ساتھ چلے کہ مجھکو گھر پہنچانے کے لیے ہوئے حضرت صفیہ کا مکان اسامہ بن زید کے احاطہ مین تھا اتنے مین دو آدمی انصار کے نمودار ہوئے انہون نے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا۔ تو تیزی کے ساتھ آگے بڑھے آپنے اُن سے فرمایا ٹھیرو ٹھیرو میرے ساتھ صفیہ ہے۔ وہ عرض کرنے لگے یا رسول اللہ یہ آپ کیا فرماتے ہین۔ ارشاد فرمایا کہ شیطان انسان کے جسم مین خون کی طرح دوڑتا ہے مین اس بات سے ڈرا کہ کہین تمہارے دلون مین خیال فاسد یا فرما دیا کوئی بات نہ ڈال دے یہ حدیث صحیحین مین ہے۔ ابوسلیمان خطابی نے کہا۔ کہ اس حدیث مین فقہی بات یہ ہے۔ کہ انسان کو ہر ایسے امر مکروہ سے بچنا مستحب ہے جس سے بدگمانیان ہون اور دو نومین خطرے گذرین اور چاہیے کہ عیب سے اپنی برات ظاہر کرکے لوگون کی طعن سے بچنے کی کوشش کرے اسی بار مین شافعی سے منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اُس کا خوف ہوا کہ کہین اُن دونون انصاریون کے دلمین کوئی خیال ناقص آوے جسکی وجہ سے وہ کافر ہوجائین اور یہ آپکا فرمانا اُن کی بہتری کے لیے تھا کچھ اپنے نفع کے واسطے نہین۔

شیطان سے پناہ مانگنے کا بیان

مصنف کہتے ہین کہ اللہ عزوجل نے ایک تو تلاوت قرآن مجید کے وقت شیطان سے

عند التلاوة فقال تعالى وَإِذَا قَرَأْتَ الْقُرْآنَ فَاسْتَعِذْ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ وعند السفر قال سبحانه وتعالى قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ الى آخر السورة فاذا امر بالتحرز من شره في هذين الامرين فكيف في غيرهما **وعن** ابي التياح قال قلت لعبد الرحمن بن حبيش ادركت النبي صلى الله عليه وسلم قال نعم قلت كيف صنع رسول الله صلى الله عليه وسلم ليلة كادته الشياطين فقال ان الشياطين تحدرت تلك الليلة على رسول الله صلى الله عليه وسلم من الاودية والشعاب وفيهم شيطان بيده شعلة نار يريد ان يحرق بها وجه رسول الله صلى الله عليه وسلم فهبط اليه جبريل فقال يا محمد قل ما اقول قال قل اعوذ بكلمات الله التامات من شر ما خلق وذرأ وبرأ ومن شر ما ينزل من السماء ومن شر ما يعرج فيها ومن شر فتن الليل والنهار ومن شر كل طارق الا طارقا يطرق بخير يا رحمن قال فطفئت نارهم وهزمهم الله تبارك وتعالى **وعن** عائشة عن النبي صلى الله عليه وسلم قال ان الشيطان ياتي احدكم فيقول من خلقك فيقول الله تبارك وتعالى فيقول فمن خلق الله فاذا وجد احدكم ذلك فليقل امنت بالله ورسله فان ذلك يذهب عنه **وعن** عبد الله بن مسعود قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان للشيطان لمة بابن ادم

قل اعوذ برب الفلق

فيهبط اليه التامة

ترجمہ پناہ مانگنے کا حکم دیا ہے چنانچہ فرمایا **واذا قرات القران فاستعذ بالله الخ** یعنی جب تم قرآن شریف پڑھا کرو تو شیطان مردود سے خدا کی پناہ مانگو دوسرے جادو کیے جانے کے وقت چنانچہ ارشاد فرمایا **قل اعوذ برب الفلق الخ** جبکہ ان دو موقعوں میں شیطان کے شر سے بچنے کا حکم فرمایا تو دوسرے موقعوں کا تو کیا ذکر **ابو التیاح** کہتے ہیں میں نے عبد الرحمن بن حبیش سے کہا کہ کیا تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت اوٹھائی ہے وہ بولے ہاں میں نے کہا بھلا یہ تو بتاؤ جس رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اوپر شیاطین نے مکر کر گانٹھا تھا۔ تو آپ نے کیا کیا تھا اُنہوں نے جواب دیا کہ شیاطین جنگل کی نالیوں سے اور پہاڑوں کی گھاٹیوں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ٹوٹ پڑے تھے۔ اور اُن میں سے ایک شیطان اپنے ہاتھ میں آگ کا شعلہ لیے ہوئے تھا چاہتا تھا کہ آپ کے چہرۂ مبارک کو جلا دے اتنے میں آپ کے پاس حضرت جبریل آئے اور کہا یا رسول اللہ کہیئے فرمایا کیا کہوں۔ کہا یہ دُعا پڑھیے۔

اعوذ بكلمات الله التامات من شر ما خلق وذرأ وبرأ ومن شر ما ينزل من السماء ومن شر ما يعرج فيها ومن شر فتن الليل والنهار ومن شر كل طارق الا طارقا يطرق بخير يا رحمن راوی نے بیان کیا کہ اس دعا کے پڑھنے سے شیاطین کی آگ بجھ گئی اور خدا نے اُن کو شکست دی **عائشہ** رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے ایک کے پاس شیطان آتا ہے اور پوچھتا ہے کہ تم کو کس نے پیدا کیا۔ وُہ کہتا ہے خدا نے پھر پوچھتا ہے۔ کہ خدا کو کس نے بنایا۔ بس جب تم میں سے کسی کے دل میں یہ خیال آئے تو یوں کہنا چاہیئے **امنت بالله ورسله** اُس کے کہنے سے یہ خیال جاتا رہیگا **عبد اللہ** بن مسعود کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فرزند آدم کو شیطان بھی چھوتا ہے۔

وللملك لمة فاما لمة الشيطان فايعاد بالشر وتكذيب بالحق واما لمة الملك فايعاد بالخير وتصديق
بالحق فمن وجد من ذلك شيئا فليعلم انه من الله فليحمد الله ومن وجد الاخرى فليتعوذ من الشيطن ثم
قرأ الشيطن يعدكم الفقر ويأمركم بالفحشاء قال المصنف وقد رواه جرير عن عطاء فوقفه على ابن مسعود
وعن ابن عباس قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يعوذ الحسن والحسين فيقول اعيذكما بكلمات
الله التامة من كل شيطان وهامة ومن كل عين لامة ثم يقول هذا كان ابي ابراهيم عليه السلام يعوذ
اسمعيل واسحق اخرجاه في الصحيحين قال ابوبكر الانباري الهامة واحد الهوام ويقال هي كل نسمة تهم
بالسوء واللامة الملمة وانما قال لامة لتوافق لفظ هامة فيكون ذلك اخف على اللسان وعن ثابت قال
قال مطرف نظرت فاذا ابن ادم ملقى بين يدي الله عزوجل وبين ابليس فان شاء ان يعصمه عصمه ان تركه ذهب به ابليس
قد حكي عن بعض السلف انه قال لتلميذه ما تصنع بالشيطان اذا سول لك الخطأ قال اجاهده
قال فان عاد قال اجاهده قال فان عاد قال اجاهده قال هذا يطول رأيت لو مرت بغنم فنحيت كبشا منها ومنعته العبور
ما تصنع قال اكابده واذبحه بعد قال هذا يطول عليك ولكن استعنت بصاحب الغنم يكفه عنك

ترجمہ اور فرشتہ بھی مس کرتا ہے جب شیطان چھوتا ہے تو وہ برائی مین پڑجاتا ہے اور حق کو جھٹلاتا ہی اور جب فرشتہ مس کرتا ہی تو
نیکی کیطرف بھکتا ہی اور حق کی تصدیق کرتا ہی جب تمہارے دل مین خیال نیک آئے تو سمجھو خدا کی طرف سے ہے اور اللہ تعالے
کا شکر کرو اور جب بری بات جی مین آئے تو شیطان سے پناہ مانگو پھر آپنے یہ آیت پڑھی الشیطان یعدکم الفقر و
یامرکم بالفحشاء الخ شیطان تم کو محتاجی کا وعدہ دیتا ہے اور بری باتین بتاتا ہے مصنف رح نے کہا کہ اس حدیث
کو جریر نے عطا سے اور عطا نے ابن مسعود سے موقوفا روایت کیا ہے ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم حضرت امام حسن و حسین رضی اللہ عنہما کیلیے تعوذ فرماتے تھے اور اسطرح کہتے تھے اعیذکما بکلمات اللہ التامۃ من کل
شیطان وھامۃ ومن کل عین لامۃ پھر فرماتے تھے کہ اسطرح میرے باپ ابراہیم علیہ السلام بھی اسمعیل و اسحاق کے لیے
پناہ مانگا کرتے تھے یہ حدیث صحیحین مین ہے ابوبکر انباری نے کہا ہامہ واحد ہوام اور ہام اس مخلوق کو کہتے ہین جو بدی کا قصد
کرے اور لامہ معنی ملمہ ہم معنی برے دینے والی اور حدیث مین لامۃ فقط ھامۃ کی مناسبت سے آیا ہی اور زبان پر خفیف ہی ثابت سے روایت ہے کہ مطرف نے
کہا کہ مین نے نظر اٹھائی تو دیکھا کہ فرزند آدم اللہ عزوجل اور ابلیس کے درمیان مین پڑا ہے اگر خدا چاہتا ہی کہ اس کو محفوظ رکھے تو بچا لیتا ہی اور اگر چھوڑ دیتا ہے
تو شیطان اس کو لیجاتا ہی بعض سلف سے حکایت کرتے ہین کہ انہون نے اپنے شاگرد سے کہا کہ جب شیطان گناہ کو تیری نظر مین آراستہ کریگا تو کیا کریگا اس نے جواب
دیا کہ مین اس کو محنت سے ڈالونگا ان بزرگ نے کہا اگر پھر دوبارہ ایسا کرے تو کیا کریگا شاگرد نے کہا کہ اس کو مشقت مین ڈالونگا بزرگ نے فرمایا کہ یہ بات بہت
بڑی ہی یہ بتا کہ اگر تو کسی کے گلے کے کتے کو دیکھے کہ تجھ پر حملہ کرے اور تجھ کو چلنے سے باز رکھے تو کیا کریگا اس نے کہا مین کتون کو مارونگا
اور بقدر امکان ہٹاؤنگا بزرگ نے کہا یہ تیرے لیے بڑا کام ہے تم کو چاہیے کہ گلے کے مالک کو پکارا کرو وہ تم کو کتے کے شر سے بچائے گا

قال المصنف قلت واعلم ان مثل ابليس مع المتقي والمخلط كمثل رجل جالس ابليس بين يديه طعام فمر به كلب فقال له اخسأ فذهب فمر باخر بين يديه طعام ولحم وكلما اخسأه لم يبرح فالاول مثل المتقي يرد الشيطان فيكفيه وظيفة الذكر والثاني مثل المخلط لا يفارقه الشيطان لمكان تخليطه **الباب الرابع في معنى التلبيس والغرور** قال **المصنف** التلبيس اظهار الباطل في صورة الحق والغرور نوع جهل يوجب اعتقاد الفاسد صحيحا والرديء جيدا وسببه وجود شبهة اوجبت ذلك وانما يدخل ابليس على الناس بقدر ما يمكنه ويزيد تمكنه منهم ويقل على عقل فطنتهم وغفلتهم وجهلهم وعلمهم **واعلم** ان القلب كالحصن وعلى ذلك الحصن سور وللسور ابواب وفيه ثلم وساكنه العقل والملائكة يترددون الى ذلك الحصن والى جانبه ربض فيه الهوى والشياطين تختلف الى ذلك الربض من غير مانع والحرب قائم بين اهل الحصن واهل الربض والشياطين لا تزال تدور حول الحصن تطلب غفلة الحارس او السور ومن بعض الثلم فينبغي للحارس ان يعرف جميع ابواب الحصن الذي قد وكل بحفظه وجميع الثلم وان لا يفتر عن الحراسة لحظة فان العدو ما يفتر **قال رجل للحسن البصري** أينام ابليس قال لو نام لوجدنا راحة

ترجمہ مصنف نے کہا میں کہتا ہوں کہ جاننا چاہیئے ابلیس کی مثال متقی اور دنیادار کے ساتھ ایسی ہے جیسے ایک آدمی بیٹھا ہو اور اُس کے سامنے کھانا ہو اُس پر کتے کا گذر ہوا اور اُس نے اُس کو دھتکارا تو وہ جھٹ چلدیا پھر وہ دوسرے شخص پر گذرا اور اُس کے کھانا اور گوشت ہو جب وہ اُس کو ڈانٹتا ہے تو وہ بھاگتا نہیں۔ پہلی مثال متقی کی ہے کہ اُس کے پاس شیطان آتا ہے تو اُس کے دور کرنے کے لیے فقط ذکر کافی ہے اور دوسری مثال دنیادار کی ہے کہ اُس سے شیطان جدا نہیں ہوتا کیونکہ وہ ہر ایک سے ملا جلا رہتا ہے +

چوتھا باب تلبیس اور غرور کے معنوں میں **مصنف** نے کہا کہ تلبیس کے معنی باطل کو حق کی صورت میں ظاہر کرنا ہے اور غرور ایک قسم کی نادانی ہے جس کی وجہ سے فاسد عقیدہ صحیح معلوم ہوتا ہے اور ناقص چیز اچھی نظر آتی ہے اور اس نادانی کا سبب فقط کسی ایسے سبب کا وجود ہے جس سے یہ بات پیدا ہوئی اور ابلیس اپنے حتی المقدور لوگوں کے پاس آتا ہے اور اُن پر قابو پانا چاہتا ہے اور اُس کا غالب ہونا آدمیوں کی عقل و دانش اور جہل و علم کے موافق کم و بیش ہوتا ہے اور جاننا چاہیئے کہ انسان کا دل مثل قلعے کے ہے اور اُس قلعے کی ایک چار دیواری ہے اور اُس چار دیواری میں دروازے ہیں اور روزن ہیں اُس میں عقل رہتی ہے اور فرشتے اُس قلعے میں آتے جاتے رہتے ہیں اور قلعے کے ایک طرف نفس ہے اُس میں خواہشات اور شیاطین آتے جاتے ہیں جن کو کوئی نہیں روکتا قلعے والوں اور رہنے والوں میں لڑائی ہوتی ہے اور شیاطین قلعے کے گرد پھرا کرتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ پاسبان غافل ہو جاوے یا کسی روزن سے آ رہیں جائے قلعے میں گھس پڑیں۔ لہذا پاسبانوں کو چاہیئے کہ اُن کو قلعے کے جن جن دروازوں کے لیے مقرر کیا ہے اُن کی خبر گیری رکھیں اور تمام روزنوں کا خیال رکھیں اور پاسبانی سے ایک لحظہ بے خبر نہ ہوں کیونکہ دشمن موقعہ کا منتظر ہے۔ اور یہ خبر نہیں **کسی شخص** نے حسن بصری سے پوچھا کہ یا حضرت کیا کبھی شیطان سوتا بھی ہے **جواب** دیا کہ شیطان کو نیند آتی تو ہم لوگوں کو بہت راحت ملتی +

مستتر

وهذا الحصن مستنير بالذكر مشرق بالايمان فيه مراة صيقلة يترا فيها صور كلما يمر به فاقل ما يقعد الشياطين
فى اول بنا كتاره الدخان فتسود حيطان الحصن وتصدأ المراة وشمال الفكر ترد الدخان وصيقل الذكر يجلو المراة
وللعدو حملات فتارة يحمل فيدخل الحصن فيكر عليه الحارس فيخرج وربما دخل فغاب وربما اقام بغفلة الحارس
وربما كدت الريح الطاردة الدخان فتسود حيطان الحصن وتصدأ المراة فيعم الشيطان ولا يدرى به وربما خرج الحارس
بغفلته واسر واستخدم واقيم يستنبط الخيل فى موافقة الهوى ومساعدته وربما صار كالفقيه فى الشر قال
بعض السلف رايت الشيطان فقال لى قد كنت القى الناس فاعلمهم فصرت القاهم واتعلم منهم وربما هجم الشيطان على
الزكى الفطن ومعه عروس الهوى قد جلاها فيتشاغل الفطن بالنظر اليها فيستاسره و
اقوى العدو والذى يوثق به الاسر الجهل واوسطه فى القوة الهوى واضعفه
الغفلة ومادام درع الايمان على المؤمنين فان نيل العدو
لا يقع فى مقتل وعن الحسن بن صالح يقول ان الشيطان ليفتح للعبد
تسعة وتسعين بابا من الخير يريد به بابا من الشر

ترجمہ۔ پھر وہ قلعہ ذکر خدا سے روشن اور ایمان سے پر نور ہے۔ اُس مین ایک جلا کیا ہوا آئینہ ہے جس
مین صورتین نظر آتی ہین جب شیاطین رمنہ مین بیٹھتے ہین تو پہلے دھوان کثرت سے کرتے ہین جس سے قلعے کی دیوارین سیاہ ہوجاتی
ہین۔ اور آئینہ زنگ آلود ہوجاتا ہے یہ دھوان فکر کی ہوا سے زائل ہوتا ہے اور آئینہ پر ذکر الٰہی صیقل کا کام کرتا ہے دشمن کا حملہ
کئی طرح سے ہوتا ہے کبھی تو قلعے کے اندر آنے لگتا ہے تو پاسبان اُس پر حملہ کرتا ہے اور کبھی داخل ہوکر چھپ رہتا ہے اور
کبھی پاسبان کی غفلت سے قلعے مین قیام کرتا ہے۔ بسا اوقات دھوئین کو اڑا دینے والی ہوا ٹھیر جاتی ہے تو قلعے کی دیوارین سیاہ
رہتی ہین۔ اور آئینہ مین زنگ ہوتا ہے۔ تو شیطان جلد آتا ہے۔ اور اُس کو کوئی نہین جانتا۔ اور اکثر اوقات پاسبان اپنی غفلت کی
وجہ سے باہر چلا جاتا ہے۔ تو قید کرلیا جاتا ہے۔ اور اُس سے شیاطین خدمت لیتے ہین اور وہ ہوائے نفسانی کی موافقت کرکے خوشدلی
سے لشکر شیاطین مین رہ جاتا ہے اور اکثر ایسا ہوتا ہے کہ شر و فساد کا گرو گھنٹال بن جاتا ہے **ایک** بزرگ کہتے ہین مین نے
شیطان کو دیکھا۔ اُس نے مجھسے کہا۔ کہ ایک زمانہ وہ تھا۔ کہ مین لوگون سے ملتا تھا۔ تو اُن کو تعلیم دیتا تھا اب یہ حالت ہے کہ لوگ مجھسے
ملتے ہون اور خود تعلیم لیتا ہون اور اکثر اوقات شیطان ہوشمند اور عاقل آدمی پر ہجوم کرتا ہے اور خواہش نفسانی کو ایک دولہن کی
صورت مین اُس کی نظرون مین جلوہ گر کرتا ہے وہ شخص اُس کو دیکھکر شیطان کی قید مین پھنس جاتا ہے اور زیادہ قوی دشمن جس
کی زنجیر مین آدمی جکڑا جاتا ہے جہل و نادانی ہے اُس سے کم خواہش نفسانی ہے اُس کے بعد ایک دشمن ضعیف غفلت ہے جبتک ایمان
کی زرہ مومنون پر رہتی ہے اوس وقت تک دشمن کا تیر کارگر نہین ہوتا۔ **حسن بن صالح** کہتے ہین کہ شیطان آدمی کے
لیئے ننانوے دروازے نیکی کے کھولدیتا ہے جس سے ایک دروازہ برائی کا مقصود ہوتا ہے۔

وعن الاعمش قال حدثنا رجل كان يكلم الجن قالوا ليس علينا اشد ممن يتبع السنة واما اصحاب
الاهواء فانا نلعب بهم لعبا الباب الخامس في ذكر تلبيسه في العقائد والديانات ذكر تلبيسه على
السوفسطائية قال المصنف هؤلاء قوم ينسبون الى رجل يقال له سوفسطا زعموا ان الاشياء لا حقيقة لها فان
ما نشاهده يجوز ان يكون علما نشاهده ويجوز ان يكون على غير ما نشاهده وقد اورد العلماء عليهم بان قالوا
لقائلكم هذا لا حقيقته امر لا فان قلتم لا حقيقة لها وجوزتم عليها البطلان فكيف يجوز ان تدعوا الى ما لا حقيقة له
فانكم تقرون بهذا القول انه لا يجب قبول قولكم وان قلتم لها حقيقة فقد تركتم مذهبكم قال المصنف
وقد ذكر مذهب هؤلاء ابو محمد الحسن بن موسى النوبختي في كتاب الآراء والديانات وقال رأيت كثيرا من
المتكلمين قد غلطوا في امر هؤلاء غلطا بينا لانهم ناظروهم وجاثوهم وراموا بالحجاج والمناظرة والرد عليهم ان يثبتوا لحقيقة
الامر والمشاهدة فكيف تكلم من يقول لا ادري اتكلمني ام لا وكيف يناظر من زعم انه لا يدري اموجود هو لهم معدوم وكيف يخاطب من
يدعي الى المخاطبة بمنزلة السكوت وقال ان الصحيح بمنزلة الفاسد قال ثم انه انما يناظر من يقر بضرورة و
يعترف بامر فيجعل ما يقر به سببا الى التصحيح ما يجحده فاما من لا يقر بذلك فجادلته مطروحة

ترجمہ۔ **اعمش** نے کہا کہ مجھ سے ایک شخص نے بیان کیا جو جنوں سے باتیں کرتا تھا کہ شیاطین باہم گفتگو کرتے تھے کہ جو لوگ سنت نبوی کے
تابع ہیں وہ ہمارے لیے نہایت ہی سخت ہیں لیکن جو خواہش نفسانی کے بندے ہیں اُن کے ساتھ تو ہم کھیلتے ہیں +

پانچوان باب شیطان کا عقائد و دیانات میں تلبیس کرنا (سوفسطائیہ کے لیے شیطان کی تلبیس کا بیان) مصنف

کہتا ہے سوفسطائیہ ایک قوم ہے جو ایک شخص کی طرف منسوب ہیں جسکو سوفسطا کہتے ہیں اس قوم کا خیال ہے کہ اشیاء کی کوئی حقیقت نہیں
کیونکہ جو چیز ہم دور سے دیکھتے ہیں ممکن ہے کہ جیسی ہم دیکھتے ہیں ویسی ہی ہو اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اُسکے خلاف ہو علماء نے اُن پر اعتراض
کیا ہے اور پوچھا ہے کہ تمہارے اِس قول کی کوئی حقیقت ہے یا نہیں اگر تم کہو کہ کچھ حقیقت نہیں اور اس بطلان کو جائز رکھو تو ایسا دعوی
جسکی کوئی حقیقت نہیں کیونکر جائز ہو سکتا ہے اس لیئے کہ تم اس قول سے اقرار کرتے ہو کہ تمہاری بات قابل تسلیم نہیں۔ اور اگر تم
یہ کہو کہ اس قول کی حقیقت ہے تو تم نے اپنے مذہب کو چھوڑ دیا **مصنف** نے کہا کہ ان لوگوں کے مذہب کا تذکرہ **ابو محمد**
حسن بن موسے نوبختی نے کتاب الآراء والدیانات میں کیا ہے اور کہا ہے کہ میں نے اکثر علماء متکلمین کو دیکھا کہ اس جماعت کے بارے میں اُنہوں
نے صریح غلطی کی کیونکہ اُنہوں نے اس قوم سے بحث و مباحثہ کیا اور دلائل اور مناظرہ سے اُنکی تردید کی حالانکہ یہ لوگ حقیقت امر اور وجود اشیاء
ہی کو ثابت نہیں کرتے پھر ایسے شخص سے کیونکر کلام کرے جو کہتا ہے کہ مجھے نہیں معلوم تجھ سے کلام کرتے ہو یا نہیں اور ایسا آدمی کس طرح
مناظرہ کرتا ہے جو اتنا نہیں جانتا کہ خود وہ موجود ہے یا معدوم اور ایسا انسان کیسے خطاب کرتا ہے جو خطاب کو بمنزلہ سکوت کے سمجھتا ہے
دعوی کرتا ہے اور صحیح کو مثل فاسد کے خیال کرتا ہے نوبختی نے کہا پھر مناظرہ وہی شخص کرتا ہے جو ایک ضرورت کا مقر ہو اور ایک امر کا
معترف ہو اور جسکا وہ مقر ہوا سکو ایسی چیز کی صحت کا سبب قرار دے جس سے وہ منکر ہو لیکن جو شخص اُسکا معترف نہ ہوا سکا مجادلہ بیکار ہے سا قط

وقال المصنف قلت وقد رد هذا الكلام ابو الوفا بن عقيل فقال ان اقواما قالوا كيف نكلم هؤلاء وقد ما يمكن الجادل ان يقرب المعقول الى المحسوس ويستشهد بالشاهد فيستدل به على الغائب وهؤلاء لا يقولون بالمحسوس ثم يكلمون قال وهذا كلام ضيق العطن ولا ينبغي ان يؤيس من معالجة هؤلاء فاما اعتراض ليس بكثير من الوسواس فلا ينبغي ان يضيق عطننا عن معالجتهم فانهم قوم آخر جتهم عوارض الخراف مزاج وما شاكلها مثلهم كالمثل رجل رزق ولدا احول فلا يزال يرى القمر بصورة قمرين حتى انه لم يشك في ان في السماء قمرين فقال له ابوه انما القمر واحد وانما التسوء في عينك غط عينيك الحولاء وانظر فلما فعل قال اري قمرا واحدا غطيت احدى عيني فغاب احدهما فجاء من هذا القول شبهة ثانية فقال له ابوه ان كان ذلك كما ذكرت فغط الصحيحة ففعل فراى قمرين فعلم صحة ما قاله ابوه وعن محمد بن عيسى النظام قال مات ابن لصالح بن عبد القدوس فمضى اليه ابو الهذيل ومعه النظام وهو غلام حدث كالمتوجع له فراه مغتما فقال ابو الهذيل كالا اعرفن لجزعك وجها اذ كان الناس عندك كما لزرع فقال صلى يا ابا الهذيل انما اجزع عليه لانه لم يقرأ كتاب الشكوك فقال له ابو الهذيل وما كتاب الشكوك قال هو كتاب وضعته

ترجمہ مصنف نے کہا میں کہتا ہوں کہ اس کلام کو ابو الوفا بن عقیل نے رد کیا۔ اور کہا ہے ایک جماعت کا قول ہے کہ ہم سوفسطائیوں سے کیا کلام کریں کیونکہ زیادہ سے زیادہ یہی ہو سکتا ہے کہ مباحثہ کرنیوالا معقول کو محسوس سے ملائے اور شاہد کو پیش کر کے اوسکی وجہ سے غائب پر دلیل لائے حالانکہ یہ لوگ سرے سے محسوسات ہی کے قائل نہیں ابو الوفا کہتے ہیں اور یہ کلام تنگ حوصلگی ہے چاہیئے کہ ان لوگوں کے معالجہ سے مایوس ہو کر فارغ ہو جائیں کیونکہ اُن کو جو کچھ خبط ہوا ہے وہ فقط وسواس سے زیادہ نہیں لہذا ایسا زیادہ نہیں کہ اُن کے تعرض سے حوصلہ تنگ کیا جاوے کیونکہ یہ وہ لوگ ہیں جنکو برگشتگی مزاج کا عارضہ لاحق ہو گیا ہے۔ ہماری اور اُن کی مثال ایسی ہے جیسے کسی کو خدا نے بھینگا پیدا بخشا ہو یعنی ایک چاند کو دو چاند دیکھتا ہو حتے کہ اُس کو اس امر میں کوئی شک و شبہ نہیں رہتا کہ آسمان پر دو چاند ہیں اُس سے اُس کا باپ کہتا ہے کہ چاند ایک ہی ہے صرف تیری آنکھ کا ہی اپنی عیب دار آنکھ بند کر کے دیکھ جب وہ لڑکا اسطرح کرتا ہے تو کہتا ہے کہ میں ایک چاند اسوجہ سے دیکھتا ہوں کہ ایک آنکھ بند کیے ہوں دوسرا چاند غائب ہو گیا اب اس قول سے ایک اور شبہہ پیدا ہو گیا پھر اسکے باپ نے کہا کہ اگر تیرے قول کے مطابق اسوجہ سے ایک چاند جاتا رہا۔ تو اچھی آنکھ بند کر کے نظر کر جب اُس نے ایسا کیا تو دو چاند دکھائی دیے اب اُسنے باپ کی بات کو درست جانا محمد بن عیسی نظام نے کہا کہ صالح بن عبد القدوس کا ایک بیٹا مر گیا اُس کا پاس ابو الہذیل کا گذر ہوا اُس وقت بھی اُسکی عمر ابھی تھوڑی ہی زمانے سے بیمار لڑکا تھا صالح نے دردناک آواز سے گفتگو کی اس کی حالت متغیر دیکھکر ابو الہذیل نے کہا کہ تجھ کو رنج و غم کی کوئی وجہ نہیں کھلتی کیونکہ تیرا نزدیک آوی ایسے ہیں جیسے کھیتی صالح نے جواب دیا کہ اے ابو الہذیل میں اسلئے رنج و غم نہیں کرتا ہوں کہ اُس نے کتاب الشکوک کو نہ پڑھا ابو الہذیل نے پوچھا کتاب الشکوک کیا ہے کہنے لگا۔ ایک کتاب ہے جو میں نے تصنیف کی ہے

من قرأه يشك فيما قد كان حتى يتوهم انه لم يكن وفيما لم يكن حتى يظن انه قد كان فقال له النظام فشك انت فى موت ابيك واعمل على انه لم يمت وان كان قد مات وشك ايضا انه قرأ الكتاب وان كان لم يقرأه وحكى ابو القاسم البلخي ان رجلا من السوفسطائية كان يختلف الى المتكلمين فاتاه مرة فناظره فامر المتكلم باخذ دابته فلما خرج لم يرها فرجع اليه وقال سرقت دابتي فقال ويحك لعلك لم تات راكبا قال بلى قال فكر فقال هذه المرة تيقنه فجعل يقول له تذكر فقال ويحك ما هو موضع تذكر انا لا اشك اني جئت راكبا قال فكيف تدّعي انه لا حقيقة لشيء فان حال اليقظان كحال النائم فوجم السوفسطائي ورجع عن مذهبه فصل قال ابو عمرو النوبختي وقد زعمت فرقة من الملحدين انه ليس للاشياء حقيقة واحدة في نفسها بل حقيقتها عند كل قوم على حسب ما يعتقدونها فان الصفراوي يجد العسل صاحب المرة الصفراء مُرًّا ويجده غيره حلوا قالوا فكذلك العالم قديم عند من اعتقد قدمه محدث عند من اعتقد حدثه واللون جسم عند من يعتقده جسما وعرضا عند من اعتقده عرضا قالوا فلو توهمنا عدم المعتقدين وقف الامر على وجود من يعتقد قال وهؤلاء من جنس السوفسطائية فيقال لهم اتقولون انكم

ترجمہ جو اسکو پڑھتا ہو اُس کو ہو چکی ہوئی چیز مین شک پڑتا ہے یہانتک کہ اُس کو وہم ہو جاتا ہو کہ نہین ہوئین اور جو نہین ہوئین اُن مین شبہہ ہوتا ہو حتی کہ خیال کر لیتا ہے کہ ہو چکین نظام کہتے ہین بیٹے سے کہا کہ پھر اب تم بھی اپنے بیٹے کے مرنے مین شک کرو اور اسپر عمل کرو کہ وہ نہین مرا گو کہ مر چکا اور شبہہ مین پڑ جاؤ کہ اُس نے کتاب الشکوک پڑھی اگرچہ نہین پڑھی ابو القاسم بلخی حکایت کرتے ہین کہ ایک سوفسطائی شخص کسی متکلم کے پاس آیا جایا کرتا تھا ایک بار اُن کے پاس آیا اور اُنسے مناظرہ کیا اُن عالم نے کہی سے کہدیا کہ اس شخص کی سواری کہین لے جاؤ جب وہ سوفسطائی باہر آیا تو اپنی سواری کو نہ پایا عالم کے پاس گیا اور کہنے لگا کہ میری سواری چوری گئی عالم نے جواب دیا کہ یہ کیا کہتے ہو شاید تم سواری پر نہ آئے ہوگے اُسنے کہا کیون نہین عالم نے کہا کہ تم کو یقین ہے وہ کہنے لگا مین اس امر کا یقین کرتا ہون عالم نے بار بار کہا تم غور کرو کہ یاد کرو وہ کہنے لگا آپ کیا فرماتے ہین یہ کچھ یاد کرنیکی بات نہین ہمکو کامل یقین ہو کہ مین سوار ہو کر آیا ہون عالم نے کہا پھر تم کیون سوچ کر رہے ہو کہ پتہ پائی کہ کوئی حقیقت نہین کیونکہ حالت بیداری اور [illegible] یکساں ہو سوفسطائی لاجواب ہوا اور اپنی غلطی سے رجوع کیا فصل ابو محمد نوبختی نے کہا کہ ایک گروہ ملحدین کا کہتا ہو کہ اشیا کی حقیقت ذاتی ایک نہین بلکہ ہر شے کی حقیقت ہر قوم کے [illegible] اسی طرح عالم کو بھی جو لوگ قدیم اعتقاد کرتے ہین اُنکے نزدیک قدیم ہے اور جو لوگ حادث اعتقاد کرتے ہین اُنکے نزدیک حادث ہے اور رنگ کو جو لوگ جسم فرض کرتے ہین اُنکے نزدیک جسم ہے اور جو لوگ عرض فرض کرتے ہین اُنکے نزدیک عرض ہے پھر اگر ہم [illegible] معدوم خیال کرین تو [illegible] یہانتک کہ کیا یہ [illegible]

فسیقولون ھو صحیح عندنا باطل عند خصمنا قلنا دعواکم صحۃ قولکم مردودۃ واقرارکم بان مذھبکم
عند خصمکم باطل شاھد علیکم ومن شھد علی قولہ بالبطلان من وجہ فقد کفی خصمہ بتبیین فساد
مذھبہ وما یقال لھم اتثبتون للمشاھدۃ حقیقۃ فان قالوا لا تخوا یا الاولین وان قالوا حقیقتنا
علی حسب الاعتقاد فقد نفوا عنھا الحقیقۃ فی نفسھا وصار الکلام معھم کالکلام مع الاولین **فصل** قال
النوبختی ومن ھؤلاء من قال ان العالم فی ذوب وسیلان قالوا ولا یمکن الانسان ان یتفکر فی الشیٔ
الواحد مرتین لتغیر الاشیاء دائما فیقال لھم کیف علمتم ھذا وقد انکرتم ثبوت ما یوجب العلم وربما
کان احدکم الذی نجیبہ الان غیر الذی کلمناہ ذکر **تلبیسہ علی الدھریۃ** قال المصنف
قد اوھم ابلیس خلقا کثیرا انہ لا اللہ ولا صانع وان ھذہ الاشیاء کانت بلا مکون وھؤلاء لما لم
یدرکوا الصانع بالحس والمماسۃ لم یستعملوا فی معرفۃ العقل حدودہ وھل یشک ذو عقل فی وجود صانع فان
الانسان لو مر بقاعا لیس فیھا بنیان ثم عاد فرأی حائطا مبنیا علم انہ لا بد لہ من بان بناہ فھذا
المھاد الموضوع وھذا السقف المرفوع وھذہ الابنیۃ العجیبۃ والقوانین الجاریۃ علی وجہ الحکمۃ اما تدل علی صانع

ترجمہ تو وہ کہین گے۔ کہ ہان ہمارے نزدیک صحیح ہے اور ہمارے مخالف کے نزدیک باطل ہی ہم جواب دینگے
کہ تمہارا قول کا صحیح ہونا مردود ہے اور تمہارا یہ اقرار کرنا کہ تمہارا مذہب تمہارے مخالف کی نزدیک باطل ہے تمپر حجت ہے اور جو کسی وجہ سے
اپنے قول کے باطل ہونے پر حجت لائے تو اُس کا مخالف اس کے فساد مذہب کے ظاہر کرنے مین کافی و غالب ہوجائیگا اور ایک دوسرا جواب اس قوم کا یہ ہے
کہ اُن سے پوچھا جاوے تم مشاہدہ کے لیئے کوئی حقیقت ثابت کرتے ہو یا نہین اگر وہ کہین کہ نہین تو اسکا جواب اول الذکر
جماعت مین مذکور ہوچکا اور اگر کہین کہ مشاہدہ کی حقیقت اعتقاد پر موقوف ہے تو انہون نے اُس سے نفس حقیقت کی نفی کردی
اب اُن کے ساتھ وہی کلام ہوگا جو پہلے فرقہ کیساتھ تھا **فصل** نوبختی نے کہا اس قوم مین سے بعض ایسے ہین جو کہتے ہین۔ کہ
عالم گھلتا رہتا ہے اور بہتا رہتا ہے اُن کا قول ہے کہ انسان ایک شئی کو دوبار ذہن مین نہین لاسکتا کیونکہ اشیاء ہمیشہ متغیر
ہوتی رہتی ہین اُن کو جواب دیا جاتا ہے کہ تم کو یہ علم کہان سے آگیا حالانکہ تم خود اُسی چیز کا انکار کرتے ہو جسکی وجہ سے یہ علم آیا۔
دوسرے جب ہم تم مین سے کیکو جواب دینگے تو وہ شخص اب وہ نہ ہوگا جس سے ہم نے کلام کیا تھا **شیطان** کی تلبیس کا ذکر دہریہ پر
مصنف نے کہا ابلیس نے بہت سی مخلوق کو وہم مین ڈال دیا ہے کہ نعوذ باللہ۔ کوئی معبود اور صانع نہین اور یہ اشیا بغیر
کسی موجد و کنندہ کے وجود مین آگئین ان لوگون نے جبکہ صانع کو جس کے ذریعہ سے نہ پایا۔ اور اسکی معرفت کے لیے عقل کو
کام مین نہ لائے تو اُس کی ہستی کا انکار کر بیٹھے کیا بھلا کوئی عاقل آدمی صانع کے وجود مین شک لاسکتا ہے اگر انسان کا گذر کسی میدان مین
ہوتا ہے جہان کوئی عمارت نہو پھر کبھی دوبارہ وہان دیوار کھڑی دیکھے تو یقینًا جانیگا۔ کہ اس دیوار کا کوئی بنانیوالا ہی پھر کیا یہ فرش زمین اور
یہ آسمان بلند اور یہ عجیب بنیادین اور حکمت کی موافق جاری قوانین صانع مطلق پر دلالت نہین کرتے

وما احسن ما قال بعض العرب ان البعرة تدل على البعير فهيكل علوي يهدي الى اللطافة ومركز سفلي يهدي الى الكثافة
اما يدلان على اللطيف الخبير تو تامل الانسان في نفسه لكفت دليلا وشفت غليلا فان في هذا الجسم من الحكم
ما لا يسع ذكره في كتاب ومن تامل تحديد الانسان ليتقطع وتعريض الاضراس لتطحن واللسان
يقلب المضوغ وتسلط الكبد على الطحن للطعام ينضجه ثم ينفذ الى كل جارحة قدر ما يحتاج اليه من الغذاء وهذه
الاصابع التي قد هيئت فيها العقد لتنطوي وتنفتح فيمكن العمل فلم يجوف لكثرة عملها اذ لو جوفت لضعفت
الشئ القوي فكسرها وجعل بعضها اطول من بعض لتستوي اذا ضمت واخفى ما في البدن ما به قوامه وهو
النفس التي اذا ذهبت فسد والعقل الذي يرشد الى المصالح وكل شئ من هذه الاشياء ينادي الى الله
شك وانما يخبط الجاحد لانه طلبه من حيث الحس ومن الناس من جحده لانه ما اثبت وجوده من حيث
الجملة لم يدركه من حيث التفصيل نجد اصل الوجود ولو اعمل هذا الفكر لعلم ان لنا اشياء لا ندرك
الا جملة كالنفس والعقل ولم يمنع احد من اثبات وجودها وهل
الغاية الا اثبات الخالق جملة وكيف يقال هو ما هو ولا كيفيته ولا ماهية ومن

ترجمہ کسی عرب نے کیا خوب کہا ہی البعرۃ تدل علی البعیر فھیکل علوی یھدی الی اللطافۃ ومرکز سفلی یھدی الی الکثافۃ اما
یدلان علی اللطیف الخبیر یعنی اونٹ کی مینگنی اونٹ پر دلالت کرتی ہے۔ پھر پیکر علوی اس لطافت سی اور مرکز سفلے اس
کثافت سے کیا لطیف وخبیر پر دلالت نہین کرتے پھر اگر انسان اپنے نفس مین تامل کرے تو اُس کے واسطے ایک کافی وشافی دلیل موجود
ہے کیونکہ اس جسم انسانی مین وہ حکمتین ہین جن کے بیان کی کتاب مین گنجایش نہین جو شخص غور کریگا کہ دانت اس لیئے تیز ہین تاکہ
ٹکڑے کریں ڈاڑہین اسلیئے چوڑی ہین کہ پیس ڈالین اور زبان لقمہ کو الٹتی پلٹتی ہے اور جگر طعام پر مسلط ہی اُسے پکاتا ہی پھر خارجی
حصہ کو بقدر ضرورت غذا پہونچاتا ہے اور ان انگلیون مین اسلیے گرہین لگائین تاکہ کھلین اور بند ہو جائین اور کام کرسکین پھر انگلیون
کو ہڈی سے خالی نرا گوشت ہی نہ رکھا کیونکہ اگر پولی ہوتین تو مضبوط چیز سے اُنہین صدمہ پہونچتا اور ٹوٹ جاتین پھر کوئی انگلی بڑی
کوئی چھوٹی بنائی جب سب ملجاتی ہین تو برابر ہو جاتی ہین اور بدن انسانی مین اُس چیز کو پوشیدہ کیا جس سے بدن قائم ہے۔ وہ
نفس ہے جس کے نکلجانے سے بدن فاسد ہو جاتا ہی اور عقل مصلحتون کی ہدایت کرتی ہی ان چیزون مین سے ہر ایک باآواز بلند پکار
کر کہتی ہی کہ افی اللہ شک کیا خدا کی ہستی مین کوئی شبہہ ہی منکرین فقط اسوجہ سے بیراہ ہوگئے کہ اُنہون نے خدا کو حس
ظاہری کے ذریعے سے طلب کیا بعض لوگون نے اسلیئے خدا کا انکار کیا کہ جسکا وجود اجمالی طور پر ثابت کیا گیا اُنہون نے تفصیلی
حیثیت سے اُسکا ادراک نکیا لہذا اصل وجود ہی سے منکر ہوگئے اور اگر یہ لوگ اپنے غور وفکر کو کام مین لاتے تو جان لیتے کہ خود ہم مین
ایسی چیزین ہین جنکا ادراک ہم اجمالی طور پر کرتی ہین جیسے نفس اور عقل حالانکہ کوئی انکا وجود ثابت کرنے سے باز نہین رہا اور زیادہ سی زیادہ اتنا
ہی کہ خالق کا وجود مجمل طور پر ثابت کیا جاتا ہی اور یہ کیونکر کہہ سکتے ہین کہ وہ کیسا ہی اور کیا ہی جب کہ نہ اُس کی کوئی کیفیت ہے نہ ماہیت

ومن الادلة القطعية على وجوده ان العالم حادث بدليل انه لا يخلو من الحوادث وكل ما لا ينفك من الحوادث حادث ولا بد لحدوث هذا الحادث من سبب وهو الخالق سبحانه وتعالى وللملحدين اعتراض يتطاولون به علينا قولنا لا بد للصنعة من صانع فيقولون انما تعلقتم في هذا بالمشاهد واليه تقاضيتم فنقول كما انه لا بد للصنعة من صانع فلا بد للصورة الواضعة من الصانع من مادة تقع الصورة فيها كالخشب لصورة الباب والحديد لصورة الفاس قالوا فدليلكم الذي تثبتون به الصانع يوجب قدم العالم والجواب انه لا حاجة بنا الى مادة بل نقول ان الصانع اخترع الاشياء اختراعا فانا نعلم ان الصور قد الاشكال المتحدة في الجسم كصورة الدولاب ليس لها مادة وقد اخترعها ولا بد لها من مصور فقل ارينا كم صورة وهي شيء جاءت لا من شيء ولا يمكنكم ان تروا صنعة جاءت لا من صانع ذكر تلبيسهم على الطبايعيين قال المصنف لما رأى ابليس قلة موافقته على جحد الصانع لكون العقول شاهدة بانه لا بد للمصنوع من صانع حسن لا قوام ان هذه المخلوقات فعل الطبيعة وقال ما من شيء يخلق الا من اجتماع الطبائع الاربع فيه فدل على انها الفاعلة

ترجمہ اللہ تعالیٰ کے وجود کی قطعی دلائل مین سے ایک یہ ہے کہ عالم حادث ہے کیونکہ وہ حوادث سے خالی نہین اور جو چیز کہ حوادث سے خالی نہ ہو وہ حادث ہے جواب اس حادث کے حدوث کا کوئی سبب ہونا ضروری ہے وہی سبب خالق سبحانہ وتعالیٰ ہے ملحدین زبان درازی سے ہمارے اس قول پر اعتراض کرتے ہین کہ صنعت کے لیے کوئی صانع ضرور ہوتا ہے وہ کہتے ہین کہ تمہارا اس بارے مین اس دلیل پر دار مدار ہے اور اسی دلیل سے تم فیصلہ کرتے ہو ہم کہین گے کہ جسطرح صنعت کے لیے صانع کا ہونا ضروری ہے اسی طرح اس صورت کیلیے جو صانع نے بنائی ایک مادہ کا ہونا لازمی ہے جسمین وہ صورت واقع ہو جیسے لکڑی دروازے کی صورت کے لیے اور لوہا کلہاڑی کی صورت کے واسطے ملحدین کہتے ہین کہ اب جس دلیل سے تمنے صانع کا وجود ثابت کیا تھا اسی دلیل سے عالم کا قدیم ہونا لازم آتا ہے جواب یہ ہے کہ ہمکو مادہ کی کوئی حاجت نہین بلکہ ہم کہتے ہین کہ صانع نے اشیا کی ایجاد واختراع کی ہے کیونکہ ہم جانتے ہین کہ جسم مین صورتین اور اشکال متحدہ جیسے دولاب کی صورت ہے اس مین کوئی مادہ نہین حالانکہ صانع نے اس صورت کو اختراع کیا ہے اور اس کے لیے مصور کا ہونا ضرور ہے اب ہم نے تم کو ایک ایسی صورت دکھادی جسکا وجود عدم محض سے ہوا اور تم ہم کو کوئی ایسی صنعت نہین دکھا سکتے جو غیر کسی صانع کے ظہور مین آئی ہو

شیطان کی ابلیس کا ذکر طبایعیین پر مصنف فرماتے ہین کہ جب شیطان نے دیکھا کہ صانع کا انکار کرنے مین اس کو کامیابی نہین ہوتی ہے کیونکہ عقلین اس بات کی شاہد ہین کہ مصنوع کے لیے صانع کا ہونا لازم ہے تو چند اقوام کی نگاہ ہوا ہین اور وہ اس عقیدہ کو زینت دی کہ یہ تمام مخلوقات صرف طبیعت کا فعل ہے اور کہا کہ دنیا مین جو اشیا ہین وہ سب چار عناصر طبیعت

الطبائع کا ذکر

وجواب هذا ان نقول اجتماع الطبائع دليل على وجودها لا على فعلها ثم قد ثبت ان الطبائع لا تفعل
الا باجتماعها و امتزاجها و ذلك يخالف طبيعتها فدل على انها مقهورة و قد سلموا انها ليست بحية و لا
عالمة و لا قادرة و معلوم ان الفعل المتسق المنتظم لا يكون الا من عالم حكيم فكيف يفعل من ليس
عالما و من ليس بقادر قادرا فان قالوا فلو كان الفاعل حكيما لم يقع في بنائه خلل و لا وجدت هذه الحيوانات المضرة فعلم انه ليس بفاعل

باطنية

قلنا ينقلب هذا عليكم بما مر من الامور المنتظمة التي لا يجوز ان يبتدئ مثلها من طبع فان الخلل المشار اليه
فيمكن ان يكون للابتلاء و الزجر و العقوبة او في طيه منافع لا تحصى ثم ان فعل الطبيعة من شمس تطلع في
نيسان على انواع من المحبوب فتربط بالحر و البرد و الغلالة و تذكي البرة و تيبسها و لو فعلت
طبعا ليبست الكل او ربطته فلم يبق الا ان الفاعل المختار استعملها بالمشية في يبس هذه
الادخار و نضج هذه المتناول و الجميل ان الشمس وصلت اليها لتيبس فيه لكنه لا تلتقي جرمها
و التي ربطته لا تلتقي جرمها انما تتبيض ورد البنفسج و تتم الشقائق و تنضج الرمان و تخلل العنب
و الماء واحد فقد اشار عز و جل الى هذه بقوله سبحانه يسقى بماء واحد و نفضل بعضها على بعض في الاكل

ترجمہ جواب اسکا یہ ہے کہ ہم کہتے ہیں طبائع کا اجتماع تو اسکی دلیل ہے کہ طبائع موجود ہیں نہ یہ کہ وہ خود فاعل ہیں۔ پھر یہ بھی
ثابت ہوا کہ طبائع بغیر اجتماع اور باہمی آمیزش کے فعل نہیں کرتیں اور یہ امر خود طبائع کی طبیعت کے خلاف ہے جس سے ثابت ہوا
کہ طبائع مجبور و مقہور ہیں اور یہ امر مسلم ہے کہ طبائع میں حیات و علم اور قدرت نہیں ہے اور یہ ظاہر ہے کہ ایک باانتظام اور
باقاعدہ فعل کسی عالم و دانا ہی سے سرزد ہوگا پھر جب کوئی چیز خود عالم نہیں وہ دوسرے عالم کا فاعل کب ہو سکتی ہے اور جب میں خود
قدرت نہیں وہ ایک قادر کا فاعل کیا ہوگی اگر منکرین کہیں کہ فاعل اگر حکیم و دانا ہوتا تو اسکی عمارت میں خلل نہ پایا جاتا اور یہ موذی
حیوانات موجود نہ ہوتے معلوم ہوا کہ سب کچھ طبیعت سے ہے ہم جواب دیتے ہیں کہ یہ اعتراض تمہیں پر لوٹتا ہے کہ اس سے جو امور باانتظام
اور استوار صادر ہوئے طبیعت سے ایسے امور صادر نہیں ہو سکتے اور خلل جو تم کہتے ہو تو ممکن ہے کہ امتحان و تنبیہ اور سزا کی غرض سے
ہو یا اس خلل میں ایسے منافع پوشیدہ ہوں جنہیں ہم نہیں جانتے پھر ہم پوچھتے ہیں کہ ماہ نیسان میں آفتاب کی طبیعت کا اثر کہاں چلا
جاتا ہے کہ انواع و اقسام کے غلوں اور میوہ پر طلوع ہوتا ہے پھر غورہ انگور وغیرہ کو تر کرتا ہے اور گیہوں کا عرق کھینچ کر اسکو خشک کر دیتا ہے
اگر آفتاب کا فعل طبعاً ہوتا تو سب کو خشک کر دیتا یا تر کر ڈالتا۔ اب فاعل مختار کے سوا کوئی نہ رہا جس نے اپنی مرضی کے موافق آفتاب
سے کام لیا کسی کو خشک کر دیا اور دوسرے کو تر رکھا اور لطف یہ ہے کہ جسکو حرارت آفتاب نے خشکی پہونچائی ہے وہ خلاف
میں ہوتا ہے اور اس کے جسم سے حرارت محو نہیں ہوتی اور جسکو [illegible] اس کو تر رکھا یعنی گیہوں کو خشک کر دیا اور انگور کو تر رکھا جس
پھری طرح سنجاش کی پھولکو سفید کرتی ہے اور گل لالہ کو خون جیسا رنگ دیتی ہے اور بادام کو کھٹا رکھتی ہے اور انگور کو تر رکھتی ہے حالانکہ پانی ایک
[illegible] اسی طرح فرماتا ہے یسقی بماء واحد و نفضل [illegible] ایک ہی پانی سے سیراب ہوتے ہیں اور ہم کھانے میں بعض کو بعض پر فوقیت دیتے ہیں

ذکر تلبیسه علی الثنویة قال المصنف وهم قوم قالوا صانع العالم اثنان فقا فاعل الخیر نور وفاعل الشر ظلمة وهما قدیمان لم یزالا ولن یزالا قویین حساسین درّاکین سمیعین بصیرین وهما مختلفان فی النفس والصورة متضادان فی الفعل والتدبیر فجوهر النور فاضل حسن صاف نقی طیب الریح حسن المنظر ونفسه نفس خیرة کریمة حکیمة نفاعة منها الخیر واللذة والسرور والصلاح ولیس فیها شئ من الضرر ولا من الشر وجوهر الظلمة علی ضد ذلک من الکدر والنقص ونتن الریح وقبح المنظر ونفسها نفس شریرة بخیلة سفیهة منتنة ضارة منها الشر والفساد کذا لک حکاه ابو محمد النوبختی عنهم قال وزعم بعضهم ان النور لم یزل فوق الظلمة وقال بعضهم بل کل واحد الی جانب الآخر وقال اکثرهم النور لم یزل مرتفعا فی ناحیة الشمال والظلمة منحطة فی ناحیة الجنوب و لم یزل کل واحد منهما مبائنا لصاحبه قال النوبختی وزعموا ان کل واحد منهما له اجناس خمسة اربعة منها ابدان وخامس هو الروح وابدان النور الاربعة النار والنور والریح والماء وروحه الشیح ولم یزل یتحرک فی هذه الابدان وابدان الظلمة اربعة الحریق والظلمة والسموم والضباب وروحها الدخان وسموا ابدان النور ملائکة وسموا ابدان الظلمة شیاطین وعفاریت وبعضهم یقول لظلمة تولد الشیاطین والنور یتولد الملائکة وان النور لا یقدر علی الشر ولا یجوز منه والظلمة لا تقدر علی الخیر ولا یجوز منها وذکر لهم مذاهب

ترجمہ شیطان کی تلبیس کا ذکر ثنویہ پر **مصنف** رح نے کہا ثنویہ وہ قوم ہے جنکا مقولہ ہے کہ صانع عالم دو ہیں ایک فاعل خیر جو نور ہے دوسرا فاعل شر جو ظلمت ہے اور یہ دونوں قدیم ہیں ہمیشہ سے ہیں اور ہمیشہ رہینگے دونوں قوی حساس سمیع بصیر ہیں اور دونوں کے دونوں نفس اور صورت میں مختلف ہیں فعل اور تدبیر میں باہم برعکس ہیں جو جوہر نور ہے وہ صاحب فضل وصاف ہے خوشبو اور خوبصورت ہے اور اُس کی ذات خیر و برکت والی اور جود و کرم والی اور دانا اور نفع رسان ہے اُسی سے خیر اور لذت اور سرور اور بہتری ظاہر ہوتی ہے اور اُس میں کسی قسم کی زیان رسانی اور بُرائی نہیں جو جوہر ظلمت ہے وہ اُسکے برخلاف ہے اُس میں کدورت اور نقص اور گندگی اور بدمزگی ہے اور اُس کی ذات مفسد اور کنجوس اور نادان اور زیان دہ ہے اُسی سے جھگڑا اور فساد نکلتا ہے ثنویہ کی کتابوں سے ان کا یہ عقیدہ ابو محمد نوبختی نے اسیطرح نقل کیا ہے **نوبختی** نے کہا بعض ثنویہ کا خیال ہے کہ نور ہمیشہ ظلمت کے اوپر رہتا ہے بعض کا گمان ہے کہ ایک دوسرے کی جانب ہے اور اکثر کہتے ہیں کہ نور ہمیشہ جانب شمال بلند ہوتا ہے اور ظلمت جانب جنوب گرتی ہے اور دونوں ہمیشہ ایک دوسرے سے علیحدہ رہتے **نوبختی** رح نے کہا ثنویہ کا مقولہ ہے۔ کہ یہ دونوں خدا پانچ پانچ جنس پر منقسم ہیں جن میں سے چار جسم ہیں اور پانچویں روح نور کے چار جسم یہ ہیں۔ نار۔ نور۔ ہوا۔ پانی اور روح روشنی ہے جو ان چاروں میں ہمیشہ متحرک رہتی ہے ظلمت کے چار جسم ہیں سورش تاریکی غبار اور روح دھواں ہے اُنہوں نے نور کے اجسام کا نام ملائکہ ہے اور ظلمت کے اجسام کا نام شیاطین اور عفاریت رکھا ہے بعض کہتے ہیں۔ کہ ظلمت سے شیاطین پیدا ہوتے ہیں اور نور سے ملائکہ تولد پاتے ہیں اور نور کو شر پر قدرت نہیں۔ اور نہ شر کو نور سے ممکن ہے۔ ظلمت خیر پر قادر نہیں۔ اور نہ خیر اس سے ممکن ہے **نوبختی** رح نے اُنکے مذاہب

مختلفة فيما يتعلق بالنور والظلمة ومذاهب سخيفة منها انه فرض عليهم سائي ان لا يدخروا لاقوتهم يوم
وقال بعضهم على الانسان صوم سبع العمر وترك الكذب والبخل والسحر وعبادة الاوثان والزنا والسرقة
وان لا يؤذي ذا روح في مذاهب طريقة اخترعوها بواقعاتهم الباردة وذكر يحيى بن بشر النهاوندي
ان قوما منهم يقال لهم البيصانية زعموا ان طينة العالم كانت طينة خشنة وكان تحال جسم الباري
الذي هو النار نارا فتاذى بها فلما طال ذلك عليه قصد تخيتها عنه فتوصل فيها واختلطها فتركب من بينهما
هذا العالم النوري والظلمي فما كان من جهة الصلاح فمن النور وما كان من جهة الفساد فمن الظلمة وهؤلاء
يعتالون الناس ويخيفونهم ويزعمون انهم يخلصون بذلك النور من الظلمة في مذاهب سخيفة والذي
حملهم على هذا انهم راوا في العالم سرا واختلافا فقالوا لا يكون من اصل واحد شيئان متضادان كما
يكون في النار التسخين والتبريد وقد رد العلماء عليهم في قولهم ان الصانع اثنان فقالوا لو كانا اثنين لم يخلوا ان يكونا قادرين
او عاجزين او احدهما قادرا والاخر عاجزا لا يجوز ان يكونا عاجزين لان العجز يمنع من ثبوت الالهية ولا يجوز ان يكون احدهما
عاجزا فبقي ان يقال هما قادران فيقتضي ان احدهما يريد تحريك هذا الجسم في حالة واحدة يريد الاخر

النور

ترجمہ نور اور ظلمت کے متعلق مختلف بیان کیے ہین۔ اور پوچ عقاید ذکر کیے ہین اُنمین سے ایک یہ ہے کہ اُنپر محنت و مشقت فرض ہے اور ایک دن کی خوراک سے زیادہ ذخیرہ نہ جمع کرین بعض کہتے ہین کہ انسان پر عمر کے ساتوین حصے کی مدت کے روزے رکھنا اور جھوٹ اور بخل اور جادو اور بت پرستی اور زنا اور چوری چھوڑ دینا فرض ہے اور کسی ذی رُوح کو ایذا نہ دینا چاہیئے اس بارے مین اُنکے مذاہب ثابت ہوا ہے انہون نے اپنے خیالات ناقصہ سے ایجاد کر لیے ہین **یحییٰ** ابن بشر نہاوندی نے ذکر کیا کہ اُنمین سے ایک قوم ہے جسکو بیصانیہ کہتے ہین انکا خیال ہے کہ عالم کی طینت سخت و درشت تھی وہ طینت ایک زمانہ تک جسم باری تعالیٰ مین جسکو نار کہتے ہین حلول کیے رہی باری تعالیٰ نے اس سے تکلیف پائی جب اُسکو ایک زمانہ گذرا تو اُس نے اپنے جسم سے اُس طینت کو جدا کرنا چاہا وہ جسم طینت مین ملکیا اور گذمڈ ہوگیا اسی جسم اور طینت سے یہ عالم مرکب ہوا جو کہ نوری اور ظلمی ہے اب جو کچھ صلاح کی قسم سے ہوتا ہے وہ نور کیطرف سے ہے اور جو فساد کی قسم سے ہو وہ ظلمت کی جانب سے ہے جن لوگون کا یہ عقیدہ ہے وہ آدمیونکو قتل کرتے اور آزار پہونچاتے ہین اور اپنے اوپر مذہب کے رونے حلال کرتے ہین کہ اس حرکت سے نور کو ظلمت سے جدا کرتے ہین اُن کو اس عقیدہ پر جس نے مجبور کیا وہ یہ ہے کہ انہون نے عالم مین شر اور اختلاف دیکھا۔ لہذا سمجھ گئے کہ ایک اصل سے دو متضاد چیزین ظاہر نہین ہوسکتین جسطرح آگ مین گرمی اور سردی نہین جمع ہوسکتین علما نے اُنکے اس قول کو کہ صانع عالم دو ہین یون رد کیا ہے کہ اگر خدا دو ہوتے تو ضرور ہے کہ دونون یا قادر ہوتے یا عاجز یا ایک قادر ہوتا اور دوسرا عاجز۔ اب یہ تو ممکن نہین کہ دونون عاجز ہون کیونکہ عجز کے ساتھ الٰہیت کا ثبوت نہین ہوسکتا اور یہ بھی جائز نہین کہ دونون مین سے ایک عاجز ہو لہذا ایک صورت باقی رہگئی کہ دونون قادر ہون اب خیال مین آتا ہے کہ دونون مین سے ایک قادر کسی جسم کو ایک حالت مین حرکت دینا چاہتا ہے اور دوسرا

فیہا تسکینہ ومن المحال وجود ما یریدانہ فان تم مراد احدھما ثبت عجز الاخر ورد واعلیہم فی قولھم ان النور یفعل الخیر والظلمۃ تفعل الشر بانہ لو ھرب مظلوم فاستتر بالظلمۃ فھذا اخیر قد صدر من شر ولا ینتفع ملائفتہ الکلام مع ھؤلاء فان مذاھبہم خرافات لا اصل لھا ذکر تلبیسہ علی الفلاسفۃ وتابعیھم قال المصنف انما تمکن ابلیس من التلبیس علی الفلاسفۃ من جھۃ انہم انفردوا باراٰئھم وعقولھم وتکلموا بمقتضی ظنونھم من غیر التفات الی الانبیاء فمنھم من قال بقول الدھریۃ وانہ لا صانع للعالم حکاہ النوبختی وغیرہ عنھم حتی یحیی بن بشر لہ نسبۃ ان ارسطاطالیس واصحابہ زعموا ان الارض کوکب فی جوف ھذا الفلک وان فی کل کوکب عوالم کما فی ھذا الارض واشجارا کما فی ھذہ الارض وانکروا الصانع وانکروا بہما نبیت علۃ قدیمۃ للعالم ثم قال بقدم العالم وانہ لم یزل موجودا مع اللہ تعالیٰ معلولا لہ ومساوقا غیر متاخر عنہ بالزمان مساوقۃ المعلول للعلۃ والنور للشمس لذات والرتبۃ لا بالزمان فیقال لھم لم انکرتم ان یکون العالم حادثا بارادۃ قدیمۃ اقتضت وجودھا فی الوقت الذی وجد فیہ فان قالوا فھذا یوجب ان یکون بین وجود الباری وبین المخلوقات زمان قلنا الزمان مخلوق ولیس قبل الزمان زمان ثم یقال لھم ھل کان الحق قادرا علی ان یجعل سلک الفلک

اس کے سکون کا خواہاں ہے یہ دونوں جس مرکا ارادہ کرتے ہیں اُسکا ظہور میں آنا محال ہے کیونکہ اگر ایک کی مراد پوری ہوگی تو دوسرے کا عجز ثابت ہوگا۔ ثنویہ کے اس مقولہ کو کہ فاعل خیر نور ہے اور فاعل شر ظلمت ہے۔ علماء نے یوں رد کیا ہے کہ اگر کوئی مظلوم بھاگ کر ظلمت سے پناہ لے تو یہ خیر ہے جو شر سے صادر ہوئی اس قوم کیساتھ کلام کرنیمیں نفس کو راغب نہ کرنا چاہیے کیونکہ انکے مذاہب محض خرافات ہیں جنکی کوئی اصل نہیں ہے

شیطان کی تلبیس کا ذکر فلاسفہ اور اُن کے تابعین پر) **مصنفؒ** نے کہا کہ شیطان نے فلاسفہ کو دھوکا دینے پر اس جہت سے قابو پایا۔ کہ یہ لوگ فقط اپنی رایوں اور عقلوں کے ہو رہے اور اپنے خیالات کے مطابق گفتگو کی انبیاء علیہم السلام کی طرف متوجہ نہیں ہوئے ان میں سے بعض وہ ہیں جو دہریہ فرقے کے ہم مشرب ہیں اور کہتے ہیں کہ عالم کا کوئی صانع نہیں فلاسفہ کا یہ مقولہ نوبختی وغیرہ نے اُن کی کتابوں سے نقل کیا یحییٰ بن بشر نہاوندی نے ذکر کیا۔ کہ ارسطاطالیس اور اُسکے اصحاب کا خیال ہے کہ زمین ایک ستارہ ہے جو کہ اس آسمان کے جوف میں ہے اور ہر ایک ستارہ میں اس زمین کی طرح کے عالم ہیں اور درخت اور نہریں ہیں جیسے کہ زمین میں ہیں اور یہ فرقہ صانع کو نہیں مانتا اور انمیں سے اکثر وہ ہیں جو عالم کے لیے علت قدیمہ ثابت کرتے ہیں پھر عالم کو قدیم کہتے ہیں اور قائل ہیں کہ عالم ہمیشہ خدا تعالیٰ کے ساتھ موجود اور اُسکا معلول رہا اُس کے وجود سے پیچھے نہیں ہٹا اُسکے ساتھ ساتھ ایسا ہے جیسے کہ معلول علت کیساتھ رہتا ہے اور نور شمس کیساتھ لازم ہے۔ اور یہ لزوم بالزمان نہیں بلکہ بالذات اور بالرتبہ ہے اس گروہ کو جو یہ کہا جاتا ہے کہ تم قدیم ارادہ کی جہت سے عالم کے حادث ہونیکا انکار کیوں کرتے ہو کیونکہ ارادہ قدیمہ اس عالم کے اسیوقت موجود ہونے کو چاہتا تھا۔ جسوقت یہ عالم پایا گیا۔ پھر اگر وہ کہیں کہ اس سے لازم آتا ہے کہ وجود باری اور وجود مخلوقات میں ایک زمانہ ہو تو ہم جواب دینگے کہ زمانہ خود مخلوق ہے اور زمانہ سے پہلے کوئی زمانہ نہیں پھر اس قوم سے کہا جاتا ہے کہ تم یہ بتاؤ کہ آیا خدا میں یہ قدرت ہے کہ آسمان کے دل کو موجود

اکبر

الاعلی اکثر مما هو بذراع او اقل مما هو بذراع فان قالوا الایمکن فهو تعجیز وکان ما لا یمکن ان یکون اکثر منه او اصغر
فوجوده علی ما هو علیه واجب لا ممکن والواجب لیستغنی عن علة وقد ستروا من هبهم بان قالوا الله عزوجل
صانع العالم وهذا یجوز عندهم لا حقیقة لان الفاعل مرید لما یفعله وعندهم ان العالم ظهر ضرورة
لان الله تعالی فعله ومن مذاهبهم ان العالم باق ابدا کما لا ابدایة لوجوده فلا نهایة قالوا لانه معلول علة قدیمة
وکان المعلول مع العلة ومتی کان العالم ممکن الوجود لم یکن قدیما ولا معلولا وقد قال جالینوس لو کانت
مثال الشمس تقبل الانعدام ظهر فیها ذبول فی هذه المدة الطویلة فیقال له قد یفسد الشیء بغتة
لا بالذبول ثم من این لهم انها لا تذبل فانها عندهم یمکن الا کالارض مأته وسبعین مرة ونحو ذلک فلو نقص
منها مقدار جبال لم یبن ذلک للحس ثم نحن نعلم ان الذهب والیاقوت یقبلان الفساد وقد یبقیان
سنین ولا یحس نقصانهما وانما الایجاد والاعدام بارادة القادر والقادر لا یتغیر فی نفسه ولا عن ارادته له
صفة وانما یتغیر الفعل بارادة قدیمة **فصل** وقد حکی ابو محمد الحسن بن موسی النوبختی فی کتابه الآراء
والدیانات ان سقراط کان یزعم ان اصول الاشیاء ثلثة علة فاعلة والعنصر والصورة قال الله عزوجل هو العقل العنصر

ترجمہ بلندی سے ایک آدھ ہاتھ کم زیادہ کردے۔ اگر وہ کہیں کہ یہ بات ممکن نہیں۔ تو یہ ایک تو خدا کو عاجز بتانا ہے دوسرے جس چیز کا بڑھنا گھٹنا ممکن نہ ہو۔ اُس کا اپنی اصلی حالۃ پر موجود رہنا واجب ہوا نہ ممکن اور جو چیز واجب ہوتی ہے۔ وہ علت سے مستغنی ہے اس قوم نے جو یوں کہا کہ خدا تعالیٰ عالم کا صانع ہے تو دراصل اپنا مذہب چھپایا ہے عالم کا مصنوع ہونا اُنکے خیال میں جائز ہے حقیقت میں نہیں کیونکہ فاعل اپنے فعل میں ارادہ کرنیوالا ہوتا ہے اور اُنکے نزدیک عالم کا ظہور ضرور سے خدا کے فعل سے نہیں ہے اس فرقہ کے مذاہب میں سے یہ بھی ہے کہ عالم ہمیشہ رہیگا۔ جسطرح اس کی ابتدا نہیں اُسیطرح انتہا بھی نہیں ہے کیونکہ عالم علت قدیمہ کا معلول ہے اور معلول اپنی علت کے ساتھ پایا جاتا ہے۔ اور جب عالم ممکن الوجود ہوا تو نہ قدیم ہوگا۔ اور نہ معلول ہوگا جالینوس نے کہا ہے کہ مثلاً فرض کرو۔ اگر آفتاب قابل انعدام ہوتا تو اس قدر مدت دراز میں اوس پر ژمردگی ظاہر ہوتی اس کے جواب میں کہا جاتا ہے کہ بہت سی چیزوں میں ژمردگی نہیں آتی بلکہ یکایک فاسد ہوجاتی ہیں علاوہ ازیں تمنے کیونکر جان لیا کہ آفتاب میں ژمردگی اور کمی نہیں آئی۔ کیونکہ آفتاب فلاسفہ کے نزدیک زمین سے ایک سو ستر حصے یا اُس سے کم وبیش بڑا ہے پھر اگر اوس میں سے پہاڑوں کے برابر کم بھی ہوجائے۔ تو وہ حس سے معلوم نہ ہوگا۔ پھر ہم جانتے ہیں کہ یاقوت اور سونا فاسد ہوجاتے ہیں حالانکہ برسوں تک باقی رہتے ہیں اور اُنکا نقصان محسوس نہیں ہوتا۔ پس ظاہر ہوا۔ کہ ایجاد اور اعدام اوسی قادر کے ارادہ سے ہے جو کہ اپنی ذات میں تغیر سے پاک ہے۔ اور اُس کی کوئی صفت حادث نہیں فقط اُس کا فعل متغیر ہوتا ہے جو ارادۂ قدیمہ کے متعلق ہے **فصل**۔ ابو محمد حسن بن موسی نوبختی نے کتاب الآراء والدیانات میں نقل کیا ہے کہ سقراط کا خیال ہے کہ اشیاء کے اصول تین ہیں۔ علت فاعلی۔ اور عنصر اور صورت۔ وہ کہتا ہے۔ اللہ عزوجل تو عقل ہے۔ اور عنصر

هو الموضوع الاول للكون والفساد والصورة جوهر لا جسم وقال اخر منهم الله عز وجل هو العلة الفاعلية
والعنصر المنفعل وقال اخر منهم العقل رتب الاشياء هذا الترتيب وقال اخر منهم بل الطبيعة فعلته
وحكى يحيى بن بشر بن عمير النهاوندى ان قوما من الفلاسفة قالوا لما شاهدنا العالم مجتمعا
متفرقا ومتحركا وساكنا علمنا انه محدث ولا بد من محدث ثم رأينا ان الانسان يقع في الماء ولا يحسن السباحة
فيستغيث بذلك الصانع المدبر فلا يغيثه او في النار فعلمنا ان ذلك الصانع معدوم وقال و — فلا يغيثه
اختلف هؤلاء في عدم هذا الصانع على ثلث فرق فرقة زعمت انه لما اكمل العالم استحسنه فخشي
ان يزيد فيه او ينقص منه فيفسد فاهلك نفسه وخلا منه العالم وبقيت الاحكام تجري بين حيواناته
ومطبوعاته على ما اتقن وقالت الفرقة الثانية بل ظهر في ذات الباري تولول فلم يزل ينجذب قوته ونوره — نور
حتى ضاءت القوة والنور في ذلك التولول وهو العالم وساء نور الباري وكان الباقي منه ليس بنور وزعموا انه
سيذهب النور من العالم اليه حتى يعود كما كان ولضعفه عن مخلوقاته اهمل امرهم فشاع الجور وقالت
الفرقة الثالثة بل الباري لما اتقن العالم تفرقت اجزاؤه فيه وكل قوة في العالم فهي من جوهر اللاهوتية

ترجمہ کون وفساد کا موضوع اول ہے اور صورت جسم نہین بلکہ جوہر ہے۔ اسی فرقہ مین سے دوسرے کا قول ہے اللہ تعالے علت فاعلی ہے اور عنصر منفعل ہے تیسرا کہتا ہے کہ عقل نے اشیاء کو اسی ترتیب کے ساتھ مرتب کیا ہے چوتھے کا مقولہ ہے کہ عقل نے ترتیب نہین دی۔ بلکہ طبیعت کا فعل ہے یحیے بن بشر بن عمیر نہاوندی نے نقل کیا کہ فلاسفہ مین سے ایک قوم کا قول ہے کہ جب ہم نے عالم کو مجتمع اور متفرق اور متحرک اور ساکن دیکھا تو جان لیا کہ وہ حادث ہے۔ اور حادث کے لیئے کسی محدث کا ہونا ضروری ہے۔ پھر ہمنے دیکھا کہ آدمی پانی مین جا گرتا ہے اور اچھی طرح تیرنا نہین جانتا۔ لہذا اُس صانع و مدبر سے فریاد کرتا ہے مگر وہ اُس کی فریاد رسی نہین کرتا۔ اسی طرح کوئی آگ مین گر پڑتا ہے۔ تو ہمنے معلوم کر لیا کہ صانع معدوم ہے یحیے نے کہا کہ عدم صانع کے بارے مین یہ لوگ تین فریق ہین ایک فرقہ کا تو یہ خیال ہے کہ جب صانع نے عالم کو کامل اور تمام کر دیا۔ تو اُسکو اچھا معلوم ہوا۔ اسلیئے وہ ڈرا کہ کہین اُسمین زیادتی کمی نہ آجائے جس سے وہ فاسد ہو جائے اس خوف سے اُسنے اپنے آپ کو ہلاک کر ڈالا اور عالم اُس سے خالی ہو گیا۔ اور تمام احکام حیوانات اور عالم کے مطبوعات مین جاری ہی ہو جائیگا اور چونکہ وہ اپنی مخلوقات کی کارپردازی سے کمزور تھا اسلیئے اُسکا کاروبار مہمل چھوڑ دیا اسلیئے جور وظلم شائع ہو گیا تیسرا فرقہ گمان کرتا ہے کہ یون نہین بلکہ باری تعالے نے جب عالم کو استوار کیا تو اُسکے اجزا عالم مین متفرق ہو گئے۔ اور عالم مین جو قوتین ہین وہ جوہر لاہوتی سے ہے +

قال ع هذا الذی ذکرہ یحیی بن بشر نقلتہ من نسخۃ بالنظامیۃ قد کتبت منذ مائتین وعشرین سنۃ ولولا انہ قد قیل ونقل فی ذکرہ بیان ما قد فعل ابلیس فی تلبیسہ لکان الاولی الاضراب عن ذکرہ تعظیما للہ عز وجل ان یذکر بمثل ھذا ولکون بیننا وجہ لفائدۃ فی ذکرہ **فصل** وقد ذھب اکثر الفلاسفۃ الی ان اللہ تعالی لا یعلم شیئا وانما یعلم نفسہ قد ثبت ان المخلوق یعلم نفسہ ویعلم خالقہ فقد زاد مرتبۃ المخلوق علی رتبۃ الخالق **قال المصنف** وھذا اظھر فضیحۃ من ان یتکلم علیہ فانظر الی مآ زینۃ ابلیس بھا ھؤلاء الحمقی مع ادعائھم کمال العقل وقد خالفھم ابو علی بن سینا فی ھذا فقال بل یعلم نفسہ ویعلم الاشیاء الکلیۃ ولا یعلم الجزئیات وتلقی ھذا المذھب منھم المعتزلۃ فکانھم استکثروا المعلومات والحمد للہ الذی جعلنا ممن ینفی عن اللہ سبحانہ وتعالی الجھل والنقص دون من یقولہ **الا یعلم من خلق** وقولہ **ویعلم ما فی البر والبحر وما تسقط من ورقۃ الا یعلمھا** وذھبوا الی ان علم اللہ وقدرتہ تتعلقان بالموجودات دون المعدومات وجوابھم ان یقال ان ھو قدیم وجب ان یوصف بصفات الکمال **فصل** وقال المصنف وقد انکرت الفلاسفۃ بعث الاجساد وقالوا بعث الارواح الی الابد ووجود جنۃ و

مآ زینۃ ھؤلاء

ترجمہ مصنف نے کہا یہانتک جو کچھ ذکر ہوا۔ وہ یحیی بن بشر نے بیان کیا ہے جسکو میںنے نظامیہ مین ایک نسخہ سے نقل کیا جو آجسے ۲۲۰ برس مین لکھا گیا تھا۔ اور اگر اسکے نقل کرنے سے ابلیس کے تلبیس کا بیان مقصود نہوتا تو اللہ تعالی کی تعظیم کے سبب سو اس بیان سے درگذر کرنی بہتر ہوتی ایسی ناشائستہ عقائد کا ذکر کرنا زیبا نہین لیکن ہمنے اُسکے ذکر کرنے مین فائدہ کی صورت بیان کردی + **فصل** اکثر فلاسفہ اسطرف گئے ہین کہ اللہ تعالی کو کچھ علم نہین فقط اپنی ذات کا علم ہے حالانکہ یہ بات ثابت ہوچکی ہے کہ مخلوق کو اپنی ذات کا علم ہے۔ اور اپنے خالق کا بھی علم ہے۔ تو گویا انہون نے مخلوق کا رتبہ خالق کے رتبہ سے بڑھا دیا **مصنف** نے کہا اتنی ہی بات سو اس عقیدہ کی سخت برائی ظاہر ہوگئی زیادہ کلام کرنے کی ضرورت نہین غور کا مقام ہے کہ ان احمقون کو ابلیس نے کیسا فریب دیا۔ باوجودیکہ یہ لوگ کمال عقل کا دعوی کرتے ہین اس عقیدہ مین شیخ بوعلی سینا اُن کے خلاف ہے وہ کہتا ہے کہ یہ بات نہین بلکہ خدا کو اپنے نفس کا علم ہے اور اشیاء کلیہ کا بھی علم ہے لیکن جزئیات کا علم نہین اس مذہب کو معتزلہ نے بھی ان لوگون سے لیا ہے گویا انہون نے معلومات زیادہ ہم ہونچانی الحمد للہ کہ خدا تعالی نے ہم کو اُس جماعت مین داخل کیا جو ذات باری تعالی سے جہل اور نقص کو دور کرتی ہے اور ہم اللہ تعالی کے اس ارشاد پر ایمان لائے **الا یعلم من خلق** یعنی کیا اللہ تعالی کو مخلوق کا علم نہین **وقولہ ویعلم ما فی البر والبحر** یعنی اللہ تعالے کو بحر و بر کی ہر چیز کا علم ہے کوئی پتا درخت سے نہین گرتا مگر یہ کہ اللہ تعالی جانتا ہے اور معتزلہ اس طرف گئے ہین کہ اللہ تعالے کا علم اور اُسکی قدرت خود اُس کی ذات ہی ہے یہ عقیدہ اسلئے رکھا تاکہ وہ قدیم ثابت نہ کرنا پڑین **جواب** اس قوم کا یہ ہے کہ قدیم فقط ایک ذات ہی جو صفات کمالیہ سے موصوف ہے **فصل** مصنف نے کہا۔ کہ مرنے کے بعد اوٹھنے سے اور روحون کے بدنون مین لوٹائے جانے سے اور بہشت

مودودیہ کے حاشیہ سے غلط ہونا ثابت ہے۔

وناروجسمانیتین وزعموان تلک الامثلة ضربت لعوام الناس لیفهم الثواب والعقاب الروحانیین
یزعموان النفس تبقی بعد الموت بقاء سرمدیا اما فی لذة لا توصف وهی الانفس الکاملة او الم لا یوصف وهی النفس
المتلوثة وقد تتفاوت درجات الالم علی مقادیر الناس وقد ینجی عن بعضها الالم ویزول فیقال لهم نحن لا
ننکر رجوع النفس بعد الموت ولذلک سمی عودها اعادة ولا ان لها نعیما وشقاء ولکن ما المانع من حشر الاجساد
ولم ننکر اللذات الجسمانیة فی الجنة والنار وقد جاء الشرع بذلک فنحن نؤمن بالجمع بین السعادتین والشقاوتین
الروحانیة والجسمانیة واما اقامتکم الحقائق فی مقام الامثال فتحکم بلا دلیل فان قالوا قد ابدان نبخل
ویوکل ویستحیل قلنا القدرة لا یقف بین یدیها شئ علی ان الانسان انسان بنفسه فلو وضع بدن
من تراب غیر التراب الذی خلق منه لم یخرج عن کونه هو هو کما انه تتبدل اجزاؤه من الصغر الی الکبر وبالهزال
والسمن فان قالوا لم یکن البدن بدنا حتی ترقی من حالة الی حالة الی ان صار لحما وعرقا قلنا قد ثبت الله سبحانه
لا تقف علی المفهوم المشاهد ثم قال قد اخبرنا نبینا علیه السلام ان الاجساد تنبت
فی القبور قبل البعث عن ابی هریرة قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ما بین
النفختین اربعون قالوا یا ابا هریرة اربعون یوما قال ابیت قال اربعون شهرا

*

ترجمہ اور کہتے ہین کہ یہ فقط مثالین ہین جو عوام الناس کے لیئے بیان کیگئی ہین تاکہ عذاب وثواب رُوحانی سمجھ مین آجائے۔ اور خیال کیا ہے کہ نفس بعد موت کے ہمیشہ کیلیئے زندہ رہتا ہے یا تو ایسی لذت مین ہوتا ہے جو بیان مین نہین آسکتی وہ کامل نفوس ہوتے ہین یا ایسی تکلیف مین ہوتا ہے جسکا بیان نہین ہوسکتا ہے یہ وہ نفوس ہین جو گناہون مین آلودہ ہوتے ہین اور اس تکلیف کے درجے لوگون کے اندازہ کی موافق کم وبیش ہوا کرتے ہین اور کبھی بعض نفوس سے یہ تکلیف مٹ بھی جاتی اور دور بھی ہوجاتی ہے اس قوم کا جواب ہین کہا جاتا ہے کہ موت کے بعد وجود نفس کے ہم منکر نہین اور اسیواسطے نفس کے عود کو اعادہ کہتے ہین اور نہ اس سے انکار کرتے ہین کہ نفس کے لیے راحت اور رنج ہی مگر یہ بتاؤ کہ حشر اجساد کو کونسی چیز مانع ہے اور ہم بہشت اور دوزخ مین لذات جسمانی کا کیون کر انکار کرین جبکہ شریعت نے ہمکو اسکی تعلیم دی لہذا ہم سعادت و شقاوت روحانی وجسمانی دونون پر ایمان لاتے ہین اور لیکن تم جو حقائق کو مقام امثال مین قائم کرتے ہو یہ بلا دلیل زبردستی ہے پھر اگر وہ کہین کہ ابدان کا بعد ریزہ ریزہ اور معدوم ہونے کے پایا جانا محال ہے تو ہم جواب دینگے کہ قدرت کے سامنے کوئی بات بعید نہین علاوہ اسکے انسان اپنی ذات مین انسان ہو اب اگر اس خاک کے سوا جس سے وہ پیدا ہوا ہے دوسری خاک کا بدن اوسکے لیئے بنا دیا جاوے تو انسان انسانیت سے خارج نہین ہوگا چنانچہ اسکے اجزا خورد سے بزرگی کی طرف اور لاغری سے فربہی کی جانب بدلتے رہتے ہین اور اگر وہ کہین کہ بدن وہ بدن نہین بلکہ ایک حالت سے دوسری حالت مین ترقی کر گیا حتی کہ رگ وپوست بن گیا۔ تو ہم جواب دینگے کہ اللہ تعالی کی قدرت مفہوم مشاہد پر موقوف نہین **مصنف** نے کہا کہ ہمکو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی ہے کہ اجساد قبل از بعث قبرون سے اُگینگے **ابوہریرہ** سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا دونون نفخون کے درمیان چالیس کا زمانہ ہوگا لوگون نے کہا ای ابوہریرہ کیا چالیس دن کا زمانہ ہوگا جواب دیا کہ مجھے یاد نہین۔ پوچھا کیا چالیس مہینے ہون گے +

قال ابیت قالوا اربعین سنة قال ابیت قال ثم ینزل الله تعالی ماء من السماء فینبتون کما تنبت البقل
قال ولیس من الانسان شئ الا یبلی الا عظما واحدا وهو عجب الذنب وفیه تزکب الخلق یوم القیامة
اخرجه البخاری ومسلم **فصل وقال المصنف** وقد لبس ابلیس علی اقوام من اهل ملتنا فدخل
علیهم من باب قوة ذکائهم وفطنهم وآرائهم ان الصواب اتباع الفلاسفة لکونهم حکماء صدرت عنهم افعال واقوال
دلت علی نهایة الذکاء وکمال الفطنة کما ینقل من حکمة سقراط وبقراط وافلاطون وارسطاطالیس و
جالینوس وهؤلاء قد کانت لهم علوم هندسیة ومنطقیة وطبیعیة واستخرجوا بفطنهم امورا خفیة لا
انهم لما تکلموا فی الالهیات خلطوا ولذلک اختلفوا فیها ولم یختلفوا فی الحساب والهندسیات **قال المصنف**
وقد ذکرنا جنس تخلیطهم فی معتقداتهم وسبب تخلیطهم ان قوی البشر لا تدرک تلک العلوم الا جملا والرجوع
فیها الی الشرائع وقد حکی لهؤلاء المتاخرین فی الامثال ان اولئک الحکماء کانوا یذکرون الصانع ویدعون
الشرائع ویعتقدونها نوامیس وخیلا فضد قوا ما حکی لهم عنهم فرفضوا شعار الدین واهملوا الصلوات و
ابیحوا المحظورات واستباحوا الحدود الشرع وخلعوا ربقة الاسلام والهدی والنصاری اعذارهم لکون اولئک متمسکین
بشرائع دلت علیها معجزات والمبتدعة فی الدین اعذارهم لانهم یدعون النظر فی الادلة و
هؤلاء لا مستند لکفرهم الا علمهم بان الفلاسفة کانوا حکماء اتراهم ما علموا ان الانبیاء حکماء

ترجمہ کہا سمجھے خیال نہیں سوال کیا کیا چالیس برس کی مدت ہوگی جواب دیا کہ مجھ کو خبر نہیں آپ نے فرمایا کہ پھر اللہ تعالی آسمان سے پانی برسائے گا
تو تم اسطرح اگو گے جیسے سبزہ اگتا ہے۔ اور فرمایا کہ انسان کی ہر شے بوسیدہ ہو جاتی ہے مگر صرف ایک ہڈی دم گزنی کی ہڈی ہے اور وہ ہڈی دم گزنی کی ہڈی سے
قیامت کے دن خلقت مرکب ہوگی یہ حدیث بخاری و مسلم میں ہے **فصل مصنف** نے کہا کہ ابلیس نے دو مذہب والوں میں سے چند قوموں پر تلبیس کی
تو اپنی ذکاوت اور ذہن اور عقلوں کی راہ سے داخل ہوا اُن کو سمجھایا کہ فلاسفہ ہی کی پیروی صواب ہے کیونکہ ان لوگوں سے ایسے ایسے افعال اور
اقوال صادر ہوئے جو نہایت ذکا اور کمال عقل پر دلالت کرتے ہیں یہ لوگ جیسے سقراط و بقراط و افلاطون و ارسطاطالیس و جالینوس کی حکمت میں
پڑے رہتے ہیں حالانکہ ان حکما پر فقط علوم ہندسہ و منطق و طبعیات کا مدار ہے اور اُنہوں نے اپنی عقل سے بوشیدہ امور نکالے ہیں لیکن جب انہوں
نے الٰہیات میں گفتگو کی تو گڈمڈ کر دیا۔ اور اسی وجہ سے اُنمیں اختلاف پڑا اور حساب و ہندسہ میں خلاف نہوا **مصنف** نے کہا کہ ہمنے اُن کی
تخلیط کا بیان اُنکے عقائد میں کیا ہے اور اُنکی تخلیط کا سبب یہ ہے کہ بشری قوتیں علوم الٰہیہ کو فقط اجمالی طور سے ادراک کر سکتی ہیں اور اس ادراک
کیلئے شرائع کیجانب رجوع کرنا پڑتا ہے اور ان متاخرین کیلئے امثال میں بیان کیا گیا کہ حکما متقدمین صانع کو مانتے تھے اور شرائع کو دور کر دیتے تھے بلکہ اُنکو
بدعتی اور دہوکا دہی سمجھتے تھے پس متاخرین نے اُنکی خیالات کی تصدیق کی اُنہوں نے شعاروں کو چھوڑ دیا نماز و کو مہمل اور بیکار سمجھا ممنوعات کو مرتکب ہوئے
اور حدود شریعت کو ناچیز جانا اور اسلام کی پابندی دور کر دی ان لوگوں کی نسبت یہود و نصاری اپنے عقائد میں معذور ہیں کیونکہ وہ اپنی شرائع کی
پابندی پر جو معجزات دلالت کرتے ہیں اور اہل بدعت بھی معذور ہیں کیونکہ وہ ادلہ شرعیہ میں غور و فکر کرتے ہیں اور ان لوگوں کی کفریات کی کچھ بھی سند نہیں ہے بخلاف اس کے

وزیادۃ وما قد حکی لھؤلاء عن الفلاسفۃ من حجد الصانع محال فان اکثر القوم یثبتون الصانع ولا ینکرون النبوات وانما ھملوا النظر فیھا وسلم منھم قلیل فاتبعوا الدھریۃ الذین ظھر فسادھم بما قد رأینا من المتفلسفۃ من امتنا جماعۃ لم یکسبھم التفلسف الا التحیر فلا ھم یعملون بمقتضاہ ولا بمقتضی الاسلام بل فیھم من یصوم ویصلی ثم یاخذ فی الاعتراض علی الخالق وعلی النبوات ویتکلم فی انکار بعث الاجساد ولا بکاد منھم یرید احد الا وقد ضربہ الفقر فاضر بہ فرقا نہ فی تسخط علی الاقدار والاعتراض علی المقدور حتی قال لبعضھم انا لا نخاصم الا من فوق الفلک وکان یقول اشعا الکثیرۃ فی ھذا المعنی فمنھا قولہ فی صفۃ الدنیا اتراھا صنعۃ من صانع ام ترامیہ من غیر رام ومنہ قولہ واجبنا من وجوہ ما یقومہ منا اختیارا ولا علم فنقتبس کانہ فی عنانا لیخلصنا منہ ذکاء ولا لین ولا شرس ونحن فی ظلمات ما لھا قرنضیء فیھا ولا شمس ولا قبس موھین حیاۃ قد تکیفنا جھلا جھمنا فی وجھہ عبس فالفعل فیہ بلا ریب کلا عمل والقول فیہ کلام کلہ ھوس

فصل ولما کان الفلاسفۃ قریبا من زماننا شرعیتنا والرھبۃ کذلک صد بعض اھل ملتنا بدأۃ الی التمسک بھذہ بعضھم صد بدأۃ الی التمسک لھذہ فتری کثیرا من الحمقی اذا نظروا فی باب الاعتقاد تفلسفوا واذا نظروا فی

ترجمہ اور حکماء سے زیادہ بھی ہیں اور ان لوگونکو جو حکماء سے انکار صانع کی خبر دیتے ہے تو محض دروغ اور محال ہے کیونکہ اکثر صانع کو ثابت کرتے ہیں اور نبوتون کے منکر نہیں الا انکا امعین غور کرنا بیکار جانا۔ ان مین سے معدودے چند بچے کہ دہریہ کے تابع ہوگئے جنکی فہمون کا فساد کئی مرتبہ ظاہر کیا جا چکا کہ ہم فی اپنی امت کے تفلسف پیشون مین سے اکثر کو دیکھا کہ انکو اس تفلسف سے بجز سرگردانی کے کچھ حاصل نہین ہوا اب نہ وہ مقتضائے فلسفہ ہی سمجھتے ہین اور نہ مقتضائے اسلام جانتے ہین بلکہ بہت سے انمین ایسے ہین جو روزہ رکھتے ہین نماز پڑھتے ہین اور پھر خالق اور نبوتو پر اعتراض کرنا شروع کر دیتے ہین اور حشر اجساد کے انکار مین بحث کرتے ہین اور جسکو دیکھیے کہ فقر و فاقہ کی مصیبت مین گرفتار ہے وہ عام طور پر قضاو قدر سے ناراض ہے حتی کہ مجھسے بعض متفلسفہ نے کہا کہ ہم تو اوسی سے مخاصمہ کرتے ہین جو آسمان پر ہے اور اس بارے مین بہت سے اشعار پڑھتا تھا چنانچہ انمین سے ایک شعر کا ترجمہ یہ ہے۔ جو دنیا کی صفت مین ہے۔ کیا تم دنیا کو کسی صانع کی صنعت خیال کرتے ہو یا تم اسکو ایسا تیر سمجھتے ہو جسکا کوئی پھینکنے والا نہین۔ ان ہی مین سے چند شعر کا ترجمہ یہ ہے افسوس دنیا مین ہمارے لیے بھلائی کو نہ اختیار پیش کرتا ہے نہ علم سے حاصل ہوتی ہے پھر تحصیل علم سے کیا فائدہ ہے۔ ہم زمانے کے ہاتھون سے ایسی مصیبت مین گرفتار ہین جس سے نہ عقل ہی نجات دے سکتی ہے اور نہ نرمی اور نہ تند خوئی۔ ہم ایسی تاریکیون مین پڑے ہین جنمین نہ کوئی چاند چمکتا ہے نہ آفتاب روشن ہے اور نہ کوئی چنگاری سلگتی ہے ہم سراسیمہ و حیران ہین جہل نے ہم کو گھیر رکھا ہے جو کہ ہمپر شروع کرتا ہے۔ بیشک زمانے مین عمل کرنا محض بیکار ہے اور کسی قسم کی گفتگو کرنا بالکل ہوس ہے **فصل** چونکہ ہمارا زمانہ سے فلاسفہ اور رہبان دونون کا زمانہ قریب ہے لہذا ہمارے اہل ملت مین سے بعض نے تو انکا دامن پکڑ لیا۔ اور بعض نے انکی اطاعت کی اسی لیے تم اکثر احمقون کو دیکھتے ہو کہ جب وہ اعتقاد کے باب مین غور کرتے ہین تو فلسفہ مین پڑ جاتے ہین اور جب زہد کی بار یمین فکر کرتے

فی باب الزهد ترهیبوا فضل الله ثباتا علی ملتنا وسلامة من عدونا الله علی الاجابة ذکر تلبیسه علی اصحاب الهیاکل

وهم قوم یقولون ان لکل روحانی من الروحانیات العلویة هیکلا اعنی جرما من الاجرام السمایة هو هیکله ونسبته

الی الروحانی المختص به نسبة ابدان الارواح انفیون هو مدبره والمتصرف فیه فمن جملة الهیاکل العلویة السیارات و

الثوابت قالوا ولا سبیل لها الی الروحانی بعینه فنتقرب الی هیکله بکل عبادة وقربان وقال الخرون منهم لکل هیکل سمای

شخص من الاشخاص السفلیة علی صورته وجوهره فعبدوا هؤلاء الصور وذبحوا الاصنام ونبوا لها بیوتا وقد ذکر بعضهم

بشر النهاوندی ان قوما قالوا الکواکب السبعة وهی زحل والمشتری والمریخ والشمس والزهرة و

عطارد والقمر هی المدبرات لهذا العالم وهن یصدرن عن امر الملأ الاعلی وتصبوا لها الاصنام علی

صورتها وقربوا لکل واحد منها ما یشتهیه من الحیوانات فجعلوا لزحل صنما عظیما من الانک اعنی یقرب الیه بقر مسن یطعن

به الابیت تحته محفورا وفوقه دریزین من حدید علی تلک الحفرة فیضرب الثور حتی یدخل الیدین ویمشیه علی ذلک

الدریزین من الحدید فتغوص یداه ورجلاه هناک ثم توقد تحته النار حتی یحترق ویقول المقربون

نفس انت ایها الاله الاعمی المطبوع علی الشر الذی لا یفعل خیرا قربنا لک ما تشتهی

فتقبل منا واکفنا شرک وشر ارواحک الخبیثة

آنک ۱۷ سر ۲۷ یعنی شیشہ ۱۲

ترجمہ تورات میں جاتے ہیں پس ہم اللہ تعالیٰ سے التجا کرتے ہیں کہ ہمکو ہمارے مذہب پر قائم رکھے اور ہمارے دشمن سے ہمیں بچائے

ہیکل پرستوں پر ابلیس کی تلبیس کا بیان ہیکل پرست وہ لوگ ہیں جو کہتے ہیں کہ علوی روحانیات میں سے ہر ایک روحانی کے لیئے

ایک پیکر ہے یعنی اجرام فلکی میں سے ایک جرم اُسکی صورت ہے اور ایک روحانی کیطرف جو اُسکے ساتھ مختص ہے منسوب ہے جسطرح ہمارے

روحوں کی نسبت ہمارے ابدان کی جانب ہے وہی روحانی اُوسکا مدبر ہے اور وہی اُسمیں تصرف کرتا ہے منجملہ ہیاکل علویہ کے ثوابت اور سیارے

ہیں اس گروہ کا قول ہے کہ ہماری رسائی خاص روحانی تک نہیں ہوسکتی اسلئے ہم اوسکے پیکر کی پرستش کرتے ہیں اور اسپر نذر چڑھاتے

ہیں اس قوم کا دوسرا فریق کہتا ہے کہ ہر پیکر آسمانی کے لیئے اُسی کی صورت اور جوہر کا ایک شخص اشخاص سفلی میں سے ہے لہذا اُس

فریق نے صورتیں بنائی ہیں اور بت تراشے ہیں اور اُن کے لیئے مکان تیار کیئے ہیں تیسرے بن بشر نہاوندی نے ذکر کیا ایک قوم کا

قول ہے کہ سات ستارے زحل اور مشتری اور مریخ اور شمس اور زہرہ اور عطارد اور قمر اس عالم کے مدبرین اور ملاء اعلی کے حکم سے صدور پاتے

ہیں اس قوم نے ان ستاروں کی صورتیں پیتل کے بنائے ہیں اور انمیں سے ہر ایک کیلئے ایک حیوان جو اُسمیں سے مشابہ ہے چڑھاوا مقرر کیا ہے زحل

کیواسطے ایک بیل کو جو چشم سیسے کا بنایا ہوا ہے ایک بڑھایا جاتا ہے اس بیل کو ایک گڑھے پاس لاتے ہیں جو نیچے کھودا ہوتا ہے اُس

گڑھے کے اوپر لوہے کی دو سلاخیں ہوتی ہیں بیل کو مارتے ہیں یہانتک کہ وہ اُس گڑھے میں گر پڑتا ہے اور اُن دو سلاخوں پر چلتا ہے جس سے اُسکے ہاتھ

پاؤں جکڑ جاتے ہیں پھر اُسکے تلے آگ روشن کیجاتی ہے حتی کہ بیل جلکر رہ جاتا ہے نیاز چڑھاتے والے کہتے ہیں کہ اے معبود ہمنے تیرا

قربت میں وہ شے کہ کبھی نیکی نہیں کرتا ہمنے تجھپر وہ چیز چڑھائی جو تجھسے مشابہ ہے اُسکو قبول کر اور اپنے شر اور اپنی ارواح خبیثہ کی برائی سے

ويقربون للمشترى صبيا طفلا وذلك انهم يشترون جارية فيطأها السنة الاصنام السبعة فتحمل
وتترك حتى تصنع وياتون بها وبالصبي الى يدها ابن ثمانية ايام فيحسنونه بالمثال والاير وهي تبكي على يديه ويقولون
ايها الرب الخيار الذي لا يعرف الشر قربنا لك من لا يعرف الشر يجانسك في الطبيعة تقبل قربانا واترك خيرا
وخير ما احاط الخيرة ويقربون للمريخ رجلا اشقر امنش ابيض الراس من الشقرة ياتون به فيدخلونه في حوض عظيم يشد
فيه الى اوتاد في قعر الحوض على آلة تحت الحوض بيتا حتى يبقى الرجل فيه الى حلقه ويخلطون بالزيت الادوية المقوية للعصب
للحم حتى اذا دار على الحوض بعدان يغذيا الاغذية المعقنة للحم والجلد فيصير على راسه فيسلخوا عصبه من جلده ولفوه
تحت راسه فاتوا به الى صنمهم الذي هو على صورة المريخ فقالوا ايها الاله الشرير ذو الفتن والحرب قربنا اليك ما اشتهيه
لتقبل قربانا وتكفنا شرك وشرار احاط الخليقة الشريرة ويزعمون ان الراس تبقى فيه الحيوة سبعة ايام وهم كلهم
يعلمهم ما يصيبهم تلك السنة من خير وشر ويقربون للشمس تلك المراة التي قتلوا ولدها للمشترى
ويطوفون بصورة الشمس ويقولون سبحانك وهللة ايتها الالهة النورانية قربنا لك ما اشتهيه فتقبل
قربانا واوزقتنا من خيرك واعذنا من شرك ويقربون للزهرة عجوزا

*

ترجمہ مشتری پر ایک شیر خوار لڑکا چڑھاتے ہین اُسکا طریق یہ ہے کہ ایک لونڈی خریدتے ہین اُس سے سات دن تبون کے مجاور وطی کرتے ہین وہ حاملہ ہوجاتی ہے وضع حمل تک اُسکو نہین چھیڑتے بعد اُسکے لاتے ہین آٹھ روز کا بچہ اُس کی گردن ہوتا ہے اُس بچہ کے جسم مین سوئیان اور کانٹے چبھوتے ہین وہ لونڈی ندامت کے مارے روتی ہے یہ نیاز چڑھا کر کہتے ہین کہ اے معبود خیر جو کہ شر سے ناواقف ہی ہمنے تجھپر ایسے شخص کو چڑھایا ہی جو شر کو مطلق نہین جانتا طبیعت مین تیرا ہمجنس ہے ہماری نیاز قبول کر اور اپنی ارواح نیک کی خیر ہمکو نصیب کر پھر یہ ایک آدمی بھورے رنگ کا سفید داغون والا جس کا سر بھورے پن کی وجہ سے سفید ہوتا ہے چڑھاتے ہین اُس آدمی کو لاتے ہین اور ایک بڑے حوض مین داخل کرتے ہین اور حوض کی تہ مین میخین گاڑ کر اُس کو باندھ دیتے ہین پھر حوض کو روغن زیتون سے بھر دیتے ہین وہ شخص اُس مین کمر تک ڈوبا ہوا کھڑا رہتا ہے اور زیتون مین ایسی دوائین ملاتے ہین جو اعصاب کو قوت پہنچائین اور جسم پر گوشت بڑھاوین جب ایک سال گذر جاتا ہے اور فوہی بخش غذاؤن سے موٹا تازہ ہوتا ہے تو اُس کی چربی کھال سمیت جدا کرتے ہین اور اُس کے سر کے نیچے لپیٹتے ہین پھر اُس بُت کے پاس لاتے ہین جو مریخ کی صورت پر ہے اور کہتے ہین اے معبود شریر رضا فتنہ وفساد ہمنے تجھپر وہ نیاز چڑھائی جو تیرے مشابہ ہی ہماری نیاز قبول کر اور ہم کو اپنے اور اپنی ارواح شریرہ وخبیثہ کی شر سے محفوظ رکھ اُن کا خیال ہے کہ اُس کے سر مین سات دن تک حیات باقی رہتی ہے وہ اُنسے گفتگو کرتا ہی اور اُس سال جو خیر و شر اُنکو پہونچنے والا ہی وہ جانتا ہے شمس پر اُس عورت کو چڑھاتے ہین جس کے بچے کو مشتری کے لیے مار ڈالا تھا شمس کی صورت کا طواف کراتے ہین اور کہتے ہین اے نورانی معبود تو قابل مدح وثنا ہے ہم نے تجھ پر وہ چڑھاوا چڑھایا ہے جو تیری مشا ہماری نظر قبول کر اور ہم کو اپنی خیر نصیب کر اور اپنی بُرائی سے پناہ دے زہرہ پر ایک بیاک ادھیڑ بیا عورت چڑھاتے ہین

شمطا ماجنة يقدمونها بين يديها ويناولونها حولها ايتها الالهة الماجنة ائتنا قربانا بياضك كبياضك وماجنة
كجاننك وطرفا كطرفك فتقبليها ثم ياتون بالحطب فيجعلونه حولها ويضرمون فيه نارا الى ان تحترق
فيخرون رمادها في وجه الصنم ويقرب العطارد شابا اشمر جاسيا كما تبادر يا تون به بحيلة وكذا يفعلون بالكل
يخدعونهم ويفتنونهم وليسقونهم ادوية تزيل العقل وتخرس الالسنة فيقدمون هذا الشاب الى الصنم ثم ينادون ويقولون
ايها الرب الظريف جئناك بشخص ظريف وبضيعك اهدينا فتقبل منا ثم يدخل الشاب فصفين ويربع ويحلق
اربع خفيات حوله ويضرم في كل خشية النار حتى يحترق ويحترق الربع معها ويخرون رمادها في وجهه
ويقربون للقيم رجلا ادم كبير الوجه ويقولون يا بريكا الالهة وخفيف الاجرام العلوية ذكر لنا بليس
على عباد الاصنام قال المصاكل محنة يلبس بها ابليس على انسان فسبيلها الميل الى الحس والاعراض عن مقتضى العقل
ولما كان الحس يانس بالميل دعا ابليس خلقا كثيرا الى عبادة الهوى وابطل عندهم لاعمل العقل فمنهم من
حسن له انه الالهة وجدها ومنهم من وجد فيهم قليلا فطنة يعلم انه لا يوافقه على هذا فزين
ان عبادة هذا تقرب الى الخالق

*

ترجمہ اسطرح کہ اُس ادھیڑ عورت کو زہرہ کے روبرو کرکے اُسکے گرد پکارتے ہین۔ کہ اے میاک معبودہم تیرے لیئے وہ قربانی کرتے
ہین جس کی سفیدی تیری سفیدی کے مشابہ ہے جسکی میاکی تیری میاکی سے ملتی ہوئی ہے جسکی نظربازی تیری نظربازی کی مانند ہے
ہماری قسبانی قبول کر۔ پھر لکڑیان لاتے ہین اور اُس عورت کو گرد انبار لگاکر آگ سلگاتے ہین حتی کہ عورت جلکر خاک ہوجاتی ہے۔ اور اُس
کی راکھ لیکر اس بُت کے مونہہ پر ملتے ہین عطارد پر ایک جوان آدمی خوشنما لکھا پڑھا حسابدان آداب سے واقف پڑھاتے ہین اُسکو کسی حیلہ
سے پھانس لاتے ہین اور ہر ایک کو جس قدر مذکور ہوے اُسی طرح مکروفریب مین پھانستے اور لالچ دیتے اور ایسی دوائین کھلاتے ہین
جس سے عقل زائل اور زبان بند ہوجاتی ہے اُس جوان کو عطارد کے روبرو کرکے کہتے ہین کہ (اے ظریف معبود ہم تیرے پاس ایک
شخص ظریف لائے ہین۔ اور ہم نے تیری طبیعت کو پہچان لیا۔ اب ہم سے اس نیاز کو قبول کرلے) پھر اس جوان کو چیر کر دو ٹکڑے پھر چار ٹکڑے
کردالتے ہین اور بت مذکور کے گرد چار کٹرے پر ٹھہلایا جاتا ہے یعنی ہر ٹکڑا ایک لکڑی پر ہوتا ہے) پھر ہر لکڑی مین آگ لگاتے ہین وہ جلنے
لگتی ہی اُس کیساتھ چوتھائی ٹکڑا بھی جل جاتا ہے اُسکی راکھ لیکر بت کے منہ پر ملتے ہین اور قسم کے لیئے ایک مرد گندم گون بڑے چہرہ والا
چڑھاتے ہین۔ اور کہتے ہین کہ اے معبود دنکی ہرکارے اور بالائی اجرام کے ہلکے **بت پرستون پر تلبیس ابلیس کا بیان** **مصنف** نے
کہا کہ ہر انسان جس سے ابلیس نے لوگون پر شبہہ ڈالا۔ تو اُسکا سبب یہ کہ خواہش جو اسکی طرف جھکے اور عقل جس امر کو مقتضی ہو اُس سے بھاگے
لیا اور حواس کا میلان اپنے مثل کیطرف ہوا کرتا ہی۔ لہذا ابلیس نے بکثرت مخلوق کو صورتون کی پوجا کرنے کی طرف بلایا۔ اور ان لوگون مین عقل
کا عمل ایکبارگی مٹا دیا۔ پس انمین سے بعضونکو تو یہ سجھایا۔ کہ یہی مورت خود تمہاری معبود ہی اور وہ حق مان گئے اور بعضونمین کچھ تھوڑی سی
دانائی تھی جس سے وہ جانتا تھا کہ یہ لوگ مجھسے اس بات پر موافقت نہ کرینگے تو ان کیطرف یہ رجحان کیا کہ اگر اس مورتکی بندگی کرو تو تم کو خالق

فقالوا ما نعبدهم الا ليقربونا الى الله زلفى ذكر بداية تلبيسة على عبدة الاصنام وعن هشام بن محمد بن السائب
الكلبي قال اخبرني ابي قال اول ما عبدت الاصنام ان آدم عليه السلام لما مات جعله بنو شيث بن آدم في مغارة
في الجبل الذي اهبط عليه آدم بارض الهند ويقال الجبل نود وهو اخصب جبل في الارض قال هشام فاخبرني
ابي عن ابي صالح عن ابن عباس قال وكان بنو شيث يأتون حيث آدم في المغارة فيعظمونه ويترحمون عليه
فقال رجل من قابيل يا بني قابيل ان لبني شيث دوّارا يدورون حوله يعظمونه وليس لكم شيء
فنحت لهم صنما وكان اول من عملها قال هشام واخبرني ابي قال كان ود وسواع ويغوث ويعوق و
نسر قوما صالحين فماتوا في شهر فحزن عليهم ذووا قاربهم فقال رجل من بني قابيل يا قوم هل لكم ان اعمل لكم خمسة صنما
على صورهم غير انه لا بد ان اجعل فيها اوراحا قالوا نعم فنحت لهم خمسة صنما على صورهم ونصبها لهم فكان الرجل اذا اخاله وعمه وابن عمه
فيعظله ويسبح حوله حتى ذهب ذلك القرن الاول وعملت على عهد يزد بن مهلائيل بن قينان بن انوش بن شيث
ابن آدم ثم جاء قرن اخر لعظمهم اشد من تعظيم القرن الاول ثم جاء من بعدهم القرن الثالث

ترجمہ کی جناب میں تقرب دلاوے گی چنانچہ قرآن مجید میں اُنکا مقولہ ہے۔ ما نعبدہم الا لیقربونا الی اللہ زلفی (ترجمہ) ہم ان عورتوں کو
نہیں پوجتے مگر اس لیئے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ ہم کو تقرب دلادیں **بت پرستوں** کی ابتدائی تلبیس کا بیان ہشام بن محمد
بن السائب الکلبی نے کہا کہ میرے باپ نے مجھے خبر دی کہ بت پرستی کی بنیاد اسطرح شروع ہوئی کہ جب آدم علیہ السلام نے انتقال کیا۔ تو
شیث بن آدم کی اولاد نے انکی لاش اُس پہاڑ کی غار میں رکھی جسپر جنت سے اوتارے گئے تھے وہ پہاڑ سرزمین ہندوستان میں ہے اور
اُسکا نام نود ہے۔ اور وہ دنیا کے زمین کے پہاڑوں سے زیادہ سرسبز ہے ہشام نے کہا کہ پھر میرے باپ نے مجھے خبر دی بروایت عن ابی صالح عن
ابن عباس کہ ابن عباس بیان کرتے تھے کہ شیث کی اولاد اُس پہاڑ کے غار میں آدم کی لاش پاس جایا کرتی پس اُسکی تعظیم کرتے اور
اوسپر ترحم کرتے تھے یہ دیکھکر قابیل کی اولاد میں سے ایک نے کہا کہ اے بنی قابیل دیکھو کہ بنی شیث کی پاس ایک چیز ایسی ہے جسکے گرد گھومکر
اور اُسکی تعظیم کرتے ہیں۔ اور تمہارے پاس کچھ نہیں ہے پھر انکے لیے ایک مورت گڑھی۔ اور یہی پہلا شخص ہے جس نے مورت بنائی
ہشام نے کہا کہ میرے باپ نے مجھے خبر دی کہ **ود** اور **سواع** اور **یغوث** اور **یعوق** اور **نسر** یہ سب بندگان صالح
تھے۔ پھر ایک ہی مہینے میں سب نے انتقال کیا۔ تو انکی برادری والوں کو ان کی وفات سے بڑا صدمہ ہوا پس بنی قابیل میں سے ایک نے
اُنسے کہا کہ اے قوم کیا تم چاہتے ہو کہ میں اُنکی صورتوں کے پانچ مورتیں تمکو گھڑ دوں (تو گویا وہ تمہارے سامنے ہونگے) سو راضی ہوئے اور کہا
کہ مجھے یہ قدرت نہیں کہ انکی روحیں انمیں پہناؤں اُنھوں نے کہا کہ ہاں ہم چاہتے ہیں پس اُسنے اُنکو پانچ بت گڑھ دیے جو انکی
صورتوں کے موافق تھے اور وہاں نصب کر دیئے پس آدمی اپنے بھائی و چچا و چچیرے بھائی کی مورت پاس آتا اور اُسکی تعظیم کرتا اور
اس کو گرد پھرتا اور انکی شناخت بزمانہ یزد بن مہلائیل بن قینان بن انوش بن شیث بن آدم ہوئی تھی۔ پھر یہ پہلی صدی گزر گئی اور
دوسری صدی آئی تو اول متقدمین سے بڑھکر اُنھوں نے اُن مورتوں کی تعظیم و تکریم کی پھر ان کے بعد تیسرا قرن آیا

فقالوا ما اعظم اولئك هؤلاء الا وهم يرجون شفاعتهم عند الله فعبدوهم وعظموهم واتخذوهم فبعث
الله اليهم ادريس فدعاهم فكذبوه فرفعه الله مكانا عليا ولم يزل امرهم يشتد فيما قال الكلبي عن
ابي صالح عن ابن عباس حتى ادرك نوح فبعثه الله نبيا وهو يومئذ ابن اربعمائة وثمانون سنة
فدعاهم الى الله عز وجل في بقية عشرين ومائة سنة فعصوه وكذبوه فامر الله عز وجل ان
يصنع الفلك ففرغ منها وركبها وهو ابن ستمائة سنة وغرق من غرق ومكث بعد ذلك ثلثمائة
وخمسين سنة وكان بين آدم ونوح الفا سنة ومائتا سنة فاهبط الماء هذه
الاصنام من ارض الى الارض حتى قذفها الى ارض جدة فلما نضب الماء بقيت على
الشط فسفت الريح عليها حتى واريتها قال الكلبي وكان عمرو بن لحي كاهنا وكان
يكنى ابا ثمامة له ذرى من الجن فقال له عجل المسير واظعن من تهامة والبشر بالخير و
السلامة اين صف جدة تجد فيها اصناما معدة فاوردها تهامة ولا تهب سادتها ثم ادع العرب الى
عبادتها فاتت نهر جدة فاستثارها فاحملها حتى وردبها تهامة

ترجمہ تو کہنے لگے کہ ہم سے اگلے لوگ جو ہمارے بزرگ تھے بیفائدہ انکی تعظیم نہیں کرتے تھے بلکہ اس لیئے تعظیم کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کے
نزدیک انکی شفاعت (سفارش) کے امیدوار تھے پس یہ لوگ ان مورتوں کو پوجنے لگے اور انکی شان بزرگ قرار دی اور کفر شدید ہوا
پس اللہ تعالیٰ نے انکی طرف ادریس علیہ السلام کو رسول کر کے بھیجا ادریس نے انکو توحید کیطرف بلایا تو انہوں نے ادریس کو جھٹلایا اور اللہ تعالیٰ
نے ادریس کو مقام بلند میں اوٹھالیا۔ اور کلبی کی روایت ابی صالح عن ابن عباس میں ہے کہ بت پرستوں کا معاملہ سخت ہوتا گیا یہانتک کہ نوح
کے اوراک کا زمانہ آیا اور وہ چار سو اسی (۴۸۰) برس کے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے انکو پیغمبری عطا کی پس نوح نے انکو ایکسو بیس (۱۲۰) برس تک اپنی قوم کے
زمانہ میں اللہ تعالیٰ کیجانب بلایا۔ انہوں نے نہ مانا۔ اور نوح علیہ السلام کو جھوٹا ٹھیرایا پس اللہ تعالیٰ نے نوح کو حکم دیا کہ کشتی بنا وے پھر جب نوح کشتی
بنا کر فارغ ہوئے اور اسپر سوار ہو چکے تو چھ سو (۶۰۰) برس کے تھے اور طوفان میں جو غرق ہونیوالے تھے غرق ہوئے اور نوح علیہ السلام اسکے بعد
تین سو پچاس (۳۵۰) برس تک زندہ رہے اور آدم علیہ السلام سے نوح علیہ السلام تک دو ہزار دو سو برس کا فرق تھا۔ اور پانی کا طوفان ان بتوں کو ایک جگہ
سے دوسری جگہ اور ایک زمین سے دوسری زمین تک اوچھالتا پھرا یہانتک کہ پانی کے پھیرنوں نے انکو جدہ میں لاکر ڈالا جب پانی خشک ہوا
تو یہ تین بت کنارہ ساحل پر پڑے رہے اور ہوا کی جھونکوں سے ریگ بیابان اڑکر اسقدر انپر پڑی کہ یہ ریگ کی تہ میں چھپ گئے کلبی نے کہا کہ عمرو
بن لحی ایک کاہن تھا اسکی کنیت ابو ثمامہ تھی اور ایک جن اسکا نوکر تھا اور سنے کاہنوں کے لہجہ میں اوسسے کہا کہ عجل المسیر واظعن من تھامۃ
بالسعد والسلامۃ + ایت صفۃ جدۃ تجد فیہا اصناما معدۃ فاوردھا تھامۃ ولا تھب سادتہا ثم ادع العرب
الی عبادتہا یعنی تہامہ سے کوچ کر اور سعد و سلامتی میں پہنچا پھر جدہ کے کنارے جاوان تجھکو رکھی ہوئی مورتیں ملینگی انکو تہامہ میں لاکر آباد کر
زمان کے سردار دن سے خوف نہ کھا پھر عرب کو انکی عبادت کیلیے بلا۔ عمرو بن لحی نے جاکر جدہ سے نشان ڈھونڈکر انکو نکالا پھر لاد کر تہامہ لایا

ثم انه مرض مرضا شديدا فقيل له ان بالبلقا من الشام حمة ان اتيتها برأت فاتاها فاستحم بها فبرأ وجد اهلها يعبدون الاصنام فقال ما هذه فقالوا نستسقي بها المطر ونستنصر بها على العدو فسألهم ان يعطوه منها فقعلوا فقدم مكة ونصبها حول الكعبة واتخذت العرب الاصنام وكان اقدمها مناة وكان مصنوعا على ساحل البحر من ناحية المشلل بقديد بين مكة والمدينة فكانت العرب جميعا تعظمه وكانت الاوس والخزرج ومن ينزل مكة والمدينة وما قرب من المواضع يعظمونه ويحجون له ويهدون له ولم يكن احد اشد اعظاما له من الاوس والخزرج وعن ابن ياسر قال كانت الاوس والخزرج ومن يأخذ باخذهم من عرب اهل يثرب وغيرها يحجون فيقفون مع الناس المواقف كلها ولا يحلقون رؤسهم فاذا نفروا اتوه فحلقوا عند رؤسهم واقاموا عنده لا يرون لحجتهم تماما الا بذلك وكانت مناة لهذيل وخزاعة فبعث رسول الله صلى الله عليه وسلم عليا فهدمها عام الفتح ثم اتخذوا اللات والا بالطائف وهي احدث من مناة وكانت صخرة مربعة وكانت سدنتها من ثقيف وكانوا قد بنوا عليها بناء وكانت قريش وجميع العرب يعظمها وبها كانت العرب يسمي زيد اللات وتيم اللات فكانت في موضع منارة مسجد الطايف اليسرى اليوم فلم يزل كذلك حتى اسلمت ثقيف

نستسقی

ترجمہ پھر عمرو کی سخت بیمار ہوا۔ تو اُس سے کہا گیا۔ کہ بلقا شام مین ایک گرم چشمہ ہے اگر تو جاکر اُس مین نہائے تو اچھا ہو جائے۔ وُہ منحوس وہان جاکر نہایا۔ اور اچھا ہو گیا اور دیکھا کہ وہان کے لوگ مورتین پوجتے ہین اُنسے پوچھا کہ یہ کیا چیزین ہین۔ اُنھون نے کہا کہ ہم ان سے بارش پاتے ہین انکی مدد سے دشمنون پر غالب ہو جاتے ہین ابن لحی نے اُنسے ایک بت مانگا۔ اُنھون نے دیدیا۔ وہ اُسکو مکہ مین لایا اور خانہ کعبہ کے گرد بٹھایا اور عرب نے بتون کو معبود بنالیا۔ اور سب سے پُرانا بت مناۃ تھا وہ بحر قلزم کے کنارے مشلل کے ایک جانب قدید مین مکہ و مدینہ کے درمیان مین بنایا گیا تھا۔ اور عرب سب اُسکی تعظیم کرتے اور اوس و خزرج اور جو کوئی مدینہ و مکہ اور اُس قرب وجوار کے مواضع مین رہتا سب اُسکی تعظیم کرتے اور اُس کیواسطے قربانی کرتے اور اُس کیلیے بھیجتے رہتے تھے اور یون تو یہ سب لوگ اُسکی تعظیم کرتے ولیکن اوس و خزرج سے بڑھکر کوئی اُس کی تعظیم نہ کرتا **ابن یاسر** رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اوس و خزرج اور جو کوئی اُن کے مسلک پر چلتا تھا خواہ یثرب (مدینہ) کا ہو یا دوسری جگہ کا ہو یہ لوگ حج کرنے آیا کرتے اور ہر ایک موقف مین لوگون کے ساتھ کھڑے ہوتے ولیکن اپنا سر نہین منڈاتے تھے پھر جب مکہ سے روانہ ہوتے تو مناۃ کے یہان جاکر اُس کے پاس اپنا سر مونڈتے اور وہان ٹھیرتے تھے اور بدون اس کے اپنا حج پورا نہین جانتے تھے اور بت مناۃ قبیلہ ہذیل و خزاعہ کا تھا۔ اور یکے فتح کرنے کے سال رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کو بھیجا حضرت علیؓ نے اُسکو توڑ کر منہدم کر دیا پھر مناۃ کے بعد لوگون نے لات کو نکالا تھا وہ مناۃ کی نسبت جدید تھا اور طایف مین ایک بڑی مربع پتھر پر بنایا گیا تھا۔ اور اُسکے دربان قبیلہ ثقیف کے لوگ تھے۔ اُنھون نے اُس پر عمارتین بنائی تھین۔ اور قریش اور جمیع عرب اُس کی تعظیم کرتے تھے۔ اور عرب اُسی کی نسبت زید اللات اور تیم اللات وغیرہ نام رکھتے تھے اور اب جہان مسجد طائف ہے اُسکے بائین منارہ کے مقام پر تھا۔ پس وہ برابر اسی حالت پر رہا یہانتک کہ ثقیف مسلمان

اوس و خزرج ۱۲ منہ
خزاعہ کی اولاد مین انصار ۱۲

بعث رسول الله صلى الله عليه وسلم المغيرة بن شعبة فهدمها وحرقها بالنار ثم اتخذها ظالم بن اسعد
كانت بواد من نخلة الشامية فوق ذات عرق وبنوا عليها بيتا وكانوا يسمعون منه الصوت وعن ابن عباس قال
كانت العزى شيطانة يأتي ثلاث سمرات ببطن نخلة فلما افتتح رسول الله صلى الله عليه وسلم مكة
بعث خالد بن الوليد فقال ائت بطن نخلة فانك تجد ثلث سمرات فاعضد الاولى فاتاها فعضدها فلما
جاء اليه قال هل رأيت شيئا قال لا قال فاعضد الثانية فاتاها فعضدها ثم اتى النبي صلى الله عليه وسلم فقال
هل رأيت شيئا قال لا قال فاعضد الثالثة فاتاها فاذا هو لحية نافشة شعرها واضعة يديها على عاتقها تضرب
انيابها وخلفها دنية السلمي وكان سادنها فقال خالد كفرانك لا سبحانك اني رأيت الله قد اهانك ثم
ضربها فقطع رأسها فاذا هي حمة ثم عضد الشجرة وقتل دنية السادن ثم اتى النبي صلى الله عليه وسلم واخبره فقال
تلك العزى ولا عزى بعدها للعرب قال هشام وكانت لقريش صنم في جوف الكعبة وحولها واعظمها عندهم
هبل كان فيما يبلغني من عقيق احمر على ظهره انسان مكسور اليد اليمنى ادركته قريش كذلك فجعلوا له يدا من ذهب و
كان اول من نصبه خزيمة بن مدركة بن الياس بن مضر وكان في جوف الكعبة وكان قداحه سبعة اقداح

ترجمہ پھر بھیجا رسول اللہ صلعم نے مغیرہ بن شعبہ کو بھیجا۔ اُنہون نے اُسکو منہدم کر کے آگ سے پھونک دیا۔ پھر اُسکو ظالم بن اسعد اور بھائی کا
اور ذات عرق سے اوپر نخلہ شامیہ کی وادی مین نصب کر کے اُسپر کوٹھری بنائی اور یہ لوگ اُس سے آواز سنا کرتے تھے ابن عباس
سے روایت ہے کہ عزیٰ ایک شیطانہ عورت تھی جو بطن نخلہ کے تین درخت کیکر پر آیا کرتی تھی پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ
فتح کیا تو خالد بن الولید سے فرمایا کہ تو بطن نخلہ مین جاوہان تجھے کیکر کے تین درخت ملینگے اُنمین سے اوّل درخت کو جڑ سے کاٹ ڈالنا۔
خالدؓ نے وہان جاکر ایک درخت کو جڑ سے کھود پھینکا۔ اور واپس آئے تو آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ تو نے کچھ دیکھا تھا خالدؓ نے عرض
کیا کہ جی نہین آپنے فرمایا کہ پھر جاکر دوسرے کو جڑ سے کاٹ دے خالدؓ نے حکم کی تعمیل کی جب واپس آئے تو پھر آپنے پوچھا کہ تو نے
کچھ دیکھا تھا۔ خالدؓ نے کہا کہ جی نہین آپ نے فرمایا کہ پھر جاکر تیسرے درخت کو بھی جڑ سے کاٹ دے پس خالدؓ وہان پہونچے تو دیکھا
کہ وہ بال بکھیرے اپنے دونون ہاتھ دونون کندھون پر رکھے اپنے دانت کٹکٹاتی ہے۔ اور اس کے پیچھے دنیہ السلمی کھڑا ہے جو اُس کا
دربان تھا خالدؓ نے کہا کہ تجھسے کفر نہ تعریف کیونکہ مین نے دیکھ لیا کہ اللہ تعالےٰ نے تجھے خوار کیا پھر اُسکو تلوار ماری تو اُسکا مغز ٹکڑے ہوگیا اور دیکھا
تو وہ کوئلہ ہو پھر خالدؓ نے درخت مذکور کاٹ ڈالا اور دنیہ دربان کو بھی قتل کر ڈالا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہو کر
حال عرض کیا تو آپنے فرمایا کہ یہی عزی تھی اب آیندہ عرب کیواسطے عزی نہوگی ہشام بن الکلبی نے بیان کیا کہ قریش کے بیت مذکور
خانہ کعبہ کے اندر اور اسکی گرد وہا ہر تھے۔ اور سب سے بڑا ان کے نزدیک ہُبل تھا۔ اور بمجھ خبر ملی ہے کہ وہ سُرخ یاقوت کا تھا۔
اُسکی ہیئت پر ایک آدمی بنا ہوا تھا جسکا دایان ہاتھ ٹوٹا تھا قریش نے اسی صورت سے اُسکو پایا تھا۔ پھر اسکا ہاتھ سونے کا بنا کر لگایا گیا ہے
اول اس بُت کو خزیمہ بن مُدرکہ بن الیاس بن مضر نے نصب کیا تھا اور یہ خانہ کعبہ مین تھا۔ اور اس کے آگے سات لکڑیان پھل زیر کی شکل

بمكتوب فيها صريح والآخر ملصق فاذا شكوا في مولود اهدى اليه هدية ثم ضربوا بالقداح فان خرج صريح المكتوب
ان كان ملصقا رفعوه وكانوا اذا اختصموا في امر اراد واسفرا فاستقسموا بالقداح عنده وهو الذي قال له ابو سفيان
يوم احد اعل هبل وعلا دينك وقال رسول الله صلى الله عليه وسلم الله اعلى واجل وكان لهم اساف ونائلة
وعن ابن عباس ان اسافا ونائلة رجل وامرأة من جرهم يقال له اساف بن يعلى ونائلة بنت زيد من
جرهم وكان يتعشقها في ارض اليمن فاقبلوا حجاجا فدخلوا البيت فوجدوا غفلة من الناس وخلوة من البيت
ففجر بها في البيت فمسخا فاصبحا فوجدوهما مسخين فاخرجوهما فوضعوهما فعبدتهما خزاعة وقريش ومن حج البيت بعد
من العرب قال هشام لما مسخا حجرين وضعا عند الكعبة ليتعظ الناس بهما فلما طال مكثهما وعبدت الاصنام بعد
منهما وكان احدهما يلصق الكعبة والآخر في موضع زمزم فقطعهما قريش لكي يلصق الكعبة الى الآخر فكانوا يتحرون ويذبحون
عندهما وكان من تلك الاصنام ذو الخلصة وكان مروة بيضاء منقوشة عليها كهيئة التاج وكانت بيتا لها بين مكة واليمن على سيرة
سبع ليال من مكة وكانت تعظمها وتهدي لها بسر وكان بموضع من ارض سيا يقال له يلخم تعبدها
حمير ومن والاها فلم يزل يعبد ونه حتى هوّد هم

ترجمہ پڑی تھین ایک مین صریح اور دوسری مین ملصق لکھا ہوا تھا۔ اور لوگ جب کسی بچہ مین شک کرتے تو ہبل کے نام چڑھاوا لیجاتے پھر ان تیرون سے پانسہ پھینکتے اگر صریح نکلتا تو اُس بچہ کو الفت سے لیتے اور اگر ملصق نکلتا تو دفع کرتے اسی طرح جب کسی امر مین جھگڑتے یا سفر کا قصد کرتے تو ہبل کے پاس جاکر پانسہ پھینکتے تھے اور ابو سفیان بن حرب نے اُحد کی لڑائی کے دن اسی بت کو کہا تھا۔ کہ اعل هبل یعنی اے ہبل تیرا دین بلند ہوا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ اعلی واجل یعنی اللہ تعالیٰ برتر اور بزرگتر ہے ✦ **مصنف** نے کہا کہ شرکون کے بتون مین سے اساف و نائلہ بھی تھے۔ ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ اساف و نائلہ قبیلۂ جرہم مین سے ایک مرد و ایک عورت تھی اُنکو اساف بن یعلی اور نائلہ بنت زید کہتے تھے یہ دونون جرہم کی نسل سے تھے اور دونون کا عشق زمین یمن شروع ہوا تھا پھر قافلہ کے ساتھ دونون حج کو آئے اور ایک رات دونون خانہ کعبہ مین داخل ہوئے تو وہان خالی گھر پایا کوئی آدمی نہ تھا پس اساف نے نائلہ سے بدکاری کی تو مسخ ہوکر پتھر ہوگئے صبح کو لوگون نے انکو مسخ پاکر خانہ کعبہ سے باہر نکالکر قائم کیا بعد ازان قریش و خزاعہ و دیگر عرب نے جو حج کو آتے تھے ان دونون کو پوجنا شروع کیا ہشام بن الکلبی نے کہا کہ جب یہ دونون مسخ ہوکر پتھر ہوگئے تو کعبہ کے باہر اس غرض سے رکھ گئے تھے کہ لوگون کو عبرت ہو جب زیادہ مدت گذری اور بتون کی پوجا شروع ہوئی تو بتون کے ساتھ انکی بھی پوجا ہونے لگی اور پہلے ایک تو کعبہ سے ملصق تھا اور دوسرا زمزم کے مقام پر تھا پھر قریش نے کعبہ کے پاس والا بھی اوٹھاکر دوسرے سے ملادیا اور اُنکے پاس قربانی کی بھینٹ چڑھایا کرتے تھے **منجملہ** بتون کے ایک ذوالخلصہ تھا سفید دو دھیا پتھر کا بنا ہوا تھا۔ اور اُسپر تاج کی سی صورت نقش تھی اور مکہ سے سات روز کے رستہ پر یمن اور مکہ کے درمیان ایک مکان مین رکھا تھا اُسکی بھی تعظیم ہوتی اور پرچڑھاوے کی قربانی بھیجی جاتی تھی **ف** نسر ایک بت زمین سبا کے موضع یلخع مین تھا جسکو قبیلۂ حمیر اور اُسکی حلیف دوست پوجتے تھے اور برابر اس بت کی پرستش

ذو نواس فلم تزل هذه الاصنام تعبد حتى بعث الله النبي صلى الله عليه وسلم فامر بهدمها وعن ابن عباس قال قال
رسول الله صلى الله عليه وسلم رفعت الى النار فرايت عمرو بن لحي قصبا احمر ازرق يجر قصبه في النار قلت من هذا
قيل هذا عمرو بن لحي اول من بحر البحيرة ووصل الوصيلة وسيب السائبة وحمى الحام وغير دين اسماعيل وعبادة
العرب الاوثان قال هشام وحدثني ابي وغيره ان اسماعيل عليه السلام لما سكن مكة وولد له بها اولاد
فكبروا حتى ملكوا مكة ونفوا من كان بها من العمالیق ضاقت عليهم مكة ووقعت بينهم
الحروب والعداوات واخرج بعضهم بعضا فتفسحوا في البلاد والتماس المعاش وكان
حملهم على عبادة الاوثان والحجارة انه كان لا يظعن
بين مكة ظاعن الا احتمل معه حجرا من حجارة
الحرم تعظيما للحرم وصيانة بمكة فحيث ما حلوا وضعوه وطافوا به كطوافهم بالكعبة تيمنا منهم بها وصبابة بالحرم وحبا له
وهم يعظمون الكعبة ومكة يحجون ويعتمرون وعلى ارث ابراهيم واسماعيل ثم عبدوا ما استحسنوا ولسوما كانوا عليه واستبدلوا

ترجمہ کرتے رہے یہانتک کہ ذو نواس نے ان لوگوں کو یہودی بنالیا اور ان بتوں کی برابر پرستش ہوتی رہی یہانتک کہ جب اللہ تعالی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا تو آپ (غلبہ پاکر) انکے منہدم کرنیکا حکم فرمایا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جہنم میرے سامنے کی گئی تو میں نے عمرو بن لحی کو دیکھا کہ ایک شخص اپنی قصہ سرخ رنگ کر رہا ہے وہ آگ میں اپنی آنتیں گھسیٹتا پھرتا ہے میں نے پوچھا کہ یہ کون شخص ہے تو مجھ سے کہا گیا کہ یہی عمرو بن لحی ہے جس نے سب سے اول بحیرہ اور وصیلہ اور سائبہ اور حام کو نکالا اور حضرت اسمٰعیل کا دین بگاڑا اور عرب کو بت پرستی کی طرف لگایا۔ بتوں کے نام پر بحیرہ کان بہاڑ کو چھوڑتے اور وصیلہ نر و مادہ جننے والی یا دو نر کے بعد تیسری مادہ یا برعکس جنتی توبت کے نام پر چھوڑتے اور اسکی دوسری صورتیں بھی تفسیر میں مذکور ہیں اور سائبہ جیسے سانڈ ہے اور حامی ایک مدت تک نر اونٹ کی جفتی لینے یا لادنے کے بعد بت کے نام پر آزاد کرتے ہشام بن الکلبی نے کہا کہ مجھ سے میرے باپ محمد بن السائب اور دوسروں نے بیان کیا کہ جب اسمٰعیل مکہ میں ساکن ہوئے اور انکی اولاد پیدا ہو کر بڑے ہوئے تو مکہ کے مالک ہو گئے اور وہاں سے قوم عمالقہ کو نکال دیا تو کثرت ہونے سے مکہ میں انکی گنجائش نہ رہی اور باہم ان میں لڑائیاں عداوت واقع ہوئی اور بعض نے بعض کو نکال دیا آخر دوسرے بلاد میں پھیلے اور روزی کی تلاش میں بھی نکلے پھر جس باعث سے انہوں نے اوں بتوں و پتھروں کی پرستش شروع کی یہ ہوا کہ انمیں سے جو کوئی مکہ سے باہر جاتا تو وہ ضرور اپنے ساتھ حرم سے ایک پتھر لیجاتا کیونکہ وہ لوگ حرم مکہ کی تعظیم کرتے تھے تو جہاں کہیں منزل اختیار کرتے وہاں اسی پتھر کو رکھ دیتے اور طواف کعبہ کیطرح اسکا طواف کرتے کیونکہ اسکو متبرک سمجھتے اور اس لئے کہ حرم کو معصوم جانتے اور اس سے محبت کرتے تھے اور باوجود اسکے انمیں مکہ و کعبہ کی تعظیم بدستور باقی رہتی تھی چنانچہ حضرت ابراہیم و اسمٰعیل کی شریعت پر خانہ کعبہ کا حج و عمرہ ادا کیا کرتے تھے پھر رفتہ رفتہ اپنی پسند کے موافق پوجنے لگے اور طریقہ قدیم کو بھول گئے۔ اور دین ابراہیم و اسمٰعیل کے بدلے دوسرا

بدین ابراهیم واسماعیل فیدعا فعبدوا الاوثان وصاروا الی ما کانت علیه الامم من قبلهم واستخرجوا ما کان بعید قوم نوح وفیهم بقایا من عهد ابراهیم واسماعیل یتمسکون بها من تعظیم البیت والطواف به والحج والعمرة والوقوف بعرفة والمزدلفة واهداء البدن والاهلال بالحج والعمرة وکانت نزار تقول اذا اهلت لبیک اللهم لبیک لبیک لاشریک لک الا شریکا هو لک تملکه وما ملک وکان اول من غیر دین اسمعیل فنصب الاوثان وسیب السوائب ووصل الوصیلة عمرو بن ربیعة وهو لحی بن حارثة وهو ابو خزاعة وکانت ام عمرو بن لحی فهیرة بنت عمرو بن الحرث وکان الحارث هو الذی یلی امر الکعبة فلما بلغ عمرو بن لحی نازعه فی الولایة و قاتل جرهم بنی اسمعیل فظفر بهم واجلاهم عن الکعبة ونفاهم من بلاد مکة

ترجمہ: دین ابراہیم کو بدل کر لیا اور بتوں کی پوجا کرنے لگے اور ان کا بھی وہی حال ہوا جو ان سے پہلی امتوں کا حال ہو چکا تھا اور انہوں نے وہ بت نکالے جن کو نوح کی قوم پوجتی تھی اور باوجود اس کے انہیں بعض امور شریعت ابراہیم و اسمٰعیل سے ایسے باقی ہے جنکو نہیں چھوڑا جیسے بیت کی تعظیم و اسکا طواف کرنا حج و عمرہ اور وقوف عرفات و مزدلفہ اور اونٹ وغیرہ قربانی کا ہدیہ بھیجنا اور حج و عمرہ کے لئے تلبیہ کہنا۔ اور قبیلہ نزار کے لوگ جب احرام باندھتے تو تلبیہ اس طرح کہتے لبیک اللھم لبیک لاشریک لک الا شریکا ھو لک تملکہ وما ملک یعنی لبیک الٰہی لبیک تیرا کوئی شریک نہیں ہے سوائے ایسے شریک کے کہ وہ تیرا ہی ہے تو ہی اسکا اور اس کی مملوک چیزوں کا مالک ہے قول سولے ایسے الزیہ فقرہ اپنی طرف سے ملا کر شریک کر لیا۔ پھر سب سے پہلے جس نے دین اسمٰعیلؑ کو بدلا اور بت کدے کئے اور سانڈ چھوڑے۔ اور وسیلہ کی رسم نکالی وہ عمرو بن ربیعہ اور ربیعہ ہی لحی بن حارثہ ہے اور یہی حارثہ قبیلہ خزاعہ کا جد اعلیٰ ہے اور عمرو بن لحی کی ماں کا نام فہیرہ بنت عامر بن الحارث ہے اور یہی حارث خانہ کعبہ کا متولی تھا پھر جب عمرو بن لحی بالغ ہوا تو متولی ہونے میں حارث سے جھگڑا کرنے لگا آخر قبیلہ جرہم نے اور اسمٰعیل سے قتال کیا اور غالب ہو کر انکو کعبہ کے تولی ہونے سے بلکہ بلاد مکہ سے خارج کر دیا +

عہ وفی الباب عن ابی ھریرۃ عند ابن اسحٰق فی المبتدأ والطبرانی فی الصغیر والاوسط وابن ابی شیبۃ والحاکم وابی نعیم فی المعرفۃ وابن عساکر فی التاریخ وابن مردویہ والبیہقی فی الدلائل وابن جریر وابن ابی حاتم وابن عساکر فی التاریخ عن ابن عباس عند ابن اسحٰق

وتولی حجابۃ البیت من بعدھم وحضر الحج فدعا العرب الی عبادتھا فاطاعتہ فاجابہ عوف بن عارۃ بن زنبل
اللات فدفع الیہ ودّا فحملہ وکان بوادی القریٰ بل وملل الجندل وسمی ابنہ عبد ودّ فھو اول من سمی بہ وجعل عوف ابنہ
عامر اسادنا لہ فلم یزل بنوہ یدینونہ حتی جاء اللہ بالاسلام قال الکلبی فحدثنی مالک ابن حارثۃ انہ رای ودا
قال وکان ابو یعیشتی یالکین الیہ فیقول اسقہ اللہ فاشربہ قال ثم رأیت خالد بن الولید بعد کسرہ فجعلہ جذاذا
وکان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعث خالد بن الولید من غزاۃ تبوک لھدمہ فحالت بینہ وبین ھدمہ
بنو عبد ود وبنو عامر فقاتلھم وھدمہ وکسرہ وقتل یومئذ رجلا من بنی عبد ود یقال لہ قطن بن شریح فاقیلت
وھو مقتول وھی تقول ؎ الا تلک المودۃ لا تدوم ۔ ولا یبقی علی الحدثان خمر
ام یشاھقہ روس ۔ ثم قالت یا جامعا لما حشاء ولکبد ۔ یا لیت امک لم تولد ولم تلد ثم اکبت علیہ فنھضت فانت
قال الکلبی فقلت لمالک بن حارثۃ صف لی ودا حتی کانی انظر الیہ قال کان ثمتال رجل کا عظم ما
یکون من الرجال قد تبرای نقش علیہ ۔ کانہ ان منزر بکۃ مشدد علیہ باخری علیہ
سیف قد تقلدہ وقد تنکب قوس

ترجمہ اور بعد ان کے خود خانہ کعبہ کا متولی بن بیٹھا۔ اور جب حج کا موسم آیا تو عمرو بن لحی نے سب عرب کو بتوں کی پرستش کی
ترغیب دلایا پس عوف بن عذرہ بن زید اللات نے اس کا کہنا مان لیا تو اس نے عوف مذکور کو ودّ نام بت عوانہ کیا۔ وہ ود کو
لے گیا اور وادی القرای کے قریہ دومۃ الجندل میں رکھا۔ اور اسی کے نام سے منسوب کر کے اپنے بیٹے عبد ود کا نام رکھا اور یہی
شخص سب سے پہلے اس بت کے نام سے منسوب ہوا اور عوف نے اپنے دوسرے بیٹے عامر کو اس بت کا دربان مجاور مقرر کیا۔
مدت سے اسکی اولاد برابر اس بت کی پرستش کا دین رکھتی آتی یہانتک کہ اللہ تعالے نے اسلام بھیجا۔ کلبی نے کہا کہ مجھ سے مالک
بن حارثہ نے بیان کیا کہ میں نے ود کو دیکھا تھا اور میرا باپ میرے ہاتھ دودھ بھیجا کرتا تھا کہ یہ لیجا کر اپنے معبود کو پلا تو میں اسکو خود پی جاتا
تھا پھر بعد اس کے میں نے دیکھا کہ خالد بن الولید رضی اللہ عنہ نے اسکو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور صورت یہ ہوئی کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے غزوہ تبوک سے خالد بن الولید رضہ کو اس بت کے منہدم کرنے کے لیے روانہ کیا تھا۔ بنو عبد ود کی اولاد اور عامر کی اولاد
نے خالد رضہ کو اس کے توڑنے سے روکا اور مانع ہوئے پس خالد رضہ انسے قتال کر کے اس بت کو منہدم کر کے توڑ دالا۔ اور اس لڑائی
میں خالد نے بنی عبد ود میں سے ایکشخص کو قتل کیا تھا جسکا نام قطن بن شریح تھا تو اسکی لاش پر اسکی ماں یہ کہتی ہوئی دوڑی آئی ؎ کاہ ہیہات کہ الفت
ہمیشہ پائدار نہیں رہتی اور زمانہ میں کوئی نعمت باقی نہیں رہیگی۔ اور پہاڑ بھی بزمانہ زمانہ میں نہیں رہتا اور اسکی مان چوٹی پر بیٹھا ہے۔ پھر اس نے کہا۔
اے میرے دل و جگر کے جمع کرنے والے ہائے کاش تیری مان پیدا نہ ہوتی اور تجھ کو نہ جنتی۔ پھر اس کی لاش پر جھک گئی گر کر
گئی اور زور سے ایک نعرہ مارا اور مر گئی۔ کلبی نے کہا کہ میں نے مالک بن حارثہ سے کہا کہ ود کی صورت کو ایسے معاینہ ظاہر کیجئے کہ گویا میں
اس کو دیکھ رہا ہوں۔ مالک نے کہا کہ ایک مرد کی صورت تھا جو بڑے سے بڑا ہو سکتا ہے۔ اور اس پر دو حلہ بنائے گئے
تھے۔ ایک ازار کی طرح تھا۔ اور دوسرا اوڑھے تھا اور اُدھر سے ایک تلوار لٹکائے اور کندھے پر کمان لگائے ہوئے

وبين يديه حربة فيها لواؤ وقصبة فيها نبل يعني جعبة قال واجابت عمرو بن لحي مضر بن نزار فدفع الى رجل من هذيل يقال له الحارث بن تميم بن سعد بن هذيل بن مدركة بن الياس بن مضر سواعاً فكان بارضي يقال لها رهاط بطن نخلة بعبة من يليه من مضر **فقال رجل من العرب** تراهم حول قبلتهم عكوفا كما عكفت هذيل على سواع ؛ يقبل اجنابه صوب لديه ؛ غنائم من ذخائر كل راع ؛ واجابته فدفع الى انعم بن عمرو المرادي يغوث وكان بالجرف بالمكة بازاء بعبة فدفع ومن والاها واجابته همدان فدفع الى مالك بن مرثد بن خثم يعوق وكان بقرية يقال له خيوان بعبة همدان ومن والاها من اليمن واجابته حمير فدفع الى رجل من ذي رُعَيْن يقال له معدي كرب صنعة لمن صنعه وما خيل اليهم من الاصنام تشفع فحال ليس فيه شبهة تتعلق بها **ذكر تلبيس ابليس على عابدي النار والشمس والقمر** قال المصنف قد لبس ابليس على جماعة فحسن عبادة النار وقال الجوهر انه لا يستغني العالم عنه ومن ههنا زين عبادة الشمس وذكر ابو جعفر بن جرير الطبري انه لما قتل قابيل هابيل وهرب من ابيه آدم الى اليمن اتاه ابليس فقال له ان هابيل انما قبل قربانه واكلته النار لانه كان يخدم النار ويعبدها

ترجمہ اور آگ کے ایک نیزہ بطور جھنڈے کے لئے ہوئے تھا اور ترکش میں تیر تھے۔ کلبی رح نے کہا کہ مضر بن نزار نے بھی عمرو بن لحی کا کہنا مان لیا تو اس نے ہذیل کے ایک شخص کو جسکا نام حارث بن تمیم بن سعد بن ہذیل بن مدرکہ بن الیاس بن مضر تھا ایک بت دیا جسکو سواع کہتے تھے اور وہ بطن نخلہ کی زمین رھاط میں تھا اور اس کے قرب وجوار کے مضر اسکی عبادت کرتے تھے چنانچہ عرب کے ایک شاعر کے اشعار سے ظاہر ہوتا ہے ؎ تو انکو دیکھے کہ اپنے قبیلہ کے گرد عبادت میں ایسے جھکے ہیں جیسے ہذیل کے لوگ سواع کے گرد جھکے رہتے تھے ، ہمیشہ اسکی درگاہ پر انبار دیکھو۔ کہ ہر ایک راعی کے ذخیرہ کے نفائس ہیں پھر ایک نے کہا کہ مُذحِج نے بھی اسکا کہنا مانا تو کیا تو اس نے اَنعُم بن عمرو المرادی کو وہ بت دیا جس کا نام یغوث تھا یہ ایک پہاڑ تھا اور مذحج اس کے حلیف تھے میں اس بت کی پرستش کیا کرتے تھے۔ اور ھمدان نے اسکا کہنا مان لیا تو اس نے مالک بن یزید بن جشم کو وہ بت دیا جس کا نام یَعُوق تھا وہ ایک گاؤں میں رکھا گیا جس کا نام خیوان تھا اسکو قبیلہ ہمدان واسکے یمنی حلیف پوجا کرتے تھے۔ قبیلہ حمیر نے اسکا کہنا مانا تو اس ذی رُعَین کے ایک شخص کو جسکا نام معدیکرب تھا ایک ساختہ بت دیا جو اسکا بنا ہوا نہ تھا۔ پہر بت پرستوں کے خیال میں جو یہ اعتقاد جم گیا ہے کہ بت ہماری سفارش کیا کرتے ہیں تو یہ محض خیال ہے جس میں کوئی مناسبت بھی بتوں کے ساتھ نہیں ہے ؛

آگ وسورج وچاند پوجنے والوں پر ابلیس کی تلبیس کا بیان مصنف نے کہا کہ ایک جماعت پر ابلیس نے تلبیس سے یہ جمایا۔ کہ آگ کی عبادت کریں اور کہا کہ آگ ایسا جوہر ہے کہ عالم کو اس سے چارہ نہیں یعنی عالم کے لئے یہ ضروری ہے اور اسی سے آفتاب کی پوجا بھی رچائی۔ امام ابو جعفر بن جریر الطبری نے ذکر کیا کہ جب قابیل نے ہابیل کو قتل کیا اور اپنے باپ آدم علیہ السلام کے پاس سے بھاگ کر یمن کو چلا گیا۔ تو ابلیس نے اس کے پاس آکر کہا۔ کہ ہابیل کا نذرانہ اس جہت سے قبول ہوا۔ اور آگ نے اس کو کھا لیا ؛

فانضبلت نتنا دا تکون لك ولعقبك فبنى بيتا نار فهو اول من نصب النار وعبدها **قال الجاحظ** وجاء زراد شت من بلخ وهو صاحب المجوس فادعى ان الوحى ينزل عليه على جبل سيلان فدعا اهل ملك النواحى البادية الذين لا يعترفون الا البرد وافترى بانهم بعثت الا الى اهل الجبال فقط وشرع لاصحابه التوضى بالابوال وغسيان الامهات وتعظيم النيران مع امور سخيفة **قال** ومن قول زراد شت كان الله وحده فلما طالت وحدته فكر فتولد من فكره ابليس فلما مثل بين يديه اراد قتله فامتنع منه فلما رآى امتناعه ادعى الى ملأ وقد نبى عابد وللنار لها بيوتا كثيرة **قال** من رسم لها بيتا افريدون فاتخذ لها بيت بطرسوس واخر ببخارا واتخذ لها بميمن بيتا بسجستان واتخذ لها بيت ابوقباذ بناحية بخارا وبنيت بعد ذلك بيوت كثيرة وكان زراد شت قد وضع نارا زعم انها جاءت من السماء فاكلت قربانهم وذلك انه بنى بيتا وجعل فى وسطه مرآة ولف القربان فى حطب وطرح عليه الكبريت فلما استوت الشمس فى كبد السماء قابلت كوة فى جعلها فى ذلك البيت فدخل شعاع الشمس فوقع على المرآة فانعكس على الحطب فوقعت فيه النار فقال لا تطفئوا هذه النار **فصل قال المصنف** وقد حسن بليس لكم قوم

ترجمہ کہ وہ آگ کی خدمت کرتا تھا اور اس کو پوجتا تھا اب تو بھی آگ سپاکر تو آیندہ تیرے لئے اور تیری اولاد کے لئے وہ کارساز ہوگی۔ پس اس نے ایک آتشخانہ بنایا اور آگ کو پوجنے لگا **جاحظ** نے بیان کیا کہ **زراد شت** جس کو مجوسی اپنا پیغمبر مانتے ہیں وہ بلخ سے آیا۔ اور دعوی کیا کہ وہ کوہ سیلان پر تھا وہاں اسپر وحی نازل ہوئی اور یہ ممالک بہت سردہیں وہاں کے لوگ سوائے سردی کے کچھ نہیں جانتے ہیں اور اقرار کیا کہ وہ فقط ان پہاڑیوں کے سوائے کسی کی طرف پیغمبر کرکے نہیں بھیجا گیا ہے اور جن لوگوں نے اسکو مانا اُن کے لئے اس نے ایسے قبیح امور سے شرع متعدد کی جیسے اقسام پیشاب سے وضو کرنا اور ماؤں (بیٹیوں و بہنوں) سے وطی کرنا اور آگ کی پوجا کرنا وغیرہ اور زراد شت مذکور کے اقوال میں سے یہ ہے کہ اللہ اکیلا تھا جب تنہائی کو مدت دراز گذر گئی تو اُسنے غور و فکر کرکے ابلیس کو بنایا جب ابلیس اس کے روبرو آیا تو خدا نے اس کو قتل کرنا چاہا ابلیس نے روکا اور مانع ہوا تو جب خدا نے دیکھا کہ وہ قابو میں نہیں آتا ہے تو ایک مدت کیلئے اس سے صلح کرلی۔ **واضح** ہو کہ آتش پرستوں نے آگ کی پوجا کرنے کے لیے بہت سے آتشخانے بنائے چنانچہ سب سے اول افریدوں نے آگ کی پوجا کے لئے طرسوس میں آتشخانہ بنایا اور دوسرا بخارا میں بنایا اور برہمن نے سیستان میں بنایا اور ابوقباد نے نوبخار اپنے نام پر اور اسکے بعد بکثرت آتشخانے بنائے گئے اور زراد شت نے ایک آگ رکھی تھی جسکی نسبت وہ مدعی تھا کہ یہ آسمان سے اتری ہے اور اسی نے ان کے مذہب کی بنا ڈالی ہے اور اسکی صورت یہ ہوئی کہ اس نے ایک حلقہ بنایا اور اسکے درمیانمیں ایک شیشہ نصب کیا اور مذبانہ کا جانور ایک لکڑی پر لٹکایا جسپر گوبر لگا ہوا تھا جب ٹھیک دوپہر کو سورج سر پر آیا اور چھت کے روشندان سے سورج کی کرن اس شیشہ پر پڑی تو گوبر کی تیزی سے لکڑی میں آگ لگی۔ زراد شت نے کہا کہ اب تم لوگ اس آگ کو بجھنے نہ دینا +

فصل مصنف نے کہا کہ ابلیس نے چند اقوام کے خیال میں + + +

عبادة القمر ولآخرين عبادة النجوم قال ابن قتيبة كان قوم في الجاهلية عبدوا الشعرى العبور وفتنوا بها وقربوا لها الموضع المشابهة على زعمهم وقيل لبعضهم ان الكواكب ولا سيما اقرب الاجسام الى الخالق فعظموها وقربوا لها ثم عبدوا الاصنام وبنى جماعة من القدماء بيوتا لكي تكون للاصنام فمنها بيت على اثنين جبل باصفهان فيه اصنام اخرجها بساسريل تجشم جعله بيت نار والبيت الثاني والثالث في ارض الهند والرابع بمدينة بلخ بناه بشوشهر فلما ظهر الاسلام خربه اهل بلخ والخامس بيت بصنعاء بناه الضحاك على اسم الزهرة فخربه عثمان بن عفان والسادس بناه قابوس الملك على اسم الشمس بمدينة زغاذ فخربه المعتصم وذكر يحيى بن بشر بن عمير النهاوندي ان شرقا الهند وضعها لهم رجل يقال له برهمن ووضع لهم اصناما واعجل بيوتهم بيتا بالملتان وهي مدينة من مدائن السند جعل فيها اصنامهم الاعظم الذي هو يضاهي الهيولى الاكبر وهذه المدينة فتحت في ايام الحجاج واراد قلع الصنم فبذلوا له ان تركهم ولم يقلعه جعلنا لك ثلث ما يجمع لنا من المال فامر عبد الملك بن مروان بتركه فالهند يجبى اليه من الفي فرسخ ولابد للحاج ان يحمل معه دراهم على قدر ما يمكنه من مائة

جبل بها

استاپ

ترجمہ چاند کی پوجا پرچائی اور دوسروں کے خیال میں ستاروں کی پرستش اچھی دکھلائی ابن قتیبہؒ نے کہا کہ اسلام سے پہلے جہالت کے زمانہ میں ایک قوم نے ستارہ شعریٰ العبور کو پوجا اور اس کی وجہ سے فتنہ میں پڑے اور اس کے واسطے دو نذرانہ چڑھایا جس کو اپنے زعم میں اس کے مشابہ سمجھے بعض کے خیال میں یہ سمجھا کہ ستارے اور آسمان بہ نسبت دیگر اجسام کے خالق سے زیادہ نزدیک ہیں اس خیال پر ان چیزوں کی تعظیم کرنے لگے اور ان کے لئے چڑھاوے چڑھانے لگے پھر ان کے نام کے بت بنائے اور بہت سے پرانے زمانہ کے لوگوں نے بتوں کے واسطے گھر بنائے تھے از انجملہ اصفہان میں پہاڑ کی چوٹی پر ایک گھر تھا جس میں بت رکھے تھے پھر جب بساسب مجوسی ہوگیا تو اس نے اسکو آتشخانہ بنایا دوم دوسرا گھر سندستان میں تھے اور چہارم شہر بلخ میں تھا جسکو بشوشہر نے بنایا تھا پھر جب اسلام کا غلبہ ہوا تو بلخ کے مسلمانوں نے اسکو خراب کر ڈالا پنجم بتخانہ شہر صنعا میں تھا جسکو ضحاک نے زہرہ ستارے کے نام پر بنایا تھا اسکو عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے برباد کر دیا۔ ششم شہر زغاذ میں قابوس شاہ نے آفتاب کے نام پر بنایا تھا۔ جسکو خلیفہ معتصم عباسی نے اجاڑ دیا یحیی بن بشیر بن عمیر نہاوندی نے لکھا ہے کہ ہندوستان کا برہمان کے لوگوں کو لئے ایک شخص نے بنایا تھا جس کو یہ برہمن کہتے ہیں اور انکے لئے بت بنائے اور سب سے بڑا بتخانہ اس نے ملتان میں بنایا تھا اور یہ سندھ کے شہروں سے بڑا شہر تھا اسی بتخانہ میں ان کا سب سے بڑا بت تھا جو ہبولائے اکبر کی صورت پر بنایا تھا (یعنی اپنے خیال کے موافق) اور حجاج ثقفی کے زمانہ میں یہ شہر فتح ہوا اور مسلمانوں نے چاہا کہ اس بت کو توڑ دیں تو مجاوروں و متولیوں نے کہا کہ اگر تم اسکو باقی رکھو تو جس قدر اس کا چڑھاوا آتا ہے اس کا تہائی ہم تم کو دیں گے۔ پس سپہ سالار نے حجاج کو لکھا اس نے خلیفہ عبد الملک بن مروان کو لکھا اس نے حکم دیا کہ اچھا باقی رکھو۔ پس دو ہزار فرسخ سے اس بت کا حج کرنے آتے۔ اور [illegible] حاجی کے لئے یہ شرط تھی۔ کہ اسکے نذرانہ کے لئے سو روپیہ [illegible]

الی عشرۃ الاف لا یکون اقل من ھذا ولا اکثر ومن لم یحمل معہ ذلک لم یتم حجہ فیلقیہ فی صندوق عظیم
ھناک ویطوفون بالصنم فاذا ذھبوا اقسم ذلک المال فثلثہ للسلم وثلثہ لعمارۃ المدینۃ وخصوصا
وثلثہ لسدنۃ الصنم ومعالجہ قال المصنف قلت انظر کیف تلاعب الشیطان بھؤلاء وذھب بعقولھم
فحتوا بایدیھم ما عبدوہ ولما احسن ما عاب الحق عز وجل اصنامھم فقال الھم ارجل یمشون بھا ام لھم ایدٍ
یبشطون بھا ام لھم اعین یبصرون بھا ام لھم اذان یسمعون بھا وکان الاشارۃ الی ان العبد ای انتم تمشون وتبطشون و
تبصرون وتسمعون والاصنام عاجزۃ عن ذلک وھی جماد وھم حیوان فکیف عبد التام الناقص ولو تفکروا
لعلموا ان لا الہ یصنع الاشیاء ولا یصنع ویجمع ویبسر مجموع وتقوم الاشیاء بہ ولا یقوم بھا وکان من ذلک الاصنام ذو الخلصۃ وکانت تعظمھا
لھا خثعم وبجیلۃ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لجریر الا تکفینی ذا الخلصۃ فوجہ الیہ فسار الیہ باحمس فقاتلتہ خثعم
باھلہ فظفر بھم وھدم بنیان ذی الخلصۃ واضرم فیہ النار وذو الخلصۃ الیوم عتبۃ باب مسجدہ

ترجمہ سے دس ہزار تک کے درمیان جس سے ہو سکے ندر چڑھاوی اور اس سے کم یا زیادہ نہیں ہو سکتا تھا اور جو کوئی استقدر ندرانہ
نہیں لایا تو اس کا حج پورا نہ ہوگا پھر جو کوئی مال لیئے ہوئے درشن کو آتا وہ مال پہلے ایک بڑے صندوق میں ڈال دیتا جو وہاں رکھا تھا
بہت کا طواف کرتا جب درشنی لوگ چلے جاتے تو وہ صندوق کھولا جاتا اس میں سے تہائی مال مسلمان کا حق تھا اور ایک تہائی
اس شہر کی قلعہ جات وغیرہ کی مرمت میں خرچ ہوتا اور باقی ایک تہائی اس کے مجاوروں وخدمتیوں کا حق تھا مصنف کہتے ہیں
کہ ذرا غور کرو کہ کس طرح ان لوگوں کو شیطان نے اپنا مسخرہ بنایا اور انکی عقلیں گم کیں کہ جس چیز کو اپنے ہاتھوں سے گڑھا تھا اسی کی
پوجا کرنیلگے اور اللہ تم فرماتا ہے مسخرہ بنکے بتوں کی بہت اچھی مذمت فرمائی ہے بقولہ تعالی الھم ارجل یمشون بھا ام لھم ایدٍ یبطشون بھا ام لھم
اعین یبصرون بھا ام لھم آذان یسمعون بھا یعنی کیا ان بتوں کی پاؤں ہیں جن سے چلتے ہیں یا انکی ہاتھ ہیں کہ جن سے گرفت کرتے ہیں یا انکی آنکھیں
ہیں جن سے دیکھتے ہیں یا انکے کان ہیں جن سے سنتے ہیں (۱۲) بت پرستوں کی طرف اشارہ ہے یعنی تم لوگ پیروں سے چلتے ہاتھوں سے
گرفت کر سکتے ہو اور دیکھتے وسنتے ہیں اور یہ تمہارے بت تو ان سب باتوں سے عاجز ہیں اور یہ بیجان جماد ہیں اور تم لوگ بیجان جاندار ہو
تو بھلا کہاں پوری خلقت کے جاندار نے ناقص جمادات کو اپنا معبود بنایا ہے اور اگر بت پرست ذرا غور کرتے تو استقدر ضرور جان لیتے کہ
معبود خدا تو چیز وں کا بنانے والا ہوتا ہے اور وہ خود نہیں بنایا جاتا ہے اور وہی بیع کرتا ہے وہ خود نہیں جمع کیا جاتا اور کل اشیا کا قیام
اسی کی قدرت سے ہوتا ہے اس کو کوئی قائم نہیں کر سکتا تو اللہ تعالی کی پرستش کرنا چاہیے جو سب صورت سے کامل ہے نہ کہ ایسوں کی
کچھ قدرت نہیں اور انہیں بتوں میں سے ذوالخلصہ تھا اور خثعم اور بجیلہ کی تعظیم کرتے تھے پس فرمانی بڑھا تو تم تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جریر بن عبداللہ بجلی رضی اللہ عنہ
سے فرمایا کہ تو مجھ اس ذی الخلصہ سے کفایت نہیں کرتا پس جریر نے سوار ان احمس (۱۵۰) لے کر روانہ ہوئے تو خثعم و باہلہ دونوں
قبیلوں نے جریر رضہ کو روکا اور جریر رضہ نے مقابلہ میں ان کو بھگا دیا۔ اور ذی الخلصہ کی عمارت میں آگ لگا دی۔ اور
منہدم کر ڈالی اور ذی الخلصہ اب مسجد

تبالہ وکان لاوس صنم یقال لہ الکعبین فلما اسلموا بعث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الطفیل بن عمرو فحرقہ و
کان لبنی الحارث بن یشکر صنم یقال لہ ذو الشری وکان لقضاعۃ ولخم وجذام وعاملۃ وغطفان صنم فمشلل
الشام یقال لہ الاقیصر وکان لمزینۃ صنم یقال لہ بہم وبہ کانت تسمی عبدتہم وکان لعنزۃ صنم یقال لہ
سعیر وکان لطی صنم یقال لہ الفلس وکان لاھل کل دار من مکۃ صنم فی دارہ یعبدونہ فاذا اراد
احدھم السفر کان آخر ما یصنع فی منزلہ ان تیمسح بہ فاذا قدم من سفرہ کان اول ما یصنع اذا دخل منزلہ ان تیمسح بہ وفیہم من
اتخذ بیتا ومن لم یکن لہ صنم ولا بیت نصب حجرا مما استحسن ثم طاف بہ وسموھا الانصاب وکان الرجل اذا سافر فنزل منزلا
اخذ اربعۃ احجار فنظر الی احسنھا فاتخذہ ربا وجعل ثلاثۃ اثافی لقدرہ واذا ارتحل ترکہ فاذا نزل منزلا آخر فعل
مثل ذلک ولما ظھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی مکۃ دخل المسجد والاصنام منصوبۃ
حول الکعبۃ فجعل یطعن بسیبۃ قوسہ فی عیونھا ووجوھھا ویقول جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقا
ثم امر بھا فکفئت علی وجوھھا اخرجہ من المستدرک وعن ابن عباس

ترجمہ بتالہ کو جو کہ ہے (یعنی اس بت کو چھوٹا بنا دیا گیا) اور قبیلہ دوس کا ایک بت تھا جسکو ذو الکعبین کہا کرتے تھے جب وہ لوگ
اسلام لائے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے طفیل بن عمرو (ذی النور الازدی) کو بھیجا انہوں نے اس کو جلا دیا اور بنی حارث بن یشکر کا ایک
بت تھا جس کو ذو الشری کہتے تھے اور قضاعہ ولخم وجذام وعاملہ وغطفان کا ایک بت ملک شام کے مشرقی حصہ میں تھا اسکو
اقیصر کہتے تھے اور مزینہ کا ایک بت بنام بہم تھا اور اسی کے نام پر اس کے پوجنے والوں کے نام لئے جاتے تھے۔ اور قبیلۂ عنزہ
کے بت کا نام سعیر تھا اور قبیلہ طی کے بت کو فلس کہتے تھے اور مکہ کے ہر خاندان میں ایک ایک بت رہتا تھا اس کو اسی خاندان والے پوجتے
تھے اور جب اس خاندان والوں میں سے کوئی سفر کو جانا چاہتا تو سب سے پہلے کام اس کا یہ تھا کہ اس بت کو چھوئے اور جب سفر سے آتا تو سب سے
پہلے اس خاندان میں داخل ہو کر یہ کام کرتا کہ اس بت کو چھوتا بعض ان میں ایسے تھے کہ انہوں نے بت کا گھر بنایا تھا یعنی بت کی
کوٹھری بنا رکھا تھا اور بعض جس کے پاس کوئی مورت نہ تھی اس نے اپنی نظر سے کوئی اچھا پتھر ہی تلاش کر کے رکھ لیا تھا پھر اس کا
طواف کیا اور مشرکین انکو انصاب کہتے تھے اور جب کوئی مشرک سفر کو جاتا اور کسی منزل پر اترتا تو چار پتھر تلاش کر کے لاتا ان میں
سے جو پتھر اس کو اچھا معلوم ہوتا اس کو اپنا رب بنا لیتا اور باقی سے اپنی ہانڈی کا چولھا بنا لیتا اور جب وہاں سے کوچ کرتا تو اسکو چھوڑ جاتا
پھر جب دوسری منزل پر اترتا تو وہاں بھی ایسا ہی کرتا اور جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مکہ پر غالب ہوئے تو مسجد الحرام میں گئے
وہاں خانہ کعبہ کے گرد مورتیں رکھیں تھیں اور آپ کمان کی نوک سے انکی آنکھوں و چہروں پر چبھوتے جاتے اور یہ کہتے جاتے جاء الحق وزھق
الباطل ان الباطل کان زھوقا۔ یعنی حق آگیا اور باطل مٹا اور باطل تو ہمیشہ ہی نیست ہوتا ہے۔ ،، پھر حکم فرمایا تو سب بت اوندھے
گرائے گئے پھر مسجد سے نکلوا کر پھونک دے گئے ف بعض کتب السیر میں ہے کہ جس بت کیطرف اشارہ کرتے وہ اوندھا
گر جاتا تھا۔ اور یہ اقرب ہے اگرچہ اسناد میں کچھ کلام ہے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

قال فی زمان یرد عبدۃ الاصنام ورجع من رجع عن الاسلام **وعن** مھدی بن میمون قال سمعت ابا رجاء العطاردی یقول لما بعث النبی صلی اللہ علیہ وسلم فسمعنا بہ لحقنا بمسیلمۃ الکذاب لحقنا بالنار قال وکنا نعبد الحجر فی الجاھلیۃ فاذا وجدنا حجرا ھو احسن منہ نلقی ذاک ونأخذ ھذا فاذا لم نجد حجرا جمعنا حثیۃ من تراب ثم جئنا بغنم فحلبنا ھا علیہ ثم طفنا بہ **وعن** ابی رجاء العطاردی قال کنا نعد الی الرمل فنجمعہ ونحلب علیہ ثم نعبدہ وکنا نعد الی الحجر الابیض فنعبدہ زمانا ثم نلقیہ **وعن** ابی عثمان النھدی یقول کنا فی الجاھلیۃ نعبد حجرا فسمعنا منادیا ینادی یا اھل الرحال ان ربکم قد ھلک فالتمسوا ربا قال فخرجنا علی کل صعب وذلول فبینما نحن کذلک نطلب اذ نحن بمنادی ینادی انا قد وجدنا ربکم او شبھہ قال فجئنا فاذا نحن بحجر فنحرنا علیہ الجزور **وعن عمرو بن عتبۃ** قال کنت امرأ ممن یعبد الحجارۃ فنزل الی لبس معھم الٰہ فیخرج الرجل منھم فیاتی باربعۃ احجار فینصب ثلثۃ لقدرہ ویجعل احسنھا الٰھا یعبدہ ثم لعلہ یجد ما ھو احسن منہ قبل ان یرتحل فیترکہ ویاخذ غیرہ **وسئل** سفیان بن عیینۃ کیف عبدت العرب الحجارۃ والاصنام فقال اصل عبادتھم الحجارۃ والاصنام

یزید

کثیر

عیینۃ

ترجمہ کہ ایک زمانہ آویگا کہ بت پرست لوگ لوٹ آوینگے اور جو پھرنے والے ہین دین اسلام سے پھر جائینگے **مھدی** بن میمون نے کہا کہ مین نے ابو رجاء العطاردی سے سُنا وہ کہتے تھے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے ہم نے آپ کی بعثت کی خبر سنی پھر مسیلمہ کذاب سے ملے تو آگ مین پڑے اور ابو رجاء نے بیان کیا کہ ہم لوگ زمانۂ جاہلیت مین پتھرون کو پوجا کرتے تھے۔ پھر جب ہم ایک پتھر سے بہتر دوسرا پتھر خوبصورت پاتے تو پہلے پتھر کو پھینک دیتے اور دوسرے کو پوجنے لگتے تھے اور جب ہم کسی مقام پر پتھر نہ پاتے تو ریگ کا تودہ جمع کرلیتے اور ایک بھیڑ لاکر اُسپر کھڑی کرکے دوہان اسکا دودہ دوہ دیتے پھر اُس تودہ کے گرد طواف کیا کرتے **ابو** رجاء العطاردی سے مروی ہے کہ ہم بالو لیکر اسکو جمع کرکے اوسپر دودہ دوہ دیتے پھر اُسکو پوجتے اور سپید پتھر لیکر ایک مدت تک اُسکو پوجتے پھر اسے پھینک دیتے **ابو** عثمان النھدی سے روایت ہے کہ ہم لوگ زمانہ جاہلیت مین پتھر پوجتے ایکدفعہ ہم نے سنا کہ ایک پکارنیوالا پکارتا ہے کہ اے قوم والو تمہارا رب تباہ و ہلاک ہوگیا ہے اب کوئی دوسرا رب تلاش کرو۔ تو ہم لوگ نکلکر ہر طرف اونچے نیچے میدانمین ڈھونڈھنے پھرتے تھے کہ اتنے مین ایک پکارنے والے نے آواز دی کہ ہم نے تمہارا رب پایا ہی (یا اسیطرح کوئی اور لفظ کہا) پھر ہم لوگ لوٹ آئے تو دیکھا کہ ایک پتھر پایا ہی پھر اوسپر اونٹونکی قربانی کی گئی **ف** ابو رجا العطاردی و ابو عثمان دونون کہتے تھے **عمرو** بن عتبہ نے کہا کہ مین بھی اُن ہی لوگون مین تھا جو پتھر پوجتے تھے پھر جب گروہ خانہ بدوش جاکر کہین (پانی پر) اترتا اور انکے ساتھ معبود (پتھر) نہین ہوتا تو آدمی الفین سے نکلجاتا اور چار پتھر لاتا پہلے تین پتھر دنسو ہانڈی کا چولھا بناتا اور چوتھا پتھر جو سب سے اچھا ہوتا اُسکو معبود بنا کر رکھتا اسکی پوجا کرتا پھر جس پانی پر سے اوٹھنے کا زمانہ ہوتا اُسی پانی پر سے اوٹھتا پھر کبھی زمانہ مین شاید وہ کبھی اُس سے خوبصورت پتھر پایا جاتا تو پہلے پتھر کو پھینک دیتا اور دوسرے کو معبود بنالیتا **سفیان** بن عیینہ سے پوچھا گیا۔ کہ عرب کے پتھرون اور بتون کی پوجا کیونکر شروع کی تو فرمایا کہ وہ لوگ اصل مین پتھرون کی عبادت کیا کرتے تھے اور اس کی وجہ یہ ہوئی۔

یزید مین زیادہ بھولے گے

قالوا البیت حجر فحیث ما نصبنا فھو بمنزلۃ البیت **وقال** ابو معشر کان کثیر من اھل الھند یعتقدون الربوبیۃ و یقرون ان للہ تعالٰی ملائکۃ الا انھم یعتقدون نہ صورۃ کاحسن الصور وان الملائکۃ اجسام حساسۃ وانہ و ملائکتہ محجبون فی السماء وانخذوا اصناما علی صورۃ اللہ عندھم وعلی صورۃ الملائکۃ تعبدھا **ابو کبشۃ** الذی کان المشرکون ینسبون رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اول من الشعری وقال قطعت السماء عرضا فجمع غیرھا فعبدوھا وخالفہ قریشا فلما بعث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ودعا الی عبادۃ اللہ وترک الاوثان قالوا ھذا ابن ابی کبشۃ ای شبیہ و مثلہ فی الخلاف کما قال بنو اسرائیل لزعیم یاتھا رواٰی یاشبیہ ھارون فی الصلاح وھا شعریتان احدھما ھذہ والشعری الاخری ھی الغمیضاء وھی تقابلھا وبینھما المجرۃ والغمیضاء من الذرع المبسوط وبنجم الاسد تلک فی الجوزاء وزین ابلیس للاخرین من عبادۃ الملائکۃ قالوا ھی بنات اللہ تم عما یقولون علوا کبیرا وزین للاولین عبادۃ الخیل والبقر وکان السامری من قوم یعبدون البقر فلھذا صاغ عجلا وجاء فی التفسیر انہ فرعون کان یعبد تیسا وابلیس فی ھؤلاء من عمل فکرہ ولا استعمل عقلہ فی تدبیر ما یفعل **قال** المصنف انظر کیف تلاعب الشیطان ھؤلاء وتعب بعقولھم فحتوا بایدیھم ما عبدوہ وما الحسن ما عاب الحی عز وجل علیھم اصنامھم فقال الھم ارجل یمشون بھا ام لھم ایدیبطشون بھا ام لھم اعین یبصرون بھا ام لھم اذان یسمعون بھا وکان الاشارۃ الی انکم تعشون ویبطشون ویبصرون وتسمعون والاصنام عاجزۃ عن ذالک وھی جماد وھم حیوۃ فکیف یعبد التام الناقص ولو تفکروا العلم ان الکامل لا یصنع الاشیاء والا یصنع ویجمع ولیس یجمع یوم من اشیاء یہ ولا یقوم بھا وانما ینبغی ان یعبد امن لھا کمال من کل الوجوہ

ترجمہ کہ انہون نے کہا بیت اللہ پتھر ہے تو ہم جہان کہین کوئی پتھر رکھ لین وہی بمنزلہ بیت اللہ کے ہوجاویگا **ابو معشر** نے کہا کہ بہت سے ہندو ان کا اعتقاد یہ ہے کہ رب بیشک ہی اور یہ بھی اقرار کرتے ہین کہ اللہ تعالٰی کے ملائکہ بھی ہین لیکن وہ لوگ اللہ کو سب سے اچھی صورت تصور کرتے ہین اور ملائکہ کو بھی خوبصورت اجسام بیان کرتے ہین اور کہتے ہین کہ خدا اور ملائکہ نے آسمان مین مخلوق سے پوشیدگی کرلی ہی اور اپنے نزدیک خدا کی صورت پر بت بنائے اور ملائکہ کی صورتون کے بت بنائے اور اُن کی پوجا کرتے ہین **ابو کبشہ** جسکی نسبت کرکے رسول اللہ صلعم کو مشرکون کے ابن ابی کبشہ کہا کرتے تھے وہ پہلا شخص ہی جس نے شعری کو پوجا اور کہا کہ یہ ستارہ آسمان کو چوڑان مین کاٹتا ہے اور سوا اس کے کوئی ستارہ اس عرض مین نہین کرتا اس خیال پر اس کو پوجنا شروع کیا اور قریش کے خیالات سے مخالف ہوا لہذا جب رسول اللہ صلعم مبعوث ہوئے اور لوگون کو اللہ وحدہ لاشریک کی عبادت کی طرف بلایا اور کہا کہ تمون کو چھوڑ دو تو قریش نے کہنا شروع کیا کہ یہ بھی ابو کبشہ کا بیٹا ہی یعنی جیسے ابو کبشہ نے ہم سے مخالفت کی اسی طرح اسنے مخالفت کی اور بنی اسرائیل نے اسی محاورہ کے موافق حضرت مریم کو اخت ہارون کہا تھا یعنی ہارون کی طرح نیک بخت صالح ہے جانتا تھا کہ شعری دو ہین ایک یہی شعری عبور ہی اور دوسرے کو شعری غمیضاء کہتے ہین وہ اسکے مقابل ہے اور دونون کے درمیان مین مجرہ (ثریا) ہے اور غمیضاء برج اسد مین ذراع مبسوط ہے اور یہ شعری بُرج جوزا مین ہے **ابلیس** نے دیگر قومون پر فرشتون کی پوجا رچائی اور انہون نے فرشتون کو خدا کی بیٹیان کہا تعالی اللہ عما یقولون علوا کبیرا اور شیطان نے ایک اور قوم پر گھوڑے و گائے کی پوجا رچائی اور **سامری** گائے پوجنے والون مین سے تھا لہذا اُس نے گوسالہ بنایا تھا اور تفسیر مین آیا ہی کہ فرعون بھی بیندھا پوجتا تھا ان احمقون مین کوئی ایسا نہ ہوا جسنے فکر و عقل سے کچھ کام لیا ہو ف بعض نسخون مین یہان مصنف کا وہ قول مذکور ہی جو اوپر گذرا کہ دیکھو کیونکر شیطان نے انکو اپنا مسخرہ بنایا +

صحیح اور

ذکر تلبیسہ علی الجاھلیۃ قال المصنف قد ذکرنا کیف
لبس ابلیس علیھم فی عبادۃ الاصنام ومن اقبح تلبیسہ علیھم فی ذلک تقلید الاباء من غیر
نظر فی دلیل کما قال اللہ عزوجل واذا قیل لھم اتبعوا ما انزل اللہ قالوا بل نتبع ما الفینا علیہ اٰباءنا
اولو کان اٰباؤھم لا یعقلون شیئا ولا یھتدون ای المعنی یتبعونھم ایضا وقد لبس علی طائفۃ
منھم فقالوا بمذاھب للدھریۃ وانکروا الخالق وجحدوا البعث وھؤلاء الذین قال اللہ تعالٰی فیھم ما ھی الا حیاتنا
الدنیا نموت ونحیا وما یھلکنا الا الدھر وعلی اٰخرین منھم فاقروا بالخالق لکنھم جحدوا الرسل والبعث
وعلی اٰخرین فزعموا ان الملائکۃ بنات اللہ واما لٰ اٰخرین منھم الی مذھب الیھود والنصاریٰ وا
اٰخرین الی مذھب المجوس وکان ھذا فی بنی تمیم منھم زرارۃ بن حدس التمیمی وابنہ حاجب ومنکان

ترجمہ اسلام سے پہلے زمانہ جاہلیت والونپر ابلیس کی تلبیس کا بیان

مصنف رحمہ اللہ کہتا ہے بیان کرویا کہ ابلیس نے کیونکر ان لوگون پر بت پوجنے مین تلبیس کی۔ اور سب سے بڑا اس معاملہ مین اُس کی تلبیس ان لوگون پر یہ تھی کہ بغیر دلیل کے بے سوچے سمجھے اپنے باپ دادون کی تقلید کرتے تھے چنانچہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا واذا قیل لھم
اتبعوا ما انزل اللہ قالوا بل نتبع ما الفینا علیہ اٰباءنا اولو کان اٰباؤھم لا یعقلون شیئا ولا یھتدون
یعنی جب اُن لوگون سے کہا جاوے کہ جو اللہ تعالےٰ نے اُتارا ہے۔ اُسکی پیروی کرو۔ تو کہین کہ نہین بلکہ ہم تو اُسی
راہ چلے چلے گین۔ جس پر ہم نے اپنے باپ دادون کو پایا ہے تو کیا باپ دادون کی تقلید پر اڑے رہینگے۔ اگرچہ ان کے
باپ دادے نہ کچھ سمجھتے اور نہ راہ پاتے تھے ۔ اور ان مین سے ایک گروہ پر شیطان نے ایسی تلبیس کی کہ دہریہ کے طریقہ
اختیار کریا اور خالق اور مخلوق سے انکار کیا اور کہا کہ کوئی پیدا کرنیوالا نہین اور نہ کبھی مرے اُٹھائے جاوین اور اسی فرقہ کے حق مین اللہ تعالےٰ نے
فرمایا ان ھی الا حیاتنا الدنیا وما نحن بمبعوثین یعنی کچھ نہین یہی فقط ہماری دنیا کی زندگی ہے اور ہم کبھی
اوٹھائے نہ جائینگے وما یھلکنا الا الدھر اور ہم کو یہی زمانہ کی گردش ہلاک کرتی ہے **ف** مترجم
کہتا ہے۔ کہ اس زمانہ مین تو بکثرت دہریے موجود ہین۔ لیکن دنیا مین بیش کی زندگی بسر کرنے مین ایک انتظامی
قانون کے پابند ہین **مصنف** رحمہ اللہ نے کہا کہ ان مین سے ایک فرقہ پر ابلیس نے یہ تلبیس کی کہ
خالق کا اپنی رائے سے اقرار کیا۔ لیکن رسولون اور قیامت سے انکار کیا۔ اور ایک فریق پر یہ تلبیس کی کہ
ملائکہ اللہ تعالےٰ کی بیٹیان ہین۔ اور ایک فرقہ کو دین یہود و نصاریٰ کی طرف مائل کیا۔ اور ایک
فرقہ کو مجوسی دین کی طرف مائل کیا۔ اور یہ عقیدہ عرب کے اکثر بنے تمیم
مین تھا۔ چنانچہ **زرارہ** بن حدس التمیمی اور اُس کے بیٹے حاجب بن زرارہ
کا یہی عقیدہ تھا۔ اور **بعضے** عرب ایسے تھے +

یقر بالخالق والابتداء والاعادة والثواب والعقاب عبد المطلب بن هاشم وزید بن عمرو بن نفیل وقیس بن ساعدة وعامر بن الظرب وکان عبد المطلب قد رأی ظالما فنصبه عقوبة فقال تالله ان وراء هذه الدار لدارا یجزی فیها المحسن والمسیئ **ومنهم زهیر بن ابی سلمی القائل** ؎ یؤخر فیوضع فی کتاب فیدخر لیوم الحساب او یعجل فینقم ثم اسلم **ومنهم زید الفوارس بن حصن ومنهم القلمس** بن امیة الکنانی کان یخطب بفناء الکعبة وکانت العرب لا تصلح عن مواسمها حتی یخطبها ویوصیها فقال یوما یا معشر العرب اطیعونی ترشدوا قالوا وما ذاک قال انکم تفردتم بالهة شتی انی لا علم ما الله بکل هذا راض وان الله رب هذه الالهة وانه لیجب ان یفرد وحده فتفرقت عنه العرب ذلک العام ولم یسمعوا مواعظه فکان فیهم قوم یتولون من مات فربطت علی قبره راحلته وترکت حتی تموت حشر علیها ومن لم یفعل به ذلک حشر ماشیا وممن قاله عمرو بن زید الکلبی وعبد المطلب بن هاشم وزید بن عمرو بن نفیل وقیس بن ساعدة

ترجمہ کہ خالق کا اقرار کرتے اور کہتے کہ اُسنے ابتدا پیدا کیا۔ اور آخر بعد موت کے دوبارہ پیدا کریگا اور ثواب وعذاب بھی دیگا اور ان مین سے عبد المطلب اور زید بن عمرو بن نفیل اور قیس بن ساعدہ اور عامر بن الظرب بھی تھے اور روایت ہی کہ عبد المطلب نے ایک ظالم کو دیکھا جسکو دنیا مین اوس کے ظلم کی سزا نہین پہونچی تو کہا کہ خدا کی قسم اس دنیا کے سوائے دوسرا جہان ہی جہان نیک و بد کو اپنا عوض ملیگا۔ اسی فرقہ مین سے **زہیر** بن ابی سلمی بھی تھا (جسکا قصیدہ سبعہ معلقہ مین موجود ہے) اور اسی کا یہ شعر ہے۔

؎ یؤخر فیوضع فی کتاب فیدخر لیوم الحساب او یعجل فینقم یعنی جب خدا کے نزدیک تمہاری ولی بد نیتی معلوم ہے اور چھپ نہین سکتی تو وہ بھی صورتین ہین یا تو وہ عذاب مین تاخیر کریگا۔ تو نامۂ اعمال مین لکھ کر ذخیرہ رکھی جائیگی۔ روز حساب کے لیئے یا بالفعل ہی تم سے انتقام لیا جاویگا کہ عذاب دیا جاویگا **ف** یہ شخص یہ بھی اعتقاد رکھتا تھا کہ اللہ تعالی دل کے بھید سب جانتا ہی مصنف نے کہا کہ پھر یہ شخص زمانۂ اسلام مین مسلمان ہوگیا اور اسی قسم مین سے **زید الفوارس** بن حصین تھا اور اسی قسم مین سے **قلمس** بن امیہ الکنانی تھا اور یہ شخص کعبہ کے سایہ مین کھڑا ہوکر وعظ سنایا کرتا تھا اور عرب کے قبائل مواسم حج سے بغیر اس کا خطبہ سنے ہوئے اور وصیت لیے ہوئے واپس نہین جاتے تھے ایکروز اُسنے کہا کہ اے قوم عرب میری بات سنو۔ اور مانو تم فلاح پاؤگے عرب نے کہا کہ وہ کیا بات ہی اُسنے کہا کہ تم لوگون نے جو مختلف قسم کے الگ الگ بُت بنا لیئے ہین اور جدا جدا ہوگئے ہو اور مین خوب جانتا ہون کہ اللہ تعالی ان سب سے راضی نہین ہی اور اللہ تعالی ان سب ٹھاکرونکا پروردگار ہے اور وہ یہی چاہتا ہی کہ فقط اسی کی عبادت کیجاوے یہ سُنکر عرب کے لوگ اُس سے متفرق ہوگئے اور اُسکی نصیحت کچھ نہین سُنی **عرب** مین بعض قوم ایسی تھی جسکا یہ اعتقاد تھا کہ جو شخص مرا اور اُسکی قبر پر اُسکا اونٹ باندھ دیا گیا اور چھوڑ دیا گیا یہانتک کہ وہ بھی مرگیا تو یہ شخص حشر مین یہ سواری پاویگا اور اگر ایسا نہ کیا جاوے تو وہ پیدل محشر مین جاے گا اور اسی قوم مین سے عمرو بن زید الکلبی تھا اور عبد المطلب بن ہاشم اور زید بن عمرو بن نفیل اور قیس بن ساعدہ تھا۔

قال المصنف واكثر هؤلاء لم يزل عن الشرك وانما تمسك منهم بالتوحيد وزنى الاصنام القليل
قيس وزيد وما زالت الجاهلية تبتدع البدع الكثيرة فمنها النسيئ وهو تحريم الشهر الحلال وتحليل
شهر الحرام وذلك ان العرب كانت قد تمسكت من ملة ابراهيم عليه السلام بتحريم الاشهر الاربعة
اذا احتاجوا الى تحليل المحرم للحرب اخروا تحريمه الى صفر ثم يحتاجون الى صفر ثم كذلك حتى
دافع السنة وكانوا اذا حجوا قالوا لبيك لا شريك لك الا شريكا هو لك تملكه وما ملك ومنها تويت الذكر
دون الانثى ومنها ان احدهم كان اذا مات ورث نكاح زوجته اقرب الناس منه
ومنها البحيرة وهي الناقة تلد خمسة ابطن فان كان الخامس انثى شقوا اذنها وحرمت
لحمها على النساء والسائبة من الانعام كانوا يسيبونها فلا يركبون لها ظهرا ولا يحلبون
لها لبنا والوصيلة الشاة التي تلد سبعة ابطن فان كان ذلك السابع ذكرا
ذبحوه وان وصلت اخاها فلا تذبح وتكون منافعها للرجال دون النساء فان ماتت
اشتركوا فيها الرجال والنساء والحام الفحل اذا نتج من ظهره عشرة ابطن قيل قد حمى ظهره فيسيبونه لاصنامهم

ترجمہ مصنف نے کہا کہ انمین سے اکثر ایسے تھے کہ برابر شرک پر رہے اور بہت کم ایسے ہوئے کہ بتون کو چھوڑ کر فقط خدا کو مانا ہو جیسے
قس بن ساعدہ اور زید بن عمرو بن نفیل اور زمانہ جاہلیت کے لوگ ہمیشہ بکثرت نئی نئی بدعتین نکالا کرتے منجملہ اُن بدعات کے نسئی
یعنی حلال مہینے کو حرام کر دینا اور حرام مہینے کو حلال کر دینا اور بات یہ تھی کہ عرب والے ملت ابراہیم سے تین چار ماہ (رجب۔ ذوالقعدہ
وذوالحجہ۔ محرم) کی حرمت پر تمسک رہے۔ لیکن جب قبائل مین خانہ جنگی ہوتی اور محرم مین لڑائی کی ضرورت ہوتی تو اسکو حلال کر لیتے
اسکی تحریم کو صفر پر نسی کرتے یعنی ہٹا کر تاخیر کرتے پھر اگر صفر مین بھی لڑائی ختم نہ ہوتی تو ضرورت سے اسکو آیندہ تاخیر کرتے چلے جاتے
یہانتک کہ سال پلٹ جاتا اور ان لوگونکا یہ حال تھا کہ جب حج کرتے تو تلبیہ اسطرح کہتے لبیک لا شریک لک الا شریکا ھو لک
تملکہ وما ملک یعنی لبیک تیرا کوئی شریک نہین ہے سوا ایسے شریک کے جو تیرا ہو تو اُسکا اور اُسکے مملوکون کا مالک ہے منجملہ بدعتونکے
تو یہ تھا کہ میراث دینا اور عورتون کو محروم رکھنا منجملہ ان کے یہ کہ جب کوئی مرتا تو اُسکی زوجہ کے نکاح کا وارث وہ مرد ہوتا جو میت کا اقربا
مین سے زیادہ قریب ہے ف اگر باپ یا بیٹا نہین بلکہ محض سوتیلا ہو سکتا ہو منجملہ ان کے بحیرہ کی رسم نکالی یعنی وہ اونٹنی
جسکے پیٹ مین بچی ہو پس اگر پانچوان پیٹ ماده جنی تو اسکے کان پھاڑ دیتے اور عورتون پر اُسکا کھانا حرام کیا سائبہ نکالی یعنی اونٹ کا
کسی قسم سے جانور کو آزاد چھوڑ دیتے۔ نہ اُسکی پیٹھ پر کوئی سواری لیتا اور نہ کوئی اُسکا دودھ دوہ سکتا تھا وصیلہ
بھی مقرر کی وصیلہ وہ بکری جو سات پیٹ جنی اگر ساتوان پیٹ دو بچے ایک نر اور دوسرا ماده ہو تو کہتے کہ اس نے ماده کے ساتھ
ملادیا تو وہ ذبح نہین کیجاتی اور اُسکا نفع (دودھ ونسل وغیرہ) فقط مردونکے لیے ہوتا اسمین عورتون کے لیے کچھ نہ ہوتا اور اگر مرجاتا تو اس مین مرد
وعورتون شریک ہوتے حام نکالا یعنی وہ نر جس سے سنتی کھلا کر دس پیٹ جنوا دیتے تو کہتے کہ اسنے اپنی پیٹھ کی حمایت کرلی اور اُسکو بتون کے نام پر سانڈ کی طرح

ولا عمل علیہ ثم یقولون ان اللہ امرنا بھذا فذالک معنی قولہ تعالی ولکن الذین کفروا یفترون علی اللہ الکذب
ثم ان اللہ عزوجل رد علیھم فیما حرموہ من البحیرۃ والسائبۃ والوصیلۃ والحام وفیما احلوہ بقولھم خالصۃ لذکورنا
ومحرم علی ازواجنا فقال قل الذکرین حرم ام الانثیین المعنی ان کان حرم الذکرین فکل الذکور حرام فلن کان حرم الانثیین
فکل الاناث حرام وان کان حرم ما اشتملت علیہ ارحام الانثیین فانھا تشتمل علی الذکور والاناث فیکون کل
جنین حراما وزین لھم ابلیس قتل اولادھم فالانسان منھم یقتل ابنتہ وبغیر وکلبہ ومن جملۃ ما لبس علیہ
ابلیس انھم قالوا لو شاء اللہ ما اشرکنا ای لو لم یرض شرکنا حال بیننا وبینہ فتعلقوا بالمشیۃ وترکوا
ومشیتہ اللہ نعم الکائنات وامرہ لا یعم مراداتہ فلیس کل ان یتعلق بالمشیۃ بعد ورود الامر وقد اھبم السخیف
التی ابتدعوھا کثیرۃ لا یصلح تضییع الزمان بذکرھا ولا ھی مما یحتاج الی تکلف ردھا ذکر تلبیس ابلیس
علی حاحدی النبوات قال المصنف قد لبس ابلیس علی البراھمۃ والھند وغیرھم فزین لھم جحد النبوات بسبب
طریق ما یسر من الاقوال وقد اختلف اھل الھند فمنھم دھریۃ ومنھم ثنویۃ ومنھم علی مذھب
البراھمۃ ومنھم من یعتقد نبوۃ ادم وابراھیم

ترجمہ اور اُس پر کچھ لادا بھی نہ جاتا پھر شرکین یہ دعوے کرتے کہ اللہ تعالی نے ہمکو ان رسموں کا حکم دیا ہے اور یہ جھوٹ
تھا اللہ تعالی نے فرمایا لکن الذین کفروا یفترون علی اللہ الکذب لیکن جو لوگ کافر ہوتے ہین وہ اللہ تعالی پر جھوٹ بہتان
ہین پھر شرکون نے جو بحیرہ وسائبہ ووصیلہ وحام کو حرام ٹھیرایا۔ اور جسقدر حلال بتلایا کہ خالص مردون کے لیے حلال ہے
لیے تو اللہ نے اُسکو رد کیا بقولہ قل آالذکرین حرم ام الانثیین الآیۃ یعنی اگر نر ہونیکی وجہ سے جانور ومنین حرمت ہے تو جو جانور نر ہوگا
ہو جائیگا اور اگر مادہ ہونیکی جہت سے حرمت ہے تو جو مادہ جانور ہوگی حرام ہوگی اور مادہ کے جھول مین آنیسے حرمت ہوتی ہے تو
دونوں صورتون مین دونو حرام ہونگے پھر معلوم ہوا کہ یہ سب شرکونکا جاہلانہ افترا ہے **منجملہ** قبائح کی ابلیس نے عرب کے کنوار پنہ اولاد کا قتل
رچایا چنانچہ اُنمین بہت ایسے تھے کہ اپنی دختر کو مار ڈالتے اور کتے کو اُسکا گوشت کھلا کر پالتے اور **منجملہ** جہالتون کے جس سے ابلیس نے
ایک یہ تھا کہ جو اللہ تعالی نے فرمایا قالوا لو شاء اللہ ما اشرکنا یعنی شرکون نے جھگڑالوپن سے کہا کہ اگر اللہ تعہ چاہتا تو ہم لوگ شرک نکرتے یہ
ہمارا شرک سے راضی نہ ہوتا تو ایسا زخنہ ڈالدیتا کہ ہم اُسکے ساتھ شرک نہ کرسکتے دیکھو جانا بوجھا اللہ کی مشیت کو پکڑا اور حکم چھوڑ دیا اور
کائنات کو شامل ہے اور حکم سے عام مراد نہین ہوتی تو حکم خاص آجانیکے بعد کیسکو روا نہین ہے کہ مشیت کی حجت پکڑے **واضح** ہو کہ مشرکو
زمین اور روا ہی ملتی جو انہون نے نکالی تھے وہ بہت کثرت سے ہین کہانتک انکی بیانی وقت ضائع کیا جاوے اور وہ ایسی بیہودہ ہین کہ اونکو
تکلیف اونھانیکی ضرورت بھی نہین ہے **نبوت سے منکر وپیر** تلبیس ابلیس کا بیان مصنف نے کہا کہ ابلیس نے براہمن ہندو وغیر
تلبیس کا پردہ ڈالا تو اُنکے لیے یہ روا پایا کہ نبوت سے منکر ہوئے تاکہ اس تلبیس سے جو فیض رحمت پونہچتا اُس کا راستہ بند کردیا اور ہندوون
رحمت مختلف ہین **بعض** دہریہ ہین اور **بعض** ثنویہ ہین اور **بعض** براہمنونکی مذہب پر ہین **بعض** فقط آدم وابراہیم علیہما السلام

وقد حکی ابو محمد النوبختی فی کتاب الآراء والدیانات ان قوما من الهند ابراهمة اثبتوا الخالق والرسل والجنة والنار وزعموا ان رسولهم ملک اتاهم فی صورة البشر من غیر کتاب له اربعة ایدٍ واثنا عشر رأسا من ذلک راس انسان وراس اسد وراس فرس وراس فیل وراس خنزیر وغیر ذلک من رؤس الحیوان وانه امرهم بتعظیم النار ونهاهم عن القتل والذبائح الا ما کان للنار ونهاهم عن الکذب وشرب الخمر واباح لهم الزنا وامرهم ان یعبدوا البقر وهم من ارتد منهم ثم رجع حلقوا رأسه ولحیته وحاجباه واشفار عینیه ثم یذهب فیسیح للبقر فی هذه الیات یضیع الزمان بذکرها قال المصنف وقد القی ابلیس الی البراهمة ست شبهات الشبهة الاولی استبعادا اطلاع بعضهم علی ما خفی عن بعض فقالوا ما هذا الا بشر مثلکم والمعنی کیف اطلع علی ما خفی عنکم وجواب هذه الشبهة انهم لو ناظروا العقول شخص یخص بخصائص یعلو بها علی ابناء جنسه فصح بتلک الخصائص التی لا تلتقی الی ان لیس کل احد یصلح لذلک وقد علم الکل ان لله سبحانه ارکانا لا مرتبة فوقها واخرج الوجود وتقا وما بارض من الفساد البدنی فاذا املت النبات ولا احجا بخواص لاصلاح ابدان خلقت الفناء هذا والبقاء وان الاکرم

ترجمہ۔ اور شیخ ابو محمد نوبختی نے کتاب الآراء والدیانات میں ذکر کیا کہ ہند و برہمنوں کی ایک قوم نے ثابت کیا کہ خالق ہے۔ اور رسول آئے ہیں اور بہشت و دوزخ ٹھیک ہے اور کہتے ہیں۔ کہ اُن کا رسول ایک فرشتہ آیا تھا جو آدمی کی صورت میں تھا لیکن اُس کے پاس کوئی کتاب نہیں تھی اور چار ہاتھ اور دس سر تھے ان میں سے ایک سر آدمی کے سر کی طرح تھا۔ اور باقی شیر گھوڑے ہاتھی سور وغیرہ حیوانات کے سروں کی طرح تھے۔ اور اُس نے اُن کو حکم دیا کہ آگ کی تعظیم کریں۔ اور قتل و ذبح سے منع کیا سوا اس کے کہ آگ کی تعظیم کے لیئے جانور ماریں اور اُن کو جھوٹ و شراب خواری سے منع کیا اور زنا اُن پر مباح کر دیا اور اُن کو یہ حکم دیا کہ گائے کی پوجا کریں اور جب اُنمیں سے کوئی شخص مرتد ہو جاتا ہے۔ تو اس کا سر اور داڑھی و مونچھیں و بھوئیں و پلکیں سب مونڈ ڈالتے ہیں پھر اُس کو لیجا کر گائے کا سجدہ کراتے ہیں اس قسم کی بیہودہ ہذیان کی باتیں بہت ہیں کہاں تک اُس کے بیان سے وقت ضائع کیا جائے مصنف نے کہا کہ ابلیس نے براہمہ پر چھ شبہے ڈالے ہیں شبہہ اول یہ ہے کہ ایک شخص کا اُن چیزوں پر مطلع ہونا از بس بعید ہے جو اوروں سے مخفی کی گئی ہیں چنانچہ وہ کہنے تھے ماہذا الا بشر مثلکم مطلب یہ ہے کہ جو بات دوسروں پر پوشیدہ ہو وہ ایک شخص کیونکر ظاہر ہو سکتی ہے **جواب** اس کا یہ ہے کہ اگر یہ لوگ انسانی عقلوں سے بات کرتے تو اُن کو بتلاتے۔ کہ ان کی جنس میں ایک شخص میں ایسے حمدہ خصائل ہوتے ہیں جن کی وجہ سے وہ سب سے بڑھ کر رکھتا ہے پس ان خاص فضائل کے وجہ سے وہ اس لائق ہو سکتا ہے۔ کہ اس کو وحی نازل ہو اور ہر ایک آدمی اس لائق نہیں ہو سکتا۔ اور سب لوگوں کو یہ بات معلوم ہے کہ اللہ تعالے نے خواص مرکب فرمائے ہیں اور انمیں بہت فرق پیدا کیا ہے اور بہت سی دوائیں پیدا فرمائیں جو بدن کے فساد کو اصلاح پر لاتی ہیں۔ تو جب اللہ تعالے نے نباتات و پتھر میں ایسی خاصیتیں پیدا کیں جن سے اس بدن کی اصلاح ہو جاتی ہے جو حقیقت میں اسے دار فنا میں مٹ جانے کے لیئے رکھا گیا ہے تو وہ آخرت

لیبعد ان یخص اشخاصا من خلقه بالحکمة البالغة والدعایة الیه اصلاحا لمن یفسد فی العالم بسوء
الاخلاق والافعال ومعلوم ان المخالفین لا یستنکرون ان یختص قوام بالحکمة لیسکنوا فورات
الطبائع الشریرة بالموعظة وکیف ینکرون امداد الباری سبحانه بعض الناس برسایل ووصایا یصلح بها العالم
ویطیب اخلاقهم ویقیم بها سیاستهم وقد اشار عز وجل الی ذالک فی قوله تعالی اکان للناس عجبا ان اوحینا
الی رجل منهم ان انذر الناس الشبهة الثانیة قالوا هلا ارسل ملکا فان الملائکة الیه اقرب ومن الشک فیهم ابعد
الادمیون یجبن الریاسة علی جنسهم فیوقعن ذالک شکا وجواب هذا من ثلثة اوجه احدها ان فی قوی الملائکة
قلب الجبال والصخر فلا یمکن اظهار معجزة تدل علی صدقهم لان المعجزة ما خرقت العادات وهذه عادة الملائکة وانما المعجزة
الظاهرة علی ید بشر ضعیف یکون دلیلا والثانی ان الجنس الی الجنس امیل فصلح ان
یرسل الیهم من جنسهم لئلا ینفروا ولیعقلوا عنه ثم تخصیص ذالک الجنس بالعجز عن جنسه
دلیل علی صدقه والثالث انه لبس فی قوی البشر رؤیة الملک وانما الله تعالی یقوی
الانبیاء بما یزیح قهم من ادراک الملائکة وهذا قال الله تعالی ولو جعلناه ملکا لجعلناه رجلا

ترجمہ مین باقی رکھنے کے لیئے ضرورت زاید ہے تو کچھ بعید نہین کہ اللہ تعالی اپنی مخلوقاتمین سے کچھ اشخاص کو حکمت بالغہ کیساتھ خاص کرے
جسکے ذریعہ سے وہ مخلوق کو اللہ تعالی کیطرف بلاوین اور مخلوقات مین جنکے اندر بسبب بداعمالیون کے بداخلاقیونکے فساد ہوگیا ہے اُسکو اصلاح
پر لاوین اور یہ بات معلوم ہے کہ جو لوگ نبوت مین مخالفت کرتے ہین وہ اس سے انکار نہین کرتے کہ کچھ قومین حکمت کیساتھ مخصوص ہون
تاکہ شریر طبیعتون کے جوش کو اچھی نصیحت سے ٹھنڈا کرین تو پھر کیونکر منکر ہون گے کہ اللہ تعالی بعض لوگونکو ایسی رسالت و وصیت سے
مخصوص فرماوے جس سے وہ لوگ عالم کی اصلاح کرین اور اُنکے اخلاق درست کرین اور اُنکی سیاست ٹھیک کرین اور اللہ تعالی
نے بھی اسکی جانب اشارہ فرمایا بقولہ اکان للناس عجبا ان اوحینا الی رجل منهم ان انذر الناس الخ یعنی کیا لوگونکو اس امر سے تعجب ہوا
کہ ہم نے انمین سے ایک مرد کو یہ وحی بھیجی کہ لوگونکو ڈراوے شبہہ دوم یہ کہ منکرون نے کہا کہ اللہ تعالی نے فرشتونکو رسول کرکے کیون نہ بھیجا کیونکہ
ملائکہ اس سے اقرب ہین اور انمین شک ہونا بہت بعید ہے اور آدمیون مین یہ خصلت ہے کہ اپنی جنس کے آدمیو پر سردار ہوجانا پسند کرتے ہین
اس سے شک پیدا ہوگا جواب اسکا تین وجہ سے دیا گیا ہے (اول) یہ کہ ملائکہ کی قوت مین یہ ہے کہ بڑے پہاڑونکو ات دین تو ایسا کوئی معجزہ نہین
ہوسکتا جو انکی سچائی پر دلیل ہوسکے کیونکہ معجزہ وہ ہوتا ہے جو اس جنس کی عادت کے خلاف محال ہو اور ملائکہ کی یہ عادت ہے تو معجزہ صرف
کمزور آدمی ہی کے ہاتھ سے ظاہر ہوکر اُسکی نبوت کے صدق دعوی پر دلیل ہوسکتا ہے (دوم) یہ کہ ہر جنس کو اپنے ہم جنس کیطرف زیادہ
میلان ہوتا ہے تو یہ لائق ہوا کہ لوگون کی طرف انکی جنس سے آدمی بھیجا جاوے تاکہ اس سے نفرت نہ کرین اور اُسکی باتونکو سمجھین پھر اسی
ہمجنس کو خاصکر ایسی چیز بطور معجزہ دیجاتی ہے جس سے اس جنس والے عاجز ہون تاکہ اوسکے صدق دعوی پر دلیل ہوجاوے (سوم) یہ کہ آدمی کو یہ طاقت
نہین ہے کہ فرشتہ کو دیکھکر زندہ بچ سکے اور انبیاء علیہم السلام کو اللہ تعالی خاصکر ایک قسم کا ادراک نصیب کرتا ہے اسلیئے اللہ تعالی نے فرمایا ولو جعلناه ملکا

لینظروا الیه ویانسوا به ویفهموا منه ثم قال وللبسنا علیهم مایلبسون ای خلطنا علیهم مایخلطون علی انفسهم حتی یشکوا فلایدرون اهلك هو ام مو والشبهة الثالثة قالوا نری مایدعیه الانبیاء من علم الغیب والمعجزات ومایلقی الیهم من الوحی یظهر جنسه علی الکهنة والسحرة فلم یبق لنا دلیل نفرق بین الصحیح والفاسد والجواب ان یقال ان الله تعالی بین الحجج لدفع الشبهة وکلف العقول للفرق فلایقدر ساحر ان یحیی میتا ولا ان یخرج من عصا حیة واما الکاهن فقد یصیب قد یخطی بخلاف النبوة التی لاخطأ فیها یوجه الشبهة الرابعة قالوا لایخلو ان یحیی الانبیاء بما یوافق العقل او بما یخالفه فان جاؤا بما یخالفه لم یقبل وان جاؤا بما یوافقه فالعقل یغنی والجواب ان نقول قد بینت ان کثیرا من الناس یعجزون عن سیاسات الدنیا حتی یحتاجون الی تعلم الحکماء والسلاطین فکیف بامور الالهیة والاخرة الشبهة الخامسة قالوا اذا جاءت الشرائع بما ینفرد بها العقل فکیف یجوز ان تکون صحیحة من ذلك ایلا الحیوان والجواب العقل ینکر ایلا الحیوان بعضه لبعض فاذا لم یکن الخالق بالایلام بین للعقل اعتراضا وبیان ذلك ان العقل قد عرف حکمة الخالق

ترجمہ جعلناہ رجلا یعنی اگر ہم فرشتہ کو رسول بناوین تو اسکو مرد کی صورت مین بناوین یعنی تاکہ اسکو دیکھکر مانوس ہوکر اس کی ہدایت کو سمجھین پھر فرمایا وللبسنا علیهم مایلبسون یعنی جو شبہہ یہ لوگ اپنے اوپر ڈالتے ہین وہی ہم ان پر ڈالین یعنی اگر وہ فرشتہ بصورت مرد آدمی ہوگا۔ تو نہ جانینگے کہ یہ فرشتہ ہے کہ حقیقت مین آدمی ہے ف اور اگر وہ کھانے نہ پیئے اور نہ نکاح کرے تو اس قسم کے شرائع انکو کیسے معلوم ہون ورنہ آدمی کے جامہ مین یہ خواہش اس مین مرکب ہو تو وہی کیفیت ہوگی **شبہہ سوم** منکرون نے کہا کہ انبیاء جن معجزات کا دعوی کرتے ہین اور جو علم الغیب بتلاتے ہین اور جو وحی انپر آتی ہے تو ہم دیکھتے ہین کہ اس قسم کے آثار کاہنون و ساحرون سے ظاہر ہوتے ہین تو کس دلیل سے ہم فرق پہچانین کہ یہ معجزہ ہے اور جادو نہین ہے۔ تو صحیح و فاسد مین فرق کی دلیل نہ رہی **جواب** یہ ہے کہ کہا جاتا ہے کہ اللہ تعالی نے شبہہ دور کرنے کی حجتین بیان فرمائین۔ اور عقلون کو پابند کیا کہ دونون مین فرق کرلے۔ تو جادوگر کو یہ قدرت نہین ہے کہ مرے کو زندہ کردے یا عصا سے اژدہا بنالے ریا کاہن تو وہ کبھی ٹھیک کہتا ہو کبھی غلط یعنی تو مین سو ایک بات سچ کہتا ہو اور باقی جھوٹ کہتا ہے برخلاف نبوت کے کہ اس مین کچھ غلطی و خلاف نہین ہے ف اور خصوصا آسمانی چاند کو دو ٹکڑے کرنا کسی ساحر سے ممکن نہین ہے **شبہہ چہارم** یہ کہ منکرون نے کہا کہ انبیاء علیہم السلام جو کچھ لائے وہ عقل کے خلاف ہے تو قبول نہین ہے۔ اور اگر عقل کے موافق ہے تو عقل ہی کافی ہے **جواب** یہ ہے کہ خوب ثابت ہوگیا کہ بکثرت آدمی اپنے دنیاوی معاملات سیاست سے عاجز ہین حتی کہ ایک متمم عقلاء و سلاطین کی ضرورت ہوتی ہو۔ تو بھلا امور الٰہی و آخرت سے کیونکر عاجز نہ ہونگے ف یعنی اس مین کل عاجز ہین تو وحی الٰہی کی ضرورت ہے **شبہہ پنجم** یہ کہ شریعت مین چند چیزین ایسی آئی ہین جن سے ہماری عقل نفرت کرتی ہے جیسے جاندار کو قتل کرنا تو یہ شریعت کیسے صحیح ہوسکتی ہے **جواب** یہ ہے بیشک عقل اس سے منکر ہے کہ ایک حیوان دوسرے حیوان کو دکھ دے اور جب خالق نے ایسا حکم دیا ہو تو عقل کو اعتراض کی جگہ نہین رہی اس جواب کا مشرح بیان یہ ہے کہ عقل کے نزدیک ثابت ہوگیا کہ خالق

سبحانه وانه لاخلل فيها ولا نقص فاوجبت عليه هذه المعرفة التسليم لما خفي عنه ومما شتبه علينا امره
فرحم لم يجز ان يحكم على الاصل بالبطلان ثم قد ظهرت حكمة ذلك فانا نعلم ان الحيوان يفضل على
الجماد بالناطق افضل مما ليس بناطق بما اوتي من الفهم والفطنة والقوى النظرية والعملية وجاز هذا
الناطق الى بقاء مهمة ولا يقوم في ابقاء القوى مقام اللحم شئ ولا يستطرق بتناول القوى الضعيف وما
فيه فائدة عظيمة لما قلت فائدته وانما خلق الحيوان البهيم للحيوان الكريم فلو لم يذبح لكثر وضاق به
المرعى ومات فيتأذى الحيوان الكريم بجيفته فلم يكن لايجاده فائدة فاما الم الذبح فانه يسير وقد
قيل لا يوجد اصلا لان الحساس للام اغشية الدماغ لان فيه الاعصاب الحساسة ولذلك
اذا اصابتها آفة من صرع او سكتة لم يحس الانسان بالم اذا قطعت الاوداج سريعا يصل الالم الجسم الى
محل الحس ولهذا قال عليه السلام اذا ذبح احدكم فليحد شفرته وليرح ذبيحته البشهمة السياسة قالوا وربما
يكون اهل الشرائع قد ظفروا بالخواص من حجاته وخشب والجواب ان هذا الكلام ينبغي ان يستحيي من ايراده

ترجمہ اور اس مین کچھ خلل و نقص نہین ہی۔ اور جب یہ معرفت عقل کو حاصل ہوگئی تو اسپر لازم ہے کہ خالق کی سب احکام تسلیم کرے۔ اگرچہ بعض کی حکمت اُسپر مخفی رہی اور اگر کسی شاخ کی حکمت پر شبہ ہو تو بھی یہ جائز نہین کہ ہم حجر کے جاہل ہونیکا حکم لگاوین پھر ہم کہتے ہین۔ کہ اس حکم کی حکمت بھی ظاہر ہوگئی چنانچہ ہم کہتے ہین کہ جمادات پر حیوانات کو فضیلت ہے اور حیوانات مین غیر ناطق پر ناطق کو فضیلت ہی کیونکہ ناطق کو فہم و فطنت دی گئی۔ اور نظری و عملی قوتین عطا کی گئی ہین اور ناطق کا باقی رہنا بہ نسبت غیر ناطق کے زیادہ اہتمام کے قابل ہے۔ اور ناطق کی یہ قوتین باقی رہنے مین گوشت کے قائم مقام اور کوئی چیز نہین ہے تو کچھ مضایقہ نہین ہے کہ جس قسم کا فائدہ عظیم ہے وہ کم فائدہ والے کو کھاوے اور کمزور کو قوی تناول کرے۔ اور بہائم حیوان تو بزرگ حیوانات اشرف المخلوقات کے لیئے پیدا ہوئے ہین پھر اگر بہائم ذبح نہ کیئے جاوین تو بہت کثرت سے بڑھ جاوین اور چراگاہ دیکھتی بھالتی کی گنجایش نہ ہو اور یہ مرین تو اُن کے مردار کی بدبو سے اشرف المخلوقات کو بہت ایذا ہو (بلکہ اسکی قوای عقلیہ مین خلل ہوجاوے) تو بہائم کے ایجاد کا کچھ فائدہ بھی نہ رہے۔ اور یہ جو تم کہتے ہو کہ ذبح کرنے مین دکھ ہی تو یہ بہت خفیف ہے اور بعض حکما نے کہا کہ درد بالکل محسوس نہین ہوتا کیونکہ درد کا محسوس ہونا دماغ کی جھلیون کو ہوتا ہے اسواسطے کہ اسی مین اعصاب حساسہ ہوتے ہین اسی وجہ سے جب خود دماغ کو صرع یا سکتہ پہونچتا ہے تو انسان کو کچھ درد محسوس نہین ہوتا اور ذبح مین جب تیزی سے شاہ رگین کاٹ دی گئین تو درد ایسے محل مین نہین پہونچا جسکو حس ہو اسی لیئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ تم مین سے جب کوئی ذبح کرے تو چھری تیز کر لینا چاہیئے اور ذبیحہ کو آرام دینا چاہیئے **ف** اور اگر حیوان کو غذا ہوجانے مین مصیبت ہوتی تو حکیم مطلق خود جل درندہ جانورون کو خشکی و تری مین ایسی حقیقت پر پیدا کرتا کہ ساگ پات کھاتے یا انکے دانت پنجے نہ ہوتے کیونکہ انسان مین اگر عقل ہوتا تو وہ درندون کو کہتا کہ شاید صاحبان شریعت کو بعضی تمہارے اعضا کی کچھ خواص معلوم ہوگئی ہون جن کی وجہ سے وہ بنائے **جواب** یہ کہ شبہہ وارد کرنے والون کو کچھ شرم کرنی چاہیئے تھی +

فانه لم یبق شیٔ من العقاقیر الا وقد ضحت خواصها وبان سترها فلو ظفر واحد منهم بشیٔ واظهر خاصیة لوقع
الانکار من العلماء بتلک الخواص وقالوا هذا لیس منک انما هذه خاصیة فی هذا ثم ان المعجزات لیست نوعا قابلا هی بین
صخرة خرجت منها ناقة وعصا انقلبت حیة وحجر تفجر عیونا وهذا القرآن الذی له منذ نزل دوین الست مأة سنة
فالاسماع تتلذذ له والافکار تتدبره والتحدی به علی الدوام ولم یقدر احد علی معارضة ولو ظهر منه فاین هذا والخاصیة
الشعبذة قال ابو الوفاء علی بن عقیل رضی الله عنه طبعت قلوب هذا الاحاد لاستنکار کل الحق وثبوت
الشرائع بین الخلق والاستمرار اوامرها کابن الراوندی ومن شاکله کذا العلماء
ثم مع ذلک لا یرون لمقالتهم بناهة ولا اثرا بل الجوامع تتفق زحاما والادبات
تملاء اسماعهم بالتعظیم لشان النبی صلی الله علیه وسلم والاقرار بما جاء به والانفاق
الاموال والانفس فی الحج مع رکوب الاخطار ومعاناة الاسفار ومفارقة
الاهل والاولاد

ترجمہ اس لیئے کہ نباتات کے خواص ومنافع مدت دراز سے بخوبی ظاہر ہو چکے اور جید کامل پیدا ہے پھر اگر کسی شخص کو کوئی پتھر یا لکڑی ملجاتی
اور وہ اُسکی خاصیت ظاہر کرتا (مثلاً موسیٰ کے عصا میں کوئی خاصیت ہوتی) تو ان چیزوں کے جاننے والے اُسیوقت کہتے کہ یہ آپکا معجزہ
نہیں ہے بلکہ اس لکڑی یا پتھر کی خاصیت ہے۔ پھر معلوم ہے کہ معجزات کچھ ایک ہی قسم کے نہ تھے بلکہ اقسام میں جیسے پہاڑ سے ناقہ نکلا اور موسیٰ
کا عصا بالکل بدلکر اژدہا ہو گیا اور پتھر سے چشمے جاری ہوئے اور یہ قرآن عظیم معجزہ کبریٰ ہے کہ قریب چھ سو برس کے ہوئے جب سے نازل ہوا ہے اور کان
اسکو سنتے ہیں اور افکار اس میں غور کرتے ہیں اور اس سے تحدی کی گئی کہ اسکی ایک سورۃ کی مثل بنا کر لاؤ اور یہ تحدی قیامت تک باقی ہے
پھر کسیکو یہ قدرت نہ ہوئی کہ ایک آیت بھی اسکی علاوہ کہیں سے بنا کے لاتا ف بلکہ اب تو عقلاً محال ہو گیا اسلیئے کہ عرب عربا جو کامل فصیح
اہل زبان تھے جب لاکھوں نے عاجزی کا اقرار کیا تو اب جو کوئی مدعی ہو وہ قطعاً دا ہی و کاذب ہے خصوص جبکہ اہل زبان میں بھی نہ ہو اور عرب
میں یہود و نصاریٰ سب موجود تھے۔ اور عراق و خراسان جنکی تغلب مدت تک اسلام نہ لائے اور لڑ لڑ کر ایمان لڑے مصنف نے کہا کہ پھر کہاں یہ خوبی علم
اور کہاں یہ خاصیت وسحر و شعبدہ شیخ ابو الوفا علی بن عقیل رحمہ اللہ نے کہا کہ ملحدوں کی جبلت کا خمیر یہ ہے کہ دل سے چاہتے ہیں کہ یہ طرح
کلمۂ حق چھپ جاوے اور مخلوقات میں شریعت کا ثبوت نہ رہے اور اگر اسکے احکام پر عمل نکریں انمیں ملحد ہونے میں ابن الراوندی فیلسوف و ابو العلاء
المعری شاعر اور انکی مانند بہت ہیں (جیسے اکثر وہ علمی روافض تھے) اور باوجود اس کوشش کے ان ملحدوں کو اپنی گستاخی کی کچھ قدر نہیں کھاتی پیتی
اور نہ کچھ اثر پاتے ہیں بلکہ ان جیسوں کی امید کے برخلاف مساجد میں لوگوں کی کثرت ازدحام سے لبریز ہوتی ہیں اور باوجود وقت عام سو بعد میں
بندگان حق کی زبانوں سے ان ملحدوں کے کانوں میں صدائے تکبیر پہنچتے ہیں کہ بندگان باری تعالیٰ جل و علا اس کے سوا اور مصطفےٰ سید الانبیا
صلی اللہ علیہ وسلم کی شان والا کی تعظیم کرتے جو نعمت بدی آپ لائے صاف گواہی سے اسکا اقرار کرتے ہیں اور حج میں اپنی جانیں و مال خرچ
کرتے باوجودیکہ سفر میں ہر طرح کے خطرات و مشقت اور آل و اولاد سے مفارقت برداشت کرنی پڑتی ہے لیکن چونکہ شریعت کی تعظیم دلوں

فجعل بعضهم یدلس فی اهل النقل فیضع المفاسد علی الاسانید ویضع السیر والاخبار وبعضهم یزید فی ما یقارب المعجزات من ذکر خواص فی الحجا وخوارق للعادات فی بعض البلاد واخبار عن الغیوب عن کثیر من الکهنة والمنجمین ویبالغ فی تقریر ذلک حتی قالوا ان سطیحا قال فی حق النبی خبأ له حبة برفی احلیل عمرو الاسود کان یغیظ ویقول الشیء قبل کونه وهٰهنا الیوم معزمون یکلمون الجنی الذی فی بطن المجنون فیکلمهم بما کان یکون وما شاکل ذلک من الخرافات فمن رای مثل هذا قال بقلة عقله وقلة تمیزه بقصد هؤلاء الملحدة وما جاءت به النبوات الامقارب هذا ولیس قول الکاهن حیة فی احلیل عمرو قد خفیت هذا الاخفاء بالکذب قوله لابنکم بما تاکلون وما تدخرون فی بیوتکم وهل بقی هذا واقع فی القلوب وهذا القوم ینطق بالنبع من الرکوب الیوم وهل ترک تلمیذ هذا الا الغنی والله ما قصد وابن ذلک الا قصدا ظاهرا ولمحوا جلیا فقالوا تعالوا نکثر الحوالات علی البلاد والاشخاص والنجوم والخواص فلا یخلو مع الکثرة من مصادفة الاتفاق لواحق من هذه فیصدق بها الکل یبطل ما جاء به الانبیاء خرقا للعادات

ترجمہ پھر ان ملحدون کے مکر کو دیکھو کہ بعضے تو یہ کرتے ہین کہ علماء نقل کے یہان کسی فاجر کو لاپیچ دیکر جھوٹی اسناد سے فسادی بات بناکر اُنکی کتابون مین خفیہ داخل کراتے ہین اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو زمانی کے حالات اور صحابہ رضہ کے واقعات مین جھوٹی سیرت و خبر بنا کر اسیطرح علماء نقل کے یہان داخل کراتے ہین اور بعضے ملحدون نے یہ کام اپنے ذمہ لیا ہی کہ معجزات کے مشابہ چیزین نقل کرتے ہین کہ بعضے ملکون مین ایسا پتھر ہوتا ہے جسکی یہ خاصیت ہے یعنی اُس سے خرق عادات ظاہر ہوتے ہین اور بہت سے کاہنون و منجمون سے غیب کی خبرین نقل کرتے ہین اور اُس کے انداز مین بہت سبالغہ کرتے ہین یہانتک کہ ان ملحدون نے بیان کیا کہ سطیح کاہن کے امتحان کے لئے کسینے بھیڑی کے نرہ کے سوراخ مین گیہون کا دانہ رکھدیا تھا اور سطیح سے پوچھا کہ جو کچھ ہمنے مخفی کیا ہے وہ بتلاؤ تو اُسنے کہا کہ جبر فی احلیل عمر یعنی بھیڑ کے آلہ نرہ مین گیہون کا دانہ ہی اور اسود عنسی حالت وخطہ مین بعض باتون کا جو ہونیوالی ہے قبل وجود کے بتلاتا تھا اور آجکل یہان بہت حامل موجود ہین جو اس جنی سے باتین کرتے ہین جو مجنون کے پیٹ مین ہوتا ہی۔ تو وہ اُن کو بہت سی ہونیوالی باتین بتلاتا ہے شیخ ابوالوفاء نے کہا کہ یہ لوگ اسی قسم کے خرافات بہت بیان کرتے ہین اور جس نے یہ دیکھا تو اپنی کم عقلی سے ان ملحدون کا اصلی فتنہ نہین سمجھتا اور کہنے لگتا ہی کہ نبوت کے ذکر مین جو اس قسم کی مخفی باتین بتلانیکا حال آیا ہی تو کیا اسکے قریب پہونچتا ہی بلکہ نبوت مین فقط اسیقدر آیا ہی وانبئکم بما تاکلون وما تدخرون فی بیوتکم مین تمکو آگاہ کرتا ہون جو تم اپنے گھرونمین کھاتے ہو اور جو چھپا رکھتے ہو اور کیا اب اسکی کچھ وقعت دلونمین باقی رہی اور یہ مرتبہ عادت ہی تو ہوا کہ اب بھی وقوع منع نہین ہوا شیخ نے کہا کہ دیکھو اس غبی نے کیسا اشتباہ کیا ہی اسلان لوگون نے جو کچھ قصد کیا وہ ظاہر ہی اور جسپر اشارہ کیا وہ کھلا ہوا ہے چنانچہ کہتے ہین کہ آؤ ہم تم کو بکثرت ملکون و شخصون و نجوم و خواص کے حوالی بتلادین۔ اور اس کثرت سے خود ظاہر ہے۔ کہ آخر کوئی ایک امر تو سچ ہوگا اور جب ایک بات سچ مانی گئی تو پھر سب سچ مانی جاوین کیون کہ سب ہی یکسان ہین تو پھر یہ دعوے کہ جو انبیا لائے تھے وہ خرق عادت تھا یہ دعوے باطل ہوگیا۔

قدس قوم من الصوفية ان فلانا اهوى بانائه الى دجلة فامتلأ ذهبا فصار هذا كالعادة بطريق الكرامات من المتصوفين وبطريق العادات في حق المنجمين وبطريق الخواص في حق الطبايعيين وبطريق الكهانة في حق المعزمين والعرافين فاي حكم يبقى لقوله عيسى فانبئكم بما تاكلون وما تدخرون في بيوتكم واي خرق يبقى للعادات وهل العادات الا استمرار الوجود وكثرة الحصول واذا نبههم العاقل المتدين على ما في هذا من الفساد قال الصوفي انتم تنكرون كرامات الاولياء وقال اهل الخواص انتم تنكرون المقناطيس التي يجذب الحديد والغماسة تبلع النار فيسكت عن جحدها لكن لاجل ما كان وقيل للحق معهم هذا والباطنية من جانب والمنجمون من جانب مع ارباب المناصب لا يعتقدون ولا يحلون الا بقولهم فسبحان من يحفظ هذه الملة ويعلي كلمتها قاهرا ان كل الطوائف تحت قهرها اقبالا من الله عز وجل على حراسات البنوات وتعالا لاهل الحال **فصل** ومن اهل هذا البراهمة قوم قد حسن لهم البلبان تقربوا باحراق نفوسهم فيجف الانسان منهم اخدود ويجتمع الناس فيجيء مضحي بالحلوى والطيب ويضرب المعازف والطبول والعنوج ويقولون طوبى لهذه النفس التي تعلق الى العالي الجنة

ترجمہ پھر ان فسادی مذہبوں کا صوفیہ میں سے ایک جماعت کو اپنے کہ میں ملا کر دخل کیا جیسا کہ تو کہتا ہے کہ فلاں بزرگ نے اپنا پیالہ دجلہ کی طرف جو کا کر سونے سے بھرا لیا اور یہ طور کرامت کے صوفیوں کی طرف سے عادت ہو گئی اور منجموں کے حق میں بطور عادت کے ہوا اور طبیعی گرویدہ طریق خواص شیا کی ہوا اور اہل عزیمت یعنی عاملوں عرافین کے حق میں بطور کہانت کے ہو تو اب عیسیٰ کے قول وانبئکم بما تاکلون وما تدخرون فی بیوتکم کا حکم کیا رہا اور خرق عادت کیا ہوئی کیونکہ یہ بار بار کے کرنے سے تو عادت ہو جاتا ہے اور عادت اسی کو کہتے ہیں کہ وہ چیز بار بار ہوتی ہے اور اکثر پائی جائے پھر جب کسی عاقل دیندار نے انکو سمجھایا کہ اس میں یہ فساد ہے تو صوفی کہتا ہے کہ تم کرامت اولیاء اللہ کی کرامت سے انکار کرتے ہو اور طبیعی کہتا ہے کہ کیا تم خواص سنگ مقناطیس لوہے کو جذب کرتا ہے اور شعلہ آگ کی انگارے کو نگل جاتا ہے تو آخر وہ اصلی بات واقعی کی وجہ سے ان کی جھوٹی باتوں سے بھی سکوت کرتا ہے تو یہ زمانہ ہے کہ اس میں حق کے معتقد کو ان ملحدوں سے پریشانی ہے اور ایک طرف باطنیہ ہیں اور ایک طرف منجم ہیں مع ارباب مناصب کے یعنی امراء وسلاطین وزراء وغیرہ جو عمل وعقد کے مالک ہیں۔ اور ان ہی کی باتوں سے چلتے ہیں باوجود اس عظیم کے پاک ہے حق سبحانہ وتعالیٰ جو اس ملت حنیفیہ کی حفاظت فرماتا ہے اور اس کا کلمہ بلند رکھتا ہے یہاں تک کہ یہ سب گروہ اس کے قہر کے نیچے مقہور ہیں کیونکہ حق سبحانہ وتعالیٰ نے نبوت کے احکام کی نگہبانی رکھی اور ملاحدہ حیلہ گروں کو مردود اور نابود کیا **فصل** ہندوستان کے برہمنوں میں سے بعض قوم ہے جن پر شیطان نے یہ رچایا کہ اپنی جان جلا کر خدا کے یہاں تقرب حاصل کریں چنانچہ جب کوئی آمادہ ہوتا ہے۔ تو اس کے لیے ایک گڑھا کھودا جاتا ہے۔ یعنی آگ بھر ہی جاتی ہے۔ اور لوگ بکثرت جمع ہوتے ہیں۔ اور اس کو خوشبو لگا کر خلوق سے لتھ کرتے ہیں۔ اور ڈھول وقنارہ وجھانجھ بجاتے ہوئے یہ کہتے ہوئے لاتے ہیں۔ کہ اس جیوا مبارک ہو کہ اب بیکنٹھ کے اونچے درجہ پر چڑھ جاوے گا۔

ویقول هو لیکن هذا القربان مقبولا ویکون ثواب الجنة ثم یلقی نفسه فی الاخدود فیحرق فان هرب نابذ ره ونفوه
وتبرأ وامنه حتی یعود **ومنهم** من یحمی له الصخر فلا یزال یلام صخرة صخرة حتی ینقب جوفه ویخرج معاه فیموت
ومنهم من یقف قریبا من النار الی ان یسیل ودکه فیسقط **ومنهم** من یقطع من ساقه وفخذه
قطعا ویلقیها الی النار والناس یرکوبه ویمدحونه ویسألون مثل مرتبته حتی یموت **ومنهم** من یقف
فی اخشاب البقرة الی ساقه ویشعل فیه النار فیحترق **ومنهم** من یعبد الماء ویقول هو حیاة کل شئ فیجعل له
ومنهم من یحفر له اخدود قریبا من الماء فیقع فی الاخدود حتی اذا التهب قام فانغمس فی الماء ثم رجع
الی الاخدود حتی یموت فان مات وهو بینهما حزن اهله وقالوا حرم الجنة وان مات فی احدهما شهد والیه یصیر
ومنهم من یزهق نفسه بالجوع والعطش فیسقط اولا عن المشی ثم عن الجلوس ثم ینقطع کلامه ثم
تبطل حواسه ثم تبطل حرکته ثم یخد **ومنهم** من یهیم فی الارض حتی یموت **ومنهم** من یغرق نفسه فی النهر **ومنهم**
من لا یأتی النساء ولا یوارک الا العورة ویهجر اشاهن تحته بحرة وعندها رجل یبدء کتابا یقرأ فیه طویلا فلما رأتنی هذا الجلد یلبط بطنه

ترجمہ: وہ کہتا ہے کہ تمہاری یہ قربانی مقبول ہو اور یہ ثواب جنت ہو پھر وہ اپنے آپ کو اس خندق میں ڈالدیتا ہے اور جل کر خاک سیاہ ہو جاتا ہے
اور اگر وہ آگ میں نہ کودا اور بھاگ کھڑا ہوا تو اُس کو تھکاتے اور زکالتے اور اُس سے قطع تعلق کرتے ہیں آخر وہ لاچار ہو کر پھر جلنا اختیار کرتا ہے
بعض کے لیئے ایک پتھر سخت گرم کیا جاتا ہے اور اُس کے پیٹ پر لگایا جاتا ہے اور اسی طرح دوبارہ کیا جاتا ہے اور برابر اسی طرح اُس کے پیٹ سے
پتھر گرم لگائے رہتے ہیں یہانتک کہ اُس کا پیٹ پھٹ جاتا ہے اور آنتیں نکل پڑتی ہیں تب وہ مرجاتا ہے **بعض** اس قدر آگ سے نزدیک کھڑا ہوتا ہے
کہ اُس کی چربی گلکر بہتی ہے تب کہ کر جل جاتا ہے اور **بعض** کی پنڈلی اور ران سے ٹکڑے ٹکڑے کاٹ کر آگ میں ڈالے جاتے ہیں اور لوگ
اُس کی تعریف کرتے جاتے ہیں اور اُس کے مثل مرتبہ مانگتے ہیں آخر وہ مرجاتا ہے اور **بعض** گائے کے گوبر میں (یعنی کنڈوں میں) ساق
تک کھڑا ہوتا ہے اور اُس میں آگ لگا دیجاتی ہے اور وہ جل کر مرجاتا ہے **بعض** ہنود پانی پوجتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اسی سے جاندار کی
زندگی ہے پس اُس کو سجدہ کرتے ہیں اور **بعض** کے لئے پانی کے قریب خندقیں کھود دیجاتی ہیں تو وہ خندقوں میں گر پڑتا ہے یہانتک کہ
جب آگ مشتعل ہوتی ہے تو وہ اُٹھکر پانی میں غوطہ مارتا ہے اور پھر وہ پانی سے خندقوں کی طرف لوٹتا ہے یہانتک کہ مرجاتا ہے پھر اگر وہ پانی و خندق
کے درمیان میں مرگیا تو اُس کی لوگ نگلیں ہوتے ہیں اور کہتے ہیں کہ جنت سے محروم رہا اور اگر وہ پانی یا خندق میں مرا تو گواہی دیتے ہیں کہ وہ
جنت میں پہنچ گیا **بعض** ان میں بھوک پیاس سے تڑپ کے جان دیتا ہے پس پہلے تو چلنے سے عاجز ہو کر بیٹھ جاتا ہے پھر بیٹھنے
سے عاجز ہو کر مردہ کی طرح لیٹ جاتا ہے پھر بات نہیں نکلتی پھر حواس میں خلل ہو کر تڑپنے لگتا ہے پھر تڑپنا بھی موقوف ہو کر مرجاتا ہے **بعض** ان
میں سے زمین میں آوارہ ہو کر غوطہ پھرتا ہے اور **بعض** ان میں سے اپنے آپ کو دریا میں غرق کر کے مرجاتا ہے اور **بعض** ان میں سے عورت
کے پاس نہیں جاتا اور بالکل ننگا پھرتا ہے فقط ایک چٹ سی لنگوٹی باندھے پھرتا ہے **ہند** میں ایک بلند پہاڑ ہے اُس کے نیچے ایک
درست ہے وہاں ایک شخص کتاب لیئے پڑھتا اور کہتا ہے۔ کہ مبارک ہو اُس کو جو اس پہاڑ پر چڑھ کر اپنا پیٹ پھاڑ کر

واخرج معاه بيده **ومنهم** من ياخذ الصخر فيرضه بها جسده حتى يموت والناس يقولون طوبالك وفي الهند عند نهران فيخرج اقوام من عبادهم يوم عيدهم وهناك رجال فياخذون ما على العباد من الثياب ويبطحونهم فيقطعونهم نصفين ثم يلقون احد النصفين في نهر والنصف الاخر في نهر يزعمون انهما يجريان الى الجنة **ومنهم** من يخرج الى البراح ومعه جماعة يدعون له ويهنونه بهنيئة فاذا صحر جلس وجمع سباع الطير من كل جهة فيتجرد من ثوبه ثم يمتد والناس ينظرون اليه فتنهشه الطير فتاكله فاذا تفرقت الطير رجاء الجماع فاخذ وامن عظامه واحرقوها وتبركوا بها في فعال طويلة قد ذكرها ابو محمد النوبختي يضيع الزمان بذكرها والعجب ان الهند يؤخذ عنهم الحكمة وهم دقاقو الاعمال **فسبحان** من اعمى قلوبهم حتى قادهم ابليس هذا المقام **قال وفيهم** من يزعم ان للجنة ثنتان وثلثون مرتبة وان مكث اهل الجنة في ادنى مرتبة منها اربع مائة الف ثلثة وثلثين الف وستمائة وعشرين سنة وكل مرتبة اضعاف اضعاف ما دونها وان النار اثنتان وثلثون مرتبة منها ستة عشرة مرتبة فيها الزمهرير وصنوف عذابه وست عشر مرتبة فيها الحريق وصنوف عذابه **ذكر تلبيس ابليس على اليهود قال المصنف** قد لبس عليهم في اشياء كثيرة

ترجمہ اپنے ہاتھ سے اپنی آنتین نکال ڈالے اور **بعض** انمین وہ ہے جو پتھر اٹھکر اپنا بدن کچل کر مرجاتا ہے اور لوگ اسکو سوار کرکے دفن جاتے ہین **ہند** مین دو دریا ہین اور جو فقیر لوگ غارون وغیرہ مین بیٹھے رہتے ہین وہ عید کے روز نکلکر وہان آتے ہین اور کچھ لوگ وہان مقرر ہین وہ ان جوگیون اور عابدون کے کپڑے وغیرہ اوتار لیتے ہین اور انکو پٹ اٹھاکر دونکڑے کاٹ ڈالتے ہین ایک ٹکڑا ایک دریا مین اور دوسرا دوسرے دریا مین ڈال دیتے ہین اور ان لوگون کا دعوی یہ ہے کہ یہ دونون دریا ملکر جنت مین جاتے ہین + **بعض** ان مین سے نکلکر آفتاب مین جاتا ہے جہان دھوپ کے سوا سایہ نہین ہے اور کچھ لوگ اسکے ساتھ عداوت رکھتے ہین کہتے جاتے ہین یہ **مصر** مین جاتا ہے تو بیٹھ جاتا ہے اور شکاری چڑیان ہر طرف سے آکھی ہوتی ہین پھر وہ ننگا ہوکر لیٹ جاتا ہے اور لوگ اسکو دیکھتے ہین۔ اور شکاری چڑیان ہر طرف سے اسپر ہجوم کرکے اسکو کھاتی ہین جب وہ چل جاتی ہین تو لوگ ہڈیان اکٹھی کرکے جلاتے ہین اور اسکی راکھ تبرک بناتے ہین شیخ ابو محمد **نوبختی** نے اس کے ساتھ بہت طول طویل افعال ذکر کئے ہین جن کے لکھنے مین تضیع اوقات ہے تعجب کی بات یہ ہے کہ ہندوستان سے مسافر لوگ حکمت کی باتین لے جاتے ہین اور انمین باریک اعمال ہین باوجود اس کے پاک ہے حق سبحانہ تعالی کہ جس نے ہندیون کو ایسا اندھا کر دیا کہ شیطان نے انکو اس طرح ہانکا جس کا نمونہ بیان کیا گیا۔ ابو محمد نوبختی نے لکھا ہے کہ **بعض** ہندی دعوی کرتا ہے کہ جنت کے ۳۲ درجات ہین اور اگر کوئی جتنی اس کو سب سے نیچے درجے مین چار لاکھ تینتیس ہزار چھ سو بیس سال رہا تو اوپر ترقی پائیگا اور ہر بالائی مرتبہ پر بہ نسبت اول کے دوچند ہوتا ہے ان مین سے ۳۲ درجے مین از انجملہ ۱۶ مرتبہ مین زمہریر وغیرہ طرح طرح کے عذاب ہین اور باقی ۱۶ مرتبہ مین جلانے وغیرہ طرح کے عذاب ہین +

یہود پر تلبیس ابلیس کا بیان

مصنف نے کہا کہ ابلیس نے یہود کو بھی طرح طرح کے تلبیس مین گرفتار کیا

نذکر منها بیتة لیستدل بها علی تلک فمن ذلک تشبیههم الخالق بالخلق ولو کان تشبیههم حقا لجاز علیه ما یجوز علیهم وحکی ابو عبد الله بن حازم من اصحابنا ان الیهود یزعم ان الالٰه المعبود رجل من نور علی کرسی من نور علی راسه تاج من نور وله اعضاء کما للآدمیین ومن ذلک قولهم عزیر ابن الله ولو فهموا ان حقیقة البنوة لا تکون الا بالتبعیض والخالق لیس بذی ابعاض لم یثبتوا بنوة ثم ان الولد مشتق من الوالد وقد کان عزیر لا یقوم الا بالطعام والولد من قامت به الاشیاء لا من قام بها والله تعالی هو القائم بالحقائق انهم راوه قد غاب عنهم وقرأ التوراة من حفظه فقالوا بذلک من ظنونهم الفاسدة ویدل علی ان القوم کانوا فی بعد من الهدی انهم لما راوا اثر القدرة فی فرق البحر لهم ثم مروا علی اصنام لهم فقالوا مثلها فقالوا اجعل لنا الها کما لهم آلهة فلما زجرهم موسی عن ذلک بقی فی نفوسهم فطر المستور بعباتهم العجل وانه حملهم علی هذا شیئان احدهما جهلهم بالخالق والثانی انهم اذا رأوا ما لیس کمثله الحس غلبته الحس علیهم وبدا لهم فعل عنهم ولولا جهلهم بالمعبود ما اجترؤا علیه بکلمات القبیحة کقولهم ان الله فقیر

ترجمہ اس ڈھیری مین سے ایک مٹھی نمونہ کو ذکر کیا جاتا ہے۔ جس سے باقی پر قیاس دوڑایا جاسکتا ہے **از انجملہ** یہ کہ یہود نے خالق کو مخلوق سے مشابہ کیا۔ اور یہ نہ سمجھے کہ اگر تشبیہ حق ہوتی تو جو باتین مخلوق پر جائز ہوتی ہین وہ اُسپر بھی جائز ہوتین شیخ ابو عبد اللہ بن حازم صنعانی نے ذکر کیا۔ کہ یہود کا زعم ہے کہ اللہ معبود ایک نور کا شخص ہے وہ نور کی کرسی پر نور کا تاج رکھے ہوئے بیٹھا ہے اور آدمیون کے اعضا کیطرح اُس کے اعضا ہین **از انجملہ** یہود نے دعوی کیا کہ **عزیر** خدا کا بیٹا ہے اگر یہودی سمجھ رکھتے ہوتے کہ فرزند ہونا حقیقت مین اسی طرح ہوسکتا ہے کہ بیٹا اپنے باپ کا جزو ہو تو پھر حماقت مین نہ پڑتے اس لیے کہ خالق عزوجل کی یہ شان نہین ہے کہ اُس کے ٹکڑے ہوسکین یا بعض بعض ہوسکے اس لیے کہ وہ کچھ مرکب نہین ہے تو اپنی حماقت سے اُسکا بیٹا نہ بناتے **پھر** بیٹا بھی باپ کے معنی مین ہوتا ہے۔ حالانکہ **عزیر** بغیر کھانے پینے کے قائم نہین رہتے تھے اور اللہ وُہ ہے جس سے مخلوق اشیاء کا قیام ہے اور وہ نہین کہ جسکا قیام اللہ تعالی سے ہے۔ **واضح** ہو کہ یہودی حقائق سے کبھی واقف نہ تھے اور باوجود اس کے یہ قول جو اُنہون نے کہا تو اس کا باعث یہ ہوا کہ اُنہون نے عزیر کو دیکھا کہ موت کے سو برس بعد زندہ ہوکر آئے اور تمام توریت اپنے حفظ سے سُنائی تو (پچھلے زمانہ کے یہود نے اپنے یہود قیاس سے نصاریٰ نے عیسیٰ کی مشابہت کرنیکو) عزیر کی نسبت یہ کلمہ کہا۔ اور اس قوم کی بھدی سمجھ پر دلیل یہ ہے کہ اُنھون نے اللہ کی قدرت دیکھی کہ کسطرح اُنہون نے بنی اسرائیل کیلئے سمندر پھاڑ دیا۔ پھر جب پار ہوکر ایک قوم کے تعلق گزر ہوا تو حضرت موسیٰ سے درخواست کی کہ ہمارے لیے بھی ایسے ہی بُت بنادیجئے جیسے اُن کے واسطے بُت ہین پھر جب موسیٰ علیہ السلام نے انکو جھڑکا تو جب سے کہین انکے دلونمین مخفی خواہش باقی رہگئی جو سامری کو گوسالہ بنانے پر انکی عبادت کرنے سے ظاہر ہوئی اور جس چیز نے ان لوگون کو ایسی افعال پر آمادہ کیا وہ دو باتین تھین ایک یہ کہ یہ لوگ اپنے خالق عزوجل کی شان سے جاہل تھے اور دوم یہ کہ اُنہون نے چاہا کہ انکا معبود وہ ہو جو اُنکی حواس مین آوے اسلیئے کہ جو اس پر غالب تھے اور عقل سے یہ لوگ معدہ پڑے تھے

ف یہ حال آنمک جمیع یہود و نصاریٰ مین صاف ظاہر ہے۔ اور اگر یہ لوگ اپنے معبود سے جاہل نہ ہوتے تو کبھی اُسکی شان مین ایسے کلمات ناشائستہ کہنے کی جرات نہ کرتے چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مین یہود نے کہا ان اللہ فقیر ونحن اغنیاء اللہ بندون کا

ترجمہ انبیاء و توھم یداللہ مغلولۃ **ومن تلبیسہ** علیھم انھم قالوا لا یجوز نسخ الشرائع وقد علموا ان من دین ادم جواز نکاح الاخوات ودرس الحارم والعمل فی یوم السبت ثم نسخ ذلک بشریعۃ موسیٰ قالوا لا یجوز اذا امر اللہ بشیء کان حکمۃ فلا یجوز تغییرہ قلنا قد یکون التغییر فی بعض الاوقات حکمۃ فان تقلیب الادویۃ من صحۃ الی مرض کلہ حکمۃ وقد خطر علیکم العمل یوم السبت واذا ان لکم یوم الاحد وھذا من جنس ما انکرتم وقد امر اللہ ابراھیم بذبح ابنہ ثم نھاہ عن ذالک **ومن تلبیسہ** علیھم انھم قالوا لن تمسنا النار الا ایاما معدودۃ وھی ایام العجل التی عبدنا فیھا العجل وفضائحکم اکثر من ان تحصر فی ھذا المختصر فحذفنا اسماءھم من صفحۃ نبینا صلی اللہ علیہ وسلم وغیر ذالک وقد امروا ان یقولوا بہ ونھوا عن ذالک لاکرامۃ فضلا وھم عند اللہ ما قالہ ثم العجب انھم یقرون بما امروا بہ وحرفوا وبدلوا بما یریدون فان العبودیۃ من یترک الامر ویعمل بالنھی فانھم کانوا یاخذون من موسیٰ ویعیبونہ حتی قالوا واتھموا داؤد بزوجۃ اوریا وعن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نسخ احکام

ترجمہ اور یداللہ مغلولۃ یعنی یہود کو دینے سے اللہ کا ہاتھ بند ہے ان از انجملہ یہود پر ابلیس نے یہ تلبیس رچائی کہ تم لوگ یہ دعوے کرو کہ شریعت منسوخ نہیں ہوسکتی ہے باوجودیکہ یہودی خوب جانتے تھے کہ آدم علیہ السلام کیوقت میں بہنوں سے اور محرمات عورتوں سے نکاح روا تھا اور ہفتہ کے روز شکار وغیرہ کام کرنے جائز تھے پھر شریعت موسوی کی شریعت میں یہ امر منسوخ ہوگیا لیکن یہودیوں نے ابلیس کی پیروی میں یہ دعوی کیا کہ جب خدا نے کسی چیز کا حکم دیا تو وہ حکمت ہے پس حکمت کو منسوخ کرنا نہیں جائز ہے (غرض یہ کہ موسیٰ علیہ السلام کی شریعت قیامت تک منسوخ نہ ہوگی) ہم انکو جواب دیتے ہیں کہ بعض اوقات میں اسکو بدل دینا حکمت ہوتا ہے چنانچہ آدمی کو صحت سے مرض کی طرف بدل دینا اور دوا دینا سب حکمت ہے اسی طرح تم پر ہفتہ کے دن دنیاوی کام کرنا حرام کیا گیا۔ پھر اتوار کے دن اسکو بدل دیا گیا۔ اور یہ اسی قسم کی بات ہے جس سے تم انکار کرتے ہو۔ اور یہ معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ابراہیم کو اپنے فرزند کو ذبح کرنے کا حکم دیا تھا۔ پھر اس سے منع کر دیا از انجملہ ابلیس نے یہود پر یہ تلبیس کی کہ یہودیوں نے یہ دعوے کیا کہ لن تمسنا النار الا ایاما معدودۃ یعنی ہم لوگوں کو آگ نہیں چھوئیگی سوائے گنتی کے چند دنوں کے اور یہ چند دن وہی ہیں جن میں ہم نے گوسالہ کو پوجا تھا۔ یہودیوں کی اشاعت باتیں بہت ہیں پھر ابلیس نے یہودیوں کو نا الفت عداوت پر آمادہ کیا چنانچہ ان کی کتاب میں جو صفت ہمارے نبی صلعم کی مذکور تھی اس جان بوجھکر انکار کیا اور اس صفت کو بدل ڈالا حالانکہ کتاب توریت میں انکو تاکیدی حکم تھا۔ کہ اس پیغمبر آخر الزمان پر ایمان لاویں لیکن بدبخت آخرت کو عذاب پر راضی ہوگئے پس انکو پیرہے کلموں نے دشمنی پر کمر باندھی اور جاہلوں نے اپنے عالموں کی تقلید پر اصرار کیا پھر تعجب تو یہ ہے کہ جو کچھ انکو حکم دیا گیا تھا وہ تو بکار کے بدلے والا اور جو کچھ انکی جی چاہتی تھے اسکو دین بنایا تو بھلا ایسے شخص کو جو حسن خدا کی بندگی کہاں رہی جس نے حکم الٰہی چھوڑ دیا اور اپنی خوشی کی پیروی کرلی پھر واضح رہے کہ یہودی تو حضرت موسیٰ کی نعت کرتے بلکہ انکو عیب لگاتے چنانچہ کہتے کہ انکو فتق کا مرض ہے اور اتہام لگایا کہ اونے اوریا کو قتل کیا ہے اور سلیمان داؤد کی نسبت اتہام لگایا۔ کہ ان سے اور اوریا کی جورو سے آشنائی ہے **ابوہریرہ** رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک روز یہود کی

بیت المدراس فقال اخرجوا الی اعلمکم فقالوا عبد اللہ بن صوریا فخلا بہ فناشدہ بدینہ وبما انعم اللہ
علیہم واطعمہم من المن والسلوی وظللہم من الغمام اتعلم انی رسول اللہ قال اللھم نعم وان القوم لیعرفون
ما اعرف وان صفتک ونعتک مبین فی التوراۃ ولکنہم حسدوک قال فما یمنعک انت قال اکرہ خلاف قومی وعسی ان
یتبعوک ویسلموا فاسلم وعن سلمۃ بن سلامۃ رضی اللہ عنہ قال کان لنا جار من یہود فی بنی عبد الاشہل قال فخرج علینا یوما من بیتہ قبل مبعث النبی
صلی اللہ علیہ وسلم حتی وقف علی مجلس بنی عبد الاشہل قال سلمۃ وانا یومئذ احدث من فیہم سنا علی بردۃ مضطجعۃ بفناء اھلی
فذکر البعث والقیامۃ والحساب والمیزان والجنۃ والنار فقال ذلک لقوم اھل شرک واصحاب اوثان لا یرون ان بعثا کائنا
فقال لہ ویحک یا فلان ترے ھذا کائنا ان الناس یبعثون بعد موتہم الی ارض فیھا جنۃ ونار یجزون فیھا باعمالھم قال
نعم والذی یحلف بہ لو وددت ان حظہ من تلک النار اعظم تنور فی الدار تحونہ شوذب خلونہ ایاہ فتطبقوا
علیہ ان ینجو من تلک النار غدا قالوا واللہ یحدث ذلک ان بمبعوث من اھل ھذا البلاد ویشیر بیدہ نحو مکۃ والیمن قالوا ومتی تراہ

ترجمہ مدرسہ میں تشریف لے گئے اور فرمایا کہ جو تم میں سب سے بڑا عالم ہو اس کو میرے سامنے لاؤ انہوں نے کہا کہ وہ عبد اللہ بن صوریا ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکو تنہا بلایا اور الگ اسکو اس کے دین کی قسم دلائی کہ بعوض اس حق کے کہ اللہ تعالے نے بنی اسرائیل پر انعام کیا اور من وسلوی کھانے کو دیا اور بادل سے ان پر سایہ کیا تو سچ بتلا۔ کہ تو یہ جانتا ہے کہ میں رسول اللہ ہوں عبد اللہ بن صوریا نے کہا کہ ہاں اللہ میں جانتا ہوں اور یہ قوم سب میری طرح آپ کو پیغمبر پہچانتے ہیں اور بیشک آپ کی صفت وتعریف توریت میں صاف صاف مذکور ہے ولیکن یہ آپ سے حسد کرتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن صوریا سے کہا کہ پھر خود تجھکو کیا چیز مانع ہے اس نے کہا کہ مجھ اپنی قوم سے مخالفت کرنا گوارا نہیں ہے اور امید ہے کہ عنقریب یہ لوگ آپکے تابع ہونگے اور اسلام لاویں گے تب میں بھی مسلمان ہوجاونگا **سلمۃ** بن سلامہ بن وقش سے روایت ہے کہ اسلام سے پہلے بنی عبد الاشہل کے محلہ میں ہمارے پڑوس میں ایک یہودی رہتا تھا۔ ایک روز وہ اپنے گھر سے نکل کر ہمارے پاس آیا اور یہ واقعہ اس وقت کا ہے کہ ابھی نبی صلے اللہ علیہ وسلم مبعوث نہیں ہوئے تھے الغرض وہ یہودی بنی عبد الاشہل کی مجلس میں آکھڑا ہوا اور مسلمہ نے کہا کہ وہاں کے لوگوں میں اسوقت میں سب سے چھوٹا تھا۔ اور میں ایک چادر لپیٹے اپنے لوگوں کے گھر کے صحن میں بیٹھا تھا۔ پس اس یہودی نے موت کے بعد زندہ کرکے اوٹھائے جانے کا اور قیامت کا اور میزان وجنت ودوزخ کا ذکر کیا۔ اور یہ قوم اس زمانہ میں اہل شرک وبت پرست تھی موت کے بعد زندگی کی قائل نہ تھی تو کہنے لگے کہ اے فلان بھلا تو سمجھتا ہے کہ یہ بات ہونے والی ہے کہ بعد موت کے لوگ زندہ کرکے اوٹھائے جاوینگے ایسے ملک میں جہاں جنت ودوزخ ہے وہاں اپنے اپنے اعمال کے موافق بدلا دیے جاوینگے اس یہودی نے کہا۔ کہاں اور قسم ہے کہ جسکی اس دن آرزو کریگا کہ کاش اس جہنم کی آگ سے ایک لحظہ نکال کر ایک بہت بڑے تنور میں ڈالا جاوے ۔ تم لوگ یہاں بڑے سے بڑا تنور تصور کرو۔ جس کو تم خوب آگ جلاکر گرم کرو۔ پھر اس کو اس میں ڈال کر اوپر سے بند کردو تو وہاں جہنم کی آگ سے بچ کر اس تنور میں بند ہونے کی آرزو کریگا۔ قوم نے یہودی سے کہا کہ ارے جو کچھ تو کہتا ہے اس کی کیا دلیل ہے اس نے مکہ ویمن کی طرف اشارہ کرکے کہا۔ کہ انہیں ملکوں سے ایک پیغمبر مبعوث ہونے والا ہے۔ قوم نے کہا کہ تیرے نزدیک وہ کب تک مبعوث ہوگا ؟

قال فنظر الی وانا من احدثهم سنا فقال ان یستنقذ هذا الغلام عمره یدرکه قال سیاتی فوالله ما ذهب
اللیل والنهار حتی بعث الله رسوله صلی الله علیه وسلم وهو حی بین اظهرنا فآمنا به وکفر به بغیا وحسدا فقلنا ویلک
یا فلان الست قلت لنا فیه ما قلت قال بلی ولکن لیس ذکر تلبیس ابلیس علی النصاری قال المصنف
تلبیسه علیهم کثیر فمن ذلک انه اوهمهم ان الخالق سبحانه جوهر فقالت الیعقوبیة اصحاب یعقوب والملکیة
اهل دین الملك والنسطوریة اصحاب نسطور بین ان الله جوهر واحد قائم ثلاثة فهو واحد
فی الجوهریة ثلاثة فی الاقنومیة واحد لا قائم عندهم الاب والابن والاخر روح القدس بعضهم
یقول الاقانیم خواص وبعضهم یقول صفات وبعضهم یقول اشخاص وهؤلاء قد نسوا
انه لو کان الاله جوهرا لجاز علیه ما یجوز علی الجواهر من التحیز بعد کان والتحرك و
السکون والاوان فتر سوّل لبعضهم ان المسیح هو الله قال ابو محمد النوبختی زعمت الملکیة و
الیعقوبیة ان الله ولدت مریم هو الاله وسوّل الشیطان لبعضهم ان المسیح ابن الله وقال
بعضهم المسیح جوهران احدهما قدیم والاخر محدث ومع قولهم هذا فی المسیح یقرون

ترجمہ یہودی نے نظر دوڑا کر مجھے دیکھا کہ مین انمین سب سے چھوٹا ہون۔ تو کہا کہ اگر یہ لڑکا اپنی عمر تک پہنچ گیا تو اُس پیغمبر
کا زمانہ پاویگا۔ **مسلمہ** نے کہا کہ واللہ کچھ بہت دن نہین گزرے تھے کہ اللہ تعالےٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث
فرمایا۔ اور وہ یہودی ابھی تک ہماری مجلسون مین زندہ موجود تھا۔ تو ہم لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے اور اُس
یہودی نے بغاوت وحسد سے انکار کیا۔ تو ہم نے اُس سے کہا کہ ارے بدبخت تو وہ نہین ہی جس نے ہم سے فلان روز اس پیغمبر
کے بارہ مین ایسا ایسا کہا تھا۔ اُسنے کہا کہ ہان مین نے کہا تو تھا لیکن یہ وہ پیغمبر نہین ہین۔ **نصاری** پر تلبیس ابلیس کا بیان
مصنف نے کہا۔ کہ ابلیس نے نصاری پر بہت سی تلبیس کردی ہے **ازانجملہ** اُس نے نصاری کے وہم مین یہ جمادیا کہ خالق
سبحانہ تعالیٰ جوہر ہے چنانچہ نصاری کے فرقہ یعقوبیہ نے (جو یعقوب کے شاگرد ہین) اور ملکیہ نے (جو بادشاہی دین پر کہلاتے تھے)
اور نسطوریہ نے (جو نسطور کے تابع تھے) ان سب گمراہون نے زعم کیا کہ اللہ تعالیٰ جوہر واحد ہی تین اقنوم والا ہیں وہ جوہر ہونیمین
ایک ہی اور اقنوم ہونے مین تین ہے۔ اور ان تین اقنوم مین سے ایک باپ ہے اور دوسرا بیٹا ہے اور تیسرا روح القدس ہی۔ پھر
بعض نے کہا کہ اقنوم خواص ہین اور **بعض** نے کہا کہ صفات ہین اور **بعض** نے کہا کہ اشخاص ہین اور ان لوگون کو یہ نہین
سوجھا کہ اگر اللہ تعالیٰ جوہر ہوتا تو جو چیزین جواہر کے لوازم ہین وہ اللہ تعالیٰ پر جائز ہوتین جیسے کسی مکان مین جگہ پکڑنا اور جنبش کرنا
اور ساکن ہونا اور کسی وقت وزمانہ مین ہونا **پھر** ابلیس نے بعض نصرانیون پر یہ تلبیس کی کہ مسیح ہی اللہ ہے شیخ ابو محمد **نوبختی** رحمہ اللہ
لکھا کہ ملکیہ اور یعقوبیہ نے کہا کہ مریم نے جسکو جنا تھا وہی اللہ ہی اور **بعض** پر شیطان نے تلبیس کی کہ مسیح خدا کا بیٹا ہی اور **بعض**
نے کہا کہ مسیح مین دو جوہر ہین ایک قدیم ہی اور دوسرا حادث ہی اور باوجودیکہ یہ لوگ مسیح کو بار بار مین یہ تکلم بیان کرتے ہین پھر بھی غور کرتے ہین کہ اسکو

بحاجته الی الطعام ولا یختلفون فی انه صلی الله علیه وسلم یقله لاجل غرض نفسه ویقولون انما اخبرهم بالناسوت فهل لاحد دفع
الناسوت ما فیه من اللاهوت ثم لبس علیهم امر نبینا صلی الله علیه وسلم حتی جحدوا بعد ذکره فی الانجیل وهن
الکنائس من یقول عن نبینا صلی الله علیه وسلم انه نبی لا انه مبعوث الی الروحانیة وهذا التلبیس من ابلیس
استغفلهم فیه لانه متی ثبت انه نبی قالینه لا یکذب وقد قال بعثت الی الناس کافة وقد کتب الی قیصر وکسری وسائر الملوک
اله عجمی من تلبیس ابلیس علی الیهود والنصاری اعنوا قالوا لا یعرفنا الله لانا اسلافنا فمنا الانبیاء والاولیاء فانظر رحمک الله عز وجل
عنهم من الک نحن ابناء الله واحباؤه کما ای من انبیاء عزیر وعیسی وکشف هذا التلبیس ان کا شخص یطالبه الله تعالی بعبادته
ذو قرابته ولو تعلقت المحبة بشخص لما عبر به بموضع القرابة لقوله انخفض وقد قال نبینا صلی الله علیه وسلم
لابنته فاطمة لا اغنی عنک من الله شیئا وانا افضل محبوب بالتقوی فمن عدمها عدم المحبة ثم ان محبة الله تعالی
للعبد لیست تشخق محبة الادمیین بعضهم بعضا اذ لو کانت کذلک کان الامر محتملا

ترجمہ کھانے پانی کی ضرورت تھی اور سب کے سب یہ کہتے ہیں کہ مسیح کو موت دی گئی اور وہ قتل سے اپنے آپکو نہ بچا سکا۔ اور اس کا جواب یہ دیتے ہیں کہ یہ ناسوت کے ساتھ کیا گیا یعنی وہ جو خدا سے ہیں مخلوقیت کا تاوہ سولی دیا گیا یہ جواب رد کیا گیا کہ آپ ہیں بولاہوت کا جز، تقاضا الحس نے ناسوت سے یہ بلا کیوں نہ دفع کی پھر انجیل میں ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر سنا تھا۔ مگر شیطان نے ان پر تلبیس کی توبت دھری سے انکار کر گئے اور کنائس ہیں بیٹھ گئے جہاں علم کے لئے سے من کہتے ہیں کہ وہ نبی ہیں مگر نہ مبعوث کئے ہوئے یہ تلبیس ابلیس کی ہے اور یہ ابلیس نے انپر عجب تلبیس کی اور غفلت میں ڈالدیا کیونکہ جب معلوم ہوا کہ وہ نبی ہیں تو پھر جھوٹ نہیں بولتا۔ اور بیشک آپ نے فرمایا کہ میں تمام جہان کے سب لوگوں کی طرف رسول بنایا گیا ہوں اور کچھ شک نہیں کہ آپ نے قیصر و کسری و دیگر ملوک عجم کے نام ہدایت کے فرمان لکھے تھے ابلیس نے یہود و نصاری دونوں پر جو تلبیس کی اسمیں تو ایک تلبیس یہ کہ ان دونوں نے دعوی کیا کہ ہمارے بزرگوں کی وجہ سے خدا ہمکو عذاب نہیں کریگا۔ کیونکہ ہم میں نبی اسرائیل کے انبیاء و اولیا گزرے ہیں چنانچہ اللہ تعالی نے انکا زعم قرآن میں بیان فرمایا نحن ابناء الله واحباؤه۔ یعنی ہم تو خدا کے بیٹے اور اسکے محبوب ہیں مطلب یہ کہ ہم خدا کے بیٹے عزیر اور عیسے ہیں اس تلبیس کا پردہ اس طرح کھلتا ہے کہ اگر کسی شخص پر اللہ تعالی کے حق کا مطالبہ ہوتا ہے (جیسے نماز روزہ) تو کوئی قرابتی اسوس کے ذمہ سے خدا کے حق کو دفع نہیں کر سکتا اور سمجھنے کی بات ہے کہ اگر کسی شخص سے محبت ہو اور وہ اس کی وجہ سے خیر پر جاوے جو محبوب کا قرابتی ہے تو عداوت و بغض بھی اسی طرح متعدی ہوگا۔ یعنی جس کافر سے بغض ہے۔ وہ بغض بھی اسکے قرابتی پر جاوے اگرچہ وہ مومن ہو یعنی یہ صریح باطل ہے اور بیشک ہمارے نبی سلام نے اپنی صاحبزادی فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ لا اغنی عنک من الله شیئا یعنی میں تجھ سے خدا تعالی کا عذاب نہیں دفع کر سکتا ہوں (یعنی شفاعت کی اجازت تو ایمان پر موقوف ہے) اور محبوب کو فضیلت تقوی ہے (شرک وغیرہ سے بچنا) پس جو تقوی نہیں کر سکتا اس کے لئے محبت بھی نہیں ہے پھر واضح ہو کہ اللہ تعالی کی محبت بندہ کی محبت کچھ جوش قلب سے نہیں ہوتی جیسے آدمیوں کی محبت باہم ہوا کرتی ہے۔ کیونکہ اگر محبت ایسی ہوتی تو امر محتمل تھا۔

ذكر تلبيس الصابئين قال المصنف اصل هذا الكلمة انما الصابئين من قولهم صبأ اذا خرجت من
شئ الى شئ وصبأت النجوم اذا ظهرت وصبأنا اذا خرج والصابئون الخارجون من دين الى دين والعلماء فيهم عشرة
اقوال احدها انهم قوم بين النصارى والمجوس رواه سالم عن سعيد بن جبير وليث عن مجاهد والثاني انهم بين اليهود
والمجوس رواه بن ابي نجيح عن مجاهد والثالث انهم بين اليهود والنصارى رواه القسم بن ابي بزة عن مجاهد والرابع
صنف من النصارى الين قولا منهم رواه ابو صالح عن ابن عباس والخامس انهم قوم من المشركين لا كتاب لهم
رواه القاسم ايضا عن مجاهد والسادس انهم كالمجوس قاله الحسن والسابع انهم فرقة من اهل الكتاب يقرأون
الزبور قال ابو العالية والثامن انهم قوم يصلون القبلة ويعبدون الملائكة ويقرأون الزبور قاله قتادة ومقاتل
والتاسع انهم طائفة من الملائكة قاله السدي والعاشر انهم كانوا يقولون لا اله الا الله وليس لهم عمل ولا كتاب ولا نبي الا قولهم لا اله الا الله
قال ابن زيد وقال المصنف هذه اقوال المفسرين منها ابن عباس والقاسم وحسن وغيرهم واما المتكلمون فقالوا ان مذهب الصابئين يختلف فمنهم من يقول
ان هناك هيولى كان لم يزل يصنع العالم منها كذلك الطبيعي وقال اكثرهم العالم

ترجمہ۔ صابی فرقہ پر تلبیس ابلیس کا بیان۔ مصنف نے کہا کہ صابئین کی اصل اس محاورہ سے ہے کہ شئے
یا اس وقت کہتے ہیں جب تو ایک چیز سے نکلکر دوسری چیز میں جا پڑے وصبأت النجوم ستارے طلوع ہوتے ہیں جب
ظاہر ہو جاویں صبأنا یہ جب بچہ دانی سے آوین صابئون وہ لوگ جو ایک دین سے نکلکر دوسرے دین میں جا پڑاوین +
صابئون کے مذہب کے بارہ میں علماء کے دس اقوال ہیں قول اول یہ کہ صابیہ ایک قوم ہے جو مجوس و نصاریٰ کے درمیان
ہیں اسکو سالم نے سعید بن جبیر سے روایت کیا اور لیث نے ابن ابی سلیم نے مجاہد سے روایت کیا قول دوم یہ کہ وہ یہود و مجوس کے درمیان
قوم ہیں اسکو ابن ابی نجیح نے مجاہد سے روایت کیا قول سوم یہ کہ صابیہ یہود و نصاریٰ کے بیچ میں ہیں اسکو قاسم بن ابی بزہ نے
مجاہد سے روایت کیا چہارم وہ نصاریٰ میں سے ایک قوم ہے جنکا قول ہے بنسبت اوروں کے کچھ زیادہ اسکو ابو صالح نے ابن عباس سے
روایت کیا پنجم یہ ایک قوم مشرکین میں سے ہے انکے واسطے کوئی کتاب نہیں ہے اسکو بھی قاسم نے مجاہد سے روایت کیا ششم
یہ کہ صابیہ مثل مجوس کے ہیں یہ حسن بصری کا قول ہے ہفتم یہ کہ یہ اہل کتاب میں سے ایک فرقہ ہے جو زبور پڑھتے ہیں یہ ابو العالیہ کا قول
ہے ہشتم یہ کہ صابیہ قبلہ کی طرف نماز پڑھتے ہیں اور ملائکہ کی عبادت کرتے اور زبور پڑھتے ہیں یہ قتادہ و مقاتل کا قول
ہے نہم یہ کہ اہل کتاب میں سے ایک گروہ ہے سدی کا قول ہے۔ دہم یہ فرقہ فقط لا الہ الا اللہ کہتا ہے اور نہ کچھ کام و عمل کرتے
ہیں اور نہ ان کے واسطے کوئی کتاب ہے اور نہ پیغمبر ہے فقط لا الہ الا اللہ قول ہے یہ ابن زید کا قول ہے مصنف رح
نے کہا کہ یہ اقوال مفسرین مثل حضرت ابن عباس و قاسم و حسن وغیرہم سے مروی ہیں اور متکلمین نے کہا کہ صابیوں کے
مذاہب مختلف ہیں بعض کہتے ہیں کہ یہاں فقط ایک ہیولی ہے وہی ہمیشہ سے ہے۔ اور ہمیشہ رہے گا۔ بنانے والا
اسی ہیولی سے عالم کو بناتا ہے۔ اکثر صابیہ کہتے ہیں کہ عالم قدیمی ہے

لیس بمحدث وسموا الکواکب ملائکۃ وسماھا قوم منہم الھۃ وعبدوھا وبنوا لھا بیوتا عبادات وھم یدعون ان بیت اللہ الحرام واحد منھا وھو بیت زحل وزعم بعضہم انہ لا یوصف اللہ الا بالنفی دون الاثبات فیقال لیس بمحدث ولا موات ولا جاھل ولا عاجز قالوا لئلا یقع نسبیۃ ولھم تعبدات فی مثل منہا انہم یزعمون ان علیہم ثلث صلوات فی کل یوم اولھا ثمان رکعات وثلاث سجدات فی کل رکعۃ اخر وسبعۃ ایام لھا باسم یقین من کانون الاول وسبعۃ اولھا الثمان لیال تمضی من شباط او یختمون صیامھم بالصدقۃ والذبائح وحرموا لحم الجزور وفی اوقات یضیع الزمان بذکرھا وزعموا ان الارواح الخیرۃ تصعد الی الکواکب الثابتۃ والی الضیاء وان الشریرۃ تنزل الی اسفل الارض الی الظلمۃ وبعضہم یقول ھذا العالم لا یفنی وان الثواب والعقاب فی التناسخ ومثل ھذہ المذاھب لا یحتاج الی تکلف ردھا اذ ھی عاد بلا دلیل **وقد حسن** ابلیس لاقوام من الصابئین انھم وان کانوا فی تحصیل مناسبۃ بینھم وبین الروحانیات العلویۃ باستعمال الطھارات وقوانین ودعوات واشتغلوا بالتنجیم والتسخیر وقالوا لا بد من متوسط بین اللہ وبین خلقہ فی تعریف المعارف

ترجمہ پیدا نہین ہوا ہی اور ستارون کو یہ لوگ ملائکہ کہتے ہین اور انمین سے ایک قوم نے ستارون کا نام آلہ رکھا۔ اور اُن کی عبادت کرتے ہین اور اُن کے لیئے عبادت خانے بناتے ہین اور دعوی کرتے ہین کہ اُن مین سے ایک خانہ جو زحل کا خانہ ہے وہی خدا کا بیت الحرام ہی **بعض** نے زعم کیا کہ خدا کی صفت نفی سے بیان ہوسکتی ہے اثبات سے نہین ہوسکتی چنانچہ یون کہہ سکتے ہین کہ وہ مخلوق نہین ہے وہ مردہ نہین ہے وہ جاہل نہین ہی۔ وہ عاجز نہین ہی اور کہتے ہین کہ ہم نے اس لیے کہا کہ شباہت اور نسبت ثابت نہو اور انہون نے اپنی عبادت کے طریقے بنا کہے ہین **از انجملہ** کہتے ہین کہ اُنپر ہر روز تین نمازین ہین اول نماز آٹھ رکعات اور ہر رکعت مین تین سجدے ہین اُسکا وقت طلوع آفتاب کے وقت ختم ہوتا۔ دوم پانچ رکعت ہین ہین اور سوم بھی پانچ رکعات ہین اور اُنپر ایک ماہ کے روزے ہین جسکا شروع ماہ آذر کے آٹھ راتین گذری ہوتا ہی اور سات دن کے روزے اُسوقت ہین جبکہ کانون کی اوائل رات باقی رہتی ہین اور ساتون دن روزے اور ہین جسکی ابتدا شباط کی آٹھ راتین گذرے ہوتا ہی اور اپنے روزون کے ختم پر صدقہ دیتے اور قربانی کرتے ہین اور اُونٹ کا گوشت حرام رکھتے اور اسی قسم کے دیگر خرافات ہین۔ جن کے بیان مین تضیع اوقات ہے اور صابیہ کا گمان یہ ہے کہ نیک روحین ثوابت تارون کی جانب چڑھ جاتی ہین اور نور ہین ہوجاتی ہین اور شریر روحین زمین اظہار یکی طرف اُتاری جاتی ہین **بعض** صابیہ کہتے ہین کہ یہ عالم فنا ہوگا۔ اور ثواب عذاب بذریعہ تناسخ کے ملتا ہے یعنی جسے ہندو آواگون کہتے ہین اور ایسے مذاہب کی تردید مین زیادہ تکلف کی ضرورت نہین اس لیئے کہ یہ سب بلا دلیل کے محض دعوی ہین **ابلیس** نے بہت سے صابئین کو یہ لبھا اچھا دکھایا کہ کمال اس طرح حاصل کرین کہ ہمنین اور عالم بالا کی روحانیات مین بذریعہ طہارتون کے مناسبت حاصل ہو اور چند قوانین و دعاؤن کا ورد کرین اور یہ لوگ نجوم کی تعلیم و تسخیر مین پڑ گئے اور کہتے ہین کہ اللہ تعالی اور مخلوق کی درمیان مین کوئی درمیانی واسطہ ضرور ہونا چاہیئے۔ جو معارف کی شناخت

والارشاد للصالح الا ان ذلك المتوسط ينبغي ان يكون روحانيا لا جسمانيا قالوا فنحن نحصل لانفسنا مناسبة قدسية
بيننا وبينه فيكون ذلك وسيلة لنا اليه وهؤلاء يسكرون بعث الاجساد ذكر تلبيس ابليس على المجوس قال يحيى
بن بشر النهاوندي كان اول ملوك المجوس كيومرث فجاءهم بدينهم ثم تتابع المدعون للنبوة فيهم حتى بعث زرادشت فجاء
وكانوا يقولون ان الله عز وجل شخص وحاني ظهر وظهرت معه اشياء روحانية تامة فقال لا يتهيأ لغيري ان يبدع مثل
هذا الله ابتدعها فتولد من فكرته هذه الظلمة لما كان فيها محو لقدرة غيره فقامت الظلمة
تغالبه وكان من لاهل النار زراشت عبادة النار والصلوة الى الشمس يتاولون فيها انها ملكة العالم التي تأتي بالنهار
وتذهب بالليل وتحيي النبات والحيوانات وترد الحرارات الى اجسادها وكانوا
لا يدفنون موتاهم في الارض تعظيما لها ويقولون منها نشوء الحيوانات لا نقذرها وكانوا
لا يغتسلون بالماء تعظيما له وقالوا لان به حياة كل شئ الا ان يستعملوا قبله بول
البقر ونحوه ولا يبزقون فيه ولا يبولون قبل الحيوانات ولا ذبحها وكانوا يغسلون وجوههم
ببول البقر تبركا به واذا كان عتيقا كان اكثر بركة ويستحلون فروج الامهات

ترجمہ کراوے۔ اور خوبیوں کی طرف ہدایت کرے لیکن شرط یہ ہے کہ یہ درمیانی واسطہ کوئی جسمانی شخص نہ ہو بلکہ روحانی ہو پس ہم اپنے واسطے اپنے اوخدا کے درمیان مناسبت قدسیہ تلاش و حاصل کرتے ہین تاکہ وہ ہمارے اوخدا کے درمیان وسیلہ ہو جاوے اور اُس تک پہونچاوے اور یہ لوگ جسمانی حشر سے انکار کرتے ہین **مجوس** پر تلبیس ابلیس کا بیان **یحییٰ** بن بشر نہاوندی نے کہا کہ مجوس کا پہلا بادشاہ کیومرث تھا۔ اوسی نے ان کو یہ دین بتلایا۔ پھر ان مین پے در پے نبوت کے مدعی پیدا ہوئے یہانتک کہ آخر مین **زرادشت** مشہور ہوا۔ اور کہتے تھے کہ اللہ تعالیٰ معاذ اللہ ایک شخص روحانی ہے وہ ظاہر ہوا۔ تو اُس کے ساتھ روحانی چیزین پوری ظاہر ہوئین پھر اُس نے کہا کہ کوئی دوسرا اس طرح ایجاد نہ کر سکے جیسے مین ایجاد کرتا ہون پس اُس نے اپنے فکر سے یہ ناریکی پیدا کی۔ تاکہ غیر کی قدرت سے انکار ہو سکے پھر اُس تاریکی نے اُٹھکر اُس پر غلبہ پانا شروع کیا۔ **منجملہ** اُن اُمور کے جو زرادشت نے مجوسیون کو آتش پرستون کے نکالے ایک آگ کی پوجا ہے اور آفتاب کی جانب نماز ہے اور اسکی دلیل یہ بیان کرتے ہین کہ آفتاب اس عالم کا بادشاہ ہے وہی دن کو لاتا اور رات کو لے جاتا ہے اور نباتات کو زندہ کرتا اور حیوانات کو بڑھاتا اور انکے اجسام مین حرارات کو پھیر لاتا ہے اور مُردون کو تعظیم زمین کی وجہ سے اسمین دفن نہین کرتے تھے اور کہتے تھے کہ اس سے پیدائش حیوانات ہے ہم اس کو گندہ نہین کرینگے۔ اور پانی کی تعظیم کی وجہ سے اس سے نہاتے نہ تھے۔ اور کہتے کہ اسی سے ہر چیز کی زندگی ہے لیکن اگر اس سے پہلے گائے وغیرہ کا پیشاب استعمال کر لیتے تو پانی استعمال کرتے۔ اور اسمین تھوکتے نہ تھے اور حیوانات کا قتل و ذبح جائز نہ رکھتے تھے اور اپنا مونہہ گائے کے پیشاب وغیرہ سے بطور تبرک کے دھوتے اور جسقدر گائے کا پیشاب پرانا ہوتا اوسی قدر اوس مین زیادہ تبرک سمجھتے تھے اور اپنی ماؤن کی فرج اپنے واسطے حلال سمجھتے

وقالوا الاولیٰ ان یتسکین شہوۃ امہ واذا مات زوج المرأۃ فامہ اولی بالمرأۃ فان لم یکن ابن اکثری رجل من مال المیت ویجبرون للرجل ان یتزوج بامۃ والف واذا ارادت الخروج الی الحمام ان یغتسل دفعت دینارا الی المرید فیحملہا الی بیت النار ویقسمہا علی اربع ویصفہا لسیاتہ وانما ہذا الامر مرۃ کل ایام قباد واباح النساء لکل من شاء ونکح نسل قباد لیتشتت کیہ لعامۃ یتعاون بالنساء مثلہ فلما بلغ الامر نوشیروان قال لقباد اخرجہا الی فانک ان ضعفت شہوتی لم یتم ایالتک فہم باخراجہا فجعل انوشیروان یبکی بین یدی مزدک ویقبل یدیہ ویقبل رجلیہ بین یدی ابیہ قباد ویسالہ ان یہب امہ فقال قباد لمزدک الست تزعم ان المؤمن لا ینبغی ان یتردد عن شہوتہ قال بلی قال فلم تردد انوشیروان عن شہوتہ قال قد وہبتہا لہ فراطن الناس فی اکل المیتۃ فلما ولی انوشیروان افنی المزدکیۃ قال ومن اقوال المجوس ان الارض لا نہایۃ لہا من اسفلہا وان السماء حبال من سیاط الشیاطین والرعدانما موجرکۃ خزخزۃ الحفادیت المحبوسۃ فی الافلاک المسامیر فی حریر

اور کہتے کہ ماں کی شہوت بجھانے کی کوشش کرنی بیٹے پر زیادہ ہے اور جب شوہر مرجاوے تو بیٹا اس عورت کا زیادہ مستحق ہے اور اگر بیٹا نہ ہو تو میت کے مال سے کوئی مرد کرایہ پر کر لیا جاتا تھا۔ اور مرد کے واسطے جائز کہتے کہ وہ سو عورتوں و ہزار عورتوں سے نکاح کرلے جب حائضہ عورت غسل کرنا چاہتی تو ہمہ دار دخمہ آتش خانہ) کو ایک اشرفی دیتی۔ وہ اُس کو آتش خانہ میں لے جاتا۔ اور جانور کی طرح چار پاؤں پر اُسکو کھڑا کرکے اپنی انگلی سے اُس کے اندام نہانی میں آمد و رفت کرتا اور یہ قاعدہ بادشاہ قباد کے وقت میں مزدک نے ظاہر کیا اور عورتیں اُس نے ہر مرد کے واسطے مباح کردیں کہ جو مرد جس عورت سے چاہے وطی کرے اور قباد کی عورتوں سے خود وطی کی تاکہ باقی سب لوگ اس فعل میں اُس کی اقتدا کریں چنانچہ عموماً عورتوں کے ساتھ یہی طریقہ عمل میں آنے لگا یہانتک کہ جب نوشیروان کے ماں کا نمبر آیا تو اُس نے بادشاہ قباد سے کہا کہ نوشیروان کی ماں کو میرے پاس بھیجدے اگر تو انکار کریگا اور میری شہوت پوری نہ ہونے دیگا تو تیرا ایمان درست نہ ہوگا قباد نے قصد کیا کہ اُسکو بھیجدے جب یہ خبر نوشیروان کو پہونچی تو اُسنے مزدک کے سامنے رونا شروع کیا اور باپ کے سامنے مزدک کے دونوں ہاتھوں اور پاؤں کو چوستا رہا۔ اور درخواست کی کہ میری ماں کو مجھے بخشدے تو قباد نے مزدک سے کہا کہ آپکا قول یہ نہیں ہے کہ مومن کو اُسکی شہوت سے روکنا نچاہئے کہا کہ ماں ہے تو قباد نے کہا کہ آپ کیوں نوشیروان کو اُسکی شہوت سے روکتے ہیں مزدک نے کہا کہ اچھا میں نے اُسکی ماں اُسکو ہبہ کردی پھر مزدک لوگوں کو مردار کھانے کی اجازت دیدی جب قباد کے مرنے کے بعد نوشیروان بادشاہ ہوا۔ تو اُسنے مزدکیوں کو یکقلم قتل کرکے نیست کردیا نہاوندی نے لکھا کہ مجوس کے اقوال میں سے یہ بھی ہے کہ زمین کی کچھ انتہا نیچے کی طرف نہیں ہے اور آسمان جو نظر آتا ہے تو شیاطین کی کھال میں سے ایک کھال ہے اور گرج فقط اُن عفریتوں کی خرخرہ کی آواز ہے جو افلاک میں قید ہیں۔ اور ٹرائیوں میں قید ہوئے ہیں

والجبال من عظاهر والبحر من بواطر وده اهم **وتبع المجوس** رجل فی زمان انتقال دولة بنی امیة الی بنی العباس واستغوی خلقا وجرت له قصص یطول الامر بذکرها فنهوا خر من ظاهر للمجوس و **ذکر بعض العلماء** انه کان للمجوس کتب یدرسونها من احد انوادینا فرفعت کتبهم **ومن انظر وتلبیس ابلیس علیهم** انهم اوفی الافعال خیرا وشرا وسوا لهم ان فاعل الخیر لا یفعل الا الشر فاثبتوا الهین وقالوا احدهما نور حکیم لا یفعل الا الخیر والآخر شیطان هو ظلمة لا یفعل الا الشر علی نحو ما ذکرناه من الثنویة **قال المصنف** وقد ذکر شبههم وجوابها **وقال بعضهم** الباری قدیم ولا یکون منه الا الخیر والشیطان محدث ولا یکون منه الا الشر فیقال لهم اذا اقررتم بان النور خلق الشیطان فقد خلق راس الشر **وزعم بعضهم** ان الخالق هو النور تفکر فکرة ردیة فقال اخاف ان یحدث فی ملکی من یضادنی وکانت فکرته ردیة فحدث منها ابلیس فرضی ابلیس ان ینسب الی الرداءة بعد اثبات انه شریک **وحکی** نوبختی ان بعضهم قال ان الخالق شک فی شیء وکان الشیطان من ذلک الشک

ترجمہ اور پہاڑ انکی بدیان مین ہین۔ اور سمندر ان کے پیشاب وخون سے جمع ہوا ہے۔ جب بنی امیہ سے دولت اسلامی منتقل ہوکر بنی عباس کے عہد مین آئی تو اس زمانہ مین ایک شخص مجوس کے دین کا تابع پیدا ہوا اور اس نے بہت خلق کو گمراہ کردیا اور اس کے متعلق بہت سے وقایع پیش آئے جن کا ذکر طویل ہے اور یہ آخری شخص ہے جس نے مجوس کا دین ظاہر کیا **بعض علماء** نے بیان کیا کہ مجوس کے واسطے آسمانی کتابین تھین جنکو تلاوت کرتے اور پڑھتے پڑھاتے تھے پھر انھون نے نیا دین نکالا وہ کتابین اٹھالی گئین **اور منجملہ** عجائب تلبیس کے جو ابلیس نے مجوس پر ڈالین یہ اطراف ہے کہ مجوس نے اعمال مین نیک وبد دیکھے پھر ابلیس نے ان کو تلبیس مین ڈالا۔ کہ نیکی کا پیدا کرنے والا برائی نہین پیدا کرتا ہے۔ تو انھون نے دو خدا ثابت کئے۔ اور کہا کہ ان مین سے ایک نور ہے۔ وہ حکیم ہے۔ وہ فقط خیر پیدا کرتا ہے۔ اور دوسرا شیطان ہے۔ وہ تاریکی ہے وہ فقط بدی وبرائی پیدا کرسکتا ہے۔ جیسے ہم نے ثنویہ کے مذہب کے بیان مین ذکر کیا ہے۔ **مصنف** نے کہا کہ وہان مین نے ان کے شبہات وجوابات ذکر کردئے ہین **بعض** مجوس نے کہا کہ باری تعالی قدیم ہے۔ اس سے سوائے بہتری کے کچھ نہین ہوسکتا اور شیطان مخلوق ہے اور اس سے سوائے بدی کے کچھ نہین ہوسکتا **جواب** یہ کہ ان سے کہا جاوے کہ جب تم نے اقرار کیا کہ نور (یزدان) نے شیطان کو (اہرمن کو) پیدا کیا تو اس نے بدی کا پتلا مجسم پیدا کردیا (یعنی اس سے زیادہ بدی کیا ہوگی) **بعض** مجوس نے کہا کہ خالق نور ہے۔ وہ ردی فکر سوچتا ہے۔ چنانچہ اس نے سوچا۔ کہ ایسا نہ ہو۔ کہ میری بادشاہت مین کوئی ایسا پیدا ہو۔ جو میرا مخالف ہوجاوے۔ اور یہ فکر اس کی ردی تھی۔ اس سے ابلیس پیدا ہوگیا۔ پھر بعد شریک ثابت ہونے کے ابلیس فقط اتنی بات پر راضی ہوگیا۔ کہ وہ ردی چیزون کی طرف منسوب رہے **شیخ نوبختی** نے ذکر کیا ہے کہ **بعض مجوس** نے کہا۔ کہ خالق نے کسی بات مین **شک** کیا تھا تو اس شک سے شیطان پیدا ہوگیا ✦

قال وزعم بعضهم ان الاله والشيطن جسمان قديمان كان بينهما تضاد وكانتا الدنيا سليمة من آفة والشيطان بمعزل عنها فاحتال بليس حتى خرق السماء يجتوه فهرب الرب عز وجل عن قومهم بلائكة فاتبعه ابليس حتى حاصره وحاربه ثلثة الاف سنة لا هو يصل اليه ولا الرب يدفعه ثم صالحه على ان يكون ابليس وجنوده في الدنيا سبعة الاف سنة ورأى الرب ان الصلاح في احتمال مكروه ابليس الى ان ينقضي الشرط فالناس في البلايا الى انقضائه ثم يعودون الى النعيم وشرط ابليس عليه ان يمكنه من اشياء ردية فوضعها في هذا العالم واتهما لو عاهن شرطهما اشهد اعدلين ودفعا سيفيهما الى العدلين وقالا من نكث قتلناه بسيفه هذه يا نات كذبة يضيع الوقت بذكرها فقد نبهنا هالك وتذكرما انتهى تلبيس ابليس اليه ما احتاج ذكر شئ من هذا التخليط والعجب انهم يجعلون الخالق خير اثم يزعمون انه حدث منه فكرة ردية فعلى قولهم يجوز ان يحدث من فكرة ابليس ملك ثم يقال لهم ايجوز ان يبقى الشيطان بما ضمن فان قالوا لا قيل لهم فلا يليق بالحكمة استبقاءه وان قالوا نعم فقد اقروا بوجود الوفاء المحمود ۵

ترجمہ اور کہا بعض مجوس کا یہ زعم ہے کہ آلہ و شیطان دو جسم قدیم ہیں۔ ان دونوں میں مناقضت تھی اور دنیا آفت سے پاک تھی۔ اور شیطان اس سے الگ تھا پھر ابلیس نے چالاکی سے تدبیر نکالی آسمان چیرا اور اپنے لشکروں کو لیکر چڑھ دوڑا تو آلہ ان کی قوت سے خوف کرکے اپنے فرشتوں کو ساتھ لیکر بھاگا اور ابلیس نے اسکا پیچھا کرکے محاصرہ کیا اور تین ہزار برس تک لڑائی ہی نہ تو ابلیس ہی آلہ تک پہونچ سکا اور نہ آلہ ہی نے اسکو دفع کیا پھر آلہ نے اس شرط پر ابلیس سے صلح کرلی کہ سات ہزار برس تک ابلیس اور اسکے لشکر دنیا میں رہیں اور آلہ نے اپنی میں بہتری دیکھی کہ ابلیس کے مکر کو برداشت کرتا رہے یہانتک کہ شرط کی میعاد پوری ہوجاوے اور دنیا کے لوگ اس مدت کے گزرنے تک امن و امان میں رہیں جب یہ مدت گزر جائیگی تو پھر عیش میں ہوجائینگے اور ابلیس نے آلہ سے یہ شرط کرلی تھی کہ اسکو ردی چیز دنیا میں قایم رکھیگا۔ تو اس نے اس عالم میں ردی چیزیں رکھدیں اور یہ مجوسی کہتے ہیں کہ جب آلہ و شیطان ان شرائط سے فارغ ہوئے تو دو عادلوں کو اسپر گواہ کیا اور دونوں نے اپنی تلواریں انہیں دونوں عادلوں کے حوالے کیں اور انہوں نے کہدیا کہ تم میں سے جس کسی نے عہد توڑا ہم اسکو قتل کردینگے اسی قسم کی بیہودہ باتیں بہت سی ذکر کیں جنکے لکھنے میں وقت ضایع جاتا ہے اسلیئے ہم نے انکو چھوڑ دیا اور ہم اس خبط کو بھی بیان نہ کرتے اگر یہ مفاد نہوتا کہ ہوش ہو کہ کہانتک ابلیس کی تلبیس کا اثر ہوا ہے اور اس قوم احمق سے تعجب یہ ہے کہ یہ لوگ خالق کو خیر و بہتر بتلاتے ہیں پھر کہتے ہیں کہ اس سے فکر ردی سرزد ہوئی جس سے شیطان پیدا ہوگیا یعنی جو کہ بدی کی جڑھ ہے اور ان لوگوں کے قول پر یہ جایز ہوتا ہے کہ ابلیس کے فکر سے فرشتہ پیدا ہوجاوے۔ پھر ان لوگوں سے کہا جاوے کہ تمہاری سمجھنے کے موافق بہلایہ ہوسکتا ہے کہ شیطان نے جو عہد کیا وہ پورا کرے اگر یہ لوگ جواب دیں کہ وہ نہیں پورا کرسکتا ہے تو کہا جاوے کہ پھر اسکو باقی رکھنا حکمت کے منافی ہے اور اگر کہیں کہ ہاں وفا کریگا تو کہا جاوے کہ تم نے اقرار کرلیا کہ عہد پورا کرنیکی اچھی خصلت

من الشریر وکیف اطاع الشیطن العدایین وقد عصی ربه وکیف یجوز الفتک علی الاله وهذه خرافات
ولا التفرج فیما صنعه ابلیس بالعقول ما کان لذکرها معنی ذکر تلبیس ابلیس علی المنجمین و
اصحاب الفلک قال ابو محمد لنوبختی ذهب قوم الی ان الفلک قدیم لا صانع له وحکی جالینوس
عن قوم انهم قالوا ان حمل وحده قدیم وزعم قوم ان الفلک طبیعة خامسة لیست فیه حرارة ولا برودة
ولا رطوبة ولا یبوسة ولیس بخفیف ولا ثقیل وکان بعضهم یری ان الفلک جوهر نار وانه اختطف من الارض
بقوله وراینه وقال بعضهم ان الکواکب من جسم یتسا به النجارة وقال بعضهم هی من غیم یسطع کل یوم ولیلة ویدل اللیل مثل الفحم یشتعل
وقال بعضهم جسم القمر مرکب من نار وهواء وقال الاخرون الفلک من الماء والریح والنار وانه بمنزلة الکرة وانه یتحرک
حرکتین من المشرق والمغرب ومن المغرب الی المشرق قالوا وزحل یدور الفلک فی نحو من ثلثین
سنة والمشتری فی نحو من اثنتی عشرة سنة وللریخ فی نحو سنتین والشمس الزهرة وعطارد فی سنة
والقمر فی ثلثین یوما وقال بعضهم افلاک الکواکب السبعة فالله یلینا فلک القمر ثم فلک عطارد ثم
فلک الزهرة ثم فلک الشمس ثم فلک المریخ ثم فلک المشتری ثم فلک زحل ثم فلک الکواکب الثابتة واختلفوا فی مقادیر الکواکب

ترجمہ اُس شریر محض سے صادر ہوگئی اسی طرح ان لوگون سے کہا جاوے کہ جب شیطان نے اپنے صاحب کی نافرمانی کی تو پھر ان دونون
درمیانی عادلون کی اطاعت کیسی کریگا اور کہا جاوی کہ آلہ پر غلبہ کرنا کیسے جایز ہوسکتا ہی اور یہ سب باتین خرافات ہین انکے ذکر کرنیکا بھی
کچھ مطلب نہین تھا۔ سوا اسکے کہ لوگونپر یہ ظاہر ہو کہ شیطان نے کس طرح عقلونپر تسلط کیا ہی **فلکیات** والون اور **منجمون** پر تلبیس ابلیس کا
بیان شیخ ابو محمد نوبختی نے کہا کہ ایک قوم کا مذہب یہ ہے کہ فلک قدیم ہی اسکا بنانیوالا کوئی نہین ہی اور جالینوس نے ایک قوم سے نقل کیا کہ انکا یہ قول
تھا کہ فقط فلک زحل قدیم ہی اور **ایک قوم** کا یہ گمان ہی کہ فلک کی پانچوین طبیعت ہی یعنی نہ حرارت ہی نہ رطوبت ہی نہ خشکی ہی
بلکہ ان چارون کے علاوہ پانچوین طبیعت ہے اور نہ ہلکا ہے اور **بعض** کی یہ رائے تھی کہ فلک ایک آتشی جوہر ہے
اور قوت دورانیہ کے ساتھ وہ زمین سے لیا گیا ہے **بعض** نے کہا کہ ستارے پتھر کے شبہ جسم سے بنے ہین اور بعض نے کہا یہ بلی
سے ہین ہر روز دن مین بجھ جاتے ہین اور رات مین روشن ہوجاتے ہین جیسے کوئلہ مین آگ لگنی سے شعلہ ہوجاتا ہی اور پھر بجھ جاتا ہی اور بعض نے کہا کہ قمر کا جسم آگ اور ہوا
سے مرکب ہی دوسرون نے کہا کہ فلک ثانی نار ہوا اور آگ سے بنا ہی اور وہ بمنزلہ گیند کے ہی اور وہ دو حرکتین کرتا ہی ایک مشرق سے مغرب کیطرف ہی اور دوسری مغرب
مشرق کیطرف ہے اور ان لوگونکا قول ہے کہ زحل ستارہ تیس (۳۰) سال مین آسمان کا دور ختم کرتا ہی اور مشتری قریب بارہ سال مین
ختم کرتا ہی اور مریخ قریب دو سال کے دورہ پورا کرتا ہی اور سورج زہرہ وہ عطارد ایک سال مین دور کرتے ہین اور چاند تیس (۳۰) دن دور کرتا ہی
بعض نے کہا کہ کواکب کے سات افلاک ہین پس یہ فلک جو ہم سے نزدیک ہے۔ چاند کا فلک ہے پھر فلک عطارد
پھر فلک زہرہ۔ پھر فلک آفتاب۔ پھر فلک مریخ۔ پھ فلک مشتری۔ پھر فلک زحل ہے پھر ان جڑے ہوئے ستارون
کا فلک ہے۔ اور **کواکب** کی بڑائی چھوٹائی مین یہ لوگ اختلاف کرتے ہین

فقال اکثر الفلاسفة اعظمها جرما الشمس وهو نحو من مائة وستة وستين مرة مثل الارض والکواکب الثابتة مقدار کل واحد منها نحو من اربعة وتسعين مرة مثل الارض والمریخ نحو مرة ونصف مثل الارض قالوا ومن کل موضع من الفلک الی ان یعود الیه مائة الف فرسخ الف فرسخ واربعة وستين فرسخا وقال بعضهم الفلک حی والسماء حیوان وفی کل کوکب نفس قال قدماء الفلاسفة والنجوم تفعل الخیر والشر وتصطلی وتمنع علی حسب طبائعها من النحوس والسعود ویؤثر فی النفوس والابدان وانما حیته فعالة ذکر تلبیس ابلیس علی جاحدی البعث قال المصنف قد لبس علی خلق کثیر فجحدوا البعث واستحالوا الاعادة بعد البلی واقاموا لهم شبهتین احدهما انه اراها ضعف المادة والثانیة اختلاط الاجزاء المتفرقة فی اعماق الارض قالوا وقد یاکل الحیوان الحیوان فکیف یمکن اعادته وقد حکی القرآن شبهتهم فقال فی الاولی ایعدکم انکم اذا متم وکنتم ترابا وعظاما انکم لمخرجون هیهات هیهات لما توعدون وقال فی الثانیة اءذا ضللنا فی الارض اءنا لفی خلق جدید وهذا کان مذهب اکثر الجاهلیة قال قائلهم یخبرنا الرسول بانا سنحیی وکیف حیاة اصلادهام وقال اخر حیاة ثم موت ثم نشر حدیث خرافة یا ام عمرو

ترجمہ۔ اکثر فلاسفہ نے کہا کہ آفتاب کا جرم سب سے بڑا ہے اور زمین سے قریب ایک سو ساٹھ گونہ کی زیادہ ہے اور جو کواکب ثابتہ یعنی ہیجدکت بڑی ہوئی ہین وہ ہر ایک زمین سے قریب چورانوے گونہ کے زیادہ ہین اور مریخ قریب ڈیڑھ گونہ زمین کی ہے اور یہ لوگ کہتے ہین کہ اعلای فلک کے سر تمام سے وہان عود کر نیچے تک ایک لاکھ ایک ہزار چھ سو شصت فرسخ ہین اور بعضون نے کہا کہ فلک زندہ ہے اور آسمان جاندار ہین اور ہر ستارہ مین جان ہے پرانے فلاسفہ نے کہا کہ ستارے نیکی و بدی کے کام کرتے ہین اور ہر ایک ستارہ اپنی نیک یا منحوس طبیعت کیموافق عطا کرتا ہے یا روکتا ہے اور جان و جسم مین افکا اثر ہوتا ہے اور وہ سب زندہ ہین اپنا اپنا کام کیا کرتے ہین مردہ ہونیکے بعد دوبارہ زندہ ہونے سے منکر و پر تلبیس ابلیس کا بیان مصنف نے کہا کہ ابلیس نے بہت سے لوگو پر تلبیس کی تو انہون نے موت کے بعد زندگی سے انکار کیا اور سڑگل جانیکے بعد دوبارہ اعادہ کو محال تصور کیا اور ابلیس نے انپر دو شبہے ڈال دیے ایک یہ کہ اس نے ان لوگو کو مادہ کا ضعیف ہونا دکھلایا دوم یہ دکھلایا کہ بدن کے اجزای متفرقہ زمین کی تہ مین متفرق ہوگئے اور انہون نے کہا کہ کبھی ایک حیوان دوسرے حیوان کو کھا لیتا ہے تو کیسے اعادہ ہو سکتا ہے اور قرآن شریف مین ان کے دونون شبہے مذکور فرما کر پہلے شبہہ کی نسبت فرمایا ایعدکم انکم اذا متم وکنتم ترابا وعظاما انکم مخرجون هیهات هیهات لما توعدون یعنی کافرون نے آپس مین کہا۔ کہ کیا تم کو وہ پیغمبر یہ وعدہ دیتا ہے کہ جب تم مرے اور خاک ہوگئے اور ہڈیان ہوگئے تو پھر تم نکالے جاؤگے جس کا تم وعدہ دیے جاتے ہو یہ بہت دور ہے۔ اور دوسرے شبہہ کی نسبت فرمایا۔ أاذا ضللنا فی الارض اءنا لفی خلق جدید یعنی کیا جب ہم زمین مین گم ہوگئے تو کیا ہم نئی خلقت میں پیدا ہونگے۔ یہی اکثر زمانہ جاہلیت والون کا مذہب تھا اس مین جاہلیت والون کے اشعار ہیں ۔ ہم کو رسول خبر دیتا ہے کہ ہم پھر زندہ کیے جاوینگے بھلا مٹی ہوئی ہڈیان چیز کیونکر زندہ ہوسکتی ہے دوسرے جاہل کا شعر ۔ حیات ہے پھر موت ہے پھر زندگی ہے۔ آہ عمرو یہ خرافہ کی کہانی ہے

والجواب عن شبهتهم الاولی ان ضعف المادة فی الثانی وهو التراب یلزمه کون البدایة من نطفة ومضغة وعلقة ثم اصل الآدمیین هو آدم من تراب علی ان الله سبحانه ثم یخلق شیئا مستحسنا الا من مادة سخیفة فانه اخرج هذا الآدمی من نطفة والطاوس من البیضة المدورة والطاقة الخضراء من تحیة العفنة فالنظر ینبغی ان یکون الی قوة الفاعل وقدرته لا الی ضعف المواد وبالنظر الی قدرته یحصل جواب الشبهة الثانیة ثم قد اران کالانموذج فی جمع المتمزق فان نخالة الذهب المتفرقة فی التراب الکثیر اذا القی علیها فتیل من زیبق اجتمع الذهب معه تبعا وکیف بالقدرة الالهیة التی من تاثیرها خلق شیء لا من شیء علی انا لو تدبرنا ان هذا التراب غیر ما استحالت الیه لا بد ان لم یعلم ان الآدمی بنفسه لا یدنه فانه یتحلل عن ویتغیر من هم الی کبر وهو هو ومن اعجب الادلة علی البعث ان الله تعالی قد اظهر علی ایدی انبیائه ما هو اعظم من البعث وهو قلب العصا حیوانا واخراج ناقة من صخرة واظهر حقیقة البعث علی ید عیسی علیه السلام وقال المصنف رقدنا هذا تشهیا فی الرد علی الفلاسفة **فصل** وقد لبس ابلیس علی قوم شبهة اقدته الی ترک

ترجمہ اول شبہ کا جواب یہ ہو کہ دوسری زندگی میں جس مادہ یعنی خاک کو تم ضعیف ٹھہراتے ہو وہ غلط ہو کیونکہ ابتدا میں انسان نطفہ پھر خون کی تھکے پھر لوتھڑی سے پیدا ہوا تھا پھر آدمیوں کی جو اصل ہو یعنی آدم وہ تو خاک ہی سے بنائی گئے تو علاوہ بریں اللہ تعالیٰ جو خوبصورت خلقت پیدا کی وہ ضرور کسی ضعیف مادہ سے بنائی چنانچہ اللہ نے آدمی کو نطفہ سے بنایا اور طاؤس کو گول انڈے سے بنایا اور سبزی کا گچھا ایک گندہ سڑی دانہ سے نکالا چاہئے کہ پیدا کرنیوالے کی قوت وقدرت پر نظر ہو اور مادہ کی کمزوری وتفرق ہونے پر نظر نہیں ہونا چاہئے اور قدرت پر نظر کرنے سے دوسرے شبہ کا بھی جواب نکل آتا ہے پھر اللہ تعالیٰ نے ہم کو متفرق ذروں کے جمع ہو جانیکا نمونہ دکھلا دیا چنانچہ جب سونے کے ریزے بہت سی خاک میں متفرق ملے ہوئے ہیں تو جب اسپر تھوڑا سا پارہ ڈالا جاوے تو سب سونے کے ذرات جو متفرق تھے جمع ہو جاتے ہیں پر بھلا قدرت الٰہیہ میں کیا تردد ہو سکتا ہے جس کے اثر سے بدون کسی چیز کے خلقت موجود ہو جاتی ہے علاوہ بریں اگر یہ فرض کریں کہ دوبارہ پیدا کرنیکی صورت میں اس خاک کے سوائے دوسری خاک سے جسم پیدا ہوگا تو بھی کچھ مضرت نہیں ہے اسواسطے کہ آدمی تو اس روح کا نام ہے اس بدن کا نام نہیں ہے کیونکہ آدمی بدستور باقی رہتا ہے اور جسم کبھی گل جاتا ہے اور کبھی موٹا ہو جاتا ہے اور بچپن سے بوڑھا ہو جاتا ہے۔ حالانکہ وہی آدمی رہتا ہے اور سب سے عجیب دلیل جس سے بعث ثابت ہوتا ہے یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام کے ہاتھوں سے ایسے امور ثابت فرمائے جو دوبارہ زندگی سے بہت بڑھے ہوئے ہیں جیسے موسیٰ علیہ السلام کی لاٹھی کو بدکا ژدھا بنا دیا اور پہاڑ کی چوٹ سے اونٹنی کو پیدا کر دیا اور عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھوں سے دوبارہ زندگی کی حقیقت [illegible] کہا کہ ہمنے فلسفہ کی تردید میں جو کچھ لکھا ہے بطور تشہی کے لکھا ہے فصل بعض قوموں نے خالق سبحانہ تعالیٰ کی [illegible]

ثم اعترضت لهم الشبهتان اللتان ذكرناهما فتردد وا في البعث فقال قائلهم ولئن رددت الى ربي لاجدن خيرا منها منقلبا وقال العاص بن وائل لاوتين مالا وولدا وانما قالوا هذا لانهم ضمخ شكهم ابليس عليهم في ذلك فقالوا ان كان البعث فنحن على خير لان من انعم علينا في الدنيا بالمال لا يمنعناه في الاخرة وقال المصنف وهذا غلط منهم لانه لم يجز ان يكون الاعطاء استدراجا وعقوبة ولا انتفاء قد يجي ولدا ويطلق في الشهوات عبده ذكر تلبيسه على القائلين بالتناسخ قال المصنف وقد لبس ابليس على اقوام فقالوا بالتناسخ وان ارواح اهل الخير اذا خرجت دخلت في ابدان خيرة فاستراحت وارواح اهل الشر اذا خرجت دخلت في بدان شريرة فتحمل عليها المشاق وهذا المذهب ظهر في زمن فرعون وموسى وقد ذكر ابو القاسم البلخي ان ارباب التناسخ لما رأوا الم الاطفال والسباع والبهائم استحال عندهم ان يكون لها ليمتحن به غيرها او ليعوض او لمعنى اكثر من انها مملوكة فصح عندهم ان ذلك لذنوب سلفت منها قبل تلك الحال وذكر يحيى بن بشر بن عبد النهاوندي ان الهند يقولون الطبائع اربع جهالة مركبة ونفس وعقل وهيولى مرسلة فالمركبة هي الرب الاصغر

ترجمہ پھر انکو یہ دونون شبہے مذکورہ عارض ہوئے۔ تو اُن کو دوبارہ زندگی مین تردد ہوگیا چنانچہ انمین سے ایک نے کہا ولئن رددت الی ربی لاجدن خیرا منہا منقلبا یعنی بطور شک کے کہا کہ کیا اگر مین اپنے رب کے یہان لوٹایا گیا تو اس سے بہتر مرجع پاؤنگا۔ عاص بن وائل نے کہا کہ لاوتین مالا وولدا یعنی طعنے سے کہا کہ وہان بھی میرے واسطے مال واولاد عنایت ہونگے یہ اُن کا قول بوجہ شک کے تھا۔ اور ابلیس نے اپنے اس معاملہ مین تلبیس ڈالدی اور کہنے لگے کہ اگر وہان دوبارہ زندگی ہوئی تو ہم ہی اچھے رہینگے کیونکہ جسنے ہمکو دنیا مین نعمت مال واولاد دی ہے وہ آخرت مین بھی ہم کو محروم رکھیگا مصنف رح کہتے ہین کہ یہ اُن کی غلطی ہے اس لیے کہ وہ لوگ یہ کیون نہین سمجھتے کہ شاید دنیا مین ہم کو یہ چیزین استدراج وعذاب کے طور پر دی گئی ہون کیونکہ آدمی کبھی اپنے فرزند کو پرہیز کراتا اور اپنے غلام کو اُس کی خواہشون مین مطلق العنان کردیتا۔ تناسخ (آواگون) والون پر تلبیس ابلیس کا بیان۔ مصنف رح کہتے ہین کہ ابلیس نے بعض اقوام پر تلبیس کی کہ وہ لوگ آواگون کے قائل ہوگئے کہ نیکون کی روحین جب بدنسے نکلتی ہین تو اچھے بدن مین داخل ہوتی ہین پس مال وراحت سے عیش کرتی ہین اور بدکارون کی روحین جب نکلتی ہین تو بُرے اجسام مین داخل ہوتی ہین تو انپر مشقتین ڈالی جاتی ہین اور یہ مذہب زمانہ فرعون وموسی سے ظاہر ہوا ہے ابو القاسم البلخی نے ذکر کیا کہ ان لوگون نے یہ مذہب اس خیال سے اختیار کیا کہ جب انہون نے دیکھا کہ کچون، درندون وجانورون کو دکھ حاصل ہوتا ہے تو انکی سمجھ مین یہ بات کسی طرح نہ آئی کہ انکے دکھ سے غیرونکا امتحان کیا جائے یا اُن کو ثواب وعوض دیا جائے یا کسی غیر معنی سے ہو سوائے اتنی بات کے کہ یہ چیزین مملوک ہین تو اُنہون نے اپنے زعم مین یہ صحیح سمجھا۔ کہ اس حالت سے پہلے ان سے کچھ گناہ سرزد ہوئے ہین جن کی یہ سزا ہے یحیے بن عمیر النہاوندی نے کہا کہ ہند کے لوگ تین کو اصل یقین کرتے ہین مادہ مطلقہ۔ مادہ مرکبہ نفس عقل پس مادہ مرکبہ رب صغیر جسکو تا رب ++++

والنفس هی الهیولی الاصغر والعقل الرب الاکبر والهیولی هو ایضا اکبر وان الانفس اذا فارقت الدنیا
صارت الی الرب الاصغر وهو الهیولی المرکبة فان کانت محسنة صافیة قبلها فی طبعه فضعاها حتی یخرجها
الی الهیولی الاصغر وهو النفس حتی تصیر الی الرب الاکبر فتخلصه الهیولی الاکبر فان کان محسنا تام الاحسان
اقام عنده فی العالم البسیط وان کان محسنا غیر تام اعاده الی الرب الاکبر ثم یعیده الرب الاکبر الی
الهیولی الاصغر ثم یعیده الهیولی الاصغر الی الرب فیخرجه ممازجا الشعاع حتی بقلة حشیشة
یأکلها الانسان فتحول انسانا ویولد ثانیة فی العالم وهکذا یکون حاله فی کل مولة یموتها واما المسیئون
فانهم اذا بلغت نفوسهم الهیولی الاصغر تعلست فصارت حشایش یأکلها البهائم فتصیر الروح فی
بهیمة ثم تنسلخ من بهیمتها الی اخری عند موت تلک البهیمة فلا یزال منسوخا متردداً فی العلک ویعجل کل الفسنة
الی صورة الانسان احسن فی صورة الانسان حتی یلحق بالمحسنین قال المصنف قلت فانظر هذه التلبیسات التی رتبها لهم
ابلیس علی ما عن له لا یستند الی شئ وهذا مذهب باطل بالادلة العقلیة والنقلیة وعن ابی الحسن علی بن نظیف المتکلم قال کان لنا شیخ
للامامیة یقال له ابن بکیر الفلاس فحدثنا انه دخل علی بعض مرکان یعرفه بالتشیع ثم صار یقول بمذهب اهل التناسخ

العلک
الاشت

ترجمہ اور نفس ہی مادہ اصغر ہے اور عقل رب اکبر (بڑا) ہے اور وہی مادہ اکبر بھی ہے اور نفوس جب دنیا چھوڑتے ہین تو پہلے رب کے پاس جاتی ہین اور وہی مادہ مرکبہ ہے پس اگر نفس نیک صاف ہو وہ اسکی اپنی طبیعت مین قبول کرتا ہے پھر اوسکو صاف کر کے مادہ اصغر کے یہان نکالتا ہے اور وہ نفس ہے یہانتک کہ وہ رب اکبر کے یہان جاتا ہے وہ انکو رب اکبر کے یہان پہونچاتا ہی وہ اسکو مادہ اکبر کے یہان بھیجتا ہی پھر اگر دونیکی مین پورا تھا تو عالم بسیط مین اوس کے پاس رہتا ہے اور اگر دونیکی مین پورا نہ ہوا تو وہ دوبارہ رب اکبر کے پاس واپس کرتا ہی پھر رب اکبر اسکو مادہ اصغر کے پاس بھیجتا ہے پھر مادہ اصغر اسکو رب کے پاس پھیر دیتا ہی تو وہ اسکو نورانیت سے مخلوط نکالتا ہی حتی کہ ایسا ساگ کر دیتا ہی جسکو آدمی کھاتے ہین تو وہ انسان کی صورت مین بدل جاتا ہی۔ اور وہ دوبارہ اس عالم مین پیدا ہوتا ہے اور یہی حال ہر مکاہ موت کے وقت ہوتا جب وہ یہان مرتا ہی۔ رہے وہ لوگ جو بدکردار ہین تو انکے نفوس جب مادہ اصغر کے پاس پہونچ جاتے ہین تو الت کر گھاس ہو جاتے ہین۔ لیکن ایسی گھاس پات جسکو جانور کھاتے ہین تو اوس کی روح کسی جانور کی صورت مین جاتی ہے پھر اس جانور کے مرنے پر کسی دوسرے جانور کے اندر ہو جاتی ہے اسی طرح ہمیشہ تناسخ سے صورتون مین پھرتی رہتی ہے۔ اور ہر ہزار برس کے بعد انسانی صورتین پھر جاتی ہی پھر اگر اچھی انسانی صورتین نیکی اختیار کرنیکو نہین مل جاتی ہے **مصنف** کہا کہ دیکھو ان گمراہون کے واسطے کسطرح ابلیس نے یہ تلبیسات ترتیب دیکر رکھی ہے والی مین کہ بدون کسی دلیل مستند کے اوسکو یہ تلبیسات قبول کرلین حالانکہ عقلی و نقلی سب طرح کی دلیلون سے یہ مذہب باطل ہے **ابوالحسن** علی بن نظیف المتکلم نے بیان کیا کہ بغداد مین ہمارے پاس فرقہ امامیہ کا ایک پیشوا جس کو ابوبشر بن الفلاس کہتے تھے۔ آیا کرتا تھا۔ اوس نے ہم سے بیان کیا۔ کہ مین ایک شخص کے پاس جایا کرتا تھا جسکو مین شیعہ جانتا تھا ایک مدت کے بعد مین نے دیکھا۔ کہ وہ تناسخ کا قائل ہو گیا۔

فوجدته بين يديه ينور اسود وهو يصيح ويحك بين عينيها وراسها وعينيها تدمع كما جرت عادة السنانير
اذا احتك يبكي بكاء شديدا فقلت له لم تبكي فقال ويحك ما تدري هذه السنور تبكي كلما صحتها هذه
امي لا شك وانما تبكي من رؤيتها الي حسرة قال واخذ يخاطبها خطاب من عنده انها تفهم
عنه وجعلت السنور تصيح قليلا قليلا فقلت له فهي تفهم عنك ما تخاطبها به فقال نعم فقلت افتفهم
انت عنها صياحها قال لا قلت واخاف لمسوخ وهي الانسان **ذكر تلبيس ابليس على متابعي العقائد**
والديانات قال **المصنف** دخل ابليس على هذه الامة في عقائدها من طريقين احدهما التقليد للاباء والاسلاف
والثاني الخوض فيما لا يدرك غوره او يعجز الخائض عن الوصول الى عمقه فاوقع اصحاب هذا القسم في فنون من
التخليط فاما الطريق الاول فان ابليس زين للمقلدين ان الادلة قد تتشابه والصواب قد يخفى والتقليد سليم
وقد ضل في هذه الطريق خلق كثير وبه هلك عامة الناس فان اليهود والنصارى قلدوا اباءهم وعلماءهم و
كذلك اهل الجاهلية وانما كان العلة التي بها ساد حوا التقليد بها يذم لانه اذا كانت الادلة تتشابه والصواب
يخفى وجب بهذا التقليد الضلال ويقع في ضلال وقد ذم الله سبحانه الواثقين مع تقليد اباءهم واسلافهم فقال تعالى

ترجمہ چنانچہ ایک روز میں نے دیکھا کہ اسکے سامنے ایک سیاہ بلی بیٹھی ہے وہ اسکو پیار کرتا اور اسپر ہاتھ پھیرتا اور اسکا سر و آنکھیں
کھجلاتا ہے اور بلی کی آنکھوں میں آنسو بھرے ہوئے ہیں جیسے عموماً بلیوں کی عادت ایسی حالت میں یونہی جاری ہے اور وہ شخص
بہت روتا ہے میں نے اس سے کہا کہ آپ کیوں روتے ہیں اسنے کہا کہ واہ کیا تجھے یہ بھی نظر آتا ہے کہ جسقدر میں اس پر
ہاتھ پھیرتا ہوں یہ روتی ہے یہ بلاشک میری ماں ہے اور مجھ دیکھکر حسرت سے روتی ہے اور اس سے اس طرح باتیں کرنا لگا
جیسے کوئی اپنے نزدیک سمجھدار سے باتیں کرتا ہے اور بلی نے آہستہ آہستہ میوں میوں کرنا شروع کیا میں نے کہا کہ تم جو کچھ
کہتے ہو یہ سمجھتی ہے کہنے لگا کہ ہاں۔ میں نے کہا کہ تم بھی اس کی بولی سمجھتے ہو کہا کہ نہیں میں نے کہا کہ پھر تو مجھ میں متاسخ ہوا
اور وہ انسان ہے **تلبیس ابلیس** کا بیان اس امت پر عقائد اور دیانات میں **مصنف** نے کہا کہ ابلیس دو طریقوں
سے اس امت کے عقائد میں داخل ہوا (ایک) باپ دادوں کی تقلید (دوم) ایسی بات میں خوض کرنا جسکی تہ نہیں ملسکتی ہے یا
غور کرنیوالا اسکی تہ کو نہیں پہونچ سکتا ہے پس ابلیس نے دوسری قسم کے لوگوں کو طرح طرح کے خراب خلط ملط میں ڈالدیا رہا طریق اول تو ابلیس
نے مقلدوں پر یہ رچایا کہ دلیلیں کبھی مشتبہ ہوتی ہیں اور راہ صواب مخفی ہو جاتی ہے تو تقلید کر لینا سلامت راہ ہے اس راہ تقلید میں بکثرت مخلوق
گمراہ ہوئی اور عموماً اسی سے لوگوں پر تباہی آئی بیشک یہود و نصاریٰ نے اپنے باپ دادوں کی اور اپنے پادریوں اور پوپوں کی تقلید کی اور
اسلام سے پہلے زمانہ جاہلیت والے بھی اسی تقلید میں پڑے تھے اور واضح ہو کہ جس دلیل سے انہوں نے تقلید کی بعینہٖ اسی کی مذمت بھی
ہے کیونکہ جب دلیلیں مشتبہ ہیں اور صواب مخفی ہے تو خود تقلید کو چھوڑ دینا چاہئے تاکہ ضلالت میں نہ پڑ جاوے اور بیشک اللہ تعالیٰ نے
مذمت فرمائی جو اپنے باپ دادوں کی تقلید میں پڑے تھے بقولہ تعالیٰ بل قالوا انا وجدنا اٰبآءنا علیٰ امۃ وانا علیٰ اثرھم مقتدون اور اسکے

بل قالوا انا وجدنا اٰباءنا علی امۃ وانا علی اثارھم مقتدون قال اولو جئتکم باھدی مما وجدتم علیہ اٰباءکم
المحققون قد قال اللہ تعالٰی انھم الفوا اٰباءھم ضالین فھم علی اٰثارھم یھرعون وقال المصنف اعلم
ان المقلد علی غیر ثقۃ فیما قلدہ فی التقلید ابطال منفعۃ العقل لانہ انما خلق للتامل والتدبر
بمن اعطی شمعۃ لیستضیئ بھا ان یطفیھا ویمشی فی ظلمۃ واعلم ان عموم اصحاب المذاھب یظنون فی قلوبھم الشخص
فیتبعون قولہ من غیر تدبر بما قال وھذا عین الضلال لان النظر یلیق ان یکون الی القول لا الی القائل
کما قال علی علیہ السلام للحرث بن حوط وقد قال لہ اتظن انا نظن ان طلحۃ والزبیر کانا علی باطل
فقال لہ یا حار انہ ملبوس علیک ان الحق لا یعرف بالرجال اعرف الحق تعرف اھلہ وقال احمد بن حنبل یقول ان
ینتحل علم الرجل ایقانا فی اعتقادہ ویکفی لھذا احمد بقولہ ویدع قولہ لقول من ھو مثلہ ثم ان الصدیق فان قالوا العوام لا یعرفون الدلیل فکیف
یقلدون قلنا ان دلیل الاعتقاد ظاھر علی ما اشرنا الیہ فی ذکر الھریرۃ ومثالہ ان الکبیر اذا رای صبیا یعقل ولا یقر اقرارا صحیحا
علی العقائد فانہ یعلم انہ لیس بعاقل ولا یقر اقرارا صحیحا وان کان لا یعرف حد العقل ولا یحسن ان یعبر عنہ
علی الاقناع فانہ یعلم انہ ناقص العقل وکذلک العامی یعلم ان العالم عالم وان لم یعرف حد العلم ولا یحسن ان یعبر عنہ
علی الاقناع فانہ یعلم انہ عالم وکذلک یعلم ان المحقق محقق وان لم یعرف حد التحقیق ولا یحسن ان یعبر عنہ
علی الاقناع فانہ یعلم انہ محقق وترجع لہ الخطا فیھا کان اصلح ما یفعلہ العامی التقلید لمن یقدر ونظر ان اجتمعا فالعامی بخیار من یقلد

ترجمہ یعنی کفار نے کہا نہیں بلکہ ہم نے اپنے باپ دادونکو ایک طریقہ پر پایا اور ہم اُن ہی کے قدم کی اقتدا کرتے ہیں پیغمبر نے
کہا کیا تقلید ہی کیئے جاؤ گے اگرچہ میں اُس سے بہتر ہدایت لایا ہوں جس پر تمنے اپنے باپ دادونکو پایا ہے یعنی کیا ایسی صورت میں بھی
تم نہیں مانو گے اور ہوں کی پیروی کرو گے وبقولہ تعالٰی انھم الفوا اٰباءھم ضالین اللہ یعنی کافروں نے اپنے بزرگوں کو گمراہ پایا تھا تو
بھی اُنکی شان قدم پر دوڑی جاتے ہیں ومصنف نے کہا کہ یہ بات جان لینا چاہئے کہ مقلد نے جس بارہ میں تقلید کی اُسمیں انتفاع
نہیں ہوتا اور تقلید کرنا میں عقل کی منفعت بھی زائل کرنا لازم ہے اسلیئے کہ عقل تو اسلیئے پیدا کی گئی ہے کہ غور وتامل کرے اور جس شخص کو
خدا نے شمع دی ہو جس سے روشنی ہوتی ہے وہ اگر شمع کو بجھا دے اور اندھیری میں چلے تو اُس کی یہ حرکت قبیح ہے واضح ہو کہ جتنے
اصحاب مذاہب ہیں اُن کے ذہن میں ایک شخص بڑی شان کا متصور ہو گیا تو جو کچھ اُسنے کہا اُسکو بے سوچے سمجھے مانتے اور اُسکی پیروی کرتے
ہیں اور یہی میں گمراہی ہے کیونکہ نگاہ درحقیقت بات پر چاہیئے اور بات کہنے والے پر نہیں چاہیئے چنانچہ حارث بن حوط نے حضرت علی رضی
سے کہا تھا کہ کیا آپ گمان کرتے ہیں کہ ہمارا گمان یہ ہے کہ طلحہ وزبیر باطل پر تھے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اُس سے فرمایا کہ اے حارث
تجھپر معاملہ مشتبہ ہو حق کا پہچاننا لوگوں سے نہیں ہوتا ہے بلکہ حق کو پہچان لے تو حق والے لوگ بھی پہچان جائیں گے۔ اور امام احمد بن حنبل نے کہا ہے
تو کہ آدمی کی تنگی علم سے یہ ہے کہ اپنے اعتقاد میں کسی شخص کی تقلید کرلے اور اسی وجہ سے احمد نے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا قول چھوڑ دیا
دیا اور زید بن ثابت کا قول لیلۃ۔ اگر کوئی اعتراض کرے کہ عوام تو دلائل نہیں جانتے ہیں تو کیونکر تقلید نہ کریں گے جواب یہ کہ اعتقاد کی دلیل بالکل
ظاہر ہے جیسا کہ ہم نے دہریہ فرقہ کی تردید میں اشارہ کیا ہے اور ایسی واضح دلیل کسی پر مخفی نہیں ہو سکتی جس کو عقل دی گئی ہو رہے
مسائل فرعیہ تو یہ چونکہ بکثرت نئے نئے واقع ہوتے ہیں اور عوام پر انکا پہچاننا دشوار ہے اور دھوکا کھانا ہے اسلیئے ان مسایل میں
عامی کو تقلید کرنا بہتر ہے ایسے شخص کی تقلید کرے کہ جسکو علم وفضل حاصل ہو علاوہ بریں علمی کا نشیدار اسکا ہو تو بہتر ہے کہ ایسے شخص عالم کی تقلید کرے

فصل واما الطریق الثانی فان ابلیس کما تمکن من الاعبیۃ فورطھم فی التقلید ساقھم سوقا الیھا ثم ثم بدا فی خلقا فیھم نوع نکاء وفطنۃ فاستغواھم علی قدر تمکنہ منھم فمنھم من قبح عندہ الجمود علی التقلید واحرہ بالنظر فاستغوی کلا من ھؤلاء فمنھم من راٰہ ان الوقوف مع ظواھر الشرائع عجز فساقھا الی مذاھب الفلاسفۃ ولم یزل بھؤلاء حتی خرصوا عن الاسلام وقد سبق ذکرھم فی الرد علی الفلاسفۃ ومنھم من حسن ان لا یعتقد الا ما ادرکتہ حواسہ فیقال لھؤلاء بالحواس علمتم صحۃ قولکم فان قالوا نعم کابروا ان حواسنا لم تدرک قالوا واما ما یدرک بالحواس لا یقع فیہ خلف وان قالوا بغیر الحواس نقضوا قولھم ومنھم من نفرہ ابلیس عن التقلید وحسن لہ الخوض فی علوم الکلام والنظر فی اوضاع الفلاسفۃ فیخرج بزعمہ عن عداد العوام وقد تنوعت احوال المتکلمین واقتضی الکلام باکثرھم الی الشکوک وبعضھم الی الالحاد ولم یسلک القدماء من فقھاء ھذہ الامۃ عن الکلام عجزا ولکنھم راوا انہ لا یشفی علیلا تم یرد الصحیح علیلا فامسکوا عنہ ونھوا عن الخوض فیہ حتی قال الشافعی لان یبتلی العبد بکل ما نھی اللہ عنہ ما خلا الشرک خیر لہ من ان ینظر فی الکلام وقال واذا سمعت الرجل یقول الاسم

عجزوا

ترجمہ فصل جاننا چاہیئے کہ دوسرا طریق قابل تفصیل کیونکہ ابلیس نے جسطرح احمقوں کو بوجہ لاعلمی محض تقلید کے گرداب مین ڈبویا اور جانوروں کی طرح انکو اُن کے متبوع کے پیچھے ہانک لیگیا۔ تو بعضی لوگون کے برخلاف جن مین اُسنے کچھ ذہن کی تیزی دیکھی اُن کو بھی جتنا جسپر قابو پایا گمراہ کیا چنانچہ بعض کو اُسنے سمجھایا کہ محض تقلید برجم جاناقبیح ہے اور اُنکو ارشاد کیا کہ عقائد اسلام مین غور کرین پھر اُسنے اُنمین سے ہر ایک کو ایک طریقہ سے گمراہی مین ڈالا چنانچہ **بعض** نے دیکھا کہ ظاہر شریعت پر ٹھیرنا عاجزی ہے تو ابلیس ان لوگون کو کھینچکر فلاسفہ کے مذہب مین لے گیا اور برابر اُنکے خیالات کو دوڑاتا رہا یہانتک کہ آخر یہ لوگ اسلام سے نکل گئے اور فلاسفہ کے رد مین ان کا تذکرہ ہوچکا ہے **بعض** کے خیال مین یہ رہا کہ فقط اُسی بات پر اعتقاد جمادی جو حواس کی ادراک مین آوے ان گمراہون سے پوچھا جاوے کہ کیا تمنے حواس سے اپنے قول کی صحت پہچانی ہے اگر کہین کہ ہان تو جھوٹے جھگڑالو ہونگے کیونکہ ہمارے حواس[1] نے تو اسکو صحیح نہ جانا جو وہ اپنے حواس سے ادراک کرنا بیان کرتے ہین کیونکہ حواس سے جو چیز پہچانی جاتی ہے اُسمین جسقدر لوگ یہ حواس رکھتے ہین کوئی اختلاف نہین کرتا ہے اور اگر کہین کہ ہمنے اسکو حواس کے علاوہ دوسری چیز سے ادراک کیا تو خود اُنہون نے اپنے قول کو توڑ دیا **بعض** کو ابلیس نے تقلید سے نفرت دلائی اور یہ رہا یا کہ علم کلام مین خوض کرین اور فلاسفہ کے اوضاع دیکھین اور وہ اس سے اپنے زعم مین سمجھتا ہے۔ کہ مین عوام کے غول سے نکل آیا۔ اور فرقہ متکلمین کے حالات طرح طرح سے بگڑے۔ اور اکثر وںکا انجام یہ ہوا کہ کلام سے اُن کو دین حق مین شکوک پیدا ہوگئے اور بعضے نکلکر ملحد ہوگئے اور واضح رہے کہ دین اسلام کی قدیم علماء نے جو علم کلام سے سکوت کیا تو کچھ عاجزی سے نہین تھا۔ بلکہ اُنہون نے کمال عقل سے دیکھ لیا کہ اس سے بیمار کو صحت نہین ہوتی اور نہ پیاسے کی پیاس بجھتی ہے لہذا خود اوس سے باز رہے۔ اور سب کو اس مین خوض کرنے سے منع کردیا **امام شافعی** نے کہا کہ اگر آدمی سوا شرک کے باقی ہر گناہ مین مبتلا ہو تو اس سے بہتر ہے کہ علم کلام مین نظر کرے اور کہا کہ جب تو کسی شخص سے سنے کہ وہ کہتا ہے کہ

[1] یعنی حواس اُسکو پہچان لیتے ہین تو کل حواس جسکے ہون سب کا یہی حکم ہونا چاہیئے ۱۲

هو للسمع وغير السمع فاشهد انه من اهل الكلام ولا دين له قال وحكي عن اهل الكلام ان يضربوا بالجريد و
يطاف بهم في العشائر والقبائل ويقال هذا جزاء من ترك الكتاب والسنة واخذ في الكلام وقال احمد بن حنبل
لا يفلح صاحب كلام ابدا علماء الكلام زنادقة وقال المصنف قلت وكيف لا يذم الكلام وقد
افضى بالمعتزلة الى انهم قالوا ان الله تعالى لا يعلم جزئيات الاشياء ولا يعلم تفاصيلها وقال جهم بن صفوان
علم الله وقدرته وحياته محدثة وقال ابو محمد النوبختي عن جهم انه قال ان الله عز وجل ليس بشيء وقال
ابو علي الجبائي وابو هاشم ومن تابعهما من البصريين المعدوم شيء وذات ونفس جوهر وبياض وحمرة و
صفرة وقال الباذي لا يقدر على جعل الذات ذاتا ولا العرض عرضا ولا الجوهر جوهرا وانما هو قادر على
الذات اول احوالها الوجود وحكى القاضي ابو يعلى في كتاب المقتبس قال قال العلاء المعتزلي لنعيم اهل الجنة وعقاب اهل النار آخر
لا يوصف الله بالقدرة على رفعه ولا تصح الرغبة حينئذ اليه ولا الرهبة منه لانه لا يقال اذ ذاك على خير ولا على شر وهو نفع
ولا ضر قال ويفنى اهل الجنة حركاتهم لانهم لا يقدرون على حركة ولا يقدرون ولا ادرهم على فعل شيء من ذلك ولان
الحادث كله لا بد له من اخر ينتهي اليه لا يكون بعده شيء وقال المصنف قلت واذكر

ترجمہ عین سمع ہے یا غیر سمع ہے تو سمجھ لے کہ کلام والون مین سے ہے اور اسکا کچھ دین نہین ہے اور **اہل کلام** کی حق مین نقل
کیا کہ چھڑیون سے پیٹے جاوین اور اُنکو محلہ محلہ اور قبیلہ قبیلہ مین پھرایا جاوے اور پکارا جاوے کہ یہ ایسے شخص کی سزا ہے جس نے
قرآن و حدیث چھوڑکر علم کلام مین خوض شروع کیا **احمد** بن حنبل نے کہا کہ کلام والا کبھی مفلح نہین پاویگا۔ اور کلام جاننے والے
ملحد زندیق ہوتے ہین **مصنف** نے کہا کہ کیونکر علم الکلام کی مذمت نہ کیجائے تم دیکھتے ہو کہ اُسنے معتزلہ کی نوبت یہانتک
پہنچائی۔ کہ انکا یہ قول ہے کہ اللہ تعالی چیزون کو نہین جانتا ہے۔ اور تفصیل سے نہین جانتا ہے **جہم** بن صفوان نے کہا کہ اللہ تعالی
کا علم و قدرت و حیات سب پیدا ہوئی ہین ابو محمد نوبختی نے جہم کا یہ قول نقل کیا کہ اللہ تعالی کچھ چیز نہین ہے **ابو علی** الجبائی اور
ابو ہاشم اور اُن کے تابعین معتزلہ نے کہا کہ معدوم ایک شے ہے اور ذات و نفس جوہر ہین اور سفیدی و سُرخی و زردی عرض
ہین اور اللہ تعالی کو یہ قدرت نہین کہ ذات کو ذات بنادی یا عرض کو عرض بنادے یا جوہر کو جوہر بنادے بلکہ یہ قدرت ہے کہ فقط نہ ہونے
عدم سے وجود مین لاوے **قاضی ابو یعلی** نے کتاب المقتبس مین نقل کیا کہ مجھسے علاء معتزلی نے کہا کہ جنت والون کی نعمت
کا اور جہنم والون کے عذاب کا آخر خاتمہ ہے اللہ کا یہ وصف نہین ہو سکتا کہ وہ اسکو دفع کرنے پر قادر ہے۔ اور ایسی
صورت مین اس کی جانب رغبت صحیح نہین ہے اور نہ اُس سے خوف کرنا چاہئے کیونکہ وہ اس صورت مین کسی بھلائی یا
برائی پر قدرت نہین رکھتا ہے اور کسی نفع یا ضرر پر قادر ہے اور اس لئے کہا کہ اہل جنت جب سکوت مین پڑے رہینگے تو کوئی
کلمہ بول سکینگے۔ اور نہ جنبش کرینگے۔ اور نہ کسی چیز پر قادر ہونگے اور نہ ارکان مین سے کسی بات پر قادر ہونگے۔
اس لیئے کہ سب حوادث کی کے آخر انتہا نہ رہے کہ وہانتک پہونچکر ختم ہو جاوے [illegible]

ابو القاسم عبد الله بن احمد بن محمود البلخی فی کتاب المقالات ان ابا الهذیل اسمه محمد بن الهذیل العلاف وهو من اهل البصرة من عبد القیس مولی لهم وافق بان قال اهل الجنة یفضی حرکاتهم فیصیرون الی سکون دائم وان لم یقدر الله علیه نهایة ولم یخرج الی الفعل ولن یخرج استحال ان یوصف الله بالقدرة علی غیره وکان یقول ان علم الله هو الله وان قدرة الله هی الله وقال ابو هاشم من قال ان کل شیء لا لانه شریب جوعة من عمر فانه یصیر کعذاب اهل الکفر ابدا وقال النظام ان الله لا یقدر علی شیء من الشر وان ابلیس یقدر علی الخیر والشر وقال هشام الفوطی ان الله لا یوصف بانه عالم لم یزل وقال بعض المعتزلة یجوز علی الله سبحانه الکذب لکنه لا یفعله وقالت المجبرة القدرة للفاعل هو الجامع لاختیار والفعل وقالت المرجئة ان من اقر بالشهادتین وأکل المعالم یخلد النار وخالفوا الاخبار الصحیحة التی لم یجز الموحدین من النار قال ان عقیدة اشبه بعقیدة الکفار واضع لا رجاء فرد یقاس صلح العالم باثبات اوعید عقاب الجزاء فالمرجئة لما لم یمکنهم حمد الصانع لما فیه من غفران الناس ومخالفة العقل اسقطوا فائدة الاثبات فی الخشیة والمراقبة وهذا سیاسة الشرع فهو شرط لائقة علی الاسلام

ترجمہ ابو القاسم عبد اللہ بن احمد بن البلخی نے کتاب المقالات میں لکھا کہ ابو الہذیل محمد بن ہذیل علاف نے جو اہل بصرہ میں سے قوم عبد القیس کا غلام تھا اور فرقہ معتزلہ میں سے تھا اُس نے تنہا یہ قول نکالا کہ اہل جنت کی حرکات ختم ہو جائینگی تو آخر وہ ساکن ہو کر موت کی طرح سے سکون میں پڑے رہینگے اور اگر اُس کی نہایت مقدر نہ ہو تو بالفعل قدرت سے خارج ہو اور یہ نہیں ہو سکتا تو غیر متناہی پر قدرت بھی محال ہے اور شخص کہا کرتا تھا کہ اللہ تعالی کا علم خود اللہ ہے اور اسکی قدرت خود اللہ ہے ابو ہاشم معتزلی نے کہا کہ جس شخص نے ہر گناہ سے توبہ کی ولیکن اُسنے ایک گھونٹ شراب پی تو اسکی وجہ سے ہمیشہ کے لیے کافروں کی طرح عذاب میں پڑا رہیگا نظام معتزلی نے کہا کہ اللہ تعالی کو کسی برائی پر کچھ قدرت نہیں ہے اور ابلیس کو برائی و بھلائی دونوں پر قدرت ہے ہشام الفوطی کہتا تھا کہ اللہ کا یہ وصف نہیں ہو سکتا کہ ہمیشہ کے لیے عالم ہے بعض معتزلہ نے کہا کہ خدا سے جھوٹ سرزد ہونا جائز ہے ولیکن یہ بات اُس سے واقع نہیں ہوئی فرقہ مجبرہ نے کہا کہ آدمی کو کچھ قدرت نہیں ہے بلکہ وہ جمادات کی طرح ہے نہ اُس کو کسی فعل پر قدرت ہے نہ اختیار ہے فرقہ مرجیہ نے کہا کہ جسنے اشہد ان لا الہ الا اللہ واشہد ان محمدا عبدہ ورسولہ زبان سے کہا پھر وہ سب قسم کے معاصی کرتا رہا تو وہ ہرگز جہنم میں داخل نہیں ہو سکتا ان لوگوں نے صحیح احادیث سے انکار کیا جنمیں مذکور ہے کہ اہل توحید جہنم سے نکالے جائینگے ابن عقیل نے کہا کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جسنے مرجیہ مذہب نکالا وہ کوئی زندیق تھا اس لیئے کہ عالم کی صلاحیت اسی پر موقوف ہے کہ عذاب کی آیات سے ڈریں اور ثواب کے امیدوار ہوں پس جب مرجیہ نے دیکھا کہ صانع عزوجل سے انکار کرنا ممکن نہیں ہے اس لیے کہ لوگ منکر نفرت کرتے ہیں اور عقل بھی مخالف ہے تو صانع عزوجل کو ثابت کرنا جو فائدہ تھا اُسکو مٹا دیا یعنی اُس سے خوف کرنا اور گناہ کیوقت اسکو حاضر ناظر جاننا اور انھوں نے شرعی سیاست کو مٹا دیا جس پر لوگوں کا اسلام قائم

وقال المصنف قلت وتبع ابو عبد الله محمد بن كرام فاختار من المذاهب ما وجد من الاحاديث اضعفها
وقال الى التشبيه واجاز حلول الحوادث في ذات الباري عز سبحانه وقال ان الله لا يقدر على اعادة الاجسام بعد فنائها
انما يقدر على ابتدائها وقالت السالمية ان الله يخلق يوم القيامة اجسامهم وقوتهم في صورنا وابدانا الادمية
والبسنى جنبا وقالوا لله سرا واظهر بطل التدبير قال المصنف قلت فاعوذ بالله من تشتيت علوم او حيرت
المذاهب لقبيحة وقد زعم ارباب الكلام انه لا تتم الايمان الا بمعرفة ما ذهبوا وهو كذب على الشارع
لان الرسول صلى الله عليه وسلم امر بالايمان ولم يامر بحجج المتكلمين وقد رجح الصحابة الذين لم يعرفوا
بانهم خير الناس على ذلك وقد ورد ذم الكلام على ما قررناه في موضعه وقد نقل الينا الخلق من الصحابة
عن ما كانوا عليه لما راوا من قبح غوايله كما حدثنا ابن الاشعث قال سمعت احمد بن سنان قال كان
الوليد بن ابان الكرابيسي عندنا فلما حضرته الوفاة قال لبنيه تعلموا ان بدء علم الكلام الذي قالوا الا قال فيه قالوا لا
قال فاني وصيكم اتقبلون قالوا نعم قال عليكم بما عليه اصحاب الحديث فانهم لم يزالوا على ما رايتهم عليه
ابو المعالي الجويني يقول لقد خلت اهل الاسلام وعلومهم وركبت البحر الاعظم

ترجمہ مصنف نے کہا کہ ابو عبد اللہ بن کرام نے تقلید کی تو سب مذاہب مین سے وہ مذہب لیا اور احادیث مین سے سب سے ضعیف احادیث لیین اور خالق کی مشابہت جائز رکھی بلکہ ذات باریتعالی مین حوادث کا حلول جائز رکھا اور کہا کہ اللہ تعالی کو قدرت نہین ہے کہ اجسام وجواہر کو دوبارہ پیدا کرے بلکہ فقط ابتدا مین ان کو پیدا کرسکتا ہی سالمیہ فرقہ کا قول ہی کہ قیامت کے روز اللہ تعالی ہر فرقہ و ہر چیز کے لیئے اُسکے معنی مین ظاہر ہوگا چنانچہ آدمی تو اسکو آدمی دیکھیگا اور جن اسکو جنی دیکھے گا اور یہ لوگ کہتے ہین کہ اللہ تعالی نے کہا ہی مجھ کہ اگر اسکو ظاہر کردی تو تدبیر بیت جاوے مصنف کہتا ہی کہ مین اللہ سے ایسی علم سے پناہ مانگتا ہون جو ایسی قبیح مذاہب ایجاد کرے متکلمین نے اپنے زعم مین یہ مقرر کیا کہ ایمان ہم نہین ہوتا جبتک انکے مرتبہ کی نہ ہو تو اعتبار نہ جانے یہ لوگ باطل غلطی پر ہین اسلیئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو ایمان کا حکم دیا اور متکلمین کی ان چیزون کا حکم نہین کیا اور صحابہ رضی اللہ عنہم اسی پر مرے ہین اور یہ طریقہ شہادت اللہ و رسول کے سب اولین و آخرین سے افضل ہے اور کلام کی مذمت وارد ہوئی ہے جسکا بیان اپنے موضع پر مشروح کرچکے ہین اور ہم کو نقل ہوچکی کہ متکلمین نے اپنے طریقہ سے جب پورا پتہ نہ پایا تو حیرانی کی اور باطل الگ ہوگئے کیونکہ انھون نے اُس کی قبح اور فساد کا انجام دیکھ لیا چنانچہ ہم سے ابن الاشعث نے بیان کیا کہ مین نے احمد بن سنان سے سنا وہ کہتے تھے کہ ولید بن ابان الکرابیسی ہمارے مین تھا جب اُس کی موت کا وقت آیا تو اپنے بیٹون سے کہا کہ کیا تم لوگ علم کلام مین مجھسے بڑھکر کچھ جانتے ہو انھون نے کہا کہ نہین تو اُس نے کہا کہ پھر مجھ اپنے حق مین دروغگوئی وغیرہ سے متہم سمجھتے ہو انھون نے کہا کہ نہین پھر کہا کہ مین تم کو وصیت کرتا ہون تم میری وصیت قبول کروگے انھون نے کہا کہ ہان تو فرمایا کہ تمپر فرض ہی کہ اُس طریقہ کو اختیار کرو جسپر حدیث جاننے والے علماء ہین کیونکہ مین نے حق انھین کے ساتھ دیکھا ۔

ابو المعالی جوینی (امام غزالی کے استاد) یہ کہتے تھے کہ افسوس مین نے اہل اسلام اور انکے علوم کو چھوڑا اور بڑے سمندر مین چلا اور خوض مایا

وغصت في الذي نهوا عنه كل ذلك في طلب الحق وهربا من التقليد والآن فقد رجعت عن الكل الى كلمة
الحق عليكم بدين العجائز فان لم يدركني الحق بلطيف بره فامت على دين العجائز ويختم عاقبة امري عند الرحيل
بكلمة الاخلاص فاويل لابن الجويني وكان يقول لاصحابه يا اصحابنا لا تشتغلوا بالكلام فلو عرفت ان الكلام يبلغ ما
بلغ ما تشاغلت ثم قال ابو الوفاء بن عقيل لبعض اصحابه انا اقطع ان الصحابة ماتوا ولم يعرفوا الجوهر والعرض فان
رضيت ان تكون مثلهم فكن وان رأيت ان طريقة المتكلمين اولى من طريقة ابي بكر وعمر فبئس ما رأيت
قال وقد افضى الكلام باهله الى الشكوك وكثر منهم الى الحاد تشم رائحة الالحاد من فلتات كلام المتكلمين و
اصل ذلك انهم ما قنعوا بما قنعت به الشارع وطلبوا الحقائق وليس في قوة العقل ادراك ما اختص الله تعالى بالحكم التي
انفرد بها ولا اخرج الباري لخلقه من علمه ما علمه هو من حقائق الامور قال وقد بالغت في الاول لطول عمري
ترعرعت لتعشقني الى مذهبهم لكتبت وانما قلت ان مذهب العجائز اسلم لانهم لما انتهوا الى غاية التدقيق والنظر
يشهدون ما ينفي العقل من التعطيل والتاويل فوقفوا مع مراسم الشرع وجنحوا عن القول بالتحليل واذعن
العقل بان فوقه حكمة الهية فسلم وبيان هذا ان القول احب ان يعرف اراد ان

ترجمہ جہان مجھو منع کرتے تھے سبب اس قصد سی کیا تھا کہ حق تلاش کرون اور تقلید سے بھاگون اور اب مین نے ہر چیز سی منہ پھیر کر کلمۂ
حق کو لیا اور تمہیر واجب ہے کہ بوڑہی عورتون کے یقین پر جم جاؤ اور اگر حق تعالی نے اپنی لطف و احسان سے مجھے سرفراز نکیا کہ مین بڑھیون
کے دین پر مرون اور موت کے وقت کلمۂ اخلاص پر میرا خاتمہ بخیر ہو تو جوینی کے حق مین ہلاکت ہے اور اپنی شاگردون سے فرماتے کہ تم لوگ علم کلام
مین مشغول نہو کیونکہ اگر مین یہ جانتا کہ کلام سے یہانتک نوبت پہنچے گی جہانتک پہونچی تو مین کبھی اسمین مشغول نہوتا شیخ ابو الوفا بن عقیل
نے اپنے بعض شاگردون سے فرمایا کہ ہم قطعا جانتے ہین کہ صحابہ رضہ نے انتقال کیا اور یہ نجانا کہ جوہر کیا چیز ہی اور عرض کیا چیز ہی پھر اگر تجھے یہ
منظور ہو کہ ان کی مثل ہو جائے تو وہی طریقہ اختیار کر اور اگر تیری رای مین یہ سماوے کہ متکلمین کا طریقہ حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کے طریقہ
سے بہتر ہی تو بہت بری بات تیرے خیال ناقص مین سمائی ابن عقیل نے کہا کہ مین نے خوب دیکھا کہ علم کلام سی آخر متکلمین کے بعض لوگون مین
شکوک پیدا ہوگئے اور بکثرت انمین سے ملحد ہوگئے پھر انہون نے متکلمین کے لایعنی کلمات کے ذریعہ سے الحاد کو رواج دینا شروع کیا اصل اس
کی یہ ہی کہ انہون نے اس حد پر قناعت نہ کی جہان انکو شریعت نے ٹھیرایا تھا۔ اور برتر حقائق کو اپنے حواس سے طلب کرنے لگے حالانکہ ان کی عقل
مین یہ قوت نہین ہی کہ اللہ تعالے کے نزدیک جو حکمت ہی اسکو دریافت کرلین کہ وہ حکمت فقط اللہ تعالی ہی کیواسطے منفرد ہے جو حقائق امور وہ
جانتا ہی اسنے مخلوق کیلیے اسکے دریافت کا طریقہ نہین پیدا کیا ہے ابن عقیل نے کہا کہ اول مین بہت مدت تک مین نے کلام مین مبالغہ
کیا پھر الٹے پاؤن لوٹ کر کتابون کے مذہب پر آگیا اور یہ جو کہا گیا کہ بوڑہی عورت تو نکاح مین بہت سالم ہی تو اس لیے کہا کہ جب متکلمین اپنی
نظری بحث مین انتہا دقیق کو پہونچے تو انہون نے تعلیلات و مناسبات مین ایسی چیز نہ پائی جسکو عقل نکالتی ہی پس شرع کے مراسم پر ٹھیر گئے
اور تعلیل کی گفتگو سے رکے اور عقل نے یقین کر لیا کہ اس سے برتر حکمت آلہیہ ہی تو اسنے گردن جھکا دی اسکا بیان یہ ہی کہ تو اگر ذہنکی کی تو چاہا کہ

يذكر فيقول قائل هل شغف بايصال النفع هل داعه داع الى افاضة الاحسان ومعلوم ان
الداعي عوارض على الذات وتظلبات من النفس وما يعقل ذلك الا لذات يدخل عليها الخلل من شوقه الى
تحصيل ما لم يكن لها وهي اليه محتاجة فاذا وجد ذلك الغرض سكن الشغف وفتر الداعي وذلك
الحاصل ليس غنى والقديم لم يزل موصوفا بالغنى ممنوعا بالاستقلال بذاته الغنية عن استزادة او عارض
ثم اذا نظرنا في انعامه رأيناه مشحونا بالنقض والآلام واذى الحيوانات فاذا رام العقل ان يعلل لا نعامه
جاء تحقيق النظر فراى ان الفاعل قادر على الصفو لا صفو وارادة ضرها دلالة العقل عن البخل الموجب لمنع
يقدر على تحصيله وعن العجز عن دفع ما يعرض لهذه الموجودات من الفساد فاذا عجز عن التعليل كان التسليم اولى
وانما دخل الفساد من الخلق اقتضوه للفوائد ووقع الاضرار على مقتضى قدرته واوفر حوامر ذلك العلم
بانه حليم لا قتضوا نفوسهم الى التسليم بحسب حكمته فاشتغلوا في تحبيره التفويض بلا اعتراض فصل
وقد وقف اقوام ممن ظواهر هم محمولة على مقتضى الحس فقال بعضهم ان الله جسم وهذا مذهب هشام بن الحكم وعلى
ابن منصور ومحمد بن الخليل ويونس بن عبد الرحمن ثم اختلفوا فقال بعضهم جسم لا كالاجسام ومنهم من قال

ترجمہ مذکور ہو تو کسی کہنے والے نے کہا کہ کیا نفع پہونچانیکا شوق شدید تیری دلمین پیدا ہوا تھا یا کوئی امر دیگر داعی ہوا کہ تو احسان پھیلا دے
یہ معلوم ہے کہ شوق و داعی تو ذات کے عوارض ہین اور نفس کے خواہشات ہین اور یہ بات کبھی عقل مین نہین آتی سوا ایسی ذات کی جس
مین شوق ایسی چیز حاصل کرنیکا سما جاوے جو اسکو حاصل نہ تھی اور اب اس ذات کو اس چیز کی احتیاج ہے پھر جب یہ غرض حاصل ہو جاوے تو
اُسکا شوق تھم جائیگا اور خواہش سست ہو جائیگی اور ایسے حاصل کو غنی کہتے ہین اور ذات باری تعالی قدیم سے موصوف ہے کہ وہ غنی ہے
اور مستقل بالذات ہے اُسکو کسی مزید کی یا عارض کی کچھ حاجت نہین ہے پھر جب ہم اُسکے انعام مین نظر کرتے ہین تو دیکھتے ہین کہ یہان فقیری
اور دکھ اور ایذائے حیوانات بھری پڑی ہین پس اگر عقل نے چاہا کہ خلق پیدا کرنیکی علت اُسکا انعام بنا دے تو تحقیق کی نگاہ نے اگر دیکھا
کہ فاعل قادر ہے کہ بالکل صافی انعام دے جس سے بڑھکر صافی امکان مین نہین ہے اور وہ فاعل قطعی دلیل عقل سے بخیلی سے پاک ہے اور آپ ہی علی
ایسی چیز کے جس چیز کو حاصل کرنا اُس سے منع کرے اور وہ عاجزی سے پاک ہے کہ جو فساد و خرابی ان موجودات کو عارض ہوتی ہے اُسکو دفع نہ
کر سکے تو اب یہان عقل عاجز ہوئی کہ مخلوقات کو پیدا کرنے مین محض انعام کی علت نہین اکال سکتی ہے پس عقل نے عاجز ہو کر اس علت کو چھوڑا
اور اُسپر واجب ہوا کہ گردن جھکاوے اور ان لوگون مین فساد اسوجہ سے داخل ہوا کہ انھون نے فوائد کا پیدا کرنا اور مضرتون کا دور کرنا
صرف اُسکی قدرت کے مقتضا پر رکھا اور اگر اس کیساتھ یہ بھی ملا لیتے کہ وہ پاک عزوجل حکیم ہے تو اُن کے نفس کو دن جھکا کر اُسکے لیے
حکمت کا تسلیم کرتے اور بغیر اعتراض کے وقت بلا غموض مین اچھی طرح زندگی بسر کرتے فصل پھر اقوام نے ظاہری آیات و احادیث
پر وقوف کیا اور انکو اپنے ظاہری حواس کے مقتضی پر محمول کیا چنانچہ بعض نے کہا کہ اللہ تعالی جسم ہے اور یہ ہشام بن الحکم و علی بن منصور و محمد
بن الخلیل و یونس بن عبد الرحمن کا مذہب ہے پھر ان لوگون نے باہم اختلاف کیا تو بعض نے کہا کہ وہ جسم مانند دیگر اجسام کے ہے اور بعض نے کہا

کالاجسام ثم اختلفوا فمنهم من قال هو نور ومنهم من قال هو على هيئة السبيكة ايضا هكذا كان يقول هشام بن الحكم وكان يقول ان
الله سبعة اشبار بشبر نفسه وذكر ابو عيسى الوراق عن الجاحظ عن النظام ان هشام بن الحكم قال في التشبيه ستة وجه
خمسة تأويل قطع في الخرها ان معبوده سبعة اشبار بشبر نفسه وانهم قالوا انه على هيئة السبيكة وانهم قالوا هو على هيئة جوهرة الصافية
الاستدارة الا من حيث اشار اليها على هيئة واحدة وقال هشام هو متناهي الذات حتى قال ان الجبل اكبر منه وانه على قدرها
هو قال المصنف هذا يدل على انه كان يقول بالمكان والجهة كبقية وذلك يقتضي القول بالتوحيد وقد استدل ان الالهية لا تكون
الا لكان ذا جنس وهذا ظاهر فقط اخر ان يقرر منها ويبان عنها ومنحق سبحانه ليس بذي جنس ولا مثل
له ولا يجوز ان يوصف بان له ارادة ومتناهية لا على معنى انه ذاهب في الجهات بلا غاية انما المراد انه ليس بجسم
ولا هو قبل النهاية قال الشيخي قد حكى كثير من المتكلمين ان مقاتل بن سليمان ونعيم بن حماد وداود الجواربي يقولون
ان لله صورة واعضاء قال المصنف انظر هؤلاء كيف يثبتون القدوة للادميين ويلزمونه عندهم ما يحكمون على الادميين من مرض
وتالف ثم يقال لكل من ادعى التجسيم اي دليل اثبت حدث الاجسام فيدل ذلك على ان الاله

ترجمہ کہ نہیں بلکہ ان اجسام کی مانند نہیں ہے پھر ان اجسام کے مثل نہیں ہے تو کس قسم کا جسم ہے اس میں انہوں نے پھر اختلاف کیا
بعض نے کہا کہ وہ نور ہے اور بعض نے کہا کہ سفید چاندی کی مانند ہے یہی ہشام بن الحکم کہا کرتا تھا اور کہتا کہ آلہ اپنے بالشت سے
سات بالشت ہے اور اسکی آنکھ سے شعاع نورانی نکلکر عرش تک پہونچکر پھر پہونچتی ہے تو وہ اسکو دیکھتا ہے ابو محمد نوبختی رح
نے حافظ سے اس نے نظام سے نقل کیا کہ ہشام بن الحکم نے ایک ہی سال میں تشبیہ کے بارے میں پانچ اقوال نکالے آخری قول جسپر
اس نے یقین کر لیا وہ یہ ہے کہ خدا اپنی بالشت سے سات بالشت ہے کیونکہ ایک قوم نے کہا تھا کہ وہ گداختہ چاندی کی شکل ڈھلا ہوا
ہے اور ایک قوم دیگر نے کہا تھا کہ وہ صاف بلور کی مانند گول ہے بدیہرت دیکھو ایک ہی صورت ہے ہشام نے کہا کہ اسکی ذات محدود
ہے یہانتک کہا کہ وہ اس سے بڑے اور کہا کہ اسکی ماہیت کو وہی جانتا ہے مصنف رح کہتا ہے کہ ماہیت کہنے سے لازم ہے
کہ اس کی کیفیت بھی ہو اور جب اسکے قائل ہوں تو اسنے توحید کا قول مٹا دیا ہے۔ اور یہ بات ثابت ہو چکی کہ ماہیت اسی کی ہوتی ہے
جو جنس کے تحت میں ہو اور اسکی نظیر ہوں تو وہ فصل سے بعد اکثر کا محتاج ہوتا ہے کہ ممیز ہو جاوے اور حق سبحانہ تعالیٰ جنس والا نہیں
ہے اور نہ اس کا مثل ہے۔ اور نہ اس کا وصف متناہی بارادہ ہو سکتا ہے لیکن اس کے یہ معنی نہیں۔ کہ وہ سب طرف
سے انتہا رہا گیا ہے بلکہ یہ مراد ہے کہ وہ جسم نہیں اور نہ جوہر ہے جس کو انتہا لازم ہوتی ہے۔ اور نوبختی رح نے نقل
کیا۔ کہ مقاتل بن سلیمان و نعیم بن حماد اور داؤد الجواربی بھی کہتے تھے۔ کہ اللہ تعالیٰ کے واسطے صورت و
اعضا ہیں۔ مصنف رح نے کہا کہ پھر تو دیکھتا ہے۔ کہ یہ لوگ کس طرح اس کے لیئے قدیم ہونا ثابت کرتے
ہیں اور آدمیوں کے لیئے نہیں ثابت کرتے۔ اور مرض و تالف وغیرہ جو آدمیوں کے لیئے جائز ہے وہ اپنے خدا

هو الذي اعتقد انه جسم محدث ثم غير قوله ومن قول المجسمة ان الله تعالى يجوز ان يمس ويلمس فيقال لهم فيجوز على قولكم ان يمس ويلمس بعانق وقال بعضهم انه جسم هو فضاء والاجسام كلها فيه وكان بنان بن سمعان بن عمران يزعم ان معبوده نور كله وانه على صورة رجل وانه يهلك جميع اعضائه الا وجهه فقتله خالد بن عبد الله وكان المغيرة بن سعد العجلي يزعم ان معبوده رجل من نور على رأسه تاج من نور وله اعضاء وقلوب ينبع منه حكمة واعضاؤه على صورة حروف الهجاء وكان هذا يقول بامامة محمد بن عبد الله بن الحسن بن الحسن وكان زهارة بن اعين يقول لم يكن الباري عالما قادرا حيا في الازل حتى خلق لنفسه هذه الصفات وقال داؤد الحوارني هو جسم ولحم ودم وله جوارح واعضاء وهو اجوف من فمه الى صدره ومصمت ما سواء ذلك ومن الواقفين مع الحسن قوم قالوا هو على العرش بذاته على وجه المماسة فاذا انزل انتقل وتحرك وجعلوا الذات نهاية وهؤلاء قد اوجبوا عليه المساحة والمقدار واستدلوا على ان له الحركة والنهاية بقول رسول الله صلى الله عليه وسلم ينزل الله ربنا الى السماء الدنيا فقالوا ولا ينزل الا من هو فوق وهؤلاء جهلوا

ترجمہ کے لیے کیوں نہیں جائز رکھتے پھر ہر ایک شخص جس نے جسم ہونیکا دعوی کیا اس سے کہا جاوے کہ تو نے اس دلیل سے اجسام کا حادث ہونا ثابت کیا تو اس کا انجام یہ ہوگا کہ آخر تجھ کو یہ ماننا پڑیگا کہ جس معبود کو تو نے جسم ثابت کیا ہے وہ حادث ہے قدیم نہیں ہے مجسمہ فرقہ کے اقوال میں سے یہ ہے کہ اللہ تعالی کو چھو سکتے ہیں تو ان سے کہا جاوے کہ پھر اس سے لازم آتا ہے کہ اس سے معانقہ بھی کیا جاوے بعض مجسمہ نے کہا کہ وہ جسم ایک فضا ہے یعنی خالی جیسے آسمان و زمین کے درمیان نظر آتا ہے اور جمیع اجسام اسی کے درمیان ہیں بنان بن سمعان بن عمران کہتا تھا کہ اسکا معبود بالکل نور ہے اور وہ ایک مرد کی صورت پر ہے اور وہ اپنے سب اعضاء کا مالک ہے سوا چہرے کے تو اوس شخص کو خالد بن عبداللہ نے قتل کر دیا مغیرہ بن سعد العجلی کہتا تھا کہ اس کا معبود نور کا ایک مرد ہے جس کے سر پر نور کا تاج ہے اور اس کے اعضاء ہیں اور اس کے قلب سے حکمت اسطرح جوش مارتی ہے جیسے چشمہ سے پانی ابلتا ہے اور اس کے اعضاء کی صورت ایسی ہے جیسے الف بے کے حروف ہیں اور یہ شخص قائل تھا کہ محمد بن عبداللہ بن الحسن بن الحسین امام ہیں زرارہ بن اعین کوفی کہا کرتا تھا کہ ازل میں باریتعالی کو علم و قدرت و حیات کی صفتیں نہ تھیں پھر اسنے اپنے لیے یہ صفتیں پیدا کر لیں اور داؤد الحوارنی نے کہا کہ وہ جسم ہے اسمیں گوشت و خون ہے اور اسکے جوارح و اعضاء ہیں اور منہ سے سینہ تک جوف دار (خول) ہے اور باقی ٹھوس ہے منجملہ ان لوگوں کے جو حواس پر ٹھیرے رہے کچھ لوگ ہیں جنکا یہ قول ہے کہ اللہ تعالی عرش پر بذات خود اس سے ملا ہوا بیٹھا ہے پھر جب وہاں سے اترتا ہے تو عرش کو چھوڑ کے اترتا ہے اور متحرک ہوتا ہے ان لوگوں نے اسکی ذات کو ایک محدود متناہی قرار دیا اور یہ لازم کیا کہ وہ ناپ میں آسکتا ہے اور اسکی مقدار معلوم ہو اور انکی دلیل یہ ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ اللہ آسمان دنیا کیطرف نزول فرماتا ہے ان لوگوں نے کہا کہ اترنا اسی کو حق ہے کہ اوپر ہو اور یہ لوگ اللہ تعالی

تنزلہ علی الاجسام الحسنۃ التی توصف بہ الاجسام ھؤلاء المشبھۃ الذین حملوا الصفات علی مقتضی الحس وقد ذکرنا جھور کلامھم فی کتابنا المسمی بمنھاج الوصول الی علم الاصول وربما تخیل بعض المشبھۃ فی رؤیۃ الحق یوم القیامۃ ما یراہ فی الاشخاص فتمثل شخصا یزید حسنۃ علی کل حسن فترا لا یتنفس من الشوق الیہ ویتمثل الزیادۃ فیزداد شوقہ ویصور رفع الحجاب فیفاوق ویذکر الرؤیۃ فیغشی علیہ ویسمع فی الحدیث انہ یدنی عبدہ المؤمن الیہ فیتخایل القرب الذاتی کما یتخایل الجسم وھذا کلہ جھل بالموصوف ومن الناس من یقول للہ وجہ ھو صفۃ زائدۃ علی صفۃ ذاتہ لقولہ تعالی ویبقی وجہ ربک ولہ یدان لما صح لقول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یضع السموات علی اصبع ولہ قدم الی غیر ذلک مما تضمنہ الاخبار وھذا کلہ انما استخرجوہ من مفھوم الحس وانما الصواب قراءۃ الآیات کما جاءت من غیر تفسیرہ کلامیۃ ومن ھؤلاء لا یکون المراد بالوجہ الذات لانہ صفۃ زائدۃ وعلی ھذا فسر الآیۃ المحققون تقالعا ویبقی ربک وقالوا فی قولہ یریدون وجھہ یریدونہ ومایؤمنھم ان یکون المراد بقولہ قلوب العباد بین اصبعین ان الاصبع

ترجمہ اترنے کو محسوس چیز پر رکھا جس سے اجسام کا وصف بیان کیا جاتا ہے اور یہ قوم مشبہ وہ ہیں جو اللہ تعالیٰ کی صفات کو محسوس کے موافق قرار دیتے ہیں۔ اور ہم نے انکا اکثر کلام اپنی کتاب منہاج الوصول الی علم الاصول میں ذکر کیا بعضے مشبہ اپنے خیال میں قیامت میں اللہ کا دیدار اس طرح جماتے ہیں جیسے اشخاص کو دیکھتے ہیں۔ کہ سامنے ہوا لہذا یہ تصور باندھتے ہیں کہ ایک شخص سامنے نظر آوے گا۔ جس کا حسن سب حسنوں سے بڑھا ہوا ہوگا۔ لہذا تم دیکھو کہ یہ شخص اس کے شوق میں ٹھنڈی سانسیں بھرتا ہے اور دیدار کو تصور میں لاتا ہے تو زیادہ جوش میں آتا ہے اور حجاب دور ہونے کو تصور کرتا ہے۔ تو زیادہ مشتاق تک نوبت پہونچتی ہے۔ اور دیدار کو یاد کرتا ہے تو اسپر غشی طاری ہوجاتی ہے۔ اور وہ سنتا ہے۔ کہ حدیث میں آیا ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ بندۂ مومن کو اپنے قریب بلاوے گا۔ پس یہ سنکر خیالی نزدیکی کو تصور میں لاتا ہے جیسے مجنس آدمی سے ہوتی ہے۔ یہ سب اُسکی جہالت اس لیئے ظاہر ہوئی کہ وہ اللہ تعالیٰ سے جاہل ہے بعض کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کیواسطے چہرہ ہے۔ اور یہ اُسکی صفت ذات سے زائد صفت ہے اور دلیل یہ لاتا ہے کہ اللہ نے فرمایا ویبقی وجہ ربک اور یہ شخص اوس کے واسطے ہاتھ اور انگلیاں ثابت کرتا ہے کیونکہ حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یضع السموت علی اصبع یعنی وہ آسمانوں کو ایک انگلی پر رکھیگا۔ اور کہتا ہے کہ اُسکے واسطے قدم بھی ہے اور اسیطرح اور چیزیں بھی ثابت کرتا ہے جن کا ذکر حدیثوں میں وارد ہوا ہے یعنی ان سب کو اپنے خیالی محسوس پر محمول کرتا ہے۔ اور یہ سب اُس نے حواس کے فہم سے نکالا ہے۔ اور صحیح وصواب طریقہ یہ تھا۔ کہ وہ آیات کو اور احادیث کو پڑھتا اور اُن کی تفسیر نہ کرتا اور نہ اُن میں اپنے حواس سے کچھ کلام کرتا۔ اور ان لوگوں کو کس نے منع کیا کہ یہ معنی لیتے۔ کہ وجہ سے مراد ذات باریتعالی ہے نہ یہ کہ وہ صفت زائدہ ہے اور اسی بنیاد پر اہل تحقیق نے آیت کی تفسیر بیان فرمائی ہے چنانچہ وجہ ربک کے یہ معنی کہے کہ یبقی ربک یعنی فقط تیرے رب کی ذات باقی رہیگی اور قولہ تعالیٰ یریدون وجہہ یعنی یریدونہ یعنی اُسکو چاہتے ہیں۔ اور یہ لوگ کیوں نہیں سمجھتے کہ دو انگلیوں میں بندوں کے دل سے یہ مراد ہے کہ اُنکی

الملائکۃ ھی المقلبۃ للشئ وان ما بین الاصبعین یتصرف فیہ صاحبھا کیف شاء ذکر ذلک لان ثم صفۃ زائدۃ قال المصنف وانما ارادۃ السکوت عن ھذا التفسیر ایضا الا انہ یجوز ان یکون مرادا ولا یجوز ان یکون ثم ذات تقبل التجزی والانقسام **ومن عجیب احوال الظاھریۃ قول السالمیۃ** ان المیت یاکل فی القبر ویشرب وینکح لانھم سمعوا نعیم ولم یعرفوا من النعیم الا ھذا ولو قنعوا بما ورد فی الآثار من ارواح المؤمنین وتجمل فی حواصل طیر یاکل من شجر الجنۃ لسلموا لکنھم انما فوا ذلک الی الجحد **قال ابن عقیل وھذا المذھب مرض یضاھی** مستشعار الواقع للجاھلیۃ وما کانوا یقولونہ فی الھام والصداء والمکالمۃ لھا ولا ینبغی ان یکون علی سبیل المداراۃ لاستشعارھم علی وجہ المناظرۃ فان المقاواۃ تفسدھم وانما المدل بلیس علی ھؤلاء لتراکم الجھل عن التاویل اللائق لادلۃ الشرع والعقل فانہ لما ورد النعیم والعذاب للمیت علی ان الاضافۃ حصلت الی الاجساد والقبور تعرکیفیا یقول صاحبھا ان القبر الروح التی کانت فی ھذا الجسد منعمۃ بنعیم الجنۃ معذبۃ بعذاب النار **فصل قال المصنف** فان قال قائل قد عبت طریق المقلدین فی الاصول وطریق المتکلمین فما الطریق السلیم عن تلبیس ابلیس **فالجواب** ان اللہ ملکان علیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وحثنا بحوھم باحسان

علم

ترجمہ چونکہ شئی کی تعریف میں جو چیز کہ دو انگلیوں کے درمیان ہو تو انگلیوں والا جسطرح چاہے تصرف کرتا ہے اسلئے یہ لفظ ذکر کیا نہ یہ کہ صفت زائد ہے **مصنف** نے کہا کہ میں نے علم میں اس تفسیر سے سکوت کرنا چاہیے اگرچہ یہ ہو سکتا ہے کہ یہی تفسیر مراد ہو اور یہ جائز نہیں ہے کہ ہاں ایک ذات ہو جسکے اجزاء ہو سکتے ہیں **ظاہریہ** کے سب سے عجیب حالات سے یہ ہے کہ **سالمیہ** فرقہ نے کہا کہ قبر میں میت کھاتا و پیتا و نکاح کرتا ہے اس کا باعث یہ ہوا کہ ان لوگوں نے سنا کہ نیکوں میت کے واسطے وہاں نعمت ہے اور عمدہ عیش ہے اور انکا عیش سوا اس کے ظاہر نہ ہوا تو یہ اعتقاد جمایا۔ اور اگر یہ لوگ فقط اسی قدر پر اکتفا کرتے جو احادیث میں وارد ہے کہ مومنوں کی روحیں پرندوں کے پوٹوں میں رکھی جاتی ہیں اور جنت کے درختوں سے کھاتے ہیں تو اس **خراب** اعتقاد سے بچ جاتے لیکن انہوں نے اس کے ساتھ میں جسم کو بھی ملا لیا **ابن عقیل** نے کہا کہ یہ مذہب وہ مرض ہے جو خیالات جاہلیت کے مشابہ ہے جسکو جاہلیت والے ھام و صداء کے بارہ میں کہا کرتے تھے **ان لوگوں** کے ساتھ مناظرہ کے طور پر مدارات کرنی چاہیے جس سے جاہلیت کے خیالات کو سمجھکر راہ حق کیطرف آجاویں اور ان سے ضد باندھکر مخالفت نہ کی جاوے کیونکہ اس طریقہ سے یہ لوگ بگڑ جاویں گے اور ابلیس نے ان لوگوں پر تلبیس اس لیئے ڈالی کہ انہوں نے ایسے دلائل سے بحث چھوڑ دی جو شرع و عقل سے منطبق میں چنانچہ جب میت کے لیئے نعمت عیش یا عذاب وارد ہوا ہی تو معلوم ہو گیا کہ قبر یا جسم کی طرف نسبت کر کے بیان فقط اس لیئے ہے کہ میت کی پہچان ہو جاوے۔ گویا یہ فرمایا کہ اس قبر میں دفن ہونیوالا اور وہ روح جو اس جسم میں تھی وہ جنت کی نعمتوں سے عیش میں ہے یا آگ کے عذاب سے تکلیف میں ہے **فصل** مصنف نے کہا کہ اگر سوال کیا جاوے کہ تم نے اعتقادات کے باب میں تقلید کرنیوالوں پر بھی عیب لگایا اور بیجا خوض کرنیوالے متکلمین پر بھی عیب لگایا اب بتلاؤ وہ طریقہ کیا ہے جسپہ ابلیس کی تلبیس سے بچ جاوے۔ **جواب** یہ وہ طریقہ ہے جسپہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپکے اصحابی اور انکی تابعین باحسان تھے

من اثبات الخالق سبحانه واثبات صفاته على ما ورت به الايات والاخبار من غير تفسير ولا تجاوز عن القرآن الى قوة البشر اذ اكفر وان القرآن كلام الله غير مخلوق قال علي رحم الله وجهه والله ما حكمت مخلوقا انما حكمت القرآن وان المسمع لقوله تعالى حتى يسمع كلام الله وانه في المصاحف بقوله تعالى في رق منشور ولا يتعدى مضمون الايات ولا يتكلم في ذلك برأيه وقد كان احمد بن حنبل ينهى ان يقول الرجل لفظي بالقرآن مخلوق او غير مخلوق لئلا يخرج عن اتباع السلف الى حدث والعجب ممن يدعي اتباع هذا الامام ثم يتكلم في المسائل المحدثة وفي الحديث عن عمرو بن دينار قال ادركت تسعة من اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم يقولون من قال القرآن مخلوق فهو كافر قال انس بن مالك من قال القرآن مخلوق فليستتاب فان تاب والا ضربت عنقه وعن جعفر بن برقان ان عمر بن عبد العزيز قال لرجل وشاغل الا بهواء فقال عليك بدين الصبي الذي في الكتب الاعرابي والدعاس اهما وعن عمر بن عبد العزيز قال اذا رايت قوما يتناجون في دينهم بشيء دون العامة فاعلم انهم على تاسيس ضلالة وعن سفيان الثوري قال بلغني عن عمر انه كتب الى بعض عماله اوصيك بتقوى الله وابتاع سنة رسوله

الامر

محل بحث

ترجمہ یعنی یہ ایمان لاوے کہ حق سبحانہ تعالیٰ برحق ہے اور اسکی وہ سب صفات برحق ہین جو آیات و احادیث مین وارد ہوئین بدون اس کے ہم ان صفات کے معانی بگاڑین یا بیجا بحث کرکے ایسی تفسیر و علم کا دعوی کرین جو قوت بشری سے باہر ہے اور یہ کہ قرآن اللہ تعالے کا کلام غیر مخلوق ہے حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ واللہ مین نے کسی مخلوق کو اپنے اور معاویہ کے درمیان حکم نہین ٹھیرایا بلکہ مین نے تو قرآن کو حکم ٹھیرایا ہے (وہ مخلوق نہین ہے) اور یہ ایمان لاوے کہ قرآن باوجود اس کے ہمارے سننے مین آتا ہے بدلیل قولہ تعالیٰ حتی یسمع کلام اللہ الخ یعنی اگر کوئی مشرک پناہ مانگے تو اسکو پناہ دی یہانتک کہ کلام اللہ سنے پھر اسکو الخ اور یہ کہ کلام اللہ مصاحف مین ہے بدلیل قولہ تعالیٰ فی رق منشور اور مضمون آیات ادا نہین ہو سکتا (یعنی بیمثل ہے) اور اسکی تفسیر مین اپنی رائے سے کلام نہین ہو سکتا امام احمد بن حنبل اس امر سے منع کیا کرتے تھے کہ کوئی کہے کہ قرآن کے ساتھ میرا ملفوظ مخلوق ہے یا غیر مخلوق ہے تاکہ سلف صالحین کی پیروی سے خارج ہو کر بدعت مین نہ پڑ جاوے اور اب تو ایسے لوگون سے تعجب ہے جو اس امام کی پیروی کا دعوی کرتے اور ایسے مسائل بدعیہ مین گفتگو کرتے ہین عمرو بن دینار سے روایت ہے کہ مین نے نو اصحاب رسول صلعم کو پایا جو فرماتے تھے۔ کہ جو کوئی کہے کہ قرآن مخلوق ہے وہ کافر ہے امام مالک بن انس رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ جو کوئی قرآن کو مخلوق کہے اس سے توبہ کرائی جاوے اگر توبہ کرے تو بہتر ورنہ وہ قتل کیا جاوے جعفر بن برقان نے کہا کہ عمر بن عبد العزیز سے کسی زندیقون کو پوچھا تو فرمایا کہ تجھ پر واجب ہے کہ اسطرح عقیدہ پر جم جاوے جیسی مکتب مین لڑکے اور دیہات مین اعراب ہوتے ہین اور ان دونون کے سوا سب سے غافل ہو جا۔ عمر بن عبد العزیز سے روایت ہے کہ جب تو کسی قوم کو دیکھے کہ علانیہ عام لوگون کو چھوڑ کر خاص طور پر دین مین خفیہ مشورہ کرتے ہین تو جان لے کہ یہ قوم کسی ضلالت کی بنیاد قائم کرنیکی فکر مین ہین سفیان الثوری کہتا ہے کہ مجھ حضرت عمرؒ سے یہ روایت پہونچی کہ انہون نے اپنے بعض عاملون کو لکھا کہ مین تجھ وصیت کرتا ہون کہ اللہ تعالیٰ کا تقوی رکھ اور سنت رسول اللہ صلعم

سہ شاید عمر بن عبد العزیز ہون ۱۲

وترك ما احدث المحدثون بعده اما قد كفوا مؤونته واعلم ان من سن لسنن قد علم ما في خلافها من الخطأ والزلل والتعمق فان السابقين الماضين عن علم توقفوا ببصر نافذ كفوا وفي رواية اخرى عن عمر وانهم كانوا على كشف الامور اقوى وما احدثت الا من اتبع غير سبيلهم ورغب بنفسه عنهم لقد قصروا عنه وقاموا فجفوا وتعمقوا فغلوا وعن سفيان الثوري قال عليكم بما عليه العجائز والنساء في البيوت والصبيان في الكتاب من الاقرار والعمل قال المصنف فان قال قائل هذا مقام عجز لا مقام الرجال فقد سلف جواب هذا وقلنا ان الوقوف على المحل ضرورة لان بلوغ ما يشتهي العقل من التعليل لم يدرك من غاص من المتكلمين في البحار ولذلك امروا بالوقوف على الساحل كما ذكرنا عنهم ذكر تلبيس ابليس على الخوارج قال المصنف اول الخوارج واقبحهم حالة ذو الخويصرة وعن ابي سعيد الخدري قال بعث علي من اليمن الى رسول الله صلى الله عليه وسلم بذهيبة في اديم مقروظ لم تخلص من ترابها فقسمها رسول الله صلى الله عليه وسلم بين اربعة بين زيد الخيل والاقرع بن حابس وعيينة بن حصن وعلقمة بن علاثة او عامر بن الطفيل شك عمارة فوجد من ذلك بعض اصحابه والانصار وغيرهم فقال رسول الله الا

ترجمہ اور وہ بدعتیں چھوڑ دی ہیں جو بعد کو بیتیوں نے نکالی ہیں جبکہ سنت سے نکی کفایت کی گئی تھی اور تو جان رکھ کہ جس کسی کو علم سنن کی ممارست ہو وہ خوب جانتا ہے کہ طریقہ سنت سے مخالفت کرنے میں کیسی غلطی ولغزش اور بیکار کد ہے چنانچہ اگلے بزرگوں نے باوجود علم معرفت کے توقف کیا۔ اور باوجود پرکھنے والی نگاہ کے رک گئے دوسری روایت میں عمر بن عبد العزیز نے کہا کہ سلف سابقین ان امور کے ظاہر کرنے میں زیادہ قدرت رکھتے تھے اور جس نے کوئی بدعت نکالی یہ وہی شخص ہوگا جسنے انکی راہ چھوڑ کر دوسری راہ اختیار کی اور خود ان کی راہ سے بیرغبت ہو گیا۔ اور کچھ اقوام نے انکے طریقہ سے کوتاہی کی تو اپنے اوپر ظلم کیا اور کچھ لوگوں نے ان کی حد سے زیادہ بڑھ جانے میں غلو کیا (تو یہ گمراہ ہوئے) سفیان الثوری نے کہا کہ تم لوگوں پر لازم ہے کہ اس عقیدہ و یقین پر رہو جسپہ کاشتکار اور گھروں کی عورتیں اور مکتب کے لڑکے رہتے ہیں کہ ایمان کا اقرار کرتے اور عمل کیے جاتے ہیں مصنف کہتا ہے کہ اگر کوئی کہے کہ یہ تو کم عقل عاجز کا کام ہے اور مردوں کا مقام نہیں ہے تو (جواب) ہم پہلے ہی لکھ دیا اور کہدیا ہے کہ عمل پر ٹھیر جانا ضرور ہے اس لیے کہ جن متکلمین نے سمندروں میں غوطہ مارا وہ ہرگز ایسی تہ تک نہ پہونچ سکے جس سے پیاس بجھ جاوے اسی لیے ان سب کو نصیحت کی کہ کنارہ پر ٹھیرے رہو چنانچہ ہمنے انکے اقوال ذکر کر دیے ہیں تلبیس ابلیس کا بیان مصنف کہتا ہے کہ خوارج میں سب سے اول جو شخص ہے وہ ذو الخویصرہ تھا ابو سعید خدری سے روایت ہے کہ علی رضی اللہ عنہ یمن سے کمائے ہوئے چمڑے کے تھیلے میں کافی سونا بھیجا سونا خاک میں مخلوط تھا اس کو صاف نہیں کیا گیا تھا اسکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زید الخیل اور اقرع بن حابس اور عیینہ بن حصن اور علقمہ بن علاثہ یا عامر بن الطفیل عمارہ راوی کو شک ہے کہ علقمہ بن علاثہ کا نام لیا تھا کہ عامر بن الطفیل کا نام لیا تھا۔ اس وجہ سے بعض اصحاب انصار وغیرہ کو کچھ آزردگی ہوئی تو آن حضرت صلے اللہ علیہ وسلم

الا تأمنونی وانا امین من فی السماء یاتینی خبر السماء صباحا ومساء ثم اتاہ رجل غائر العینین مشرف الوجنتین ناشز الجبھۃ کث اللحیۃ مشمر الازار محلوق الرأس فقال اتق اللہ یا رسول اللہ فرفع راسہ الیہ وقال ویحک الیس احق الناس ان یتقی اللہ انا ثم ادبر فقال خالد یا رسول اللہ الا اضرب عنقہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعلہ یکون یصلی فقال خالد رب مصل یقول بلسانہ ما لیس فی قلبہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انی لم اؤمر ان انقب علی قلوب الناس ولا اشق بطونھم ثم نظر الیہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم وھو مقف فقال ھا انہ سیخرج من ضئضئ ھذا قوم یقرؤن القرآن لا یجاوز حناجرھم یمرقون من الدین کما یمرق السھم من الرمیۃ قال المصنف ھذا الرجل یقال لہ ذو الخویصرۃ التمیمی وفی لفظ انہ قال لہ اعدل فقال لہ ویلک ومن یعدل اذا لم اعدل فھذا اول خارجی خرج فی الاسلام واعلم انہ رضی برأی نفسہ ولو وقف لعلم انہ لا رأی فوق رأی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واعلم ھذا الرجل الذین قاتلھم علی بن ابی طالب وذلک انہ لما طالت الحرب بین علی ومعاویۃ ورفعوا المصاحف ودعوا اصحاب علی الی ما فیھا وقالوا ابعثوا منکم رجلا

ترجمہ نے فرمایا کیا تم لوگ مجھ امین نہیں سمجھتے حالانکہ میں آسمان والے کا امین ہوں مجھ پر صبح و شام آسمان سے خبر ہوتی ہے پھر آپ کے پاس ایک شخص آیا جس کی آنکھیں گھسی ہوئی اور پیشانی ابھری ہوئی اور گالوں کا گوشت اوٹھا ہوا تھا اور داڑھی کا بال بہت لمبے تھے اور ساق پر اونچی ازار (لنگی) باندھی اور سر گھٹائے تھا اس نے اگر کہا کہ اے رسول اللہ تم خدا سے ڈرو۔ انصاف کرو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کیطرف سر اٹھا کر فرمایا کہ ارے کیا خدا تعالیٰ سے تقویٰ کرنے میں سب سے زیادہ میں لائق نہیں ہوں پھر وہ شخص پیٹھ پھیر کر چلا تو خالد بن الولید رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا رسول اللہ کیا میں اسکی گردن نہ مار دوں تو آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ شاید وہ نماز پڑھتا ہو تو خالد رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یا حضرت بعضے نمازی ایسے ہوتے ہیں کہ وہ منہ سے وہ کہتے ہیں جو انکے دل میں نہیں ہوتا تو آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ پھر بھی تو یہ حکم نہیں دیا گیا کہ لوگوں کی دل پھیر کے دیکھوں اور نہ انکی پیٹ پھاڑوں پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کیطرف نگاہ کی اور وہ پیٹھ پھیرے جا رہا تھا تو پھر فرمایا کہ آگاہ رہو کہ اس کے جتھے سے ایک قوم ایسی کی جو قرآن پڑھیگے وہ ان کے حلق سے نیچے نہیں اتریگا۔ اور دین سے ایسے نکل جاوینگے جیسے نشانہ سے تیر نکل جاتا ہے مصنف نے کہا کہ یہ شخص جس نے اس طرح بے ادبی سے کلام کیا تھا۔ اس کا نام ذوالخویصرہ تمیمی تھا۔ اور ایک روایت میں ہے۔ کہ اس نے آکر کہا کہ عدل کرو تو آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ ارے تیرا برا ہو اگر میں بھی عدل نہ کروں تو کون شخص عدل کریگا۔ مصنف نے کہا کہ دین اسلام میں یہ سب سے پہلا خارجی تھا۔ اور اس سخت بات پر جرأت یہ کی کہ وہ اپنے نفس کی رائے پر نازاں ہوا اور اگر یہ تامل کرتا تو جان لیتا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رائے کے اوپر کسی کی رائے نہیں ہو سکتی ہے۔ اسی خارجی شخص کے متبعین وہ لوگ تھے جنہوں نے حضرت امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ سے قتال کیا تھا اور اس کا قصہ یہ ہے کہ جب امیر المؤمنین علی اور معاویہ کے درمیان لڑائی بہت مدت تک قائم رہی تو معاویہ کے اصحاب نے مصاحف بلند کئے اور اصحاب علی رضہ کو دعوت دی کہ جو کچھ مصاحف میں ہے اسپر ہم اور تم اتفاق ہو جاویں اور کہا کہ یک شخص تم اپنے لوگوں میں سے بھیجو

وبعث منا رجلا ثم یاخذ علیهما ان یعملا بما فی کتاب الله فقال الناس قد رضینا فبعثوا عمر بن الخطاب
فقال اصحاب علی ابعث ابا موسی فقال علی لا اری ان اولی ابا موسی هذا ابن عباس قالوا لا نرید
رجلا منك فبعث ابا موسی واخر القضاء الی رمضان فقال عروة بن ادیة یحکمون فی امر الله الرجال لا
حکم الا لله ورجع علی من صفین فدخل الکوفة ولم یدخل معه الخوارج فاتوا حروراء فنزل بها منهم
اثنا عشر الفا وقالوا لا حکم الا لله وکان ذلك اول ظهورهم ونادی منادیهم ان امیر القتال شبیث بن ربعی
التمیمی وامیر الصلوة عبد الله بن الکوا الیشکری وکانت الخوارج یتعبد الا ان اعتقادهم انهم
اعلم من علی بن ابی طالب وهذا مرض صعب وعن ابن عباس قال لما اعتزلت الخوارج دخلوا دارا
وهم ستة الاف واجمعوا علی ان یخرجوا علی ابن ابی طالب وکان لا یزال ان یجیئ انسان فیقول
یا امیر المؤمنین ان القوم خارجون علیك فیقول دعوهم فانی لا اقاتلهم حتی یقاتلونی وسوف
یفعلون فلما کان ذات یوم اتیته قبل صلوة الظهر فقلت له یا امیر المؤمنین ابرد بالصلوة

عمرو بن العاص

عبد الله بن الکوا الیشکری

ادیة

ترجمہ اور ایک شخص ہم اپنی طرف سے معین اور ان سے عہد لیں کہ وہ اللہ تعالی کی کتاب پر عمل کریں سب لوگوں نے کہا کہ ہم اس پر راضی ہیں پھر اہل شام نے عمرو بن العاص کو بھیجا اور اہل عراق نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آپ ابو موسی اشعری کو بھیجئے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میری رائے نہیں ہے کہ ابو موسی کو بھیجو موجودہ حال یہ ابن عباس موجود ہے اسکو کیوں نہ بھیجو۔ لوگوں نے کہا کہ ہم نہیں چاہتے کیونکہ یہ تو آپ کی ذات کے مانند آپکا قرابتی ہے آخر آپنے ابو موسی اشعری کو بھیجا۔ اور حکم فیصلہ میں رمضان تک تاخیر ہوئی پس عروہ بن آدیہ نے کہا کہ تم لوگ اللہ تعالی کے حکم میں لوگوں کو حاکم بناتے ہو اور اللہ تعالی فرماتا ہے ان الحکم الا للہ حکم نہیں ہے سوا اللہ تعالی کے ھ (اور یہ شخص مع اپنے تابعین کے جماعت سے خارج ہوگیا) اور جب حضرت علی رضی اللہ عنہ مقام صفین سے واپس ہوکر کوفہ میں داخل ہوئے تو خوارج آپ کے ساتھ کوفہ میں داخل ہونے بلکہ موضع حروراء میں اپنا جتھا بنا لی کہ وہاں بارہ ہزار خوارج جمع ہوگئے اور کہنے لگے کہ لا حکم الا للہ اور یہی خوارج کے ظاہر ہونے کی ابتدا ہے اور خوارج کی لشکر میں ان کے منادی نے آواز دی کہ قتال کرنے میں شبث بن ربعی تمیمی سردار ہے اور نماز پڑھانے میں عبد اللہ بن الکوا یشکری سردار ہے اور واضح ہو کہ خارجی لوگ بہت عبادت کیا کرتے تھے مگر انکا حماقت کا یہ اعتقاد تھا۔ کہ وہ لوگ علی بن ابیطالب رضی اللہ عنہ سے بڑھکر عالم ہیں اور یہی انکا سخت مہلک مرض تھا ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں روایت کیا کہ جب خوارج الگ ہوئے تو ایک محاطہ میں جمع ہوئے اور وہ بارہ ہزار تھے اور سب نے اتفاق کیا کہ حضرت امیر المومنین علی بن ابی طالب پر خروج کریں اور لوگ ایک ایک دو دو برابر آتے اور خبر دیتے کہ اے امیر المومنین یہ قوم آپ پر خروج کرنے والے ہیں تو حضرت امیر المومنین فرماتے کہ انکو چھوڑو میں انسے قتال نہیں کرتا جب تک وہ مجھ سے قتال نہ کریں یہ وقت قریب ہے کہ جب وہ لوگ خود ایسا کرینگے پھر ایک روز نماز ظہر سے پہلے میں نے آپ کی خدمت میں حاضر ہوکر کہا اے امیر المومنین ذرا ظہر کی نماز میں ٹھنڈے وقت تک تاخیر کیجئے گا

تعالی ادخل علی هؤلاء القوم فاکلمهم فقال انی اخاف علیک فقلت کلا وکنت رجلا حسن الخلق لا اوذی احدا فاذن لی فلبست حلة من احسن ما یکون من الثمنیة وترحلت فدخلت علیهم نصف النهار فدخلت علی قوم لم ار قط اشد منهم اجتهادا احیا هم قرحة من السجود وایدیهم کانها ثفن الابل وعلیهم قمص مرحضة مشمرین مسیمة وجوههم من السهر فسلمت علیهم فقالوا مرحبا بن عباس ما جاء بک قلت اتیتکم من عند المهاجرین والانصار ومن عند صهر رسول الله صلی الله علیه وسلم وعلیهم نزل القران وهم اعلم بتاویله منکم فقالت طائفة منهم لا تخاصموا قریشا فان الله عز وجل قال بل هم قوم خصمون فقال اثنان او ثلاثة لنکلمنه فقلت هاتوا ما نقمتم علی صهر رسول الله صلی الله علیه وسلم والمهاجرین والانصار وعلیهم نزل القران ولیس فیکم منهم احد وهم اعلم بتاویله فقالوا ثلاثا قلت هاتوا قالوا اما احداهن فانه حکم الرجال فی امر الله وقد قال الله تعالی ان الحکم الا لله فما شان الرجال والحکم بعد قول الله فقلت هذه واحدة وما ذا قالوا واما الثانیة فانه قاتل

تمیں عباس

ترجمہ یہ ارادہ ہے کہ شاید میں اس قوم خوارج کے پاس جاکر اُن سے گفتگو کروں آپ نے فرمایا کہ مجھے ان کی طرف سے تیری ذات پر خوف ہے میں نے عرض کیا کہ نہیں آپ مجھ پر کچھ خوف نہ کیجئے اور میں ایک شخص نیک خلق ملنسار تھا کسیکو ایذا نہیں دیتا تھا آپ نے مجھے اجازت دی تو میں نے بہترین قیمت حلہ پہنا اور روانہ ہوکر اس قوم خوارج کے یہاں پہونچا وہ دوپہر کا وقت تھا میں نے وہاں ایسی قوم کو دیکھا جن سے بڑھکر عبادت میں کوشش کرنیوالی قوم میں نے نہ دیکھی تھی ان کی پیشانیوں میں سجدے کی کثرت سے زخم پڑے تھے اور انکے ہاتھ گویا اونٹ کے دست تھے اور ان کے بدن حقیر قمیصیں تھیں اور ان کی ازار میں مخنوں سے بہت اونچی تھیں اور راتوں کو عبادت میں جاگنے سے انکے چہرے خشک ہو رہے تھے میں نے انکو سلام کیا تو انہوں نے کہا کہ مرحبا ای ابن عباس آپ اسوقت کس غرض سے تشریف لائے میں میں نے کہا کہ میں تمہارے پاس مہاجرین وانصار کے پاس سے آیا ہوں اور رسول اللہ صلعم کے داماد کے پاس سے آیا ہوں انھیں لوگوں پر قرآن نازل ہوا ہے اور یہ لوگ قرآن کے معنی تم سے زیادہ سمجھتے ہیں میری گفتگو سنکر ان میں سے ایک قوم نے کہا کہ یہ شخص قریش میں سے ہے اور تم قریش سے مناظرہ مت کرو کیونکہ اللہ تعالی نے قریش کی جن میں فرمایا کہ بل هم قوم خصمون یعنی یہ لوگ جھگڑالو قوم ہیں پھر انمیں سے دو تین آدمیوں نے کہا کہ نہیں بلکہ ہم اُنسے مباحثہ کرینگے تب میں نے کہا کہ تم لوگ وہ باتیں پیش کرو جو تم نے عیب لگانے میں رسول اللہ کے داماد پر اور مہاجرین وانصار پر حالانکہ انہیں لوگوں پر قرآن نازل ہوا ہے اور انمیں سے کوئی بھی تم میں شامل نہیں ہے اور وہ لوگ قرآن کی تاویل تم سے زیادہ جانتے ہیں خوارج نے کہا کہ وہ تین باتیں ہیں میں نے کہا کہ اچھا انکو بیان کرو کہنے لگے کہ ایک بات یہ ہے کہ علی نے خدا کے معاملہ میں لوگوں کو ثالثی فیصلہ کرنے والا بنایا اور اللہ تعالے فرماتا ہے ان الحکم الا للہ یعنی حکم سیکا نہیں سوائے اللہ تعالی کے تو اس قول الٰہی کے بعد آدمی کو حکم سے کیا تعلق رہا۔ میں نے کہا کہ یہ تو ایک اعتراض ہوا باقی کیا ہے۔ کہنے لگا کہ دوسرا اعتراض یہ کہ علی رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے قتال کیا مگر نہ انکو

ولم يسبكم ولم يغنم فلئن كانوا مؤمنين فما حل لنا دمائهم وسباهم والثالثة قالوا انه محى نفسه امير المؤمنين ولئن لم يكن امير المؤمنين فانه لامير الكافرين قلت هل عندكم غير هذا قالوا كفانا هذا قلت لهم اما قولكم حكم الرجال في امر الله انا اقرأ عليكم في كتاب الله ما ينقض قولكم اترجعون قالوا انتم قلتم فان الله قد صير من حكمه الرجال في ربع درهم ثمن ارنب وفي هذه الآية لا تقتلوا الصيد وانتم حرم الى آخر الآية وفي المرأة وزوجها وان خفتم شقاق بينهما فابعثوا حكما من اهله وحكما من اهلها الى آخر الآية فنشدكم بالله هل تعلمون حكم الرجال في اصلاح ذات بينهم في حقن دمائهم افضل ام حكمهم في ارنب وبضع امرأة فانهما يزن افضل قالوا بل هذا فقلت خرجت من هذه قالوا نعم قال واما قولكم قاتل ولم يسب ولم يغنم فتسبون امكم عائشة فوالله لئن قلتم ليست بامنا لقد خرجتم من الاسلام ووالله لئن قلتم لنستبيحنها او نستحل منها ما نستحل من غيرها لقد خرجتم من الاسلام فانتم بين ضلالتين ان الله تعالى قال النبي اولى بالمؤمنين من انفسهم وازواجه امهاتهم فان قلتم ليست بامنا لقد خرجتم من الاسلام قلت خرجت من هذه قالوا نعم

ترجمہ لونڈی غلام بنایا اور نہ انکا مال لیکر غنیمت جہاد کی ٹھیرایا۔ تو ہم پوچھتے ہیں۔ کہ جن سے قتال کیا اگر وہ مؤمنین تھے تو البتہ ہمکو انسے قتال حلال نہیں اور نہ انکو لونڈی غلام بنانا حلال ہے اور تیسرا اعتراض یہ ہے کہ علی رضنے ثالثی فیصلہ کا عہدنامہ لکھواتے وقت امیر المؤمنین کا لقب اپنے نام سے مٹا دیا پس وہ اگر امیر المؤمنین نہیں ہیں تو امیر الکافرین ہوئے یعنی کافروں کے سردار ہیں ہم نے پوچھا کہ کیا کچھ اسکے سوا بھی باقی ہے خوارج نے کہا کہ بس یہی اعتراضات ہمکو کافی ہیں میں نے کہا کہ پہلا قول تمہارا یہ کہ امر الٰہی میں علی رضنے لوگو نکو حکم بنایا ہے بھلا امیر المؤمنین تم پر کتاب الٰہی سے ایسی آیات تلاوت کروں جن سے تمہارا قول ٹوٹ جائے تو کیا تم اپنے قول سے توبہ کر لوگے کہنے لگے کہ ہاں میں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے ایک خرگوش کے معاملہ میں جسکی قیمت چوتھائی درہم ہوتی ہے دو مردوں کے حکم پر اسکا فیصلہ راجع کر دیا اور میں نے یہ آیت پڑھی لا تقتلوا الصيد وانتم حرم الآیۃ یعنی احرام میں شکار کی قتل سے ممانعت فرمائی اور اگر کسی نے جرم کیا مثلاً ایک خرگوش مارا تو فرمایا کہ تم میں دو عادل مرد اس موقوعہ پر جہان بانور مارا ہے اسکی قیمت کا فیصلہ کریں اور اللہ نے عورت اور اسکی شوہر کے نفاق کے متعلق میں فرمایا وان خفتم شقاق بينهما الآیۃ یعنی مرد کی برادری سے ایک مرد اور عورت کی برادری سے ایک مرد بھیجو وہ دونوں اُنکے معاملہ میں حکم کریں اب میں تم لوگو نکو اللہ تعالیٰ کی قسم دلاتا ہوں۔ کہ بھلا مردونکا حکم لگانا اپنی درستی اصلاح حال میں اور خونریزی روکنے میں افضل ہے یا کہ ایک خرگوش میں اور ایک عورت کی یا رہ گوشت میں افضل ہے میں نے کہا کہ پھا میں تمہارے اس اعتراض کے جواب سے باہر ہوا کہنے لگے کہ ہاں میں نے کہا کہ تمہارا یہ قول کہ علی نے قتال کیا اور قیدی و غنیمت حاصل نہ کی تو میں تمسے پوچھتا ہوں کہ کیا تم اپنی ماں ام المؤمنین عائشہ کو اپنی مملوکہ لونڈی بناؤگے والله اگر تم کہو کہ وہ ہماری ماں نہیں ہے تو تم اسلام سے خارج ہو گئے۔ اور والله اگر تم یہ کہو کہ ہم اُس کو مملوکہ بناوینگے یا اُس سے بھی وہ بات حلال کرینگے جو دیگر عورتوں سے حلال ہوا کرتی ہے۔ تو والله تم اسلام سے خارج ہو گئے تم تو دو گمراہیوں کے بیچ میں گھرے ہو اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے النبي اولى بالمؤمنين من انفسهم وازواجه امهاتهم یعنی مومنوں کے حق میں پیغمبر اُن کی جان سے زیادہ پیارا اور حقدار ہے اور اُسکی ازواج مطہرات اُنکی مائیں ہیں۔ پھر اب اگر تم کہو کہ ہماری ماں نہیں ہے۔ تو تم اسلام سے خارج ہو جواب بتلاؤ کہ میں تمہارے اس اعتراض کے جواب سے باہر ہوا کہ نہیں ہوا

قلت وما قولكم محى نفسه ميرالمؤمنين فانا ابيكم من ترضون ان النبي صلى الله عليه وسلم يوم الحديبية
كاتب المشركين ابا سفيان صخر بن حرب وسهيل بن عمرو فقال يا علي اكتب هذا ما اصطلح عليه محمد رسول الله فقال
المشركون والله ما نعلم انك رسول الله لو نعلم انك رسول الله ما قاتلناك فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم
اللهم انك تعلم اني رسولك امح يا علي اكتب هذا ما كاتب عليه محمد بن عبد الله فوالله لرسول الله خير من علي وقد محى نفسه
قال فرجع منهم الفان وخرج سائرهم فقتلوا وعن جندب الازدي قال لما عدلنا الى الخوارج ونحن مع علي بن ابي
طالب مما انتهينا الى عسكرهم فاذا لهم دوي كدوي النحل من قراءة القرآن قال المصنف وروى
اخبرني ان عليا عليه السلام لما حكم اتاه من الخوارج زرعة بن البرج الطائي وحرقوص بن زهير السعدي
فدخلا عليه فقالا له لا حكم الا لله فقال علي لا حكم الا لله فقال له حرقوص تب من خطيئتك وارجع عن
قضيتك واخرج بنا الى عدو نا فنقاتلهم حتى نلقى ربنا واني لم تزع حكمه الرجال في كتاب الله لا قاتلنك الطلب
بذلك وجه الله واجتمعت الخوارج في منزل عبد الله بن وهب الراسبي فحمد الله واثنى عليه
ثم قال ما ينبغي لقوم يؤمنون بالرحمن وينسبون الى حكم القرآن ان يكون عند هذه الدنيا

ترجمہ مین نے کہا کہ رہا تمہارا یہ قول کہ علی رضؓ نے امیرالمومنین کا لفظ اپنے نام سے مٹا دیا تو مین تمہارے پاس ایسے عادل گواہ لاتا
ہون جنکو تم مانتے ہو کہ جب حدیبیہ مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مشرکون کیساتھ صلح کیلئی تو مشرکون کے سردار ابوسفیان صخر بن حرب و سہیل
بن عمرو وغیرہ کیساتھ عہدنامہ لکھوایا اور علیؓ سے فرمایا کہ لکھو ھذا ما صالح علیہ محمد رسول اللہ یعنی یہ وہ صلحنامہ ہی جو محمد رسول اللہ نے اور الخ
تو مشرکون نے کہا کہ واللہ یہ ہم نہین جانتے کہ تم رسول اللہ ہو اور اگر ہم ہی جانتے کہ تم رسول اللہ ہو تو ہم تم سے قتال نہ کرتے تو آنحضرت صلعم نے
فرمایا کہ اچھی تو جاتا ہی کہ مین رسول اللہ ہون۔ پھر فرمایا کہ اے علی اسکو مٹا دے اور یون لکھ کہ یہ وہ صلحنامہ ہی جو محمد بن عبداللہ نے اور اہل مکہ نے لکھا الخ
اب تم دیکھو کہ واللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی رضؓ سے بہتر ہین اور رسول اللہ کا لفظ اپنے نام مبارک سے محو کرا دیا حالانکہ اس سے وہ رسول اللہ
ہونے سے خارج نہین ہوگئے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے تھے پھر خوارج مین سے دو ہزار آدمی توبہ کرکے واپس آئے
اور باقی اپنی گمراہی پر مقتول ہوے جندب الازدی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جب ہم لوگ حضرت علی کے ساتھ خوارج پر چڑھائی کرکے
گئے۔ اور ان کے لشکرگاہ کے قریب پہونچے تو ان کی تلاوت قرآن کی آوازین اس کثرت سے آتی تھین جیسے شہد کی مکھیون کی بھنبھناہٹ
ہوتی ہو مصنف کہتا ہی کہ دیگر روایت مین ہی کہ جب علی رضؓ ثالثی فیصلہ پھیرا تو خوارج مین سے زرعہ بن البرج الطائی اور حرقوص بن زہیر السعدی دونون حضرت
علیؓ کے پاس آئے اور کہا کہ لا حکم الا للہ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ ہان لا حکم الا للہ تو حرقوص نے کہا کہ آپ اپنے گناہ سے توبہ کیجئے اور اس توقف سے رجوع کیجئے اور ہمکو لیکر
دشمنون پر چلیے ہم اُن سے یہانتک قتال کرینگے کہ اپنے رب تم سے مل جاوین اور اگر آپ یہ لوگون کا فیصلہ چھوڑ دینگے کہ کتاب الٰہی
مین حکم لگاوین۔ تو ہم خالص رضاے الٰہی کے واسطے آپ سے قتال کرینگے پھر خوارج جاکر عبداللہ بن وہب الراسبی کے
گھر مین جمع ہوے اس نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کی پھر کہا کہ جو قوم حضرت باریتعالیٰ پر ایمان رکھتی ہو اور حکم قرآن کا عامل ہو اسکو نہین چاہیئے کہ اس دنیا

التی اتیناہا عنا ازعند من الامر بالمعروف والنہی عن المنکر والقول بالحق فاخرجوا الینا فکتب الیہم علی علیہ السلام اما بعد
فان اخذ الرجلین الذین ارتضینا حکمین فقد خالفا کتاب اللہ وابتدعا اہواءہما ونحن علی الامر الاول فکتبوا الیہ
انا لم نرض لک وانما غضبت لنفسک فان شہدت علی نفسک بالکفر واستقبلت التوبۃ نظرنا فیما
بیننا وبینک والا فقد نابذناک علی سواء ان اللہ لا یحب الخائنین فلما قرأ الخوارج فی طریقہم عبداللہ بن خباب فقالوا ہل سمعت من
ابیک حدیثا یحدثہ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تحدثہ عنہ قال نعم سمعت ابی یحدث عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
انہ ذکر فتنۃ القاعد فیہا خیر من القائم والقائم فیہا خیر من الماشی والماشی فیہا خیر من الساعی فان ادرکت ذلک فکن
عبداللہ المقتول قالوا انت سمعت ہذا من ابیک یحدثہ عن رسول اللہ قال نعم فقدموہ الی شفیر
النہر فضربوا عنقہ فسال دمہ کانہ شراک نعل ثم بقروا بطن امراتہ عما فی بطنہا وکانت حبلی وتناول احدہم تمرۃ من
نخل فاخذہا بفیہ فقال احدہم فقذ فیہا فی فیہ فقال احدہم بغیر حلہا ویغیر ثمنہا فلفظہا من فیہ واخترط
احدہم سیفہ فاخذ بہا خنزیرا لاہل الذمۃ فضربہ بہ فقالوا لہ اتری ہذا فسادا فی الارض فلقی صاحب الخنزیر
فارتضاہ ثم بعث الیہم علی علیہ السلام اخرجوا الینا قاتل عبداللہ بن خباب

ترجمہ کے واسطے امر معروف اور نہی منکر اور حق بات کہنا چھوڑے اب ہم تم سب چلو پھر کھڑے ہوں پھر حضرت علی رضہ نے انکو لکھا کہ اما بعد یہ دونو
آدمی جو ہماری رضامندی سے حکم بنائے گئے تھے انہوں نے کتاب الٰہی کے خلاف کیا اور اپنی خواہش نفس کی پیروی کی اور اب ہم اپنی اول حالت پر ہیں
خوارج نے جواب لکھا کہ آپکو اپنے رب عزوجل کیواسطے کچھ غیظ نہیں آیا بلکہ یہ اپنے نفس کیواسطے آپ کا غصہ ہے اب اگر آپ اپنے نفس پر گواہی دیں
کہ ہم کافر ہوگئے تھے اور نئے سرے سے توبہ کرو تو البتہ ہم اپنے اور آپ کے معاملہ میں غور کریں ورنہ ہم اعلان سے تمکو اطلاع دیتے ہیں کہ تمہارے
تمہارے درمیان لڑائی قتال ہے خوارج جب راستہ میں جاتے تھے تو عبداللہ بن خباب رضہ سے ملاقات ہوئی انہوں نے عبداللہ کو گرفتار کیا اور کہا کہ
تو نے ہمارے پاس کوئی حدیث سنی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتا ہو وہ ہم سے بیان کر عبداللہ نے کہا کہ ہاں میں نے اپنے باپ سے سنا کہ
وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے تھے کہ رسول اللہ صلعم نے ایسے فتنہ عظیم کا ذکر کیا جسمیں بیٹھ جانیوالا کھڑے سے بہتر ہوگا اور کھڑا نسبت چلنے
والے کے بہتر ہوگا اور چلنے والا نسبت دوڑنیوالے کے بہتر ہوگا اگر تجھکو یہ فتنہ پہونچے تو تجھکو چاہیئے کہ مقتول بندہ ہو جائیو خوارج نے کہا کہ کیا
تو نے حدیث اپنے باپ سے سنی جو رسول اللہ سے روایت کرتا تھا عبداللہ نے کہا کہ ہاں تو خوارج نے اسکو نہر کے کنارے کھڑا کرکے گردن مار دی چنانچہ
اسکا خون نہر میں اسطرح روان ہوا جیسے جوتی کا تسمہ ہوتا ہے اور اسکی جورو حاملہ تھی اسکا پیٹ پھاڑ دیا اور ایکشخص ذمی کے باغ میں گیا اور کھجور
درخت سے پھل گرا اسکو ایک نے اپنے منہ میں ڈال لیا تو دوسرے نے کہا کہ حلیت یا بغیر دام کے اسکو کہتا ہے اسنے فوراً منہ سے نکال پھینکا (یعنی ان
جاہلوں کو یہ بھی تمیز نہ تھی کہ ایک پھل کا یہ لحاظ اور عبداللہ بن خباب کی خونریزی کا وہ حال تھا پھر امیر میں سے ایک نے اپنی تلوار نکالکر مالی اور ذمی نصرانیوں کی
سور دوان جاتے تھے۔ اسنے ایک سور پر تلوار آزمائی تو دوسروں نے کہا کہ یہ ملک میں فساد کرتا ہے امیر میں سے ایک شخص نے ذمی مالک کو تلاش کرکے
اسکو جسطرح ہو سکا راضی کیا (خوارج کا حال) جب امیر المومنین علی رضہ کے پاس آدمی بھیجا کہ جس شخص نے عبداللہ بن خباب کو قتل کیا ہے اسکو قصاص

فقالوا کلنا قتلناه فناداهم ثلثا کل ذلک یقولون هذا القول فقال علیؑ لاصحابه دونکم
القوم فما التوا ان قتلوهم وکانوا وقتا لقتال یقتل بعضهم بعضا حتی تجیئوا للقاء الرب الروح الروح الی الجنة
وخرج علی علیه السلام بعدهم جماعة منهم فبعث الیهم من قاتلهم ثم اجتمع عبد الرحمن بن ملجم باصحابه وما
ذکروا اهل النهروان فترحموا علیهم وقالوا والله ما قتلنا بالبقاء فی الدنیا شیئا بعد اخواننا الذین کانوا لا ینی
فی الله لومة لائم فلوا ما شریها انفسنا لله والتمسنا لخرة هذا الائمة الضلال فثارنا بهم اخواننا وارخاننا فهم العباد
وعن عمرو بن سعد عن شیاخه له قالوا اقتدب ثلثة نفر من الخوارج عبد الرحمن بن ملجم والبرک بن عبد الله وعمرو بن
بکیر التمیمی فاجتمعوا بمکة وتعاهدوا وتعاقدوا والتقتلن هؤلاء الثلثة علی معویة وعمرو بن العاص
ویریحوا العباد منهم فقال ابن ملجم انا اکفیکم علیا فقال البرک انا اکفیکم معویة وقال عمرو انا اکفیکم عمرا فتواثقوا لا ینکص رجل
منهم عن صاحبه فقدم ابن ملجم الکوفة فلما کانت اللیلة التی خرج علی قتله فیها خرج علیه السلام لصلوة الصبح فضربه
فجبهه اقرنه ووصل الی دماغه فقال علی لا یفوتکم الرجل فاخذ فقالت کم کلتم یا عدو الله

ترجمہ خوارج نے جواب دیا کہ ہم سب نے اُسکو قتل کیا ہے پھر حضرت امیر المؤمنین نے اُنکو تین مرتبہ اسیطرح آواز دی اور ہر بار خوارج نے یہی جواب دیا
تب حضرت امیر المؤمنین نے اپنے لشکر سے فرمایا کہ اب تم اس قوم کو لو پس ذرا سی دیر میں سب خوارج مارے گئے (یہ واقعہ نہروان ہے) اور خوارج نے لڑائی شروع
ہونے کے وقت ایک دوسرے کو وعظ کرتے تھے کہ اپنے رب سے ملنے کے لیے آراستہ ہو اور چلو جنت کو چلو پھر ان خوارج کے مقتول ہونیکے بعد ایک
جماعت دیگر خارج ہوئی تو اپنے ایک سردار کو اسکے قتال کے واسطے روانہ کیا پھر عبد الرحمان بلجم اور اُسکے ساتھی جمع ہوئے اور
اپنے بھائیوں جو نہروان میں ماری گئے تھے رحمت بھیجی اور کہنے لگے کہ ہمکو اب دنیا میں زندگی کا کیا لطف ہے جبکہ ہمارے وہ بھائی ماری گئی جو حق
کے معاملہ میں کسی ملامتی کی ملامت سے نہیں ڈرتے تھے اب ہمکو چاہیئے کہ خدا سے اپنی جانیں جنت کے بدلے خرید لیں اور موقع تلاش کریں جب
ان گمراہ ظالموں (حضرت علی و معاویہ وغیرہ) کو غافل پاویں تو اپنے بھائیوں کے عوض اُنکو قتل کرکے بندگان خدا کو راحت پہونچاویں محمد بن
سعد نے اپنے مشائخ سے روایت کی کہ خوارج کے تین سردار دومۃ الجندل میں رہنا اختیار کیا تھا اُنکا نام عبد الرحمن بن ملجم اور برک بن عبد اللہ اور
عمرو بن بکر التمیمی تھا یہ لوگ کہ تین ایام حج میں جمع ہوئے اور باہم عہد و میثاق باندھا کہ جسطرح ہو سکے تین آدمیوں یعنی حضرت علی اور معاویہ اور عمرو بن العاص
کو قتل کریں اور مخلوق کو اُن سے راحت پہونچاویں گے اُن میں سے عمرو نے کہا کہ میں عمرو بن العاص کے قتل کا ضامن ہوں اور برک نے کہا کہ میں
معاویہ کے قتل کا ضامن ہوں اور ابن ملجم مردود نے کہا کہ میں علیؑ کے قتل کا ضامن ہوں پس سب نے عہد کیا کہ جس نے جس کے قتل کا ذمہ لیا ہے
اُس میں عہد شکنی نہ کریگا۔ پھر ابن ملجم کوچہ میں آیا۔ اور جب وہ رات آئی جس میں ابن ملجم نے حضرت علی رضہ کے شہید کرنے کا عزم مصمم کر لیا
تھا۔ تو حضرت امیر المؤمنین یعنی اسد عنہ صبح کی نماز کے واسطے مسجد کی طرف نکلے اور ابن ملجم مردود نے آپ کو تلوار ماری جو آپکے
قرن مبارک سے پیشانی مبارک تک پڑی۔ اور بتقدیر ربانی دماغ مبارک تک پہونچ گئی آپ نے آواز دی
کہ یہ شخص بچنے نہ پائے۔ پس وہ پکڑا گیا پس ام کلثوم (آپ کی صاحبزادی) نے فرمایا کہ اے دشمن خدا تو نے

اقتلت امیر المؤمنین قال ما قتلت الا اباك قالت والله انی لارجوا ان لا یکون علی امیر المؤمنین باس قال فلم تبکین اذن قالت والله لقد سمته شهرا یعنی سیفه فان اخلفنی فوالله واسحقه فلما مات علی خرج ابن ملجم لیقتل فقطع علیه بن جعفر الطریق فلم یجزع ولم یکلم فکحل عینیه بمسمار محمی فلم یجزع وجعل یقرأ اقرأ یا سمر بك الذی خلق خلق الانسان من علق حتی ختمها وان عینیه لیسیلان فعوجع علی قطع لسانه فجزع فقیل له لم تجزع قال اکره ان اکون فی الدنیا ساعة واحدة لا اذکر الله وکان رجلا شریفا فی جهینة اثر السجود قال المصنف قلت وما اراد الحسن ان یصالحه معویة خرج علیه من الخوارج الجراح بن سنان وقال اشرکت کما اشرك ابوك ثم طعنه فی اصل فخذه وما زالت الخوارج تخرج علی الامراء ولهم مذاهب مختلفة وکان اصحاب نافع بن الازرق یقولون مشرکون ما دمنا فی دار الشرك فاذا خرجنا فنحن مسلمون قالوا وخالفونا فی المذاهب فمشرکون ومشرکوا الکبائر مشرکون والقاعدون عن موافقتنا قال لقتال کفرة والباقی هؤلاء قتلوا النساء والصبیان من المسلمین وحکموا علیهم بالشرك وکان نجدة بن عامر الشقفی من القوم فخالف نافع بن الازرق وقال بتحریم دماء المسلمین واموالهم وزعم ان اصحاب الذنوب من موافقیه معذبون فی غیر نار جهنم وان نار جهنم لا یدخلها الا مخالفوه فی مذهبهم

ترجمہ امیر المؤمنین کو قتل کیا اس مرد و نے کہا کہ میں نے تو فقط تیرے باپ کو مارا ہے۔ ام کلثوم نے فرمایا کہ مجھ امید ہے کہ امیر المؤمنین پر اس زخم سے کچھ خوف کا مقام نہ ہوگا۔ ابن ملجم بولا کہ پھر تو کیوں روتی ہے۔ پھر بولا کہ واللہ میں نے اس تلوار کو ایک مہینہ سے زہر میں بجھا دیا ہے میں اگر اب بھی اُسنے کام نہ کیا تو خدا اسکا برا کرے پھر جب علی رضی اللہ عنہ نے انتقال کیا تو ابن ملجم قید خانے سے نکالا گیا تاکہ قتل کیا جاوے پس عبد اللہ بن جعفر نے اس کے ہاتھ اور پاؤں کاٹ دیے تو اُسنے کچھ جزع نہ کیا۔ اور نہ بولا۔ پھر گرم سیخ سے اسکی آنکھوں میں سلائی پھیری تو بھی جزع نہ کیا اور اقرأ باسم ربك الذی خلق پڑھتا رہا۔ یہانتک کہ ختم کردی اور اس حالت میں اسکی آنکھوں سے مواد جاری تھا پھر اُسکی زبان کاٹنے کا قصد کیا تو وہ گھبرانے لگا۔ اس سے پوچھا گیا تو کہا کہ مجھ پر یہ گوارا نہیں ہوتا کہ دنیا میں کچھ دیر ایسی حالت میں رہوں جس میں اللہ کا ذکر نہ کرسکوں اور ابن ملجم ایک شخص گندم گوں تھا جسکے پیشانی پر سجدہ کا گھٹا تھا **مصنف** کہتے ہیں کہا کہ جب حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ نے معاویہ سے صلح کرلی تو امیر المؤمنین حسن پر بھی ایک خارجی جراح بن سنان نے خروج کیا اور نیزہ ماراجو آپ کی ران مبارک کی جڑ میں پڑا خارجی نے کہا کہ تم نے بھی اپنے باپ کی طرح سے شرک اختیار کیا الغرض خوارج برابر امرائے اسلام پر خروج کرتے رہے اور انکے مختلف مذاہب ہیں اور نافع بن الازرق خارجی کے ساتھی یہ اعتقاد رکھتے تھے کہ جب تک ہم لوگ شرک کے ملک میں رہیں تب تک مشرک ہیں اور جب ملک شرک سے نکل جاویں تو مومن ہیں اور کہتے تھے کہ جو کوئی ہمارے مذہب کے مخالف ہو وہ مشرک ہے اور جس کسی سے کبیرہ گناہ سرزد ہو وہ مشرک ہے اور جو کوئی ہمارے دین میں ہمارے ساتھ نہ ہو وہ کافر ہے اور اس فرقہ خوارج نے بچوں اور عورتوں کا قتل کرنا بھی جائز رکھا ہے اور اُنکو مشرک قرار دیا اور اس قوم میں سے نجدہ بن عامر الشقفی تھا اس نے نافع بن الازرق کی خلاف کیا اور کہا کہ مسلمانوں کی جان و مال حرام ہیں اور دعوی کیا کہ اسکی موافقت کرنیوالوں میں سے جو گنہگار ہوویں جہنم کی آگ کے سوا دوسری آگ سے عذاب کیا جائیگا اور جہنم میں وہی جاوینگے جو اسکے مذہب سے مخالف ہیں۔

وقال ابراهیم الخارجی وتناکفار ویحل لنا مناکحتهم وموارثتهم کما کان لنا من قبل الاسلام وکان
بعضهم یقول لو ان رجلا اکل من مال یتیم فلسین وجبت له النار ولو قتله او قطع یدیه وتقرطته
فلم یجب له النار لان الله اوعد علی ذلک النار وقال المصنف وهم قصص تطول ومذاهب عجیبة
لم ار التطویل بذکرها وانما المقصود التنظر فی حیل ابلیس وتلبیسه علی هؤلاء الحمقی الذین علموا
بوقائعهم واعتقدوا ان علی بن ابی طالب اصاب الخطأ وانهم علی الصواب واستحلوا دماء المسلمین
واموالهم واکل ثمرة بغیر ثمنها وتعبوا فی العبادات وسمروا وجوههم عن اثر السجود وقطع لسانه من فوات الذکر وهو مستحل
قتل علی علیه السلام ثم شهروا السیف علی المسلمین ولا اعجب من افتتانهم بهؤلاء لجهلهم واعتقادهم انهم اعلم من علی
علیه السلام بقال ذو الخویصرة لرسول الله صلی الله علیه وسلم اعدل فما عدلت وما کان ابلیس یمتدی الی هذه الحیل
نعوذ بالله من الخذلان وعن ابی سعید قال سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول یخرج قوم فیکم
یحقرون صلاتکم مع صلوتهم وصیامکم مع صیامهم واعمالکم مع اعمالهم یقرؤن القرآن لا یجاوز تراقیهم یمرقون من الدین کما یمرق السهم
من الرمیة اخرجاه فی الصحیحین وعن عبد الله بن ابی اوفی قال سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول الخوارج کلاب اهل النار

ترجمہ ابراہیم الخارجی نے کہا کہ قوم کفار ہیں اور ہمکو ان کے ساتھ نکاح بیاہ کرنا اور میراث کا حصہ بانٹ کرنا جائز ہے جیسے
ابتدا اسلام میں جائز تھا اور بعض خارجی کا قول تھا کہ اگر کسی نے یتیم کے مال سے دو پیسے کھا لیے تو اس پر جہنم کی آگ واجب
ہو گئی اس لئے اللہ تعالیٰ نے اُس پر آتش جہنم کی وعید فرمائی ہے اور اگر یتیم کو قتل کر دیا اُس کے ہاتھ کاٹے یا پیٹ پھاڑے
تو اُس پر جہنم واجب نہیں ہے مصنف نے کہا کہ خارجیوں کے قصص طویل ہیں اور عجیب مذاہب ہیں میں نے ان کے ذکر میں طول دینا
بیفائدہ سمجھا۔ اور مقصود تو فقط اسی قدر ہے کہ ابلیس نے کس طرح اپنے حیلے وتلبیس ان احمقوں پر ڈالے جس سے اتنی لڑائیاں لڑی اور
یہ اعتقاد کیا کہ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ غلطی پر ہیں۔ اور یہ احمق خوارج راہ صواب پر ہیں اور اُنہوں نے بچوں کا خون بہانا
حلال جانا اور ایک پھل بغیر دام کے کھانا حلال نہیں جانا اور راتوں کو عبادات میں اور بیداری میں تعب و تکلیف اُٹھائی
اور ابن ملجم مردود کو اُس کی زبان کاٹے جانے کے وقت اس لیئے گھبراہٹ ہوئی کہ ذکر کرنا جاتا رہیگا اور اُسنے حضرت علی رضہ کا
قتل کرنا حلال سمجھا تھا پھر اُنہوں نے مسلمانوں پر تلوار کھینچی اور اگر ان خوارج نے اپنے علم و اعتقاد پر غرہ کیا کہ وہ حضرت علیؓ سے
بڑھ بیٹھے تو کیا عجب ہے ان سے بڑھکر ان کا پیشوا ذو الخویصرہ تھا جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا تھا کہ تم عدل نہیں کرتے
سو انصاف کرو اور ابلیس کو کہاں یہ بے ادبیاں سوجھی تھیں اللہ تعالیٰ بدبختی سے ہمکو پناہ دے ابو سعید خدری نے آنحضرت صلعم سے سُنا
آپ فرماتے تھے کہ تم میں ایک قوم ایسی نکلیگی کہ اُن کی نماز کے مقابلہ میں تم اپنی نماز حقیر سمجھو گے اور اُن کے روزے کے مقابلہ میں اپنا روزہ حقیر
سمجھو گے اور اُنکے اعمال کے مقابلہ میں اپنے اعمال حقیر سمجھو گے وہ لوگ قرآن پڑھینگے تو ان کے حلق سے نہیں اتریگا اور وہ دین سے ایسی نکل جاوینگے جیسے
نشانہ سے تیر نکل جاتا ہے چنانچہ صحیحین میں حدیث موجود ہے عبد اللہ بن ابی اوفی نے رسول صلعم سے روایت کی کہ خوارج جہنمیوں کے کتے ہیں

فصل وقال المصنف ومن آرائ الخوارج انه لا یختص الامامة بشخص لان یجتمع فیه العلم والزهد فاذا اجتمعا کان اماما ولو کان بنطیا ومن رای هولاء اخذت المعتزلة فی التحسین والتقبیح الی العقل وان العقل ما یقتضیه ثم حدث القدر فرقة من الصحابة وصار معبد الجهنی وغیلان الدمشقی والجعد بن درهم الی القول بالقدر ونسب علی منوال معبد الجهنی واصل بن عطاء وانضم الیه عمرو بن عبید وفی ذلک الزمان حدثت سنة المرجیة حیث قالوا لا یضر مع الایمان معصیة کما لا ینفع مع الکفر طاعة ثم طائفة البکریة مثل ابی الهذیل العلاف والنظام ومعمر والجاحظ کتب الفلاسفة فی زمان ملوک المامون واستخرجوا منها فاخلطوه باوضاح الشرع مثل لفظ الجوهر والعرض والزمان والمکان والکون واول مسئلة اظهروها القول بخلق القرآن وحینئذ هذا الفن علم الکلام قلت هذا المسئلة مسبایل الصفات مثل الحلم والقدرة والحیاة والسمع والبصر فقالت قوم هی معان وآثار قائمة علی الذات ونعتها المعتزلة قالوا انها قادرة لذاتها وکان ابو الحسن الاشعری علی مذهب الجبائی فانفرد عنه فی مثبتی الصفات ثم اخذ بعض مثبتی الصفات فی اعتقاد الشیئیة واثبات الانتقال فی الزوال ذکر تلبیسة علی الرافضة قال المصنف وکما لبیس ابلیس علی هولاء الخوارج حتی قاتلوا علی بن ابی طالب حمل

ترجمہ فصل مصنف نے کہا کہ خوارج کی رائے یہ بھی ہے کہ امام ہونا ایک شخص میں مختص نہیں ہو سکتا مگر جب کہ اُسمیں علم و زہد جمع ہو تب وہ البتہ امام ہوگا اگرچہ وہ عجم کے کسانوں میں سے ہو اور انہیں خوارج کے رائے سے معتزلہ نے یہ قول نکالا کہ تحسین و برائی کا حکم لگانا عقل کے اختیار میں ہے اور عدل وہ ہے جسکو عقل مقتضی ہو۔ پھر یہ قدریہ فرقہ نکلا اُس وقت صحابہ رضی اللہ عنہم موجود تھے۔ اور معبد الجہنی و غیلان دمشقی و جعد بن درہم نے قدریہ کا قول کہا (یعنی بندہ سب امور کا خود مختار ہے جیسا کرے ویسا ہو جاوے) اور معبد الجہنی کی نسبت پر واصل بن عطا سے تلمذ کیا اور عمرو بن عبید بھی انمیں مل گیا۔ اور اسی زمانہ میں مرجیہ فرقہ نکلا جن کا یہ قول ہے کہ ایمان کے ساتھ کوئی گناہ ضرر نہیں کرتا جیسے کفر کے ساتھ میں کوئی نیکی مفید نہیں ہوتی ہے پھر مامون عباسی وغیرہ کے زمانہ میں معتزلہ نے مانند ابو الہذیل علاف اور نظام و معمر و جاحظ وغیرہ نے فلاسفہ کی کتابیں مطالعہ کرکے اسمیں سے مانند لفظ جوہر و عرض و زمان و مکان و کون وغیرہ نکالکر ان کو شرعی مسائل میں ملایا اور پہلا مسئلہ جو ظاہر کیا وہ قرآن مخلوق ہونیکا مسئلہ ہے اور اُسی وقت سے اس حرکت کا نام علم کلام رکھا اور ان دونوں مسائل کے ساتھ میں تیسرا مسئلہ صفات کا نکالا جیسے علم و قدرت و حیات و سماع و دیکھنا چنانچہ ایک قوم نے کہا کہ یہ سب ذات کے اوپر زائد معانی ہیں اور معتزلہ نے اس سے انکار کیا اور کہا کہ وہ اپنی ذات سے عالم ہے اور اپنی ذات سے قادر ہے۔ ابو الحسن الاشعری پہلے جبائی معتزلی کے مذہب پر تھے پھر اُس سے جدا ہو کر ان لوگوں میں آگئے جو صفات کو ثابت کرتے ہیں۔ پھر بعضے صفات ثابت کرنے والوں نے شیئ ہونے کا اعتقاد نکالنا شروع کیا اور انتقال و نزول کی مسئلہ میں گرفت کرکے اُس سے زائل ہونے کا اعتقاد نکالا ذکر تلبیس ابلیس بر روافض۔ مصنف نے کہا کہ جیسے ابلیس نے خوارج پر تلبیس کی تو انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے قتال کیا۔ اسی طرح ان کے برعکس ایک

الآخرين على الغلو في حبه فزادوا على الحد فمنهم من كان يقول هو اله ومنهم من يقول هو خير من الانبياء ومنهم من
حمل على حبه سبب ابي بكر وعمر حتى ان بعضهم كفروا ابا بكر وعمر وغير ذلك من المذاهب السخيفة التي يرغب عن تتبع الزمان
بذكرها وانما نشير الى بعضها وعن اسحاق بن محمد النخعي الاحمر كان يقول ان عليا هو الله عز وجل وبالمدائن جماعة من
الغلاة يعرفون بالاسحاقية تنسبون اليه قال الخطيب ووقع الى كتاب ابي محمد الحسن بن يحيى النوبختي من تصنيفه
الرد على الغلاة وكان النوبختي هذا من متكلمي الشيعة الامامية فذكر اصناف مقالات الغلاة الى ان قال وقد كان ممن جرد
الكلام في الغلو في عصرنا اسحق بن محمد المعروف بالاحمر كان يزعم ان عليا هو الله وانه يظهر في كل وقت فهو الحسن في
وقت وكذلك هو الحسين وهو الله يبعث محمدا صلى الله عليه وسلم وقال المصنف قلت وقد اعتقد جماعة من الرافضة
ان ابا بكر وعمر كانا كافرين وقال بعضهم انما بعد موت رسول الله صلى الله عليه وسلم ومنهم من يقول بالتبري ممن
على وقد رعموا ان الشيعة طالبت زيد بن علي بالتبري ممن خالف عليا في امامته
فامتنع من ذلك فرفضوه فسموا الرافضة ومنهم اقوام قالوا الامامة في موسى ابن جعفر ثم
في ابنه علي ثم الى محمد بن علي ثم الى علي بن محمد

ترجمہ یوم کو تلبیس میں ڈالا جنہوں نے حضرت علی رضہ کی محبت میں یہانتک غلو کیا کہ حد سے بڑہا دیا چنانچہ بعض رافضی نے کہا کہ
[illegible] بعض نے کہا کہ وہ انبیاء سے افضل ہے بعض روافض کو شیطان نے اُبھارا تو وہ حضرت ابوبکر و عمر کو برا کہنے لگا۔ بلکہ
بعض نے ان دونوں بزرگوں کو کافر کہا۔ اور اسی قسم کے بیہودہ مذاہب باطلہ ان روافض میں بہت ہیں یہانتک ان کی بیانیں
[illegible] دن میری غرض تو یہ ہے کہ تلبیس ظاہر کرنیکے لیئے کچھ ذکر کردوں اسحاق بن محمد نخعی احمر کہا کرتا تھا کہ علی ہی اللہ
[illegible] ان میں ایک جماعت اسی اسحاق گمراہ کی طرف منسوب ہے خطیب نے کہا کہ مجھے ابو محمد حسن بن یحیی النوبختی کی
ایک کتاب ہاتھ آئی جس نے غلاۃ روافض پر رد کیا تھا اور یہ شخص نوبختی مصنف خود متکلمین شیعہ امامیہ میں سے ہے پس اُسنے
ذکر کرنیوالے روافض کے مقالات نقل کرنی شروع کیئے یہانتک کہ اُس نے لکھا کہ ہمارے زمانہ میں جسکو غلو کے جنون نے کھینچ لیا ہے
ایک شخص اسحٰق بن محمد معروف باحمر ہے اس کا گمان یہ تھا کہ علی ہی اللہ تعالیٰ ہے اور وہی ہر وقت میں ظہور کرتا ہے چنانچہ ایک
وقت میں حسن کی شکل میں ظاہر ہوا تھا۔ اور دوسرے وقت حسین کی شکل میں ظاہر ہوا اور اُسی نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو پیغمبر کرکے
بھیجا تھا۔ مصنف کہتا ہے کہ روافض میں سے ایک فرقہ کا یہ اعتقاد ہے کہ ابوبکر و عمر کافر تھے اور بعض نے کہا کہ نہیں بلکہ بعد رسول اللہ
صلعم کے مرتد ہوگئے اور بعض روافض کا یہ قول ہے کہ سوائے علی رضہ کے سب سے تبرا یعنی بیزاری کرتے ہیں ہمکو صحیح روایت پہونچی کہ
شیعہ نے زید بن علی رضہ سے درخواست کی کہ آپ ان لوگوں سے تبرا کریں جنہوں نے علی رضہ کی امامت میں مخالفت کی ورنہ ہم آپ کو رفض
(ترک) کرینگے آپ نے اس بات سے انکار کیا۔ تو ان شیعوں نے آپ کو چھوڑ دیا۔ اس لیئے اس فرقہ کا نام رافضہ
ہوا اور روافض میں بعضے اقوام کا یہ قول ہے کہ امامت موسیٰ بن جعفر میں تھی پھر آپ کے فرزند علی میں آئی پھر ان کے بیٹے محمد میں

ثم الی الحسن بن محمد العسکری ثم الی ابنہ محمد وھو الثانی عشر الامام المنتظر الذی یزعمون انہ لم یمت و
انہ سیخرج فی آخر الزمان فیملأ الارض عدلا وکان ابو منصور العجلی یقول بانتظار محمد بن عبد الباقی ویدعی انہ
خلیفۃ وانہ عرج بہ الی السماء فسمع الرب یبدہ علی راسہ ویزعم انہ الکسف لما سقط من السماء وھی
طائفۃ من الرافضۃ یقال لھا الجناحیۃ وھم اصحاب عبد اللہ بن معاویۃ بن عبد اللہ بن جعفر بن ذی الجناحین یقولون
ان روح الالہ ظھرت فی اصلاب الانبیاء والاوصیاء الی ان انتھت الی عبد اللہ وانہم لم یمت وھو المنتظر وضم طائفۃ یقال
لھا العراۃ یقولون شرکۃ فی النبوۃ وطائفۃ یقال لھا المفوضۃ یقولون ان اللہ تعالی خلق محمدا ثم فوض خلق العالم
الیہ وطائفۃ یقال لھا الذمیۃ یزعمون جبرئیل ویقولون کان مامورا بالنزول الی فنزل الی محمد وضم
من یقول ان ابا بکر ظلم فاطمۃ میراثھا وقد روینا عن السقاء انہ خطب یوما فقام رجل من آل علی رضی اللہ فقال
یا امیر المؤمنین اعدل علی فی حکمک قال ومن ظلمک قال نامن اولاد علی رضی اللہ عنہ واللہ ظلمنی ابو بکر حین اخذ فدک من فاطمۃ
قال وداوم علی ظلمک قال نعم قال ومن قام بعدہ قال عمر قال وداوم علی ظلمک قال نعم قال ومن قام بعدہ قال عثمان
قال وداوم علی ظلمک قال نعم قال ومن قام بعدہ قال فجعل یلتفت کذا وکذا ینظر کما یھرب الیہ

ترجمہ پھر حسن بن محمد العسکری ہیں جو ان کے بیٹے محمد ہیں یہی بارہویں امام مہدی ہیں جنکا انتظار تھا اور کہتے ہیں کہ وہ مرے نہیں
بلکہ غار میں چھپ رہے ہیں اور آخر زمانہ میں آوینگے۔ تو زمین کو عدل سے بھر دینگے **ابو منصور** العجلی کہتا تھا کہ محمد بن علی الباقر کا انتظار ہے
اور دعوے کرتا کہ یہی خلیفہ ہیں اور ان کو بالفعل آسمان پر لے گئے ہیں وہاں پروردگار نے انکے سر پر ہاتھ پھیرا اور قرآن میں جو آسمان سے کھنڈا گرنا
آیا وہ یہی ہیں **روافض** میں سے ایک فرقہ **جناحیہ** کہلاتا ہے جو عبد اللہ بن معاویہ بن عبد اللہ بن جعفر ذی الجناحین کے مرید ہیں تھے انکا یہ
قول تھا کہ الٰہ کے روح نے انبیا کی پشت میں دورہ کیا۔ یہانتک کہ عبد اللہ مذکور کی نوبت پہونچی اور یہ شخص مر انہیں بلکہ اسی مہدی کا
انتظار ہے اور انہیں میں سے ایک فرقہ عرابیہ ہے جو اس کے حق میں نبوت کی شرکت ثابت کرتے ہیں **ایک** گروہ مفوضہ کہلاتا ہے جو کہتے ہیں۔
کہ خدا نے محمد کو پیدا کر کے باقی عالم کا پیدا کرنا ان کے اختیار میں سپرد کیا **ایک** گروہ ذمیہ کہتے ہیں یہ لوگ حضرت جبرئیل کی مذمت
کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ انکو حکم تھا کہ حضرت علی رض کو وحی پہونچاویں انہوں نے محمد کو پہونچائی انہیں سے بعضے کہتے ہیں کہ **ابو بکر** نے
فاطمہ پر ظلم کیا کہ انکی میراث نہ دی۔ روایت ہے کہ **سقاح** عباسی نے ایک روز خطبہ شروع کیا تو ایک شخص نے جو اپنے آپ کو آل علی کہلاتا
تھا عرض کیا کہ یا امیر المؤمنین جس نے مجھ پر ظلم کیا وہ مظلمہ مجھے واپس کرا دیجئے۔ سقاح نے کہا کہ کس نے تجھ پر ظلم کیا ہے اس نے کہا کہ میں
اولاد علی رضی سے ہوں۔ اور مجھ پر ظلم یہ کہ ابو بکر نے فاطمہ کو فدک نہیں دیا۔ (خلاصہ یہ کہ فدک مجھے دلوا دو) سقاح نے کہا۔ کہ پھر
ابو بکر کے بعد کون شخص ہوا۔ اس نے کہا کہ عمر۔ سقاح نے کہا۔ کہ وہ بھی برابر ظلم پر رہے۔ کہا۔ کہ ہاں۔ سقاح نے کہا کہ
پھر کون شخص خلیفہ ہوا کہا کہ عثمان۔ سقاح نے کہا۔ کہ وہ بھی بدستور ظلم پر رہے کہا کہ ہاں۔ سقاح نے کہا کہ پھر عثمان کے بعد کون شخص ہوا راوی نے کہا
کہ اس شخص کو غصہ آیا تو اس نے جواب چھوڑ کر ادھر ادھر دیکھنا شروع کیا کہ میں کسطرف سے سقاح کو کہا کہ اگر یہ میرا خطبہ نہ ہوتا تو میں تیرا سر ابھی کر دیتا۔ جس میں تیری دونوں آنکھیں میں

قال ابن عقیل الظاهر ان من وضع مذهب الرافضة قصد الطعن فی اصل الدین والنبوة وذلک
ان التجاء به رسول الله صلی الله علیه وسلم امر غائب عنا وانما نثق فی ذلک بنقل السلف وجمهوره
نظر الناظرین الی ذلک متهم وفکانا نا نظرنا اذ نظرنا من نثق بدینه وعقله فاذا قال قائل
انهم اول مایدل أو ایعد مرة نظر اهل بیته فی الخلافة وایثاره فی ارثها فما هذا الا لسوء
اعتقاد فی المتوفی فان الاعتقادات الصحیحة سیما فی الانبیاء توجب حفظ قوانینهم
بعدهم لا سیما فی اهلیهم وذریتهم فاذا قالت الرافضة ان القوم استحلوا هذا بعدة خانت
الامانة فی الشرع لانه لیس بیننا وبینه الا النقل عنهم والثقة بهم فاذا کان هذا
مجهول ما حصل لهم بعد موته حسنا فی المنقول وزالت یقینا فما خولنا الیناس اتباع
ذوی العقول ولا امن ان یکون القوم لم یروا ما یوجب تبدیله فراعوا مدة الحیوة

ترجمہ ابن عقیل نے کہا کہ یہ بات ظاہر ہے کہ جس نے رافضی مذہب بنایا اسکی اصلی غرض یہ تھی کہ دین اسلام میں اور اصل نبوت محمدی میں (علی
صاحبہا الصلوٰۃ والسلام) طعن کر کے مٹا دے اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو اعتقاد حق کا ہے وہ ہماری نظر سے غائب چیز ہے اور ہم اسکی زبانسے کچھ
سنا بھی نہیں ہے بلکہ ہمارا بھروسہ فقط سلف صالحین یعنی صحابہ رضی اللہ عنہم و تابعین بالاحسان کے منقول پر اور دیکھنے والوں کی جو دوت
نظر پر ہے یعنی ان بزرگوں نے اپنی خوبی نظر سے انکو بزرگ پیغمبر پایا تھا تو اُن کی جودت نظر پر بھی ہمارا بھروسہ ہے ان دونوں باتوں سے ہمارا
یہ حال ہے کہ گویا ہم خود دیکھتے ہیں جب کہ ہمارے لئے ایسے اکابر نے دیکھ لیا تھا جنکی بزرگی دین کمال عقل وجودت نظر پر ہمارا بھروسہ ہے پس
رافضی مذہب کے بانی نے یہ کہا کہ جو چیز تم پر وثوق واعتماد کرتے ہو اُنہوں نے پیغمبر صاحب کی وفات کے بعد پہلا کام یہ کیا کہ انکے خاندان
پر خلافت کا ظلم کیا۔ اور ان کی میت پر میراث کا ظلم کیا۔ تو یہ بات جبھی ہو سکتی ہے کہ جس کے حین حیات میں اُس کی نبوت کا اعتقاد
نہ ہو اور ان کی نظر میں ٹھیک شخص نہ تھا۔ اس لئے کہ جسکے حق میں سچا اعتقاد ہوتا ہے خصوصاً انبیاء کے حق میں تو یہ واجب کرتا ہے
کہ اُن کے مرنے کے بعد اُن کے قوانین مقررہ کی حفاظت اور بھی چاہئے خصوصاً اُسکے اہل وعیال واولاد کے حق میں اُسکے
قواعد کے موافق احترام ضروری ہوتا ہے پس جب فرقۂ رافضہ نے کہا کہ اُنہوں نے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ باتیں حلال سمجھیں تو اس
فرقہ نے گویا صاف صاف یہ کہدیا کہ جو شریعت ہم کو پہنچی ہے اسکا کچھ اعتبار نہیں ہے اس لیے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے ہمکو پہنچنے
میں ہوا منقول طریقہ کے دوسرا کوئی طریقہ نہیں ہے یعنی صحابہ رضی نے ہم سے نقل کیا اور ہم نے ان کے بیان پر اعتماد کیا پھر جب رافضی
کے اعتقاد پر یہ لوگ سب کو پیغمبر بیان کرتے ہیں۔ اسکی موت کے بعد ان کے فعل کا محصول یہ ٹھہرا۔ تو ان کے منقول اعتقادات
وشریعت پر اعتماد نہ رہا۔ اور جن عقلاء کے اتباع پر اعتماد کر کے شریعت پر جزم کیا گیا تھا اس سے بداعتقادی
ہو جائیگی۔ اور یقین جاتا رہیگا۔ اور یہ وعدہ غیر پورا ہوگا۔ کہ جن کے اعتماد پر شریعت کا انحصار ہے۔ شاید انہوں
نے ایسی کوئی بات نہ دیکھی۔ جس سے اتباع واجب فرض ہو۔ لیکن یہ مصلحت اس کے زندگی تک رعایت رکھی۔

انقلبوا عن شریعته بعد الوفاة ولم یبق علی دینه الا الاقل من اهله فطاحت الاعتقادات وضعفت النفوس عن قبول الروایات فی الاصل وهو المعجزات فهذا من اعظم المحن علی الشریعة قال المصنف قلت و غلوا الروافضة فی حبهم علی ان وضعوا احادیث کثیرة فی فضائله اکثرها تشینه وتؤذیه وقد ذکرت منها جملة فی کتاب الموضوعات منها ان الشمس غابت فصلت علیا علیه السلام العصر فردت له الشمس وهذا من حیث النقل موضوع لم یروه ثقة ومن حیث المعنی فان الوقت قد فات وعودها طلوعا جدیدا ولا یرد لوقت وکذلک ما روی ان فاطمة اغتسلت ثم ماتت واوصت ان یکتفی بذلک الغسل وهذا من حیث النقل کذب ومن حیث المعنی قلة فهم لان الغسل عن حدث الموت فکیف یصح قبله ثم لهم خرافات لا یستند ونها الی مستند وهم مذاهب فی الفقه ابتدعوها تخالف الاجماع

ترجمہ اور اُس کے مرتے ہی اس کی شریعت سے منحرف ہوگئے اور ان بیشمار لوگوں میں سے کوئی تابع نہ رہا سوا نہایت کم دو چار کے جو اشخص کے گھر والے تھے تو لامحالہ رافضی کے مکر کا یہی نتیجہ ہوا کہ اعتقادات مٹ جاویں اور اصل ایمان کے روایات قبول کرنے سے سب کے جی سست ہو جاویں اور معجزات کی روایتیں نہ ماننے ابن عقیل رح نے فرمایا کہ اس مکار فرقہ کا فتنہ بھی اسلام میں سخت مصیبت ہے (مترجم کہتا ہے کہ ابن عقیل رح نے جس امر کا اشارہ کیا بہت قوی خیال ہے کہ فرقہ رافضہ کا بانی اسطرح شیطان کے پنجہ میں احمق ہے کہ اگر اُس نے دین اسلام مٹانے کا قصد نہ کیا تو حماقت سے اُسنے یہ کام کیا کیونکہ اعتقاد حق بدون قطعی روایت کے ثبوت نہیں ہو سکتا ہے اور جب معدودے چند اہل بیت میں سے مسلمان بیان کرتے ہیں تو اُنکے بیان کے پیچھے ثبوت نہیں ہو سکتا کیونکہ افراد میں اور خود پیغمبر کو اللہ معجزات سے قوت دیتا ہے اور رافضی تو اُنکی معارضہ میں باتیں کرکے منحرف ہو جانے کا مدعی ہے اور اسپر طرہ یہ ہے کہ قرآن بھی امام مہدی کیساتھ غائب ہو جانیکا دعوی کرتا ہے۔ تو بالکل دین سے بے نصیب رہگیا۔ رہا یہ دعوی کہ اہل بیت میں سے جو اسلام پر رہے یہ سب معصوم تھے۔ اس پہ وہ دعوے سے اُسنے یہود و نصاری وغیرہ اہل شرک پر کیا ثبوت کیا کیونکہ اگر وہ لوگ دعوی مان لیں تو پہلا دعوی نبوت ہی مان لیں پس اس فرقہ سے زیادہ احمق و دشمن اسلام ظاہر نہیں ہوا نعوذ باللہ من شرہا۔

مصنف رح نے کہا کہ فرقہ رافضہ نے حضرت علی رض کے ساتھ دوستی کا دعوی کا ذبہ یہانتک بڑہایا کہ آپ کی فضائل میں اپنی طرف سے بہت سی روایتیں گڑہ لیں جنمیں انکی نادانی سے بکثرت ایسی ہیں جن سے حضرت علی کی مذمت و ایذا نکلتی ہے اور میں نے کتاب الموضوعات میں اس قسم کے موضوعات بہت سی لکھدی ہیں اور منجملہ انکی موضوعات کے یہ ہے کہ آفتاب غروب ہو گیا اور حضرت علی کی نماز عصر جاتی رہی پھر آفتاب دوبارہ پھیر دیا گیا۔ اور یہ من حیث النقل ایسی حالت میں ہے کہ کسی ثقہ راوی نے اسکو نہیں روایت کیا اور من حیث المعنی بھی باطل ہے اسلئے کہ جب وہ آفتاب ڈوب گیا تو وقت عصر جاتا رہا پھر اگر وہ دوبارہ طلوع کر دیا گیا تو یہ جدید وقت پیدا کیا گیا از انجملہ یہ کہ حضرت سیدۃ النساء فاطمہ نے خود غسل کیا پھر انتقال کا وقت آیا تو وصیت کی کہ میرے لیے اسی غسل پر اکتفا کیا جاوے اور دوبارہ غسل میت نہ دیا جاوے یہ موضوع من حیث النقل تو ظاہر ہے اور من حیث المعنی اس فرقہ کی حماقت ہے کیونکہ موت حادث ہونیسے غسل لازم آتا ہے تو ہلاموت سے پہلے غسل سے کیا فائدہ ہوگا پھر انکی علاوہ خرافات بہت کثرت سے ہیں۔ جن کے لیے کچھ سند نہیں ہے اور فقہ میں اُنکے مذاہب بدعتیہ عجیب ہیں۔ جو اجماع کے خلاف ہیں

فنقلت منها مسائل من خط ابن عقیل قال نقلتها من کتاب المرتضی فیما انفردت به الامامیة منها انه
لا یجوز السجود علی ما لیس بارض ولا من نبات الارض فاما القطن والکتان والوبر فلا وان الاستجمار لا یجزی فی
البول بل فی الغائط خاصة ولا یجوز مسح الراس الا بما تحاذی البلل الذی فی الید فان استانف للراس بللا
مستانفا لم یجزه حتی لو نشفت یده من البلل احتاج الی استیناف الطهارة وانفرد وانجزم من زنی
بها وهی تحت زوج ابدا فلو طلقها زوجها لم یحل للزانی بها نکاحها وحرموا الکتابیات وان الطلاق المعلق علی شرط لا
یقع وان وجد شرطه وان الطلاق لا یقع الا بحضور شاهدین عدلین وان من نام عن صلوٰة العشاء الی منتصف
اللیل وجب علیه اذا استیقظ القضاء وان یصبح صائما کفارة لذلک التفریط وان المرأة اذا جزت شعرها
فعلیها کفارة قبل الحظاء وان من شق ثوبه میتا ابن له او زوجة فعلیه کفارة یمین ومن تزوج امرأة وطأها
زوجها وهو لا یعلم لزمه لصداقها خمسة دراهم وان شارب الخمر اذا حد ثانیة قتل فی الثالثة ویحد شارب الفقاع
کشارب الخمر وان قطع الساق من اصول الاصابع ویبقی له الکف فان سرق قطعت رجله الیسری فان سرق
ثالثة خلد فی الحبس الی ان یموت وحرموا السمک الجری وذبائح اهل الکتاب واشترطوا فی الذبح

ترجمہ چنانچہ ابن عقیل کے خط مین نقل کیئے۔ اور ابن عقیل نے کہا۔ کہ مین نے مرتضی کی کتاب سے اُن کو نقل کیا جس نے
منفردات امامیہ کے بیان مین لکھا ہے از انجملہ یہ کہ جو چیز مین زمین ونباتات نہ ہو۔ اُس پر سجدہ جائز نہین ہے۔ اور اُونٹ وبھیڑ وغیرہ
کے بال وکھال پر سجدہ روا نہین ہے۔ اور ڈھیلے سے استنجا فقط پائخانہ مین جائز ہے۔ پیشاب مین نہین جائز ہے۔ اور سر کا مسح نہین
جائز ہے مگر اُسی تری سے جو ہاتھ مین لگی رہ گئی ہے۔ اور اگر جدید پانی لے کر ہاتھ تر کیا۔ تو اُس سے سر کا مسح نہین جائز ہے حتی کہ
اگر تری نہ باقی رہی ہو۔ تو دوبارہ وضو شروع کرے۔ اور کہا کہ اگر کسی مرد نے ایک عورت سے جس کا خاوند موجود ہے۔ زنا کیا تو یہ عورت
زانی پر ہمیشہ کے لیئے حرام ہوگئی حتی کہ اگر اُس کا خاوند اُس کو طلاق دیدے تو بھی زانی اُس سے نکاح نہین کر سکتا ہے یہ کسی مسلمان کا
قول نہین ہے اور اس فرقے نے کتابیات کو حرام ٹھیرایا۔ اور کہا کہ اگر طلاق کسی شرط پر رکھی اور وہ شرط پائی گئی۔ تو طلاق نہین پڑے گی
اور کہا کہ جب تک دو گواہ عادل موجود نہ ہون تب تک طلاق نہین پڑتی۔ اور کہا کہ جو شخص آدھی رات تک۔ بغیر عشا پڑھے سو تا رہا تو اُس کے
قضا واجب ہوگی جب جاگے اور اس قصور کے واسطے صبح کو روزہ سے اُٹھے تا کہ کفارہ ہو اور عورت نے اگر اپنے بال کاٹے
تو اُس پر خطا کا کفارہ لازم ہے اور اگر کسی نے اپنی بیٹی یا زوجہ یا شوہر کی مرگ مین کپڑے پھاڑے تو اُس پر قسم کا کفارہ ہے اور
جس نے کسی عورت سے نکاح کر لیا حالانکہ اُس کا شوہر موجود تھا مگر وہ نہ جانتا تھا تو اُس پر پانچ درم کفارہ لازم ہوگا۔ اور شراب خوار اگر دو
مرتبہ حد مارا گیا۔ تو تیسری مرتبہ قتل کر دیا جاوے اور جو کوئی قطاع ہے تو اُس پر شراب خوار کی طرح حد ماری جاوے اور چور کا ہاتھ انگلیون
کی جڑون سے کاٹا جاوے اور ہتھیلی باقی رکھی جاوے اور اگر دوبارہ چوری کرے تو اُس کا بایان پاؤن کاٹا جاوے اور اگر تیسری بار پھر چوری کرے
تو ہمیشہ کے لیئے قید خانہ مین ڈال دیا جاوے حتی کہ مر جاوے۔ اور روافض نے بام مچھلی کو اور اہل کتاب کے ذبایح کو حرام رکھا اور ذبح کرنے مین اُنھون نے

استقبال القبلة فی مسائل کثیرة یطول ذکرها خرقوا فیها الاجماع وسلکوا بهم ابلیس وضعها علی وجه لا یستندون فیه الی اثر ولا قیاس بل الی الواقعات ومقابح الرافضة اکثر من ان تحصی وقد حرموا الصلوٰة لکونهم لا یغسلون ارجلهم فی الوضوء والجماعة لظلمهم اماما معصوما وابتلوا بسبب الصحابة وفی الصحیحین عن رسول الله صلی الله علیه وسلم انه قال لا تسبوا اصحابی فان احدکم لو انفق مثل احد ذهبا ما ادرک مد احدهم ولا نصیفه وفی الحدیث عن ابن عساکر عن ابیه عن جده قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ان الله اختارنی واختار لی اصحابا فجعل لی منهم وزراء وانصارا واصهارا فمن سبهم فعلیه لعنة الله والملائکة والناس اجمعین لا یقبل الله منه یوم القیمة صرفا ولا عدلا قال المصنف والمراد بالعدل الفریضة والصرف النافلة وعن سوید بن غفلة قال مررت بنفر من الشیعة یتناولون ابابکر وعمر ویتنقصونهما فدخلت علی علی بن ابی طالب فقلت یا امیر المؤمنین مررت بنفر من اصحابک یذکرون ابابکر وعمر بغیر الذی هما له اهل ولولا انهم یرون انک تضمر لهما مثل ما اعلنوا ما اجترءوا علی ذلک فقال علی اعوذ بالله اعوذ بالله ان اضمر لهما الا الذی

ترجمہ یہ شیعہ کی کہ قبلہ کی طرف منہ کرے، وہ بہت سے ہیں جو ذکر کئے جائیں تو طول کھینچے گا کہ یہ فائدہ طول ہے اور سب مخالف اجماع ہیں اور شیطان نے اُن کو قبلہ ہیں ہیں لیا کہ بغیر مستند کے اور بدون اثر و قیاس کے اُنہوں نے یہ احکام بنائے ہیں اور روافض کی قبیح باتیں شمار سے باہر ہیں **ف** مترجم کہتا ہے کہ شیخ نے تو ان ہی مسائل پر تعجب کیا اور بالعدد کہے۔ روافض کے مسائل اگر کوئی سنے تو اُن کی ضلالت میں شک کیا بلکہ اللہ تعالےٰ سے پناہ مانگے شیخ مرحوم نے لکھا کہ روافض نماز سے محروم ہوئے کیونکہ وہ وضو میں پاؤں نہیں دھوتے اور جماعت سے محروم ہوئے کیونکہ امام معصوم ڈھونڈتے رہتے ہیں (جن کا ملنا محال ہے) اور صحابہ رضی اللہ عنہم کو بُرا کہنے کے وبال میں مبتلا ہوئے اور صحیحین میں ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم لوگ میرے اصحاب کو بُرا نہ کہنا کیونکہ اگر تم میں سے کوئی شخص کوہ اُحد کے برابر سونا راہ خدا میں خرچ کرے تو اُن کی ایک مُد بلکہ نصف کے برابر نہ ہو پہنچے گا **ابن** ساعدہ عن ابیہ عن جدہ مرفوعاً روایت ہے کہ آنحضرت نے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ نے مجھے برگزیدہ کیا اور میرے واسطے میرے اصحاب برگزیدہ فرمائے وہ میرے لئے وزیر و انصار و اصہار بنائے تو جو کوئی اُن کو بُرا کہے اُس پر اللہ تعالےٰ و ملائکہ و سب لوگوں کی لعنت ہے ایسے پر لعنت ہے قیامت کے روز نہ صرف و عدل کچھ قبول نہ کریگا۔ **مصنف** نے کہا کہ صرف سے مراد نفل اور عدل سے مراد فریضہ ہے **سوید** بن غفلہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں اگر ایک جماعت کی طرف (کوفہ میں) پہنچا کہ وہ ذکر کرتے اور اُن کی شان میں کچھ نقص ظاہر کرتے تھے پس میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں گیا اور میں نے بیان کیا کہ یا امیر المؤمنین آپ کے چند لشکریوں کی طرف میرا گزر ہوا تو وہ ابوبکر و عمر کے حق میں ایسی باتیں بیان کر رہے تھے جو ان دونوں بزرگوں کی شان کے لائق نہیں ہیں اور شاید اُن کی جرأت اس گمان پر ہو کہ آپ کے دل میں بھی ان بزرگوں کی طرف سے یہی خیال ہے وغیرہ علانیہ اس طرح کیونکر بیان کرتے حضرت علی نے فرمایا اعوذ باللہ اعوذ باللہ میں خدا کی پناہ لیتا ہوں اس امر سے کہ میں

ان کی طرف سے دل میں ایسا خیال رکھوں مگر وہی جو علانیہ کہتے ہیں

اتمنى لنبي عليه لعن الله من اضمر لهما الا الحسن الجميل اخوا رسول الله وصاحباه وزيراه رحمة الله عليهما ثم نهض
ادمع العينين يبكي قابضا على يديه حتى دخل المسجد فصعد المنبر وجلس عليه متمكنا قابضا على لحيته وهو ينظر فيهما وهو
هو يبضاء حتى اجتمع له الناس ثم قام فتشهد بخطبة موجزة بليغة ثم قال مابال اقوام يذكرون فاما
سيدي قريش وابوي المسلمين ما انا متنزه ومما قالوه بريء وعلى ما قالوا معاقب اما والله فلق الحبة وبرأ النسمة لا يحبهما الا مؤمن تقي ولا يبغضهما الا فاجر ردي صحبا رسول
الله صلى الله عليه وسلم على الصدق والوفاء يأمران وينهيان ويقضيان ويعاقبان مما يجاوزان فيما يصنعان
برأيهما رسول الله صلى الله عليه وسلم وكان رسول الله صلى الله عليه وسلم يرى كرأيهما رأيا
ولا يحب لهما احد الا مخلصا رسول الله صلى الله عليه وسلم وهو راض عنهما ومرضيا وللمؤمنين عنهما
راضيان اقر رسول الله صلى الله عليه وسلم على صلاة المؤمنين فصلى بهم تسعة ايام في حيوة رسول الله
صلى الله عليه وسلم فلما قبض الله نبيه واختار له ما عنده ولاه المؤمنون ذلك وفوضوا اليه الزكوة ثم اعطوه البيعة

ترجمہ جو نبی صلعم کی طرف سے ہے۔ اور جو کوئی اُن کی طرف سے سوائے بہتر و خوبی کے کوئی بات دل مین مضمر کرے اُس پر اللہ
کی لعنت ہے وہ دونون تو رسول اللہ صلعم کے صحابی برادر اور وزیر تھے اللہ تعالی اُن پر رحمت فرماوے۔ پھر اسی طرح
آبدیدہ روتے ہوئے اُٹھ کھڑے ہوئے اور چل کر مسجد مین داخل ہو کر منبر پر چڑھے اور اچھی طرح تمکن سے اُس پر بیٹھ گئے اور
اُس وقت اپنی سفید داڑہی ہاتھ مین لیئے ہوئے اُس کی طرف نگاہ رکھتے تھے۔ یہانتک کہ لوگ آکر آپ کے گرد جمع ہوئے۔ پھر
کھڑے ہو کر مختصر موجز بلیغ خطبہ سے اللہ و رسول کی حمد و ثنا کی پھر فرمایا کہ بعض اقوام کی یہ کیا حرکت ہے کہ ابوبکر و عمر کو جو قریش
(مہاجرین) کے سردار اور مسلمانون کے باپ ہین ایسے نقص سے ذکر کرتے ہین کہ مین اُس سے بری و بیزار ہون اور ان اقوام کو
ایسی گفتگو پر سزا دون گا۔ خبردار ہو جاؤ کہ قسم اُس پاک عزوجل کی جس نے دانہ اُگایا اور انسان پیدا کیا ہے کہ ابوبکر و عمر سے وہی محبت کرے گا
جو مومن متقی ہے اور ان دونون سے وہی بغض رکھے گا جو فاجر ردی ہے ان دونون نے کامل صدق و وفا کے ساتھ رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم کا حق صحبت ادا کیا۔ پھر کبھی رسول اللہ صلعم کے رائے و حکم سے تجاوز نہ کیا درحالیکہ امر بالمعروف کرتے رہے اور منکر سے منع
کرتے اور غصے بھی ہوتے اور سزا بھی دیتے تھے مگر رسول اللہ صلعم کی رائے سے تجاوز نہ کرتے اور رسول اللہ صلعم بھی اُن کی رائے
کے مثل کسی کی رائے نہین دیکھتے تھے اور رسول اللہ صلعم ان دونون سے جیسی محبت کرتے ویسی کسی سے نہین رکھتے تھے پھر رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آخرت کو گئے درحالیکہ ان دونون سے بہت راضی تھے پھر یہ دونون آخرت کو گئے درحالیکہ سب مومنین اُن سے بہت
راضی تھے اور جب رسول اللہ صلعم بیمار ہوئے یعنی مرض وفات مین تو ابوبکر رضؓ کو حکم دیا کہ مومنون کو نماز پڑہاوین پس آنحضرت کی زندگی
مین نو دن تک ابوبکر رضؓ نے مومنون کو نماز پڑہائی پھر جب اللہ تعالے نے اپنے پیغمبر صلعم کو اُٹھا لیا اور اپنی یہان کی نعمت آپ کے لیے پسند فرمائی
تو مومنون نے ابوبکر رضؓ کو اپنا متولی و خلیفۂ رسول اللہ بنایا اور (مثل رسول اللہ کے) ابوبکر کو زکوٰۃ سپرد کی اور خوشی کے ساتھ اُن کو

طائعین غیر کارھین وانا اول من سن لہ ذلک من بنی عبد المطلب فھو لذلک کارہ یکود لو
ان منا احدا کفاہ ذلک وکان واللہ خیر من بقی ارحمہ رحمۃ وارأفہ رافۃ
واقربہ شبا واسلاما شبھہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بمیکائیل رافۃ ورحمۃ وبابراھیم
عفو ووقارا فسار بسیرۃ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم حتے مضے علے ذلک رحمۃ اللہ علیہ ثم ولے
الامر من بعدہ عمر وکنت فیمن رضے فاقام الامر علے منھاج النبی صلی اللہ علیہ وسلم وصاحبہ یتبع اثارھما
کما یتبع الفصیل اثر امہ وکان واللہ فیقارحیما بالضعفاء ناصرا للمظلومین علی الظالمین لا تاخذہ فی اللہ لومۃ لائم وضرب اللہ بالحق
علی لسانہ وجعل الصدق من شانہ حتے انا کنا لنظن ان ملکا ینطق علے لسانہ اعز اللہ بالاسلام الاسلام وجعل حب اللہ قواما الفی وقلوب المتقین
الرھبۃ وفی قلوب المومنین المحبۃ شبھہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بجبریل فظا غلیظا علی الاعداء فمن رکب متلھما رحمہ اللہ علیھما

ترجمہ کسی قسم کی زبردستی نہ تھی۔ اور مین بنی عبد المطلب مین سے پہلا شخص ہون جس نے ابوبکر کے ہاتھ پر بیعت کا طریقہ شروع کیا باوجودیکہ ابوبکر کو خود اس خلافت کی خوشی نہ تھی وہ چاہتے تھے کہ ہم مین سے کوئی شخص اس کام کی کفایت کرے اور ابوبکر کی شان یہ تھی کہ رسول اللہ کے بعد جو لوگ باقی رہے تھے واللہ ابوبکر ان سب سے بہتر تھے رحمت کی صفت مین سب سے بڑھکر رحیم تھے اور رافت مین سب سے افضل تھے اور تقوے و دیانت مین سب سے بڑھکر پرہیزگار تھے اور بعد رسول اللہ کے سن مین بھی باقیون سے بڑے تھے۔ اور ایمان لانے مین بھی سب سے مقدم تھے اور رافت و رحمت مین ابوبکر ایسی فضیلت رکھتے تھے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اُن کو میکائیل سے مشابہ کیا اور عفو و وقار مین ایسے بہتر تھے کہ آنحضرت نے اُن کو ابراہیم خلیل اللہ سے مشابہ کیا پھر ابوبکر رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے قدم بقدم چلتے رہے یہانتک کہ اسی طریقہ پر منزل مقصود کو چلے گئے اللہ تعالےٰ اُن پر رحمت فرماوے پھر اُن کے بعد عمر بن الخطاب متولی و خلیفہ ہوئے اور مین اُن لوگون مین تھا جو اُن کے خلیفہ ہونے پر (ابتداء سے) راضی ہوئے تھے[1] پس عمر رضہ نے اس معاملہ کو حضرت رسول اللہ اور اُن کے یار غار کے طریقہ پر بہت ٹھیک قائم رکھا کہ ہر معاملہ مین انہین دونون صاحبون کے نشان قدم پر چلتے رہے جیسے اونٹنی کے پیچھے اس کا بچہ قدم بقدم چلتا ہو اور بے شک واللہ عمر کی شان یہ تھی کہ مومنین و ضعفاء پر نرمی و رحمت رکھنے والے اور مظلومون کے مددگار تھے اور ظالمون پر سخت و شدید تھے اور اللہ تعالےٰ کے معاملہ مین کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہ ڈرتے اور اللہ تعالےٰ نے حق ان کی زبان پر روان کیا تھا اور صدق ان کی ہر شان سے ظاہر فرمایا تھا۔ یہانتک کہ واللہ ہم لوگ گمان رکھتے تھے کہ کوئی خدائی فرشتہ عمر رضی کی زبان سے بولتا ہے جب وہ اسلام لائے تو اللہ تعالےٰ نے اُن سے اسلام کو عزت دیدی اور ان کی ہجرت مدینہ سے دین کا قوام ایسا مضبوط ہوا کہ مدینہ کے منافقون کے دلون مین ان کی طرف سے خوف ہما گیا۔ اور مومنون کے دلون مین ان کی محبت بھر گئی اور رسول اللہ صلعم نے اُن کو جبرئیل سے تشبیہ دی کہ دشمنان خدا اور رسول پر بہت سخت و شدید تھے اللہ تعالےٰ ان دونون اصحاب پر رحمت فرماوے ۔

[1] یہ اشارہ ہے کہ حضرت طلحہ وغیرہ بعض نے حضرت ابوبکر رضہ سے کہا تھا کہ عمر کو آپ خلیفہ کرتے ہین۔ وہ بہت سخت مزاج ہین اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نہین۔ بلکہ جس کو آپ خلیفہ کرین وہی ہمارا پسندیدہ ہے ۱۲

ورزقنا المضي على سبيلهما فمن احبني فليحبهما ومن لم يحبهما فقد بغضني وانا منه بريء ولو كنت تقدمت اليكم في امرهما لعاقبت على هذا اشد العقوبة الا فمن اثبت به يقول بعد هذا اليوم فان عليه ما على المفتري الا وخير هذه الامة بعد نبيها ابو بكر وعمر ثم ان الله علم بالخير ان هو اقول قولي هذا واستغفر الله لي ولكم وفي الحديث عن ابي سيلمن انه قال عن علي قال يخرج في آخر الزمان قوم لهم بدع يقال لهم الرافضة يتخاونون شيعتنا ويلبسوا من شيعتنا واية ذلك انهم يشتمون ابا بكر وعمر ان ما ادركتهم فاقتلوهم فانهم مشركون ذكر تلبيس ابليس على الباطنية قال المصنف لباطنية قوم يستترون بالاسلام وما لوا الى الرافض وعقائدهم واعمالهم تباين الاسلام بالمرة فحاصل قولهم تعطيل الصانع وابطال النبوة والعبادات وانكار البعث ولكنهم لا يظهرون هذا قول امرهم بل يزعمون ان الله حق ومحمد رسول الله والدين صحيح لكنهم يقولون ذلك لمن لم يعرف باطنهم وقد تلاعبهم ابليس فبالغ وحسن لهم مذاهب مختلفة ولهم نهاية اسماء الاسم الاول الباطنية سموا بذلك لانهم يدعون ان لظواهر القرآن والاحاديث بواطن مخزونة والظواهر مرمية الى العوام انما يصورتها توهم الجهال صورة الباطنية

ترجمہ اور ہم کو اُن ہی کے طریقہ پر اپنی منزل مقصود کو پہونچ جانا نصیب کرے اب ان دونوں کی مثل تمہارے واسطے کون ہے آگاہ رہو کہ جو کوئی مجھ سے محبت کرتا ہو وہ ضرور ان دونوں سے محبت کرے اور جو کوئی اُن دونوں سے محبت نہ کرے تو واللہ اُس نے مجھ سے بغض و دشمنی کی اور میں بھی اُس سے بیزار ہوں اور اگر میں نے پہلے سے یہ بات تم سے کہدی ہوتی تو اُس وقت جب میں نے بعض لوگوں کی بدگوئی سنی تھی تو بدگو کو سخت عذاب کی سزا دیتا ولیکن اب خبردار رہو کہ اگر آیندہ میں نے کسی بدگو کا حال سنا اور وہ ثابت ہو گیا تو اُس پر میں وہ سزا شدید قائم کروں گا جو مفتری کی حد ہے (یعنی پاک پاکیزہ مرد و عورت کو بہتان لگانے والے کی سزا اسّی کوڑے) اور آگاہ رہو کہ اس امت میں بعد نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے سب سے بہتر ابو بکر و عمر ہیں پھر ان کے بعد اللہ تعالیٰ جانے کہ بہتری کہاں ہے اقول قولی هذا واستغفر الله لي ولكم حضرت امیر المومنین علی رضہ سے روایت ہے کہ آخر زمانہ میں ایک قوم ہوگی جو ہمارے شیعہ و دوستدار ہونا ظاہر کریں گے بدگوئی کریں گے وہ رافضہ کہلاویں گے وہ لوگ ہرگز ہمارے شیعہ نہیں ہیں اور اُن کی پہچان یہ ہے کہ وہ لوگ حضرت ابو بکر و عمر کو بُرا کہیں گے اُن کو تم جہاں کہیں پاؤ قتل کرنا کیونکہ وہ لوگ مشرک ہیں **باطنیہ فرقہ پر تلبیس ابلیس کا بیان** مصنف یہ کہتا ہے کہ باطنیہ ایک فرقہ ہے جس نے اسلام کے پردے میں اپنے آپ کو چھپایا۔ اور رفض کی طرف جھکے اور اُن کے عقائد و اعمال سب اسلام سے بالکل مخالف ہیں چنانچہ اُن کے قول کا خلاصہ یہ ہے کہ صانع بے کار ہے اور نبوت باطل ہے اور عبادات بے فائدہ ہیں اور بعث و حشر و نشر کا کہنا ولیکن وہ لوگ بتدریج اس کسی سے ظاہر نہیں کرتے بلکہ ظاہر یہ کرتے ہیں کہ اللہ حق ہے اور محمد رسول اللہ ہیں اور دین صحیح ہے ولیکن باطن میں خفیہ ان سب سے منکر ہیں اور ابلیس نے ان کو اپنا مسخرہ بنایا ہے اور پورا مسخرہ کر دیا اور عجب طرح کے واہی مذاہب اُن پر جاری ہیں اور اُن کے آٹھ نام ہیں (**اول**) باطنیہ اس وجہ سے کہ وہ لوگ کہتے ہیں کہ قرآن و حدیث کا باطنی معنی ہیں اور وہ مغز ہیں اور ظاہری معنی چھلکا ہیں اور قرآن نے اپنے ظاہری صورت سے جاہلوں کو ان مسائل میں

وهي عند العقلاء رموز واشارات الى حقائق خفية وان من تقاعد عقله عن الغوص على
الخفايا والاسرار والبواطن والاغوار وقنع بظواهرها كان تحت الاغلال التي هي تكليفات الشرع
ومن ارتقى الى علم الباطن انحط عنه التكليف واستراح من اعبائه قالوا وهم المرادون بقوله تعالى
ويضع عنهم اصرهم والاغلال التي كانت عليهم ومرادهم ان يدعوا عن العقاد المرتجب
الظواهر ليقدروا بالتحكم بدعوى الباطن على ابطال الشرائع الاسم التاسع الاسماعيلية قال
المصنف نسبوا الى زعيمهم يقال له محمد بن اسماعيل بن جعفر ويزعمون ان دور الامامة انتهى
اليه لانه سابع واحتجوا بان السموات سبع والارضين سبع وايام الاسبوع سبعة فدل على ان
دور الائمة تم بسبعة وعلى هذا فما يتعلق بالسبع يلتصقونه فيقولون الى العباس ابنه عبد الله ثم ابنه علي ثم ابنه محمد بن علي ثم ابراهيم ثم
السفاح ثم المنصور وذكر ابو جعفر الطبري في تاريخه قال قال علي بن محمد عن ابيه ان رجلا من الريوندية الى ابيه زعم ان الروح كان في
سليمان كما يقال الابلق وكان ابو مسلم يكنى بالعبد المؤدي الريوندية الى زعم ان الروح التي كانت في عيسى بن مريم صارت في علي بن ابيطالب
في الائمة واحدا بعد واحد الى ابراهيم بن محمد وانتقلت الى ابي مسلم وكان ابو مسلم يدعو الجماعة الى مقالته فيطعمهم ويسقيهم ويحملهم على امرأته

ترجمہ اور وہ عاقلون کے نزدیک رموز و اشارات بحقائق خفیہ ہین۔ اور جس شخص کی عقل ان حقائق تک نہ پہونچے۔ تو وہ
ظاہری تکلیفات شرع کے تحت مین گرفتار رہیگا۔ اور جو کوئی علم باطن تک پہونچ گیا۔ اُس سے تکلیفات شرعی ساقط ہوجاتی ہین
اور کہا کہ قولہ تعالے یضع عنہم اصرھم الآیہ مین یہی لوگ مراد ہین اور اُس گمراہ فرقے کا مطلب یہ ہے کہ اس ذریعے سے جب ظاہری
احکام کا موجب نہ رہا تو شریعت کو مٹانے پر قابو حاصل ہوگا (دوم) اسماعیلیہ کیونکہ اُن کا یہ زعم ہے۔ کہ محمد بن اسمٰعیل بن جعفر کی
طرف منسوب ہین (مترجم کہتا ہے کہ دیگر کتب مین اسمٰعیل بن جعفر بن محمد الباقر لکھا ہے) اور یہ لوگ مدعی ہین کہ امامت کا دورہ
اسی بزرگ پر منتہی ہوا ہے کیونکہ یہ شخص ساتوان ہے اور ساتوین پر خاتمہ ہوتا ہے اس لیئے کہ آسمان سات ہین اور زمین سات اور
ہفتہ سات دن ہے۔ تو امامت کا دورہ بھی ساتوین پر تمام ہوا۔ وعلی ہذا منصور عباسی سے اسی معاملہ کا تعلق ہوا چنانچہ عباسی
پھر اُن کا فرزند عبد اللہ رضی اللہ عنہما۔ پھر علی بن عبد اللہ پھر محمد بن علی پھر ابراہیم بن محمد پھر سفاح پھر منصور یعنی منصور ساتوان
پڑتا ہے پس ابو جعفر طبری نے تاریخ مین ذکر کیا کہ علی بن محمد نے اپنے باپ سے روایت کی کہ راوندیہ مین سے ایک شخص اُن
کے پاس آیا اور زعم کیا کہ تو ہی وہ رُوح ہے جو عیسے ع سے متعلق ہوئی تھی اور اس شخص کو ابلق کہا کرتے تھے۔ کیونکہ جابجا اُس
مین برص کے داغ تھے۔ پھر یہ شخص گیا۔ اور راوندیہ کو اس گمراہی کی طرف بلایا۔ اور بیان کیا۔ کہ جو رُوح عیسے بن مریم مین
تھی۔ وہ علی بن ابی طالب مین آئی۔ پھر یکے بعد دیگرے امامون مین آتی رہی۔ یہان تک کہ ابراہیم بن محمد
مین پہونچی اور اس فرقہ نے محرمہ عورتون وغیرہ کو حلال کرلیا۔ حتے کہ ان مین سے بعض شخص ایک جماعت کو
دعوت کے لیے اپنے یہان بلاتا۔ اور اُن کو کھانا کھلا کر شراب پلا کر اپنی عورتون کے پاس پہونچا دیتا۔

فبلغ ذالك ابيد بن عبد الله فقتلهم وصلبهم فلم يزل ذالك فيهم الى اليوم وعبدوا ابا جعفر وضعدوا الخضراء والقوا انفوسهم كانهم يطيرون فلا يبلغون الى الارض الا وقد هلكوا وخرج جماعتهم على الناس في السلاح واقبلوا يصيحون يا ابا جعفر انت انت **الاسم الثالث السبعينة** لقبوا بذالك لامرين احدهما اعتقادهم ان ادوار الاماتة سبعة سبعة على ما بينا وان الانتهاء الى السابع هو اخر الادوار وهو المراد بالقيامة وان تعاقب هذه الادوار الى اخره والثاني لقولهم ان تدبير العالم السفلي منوط بالكواكب السبعة زحل ثم المشتري ثم المريخ ثم الشمس ثم الزهرة ثم عطارد ثم القمر **الاسم الرابع البابكية** قال المصنف وهو اسم لطائفة منهم تبعوا رجلا يقال له بابك الخرمي وكان من الباطنية واصله انه ولد زنا فظهر في بعض الجبال بناحية اذربيجان سنة احدى ومائتين وتبعه خلق كثير وتشجع امرهم واستباح المحظورات وكان اذا علم ان عند احد شيئا جميلا او اختار طلبها فان بعثها اليه والا اتى بيته واخذها وملك على هذا عشرين سنة فقتل مائتي الف وخمسة وخمسين الفا وخمسمائة امرأة وحاربه السلطان فهزم خلقا من الجيش حتى بيت المعتصم افشين فحاربه فجاء ببابك واخيه في سنة ثلث وعشرين

ترجمہ۔ یہ خبر ابید بن عبد اللہ کو پہونچی۔ تو اُس نے اُن لوگون کو قتل کر کے سولی دے دی۔ ولیکن اب تک اُن مین جو لوگ باقی ہین اُن کا یہی طریقہ ہے۔ اور ابو جعفر (منصور) کی بندگی کرتے ہین۔ اور اُنہون نے خضرا پر چڑھکر وہان سے ہاتھ پھیلائے۔ جیسے چڑیان بازو پھڑپھڑاتی ہین۔ گویا یہ لوگ اڑتے تھے اور اپنے آپ کو نیچے گرایا۔ اور ہنوز زمین تک نہ پہونچے تھے کہ مر گئے اور ان کی جماعت ہتھیار بند ہوکر لوگون پر نکلی اور چلانے لگی کہ اے ابو جعفر تم ہو تم ہو (**تیسرا نام**) سبعیہ ہی یہ لقب دو وجہ سے دیا گیا (ایک) یہ کہ ان کا یہ اعتقاد ہی کہ امامت کا دورہ سات سات ہے۔ جیسا کہ ہم نے سابق مین بیان کیا۔ اور ساتوین پر انتہا ہوتی ہی اور یہ آخری دورہ ہے۔ اور قیامت سے یہی مراد ہے اور دورے اسی طرح بے انتہا چلے جائین گے اور قیامتین ہر سات کی ختم پر ہوتی رہین گی کہین خاتمہ نہوگا وجہ (دوم) یہ کہ ان کا یہ اعتقاد ہے۔ کہ عالم ارضی کی تدبیر سات ستارون کے حوالے ہے۔ یعنی زحل و مشتری و مریخ و آفتاب و زہرہ و عطارد و قمر اور یہ اسی ترتیب سے ہین۔ **چوتھا نام**۔ بابکیہ یہ ان مین سے ایک گروہ کا لقب ہے یہ لوگ بابک مجوسی کے تابع تھے۔ وہ باطنیہ مین سے تھا۔ اور اُس کی اصلیت یہ تھی کہ وہ ولد الزنا تھا اور آذربیجان کے نواح مین ایک پہاڑ مین ۲۰۰ھ ہجری مین ظاہر ہوا اور بکثرت خلقت اس کے تابع ہوگئی اور اس کا زور کثرت سے بڑھ گیا اور اُس نے ممنوعات کو حلال کر لیا۔ اور جب اُس کو خبر ملتی۔ کہ فلان کے پاس خوبصورت دختر ہے۔ یا بہن ہے۔ تو اُس سے طلب کرتا۔ اگر اُس نے بھیج دی۔ تو خیر۔ ورنہ اُس کو گرفتار کر کے مار ڈالتا۔ اور عورت کو لے لیتا۔ اور اسی حرامزادگی پر (۲۰) برس برس تک اُن پہاڑی قلعون پر قابض رہا۔ اور اُس نے دو لاکھ پچپن ہزار پانچ سو آدمی قتل کیے۔ اور سلطان نے اس سے لڑائی کی اور اُس نے بہت سے لشکرون کو بھگا دیا۔ آخر معتصم نے افشین سردار کو اُس کی لڑائی کے لیئے مامور کیا۔ افشین نے بابک کو گرفتار کر کے مع اُس کے بھائی کے سنہ ۲۲۳ھ

فلما دخل قال لبابك اخوه بابابك قد علمت ما لم يعلمه احد فاصبر الان صبرا لم يصبر احد فقال ستری صبری فامر المعتصم بقطع يده فقطعت بعينه فسمع بالدم وجهه فسئل عن ذلك فقال خفت ان يراني وجهي صفرة فيظن اني قد جزعت من الموت فقطعت اربعته ثم ضربت عنقه وضربت عليه النار وفعل مثل ذلك باخيه فما فيهما من صبر ومن بقي من البابكية جماعة يقال ان لهم ليلة في كل سنة يجتمع فيها رجالهم ونساؤهم ثم يطفئون السرج ثم يبتدأ هضور للنساء فيثب كل رجل منهم الى امرأة ويزعمون ان من حظي على امرأة استحلها بالاصطياد كان الصيد مباحا الاسم الخامس

الحمرة قال المصنف سموا بذلك لانهم صبغوا ثيابهم بالحمرة في ايام بابك

نصبروا

الاسم السادس

القرامطة وقال المصنف المؤرخين في سبب تسميتهم بهذا قولان احدهما ان رجلا من اهل خراسان قدم سواد الكوفة فاظهر الزهد ودعا الى الامام من اهل بيت الرسول عليه السلام ونزل على رجل يقال له كرمينة لقب بهذا لحمرة عينيه وهو بالنبطية حمار العين فاخذ له امير تلك الناحية فحبسه وترك مفتاح البيت تحت رأسه ثم فرقت له جارية فاخذت المفتاح ففتحت البيت واخرجته ورددت المفتاح الى مكانه فلما طلب لم يوجد فزاد افتتان الناس به فخرج الى الشام فسمي كرمتيه

ترجمہ بعد اور روانہ کیا۔ اُس وقت اُس کے بھائی نے کہا کہ اے بابک تو نے وہ کام کیا جو کسی نے نہیں کیا۔ اب تجھے ایسا صبر بھی کرنا چاہیے جو کسی نے نہ کیا ہو۔ بابک نے کہا کہ اچھا تو میرا صبر دیکھے گا۔ پس معتصم نے اُس کے ہاتھ کاٹے جانے کا حکم دیا تو اُس نے خون سے اپنا منہ رنگ لیا۔ لوگوں نے پوچھا تو اُس نے کہا کہ ایسا نہ ہو میرے چہرے پر زردی نظر آوے۔ تو یہ کہا جاوے کہ بابک موت سے ڈر گیا۔ پھر اُس کے چاروں ہاتھ پاؤں کاٹے گئے۔ اور گردن ماری گئی اور آگ میں جلا دیا گیا اور اُس کے بھائی کا بھی یہی انجام ہوا اور باوجود اس کے اُن میں سے کسی کے مُنہ سے چیخ کی آواز نہیں نکلی **مصنف** رح نے کہا کہ بابکیہ میں سے ایک جماعت باقی رہی ہے اور کہتے ہیں کہ سال میں ان کی ایک رات خوشی کی مقرر ہے (یہ عید غدیر خم کے نام سے معروف ہے) اس میں عورتیں اور مرد سب ایک مکان میں جمع ہوتے ہیں آخر چراغوں کو گل کر دیتے ہیں اور ہر ایک مرد دوڑ کر ایک عورت کو گرفتار کر کے اُس کے ساتھ بدفعلی کرتا ہے اور کہتے ہیں کہ حلال ہونا بطور شکار کے ہے کیونکہ شکار مباح ہے (**پانچوان نام**) محمرہ ہے۔ اس لیے کہ اُنہوں نے بابک کے زمانہ میں اپنے کپڑے سُرخ رنگے تھے (**چھٹا نام**) قرامطہ اس نام کی وجہ تسمیہ مورخین کے نزدیک دو ہیں۔ ایک یہ کہ خراسان کا ایک شخص سواد کوفہ میں گیا وہاں عابد زاہد بن گیا اور لوگوں کو اہل بیت کے امام کی طرف بلایا اور ایک شخص مسمی کرمیہ کے یہاں اُترا تھا۔ جس کو آنکھ کی سُرخی کی وجہ سے کرمتیہ کہتے تھے اس لیے کہ دیہات کی زبان میں اس کے یہی معنی ہیں پھر اس نواح کے سردار نے اُس کو گرفتار کر کے قید خانہ میں ڈالا اور قفل کی کنجی اپنے تکیہ کے نیچے رکھ لی پھر سردار کی لونڈی نے ترس کھا کر کنجی نکال کر قید خانہ کھول کر اُس کو بھگا دیا۔ اور دروازہ بند کر کے کنجی بدستور اپنی جگہ رکھ دی۔ صبح کو جب یہ امر مشہور ہوا تو لوگ زیادہ معتقد ہو کر فتنہ میں پڑے۔ اور شخص مذکور شام میں پہونچا۔ اور وہاں اپنے میزبان کرمتیہ کے نام سے

یاسمہ لذلک کان ذا کلاعلیہ ثم خففت فقیل قرمط ثم توارث مکانہ اولادہ واھلہ والثانی ان القوم
اقتبلوا بہذا النسبۃ الی رجل یقال لہ حمدان قرمط کان احد دعاتھم فی الابتداء فاستجاب لہ جماعۃ
فسموا قرامطۃ وقرمطیۃ وکان ھذا الرجل من اھل الکوفۃ وکان یمیل الی الزھد فصار احد دعاۃ الباطنیۃ
فی طریق وھو متوجہ الی قریۃ وبین یدیہ بقرۃ یسوقھا فقال حمدان لذلک الراعی وھو لا یعرف ابن مقصدک
فذکر قریۃ حمدان فقال لہ ارکب بقرۃ من ھذہ لئلا تتعب فقال انی لم اومر بذلک فقال وکانک
لا تعقل الا بامر قال نعم قال ویامر من تعمل قال یامرنی مالکی ومالک الدنیا والاخرۃ فقال ذاک اذن رب
العلمین فقال لہ صدقت قال فما غرضک فی ھذہ القریۃ التی تقصدھا قال امرت ان ادعو اھلھا
من الجھل الی العلم ومن الضلالۃ الی الھدیٰ ومن الشقاء الی السعادۃ ان استنقذ ھیر ورطۃ
الذل والفقر واملکھم ما یستغنون بہ عن الکذب فقال لہ حمدان انقذنی انقذ اللہ
وافض علی من علم ما تجیبنی بہ فما اشد احتیاجی الی مثل ما ذکرتہ فقال ما
امرت ان اخرج المسرا لمخزون الی کل احد الا بعد الثقۃ بہ والھدایہ

ترجمہ منسوب ہوا ہے اس کو فرد والے اس نام سے وہاں پھر اس میں رفتہ رفتہ تخفیف ہوکر کہا گیا قرمطہ ہوگیا اور مرجع
اس کے اولاد و اقارب وہاں باقی رہے قول دوم یہ کہ یہ نسبت ایک شخص کی طرف ہے جس کو حمدان قرمط کہتے تھے اور وہ
ابتداء میں باطنیہ کا ایک داعی تھا اس کا کہنا ایک جماعت نے مان لیا تو وہ قرمطی کہلائے اور یہ شخص پہلے تو زہد و فقر کی طرف مائل
تھا لیکن جاہل تھا اور کوفہ کا رہنے والا تھا اتفاقاً وہاں سے ایک گاؤں کو جاتا تھا اور گاؤں کا گھر اپنے ساتھ لیے جاتا تھا راہ میں
اُس کو باطنیہ فرقہ کا ایک شخص مل گیا وہ بھی اسی گاؤں کا قصد رکھتا تھا تو حمدان نے اس باطنی سے جو باطنیہ فرقہ کی طرف لوگوں کو
دعوت کیا کرتا تھا پوچھا کہ آپ کہاں جائیں گے اور اُس کو یہ نہیں معلوم تھا کہ یہ باطنیہ کا داعی ہے داعی نے اُس گاؤں کا نام لیا جس
میں حمدان جاتا تھا۔ حمدان نے کہا کہ آپ ان گاؤں میں سے کسی گاؤں پر سوار ہو لیں تاکہ تھک نہ جائیں داعی نے کہا کہ مجھ پر
کا حکم نہیں دیا گیا ہے حمدان نے کہا کہ آپ کوئی کام بغیر حکم نہیں کرتے پھر آپ کس کے حکم پر عمل کرتے ہیں داعی نے کہا کہ میں اپنے
مالک اور پھر مالک دنیا و آخرت کے مالک کے حکم پر عمل کرتا ہوں۔ حمدان نے کہا کہ پھر یہ تو اللہ رب العالمین ہے باطنی کذاب منافق
نے کہا کہ ہاں تو نے سچ کہا حمدان نے پوچھا کہ جس گاؤں میں آپ جاتے ہیں وہاں آپ کا کیا مقصد ہے داعی نے کہا کہ وہاں کے لوگوں کو
جہالت سے علم کی جانب اور گمراہی سے ہدایت کی جانب اور شقاوت سے سعادت کی جانب لاؤں اور اُن کو ذلت و فقیری کی گرداب سے
نکالوں اور اُن کو اس قدر دیدوں جس کی وجہ سے وہ گداگری سے تونگر ہو جاویں حمدان نے کہا کہ خدا آپ کا بھلا کرے مجھ بھی اس گرداب
جہالت ضلالت سے نکال لیجیئے اور اپنے علم کا فیضان مجھ پر فرمایئے جس سے میں زندہ جاوید ہو جاؤں کیونکہ جو کچھ آپ نے ذکر کیا مجھ اس کی شد
ضرورت ہے داعی مکار نے کہا کہ مجھ پر حکم نہیں ہے کہ حقیقت کا بھید ہر شخص سے ظاہر کروں جب تک اُس پر بھروسہ نہ کر لوں اور اس سے عہد و

فقال ذکر عهدک فانی ملتزم له فقال ان تجعل لی والامام علی نفسک عهد الله وميثاقه ان لا تخرج سرا الامام
الذی القیه ولا تفشی سرہ ایضا فالتزم حمدان عهده ثم اندفع الداعی فی تعلیمه فنون جهله حتی استغواه
فاستجاب له ثم انتدب للدعاء وصار اصلا من اصول هذه البدعة فسمی اتباعه القرامطة والقرمطیة ثم لم یزل
بنوه واهله یتوارثون مکانه وکان اشدهم باسا رجل یقال له ابوسعید ظهر فی ستة ست وثمانین
ومائتین وقوی امره وقتل ما لا یحصی من المسلمین وخرب المشاهد واحرق المصاحف وقتل الحاج عند
الحجر الاسود واصحابه سننا
واخبرهم بحالاته وکان اذا قال یقول قد وعدت النصرة فی هذه الساعة فلما مات بنوا علی قبره قبة
وجعلوا علی رأسها طائرا من جص وقالوا اذا طار هذا الطائر خرج ابوسعید من قبره وجعلوا عند القبر
فرسا وخلعة ثیاب وسلاحا وقد سول ابلیس هذه الجماعة انه من مات وعلی قبره فرس حشر الکبار و
ان لم یکن فرس حشر ماشیا وکان اصحاب ابی سعید یصلون علیه اذا ذکروه ولا
یصلون علی رسول الله صلی الله علیه وسلم فاذا سمعوا من یصلی علی رسول الله صلی الله علیه وسلم یقولون انا کل
رزق ابی سعید ونصلی علی ابی القاسم وخلف بعده ابنه ابوطاهر ففعل مثل فعله وهم علی الکعبة فاخذ ما

ترجمہ حمدان نے کہا کہ آپ اپنا عہد ذکر کیجیے میں دل وجان سے اُس کو لازم کرلوں گا۔ داعی نے کہا کہ تو میرے لیے اور امام وقت
کے لئے اپنی جان پر اللہ تعالیٰ کا عہد و میثاق رکھ کہ تو امام کا بھید جو میں تجھ سے ظاہر کروں وہ کسی سے بیان نہ کرا ور میرا بھید بھی کسی سے
مت کہہ حمدان نے اسی طرح عہد و میثاق دیا۔ پھر داعی نے اُس کو ضلالت کے فنون سے تعلیم دینا شروع کیا یہانتک کہ اُس کو راہ سے
گمراہ کرلیا۔ پھر یہ شخص حمدان خود اس گمراہی کا ایک جاہل پیشوا بن گیا اور اس بدعت کا سرغنہ ہوگیا اور اس کے تابعین اسی کے نام سے
قرمطیہ یا قرامطہ کہلانے لگے اور بجائے اس کے برابر اُس کی اولاد و نسل سے قائم مقام ہوتے رہے اور ان میں سے سخت جنگی مکار ایک
شخص ابوسعید قرمطی تھا جو ۲۸۶ھ میں ظاہر ہوا۔ اور اُس کا کام مستحکم ہوگیا اور اُس نے بے شمار آدمی قتل کیے اور بہت مسجدیں
منہدم کیں اور صدہا مصاحف مجید جلا دیے اور بہت سے حاجیوں کے قافلے لوٹ لیے اور اپنے لوگوں کے لیے نئے نئے طریقے
نکالے اور بہت سی محال باتوں کو اُن کے ذہن نشین کیا اور جب لڑائی لڑتا تو کہتا کہ مجھے اسی دم فتح وظفر کا وعدہ دیا گیا ہے اور
جب وہ مرا تو لوگوں نے اُس کی قبر پر قبہ بنایا اور اُس پر گچ کی ایک چڑیا بنائی اور لوگوں کو بھکایا کہ جب یہ چڑیا اُڑے گی تو اُسی
زمانہ میں ابوسعید اپنی قبر سے نکلے گا اور ان گمراہوں نے اُس کی قبر کے پاس گھوڑا جوڑا ہوا ہتھیار رکھے تھے اور ابلیس نے اس
گمراہ فرقے کے خیال میں یہ بات جمائی کہ جو مرا اور اُس کی قبر کے پاس گھوڑا نہ ہو تو بھوک سے تڑپ کے مرگیا۔ تو وہ جب اُٹھے گا
تو سوار ہوگا اور اگر گھوڑا نہ ہوا تو پیادہ ٹھوکریں کھائے گا۔ اور ابوسعید مذکور کے تابعین گمراہ جب اُس کا نام آتا تو درود پڑھتے اور
رسول اللہ صلعم کے ذکر مبارک پر درود نہ پڑھتے اور کہتے کہ ہم رزق ابوسعید کا کھاتے ہیں تو کیوں ابوالقاسم پر درود پڑھیں اور اس کے بعد
اُس کا بیٹا ابوطاہر قائم مقام ہوا اور اُسی کی مانند بدکاریاں کرنے لگا یہانتک کہ اچانک اُس نے کعبہ پر ہجوم کیا اور وہاں جو کچھ

فهما من الدخان ورقع الحجر الاسود فحمله الى بلده واوهم الناس انه الله عز وجل الاسم السباع الحرمية وحرم لفظ العجمي ينبئ عن الشئ المستلذ المستطاب الذي يرتاح الانسان اليه ومقصود هذا الاسم تسليط الناس على اتباع اللذات وطلب الشهوات كيف كانت وعلى بسط التكليف وحط اعباء الشرع عن العباد وقد كان هذا الاسم لقبا للمزدكية وهم اهل الاباحة من المجوس الذين تبعوا في ايام قباذ واباحوا النساء المحرمات واحلوا كل محظور فسمي هؤلاء بهذا الاسم لمشابهتهم اياهم في نهاية هذا المذهب وان خالفوهم في مقدماته الاسم الثامن التعليمية لقبوا بذلك لان مبدأ مذهبهم ابطال الرأي وافساد تصرف العقول ودعاء الخلق الى التعليم من الامام المعصوم وانه لا يدرك العلوم الا بالتعليم فصل في ذكر السبب الباعث لهم على الدخول في هذه البدعة قال المصنف اعلم ان القوم اراد وا الانسلال من الدين فتشاوروا الجماعة من المجوس والمزدكية والثنوية وملحدة الفلاسفة ستنباط تدبير يخفف عنهم ما نابهم من استيلاء اهل الدين عليهم حتى اخرسوهم عن النطق بما يعتقدونه من انكار الصانع وتكذيب الرسل وجحد البعث

ترجمہ چڑھاوا تھا۔ سب لوٹ لیا اور حجر اسود کو اُکھاڑ کر اپنے شہر مین لے گیا اور لوگون کے ذہن مین جمایا کہ وہی اللہ تعالےٰ ہے (**ساتوان نام**) جرمیہ ہے اور جرم عجمی لفظ ہے جس کے معنی لذیذ عیش کی چیز جس کے واسطے آدمی کا نفس راغب ہوتا ہے اور اس نام سے قصد یہ تھا کہ لوگ ہر قسم کی لذت و شہوت حاصل کرین جس طرح اُن کو حاصل ہو سکے اور شرع مین جس پر سیر کاری و پاکیزگی کے لیے انسان مہذب کیا گیا ہے یہ سب طے کر دیا اور بندون سے شرعی خلعت اُتار ڈالی اور اصل مین یہ لفظ مجوسی مزدکیہ فرقہ کا تھا۔ جنہون نے مجوس کو ہر قسم کے فواحش مباح کر دیے تھے یہ لوگ قباد بادشاہ کے زمانے مین نکلے تھے اور جہان کی سب عورتین ہر شخص کے لئے مباح کر دی تھین اور ہر ممنوع چیز حلال کر دی تھی تو اُنہین کی مشابہت سے اس فرقۂ باطنیہ کا نام رکھا گیا کیونکہ اگرچہ ابتدائی تصورین باطنیہ و مزدکیہ مین اختلاف ہو۔ لیکن اِن کے اور اُن کے ایمان کا انجام ایک ہی ہے +

(**آٹھوان نام**) تعلیمیہ ہے یہ لقب اس لیے دیا گیا کہ ان کے مذہب کی بنیاد اسی پر ہے کہ عقل کو بالائے طاق رکھین اور کچھ بھی سمجھ کر کام نہین اور جو کچھ امام معصوم کہے اُسی کو قبول کرین اور اُسی کی تعلیم کی طرف خلق کو دعوت کرین اور اسی کی تعلیم کے بغیر علم نہین حاصل ہوتا **فصل** اس بات کا بیان کہ یہ لوگ اس بدعت ضلالت مین داخل ہوئے یعنی اس ضلالت کو ایجاد کرنے مین باطنیون کا کیا مطلب تھا۔ **مصنف** رح نے کہا۔ کہ اس قوم نے دین و شریعت سے جدا ہو جانے کا قصد کیا۔ تو اس کے لیے مجوس اور مزدکیہ و ثنویہ و ملاحدہ فلاسفہ کے لوگون سے مل کر مشورہ کیا۔ کہ ایسی کوئی تدبیر نکالین۔ کہ اس پریشانی سے نجات ہو۔ جو اہل اسلام کے استیلاء سے اُن پر طاری ہوئی ہے۔ کیون کہ اہل اسلام نے عمدہ دلائل سے انکار خدائی و انکار رسالت و حشر مین اُن کی زبان گونگی کر دی ہے

وزعمهم ان الانبیاء یمخرقون ومتمسّون وراوا امر محمد صلی اللہ علیہ وسلم قد استطار فی الاقطار وانهم قد عجزوا عن مقاومته فقالوا لسبیلنا ان نتخذ لعقیدتنا طائفة من فرقهم ازکیهم عقولا واسخفهم آراء واقبلهم للحجارات والتصدیق بالاکاذیب وهم الروافض فنخصهن بالانتساب الیهم ونتودد الیهم بالحزن علی مجری علی آل محمد من الظلم والذل لیمکننا شتم القدماء الذین نقلوا الیهم الشریعة فاذا هان اولیاک عندهم لم یلتفتوا الی ما نقلوا فامکن استدراجهم الی الاختداع علی الدین فان بقی منهم معتصم بظواهر القرآن والاخبار اوهمناهم ان تلک الظواهر لها اسرار وبواطن وان الاختداع بظواهرها حمق وانما الفطنة فی اعتقاد بواطنها ثم نثبت الیهم عقائدنا ونزعم انها المراد بظواهر ما عندکم فاذا تکاثرنا بها فالا سهل علینا استدراج باقی الفرق ثم قالوا وطریقنا ان نختار رجلا ممن یساعد علی المذهب ونزعم انه من اهل البیت وانه یجب علی الخلق کافة متابعته وتتعین علیهم طاعته لکونه خلیفة رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم والمعصوم من الخطأ والزلل من جهة اللہ تعالی ثم لا یظهر هذه الدعوة علی القرب من جوار هذه الخلیفة الذی وسمناه بالعصمة

ترجمہ اور ان گمراہوں نے دیکھا کہ نبوت و شریعت محمدی کا آوازہ چار دانگ عالم میں شائع ہے اور یہ گمراہ کسی طرح اسکا مقابلہ نہیں کر سکتے ہیں تو سب نے مل کر یہ تدبیر نکالی کہ اہل اسلام میں سے ایسے فرقے کو چھانٹو جو عقل سے بدنصیب و اسے میں بودا ہو اور محالات کو قبول کرتا ہو۔ اور بغیر سند کے جھوٹی باتوں کے قبول کرنے میں مشہور ہو۔ اور ایسا فرقہ اُن کو یہ روافض مل گیا تو یہ تدبیر نکالی کہ ظاہر میں روافض کے عقیدے میں شامل ہوں تاکہ قتل عام سے محفوظ ہو جاویں پھر اس فرقہ روافض سے دوستی و چاپلوسی پیدا کریں اور غم و گریہ و ماتم اُن واقعات مصیبت میں ظاہر کریں جو آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ظالموں کے ہاتھوں سے پیش آئے ہیں اس حیلہ سے بزرگان قدیم کو لعن طعن کرنے کا پورا موقع ہاتھ آویگا ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ جن سے شریعت نقل ہو کر اُن کو حاصل ہوئی ہو۔ اور جب ان ہی پر لعن طعن کرنا اس فرقہ روافض کے کانوں پر آسان ہو جائے گا۔ تو جو کچھ امر شریعت و قرآن اُنہوں نے نقل کیا ہے اُس کی قدر بھی اس احمق فرقہ کے دل سے کم ہو جائے گی تب بہت آسانی سے یہ موقع ملے گا کہ ان کو شریعت سے نکال کر باہر کیا جاوے اور اگر باوجود اس کے بھی ان میں کوئی کوئی ایسا رہے گا جو ظاہر قرآن کا پابند ہے تو اُس پر یہ جال ڈال کر یہ کہا دیں گے کہ ان ظاہر کے اسرار و باطن ہیں اور فقط ظاہر پر فریفتہ ہونا حماقت ہے اور دانائی یہ کہ حکمت فلسفہ کے موافق ان کے اسرار پر اعتقاد ہو۔ پھر ہم اپنے عقائد ان میں داخل کر دیں گے اور کہیں گے کہ ظاہر سے مراد یہی اسرار ہیں اور اس ذریعے سے باقی قرآن سے تحریف کرنا آسان ہو گا۔ پھر اُنہوں نے عملدرآمد کے واسطے ایسے شخص کو تلاش کیا جو اپنے آپ کو اہل بیت میں سے قرار دے اور اس طریقہ رفض میں اُن کا موافق ہو اور دعوے عام یہ رکھا جاوے کہ تمام اُمت پر اس کی متابعت واجب ہے کیونکہ وہ خلیفۂ رسول اللہ ہے اور خطا و لغزش سے معصوم ہے اللہ تعالیٰ نے ہر پیغمبر کیطرح اسکو معصوم کر دیا ہے اور ان لوگوں نے یہ بھی تجویز کیا کہ اس گمراہ سے ہو کے معصوم خلیفہ کے قرب و جوار میں اُسکی

فان قرب الدار يهتك الاستار واذا بعدت الشقة وطالت المسافة فمن يقدر المستجيب الدعوة
ان يفتش حال الاه او يطلع على حقيقة امره وقصدهم بهذا كله الملك والاستيلاء على اموال الناس و
الانتقام منهم لما عاملوهم به من سفك دمائهم ونهب اموالهم وقد ما فهذا غاية مقصدهم ومبدأ
امرهم فصل وقال المصنف وللقوم حيل في استنزال الناس فمنهم يميزون من يجوز ان يطمع في
استدراجه ممن لا يطمع فيه فاذا طمعوا في شخص نظروا في طبعه فان كان مائلا الى الزهد دعوه الى الامانة
والصدق وترك الشهوات وان كان مائلا الى الخلاعة قرروا في نفسه ان العبادة بله وان الورع حماقة
وانما الفطنة في اتباع اللذات من هذه الدنيا الفانية ويسئلون عن ذي مذهبه ما يليق بمذهبه ثم
يشككونه فيما يعتقده فيستجيبهم اما رجل بله او رجل من ابناء الاكاسرة
او اولاد المجوس قد انقطعت دولة اسلافه بدولة الاسلام او رجل يميل
الى الاستيلاء ولا يساعده الزمان فيعدونه بنيل امله

ترجمہ کیونکہ جس قدر گھر نزدیک ہوں اسی قدر زیادہ پردہ فاش ہوتا ہے اور جب مسافت دراز ہوگی اور تکلیف شدید لازم
آوے گی تو شخص اُس کی دعوت کا قبول کرنا ان کیا ہے کب کسی کو خیال ہوگا۔ کہ داعی کے ساتھ جا کر معصوم امام کا حال دریافت
کرے یا اُس کی حقیقت حال سے مطلع ہو (بلکہ اسفی داعی پر اکتفا کریں گے) ان سب باتوں سے اس لمحد فرقہ کا مطلب یہ ہے کہ
لوگوں کے مال وملک پر مستولی ہو جاویں اور جیسے قدمائے اسلام نے ان ممالک کو فتح کر کے اموال غنیمت ان اقوام سے حاصل
کیے اور جہاد دین میں ان کے باپ دادے قتل کیے تھے تو اب حیلہ سے ان موجودین مسلمانوں سے انتقام لیں یہ اس فرقہ کی
ابتدا اور اُن کے مقصود کی انتہا رہے (مترجم کہتا ہے کہ ممالک ایران وغیرہ میں بعض فرقہ روافض نے اس فرقہ اسمٰعیلیہ باطنیہ
کے بہت سے مسائل و عقائد وخرافات لے کر اپنے یہاں داخل کیے ہیں نعوذ باللہ من ذلک) **فصل مصنف** کہتا ہے کہ
اس قوم بدکار کے جیسے لوگوں کے پھانسنے میں عجیب ہیں ویسے احمق کو جو اُن کے دام فریب میں آجائے گا دوسرے سے
ممیز کر لیتے ہیں اور جب وہ اُن کی کسوٹی پر آیا تو اس جاہل کی طبیعت دیکھتے ہیں اگر دیکھا کہ وہ زہد و ترک دنیا کی طرف راغب
ہے تو اُس کو امانت وصدق گفتار و ترک شہوات کی دعوت کرتے ہیں اور اگر دیکھا کہ وہ بیباکی اور شہوت کی طرف مائل ہے تو
اُس کو فلسفی بھائی سے قائل کرتے ہیں کہ عبادت بیوقوفی اور تقوے حماقت ہے اور دانائی یہ ہے کہ نفس کو ناحق اس دنیا
کی لذات سے محروم نہ کرے اور ہر مذہب والے کے نزدیک اُس کے مذہب کے موافق تقریریں کر کے قائل کرتے ہیں اور جب یہ
جاہل ان کے فریب میں یہ شک کرنے لگتا ہے کہ وہ پہلے کیسے نادانی کے عقیدہ میں پھنسا تھا تو اُن کی دعوت قبول کر لیتا ہے اور قبول کرنیوالا
یا تو اُجڈ سخت دل بیوقوف ہوتا ہے یا سابق کے ایرانی بادشاہوں یا مجوس کی اولاد میں ہوتا ہے جس کے باپ دادے کی سلطنت بوجہ اسلام کے
فوت کر جاتی رہی یا ایسا شخص جسکا دلی شوق یہ کہ کسی شہر یا قلعہ پر مسلط ہو جاوے۔ ولیکن زمانہ اُس کی مساعدت و موافقت نہیں کرتا تو یہ لوگ اُسکو

او شخص یحب الترفع عن مقامات العوام ویروم بزعمہ الاطلاع علی الحقائق اور افضی یتدین بسبب الصحابۃ او ملحد من الفلاسفۃ والثنویۃ والمتحیرین فی الدین او من قد غلب علیہ حب اللذات وثقل علیہ التکلیف

فصل فی ذکر نبذۃ من مذاہبہم قال ابو حامد الطوسی الباطنیۃ قوم یدعون الاسلام ویمیلون الی الرفض وعقائدھم واعمالھم تباین الاسلام فمن مذاہبہم القول بالہین قدیمین لا اول لوجودھما من حیث الزمان الا ان احدھما علۃ لوجود الثانی قالوا والسابق لا یوصف بوجود ولا عدم ولا ھو موجود ولا ھو معدوم ولا ھو معلوم ولا ھو مجہول ولا ھو موصوف ولا ھو غیر موصوف وحدث من السابق الثانی وھو اول مبدع ثم حدثت النفس الکلیۃ وعندھم ان النبی عبارۃ عن شخص فاضت علیہ من السابق بواسطۃ الثانی قوۃ قدسیۃ صافیۃ وزعموا ان جبرئیل عبارۃ عن العقل الفائض علیہ لا انہ شخص واتفقوا علی انہ لا بد فی کل عصر من امام معصوم قائم بالحق یرجع الیہ فی تاویل الظواہر مساوی النبی فی العصمۃ وانکروا المعاد وقالوا معنی المعاد عود الشیء الی اصلہ وتعود النفس الی اصلہا واما التکلیف فالمنقول عنہم الاباحۃ المطلقۃ واستباحۃ المحظورات

ترجمہ یا وہ ایسا شخص ہوتا ہی جس کے نفس میں عوام الناس کے مراتب سے بڑھ جانے اور افزون رتبہ ہونیکی خواہش ہوتی ہی۔ اور وہ اپنے خیال میں حالات پر مطلع ہونیکا قصد کرتا ہی۔ یا وہ رافضی ہے کہ اس کے نزدیک اصحاب پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دینا بڑی عبادت ہے یا وہ فلسفی۔ یا ثنویہ یا حماقت سے مناقضانہ دین مین متحیر ہے یا وہ شخص ہے جسپر شرعی پابندی بوجھل معلوم ہوتی ہے۔ اور فحش لذات کی چاٹ رکھتا ہے (تو ایسے لوگ ان باطنیہ ملاحدہ کی دام فریب میں گرفتار وخوار ہوجاتے ہیں) **فصل** ملاحدہ باطنیہ کے مذہبی بعض اعتقادات کا ذکر شیخ ابو حامد الطوسی نے کہا کہ باطنیہ ایک قوم ہے جو منہ سے تو اسلام کا دعوی کرتے ہین مگر ان کے عقائد واعمال بالکل اسلام سے مخالف ومباین ہین اور ظاہر مین رفض کی طرف مائل ہین ان کا ایک عقیدہ یہ ہے کہ خدائے قدیم دو ہین اور زمانے کے لحاظ سے ان کے وجود کی ابتدا نہین ہے ولیکن باوجود اس کے ایک علت ہے دوسرے کے واسطے اور کہتے ہین جو سابق ہے اس کو یہ نہین کہہ سکتے کہ وجود ہے یا عدم ہے نہ موجود ہے نہ معدوم ہے اور نہ مجہول ہے نہ معلوم ہے اور نہ موصوف ہے نہ غیر موصوف ہے اور اسی سابق سے دوسرا پیدا ہوا اور یہ اول موجود ہے پھر نفس کلیہ کا وجود ہوا ان کے نزدیک نبی ایک ایسا شخص ہے جسپر خدائے اول سے بواسطہ خدائے دوم کی قوت قدسیہ صافیہ فائض ہوئی اور کہتے ہین کہ جبرئیل اس عقل کو کہتے ہین جو نبی پر فائض ہوئی۔ وہ کوئی ذات نہین ہے اور کہتے ہین کہ ہر زمانہ مین ایسے نبی کے مثل امام معصوم ضرور ہونا چاہیے جو حق کے ساتھ قائم ہو اور وہی ظاہر کی تاویل بتلایا کرے اور کہتے ہین کہ آخرت کوئی چیز نہین ہے بلکہ کہتے ہین کہ معاد کے معنی یہ ہین کہ کوئی چیز اپنی اصل کی طرف عود کرے اور نفس بھی اپنے اصل کی طرف عود کرتا ہے اور رہا شرع سے مکلف ہونا تو کہتے ہین کہ ہر چیز مباح ہے اور جو چیز حرام کہی جاتی ہین سب مباحات ہین۔

وقد ینکرون هذا اذا حکی عنهم وانما یقرون بانه لابد للانسان من التکلیف فاذا اطلع علی بواطن الظواهر ترفعت
التکالیف وانما عجزوا عن صرف الناس عن القرآن والسنة صرفوهم عن المراد بهما الی مخاریق زخرفوها اذا
لو صرحوا بالنفی لم یحصل تقبلوا فقالوا معنی الجنابة مبادرة المستجیب بافشاء السر ومعنی الغسل تجدید التقلی
من فعل ذلک ومعنی الزنا القاء نطفة العلم الباطن فی نفس من یسبق معه عقد العهد والصیام
الامساک عن کشف السر والکعبة هی النبی والباب علی والطوفان طوفان العلم الغرق به المتمسکون
بالشیعة والسفینة جزیرة الذی تحصن به من اسحاب لدعوته ونار ابراهیم عبارة عن غضب نمرود علی
نار حقیقة وذبح اسحاق معناه اخذ العهد علیه وعصی موسی حیته ویاجوج وماجوج هم اهل الظاهر وذکر انهم
انهم یقولون ان الله تعالی اوحی الارض ظهر لهم فیما بینهم کهم فلم یشکوا انه واحد منهم فعرفوه فاول من عرفه
سلمان الفارسی والمقداد وابوذر واول المنکرین الذی یسمیه ابلیس عمر بن الخطاب فخرقان ینبغی
ان یصان الوقت العزیز عن التضییع بذکرها ومثل هؤلاء لم یتمسکوا بشبهة

ترجمہ ویکن جب سوچ پاتے ہین۔ اُس سے انکار کرکے کہتے ہین کہ ہمارا قول یہ ہے۔ کہ انسان کے واسطے تکلیف
ہونا ضرور ہے۔ مگر جب وہ حقائق اشیاء سے ماہر ہوا۔ جو ان ظاہری نصوص کے معنی باطنی ہین۔ تب اُس پر کوئی تکلیف
نہین رہتی ہے۔ اور چونکہ وہ لوگون کو قرآن وحدیث سے منحرف کرتے ہین عاجز تھے۔
اس سے کہ یہ مکر گانٹھے کہ اپنی ملمع کی ہوئی باتون مین پھسا کر انہین قرآن و
حدیث سے پھیر دین اس لئے کہ اگر پہلے ہی سے قرآن وحدیث سے انکار
کی تصریح کرتے تو عوام الناس قبول نکرتے۔ اور کہتے ہین کہ **جنابت** جس سے غسل لازم آتا ہے اُس کے یہ معنی ہین کہ
قبول کرنے والا عہد ظاہر کرے اور غسل سے مراد یہ کہ ازسر نو اس خطا سے توبہ کرکے عہد کرے **زنا** کے معنی یہ کہ علم
باطن کا نطفہ ایسے شخص کے پیٹ مین ڈالے جس سے سابق مین عہد لیا گیا ہے اور **صوم** (روزہ) کے یہ معنی ہین کہ عہد
کھولنے سے جی روک رکھے کعبہ نبی ہین اور **باب** علی ہین۔ **طوفان** سے مراد طوفان علم ہے جسمین شیعہ کے ساتھ تمسک
کرنیوالے غرق کئے گئے **سفینہ** وہ جزیرہ ہے جس مین نوح کی دعوت قبول کرنے والے محصور ہوئے تھے۔ **نار ابراہیم** سے مراد نمرود
کا غصہ کی آگ تھی وہان درحقیقی آگ مراد نہین ہے۔ اسحاق کو ذبح کرنے سے یہ مراد ہے کہ اُس سے عہد جدید لیا گیا۔ **عصائے** موسیٰ سے مراد
یہان کی دلیل وحجت ہے۔ **یاجوج ماجوج** سے مراد علمائے ظاہر ہین۔ واضح ہو کہ سوائے ابوحامد رح کے دوسرون نے ذکر کیا کہ باطنیہ
جنمین کہ خدا نے جب ارادہ کیا۔ تو خود بھی اُن مین ظاہر ہوا اور انہین کی صورت مین ظاہر ہوا تو کسی نے شک نکیا کہ یہ بھی انہی مین کا ایک ہے
اور سب سے پہلے سلمان فارسی اور مقداد اور ابوذر نے پہچانا اور سب سے پہلے اُس سے عمر نے انکار کیا اس سے باطنی ملحد کا نام ابلیس ہوا
اسی قسم خراٹے اُس ناپاک فرقہ مین بہت ہین جنکی بطلان کہان تک تضییع اوقات کی جاوے اور ان جیسے لوگون نے دلیل چھوڑ کر کسی شبہہ پر بھی تمسک

تیکون معھم مناظرۃ وانما اختر عوا اوقاتھم ما اراد وا فان اتفقت مناظرۃ لاحدھم فلیقل لھم اعرفتم ھذہ
الاشیاء التی تذکرونھا عن ضرورۃ او عن نظر او عن نقل عن الامام المعصوم فان قلتم ضرورۃ فکیف حاکمکم
ذوو العقول السلیمۃ ولو ساغ للانسان ان یمکنہ بدعوی الضرورۃ فی کل ما یھواہ جاز لخصمہ دعوی الضرورۃ فی
نقض ما ادعاہ وان قلتم بالنظر فالنظر عندکم باطل لانہ تصرف بالعقل وقضایا العقول عندکم لا یوثق بھا وان
قالوا عن امام معصوم قلنا فالذی دعاکم الی قبول قولہ بلا معجزۃ وترک قول محمد صلی اللہ علیہ وسلم مع المعجزات ثم
ما یؤمنکم ان یکون ما سمع من الامام المعصوم لیس باطن غیر ظاھر ثم یقال لھم ھذہ البواطن والتاویلات
یجب اخفاءھا ام اظھارھا فان قالوا یجب اظھارھا قلنا فلم کتمھا محمد صلی اللہ علیہ وسلم فان قالوا یجب اخفاؤھا قلنا
اوجب علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اخفاؤہ فکیف جاز لکم افشاؤہ قال ابن عقیل ھلاک الاسلام بین الطائفتین الباطنیۃ
الظاھریۃ فاما اھل الباطن فانھم عطلوا ظواھر الشرع بما ادعوہ من تفاسیرھم التی لا برھان لھم
علیھا حتی لم یبق فی الشرع شیء الا وقد وضعوا وراءہ معنی حتی اسقطوا ایجاب الواجب والنھی عن المنکر

ترجمہ تاکہ حق بات ظاہر کرنے کے لیے اُن سے گفتگو ہو بلکہ ان لوگوں نے تو اپنے ذہن مین ایک مضمون باندھکر اُس کے موافق سب واقعات گھڑ کے بنا لیے ہین (یعنی شریعت کے اصول قرآن وحدیث اصلی ہین تو ان کے سمجھنے مین جس فرقہ کو غلطی ہوئی اُس کے ساتھ مناظرہ ہو سکتا ہے اور اس فرقہ نے خود روایتین بنائین کہ مثلاً خدا نے ایک قرآن فالمی بھیجا تھا اُس مین یہ صاف لکھا تھا اور اس قرآن مین موجود ہے الم ذلک الکتب اُس سے وہ عہدنامہ مراد ہے جو اللہ نے لی جبرئیل و محمد کی گواہی سے علی رضہ پر عہد لیا تھا کہ آیندہ تلوار کھینچین اور ظلم و ذلت برداشت کرین الغرض اسی قسم کے واہیات بنا لیے تو اُن کو قرآن وحدیث سے کچھ مطلب نہین بلکہ جو باتین اپنے علم باطنی مین بیان کرتے ہین وہ دین ہین تو اس فرقہ سے کیا مناظرہ ہو سکتا ہے اور اگر اتفاقاً کبھی اس فرقہ سے بحث ہو تو کہو کہ تم نے یہ چیزین کہان سے پائین آیا تم کو بدیہی مالم یکونین یا نظر کرنے سے یا کسی امام معصوم سے اگر کہین کہ بدیہی ہین تو باطل ہے کیونکہ عقل سلیم والے اُن کے معتقدات کے خالف ہین اور بدیہی مین کوئی عقلاء الاختلاف نہین کرتا جیسے آفتاب اور اگر خیالی دعوے سے کچھ ثبوت ہو تو تمہارا مقابل تمہاری ہر عکس بھی دعوی کر سکتا ہے اور اگر تم نے نظری دلیل سے ثابت کیا تو اسکو تم باطل کہتے ہو کیونکہ وہ عقلی نظر پر اور عقلی قضایا تمہارے اصول مین وثوق کے قابل نہین ہوتے اور اگر کہو کہ ہمنے امام معصوم سے حاصل کیے تو کہو کہ کیون تم نے محمد صلعم کا قول شریف جو معجزات متواترہ کے ساتھ تھا چھوڑا۔ اور اپنے اس امام معصوم کا قول لے لیا جو بغیر معجزہ ہے اور باوجود اس کے جو کچھ امام معصوم نے بیان کیا شاید اُس کے باطنی معنے ظاہر کے خلاف ہون۔ پھر ان سے کہا جاوے کہ یہ باطن اسرار جو تم کہتے ہو ان کا چھپانا لازم ہے کہ ظاہر کرنا اگر کہین کہ ظاہر کرنا واجب ہے تو کہنا چاہیے کہ پھر محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے انہین کیون چھپایا اور اگر کہین کہ چھپانا واجب ہے تو کہنا چاہیے کہ رسول پر جبکا اخفاء واجب تھا تو تم پر افشا کیونکر جائز ہوا ابن عقیل نے کہا کہ اسلام مین باطنیہ ظاہریہ دونون فرقون سے خرابی پیش آئی چنانچہ فرقہ باطنیہ نے اسلام کا نام لکھکر شرع کو متروک کیا اور اپنی باطنی باطل تفسیرین (خطبے رطب) کر دعوی کیا کوئی چیز کوئی بھی قبل نہین رہنے دیا تک کہ ان دشمنون نے شرع کی کوئی چیز نہین باقی رکھی جسکے مقابلہ مین باطنی معنے نہ بنائے ہون یہانتک کہ واجب کا ایجاب ممنوع کی ممانعت بھی ساقط کر دی ✦

واما اهل الظاهر فانهم اخذوا بکل ما ظهر منه لا بد من تاویله فحملوا الاسماء والصفات علی ما عقلوه والحق بین المنزلتین وهو ان یاخذ بالظاهر ما لم یصرفنا عنه دلیل ویرفض کل باطن لا یشهد به دلیل من ادلة الشرع قال ولو لقیت مقدم هذه الطائفة المعروفة بالباطنیة لم اکن سالکا معه طریق العلم بالتوبیخ والازراء علی عقله وعقول اتباعه بان اقول ان الملوک طرقا تسلک ووجوها توصل ووضع الامر فی جبة الناس حق و معلوم ان هذه الملل التی قد طبقت الارض اقربها الشریعة الاسلام التی یتظاهرون بها ویطمعون فی انفاذها قد تمکنت تمکنا یکون الطمع فی تحییفها فضلا عن ازالتها حماقة فلها بجمع کل سنة بعرفة وبجمعها کل اسبوع فی الجوامع وبجمع کل یوم فی المساجد فتحدثون انفسکم بتکدیر هذا البحر الزاخر وتحییق هذا الامر الظاهر فی الآفاق یؤذن فی کل یوم علی ما بین الوقصة بر اشهد ان محمدا رسول الله وغایة ما انتم علیه حدیث فی خلوة او متقدم فی قلعة ان نبش کلمة رمی راسه وقتل قتل الکلاب فمتی یحدث العاقل منکم نفسه بظهور ما انتم علیه علی هذا الامر الکلی الذی طبق البلاد فما اعرف احمق منکم الی ان یجیئ الی باب المناظرة بالبراهین العقلیة **فصل قال المصنف** ولما انتهت جمرة الباطنیة المتاخرین فی سنة اربع وتسعین واربع مائة

ترجمہ یہ فرقہ ظاہریہ تو انہون نے ہر جگہ ظاہر کو لیا حالانکہ اسکی تاویل واجب ہی چنانچہ ظاہریہ فی اسماء وصفات میں بھی وہ معنی لئے جو حواس سے اُن کی سمجھ مین آئے اور حق مذہب دونوں مرتبوں مین دائر ہے یعنی ظاہر کو لے جب تک کوئی دلیل اس سے پھیرنے والی نہ ہو اور رہا باطن تو جسپر کوئی دلیل شرعی نہ ہو اسکو پھینک دی اور اگر مجھ سے اور اس فرقہ باطنیہ کے پیشوا سے ملاقات ہوتی تو مین اس کے ساتھ علمی طریقہ کی گفتگو نہ کرتا۔ بلکہ اسکی سمجھ پر اور اسکی تابعین کی سمجھ پر لعنت ملامت کرتا (یعنی اس حیلہ سے بادشاہون جانے کا خیال تمہاری حماقت ہی) مثلاً اس طرح کہتا کہ بادشاہون کے واسطے خاص خاص طریقے اور تدبیرین ہین جن سے وہ مقصود پر پہونچتے ہین اور تم جوان چند آدمیون پر امید سلطنت لگائے بیٹھے ہو یہ تمہاری حماقت ہے اور تم جہان لوگ یہ ملتین جنہون نے زمین کو بھر لیا ہے ان مین سب سے زیادہ قریب اور مناسب شریعت اسلام ہے جس کے نام سے تم قوت پاتے ہو اور اپنی حماقت سے اسی کو بگاڑنے کی کوشش کرتے ہو اس کو اللہ تعالیٰ نے کامل غلبہ دیا ہی اس کے بگاڑنے کی طمع بھی حماقت ہی بہلا زائل کرنا تو دور رہا چنانچہ ہر سال اُسکا ایک مجمع عظیم عرفات میں ہوتا ہی اور ہر جمعہ کے روز مساجد جامع میں اور ہر روز پانچون وقت مساجد عام مین ہوتا ہی تو تم اپنے نفوس خبیثہ مین یہ منصوبہ کہان سے باندھتے ہو کہ اس سمندر عظیم کو گدلا کر دگے اور کیسے اس امر ظاہر کا نور دھندلا کر دگے جو جہان بین ظاہر ہے ہر روز ہزارون منارون پر یہ اذان دیجاتی ہے کہ اشہد ان محمدا رسول اللہ اور رہا تمہارا حال تو تمہاری انتہا یہ ہی کہ کسی خلوت خانہ مین اپنا کچھ یہ منصوبہ بیان کرو یا کسی قلعہ مین چند لوگونکی پیشوا بنجاؤ اگر تمہاری مردہ دلونسے کوئی کلمہ باہر نکلو تو تمہارا سر اڑا دیا جاوے اور کتونکی طرح مار ڈالی جاؤ تو خوب کسی عاقل کو یہ خیال ہوگا کہ جو منصوبہ تمنے بنایا ہی وہ اس امر کلی پر جسنے آفاق کو گھیر لیا ہی غالب آوے تو پھر تم سے زیادہ کوئی احمق نہین معلوم ہوا یا بحث مین پہلے اس قسم کے کلمات کہون یا تمکو براہین عقلیہ سے مناظرہ کی نوبت آوے **فصل** مصنف نے کہا کہ

جب سے باطنیہ کی جماعت کا زور ۴۹۴ھ مین ٹوٹا

فقتل السلطان برکیارق خلقا منهم بحقق مذهبهم فبلغت عدة القتلی منهم ثلثمائة وینیفا ونهبت اموالهم فوجد لاحدهم سبعون بیتا من الکالی المحمول وکتب بذلک کتابا الی الخلیفة فقدم بالقبض علی قوم یظن فیهم ذلک المذهب ولم یتجاسر احد ان یشفع فیهم لئلا یظن انه من ذلک المذهب فزاد تتبع العوام لکل من اراد واوصار کل من فی نفسه شئ من انسان یرمیه بهذا المذهب فیقصد فینهب واول ما عرف من احوال الباطنیة فی ایام ملک شاه جلال الدولة انهم اجتمعوا فصلوا صلوة العید فی ساوة فقطن بهم الشحنة فاخذ هم وحبسهم لیشاطلقهم شم اغتالوا مؤذنا من اهل ساوة فاجتهدوا ان یدخل معهم فلم یفعل فخافوه ان ینم علیهم فاغتالوه فقتلوه فبلغ الخبر الی نظام الملک فتقدم باخذ من یتهم فی قتله فقتل المتهم وکان بخارا وکانت اول فتنتهم فقتل نظام الملک وکانوا یقولون قتلنا منا بخارا وقتلنا به نظام الملک واستحفل امرهم باصبهان لمامات ملک شاه وآل الامر الی ابنه کانوا یسترون الانسان ویقتلونه ویلقونه فی البیر وکان الانسان اذا دنا وقت الغروب لم یعد الی منزله بل یتواعده وفتش الناس المواضع فوجد المرأة فی دار اکتبرج فوق حصیر نازلوها فوجدوا تحت الحصیر ابعین قتیلا

ترجمہ تو سلطان برکیارق نے ان مین سے بہت لوگون کو قتل کیا جنہین باطنیہ کا مذہب ظاہر ہوتا تھا پس مقتولون کی تعداد تین سو سے اوپر تک پہونچی اور ان کے اموال لوٹ لئے گئے تو ان مین بعض کے پاس بیسیون ہی موتون کے سترخانہ ظاہر ہوئے۔ اور اس بارہ میں خلیفہ کو ایک عرضی لکھی گئی خلیفہ نے حکم دیا کہ جنہین اس مذہب کا گمان ہی کیا جائے ان کو فوراً گرفتار کر لیا جاوے چنانچہ لوگ گرفتار ہوئے اور کسی کو یہ جسارت نہ ہوئی کہ کسی کے واسطے سفارش کرے اس خوف سے کہ سفارشی پر یہ شبہ نہ ہو کہ ان کے مذہب کی طرف مائل ہے اور عوام نے جس کو چاہا اور جس سے جس کے دل مین کچھ رنجش تھی اس کی مخبری کر دی کہ اسی مذہب مین ہی تو وہ فوراً قتل کیا جاتا۔ اور اسکا گھر بار لوٹ لیا جاتا۔ اور سب سے پہلے سلطان جلال الدولہ ملک شاہ کے زمانے مین باطنیہ کا حال کھلا۔ کہ انہون نے مجتمع ہو کر ساوہ مین عید کی نماز پڑہی اور شہر کے کوتوال کو اس سے آگاہی ہوئی اُس نے انکو گرفتار کر کے قید خانہ مین ڈالا پھر اس کے بعد انکو رہا کر دیا انہون نے ساوہ کے ایک مؤذن کو دہوکا دیا اور اسی اپنے مذہب مین شامل کرنیکی بعد کوشش کی اُسنے انکار کیا تو دُور ہی کہ شاید وہ انکی چغلی کہا ئی لہذا اسکو دہوکے سے قتل کر دیا یہ خبر نظام الملک وزیر کو پہنچی تو اس نے انلوگون کو قتل کرنیمین پیشقدمی کی جو اس مذہب کے ساتھ متہم تھی چنانچہ متہم لوگ قتل کئے گئے پھر ایک برسی متہم تہا وہ مارا گیا پھر انہون نے ایک مدت بعد نظام الملک کو دہوکے سے مارا اور بعد اسکے کہتے لگے کہ تم نے ہم مین سے بہتیرے مارا ہمنے اُسکے عوض مین نظام الملک مارا اور جب ملک شاہ نے انتقال کیا تو اصفہان مین اس فرقہ کا زور بڑھ گیا اور یہان تک نوبت پہونچی کہ آدمی کو پکڑ کر قتل کر ڈالتے اور کشتی مین ڈال دیتے پھر تو یہ تہلکہ پڑا کہ اگر کسی کے گہر مین کوئی آدمی عصر کے قریب تک نہ آیا تو اس سے مایوس ہو جاتے اور لوگون نے وہ مقامات تلاش کئے جہان اس قسم کی کارروائیان ہوا کرتی تھیں تو انہون نے ایک مکان مین ایک عورت کو پایا جو ایک بورے پر بیٹھی رستی بٹتی تھی وہان سے نہیں اُٹھی تب لوگون نے اسکو گھسیٹ کر الگ کیا اور بورا اوٹھایا تو اسکے نیچے کھتے مین چالیس مقتول پائے +

فقتلوا المرأة واحرقوا الدار والمحلة وكان يجلس رجل ضرير على باب الزقاق الذى فى هذه الدار وقد امر انسانا ان يقوده خطوات الى الزقاق فاذا حصل هناك يحذبه من فى الدار واستولوا عليه فجد المسلمون فى طلبهم باصبهان وقتلوا منهم خلقا كثيرا واول قلعة تملكها الباطنية قلعة فى ناحية يقال لها الرودبار من نواحى الديلم وكانت هذه القلعة لقهرم صاحب ملك شاه وكان يستحفظها فتهيا ان ذهب القوم فاخذ الفا ومائتى دينار وسلم اليهم القلعة فى سنة ثلث وثمانين فى ايام ملك شاه وكان مقدمهم الحسن بن الصباح واصله من مرو وكان كاتبا للرئيس عبد الرزاق بن بهرام اذ كان صبيا ثم صار الى مصر وتلقن من دعاتهم المذهب وعاد داعية للقوم وراسا فيهم وحصلت له هذه القلعة وكانت سيرته فى دعوته انه لا يدعو الا غبيا لا يفرق بين شماله من يمينه مثلا ومن لا يعرف امور الدنيا ويطعمه الجوز والعسل والشونيز حتى يشيط دماغه ثم يذكر له حينئذ ما تم على اهل بيت المصطفى من الظلم والعدوان حتى يستقر ذلك فى نفسه ثم يقول اذا كانت الازارقة والخوارج يسمحون بنفوسهم فى القتال مع بنى امية فما سبب بخلك بنفسك فى نصرة امامك وتركه بهذه المقالة طمعة للسباع وكان ملك شاه قد انفذ الى هذا ابن صباح

ترجمہ۔ اور اُس عورت کو مار کر گھر اور محلہ جلا دیا۔ اور اس احاطہ کے کوچہ کے دروازہ پر ایک اندھا بیٹھا بھیک مانگا کرتا جب اُدھر کوئی مسلمان شخص گزرتا تو اس سے درخواست کرتا کہ للہ مجھے چند قدم ہاتھ پکڑا کر اس احاطہ تک پہونچا دے وہ مسلمان اُس اندھے بے ایمان کو لے چلتا جیسے ہی احاطہ تک پہونچا کہ احاطہ میں کھینچ لیا گیا۔ اور احاطہ والے اُسپر غالب آگئے آخر مسلمانوں نے بڑی کوشش سے ان لوگوں کو قابو کیا اور اصفہان میں ایک بڑا ہنگامہ اور قتل عام ہوا۔ پہلا قلعہ جو باطنیہ کے قبضہ میں آیا وہ قلعۂ رودبار تھا جو دیلم میں ہے اور یہ قلعہ ملک شاہ کے مصاحب قہرم کے قبضہ میں تھا۔ وہ اس کو اس قوم کی مذہب کی حفاظت و اقدام کے لیے محفوظ رکھتا تھا۔ آخر اس نے ایک ہزار دو سو اشرفیاں لیکر ۴۸۳ھ میں زمانہ ملکشاہ میں قلعہ اس قوم کو سپرد کر دیا اور انکا سردار حسن بن الصباح تھا جو اصل میں مرو کا رہنے والا تھا اور ابتدا میں جب وہ لڑکا تھا تو رئیس عبد الرزاق بن بہرام کا منشی تھا پھر مصر گیا اور وہاں داعی اسمٰعیلیہ سے یہ مذہب سیکھ کے واپس آیا اور اس قوم کا سردار بن گیا اور آخر یہ قلعہ حاصل کیا اسکا طریقہ یہ تھا کہ ہر ایک احمق جاہل کو جسکو دائیں بائیں کا شعور نہیں ہوتا۔ اور امور دنیا سے بالکل بے خبر ہوتا اُسکو اپنے دام فریب میں لیتا اور بادام اور شہد اور کلونجی کھلاتا جب اس کا دماغ گرم ہو جاتا اس سے بیان کرتا کہ حضرت مصطفےٰ کے اہل بیت پر ایسا ظلم و عدوان ہوا ہے۔ اور روز بروز اس قسم کا جھوٹ و سچ بیان کرتا حتے کہ اُس کے ذہن میں جم جاتا پھر کہتا کہ ازارقہ و خوارج نے بنی امیہ کے قتال میں اپنی جانیں فدا کیں۔ تو کیا سبب ہے کہ تم حق پر ہو کر اپنی جان دینے میں بخل کرتے۔ اور امام کی مدد نہیں کرتے ہو۔ غرضکہ اس حیلہ سے اُس کو درندوں کا لقمہ بناتا تھا۔

ملک شاہ سلجوقی نے اس شخص حسن بن الصباح کے پاس ایلچی بھیجا تھا۔

یدعوہ الی الطاعۃ ویتھددہ ان خالفہ ویامرہ بالکف عن بث اصحابہ لقتل الامراء والعلماء فقال فی جواب
الرسالۃ والرسول جاء احمل الجواب معاثم قال لجماعۃ وقوف بین یدیہ اریدان انفذکم الی مولاکم فی حاجۃ فمن
ینھض منکم فوثب کل واحد منھم لذلک وظن رسول السلطان انما رسالۃ یحملھا ایاھم فاومأ الی شاب منھم فقال
لہ اقتل نفسک فجذب سکینۃ وضرب بھا غلصمۃ فخر میتا وقال لاخرام بنفسہ من القلعۃ فالقی نفسہ فتمزق
ثم التفت الی رسول السلطان فقال اخبرہ ان عندی من ھؤلاء عشرین القاھذا احد طاعتھم لی وھذا ھو الجواب
فعاد الرسول الی السلطان ملات شاہ فاخبرہ بما رای فعجب من ذلک وترک کلامھم وصار یایدیھم قالاکثیرۃ ثم
قتلوا جماعۃ من الوزراء والامراء **قال المصنف** وقد ذکرنا من صفۃ اقدامھم علی القوم فی التاریخ احوالا عجیبۃ
فلم نر التطویل بھا ھھنا **فصل** وکم من زندیق فی قلبہ حقد علی الاسلام خرج فبالغ واجھد وزخرف ودعا
الیہ بما من یصیبہ فکان غور مقصدہ فی الاعتقاد الانسلال من ربقۃ الدین وفی العمل نیل اللذات واستباحۃ
المحظورات **فمنھم** بابک الخرمی حصل لہ مقصودہ من اللذات ولکن بعد ان قتل الناس

ترجمہ کہ اطاعت اختیار کرے اور سرکشی کے بد انجام سے ڈرایا تھا۔ اور حکم دیا تھا۔ کہ اپنے لوگون کو امراء و علماء کے قتل
کے واسطے تاک مین پراگندہ نہ کرے جب ایلچی پہونچا۔ تو اُس نے کہا کہ اس کا جواب یہ ہے جو تم آنکھون سے دیکھو پھر اُس نے ایک
جماعت سے جو اُس کے سامنے کھڑی تھی کہا کہ مین چاہتا ہون کہ تم کو تمہارے مولے کے پاس روانہ کرون تو تم مین سے
کون شخص اس کام کے لیے اُٹھتا ہے پس ان لوگون مین سے ہر ایک جلدی سے اُٹھ کھڑا ہوا اور سلطانی ایلچی سمجھتا تھا۔ کہ وہ
ان کے ہاتھ پیغام بھیجنا چاہتا ہے پھر اُس نے ان مین سے ایک جوان سے کہا کہ اپنے آپ کو قتل کر۔ اُس جوان نے فوراً چھری
نکالکر اپنے دل پر ماری اور مردہ ہوکر گر پڑا پھر اُس نے دوسرے سے کہا کہ اپنے آپ کو قلعہ سے نیچے گرادے وہ فوراً پہاڑ کی
قلعہ سے نیچے کود پڑا اور پاش پاش ہوگیا۔ پھر اُس نے سلطانی ایلچی سے کہا کہ اس قسم کے لوگ میرے پاس بیس ہزار مین
اور اُن کی فرمانبرداری میرے حق مین ایسی ہے اور تیرے پیغام کا بھی جواب ہے پس ایلچی نے آکر سلطان سے یہ حال بیان کیا تو بادشاہ
متعجب ہوا اور ان لوگون سے تعرض نہ کیا اور رفتہ رفتہ اس قوم کے ہاتھ مین بہت سے قلعے ہوگئے پھر اُنھون نے بہت سے امراء
اور وزراء کو قتل کیا **مصنف** کہتا ہے کہ مینے تاریخ مین اس قوم کے حالات عجیبہ نقل کیے ہین یہان بخوف طوالت تطویل سے اجتناب
کیا **فصل** بہت سے زندیق جن کے دل مین اسلام سے دشمنی تھی۔ وہ نکل کر اس قوم مین شامل
ہوے۔ اور بہت مبالغہ و کوشش سے جس کو پایا ایسے دعوے جتلائے جو محض بے بنیاد تھے۔ اور
انتہائے مقصود ان کا یہی تھا۔ کہ دین اسلام کے ربقے سے گردن چھڑائین۔ اور ہر طرح کی لذات
اوٹھاوین۔ اور زنا و فجور وغیرہ محرمات کو مباح کرین پس ان زندیقون مین سے ایک تو بابک خرمی تھا
جس نے بہت کچھ لذات حاصل کین اور اُسے اُس کا مقصود مل گیا لیکن بعد اُسنے بہت سی خلق خدا کو قتل کیا +

وبالغ فی الاذی ثم القرامطة وصاحب الزنج الذی خرج فاستغوی الممالیک السودان ووعدهم الملک فهذب وقتل وبالغ وکانت عواقبهم فی الدنیا اقبح عاقبة فما وفی ما نالوا بما نالوا منهم ومنهم من لم یدرک علی تعثیره فمات فی الدنیا والاخرة مثل ابن الریوندی والمعری **وعن** ابی القسم علی بن المحسن التنوخی عن ابیه قال کان ابن الریوندی ملازم الوراقة واهل الالحاد فاذا عوتب قال انما اریدان اعرف مذهبهم ثم کاشف وناظر **وقال المصنف** قلت من تامل حدیث ابن الریوندی وجده من کبار الملحدة وصنف کتابا سماه الدامغ زعم انه یدمغ به هذه الشریعة فسبحان من دمغه فاخذ وهو فی الشباب وکان یعترض علی القران ویدعی علیه التناقض وعدم الفصاحة وهو یعلم ان العرب تحیرت عند سماعه فکیف بالا لکن **واما ابو العلاء المعری** فاشعاره ظاهرة الالحاد وکان یبالغ فی عداوة الانبیاء ولم یزل مخبطا فی تعثره خائفا من القتل الی ان مات فخسر انه وما خلا زمان من خلق الفریقین ان جرة المنبسطین خبت بحمد الله فلیس الا باطن مستتر

ترجمہ اور لوگون کے ایذا دینے مین حد سے گزر گیا۔ زان بعد قرمطی اور زنجی جس نے زنگی غلامون کو ابھارا اور وعدہ کیا۔ کہ تم کو بادشاہت حاصل ہوگی۔ پھر اس نے (بصرہ وغیرہ) مین بہت کچھ لوٹ مار اور قتل و تاراج کیا۔ اور ان مین سے بعض فقط اپنی برگشتہ اعتقادی پر رہا اور کہین جانی کی ہت نہ ہوئی۔ تو اس کی دنیا و آخرت دونون برباد ہوئین جیسے ابن الراوندی اور معری گزرے ہین۔ **ابو القاسم علی بن المحسین** التنوخی نے اپنے باپ سے روایت کی کہ ابن الراوندی پہلے رافضیون اور ملحدون کا ملازم تھا۔ جب لوگ اسکو ملامت کرتے تو کہتا کہ میرا مقصود یہ ہے کہ اس بہانہ سے ان کے مذہب سے واقف ہو جاؤن پھر کھلکر بحث و مناظرہ کرنے لگا۔ **مصنف** نے کہا کہ جس نے ابن الراوندی کا حال غور سے دیکھا وہ صاف جان جائیگا۔ کہ یہ شخص بڑا ملحد تھا۔ اور اس نے ایک کتاب دامغ لکھی ہے اور اسکا زعم یہ تھا۔ کہ مین اس کتاب سے شریعت اسلام کو کوفتہ کرتا ہون لیکن خدائی تعالی کا شکر ہے جس نے اسی کا سر کچل دیا۔ اور یہ عین عالم شباب مین گرفتار ہوگیا۔ اور اس احمق نے قرآن پر تناقض کا اعتراض کیا۔ اور غیر فصیح ہونے کا دعوی کیا۔ حالانکہ قطعا معلوم ہے کہ بلغاء و فصحاء عرب قرآن کو سنکر متحیر ہو گئے تھے تو بھلا اس گونگے عجمی کی بات کا کیا اعتبار ہے۔ جو فصاحت سے گفتگو نہین کر سکتا ہے رہا **ابو العلاء المعری** (جو معز الدولہ رافضی دیلمی کا مداح شاعر تھا) تو اس کے اشعار مین کھلا ہوا الحاد ہے اور انبیاء علیہم السلام کے عداوت و دشمنی مین مبالغہ کرتا تھا اور نہایت ذلیل زندگی بسر کرتا تھا کبھی اپنی غلطی سمجھتا اور کبھی انبیاء علیہم السلام پر طعن کرتا غرضیکہ اسے خبط ہو گیا تھا۔ اور ہر دم خوفناک رہتا۔ کہ قتل نہ کیا جائے۔ آخر اسی خواری مین مر گیا۔ اور کوئی زمانہ ان دونون فریقون کی زہریات سے خالی نہین رہا۔ لیکن بحمد اللہ کہ ان کی جنگاری اڑتی ہوئی بجھ گئی۔ اب کوئی ظاہر نہین رہا سوا اس کے کہ یا تو باطنی چھپا ہوا ہے۔

ومتفلسف متكائم فهو اعثر الناس واخسهم قدرًا واردأهم عيشا وقد شرحنا احوال جماعة من الفريقين فى التاريخ فلم نر التطويل بذلك **الباب السادس فى ذكر تلبيس ابليس على العلماء فى فنون العلم** - **قال المصنف** اعلم ان ابليس يدخل على الناس فى التلبيس من طرق منها ظاهر الامر ولكن بغلب الانسان فى ايثار هواه فيغمض على علم يزلّه ومنها غامض هو الذى يخفى على كثير من العلماء ونحن نشير الى فنون من تلبيسه ليستدل بمذكورها على مغلقها اذ حصر الطرق يطول والله العاصم **ذكر تلبيسه على القرّاء** فمن ذلك ان احدهم يشتغل بالقراءات الشاذة وتحصيلها فيفنى اكثر عمره فى جمعها وتصنيفها والاقراء بها ويشغله ذلك عن معرفة الفرائض والواجبات فربما رأيت امام مسجد لا يتصور ان يقرأ ولا يعرف ما يفسد الصلوة وربما حمله حب التصدر على ان يجيب فى فتوى بما يقع له ان لم يجز فى مذهب

للمتكلمين

فيفنى ضعف

ترجمہ یا فلسفی پوشیدہ ہے۔ اور وہ سب سے زیادہ خوار ہے اور وہ سب سے زیادہ مصیبت سے زندگی بسر کرتا ہے اور ہم نے دو فریق باطنیہ و فلسفیہ کی جماعت کا حال تاریخ مین مفصل لکھا ہے۔ **مترجم** کہتا ہے کہ اس زمانہ مین سوای علما و اکثر عوام کے امرا و سلاطین و لشکری سب عیش و شراب خواری وغیرہ مین گرفتار تھے تو ملاحدہ و باطنیہ کا زور ہو گیا اور سلاطین برکیارق وغیرہ ملک کے پیچھے باہم سخت جدال و قتال کرتے تھے اور شام مین نصاریٰ نے زور باندھا۔ یہانتک کہ اللہ تعالےٰ نے تاتاریون کو مسلط کیا اور چند روز مین ہلاکو نے سب قلعات رود بار وغیرہ چھین کر سمار کر دیے اور بیخ و بنیاد منہدم کر دی بلکہ حضر مین خلافت عباسیہ کا بھی خاتمہ کر دیا۔ پھر ایک صدی کے بعد تاتاری مسلمان ہو گئے۔ واللہ تعالےٰ اعلم بحقیقۃ الحال

چھٹا باب عالمون پر فنون علم مین تلبیس ابلیس کا بیان **مصنف** رح نے کہا کہ ابلیس ان لوگون کے پاس بہت رستون سے آتا ہے ان مین سے بہت سے ظاہر ہین ولیکن غالب جب ہی ہوتا ہے کہ عالم اپنے خواہش نفس کی پیروی اختیار کرے تو اس کا یہ حال ہو جاتا ہے کہ باوجود علم کے قدم قدم پر لغزش کرتا اور ٹھوکر کھاتا ہے اور بہت سے باریک فریب ہین جو بہ اکثر علما پر مخفی رہتے ہین اور ہم اس کے اقسام تلبیس کی طرف اشارہ کرین گے جن سے باقی مخفی کا پتہ لگ جاوے گا کیونکہ تمام راہون کا بیان مین لانا دشوار ہے واللہ تعالیٰ ہو العاصم **قاریون** پر تلبیس۔ از انجملہ یہ کہ بعض قاری جو قراءات حاصل کرتے ہین تو ان کی تحصیل مین یہانتک غلو کرتے ہین کہ شاذ قراءتین حاصل کرتے ہین اور اکثر عمر ان کی جمع و تصنیف مین ضائع ہو جاتی ہے پھر ان شاذ قراءتون کو پڑھتے ہین اور اس سے اُن کو فرائض و واجبات پہچاننے کی فرصت نہین ملتی چنانچہ تم دیکھو گے کہ اکثر ایک شخص جو کاامام ہے اور لوگ دور دور سے قراءت کے واسطے اس کی طرف سفر کرتے ہین ولیکن وہ ایسے چند احکام بھی نہین جانتا کہ جن سے نماز فاسد ہوتی ہے اور بسا اوقات یہ ہوتا ہے کہ جب وہ مرجع عام ہو گیا تو اُس کی چاٹ اُس کو ابھارتی ہے کہ بعض واقعات مین وہ عالم بنکر فتوے دیدیتا ہے اگرچہ وہ مذہباً جایز نہین ہوتا ولیکن اسکو جہات کی آگہی نہین سو جھتا کہ یہ کس طرح ہے

ولو تفکروا العلموا ان المراد حفظ القرآن وتقویم الفاظہ ثم فہمہ ثم العمل بہ ثم الاقبال علی ما یصلح النفس ویطہر اخلاقہا ثم التشاغل بالمہم من امور الشرع ومن الغبن الفاحش تضییع الزمان فیما غیرہ الاہم قال الحسن البصری انزل القرآن لیعمل بہ فاتخذ الناس تلاوتہ عملا یعنی انہم اقتصروا علی التلاوۃ وترکوا العمل بہ ومن ذلک ان احدہم یقرأ فی محرابہ بالشاذ ویترک المشہور والصحیح عند العلماء ان الصلاۃ لا تصح بہذا الشاذ وانما مقصودہ من ہذا اظہار الغریب لاستجلاب مدح الناس واقبالہم علیہ وعندہ انہ متشاغل بالقرآن ومنہم من یجمع القراءات فیقول مَلَکَ مَلِکَ مَالِکَ مَلَاکَ وہذا لا یجوز لانہ اخراج القرآن عن نظمہ ومنہم من یجمع السجدات والتہلیلات والتکبیرات وذلک مکروہ وقد صار ایراد ان النیران الکثیرۃ للختمۃ یجمعون بین تضییع المال والتشبہ بالمجوس والتسبب الی اجتماع النساء والرجال باللیل للفساد ویریہم ابلیس ان فی ہذا اعزاز الاسلام وہذا تلبیس عظیم لان اعزاز الشرع باستعمال المشروع ومن ذلک ان فیہم من یتساہل بادعاء القراءۃ علی من لم یقرأ علیہ وربما کانت لہ اجازۃ منہ فقال لی بعض من لیس وہو یری ان الامر فی ذلک قریب

ترجمہ اور اگر یہ لوگ غور کرتے۔ تو جان لیتے کہ قرات سے مقصود یہ ہے۔ کہ قرآن مجید حفظ کرے ٹھیک مخرج سے پھر اس کو سمجھے پھر اُسپر عمل کرے پھر ایسی چیز پر متوجہ ہو جو معارف قرآن ہین سے اسکے نفس کی اصلاح اور اُس کے اخلاق کو پاک فرماوے پھر مہم امور شرع کی طرف متوجہ ہو۔ اور کھلا خسارہ یہی ہے کہ جس امر کو زیادہ اہم جانے اُسکو چھوڑ کر دوسرے کام مین مشغول ہو حسن بصری نے فرمایا کہ قرآن اس لیے اترا تھا کہ اُسپر عمل کیا جاوے پھر لوگون نے اب اس کی تلاوت کو کام بنالیا یعنے لوگون نے فقط تلاوت پر اقتصار کیا اور اُس پر عمل کرنا چھوڑ دیا **از انجملہ** یہ کہ قاری محراب مین شاذ قرأت پڑھتا ہے اور مشہور چھوڑ دیتا ہے حالانکہ علماء کے نزدیک صحیح یہ ہے کہ اس شاذ قرات سے نماز صحیح نہین ہوتی اور اس قاری کا مقصود اس سے یہ تھا کہ ایسی غریب چیز ظاہر کرے تاکہ لوگ اُس کے قاری ہونیکی تعریف کرین اور اس پر متوجہ ہون اور وہ اپنے زعم مین مغرور ہے کہ مین قرآن مین متشاغل ہون **از انجملہ** بعض قاری قرات کو جمع کرتا ہے کہتا ہے مَلَکَ مَلِکَ مَالِکَ مَلَاکَ اور یہ جائز نہین ہے کیونکہ اس سے نظم قرآن مین خلل پڑتا ہے اور بعض سجدات وتہلیلات و تکبیرات کو جمع کرتا ہے اور یہ مکروہ ہے۔ **از انجملہ** قاریون نے یہ دستور کرلیا ہے کہ ختم کی رات کثرت سے روشنی کرتے ہین فضول برباد اور مجوسیون کی مشابہت کے علاوہ رات مین مردون وعورتون کو فتنہ کے لیے جمع کرنے کا سبب بنا لیتے ہین اور ابلیس انکو سمجھاتا ہے کہ اس سے دین کی رونق وعزت ہے اور یہ بڑا عظیم بہت جگہ پھیلاتا ہے حالانکہ دین کی عزت تو ایسے امور کو عمل مین لانے سے ہوتی ہے جو مشروع ہین **از انجملہ** بعض قاری ایسے شخص پر قرات کا دعوی کرنے مین دلیری کرتا ہے جس سے اُس نے نہین پڑھا اور کبھی اسکو اجازت ہوتی ہے تو کہتا ہے کہ انجنا اور یہ تدلیس ہے اور سمجھتا ہے کہ اس فعل مین اُسنے نیک کام کیا

ص ۱۵۰

لانه يروي القراءات ويراها فعل خير ويخشى ان هذا كذب يلزمه اثم الكذابين ومن ذلك ان المقرئ المجيد
يأخذ على ثنتين وثلاثة ويجتمعون عليه ويدخل عليه والقلب لا يطيق جمع هذه الاشياء ثم يكتب خطه بانه قد قرأ
على فلان بقراءة فلان وقد كان بعض المحققين يقول ينبغي ان يجمع اثنان او ثلثة فيأخذ واحد
واحد ومن ذلك ان اقواما من القراء يتبارون بكثرة القراءة وقد رأيت من مشائخهم من يجمع الناس
ويقيم شخصا فيقرأ في النهار الطويل ثلث ختمات وان قصر عيب وان اقتصر ويجتمع العوام لذلك
ويحسنونه كما يفعلون في حق السعاة ويزينها ابليس ان في كثرة التلاوة ثوابا وهذا من تلبيسه لان
القراءة ينبغي ان تكون لله تعالى لا للتحسين بها وينبغي ان تكون على مهل وقال عز وجل
لنقرأه على الناس على مكث وقال ورتل القرآن ترتيلا ومن ذلك ان جماعة من القراء احدثوا
قراءة الالحان وقد كانت الى حد قريب وعلى ذلك فقد كرهها احمد بن حنبل وغيره ولم يكرهها
الشافعي وفي الحديث باسناد مرفوع الى الشافعي اما استماع الحدي ونشيد الاعراب فلا باس
به ولا باس بقراءة الالحان وتحسين الصوت قال المصنف قلت وانما اشار الشافعي الى مكان وزمان

ترجمہ اس لیے کہ وہ قرارات روایت کرتا ہے اور اس کو کار خیر جانتا ہے۔ اور یہ بھول جاتا ہے۔ کہ اس کا یہ قول دروغ ہے تو اس پر جھوٹوں کا گناہ لکھا جائیگا **از انجملہ** یہ کہ نفری جمیدہ باتین پر گرفت کرتا ہے اور وہ جو کوئی آتا ہے اس سے بیان کرتا ہے اور قلبان سب کو حفاظت کی برداشت نہیں رہتا پھر اپنے خط سے لکھتا ہے کہ مجھ سے فلان شخص نے فلان کی قرارت سے پڑھا۔ اور بعض محققین کہتے ہیں کہ دو یا تین کو جمع کرنا چاہیے کہ ایک سے اخذ کریں **از انجملہ** یہ کہ قراء میں ایسے لوگ ہیں جو کثرت قرارت سے متنازعین اور میں نے ان حافظوں کے بعض مشایخ کو دیکھا کہ وہ لوگوں کو جمع کرتے اور ایک جید شاگرد کو منتخب کرتے وہ تمام دن گرمی میں ختم پڑھتا پھر اگر اس نے پورے کر لیے تو ہر طرف سے واہ واہ ہوئی اور عوام وہاں جمع ہوتے ہیں اور اس کی تعریف کرتے ہیں اور اگر تین ختم اس بڑے دن میں نہ ہو سکے تو اس پر عیب لگاتے ہیں۔ اور ابلیس ان کو دکھلاتا ہے۔ کہ یہ کثرت قرارت بڑے ثواب کی بات ہے۔ اور یہ اس کی تلبیس ہے۔ اس لیے کہ قرارت تو خالص اللہ تعالیٰ

کے واسطے چاہیے نہ لوگوں کی تعریف کے لیے اور وہ بھی آہستگی سے ہو قال تعالیٰ لتقرأه على الناس على مكث۔ تاکہ اے محمد تو اس کو لوگوں پر ٹھیر ٹھیر کے پڑھے۔ اور فرمایا (وَرَتِّلِ الْقُرْآنَ تَرْتِيلًا) قرآن کو ترتیل سے تلاوت کرو۔ **از انجملہ** ایک جماعت قرار نے الحان (راگنی) سے قرارت نکالی ہے۔ جو حدی کے قریب ہے۔ اور اگر حدی کے قریب ہو تو اس میں اختلاف ہو۔ احمد بن حنبل وغیرہ نے اس کو مکروہ رکھا اور شافعی نے کراہت نہ کی چنانچہ ایک روایت میں جس کی سند امام شافعی تک پہونچتی ہے فرمایا کہ حدی سننا اور اعراب کا نشید سننا تو مضایقہ نہیں اور الحان کی قرارت میں اور خوب آواز بنانے میں مضایقہ نہیں ہے **مصنف** کہا کہ شافعی نے اس صورت کی طرف اشارہ کیا جو اس کے زمانہ

وکانوا یلحنون یسیرا فاما الیوم فقد صیروا ذلک علی قانون الاغانی وکلما قرب ذلک من مشابهة الغناء زادت کراهته فان اخرج القرآن عن حد وضعه حرم ذلک ومن ذلک ان قوما من القراء یتساهلون بشیء من الخطایا کالغیبة للنظر او ربما اتوا اکثر من ذلک الذنب واعتقدوا ان حفظ القرآن یدفع عنهم العذاب واحتجوا بقوله علیه الصلاة والسلام لو جعل القرآن فی اهاب ما احترق وذلک من تلبیس ابلیس علیهم لان عذاب من یعلم اکثر من عذاب من لا یعلم لزیادة العلم تقوی الحجة وکون القاری لم یحترم ما یحفظ ذنبا خر قال الله عز وجل افمن یعلم انما انزل الیک من ربک الحق کمن هو اعمی وقال فی ازواج رسول الله صلی الله علیه وسلم من یات منکن بفاحشة مبینة یضاعف لها العذاب ضعفین وعن معروف الکرخی قال قال بکر بن خنیس ان فی جهنم لوادیا یتعوذ جهنم من ذلک الوادی کل یوم سبع مرات وان فی الوادی لجبا یتعوذ الوادی وجهنم من کل ذلک الجب کل یوم سبع مرات وان فی الجب لحیة یتعوذ الجب والوادی وجهنم من تلک الحیة کل یوم سبع مرات ابدا نفسقة حملة القرآن فیقولون ای رب بدأت بنا قبل عبدة الاوثان فیقال لهم لیس من یعلم کمن لا یعلم قال المصنف فلنقتصر علی هذا الانموذج فیما یتعلق بالقسم ء

ترجمہ اور اُس وقت خفیف لحن کرتے تھے اور اب ہمارے زمانے مین تو اُس کو راگنی کے اصول و موسیقی قواعد پر لاتے ہین اور جہانتک راگنی سے قریب ہو اُوسی قدر کراہت زیادہ ہوگی اس لئے کہ قرآن کو اپنے حد وضع سے نکالنا حرام ہے **از انجملہ** یہ ہے کہ بہت سے قراء حافظ گناہون پر جرأت کرتے ہین جیسے غیبت کرنا اور نظر بد سے دیکھنا بلکہ اکثر اس سے زیادہ بھی گنہگاری مین بڑھ جاتے ہین اور اعتقاد یہ کہ حفظ قرآن انسے عذاب دور رکھتا ہے۔ اور یہ حجت لاتے ہین کہ قرآن اگر چمڑے مین ہو تو وہ نہ جلے گا اور یہ بھی ان جاہلون پر ابلیس کا فتنہ ہے کیونکہ جاننے والے کا جرم بے جاننے والے کا جرم سے درجہ بڑا ہے اسی طرح اُس کا عذاب بھی جاننے والے سے زیادہ ہے کیونکہ علم زیادہ ہونے سے حجت قوی ہوگی اور یہ دعوے کہ قاری سے حفظ قرآن عذاب دُور کریگا تو یہ دوسرا گناہ ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ افمن یعلم انما انزل الیک الخ یعنی جو شخص جانتا ہے جو تجھ پر نازل ہوا کہ حق ہے۔ کیا وہ اندھے کی مثل ہے یعنی جاننے والا افضل ہے اور انکار مین عذاب شدید ہے اور اللہ تعالیٰ نے حضرت صلعم کے ازواج مطہرات کے حق مین فرمایا کہ من یات منکن بفاحشة الخ یعنی تم مین سے جس عورت نے کوئی گناہ کیا تو اُسپر عذاب دوچند کیا جاویگا معروف کرخی سے روایت ہے کہ بکر بن خنیس نے کہا کہ جہنم مین ایک بیابان ہے جس سے وہ جہنم و بیابان ہر روز سات مرتبہ پناہ مانگتے ہین اور اس بیابان مین ایک غار ہے جس سے جہنم و بیابان و غار ہر روز سات مرتبہ پناہ مانگتے ہین اور اس غار مین ایک سانپ ہے جس سے جہنم و بیابان و غار ہر روز سات مرتبہ پناہ مانگتے ہین تو حاملان قرآن مین سے جو لوگ فاسق تھے یہ سانپ اُن کے واسطے نکلیگا اور انہین سے ابتدا کرے گا۔ تو یہ لوگ کہین گے کہ اے رب تو نے بت پرستون سے پہلے ہمارے واسطے ابتدا کی تو ان سے کہا جائیگا کہ جو جانتا ہے وہ نجاننے والے کی مثل نہوگا مصنف نے کہا کہ ہم قرأت کے متعلق اسقدر نمونہ پر اکتفا کرتے ہین

ذکر تلبیس ابلیس علی اصحاب الحدیث من ذلک ان اقواما استغرقوا اعمارهم فی سماع الحدیث والرحلة فیه وجمع الطرق الکثیرة وطلب الاسانید العالیة والمتون الغریبة وهؤلاء علی قسمین قسم قصدوا احفظ الشرع بمعرفة صحیح الحدیث من سقیمه فهم مشکورون علی هذا القصد الا ان ابلیس تلبیس علیهم بان یشغلهم عما هو فرض عین من معرفة ما یجب علیهم من الاجتهاد فی داء اللازم والتفقه فی الحدیث فان قال قائل فقد رأینا هذا خلق کثیر من السلف کیحیی بن معین وابن المدینی والبخاری ومسلم فالجواب ان اولئک جمعوا بین معرفة ما لهم من امور الدین والفقه فیه وبین ما طلبوا من الحدیث واعانهم علی ذلک قصر الاسناد وقلة الحدیث فانه لم یکن زمانهم للاولین واما فی هذا الزمان فان طرق الحدیث طالت والتصانیف فیه اتسعت وما فی هذا الکتاب فی هذا الکتب واما الطرق تختلف فقل ان یمکن احدا ان یجمع بین الامرین فتری المحدث یکتب ویسمع خمسین سنة ویجمع الکتب کما یدری ما فیها ولو وقعت له حادثة فی صلاته لافتقر الی بعض احداث المتفقهة الذین یتردد ون الیه لسماع الحدیث منه وا بؤلاء یمکن الطاعنون علی المحدثین فیقولوا زوامل اسفار لا یدرون ما معهم

ترجمہ **تلبیس ابلیس** بر اصحاب الحدیث **از انجملہ** یہ کہ اقوام نے اپنی عمر بن حدیث کے سننے مین اور سفر کرنے مین اور طرق کثیرہ جمع کرنے مین اور اسانید عالیہ کی خواہش مین اور متون غریبہ جمع کرنے مین صرف کر ڈالین اور یہ لوگ دو قسم کے ہین (قسم اول) وہ لوگ جنہون نے حفاظت شریعت کا قصد کیا اس طریقہ سے کہ ضعیف اور باطل روایتون سے صحیح حدیثین پہچانی جائین تو یہ لوگ اس نیت پر شکر گذاری کا ثواب پاوین گے ولیکن اس زمانہ مین یہ بات ضرور ہو کہ ابلیس نے اپنہ مشتبہ کر دیا تو وہ اس کام مین فرض عین سے غافل ہو گئے یعنی کیا بات اپنہ واجب ہے اور اس لازم مین اجتہاد نہ کیا اور نہ حدیث سے فقہ و معرفت حاصل کی اگر کہو کہ اگلون مین بہت مخلوق ایسی ہو گذری ہے جنہون نے اسی طرح سفر کیا اور طرق جمع کرنے مین کوشش کی جیسے یحیے بن معین اور امام بخاری مسلم وغیرہ (جواب) یہ کہ نہین بلکہ ان لوگون نے حدیث و طرق و اسانید وغیرہ کے ساتھ مہمات امور دین و فقہ کو بھی جمع کیا اور آسانی اس وقت یہ تھی کہ اسانید دو چار راویون سے پوری ہوتی تھین اور حدیث تھوڑی تھی تو ان کی عمر نے دونون کامون کے واسطے کفایت کی اور اب ہمارے زمانہ مین اسناد طول طویل ہو گئی اور تصانیف وسیع و کثرت کے ساتھ ہو گئین جو حدیثین اس کتاب مین ہین وہ دوسری نہین ہین اور اسانید مختلف ہین تو بہت ہی مشکل ہو کہ کوئی دونون باتین جمع کرے چنانچہ تم دیکھتے ہو کہ محدث پچاس برس تک دور دراز سفر سے لکھتا اور سنتا اور رکتا ہین جمع کرتا رہتا ہی اور یہ نہین جانتا کہ ان مین کیا احکام ہین اور اگر اس کی نماز مین کوئی حادثہ پیش آیا تو اپنے بعضے نوجوان شاگردون سے جو فقہ پڑہ کر اس کے پاس حدیث سننے جاتے تھے اُن سے پوچھتا ہے کہ کیا حکم ہے اور اسی قسم کے محدثون سے لوگون کو تعجب ہی کہ محدثین پر طعن کرتے ہین کہ وہ کتابون کے ڈبیون مین نہین جانتے کہ ان کے پاس کیا ہی

فان افهم احدهم ونظر فی حدیث فربما عمل بحدیث منسوخ وربما فهم من الحدیث ما یفهم العامی الجاهل وعمل بذلك ولیس بالمراد من الحدیث کما روینا ان بعض المحدثین روی عن رسول الله صلی الله علیه وسلم نهی ان یسقی الرجل ماءه زرع غلام فقال جماعة ممن حضر قد کنا اذا فضل ماء فی بساتیننا سرحناه الی جیراننا ونحن نستغفر الله فما فهم القارئ ولا السامع ولا الشیخ وان المراد وطی الجواری من السبایا قال الخطابی وکان بعض مشائخنا یروی الحدیث عن النبی صلی الله علیه وسلم انه نهی عن الحلق قبل الصلوة یوم الجمعة بإسکان اللام قال واخبرنی انه لقی اربعین سنة لا یحلق راسه قبل الصلوة قال فقلت له انما هو الحلق جمع حلقة وانما کره الاجتماع قبل الصلوة للعلم والمذاکرة وآثر ان یشتغل بالصلاة وینصت للخطبة فقال قد فرجت عنی وکان من الصالحین وقد کان ابن عباس کبیر القدر فی المحدثین لکنه لما قلت مخالطته للفقهاء کان لا یفهم جواب فتوی حتی انه قد اخبرنا ابو عمر القراء بحدیث باسناد مرفوع الی ان قال عن ابی بکرة الابهری الفقیه قال کنت عند یحیی بن محمد بن صاعد فجاءته امرأة فقالت ایها الشیخ ما تقول فی بئر سقطت فیه دجاجة فماتت هل الماء طاهر او نجس

ترجمہ اور اگر ان میں سے کسی نے زیادہ جرأت کر کے عمل کرنے کا قصد کیا تو بسا اوقات حدیث منسوخ پر عمل کرنے لگتا ہے اور کبھی حدیث کے وہ معنی سمجھ کر اُس پر عمل کرنے لگتا ہے جو عامی اور جاہل سمجھتا ہے حالانکہ وہ معنی ہرگز حدیث میں مراد نہیں ہیں جیسے ہم کو روایت پہونچی کہ اس زمانہ کے بعض محدثین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ حدیث روایت کی کہ آپ نے منع کیا کہ آدمی اپنا پانی دوسرے کی کھیتی میں پہنچے۔ تو اُس کے شاگرد حاضرین و سامعین نے کہا کہ ہم لوگ تو اپنے باغات سے بچے ہوئے پانی کو اپنے پڑوسیوں کے باغات و کھیت میں روان کر دیتے تھے اور اب ہم اللہ تعالیٰ سے توبہ کرتے ہیں کہ ایسا نہ کریں گے پھر نہ محدث صاحب سمجھے اور نہ شاگرد سننے والے سمجھے اور صحیح معنی یہ کہ جہاد میں قیدی عورتوں سے جو حاملہ ہوں وطی نہ کی جاوے یعنی کسی کی سمجھ میں نہ آئے **خطابی** نے کہا کہ ہمارے بعض مشائخ نے حضرت صلعم کی یہ حدیث روایت کی نهی عن الحلق قبل الصلوة یوم الجمعة شیخ نے اس کو حَلق بسکون لام پڑھا یعنی سر منڈانا اور مجھے خبر دی کہ میں نے تو چالیس سال سے کبھی جمعہ کی نماز سے پہلے سر نہیں منڈایا ہے تب میں نے عرض کیا کہ یہ تو حِلق بالکسر و فتح لام جمع حلقہ ہے اور مطلب یہ کہ جمعہ کی نماز سے پہلے مذاکرہ و علم کے واسطے مسجد میں حلقے نہ بناویں بلکہ خطبہ و نماز کے واسطے خاموش رہیں شیخ نے مجھ سے فرمایا کہ تو نے اس مشکل سے مجھے آسانی دی اور یہ شیخ مرد صالح تھے **ابن صاعد** محدثین میں کبیر القدر تھے لیکن چونکہ قضارے ان کا اختلاط کم رہا تھا اس لیئے فتوی کا جواب نہیں سمجھتے تھے حتی کہ ابو بکر الابھری الفقیہ نے نقل کیا کہ میں یحیی بن محمد بن صاعد کے پاس بیٹھا تھا۔ کہ اتنے میں ایک عورت نے آکر عرض کیا کہ ایہا الشیخ آپ کیا فرماتے ہیں۔ کہ کنوئیں میں ایک مرغی گر کر مر گئی ہے۔ کیا پانی پاک ہے۔ یا نجس ہے ◆◆◆◆

فقال یجیء کیف سقطت الدجاجۃ فی البئر قالت لم یکن البئر مغطاۃ فقال یجیء الاخطیۃ حتی لا یقع فیہا شیء قال الاہمری فقلت یا ہذہ ان کان الماء قلتین ولم یتغیر فہو طاہر وقال المصنف قلت وکان ابن شاہین قد صنف فی الحدیث مصنفات کثیرۃ اقلہا جزء واکثرہا التفسیر وہو الف جزء وما کان یعرف من الفقہ شیئا وقد کان فیہم من تقدم علی الفتوی بالخطاء لثلاثۃ اوجہ بعین الجہل فکان فیہم من یصیر بما یفتی بہ ضحکۃ فسئل بعضہم عن مسئلۃ من الفرائض فکتب فی الفتوی تقسم علی فرائض اللہ سبحانہ وعن ابراہیم الحربی قال بلغنی ان امرأۃ جاءت الی علی بن داؤد وہو یحدث وبین یدیہ مقدار الف نفس فقالت لہ حلفت بصدقۃ ازاری قال لعلک اشتریتہ قال مائتین وعشرین درہما قال فصوی اثنین وعشرین یوما فظاہرت جعل یقول اہ اہ غلطنا واللہ امرناہا بکفارۃ الظہار قال المصنف فانظر الی ہاتین الفضیحتین فضیحۃ الجہل وفضیحۃ من الا قدام علی الفتوی بمثل ہذا التخلیط واعلم ان عموم المحدثین حملوا ظاہرما تعلق من صفات الباری سبحانہ علی مقتضی الحس فشبہوا الا انہم لم یخالطوا الفقہاء فیعرفوا حمل المتشابہ علی مقتضی الحکم

ترجمہ پس ابن صاعد رح نے کہا کہ کنوئیں مین کیسے مرغی گری اُس نے کہا کہ کنواں ڈھکا ہوا نہ تھا ابن صاعد نے فرمایا کہ تو نے کیوں ڈھکا نہ رکھا کہ مرغی نہ گرتی تب مین نے اُس عورت سے کہا کہ اے نیکبخت اگر کنوئیں کا پانی دو قلون کی مقدار تھا اور اس مین مرغی کے گرنے سے کچھ تغیر نہین ہوا تو پاک ہے ورنہ ناپاک **مصنف** کہتا ہے کہ ابن شاہین نے حدیث مین بہت سی کتابین تصنیف کین کمتر ایک جزء اور زیادہ ایک تفسیر ایک ہزار جزء ہے حالانکہ وہ فقہ کچھ نہین جانتے تھے بعض محدثین کی یہ کیفیت ہوئی کہ اُس نے جرأت کرکے جھوٹ سچ فتوی دیدیا تاکہ ایسا نہ ہو لوگ اُسکو فقہ سے نادان دیکھین تو ان مین سے بعض کا نتیجہ یہ ہوا کہ اُس کا غلط فتوی لوگون کا مضحکہ ہو گیا چنانچہ بعض کے پاس میراث کا ایک فتوی پیش کیا گیا جس مسئلہ مین میت کے اس قدر وارث ہین تو محدث صاحب نے اُس کے جواب مین یہ عبارت لکھی اللہ تم کے فرائض کے موافق تقسیم کرین ابراہیم الحربی نے کہا کہ مجھ کو خبر پہونچی کہ علی بن داؤد ظاہری کے پاس ایک عورت آئی وہ اُسوقت حدیث روایت کرتے تھے اور مجلس مین قریب ہزار آدمیون کے جمع تھے اُس عورت نے پوچھا کہ مین نے اپنی ازار کو صدقہ کرنے کی قسم کھائی ہے شیخ نے فرمایا کہ تو نے کتنے کو خریدی ہے اُس نے کہا کہ بائیس درم کو۔ تو فرمایا کہ بائیس روزے رکھ لے جب وہ واپس ہو گئی تو کہنے لگے آہ آہ قسم خدا کی ہم سے اُس کے جواب مین غلطی ہوئی ہے ہم نے اُس کو کفارہ ظہار کا حکم دے دیا **مصنف** رحمۃ اللہ علیہ کہتا ہے کہ ان فضیحتون کو دیکھو ایک تو فضیحت جہالت ہے اور دوسری فتوی دینے کی جرأت وہ بھی اس غلط طریقہ کے ساتھ واضح ہو کہ عموم محدثین نے ان الفاظ کو جو صفات باری تعالی کے متعلق وارد ہوے ہین اپنی حس کے مطابق محمول کر لیا اور متشابہ بین گئے اس کی وجہ یہ ہوئی کہ اُنھون نے فقہاء سے میل نہین رکھا تاکہ اُن کو معلوم ہوتا کہ کیونکر محکم پر متشابہ کو محمول کرنا چاہیے

وقد رأينا في زماننا من يجمع الكتب منهم ويكثر السماع ولا يفهم ما حصل ومنهم من لا يحفظ القراءة ولا يعرف اركان الصلاة فتشاغل هؤلاء على زعمهم بفروض الكفايات عن فروض الاعيان وايثارما ليس بمهم على المهم من تلبيس ابليس القسم الثاني قوم اكثروا سماع الحديث ولم يكن مقصودهم صحيحا ولا الاسناد والطرق الصحيحة بل غيره بجميع الطرق وانما كان مرادهم التوالي والغرائب فطافوا البلدان ليقول احدهم لقيت فلانا ولي من الاسانيد ما ليس لغيري وعندي احاديث ليست عند غيري وقد كان دخل الينا الى بغداد بعض طلبة الحديث فكان يأخذ الشيخ فيقعد في الرقة وهي البستان الذي على شاطئ دجلة فيقرئ عليه ويقول في مجموعاته حدثني فلان وفلان بالرقة وبوهم الناس انها البلدة التي بناحية الشام ليظنوا انه قد تعب في الاسفار لطلب الحديث فكان يقعد الشيخ بين نهر عيسى والصراة ويقول حدثني فلان من وراء النهر يوهم انه قد عبر خراسان في طلب الحديث وكان يقول حدثني فلان في رحلتي الثانية واشباهه ليعلم الناس قد رتعب في طلب العلم فما بورك له ومات في زمان الطلب **قال المصنف**

ترجمہ اور ہم نے اپنے زمانہ میں بہت سے محدثین دیکھے جو بکثرت کتب جمع کرتے اور بہت سنتے ہیں لیکن ما حصل کچھ نہیں سمجھتے ہیں بلکہ ان میں سے بعضے ایسے ہیں کہ قرآن یاد نہیں رکھتے اور نماز کے ارکان تک نہیں جانتے پس ان کے حق میں یہ تلبیس ابلیس ہے کہ فرض کو چھوڑ کر اپنے زعم کے موافق فرض کفایہ میں مشغول ہوتے ہیں اور جو امر مہم تھا اسکو چھوڑ کر غیر مہم کو اختیار کرتے ہیں قسم دوم ایسے محدث ہیں جو بہت کثرت سے مشایخ سے حدیث سماعت کرتے ہیں اور انکا قصد ٹھیک نہ تھا اور نہ ان کی یہ غرض تھی کہ طرق جمع کر کے صحیح کو غیر صحیح سے اختیار کر سکیں بلکہ یہ مقصود تھا کہ عالی اسانید حاصل کریں اور غرائب روایات جمع کریں۔ اور ملکوں ملکوں پھریں تاکہ ان کو یہ کہنے کا فخر ہو قلم لے کر میں فلاں شیخ سے ملا تھا۔ اور جو میری اسانید ہیں وہ کسی کی نہیں ہیں اور جو عجیب غریب حدیثیں میرے پاس ہیں وہ کسی کے پاس نہیں ہیں اور بغداد میں بعض طلبہ حدیث داخل ہوا اور وہ شیخ کو لیکر رقہ میں بٹھلاتا تھا یعنی اس باغ میں جو دجلہ کے دونوں کنارے چلا گیا ہے اور شیخ کو حدیث سناتا تھا پھر اپنے مجموعہ میں یوں لکھتا کہ مجھ سے رقہ میں فلاں فلاں شیخ نے حدیث فرمائی اس سے وہ لوگوں کو وہم میں ڈالتا کہ رقہ سے وہ شہر مراد ہے جو شام میں دریائے فرات کے دونوں شاخوں کے ملان پر ہے۔ تاکہ لوگ یہ سمجھیں کہ اس محدث نے طلب حدیث میں دور دراز سفر کیے ہیں اور اسی طرح شیخ کو لیجا کر نہر عیسیٰ پل کے درمیان بٹھلا کر حدیث سناتا اور مجموعہ میں لکھتا کہ مجھ سے فلاں شیخ نے وراء النہر میں حدیث بیان کی تاکہ لوگ وہم میں پڑیں کہ اس نے طلب حدیث میں خراسان کے پار جا کر وراء النہر میں یہ حدیث سنی اور یوں لکھتا کہ مجھ سے فلاں الجزیرے سفر دوم میں اور فلاں نے میرے سفر سوم میں حدیث فرمائی تاکہ لوگ جانیں کہ طلب علم میں اس نے کس قدر تعب اوٹھایا ہے پھر اس طالب علم کو برکت حاصل نہ ہوئی۔ بلکہ طالب علمی کے زمانہ ہی میں مر گیا **مصنف** نے کہا

وھذا کلہ من الاخلاص بعزل وانما مقصودھم الریاسۃ والمباھاۃ ولذلک یتبعون شاذ الحدیث وغریبہ
وربما اظفر احدھم بجزء فیہ سماع اخیہ المسلم فاخفاہ لیتفرد ھو بالروایۃ وقد یعوق ولا یرویہ فیفوت
الشخصین وربما حمل احدھم الی شیخ اول اسمہ واو او کاف لیکتب ذلک فی مشیختہ فحسب **ومن تلبیس**
ابلیس علی اصحاب الحدیث قدح بعضھم فی بعض طلبا للتشفی فیخرجون ذلک مخرج الجرح والتعدیل
الذی استعملہ قدماء ھذہ الامۃ المذب عن الشرع واللہ اعلم بالمقاصد ودلیل خبث مقصد ھؤلاء
سکوتھم عن من یھاب ونہ وما کان القدماء ھکذا فقد کان علی بن المدینی یحدث عن ابیہ وکان ضعیفا ثم یقول
وفی حدیث الشیخ ما فیہ **وعن** یوسف بن الحسین یقول سالت حارثا المحاسبی عن الغیبۃ فقال
لی احذرھا فانھا اشرم کتسب ما ظنک بشئ یسلبک حسناتک
فیرضیھا بخصماء ک اذ لیس ھناک درھم ولا دینار فاحذرھا وتعرف منبعھا فان منبع غیبۃ
الجھل والجھال من اشقاء الغیظ والحمیۃ والحسد وسوء الظن وتلک مکشوفۃ غیر خفیہ

ترجمہ کہ یہ سب باتین خالص نیت سے بہت دور ہین بلکہ ان لوگون کی غرض فقط سرداری اور فخر عالمانہ ہی اسی وجہ سے شاذ اور غریب
حدیثون کی جستجو کرتے رہتے ہین اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ کوئی جزو ان کے ہاتھ لگ گیا جس مین ان کے مسلمان بھائی نے
اپنا سماع درج کیا ہے تو اس کو چھپا ڈالتا ہے تاکہ مین ہی اس کی روایت مین متفرد ہو جاؤن حالانکہ وہ مر جاتا ہے اور کچھ بھی
روایت نہین کرنے پاتا تو دونون کے ہاتھ سے جاتا ہے۔ اور کبھی ان مین سے بعض فقط اس لئے دور از سفر کر کے کسی ایسے شیخ کے
پاس جاتا ہے جس کے نام کے اول مین واو یا کاف ہے تاکہ اپنے مشایخ کے ذکر مین اس حرف کے نام کو بھی ذکر کرے۔ اور
سوائے اس کے کچھ غرض نہ تھی و منجملہ تلبیس ابلیس کی جو اصحاب الحدیث پر ہے یہ کہ اپنے جی کو تشفی دینے کے لیے ایک دوسرے
پر قدح وطعن کرتے ہین اور اس کو بجائے اس جرح وتعدیل کے قرار دیتے ہین جو اس امت کے قدماء نے استعمال کیا تھا تاکہ شریعت
سے جھوٹون کی تخلیط کو دور کرین اور اللہ تعالی کو ہر ایک کی نیت کا حال خوب معلوم ہے۔ اور ان کی بدنیتی اسی سے
ظاہر ہے۔ کہ جس سے ان کو خوش پسندی ہے۔ اس سے سکوت کرتے ہین۔ اور قدماء کا یہ حال نہین تھا۔ چنانچہ
علی بن المدینی اپنے باپ سے حدیث روایت کرتے پھر کہہ دیتے کہ شیخ کی حدیث کی جو حالت ہے وہ ہے
(بلکہ صاف کہہ دیتے کہ وہ ضعیف ہین) اور یوسف بن الحسین کہتے ہین کہ مین نے حارث محاسبی سے غیبت کو پوچھا۔ تو
فرمایا کہ خبردار اس سے بہت بچنا یہ نہایت بُری کمائی ہے۔ تو ایسی چیز سے کیا امید رکھتا ہے۔ جس کی شامت سے
تیری نیکیان چھین کر تیرے مدعی دشمن اس سے راضی کئے جاوین کیونکہ وہان نہ درہم ہین نہ دینار ہین تو اس سے پرہیز
رکھ اور اس کا منبع پہچان لے اس طرح کہ غیبت کا منبع جو مغرور وجاہل لوگ ہین وہ تو اپنے غیظ کو اور جاہلانہ حمیت کو
تسکین دیتے۔ اور حسد و بدگمانی سے کہ مجھے ہین۔ اور اس کی بُرائی کچھ چھپی نہین ہے +

واما غيبة العلماء فمنعها من خدعة النفس على ابداء النصيحة وتاويلها لا يصح من الخبر ولو صح ما كان عونا على الغيبة وهو قوله اتنزعون عن ذكر الفاجر اذكروه بما فيه يحذره الناس لو كان الخبر محفوظا صحيحا لم يكن فيه ايد اشناعة على اخيك المسلم من غير ان يسال عنه واما اذ جاءك مسترشد فقال اريد ان ازوج كريمتي من فلان فعرفت منه بدعة او انه غير مامون على حرم المسلمين صرفته عنه باحسن صرف او جاءك اخر فقول لك اريد ان اودع مالي فلانا او ليس ذاك الرجل موضعا للامانة فصرفه عنه باحسن صرف او يقول لك رجل اريد ان اصلي خلف فلان او اجعله امامي في علم فصرفه عنه باحسن الوجوه ولا تشف غيظك بغيبة **واما منع الغيبة من القراء والنساك** فمن طريق التعجب يبدئ عوارا لاخ ثم يتصنع بالدعاء في ظهر الغيب فيتمكن من لحم اخيه المسلم ثم يتزين بالدعاء له **واما منع الغيبة من الرؤساء والاستاذين والنساك** فمن طريق ابداء الرحمة والشفقة حتى يقول مسكين فلان ابتلي بكذا او امتحن بكذا نعوذ بالله من الخذلان

ترجمہ رہے علما تو اُن مین غیبت کا منع اُن کے نفس کا دھوکا ہے کہ تم جو فلان کی برائی کرتے ہو تو اظہار نصیحت ہے اور ایک روایت پر اعتماد کرتے ہین اگر اُس کے معنی جو یہ لوگ سمجھتے ہین یہ ہوتے تو کبھی ان کے لئے غیبت پر مددگار نہ ہوتے اور وہ روایت یہ کہ تم ایسے شخص کے ذکر سے کیون منہ موڑتے ہو جس مین فساد ہے اس سے اور اس کی برائی بیان کرنے سے باز نہ ہو تاکہ لوگ اُس سے احتراز کرین یہ روایت اگر صحیح محفوظ ہوتی تو کبھی اُس کے ذریعہ سے بے پوچھے کسی مسلمان بھائی پر تشنیع حائز نہ ہوتی اور اگر تاویل ہو تو یہی کہ جب تجھسے مثلاً کوئی نیک صلاح پوچھنے آیا کہ مین چاہتا ہون ۔ کہ اپنی لڑکی فلان شخص سے بیاہ دون اور تجھے معلوم ہے کہ وہ شخص بدعتی ہے یا بدکار فاجر ہے جس پر مسلمانون کی حرمت پر بیخوفی نہین ہے تو تجھے چاہیئے کہ کسی حسن تدبیر سے اُس کو اس ارادے سے روک دے یا کسی حیلہ سے اس معاملہ کو ملتوی کردے اسی طرح دوسرا آیا اور کہا کہ میرا ارادہ ہے کہ مین سفر کو جاؤن اور اپنا مال فلان شخص کے پاس امانت رکھدون اور تجھے معلوم ہے ۔ کہ یہ شخص امانت رکھنے کے قابل نہین ہے ۔ تو چاہیئے کہ اس کو اچھی تدبیر سے اس ارادے سے روک دے ۔ اسی طرح اگر کسی نے کہا ۔ کہ مین چاہتا ہون کہ فلان شخص کو اپنا امام بناؤن یا کسی علم مین اپنا اُستاد بناؤن اور وہ امامت یا اُستادی کے قابل نہین ہے تو اچھی تدبیر و حیلہ سے اس کو اس خیال سے پھیر دے اور یہ نہین چاہیئے کہ اسکی غیبت کرکے اپنا دل ٹھنڈا کرے رہا حافظون و عابدون مین غیبت کا منع تو از راہ خود پسندی ہوا کرتا ہے کہ پہلے اپنے مسلمان بھائی کے عیب کھولتا ہے پھر پیٹھ پیچھے اُس کے واسطے دعا کرتا ہے تاکہ اس بناوٹ سے غیبت معلوم نہ ہو تو گویا پہلے اُس کا گوشت نوچ کھایا ۔ پھر اُس کی جگہ ظاہری دعا سے پیوند لگایا ۔ رہا رؤسا و استاد و زہاد مین غیبت کا منع تو وہ براہ اظہار شفقت و ترحم ہوا کرتا ہے چنانچہ کہتا ہو کہ فلان مسکین فلان امر مین مبتلا ہوا اور فلان امتحان مین ڈالا گیا اللہ تعالی ہم کو خواری سے بچا دے

فیتصنع بابداء الرحمۃ والشفقۃ علی اخیہ ثم یتصنع بالدعاء لہ عند اخوانہ ویقول انا ابدیت لکم ذلک لتکثروا دعاءکم لہ ونعوذ باللہ من الغیبۃ تعریضا او تصریحا فان الغیبۃ فقد نطق القران بکراھتھا فقال تعالی ایحب احدکم ان یاکل لحم اخیہ میتا فکرھتموہ **وقد** روی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی ذلک اخبار کثیرۃ **ومن تلبیس ابلیس علی علماء الحدیثین** روایۃ الحدیث الموضوع من غیر ان یتبینوا انہ موضوع وھذہ خیانۃ منھم علی الشرع ومقصودھم تنفیق احادیثھم وکثرۃ روایاتھم قد قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم من روی عنی حدیثا یری انہ کذب فھو احد الکذابین **ومن ھذا الفن** تدلیسھم فی الروایۃ فتارۃ یقول احدھم فلان عن فلان عن فلان یوھم انہ سمع منہ ولم یسمع وھذا قبیح لانہ یجعل المنقطع فی رتبۃ المتصل **ومنھم** من یروی عن الضعیف والکذاب فیعمی اسمہ فربما سماہ بغیر اسمہ وربما کناہ وربما نسبہ الی جدہ لئلا یعرف وھذہ خیانۃ للشرع المطھر یثبت حکما لا یثبت

ترجمہ پس پہلے تو بناوٹ سے اُس پر ترحم وشفقت ظاہر کرتا ہے۔ پھر بھائیون کے سامنے اس کے لئے بناوٹ سے دعا کرتا ہے۔ اور کہتا ہے۔ کہ مین نے اُس کو تمہارے سامنے اس لئے ظاہر کیا کہ تم اس کے واسطے بہت دُعا کیا کرو ہم پناہ مانگتے ہین۔ کہ غیبت کسی حیلہ سے ہو یا صریح ہو پس غیبت سے پرہیز کرو کیونکہ نص قرآن سے حرام ہے بقولہ تعالیٰ ایحب احدکم ان یاکل لحم اخیہ میتا فکرھتموہ۔ اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اُس کی حرمت مین بکثرت حدیثین وارد ہین **منجملہ تلبیس ابلیس** کے علماء محدثین پر یہ ہے کہ موضوع حدیث روایت کرتے ہین۔ بدون اِس کے کہ اس کو موضوع ظاہر کرین اور یہ اُن کی طرف سے شرع کا جرم ہے۔ اور اس سے ان کی غرض یہ کہ اُن کی حدیثین رائج ہوں اور یہ مشہور ہو۔ کہ یہ محدث کثیر الروایۃ ہین۔ حالانکہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے مجھ سے ایسی بات روایت کی کہ جس کو جھوٹ جانتا ہے تو وہ دونون مین سے ایک جھوٹا ہے یا جھوٹون مین سے ایک جھوٹا ہے +

اسی قسم سے روایت مین اُن کی تدلیس ہے۔ چنانچہ اُن مین کوئی کہتا ہے کہ حدثنی فلان عن فلان یعنی مجھے فلان شخص نے فلان بزرگ سے اور اس نے فلان بزرگ سے روایت کی یعنی اُس نے فلان بزرگ کو تو پایا نہین لیکن اس طرح بیان کیا جس سے شبہہ ہوتا ہے کہ مین نے فلان بزرگ کو پایا۔ یا یون کہا کہ فلان نے فلان سے نقل کیا اس سے وہم دلایا کہ مجھ سے فلان نے روایت کی ہے حالانکہ اس سے سُنا نہین ہے اور یہ حرکت قبیح ہے اس لیئے کہ اُس نے منقطع کو متصل بنا دیا **بعض** محدث، کو دیکھو کہ ضعیف وکذاب سے روایت کرتا ہے تو چھپانے کے لیئے اس کا نام نہین لیتا بلکہ کبھی تو اس کا دوسرا نام بدل دیتا ہے اور کبھی اُس کی کنیت بیان کرتا ہے یعنی جو معروف نہین ہے اور کبھی خود اُس کی کنیت مثلاً ابو زید گڑھ لیتا ہے۔ اور کبھی اُس کے باپ کا نام چھوڑ کر اُس کے دادا کا نام بجائے باپ کے بیان کرتا ہے اور اس سے غرض یہ کہ وہ کذاب پہچانا نہ جاوے اور یہ بھی شرع مطہر کا جرم ہے اس لئے کہ ایسے ذریعہ سے حکم ثابت کیا کہ جس سے ثابت نہین ہوتا

فاما اذا کان المروی عنہ ثقۃ نفسہ فنسبہ الی جدہ او اقتصر علی کنیتہ لئلا یری انہ قد ردّ الروایۃ عنہ او یکون المروی عنہ فی مرتبۃ الراوی فیستحیی الراوی من ذکرہ فھذا علی الکراھۃ والبعد من الصواب قریب بشرط ان یکون المروی عنہ ثقۃ **ذکر تلبیس ابلیس علی الفقہاء قال المصنف** کان الفقہاء فی قدیم الزمان ھم اھل القرآن والحدیث فما زال الامر ینقص حتی قال المتاخرون یکفینا ان نعرف آیات الاحکام من القرآن وان نعتمد علی الکتب المشتملۃ فی الحدیث کسنن ابی داؤد ونحوھا ثم اھونوا بھذا الامر ایضا فصاروا یحتجون بایۃ لا یعرفون معناھا وبحدیث لا یدری اصحیح ھو ام لا ورب ما اعتمد علی قیاس یعارضہ بحدیث صحیح ولا یعلم لقلۃ التفاتہ الی معرفۃ النقل وانما الفقہ استخراج من الکتاب والسنۃ فکیف یستخرج من شیء لا یعرف ومن القبیح تعلیق حکم علی حدیث لا یدری اصحیح ھو ام لا ولقد کانت معرفۃ ھذا تصعب ویحتاج الانسان الی السفر الطویل والتعب الکبیر حتی یعرف ذلک فصنفت الکتب تقرب السنن وتعرف الصحیح من السقیم ولکن غلب المتاخرین الکسل عبرۃ عن ان یطالعوا علم الحدیث حتی انی رأیت بعض الاکابر من الفقہاء

ترجمہ ہان اگر یہ شخص ثقہ ہو اور اُس کو دادا کی طرف منسوب کر دیا جیسے محمد بن یحیی بن فارس کو محمد بن فارس کہا یا کہ فقط ابو یحیی کنیت بیان کی تاکہ بظاہر یہ معلوم نہ ہو۔ کہ اُس نے اُس سے فکر روایت کی ہے یا جس سے روایت کرتا ہے وہ راوی کے مرتبہ مین ہو تو اُس کے نام سے روایت مین شرم کر کے ایسا کر لے تو یہ بھی طریقہ صواب سے دور ہے لیکن فقط کروہ ہے بشرطیکہ جس سے روایت کی وہ ثقہ ہو متصرجم کہتا ہے یعنی یہ نہو کہ جس سے روایت کی وہ ضعیف ہو اور اس تلبیس سے دوسرے ثقہ راوی کے نام سے مشتبہ کر دیا کیونکہ یہ حرام ہے **فقہاء پر تلبیس ابلیس** کا بیان قدیم زمانہ اسلام مین فقہا اُن لوگون کو کہتے تھے جو قرآن و حدیث کے عالم ہوتے یعنی اُس مین اُن کو طریقہ اجتہاد کی سمجھ ہوتی ہوتی تھی) پھر برابر گھٹتے گھٹتے متاخرین تک پہونچ کر رہ گیا کہ متاخرین نے کہا کہ ہم کو قرآن مین سے خالی وہ آیتین کافی ہین جن سے کوئی حکم نکلتا ہے اور حدیث مین سے فقط مشہور کتابین مانند سنن ابو داؤد وغیرہ کے کافی ہین پھر اس مین بھی زیادہ سستی کر دی حتی کہ بعض شخص فقیہ بنکر ایسی آیت سے استدلال کرتا ہے جسکے معنی خود بھی نہین جانتا اور ایسی حدیث سے استدلال لاتا ہے جس کو آپ نہین جانتا کہ صحیح ہے یا نہین اور اکثر یہ کرتا ہے کہ حدیث صحیح کے معارضہ مین قیاس لاتا ہے اور اسکو یہ بھی نہین معلوم کہ مین نص حدیث سے معارضہ کرتا ہون کیونکہ وہ علم نقل کو کم سمجھتا ہے اور فقہ کا مدار تو یہ تھا۔ کہ قرآن و حدیث سے استنباط کرے پھر یہ کیونکر فقیہ ہوگا جس کو علم قرآن و حدیث مین تبحر ہی نہین ہے اور بیچارہ قبائح تک یہ ہے کہ ایک حکم ایک حدیث کے حوالے پر ثابت کرتا ہے اور یہ نہین جانتا کہ وہ حدیث صحیح ہے کہ نہین اور بیشک اس امر کے پہچاننے مین آدمی کو مشقت شدید و سفر طویل کی ضرورت تھی۔ لہذا اس بارہ مین کتابین تصنیف ہوئین اور حدیثین سب انتخاب کر دی گئین۔ اور صحیح و سقیم کو علیحدہ کر دیا گیا پھر بھی متاخرین کو یہان تک کسل سوار ہوا۔ کہ علم حدیث کو مطالعہ بھی نہین کیا۔ چنانچہ مین نے بعضے اکابر فقہا کی تصنیف مین دیکھا ہے +

یقول فی تصنیفہ عن الفاظ فی الصحاح لا یجوز ان یکون رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ھذا ورأیتہ یحتج فی مسئلۃ فیقول دلیلنا ما روی بعضھم ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال کذا۔ ویجعل الجواب عن حدیث صحیح قد احتج بہ خصمہ ان یقول ھذا الحدیث لا یعرف وھذا کلہ خیانۃ علی الاسلام **ومن تلبیس ابلیس علی الفقہاء** ان جل اعتمادھم علی تحصیل علم الجدل یطلبون بزعمھم تصحیح الدلیل علی الحکم والاستنباط لدقائق الشرع وعلل المذھب ولو صحت بغیۃ الحکم منھم لتشاغلوا بجمیع المسائل وانما یتشاغلون بالمسائل الکبار لیتسع فیھا الکلام فیقدم المناظر بذلک عند الناس فی خصام النظر فھمہ احدھم بترتیب الجادلۃ والتقنیش علی المناقضات طلبا للمفاخرۃ والمباھاۃ وبما لم یعرف الحکم فی مسئلۃ صغیرۃ یعم بھا البلوی **ومن تلبیسہ علیھم** ادخالھم فی الجدل کلام الفلاسفۃ واعتمادھم علی تلک الاوضاع **ومن ذلک** ایثارھم للقیاس علی الحدیث المستدل بہ فی المسئلۃ لیتسع لھم المجال فی النظر وان استدل احد منھم بالحدیث ھجن **و من الادب** تقدیم الاستدلال بالحدیث ومن ذلک انھم جعلوا النظر

علم الحدیث

ترجمہ کہ وہ حدیث کے بعضے الفاظ کی نسبت جو صحاح مین وارد ہوئے ہین یہ کہتا ہے کہ یہ الفاظ ممکن نہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائے ہون اور دیکھا کہ وہ ایک مسئلہ مین حجت لاتے وقت کہتا ہے کہ ہماری دلیل وہ حدیث ہی جو ہمارے بعض فقیہ نے روایت کی کہ رسول اللہ صلعم نے کہا اور خصم کی دلیل حدیث صحیح کے جواب مین کہتا ہے کہ ہم اس کے جواب مین یہ کہین گے کہ یہ حدیث پہچانی نہین جاتی ہے یہ سب اسلام پر ظلم اور شریعت کی خیانت ہے **منجملہ تلبیس ابلیس کے** جو فقہا پر ہے ایک یہ کہ ان کا پورا اعتماد علم جدال کے حاصل کرنے پر ہے اپنے زعم مین وہ اس فن سے حکم پر دلیل کی تصحیح نکالتے اور شرع کی دقایق ڈھونڈتے اور مذاہب کی علتین تلاش کرتے ہین اور اگر ان کا یہ دعوی صحیح ہوتا تو سب مسایل مین اسی طرح مشغول ہوتے ولیکن وہ تو فقط بڑے بڑے مسائل مین مشغول ہوتے ہین تاکہ ان مین کلام کرنے کی گنجایش وسیع حاصل ہو اور ان مین مناظرہ کرنیوالا لوگون کے نزدیک نظری خصومت مین پیشوا گنا جاوے پس ان مین سے ہر ایک کی کوشش یہ ہی کہ جدال و جھگڑی اور تفتیش کو مرتب کرے اور نفس کو آمادہ کرتا رہی کہ وہ خصم کی بہات مین نقیض مگا دے اور اس سے غرض فقط دنیاوی فخر و ناموری ہی حالانکہ ان مین بہت ایسے ہین جو ایک خفیف اور چھوٹے سے مسئلہ مین حکم نہین جانتا جسکی لوگون مین عام ضرورت ہے **منجملہ** تلبیس ابلیس کی فقہا پر یہ ہے کہ بعد کے فن مین فلاسفہ کے قواعد داخل کرتے اور انہین استعمال کرتے ہین یعنی جس موضع پر یہ لوگ مکلم ہوئے ہین انہون نے قطعی بنا ڈالی ہین انکو یہان جزئیات شرع مین لاتے ہین اور **از انجملہ** یہ کہ حدیث پر قیاس کو ترجیح دیتے ہین حالانکہ اس مسئلہ مین حدیث صحیح دلیل موجود ہے اور ایسا کرتے ہین کہ انکو باہم جدال و گفتگو کرنیمین خیالی گھوڑی دوڑانیکی وسیع مجال حاصل ہو اور اگر انکے مقابلہ مین کسی نے حدیث سے استدلال کیا تو حقیر قابل عیب خیال کیا جاتا ہے **حالانکہ** ادب یہ تھا کہ حدیث کو بالکلیہ مقدم کرکے اس سے دلیل لاتے **از انجملہ** یہ کہ ان صحبت دل

اجل اشتغالهم ولم يمزجوه بما يرقق القلوب من قراءة القرآن وسماع الحديث وسيرة الرسول صلى الله عليه وسلم واصحابه ومعلوم ان القلوب لا تخشع بتكرار اراقة النجاسة والماء المتغير وهي محتاجة الى التذكار والمواعظ لتنهض لطلب الآخرة ومسائل الخلاف وان كانت في علوم الشرع الا انها لا تنهض بكل الطلب ومن لم يطلع على اسرار سير السلف وحال الذي تمذهب له لم يمكنه سلوك طريقهم وينبغي ان يعلم ان الطبع لص فاذا تركته مع اهل هذا الزمان سرق من طباعهم فصار مثلهم فاذا نظرني سير القدماء زهدهم وتاديب باخلاقهم وقد كان بعض السلف يقول حديث يرق له قلبي احب الي من مائة قضية من قضايا الشريح وانما قال هذا لان رقة القلب مقصودة وهذا سبب ومن ذلك انهم اقتصروا على علم المناظرة واعرضوا عن حفظ المذاهب وباقي علوم الشرع فترى الفقيه المفتي يسأل عن اية او حديث فلا يدري وهذا عين تقصير فان الآفة من التقصير ومن ذلك ان المجادلة انما وضعت لتبيين الصواب وقد كان مقصود السلف المناصحة باظهار الحق وقد كانوا ينتقلون من دليل الى دليل واذا خفي على احدهم شيء بقيه الآخر كان المقصود كان اظهار الحق فصار هو وكاء

ترجمہ بحث وگفتگوئے نظری پر مقصور کرلی اور اس مین ایسی چیز نہ ملائی جس سے دل نرم ہوتے ہیں جیسے قرآن مجید کی تلاوت اور حدیث شریف کی سماعت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آل واصحاب کی سیرت ہے اور یہ سب جانتے ہین کہ بگڑی ہوئے پانی سے بار بار وضو نجاست نہین دُور کرتا اسی طرح قلب مین اس سے نرمی وخضوع پیدا نہین ہوتا حالانکہ قلوب کو یاد اور نصیحت کی حاجت ہے تاکہ وہ آخرت کی طلب مین اُبھرین اور برانگیختہ ہون اور اختلافی مسائل اگرچہ شرعی علوم سے ہین لیکن اُن کے ذریعہ سے یہ مقصود پورا نہین ہوتا اور سلف صالحین کے چال چلن کے اسرار جس کو نہین معلوم ہین اور اُن کی رفتار کے حالات نہین جانتا ہے تو اُن کی راہ کیونکر چل سکتا ہے **جاننا چاہیئے** کہ طبیعت خود چور ہے اگر وہ اس زمانہ والون کے ساتھ چھوڑی جاوے تو انکی طبیعتون کا انداز چوری کرلے گی اور اگر وہ بزرگون کی سیرت وخصلت دیکھے گی تو اُن کے ساتھ ہوجائے گی اور اُن کے اخلاق سیکھے گی اور بعضے بزرگان سلف کا قول ہے کہ ایک حدیث جس سے میرا دل نرم ہو مجھے سو قضایائے شریح سے زیادہ محبوب ہے اور یہ اس لیے فرمایا کہ دل کی نرمی مقصود ہے اور اس کے اسباب ہوا کرتے ہین **از انجملہ** یہ کہ ان فقہا نے فقط علم مناظرہ پر اقتصار کیا۔ اور مذہبی مسائل یاد رکھنے سے منہ پھیر لیا اور باقی علوم شرعی نہین جانتے ہین یہی وجہ ہے کہ تم فقیہ مفتی کو دیکھتے ہو کہ اس سے کسی آیت یا حدیث کی بابت دریافت کیا جاتا ہے تو وہ جواب مین کہتا ہے کہ مین نہین جانتا اور یہ عین تقصیر ہے پھر اس تقصیر سے اُسے شرم کیون نہین آتی **از انجملہ** یہ کہ مباحثہ فقط اسلئے موضوع ہوا کہ جو بات ٹھیک ہے وہ ظاہر ہوجاوے اور سلف کی نیت یہ ہوئی تھی کہ حق ظاہر ہو جس سے اسلام مین خیر خواہی ہے اور وہ لوگ ایک دلیل کو چھوڑ کر دوسری دلیل کی طرف چلے جاتے تھے اور اگر کسی سے کوئی بات رہ گئی تو دوسرا اُسکو بتلا دیتا کیونکہ اُن کی نیت خالص یہ تھی کہ حق ظاہر ہو پس ان بزرگون کی کیفیت یہ تھی کہ

اذا قاس الفقیه علی اصل ثقه بعلة یظنها فقیل له ما الدلیل علی ان الحکم فی الاصل معلل بهذه العلة فقال هذا الذی یظهر لی فان ظهر لکم ما هو اولی من ذلک فاذکروه **قال المعترض** لا یلزمنی ذکر ذلک والقدح صدق لی انه لا یلزمه ولکن فما ابتدع من الجدل بل فی باب النصح واظهار الحق یلزمه **ومن ذلک** ان احدهم یبین له الصواب مع خصمه ولا یرجع ویضیق صدره کیف ظهر الحق مع خصمه وربما اجتهد فی رده مع علمه انه الحق وهذا من اقبح القبیح لان المناظرة انما وضعت لبیان الحق وقد قال الشافعی ما ناظرت احدا فاکترث بالحجة الا سقط من عینی ولا قبلها الا هبته وما ناظرت احدا فابالت مع من کانت الحجة ان کانت معه ضربت الیه **ومن ذلک** ان طلبهم للریاسة بالمناظرة یثیر الکامن فی النفس من حب الریاسة فاذا رای احدهم فی کلامه ضعفا یوجب قهر خصمه اخرج الی المکابرة فان رای خصمه قد استطال علیه بلفظ ظهرت حمیة الکبر فقابل ذلک بالسب فصارت المجادلة **مجالدة** **ومن ذلک** تخصم فی الغیبة بحجة الحکایة عن المناظرة فیقول احدهم تکلمت مع فلان فما قال شیئا ویتکلم ببدایة وجب التشفی من خصمه بتلک الحجة

ترجمہ اگر کسی فقیہ نے کسی واقعہ کو کسی اصل شرعی پر قیاس کیا اور اُس کی علت سمجھ گیا جیسا کہ اس کے خیال مین ہے پھر دوسرے نے اُس سے کہا کہ بھلا یہ کیونکر معلوم ہوا کہ اصل مین حکم بوجہ اسی علت کے ہوا ہے تو وہ جواب دیتا کہ مجھکو ایسا ظاہر ہوا ہے اور اگر تم اس سے کوئی بہتر بات لاؤ تو اس کو پیش کرو یہان معترض کہتا ہے کہ مجھکو اس کا بیان کرنا لازم نہین ہے مین کہتا ہون کہ ہان یہ تو سچ ہے کہ تجھپر واجب نہین ہے لیکن بنظر خیر خواہی شرع واظہار حق کی تجھپر یہ واجب ہے جیسے تو نے جدل کو نکالا **از انجملہ** ان فقہا کی یہ کیفیت ہے کہ خصم سے مناظرہ کرنے مین بعض کو حق ظاہر ہو جاتا ہے لیکن وہ حق کی طرف رجوع نہین کرتا بلکہ دل تنگ ہوتا ہے کیونکہ اس کے ساتھ ایسا ظاہر ہوا اور بسا اوقات اسکے ساتھ حکم حق جان لینے کے بعد جھگڑا کرتا ہے کہ کسی طرح اسکو رد کر دے اور یہ سب سے بدتر قبیح حالت ہے اس لئے کہ مناظرہ اسی لئے نکالا گیا تھا کہ حق ظاہر ہو جاوے اور امام شافعیؒ نے فرمایا کہ مین نے جس سے مناظرہ کیا پھر اُس نے حجت حق سے انکار کیا تو وہ میری نظر سے گر گیا اور اگر اُس نے حجت حق کو قبول کر لیا تو مجھ اسکی طرف سے ہیبت معلوم ہوتی ہے اور جس کسی سے مین نے مناظرہ کیا تو دلیل حق کو غالب رکھا اگر مین نے مقابل کے پاس دلیل حق پائی تو مین بھی اسکے ساتھ ہو گیا **از انجملہ** یہ کہ وہ مناظرہ سے دوسری چیز کی طرف منتقل ہو جاتا ہے اور جب یہ تو نفس مین جبرداری کی خواہش مخفی رہتی ہے وہ ابھر آتی ہے اور جب انمین سے کسی نے دیکھا کہ اسکی کلام مین ایسا ضعف ہے کہ اس مقابل غالب ہوا چاہتا ہے تو مکابرہ وجھگڑا کرنے لگتا ہے تو جب اس کے مقابل نے دیکھا کہ اس نے مجھ پر بدزبانی کی تو اُس کی حمیت بھی جوش مین آ جاتی ہے وہ بھی جواب ترکی بترکی دیتا ہے تو مناظرہ بدل کر گالی گلوچ وجھگڑا ہو جاتا ہے سچ فرمایا ہے کہ ہمارے زمانہ مین جہاب ظاہر ہین انا للہ وانا الیہ راجعون **از انجملہ** مناظرہ نقل کرنے کے حیلہ سے غیبت کا جواز نکالتے ہین چنانچہ بعض کہتا ہے کہ مین نے اسکو یہ جواب دیا تو وہ بند ہو گیا اور کچھ جواب نہ دے سکا اور ایسی بات کہتا ہے۔ کہ جس سے اپنے مقابل سے اپنے دل کی تشفی اس حجت سے حاصل کر لے

ومن ذلك ان ابليس لبس عليهم بان علم الفقه وجده علم الشرع ليس غيره فان ذكر لهم حديث قالوا اذاك لا يفهم شيئا وينسون ان الحديث هو الاصل فان ذكر لهم كلام يلين به القلب قالوا هذا كلام الوعاظ **ومن ذلك** اقدامهم على الفتوى وما ابلغوا مرتبتها وربما افتوا بوا فقتهم المخالف للمنصوص ولو توقفوا في المشكلات كان اولى فقد قال ابن ابي ليلى ادركت عشرين ومائة من اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم ما منهم من يحدث حديثا الا ود ان اخاه كفاه الحديث ولا يسأل احدهم عن المسئلة فيردها الى هذا وهذا الى هذا حتى يرجع الى الاول **وعن ابن ابي ليلى ايضا** يقول ادركت في هذا المسجد عشرين ومائة من الانصار من اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم ما منهم من تحدث حديثا الا ود ان اخاه كفاه الحديث ولا سئل عن فتيا الا ود ان اخاه كفاه الفتيا **قال المصنف** وقد روينا عن ابراهيم النخعي ان رجلا سأله عن مسئلة فقال ما وجدت من تسأله غيري **وعن مالك بن انس** انه قال ما افتيت حتى سألت سبعين شيخا هل تروني لذلك اهلا فقالوا انهم فقيل له لو نهوك فقال لو نهوني انتهيت وقال رجل لاحمد بن حنبل اني حلفت

ترجمہ۔ ازانجملہ یہ کہ ابلیس نے ان پر یہ تلبیس ڈالی ہے کہ جس کو اپنی اصطلاح میں علم فقہ کہتے ہیں بس یہی علم شرع ہے اور یہاں کوئی علم سوائے اس کے نہیں ہے پھر اگر ان سے محدث کا ذکر کیا گیا تو کہتے ہیں کہ وہ کچھ نہیں سمجھتا ہے اور یہ بھول جاتے ہیں کہ حدیث ہی تو اصل ہے پھر اگر ان سے وہ کلام ذکر کیا گیا جس سے دل نرم ہوتے ہیں تو کہنے لگے کہ یہ واعظوں کے کلام ہیں **ازانجملہ** یہ لوگ فتوے دینے پر جرأت کرتے ہیں اور بہتوں اس مرتبہ کو نہیں پہونچے ہیں اور اکثر اوقات یہ ہوتا ہے کہ واقعہ استفتا میں منصوص کے خلاف فتوی دیدیتے ہیں اور اگر مشکلات میں ذرا توقف کرتے تو ان کے لئے اولی و انسب ہوتا اور بیشک عبدالرحمن بن ابی لیلی نے فرمایا کہ میں نے ایک سو بیس (۱۲۰) صحابہ کو پایا کہ جب ان میں سے کسی سے کوئی حدیث دریافت کی جاتی تو وہ یہ آرزو کرتے کہ کاش میرا کوئی بھائی اس حدیث کا متکفل ہوجاتا۔ اور جب کسی سے فتوی پوچھا جاتا تو یہ دوسرے پر ٹالتا اور دوسرا تیسرے پر ٹالتا یہاں تک نوبت آجاتی کہ اخیر والا پھر اس کو اول پر ٹالتا اور عبدالرحمن بن ابی لیلی انصاری سے یہ بھی روایت ہے کہ میں نے اس مسجد میں اصحاب انصار میں سے ایک سو بیس (۱۲۰) صحابہ رضی اللہ عنہم کو پایا کہ جب ان میں سے کسی سے حدیث کی درخواست کی جاتی تو وہ یہی آرزو کرتا کہ کاش میرا کوئی بھائی متکفل ہوجاتا۔ اور جب کوئی فتوی پوچھا جاتا تو یہی آرزو کرتا کہ کاش میرا کوئی بھائی اس امر میں کفایت کرتا **مصنف** نے کہا کہ ہم کو ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ تابعی سے روایت پہونچی ہے کہ ایک مرتبہ ان سے کسی نے مسئلہ پوچھا تو فرمایا کہ ای عزیز کیا تیرے سوائے تجھے کوئی دوسرا نہیں ملا تھا۔ امام مالک بن انس فقیہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں نے فتوی دینا شروع نہیں کیا جب تک کہ میں نے ستر مشائخ سے دریافت نہ کیا کہ کیا آپ کے نزدیک مجھ میں فتوی دینے کی لیاقت ہے تو سب نے فرمایا کہ ہاں تب میں نے فتوی دیا۔ لوگوں نے عرض کیا۔ کہ اے جناب اگر وہ بزرگوار مشایخ آپ کو اس امر سے منع کردیتے مالک رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ اگر منع کرتے تو میں باز رہتا۔ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے ایک نے کہا۔ کہ میں نے قسم کھائی ہے

ولا ادری کیف حلفت فقال لیتک اذ دریت کیف حلفت دریت انا کیف انتیک
وقال المصنف وانما کانت هذه سجیة السلف لخشیتهم الله عز وجل وخوفهم منه
ومن نظر فی سیرهم تادب **ومن تلبیس ابلیس علی الفقهاء** مخالطتهم الامراء والسلاطین
ومداهنتهم وترک الانکار علیهم مع القدرة علی ذلک وربما رخصوا لهم مالا
رخصة لهم لینالوا من دنیاهم فیقع بذلک الفساد لثلاثة **الاول** الامیر
فیقول لولا انی علی صواب لانکر علی الفقیه وکیف لا اکون مصیبا وهو یاکل
من مالی **والثانی** العامی انه یقول لا بأس بهذا الامیر ولا بمثاله ولا بافعاله فان فلانا الفقیه
لا یرد عنده **والثالث** الفقیه فانه یفسد دینه بذلک **وقد لبس ابلیس**
علیهم فی الدخول علی السلطان
فیقول انما ایدخل لیشفع فی مسلم

ترجمہ اور یہ یاد نہیں کہ کیسی قسم کھائی ہے تو فرمایا کہ کاش جب تو یہ جانتا کہ تو نے کیسی قسم کھائی ہے تو یہ بھی جانتا کہ میں تجھے کیونکر فتویٰ دوں گا **مصنف** نے کہا کہ سلف صالحین کی یہ خصلت فقط اس وجہ سے تھی کہ اُن کو اللہ عزوجل سے خوف و دہشت تھی۔ اور جو کوئی اُن کی خصلتوں میں نظر رکھے وہ ادب سیکھ جاوے ✦

منجملہ تلبیس ابلیس کے جو فقہاء پر ڈالی یہ ہے کہ یہ لوگ امیروں و بادشاہوں سے ملتے اور اُن کے پاس گھسے رہتے ہیں۔ اور اُن کے ساتھ مداہنت کرتے اور اُن کی بداعمالی پر باوجود قدرت کے بھی اُن کی خوشامد کے لیئے انکار نہیں کرتے بلکہ بعض اوقات اُن کیواسطے ایسے امور کی اجازت دیتے ہیں جو اُن کو جائز نہیں ہو سکتے ہیں تاکہ اُن کے مال دنیاوی سے کچھ بھی حاصل کر لیں اور اس قبیح حرکت سے تین شخصوں کے لیئے فسادکی راہیں کھل جاتی ہیں (اول) راہ تو خود اس سردار کے حق میں ہے کہ وہ زعم کرتا ہے کہ اگر میں راہ صواب پر نہ ہوتا تو فقیہ میرے طریقہ پر ضرور انکار کرتا اور میں کیونکر مصیب نہ ہوتا۔ حالانکہ فقیہ میرا مال کھاتا ہے (دوم) عوام پر فساد کی راہ یہ ہے کہ اس رئیس کے حق میں کہتے ہیں کہ یہ بہت اچھا شخص ہے اس کا مال بھی پاکیزہ اور خود بھی بزرگ ہے اور اس کے افعال بھی اچھے ہیں دیکھو فلان فقیہ اس کے پاس ہمیشہ گھسا رہتا ہے (سوم) اس فقیہ پر فتنہ عظیم یہ ہوتا ہے کہ اس نے اپنے دین کو دنیا کے واسطے بگاڑ دیا (مترجم کہتا ہے کہ سب سے بڑا فتنہ تو اول یہی ہوا۔ کہ علم ذلیل ہوا۔ اور دنیاوی دولت کی عزت سب عوام کی نگاہوں میں پھر گئی اس دلیل سے کہ آخرت وہم ہے ورنہ فقیہ کیوں دنیا کا طالب ہوتا۔ اللھم غفرانک) ✦ **اور ابلیس نے ان فقہاء پر تلبیس ڈالی** کہ تم لوگ سلطان کے یہاں جایا کرو اور اُن کو حیلہ بتا دیا کہ فقیہ یہ کہتا ہے کہ میں تو اس لیئے سلطان کے یہاں جاتا ہوں۔ کہ کسی مسلمان کی سفارش کروں ✦

ويتكشف هذا التلبيس بانه لو دخل غيره فشفع لما اجيبة ذلك وربما قدح في ذلك الشخص لينفرد
بالسلطان ويلبس عليه ابليس في اخذ اموالهم فيقول ذلك فيباح ومعلوم انما ان كانت من حرام لم يحل له منها
شئ وان كانت من شبهة فتركها اولى وان كانت من صلح جاز له الاخذ بقدار مكانه من الدين
او في وجه انفاقه في اقامة الرعونة وربما اقتدى العوام بظاهر فعله واستباحوا ما لا يستباح وقد
لبس ابليس على قوم من العلماء ينقطعون عن السلطان اقبالا على التعبد والدين فزين لهم غيبة
من يدخل على السلطان من العلماء فتجتمع لهم اثنان غيبة الناس ومدح النفس في الجملة فالدخول على
السلطان خطر عظيم لان النية قد تحسن في اول الدخول ثم تتغير باكرامهم انعامهم وبالطمع فيهم ولا
يتمسك من مداهنتهم وترك الانكار عليهم وقد كان سفيان الثوري يقول ما اخاف من امرائكم اني انما
اخاف من اكرامهم فيميل قلبي اليهم وقد كان علماء السلف يبعدون عن الامراء
لما يظهر من جورهم فتطيبهم الامر لحاجتهم اليهم في الفتاوى والولايات فنشأ اقوام

ترجمہ یہ تلبیس اس طرح کھل جاتی ہے کہ اگر بجائے اُس کے کوئی دوسرا جاکر سلطان سے کسی مسلمان کی سفارش کرے تو اس
فقیہ کو گوارا نہیں ہوتا بلکہ ناگوار ہوتا ہے بلکہ اس کے حق میں کوئی بھانجی مار دیتا۔ اور عیب لگا دیتا ہے تاکہ سلطان اس کو ہانک
دے اسی طرح فقیہ پر ابلیس تلبیس ڈالتا ہے کہ وہ ان امراء و سلاطین کے مال سے بذریعہ انعام و نذر وغیرہ کے لے لیتا ہے اور کہتا
ہے ان اموال میں تیرا حق ثابت ہے حالانکہ یہ بات خوب معلوم ہے کہ اگر یہ اموال بطریقہ حرام جمع ہوئے ہیں تو اس میں سے کچھ بھی لینا
حلال نہیں ہے اور اگر ان میں شبہ ہے تو بھی ترک کرنا اولیٰ ہے اور اگر یہ اموال بطریق مباح جمع ہوئے ہوں تو اس میں سے فقیہ کو فقط
اسی قدر لے لینا جائز تھا جسقدر دین میں اس کا مرتبہ ہے تو بیت المال سے اس کو بطور خدمت کار دینی کے بقدر ضرورت ملے
گا اور اکثر اوقات اُس فقیہ کو دیکھکر عوام الناس ان اموال میں سے بے تکلف اس طرح لینا مباح کر لیتے ہیں جو کسی طرح مباح نہیں
ہے ابلیس نے علماء کی ایک جماعت پر یہ تلبیس ڈالی کہ وہ علیحدہ ہو کر عبادت میں مصروف ہوتے ہیں اور سلطان سے الگ ہو جاتے
ہیں تو اُن کو شیطان رجھاتا ہے کہ جو علماء سلطان کے یہاں آتے جاتے ہیں انکی غیبت کریں تو اُن کے حق میں دو آفتیں جمع
ہو جاتی ہیں ایک تو لوگوں کی غیبت کرنا اور دوم اپنی نفس کی مدح کرنا بالجملہ سلطان کے یہاں جانے میں دینی خطرہ عظیم ہے
اس لئے کہ اکثر یہ ہوتا ہے کہ ابتداء میں نیت درست ہوتی ہے پھر اُن کے انعام و اکرام اور طمع سے وہ نیت بدل جاتی ہے
اور پہلے جو قصد تھا کہ مداہنت نہ کریگا۔ اور بُری باتوں کو منع کریگا۔ اس پر ثابت قدم نہیں رہتا حضرت سُفیان الثوری رح
کہا کرتے کہ مجھ کو اس امر کا کچھ ڈر نہیں ہے کہ سلاطین میری اہانت کرینگے بلکہ خوف اس امر سے ہے کہ وہ میری تکریم کریں تو میرا دل انکی طرف مائل
ہو جاوے اور زمانہ سلف کے علماء اپنے زمانہ کی امراء سے بوجہ اُن کے ظلم کے دور رہتے تھے یعنی وہ لوگ خلاف شریعت کام کرتے تو یہ علماء ان
سے دور رہتے تھے تو امراء اُن کی خدمت میں حاضر ہوا کرتے کیونکہ اُن کو علماء کی فتویٰ و ولایت قضاء وغیرہ کی ضرورت تھی انکے بعد ایک قوم پیدا ہوئی

قویت رغبتہم فی الدنیا فتطلبوا العلوم التی تصلح للامراء وحملوھا الیہم لینالوا من دنیاھم ویدلک علی انہم قصدوا بالعلوم الامراء ان الامراء کانوا قلیلا ما یمیلون الی سماع الحجج والاصول فاکثر الناس علم الکلام ثم مال بعض الامراء الی المناظرۃ فی الفقہ فمال الناس الی الجدل ثم مال بعض الامراء الی المواعظ فمال اکثر الخلق کثیر من المتعلمین الیھا ولما کان جمہور العوام یمیلون الی القصص کثر القصاص وقل الفقہاء **ومن تلبیس ابلیس علی الفقہاء** ان احدھم یاکل من وقف المدرسۃ المبنیۃ علی المتشاغلین بالعلم فیمکث فیہا سنین ولا یتشاغل ویقنع بما قد عرف انہ ینتہی فی العلم فلا یبقی لہ فی الوقف حظ لانہ انما جعل لمن یتعلم لا ان یکون ذلک الشخص معیدا ومدرسا فان شغلہ دائم **ومن ذلک** ما یخلی عن بعض الاحداث المتفقہین من الانبساط فی المنہیات فبعضہم یلبس الحریر ویتختم بالذہب ویحال علی المکس فیاخذ الی غیر ذلک من المعاصی وسبب انبساط ھؤلاء یختلف **فمنہم** من یکون فاسد العقیدۃ فی اصل الدین وھو یتفقہ لیستر نفسہ ولیاخذ من الوقف او لیرأس او لینا ظر **ومنہم** من عقیدتہ صحیحۃ لکن یغلبہ الھوی وحب الشہوات ولیس عندہ صارف عن ذلک

ترجمہ جن کی دنیاوی رغبت غالب ہوگئی تو اُنھون نے ایسے علوم سیکھے جن کی ضرورت امراء کو رہتی ہے (جیسے حساب کتاب وغیرہ) اور ان علوم کو امراء کے پاس خود لیگئے تاکہ اُن کی دنیا سے حصہ حاصل کرین اور یہ بات تجھے اس دلیل سے معلوم ہوگی کہ پہلے زمانہ مین امراء کو اصولی دلائل سننے کا شوق تھا تو لوگون نے علم کلام ظاہر کیا پھر بعضے امراء کو فقہ مین مناظرہ کرنے کا میلان ہوا اور بعض لوگ جدل کی طرف مائل ہوئے اور بعض امراء کو مواعظ کا شوق ہوا تو بکثرت طلبہ نے مواعظ کا طریقہ حاصل کیا پھر چونکہ اکثر عوام کو وعظ و قصص سننے کا شوق زیادہ ہوا اسی وجہ سے واعظ دنیا مین بہت ہوگئے اور فقیہ عالم بہت کم رہ گئے **منجملہ** تلبیس ابلیس کے فقہاء پر یہ ہے کہ بعض فقیہ مدرسہ کے وقف مین سے جو فقط وہان کے پڑھنے پڑھانے اور کام کرنیوالون کے واسطے مشروط لکھا کرتا ہے۔ اور اسی مین مدت تک رہتا ہے۔ حالانکہ وہ کچھ شغل نہین کرتا۔ اور جو پڑھ چکا ہے اسی پر قناعت کرتا ہے یا پڑھکر منتہی ہوجاتا ہے۔ کہ وقف مین سے اُس کا حصہ نہین رہتا کیونکہ وہ تو فقط طلبہ کے واسطے مشروط ہے جو علم حاصل کرتا ہو۔ ہان اگر وہ مدرس یا کارپرداز ہوتا تو اُس کو روا تھا کیونکہ وہ ہمیشہ اس کے کام مین مشغول رہتا ہے **از انجملہ** وہ تلبیس ہے جو بعضے نوجوان فقہ پڑھنے والون اور فقیہ بن جانے والون سے سُنا جاتا ہے کہ اُس نے بعضے منہیات کی طرف پاؤن پھیلا دیئے چنانچہ بعض نے لباس ریشمی پہننا شروع کیا اور سونے کی انگوٹھی پہنی اور بعض نے چنگی وصول کی اور اسی قسم کے دیگر معاصی مین قدم بڑھایا۔ پھر ان لوگون کی اس بیباکی کے اسباب مختلف ہین چنانچہ **بعض** کو اصل دین ہی مین عقیدہ نہین تھا لیکن اُس نے اپنے الحاد کو چھپانے کے لیے فقہ مین کچھ شغل کرلیا۔ یا یہ غرض رکھی کہ اس بہانہ سے اُس کو وقف سے حصہ ملے گا یا وہ سرداری کا تمغہ پائے گا، یا مناظرہ کے نام سے دوسرون کو بہکا دیگا **مبتدع** کہتا ہے کہ شاید یہ دیالمہ رافض ملاحدہ کا خفیہ ساختہ پرداختہ ہو۔ اور **بعض** کا عقیدہ تو دین اسلام مین صحیح ہے لیکن اُسپر خواہش نفس نے غلبہ کیا اور اسکے پاس ایسا علم نہتھا جو اُسکو اس حرکت سے روکے

لان نفس الجدل والمناظرة یحرک الی الکبر والعجب وانما یقوم الانسان بالریاضة ومطالعة سیر السلف والتدبر القوم فی بعد عن هذا ولیس علی سمتهم الا ما یعین الطبع علی شیمته فحینئذ یسیح الهوی بالانزعاج ومنهم من یلبس علیه ابلیس بانک عالم وفقیه ومفت والعلم یفهم عن ارباب وهیهات فان العلم اولی ان یحاجه ویضاعف عذابه کما ذکرنا فی حق القراء وقد قال الحسن البصری انما الفقیه من یخشی الله عزوجل قال ابن عقیل رأیت فقیها خراسانیا علیه جریر وخز اتیم ذهب فقلت له ما هذا فقال خلع السلطان فقلت بل هو شماتة الاعداء بک ان کنت مسلما لان ابلیس علق واذا بلغ منک میلغا لیسلک ما یسخط الشرع فقد اشمتهم بنفسک وهل خلع السلطان سبقة لنهی الرحمن یا مسکین خلع علیک السلطان فانخلعت به من الایمان وقد کان ینبغی ان یخلع علیک السلطان لباس التقوی لیستر لباس التقوی ما کم الله بخزیه حیث هو نعم امره هکذا لیتک قلت هذه رعونات الطبع لان تمت محنتک لازعجک الی الاستغاثة علیهم ان یحسن لهم ازدراء الوعاظ وعیبهم من یحضر عندهم فیقول من هؤلاء هؤلاء قصاص

ترجمہ کیونکہ جدل ومناظرہ نفس مین تکبر وغرور بڑہاتا اور جوش مین لاتا ہے اور انسانیت جبھی ٹھیک ہوتی ہے جب آدمی بزرگان سلف کی خصلت وخوبی مطالعہ کرے اور ریاضت سے نفس کو مغلوب کرے اور اکثر زمانہ والون کی حالت یہ ہے کہ وہ اس سے دور پڑے ہین اور ان کے نزدیک جو علم جدل ومناظرہ ہو وہ اور بھی نفس کو کبروی پر مدد دیتا ہے تو لامحالہ خواہش بے روک ٹوک کے اُس کے دل مین روان ہوتی ہے اور بعض کے خیال مین ابلیس نے یہ تلبیس ڈالی ہے کہ تم عالم وفقیہ ومفتی ہو اور علم ضرور عالمون سے عذاب الٰہی دور کرے گا حالانکہ یہ خیال باطل ہے اور یہ منصوبہ بعید ہے بلکہ ایسا نہ ہو کہ علم کے ساتھ بدکاری کرنے مین عذاب دونا ہوجاوے چنانچہ ہم نے قاری لوگون کے حق مین اس کو بیان کر دیا ہے حسن بصری رح نے فرمایا کہ فقیہ وہی شخص ہے جو اللہ عزوجل سے خوف رکھتا ہے شیخ ابن عقیل نے کہا کہ مین نے ایک خراسانی فقیہ کو دیکھا جسپر ریشمی لباس تھا۔ اور سونے کی انگوٹھیان پہنے تھا۔ تو مین نے کہا کہ یہ کیا ہے۔ اس نے کہا۔ کہ یہ سلطان کے خلعت اور دشمنون کی جلن ہے مین نے کہا۔ کہ نہین بلکہ یہ تو تیرے دشمنون کی خوشی ہے۔ اگر تو مسلمان ہو اس لئے کہ ابلیس تیرا حقیقی دشمن ہے اور جب اُس نے تجھ پر پورا قابو پالیا۔ تو تجھے ایسی چیز پہنائی جس کو شرع مبارک ناخوش رکھتی ہے پس تو نے اپنے دشمن کو اپنے اوپر خوش ہونے کا موقع دیا اور تجھ غریب کے حال پر افسوس ہے کہ تو کچھ نہ سمجھا کیا سلطان نے تجھے وہ خلعت پہنایا ہے جس سے حضرة الرحمن عزوجل نے منع فرمایا ہے تجھے سلطان نے خلعت کیا پہنایا کہ تو نے ایمانی خلعت اُتار دیا اور لایق یہ تھا کہ تیرے ذریعے سے سلطان فسق کا خلعت اُتارتا اور تو اُس کو تقوی کا لباس پہناتا لیکن خدا نے تم پر پھٹکار ڈالی کہ اس طرح کام تمام کیا کاش تو یہ کہتا کہ میرا یہ لباس فقط میری طبیعت کی حماقت سے ہے اور اب تو میرا امتحان پورا ہوا اس لئے کہ اس حالت سے تیرا دل کرنا تیرے فساد باطن کی دلیل ہے منجملہ تلبیس ابلیس کے فقہاء پر یہ ہے کہ جو لوگ وعظ کہتے ہین اُن کو یہ لوگ تعارت کی نگاہ سے دیکھتے ہین اور ابلیس ان کو روکتا ہے کہ ان کے وعظ مین حاضر نہون اور کہتے ہین کہ یہ لوگ کیا چیز ہین یہ لوگ تو قصہ گوئی کرنیوالے ہین۔

ومراد الشیطان ان لا یحضر وانی موضع یلین فیه القلب ویخشع ویخضع لا یذموا من حیث هذا الاسم لان الله تعالی قال نحن نقص علیك احسن القصص وقال فاقصص القصص وانما ذم القصاص لان الغالب منهم الاستاء بذکر القصص دون ذکر العلم المفید ثم غالبهم یخلط فیما یورده ویرسله اعتمد علی ما اکثره محال فاما اذا کان القصص صدقا ویرجب وعظا فهو ممدوح وقد کان احمد بن حنبل یقول ما احوج الناس الی القاص صدق وذکر تلبیسه علی الوعاظ والقصاص قال المصنف کان الوعاظ فی قدیم الزمان علماء فقهاء وقد حضر ابن عمر مجلس عبید بن عمیر وکان عمر بن عبد العزیز یحضر مجلس القاص ثم خست هذه الصناعة فتعرض لها الجهال فبعد عنهم المتورعون من الناس وتعلق بهم العوام والنساء فلم یتشاغلوا بالعلم واقبلوا علی القصص وما یعجب الجهلة وتنوعت البدع فی هذا الفن وقد ذکرنا آفاتهم فی کتاب القصاص والمذکرین الا انا نذکرها هنا جملة

ترجمہ اور شیطان کا مقصود یہ ہے کہ ایسے موقعہ پر حاضر نہ ہوں جہاں دل نرم ہوتے ہیں اور خشوع وخضوع کے ساتھ جناب باریتعالیٰ میں جھکتے ہیں اور وعظین جو انبیاء واولیا کے قصص بیان کریں اس نام سے مذموم نہیں ہوسکتے ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ نحن نقص علیك احسن القصص یعنی اے محمد ہم تجھے بہترین قصہ سناتے ہیں یعنی قصہ یوسف علیہ السلام اور فرمایا فاقصص القصص الآیۃ یعنی اے محمد تو قصص انبیاء اور اُن کی نافرمان امتوں کا انجام ہلاکت بیان کر دے شائد یہ لوگ رجوع لادیں۔ اور قصاص لوگوں کی مذمت فقط اس جہت سے ہوتی ہے کہ اکثر وہ لوگ فقط قصے بیان کرتے ہیں علم مفید نہیں بیان کرتے پھر قصص میں بھی اکثر جھوٹے قصے خلط ملط کرتے ہیں اور بارہا محال باتوں پر اعتماد کرتے ہیں (یعنی جیسے شداد لے بہشت ارم بنائی) اور اگر قصص سچے ہوں جن سے نصیحت حاصل ہو تو وہ تعریف کے قابل ہیں اور امام احمد بن حنبل کہا کرتے تھے کہ لوگوں کو سچے قصص بیان کرنے والے کی بہت ضرورت ہے

واعظوں اور قصے بیان کرنے والوں پر ابلیس کی تلبیس کا ذکر

مصنف رحمہ اللہ نے کہا۔ کہ قدیم زمانے میں وعظ کہنے والے علما فقہا ہوتے تھے اور عبید بن عمیر رحمہ اللہ تعالیٰ تابعی کی مجلس وعظ میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما صحابی حاضر ہوئے اور عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ تعالیٰ واعظوں کی مجلس میں حاضر ہوئے پھر یہ پیشہ ایسا ذلیل ہوگیا کہ جاہلوں نے اختیار کر لیا تو ممیز دار لوگ اُن کی مجلس سے الگ ہوگئے۔ اور عوام مرد اور عورتوں نے اُن پر ہجوم کیا۔ تو ایسے لوگوں نے علم کا شغل چھوڑ کر قصہ گوئی وغیرہ جن چیزوں کو جاہل عوام پسند کرتے ہیں سیکھنا شروع کیا۔ اور اس پیشہ میں طرح طرح کی بدعتیں پھیل گئیں (**مترجم** کہتا ہے کہ اس دیار میں پورا فتنہ اسی جاہل فرقہ کی ذات سے پھیلا ہوا ہے) اور ہم نے اُن کی آفات کو کتاب قصاص ومذکرین میں مفصل بیان کیا ہے۔ لیکن یہاں بھی ان میں سے تھوڑا بیان کریں گے۔

فمن ذلك ان قوما منهم كانوا يضعون احاديث الترغيب والترهيب ولبس عليهم ابليس بانا نقصد حث الناس على الخير وكفهم عن الشر وهذا تغالط منهم على الشريعة لانها عندهم على هذا الفعل منهم ناقصة يحتاج الى تتمة قد نسوا قوله عليه السلام من كذب علي متعمدا فليتبوأ مقعده من النار **ومن ذلك** انهم تلحوا ما ينزع النفوس ويطرب القلوب فتوعوا فيه الكلام فتراهم ينشدون الاشعار الغزلية في العشق وليس عليهم ابليس بانا نقصد الاشارة الى محبة الله تعالى ومعلوم ان عامة من يحضرهم العوام الذين بواطنهم محشوة بحب الهوى فيضل القاص ويضل **ومن ذلك** من يظهر التولجة والتخاشع زيادة على ما في قلبه وكثرة التجمع بوجب زيادة تعمل فتسمح النفس بفضل بكاء وخشوع فمن كان منهم كاذبا فقد خسر الاخرة ومن كان صادقا لم يسلم صدقه من ريا يخالطه **ومنها** من يتحرك الحركات التي يقوم بها على قراءة الالحان التي قد اخرجوها اليوم مشابهة الى الغناء فهي الى التحريم اقرب منها الى الكراهة فالقاري يطرب

ترجمہ **منجملہ** آفات کے یہ ہے کہ ان مین ایک قوم (اقوال ہندوستان مین سوائے شاذ ونادر کے عموماً سب) دل چسپی اور رغبت دلانے کے لئے اور خوف ودہشت دلانے کی غرض سے حدیثین بناتی ہین اور ابلیس نے ان پر رچا دیا ہے کہ تم توحید ثبین اس لئے بناتے ہو کہ لوگون کو نیکی پر آمادہ کرو اور بدی سے روکو اور شیطان نے ان جاہلون پر یہ شبہ ڈالا کہ شریعت ناقص ہے تمہارے اس جھوٹی کارستانی کی محتاج ہے پھر یہ بھول گئے کہ حضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی جان بوجھ کر مجھ پر جھوٹ باندھے وہ دوزخ مین اپنا ٹھکانا بنالوے **مترجم** کہتا ہے کہ جھوٹی حدیث بنانا کبیرہ گناہ ہے اور جس نے حدیث موضوع کو کے سنائی یا لکھی تو اس کی سزا بدون عذاب جہنم کے اور کچھ نہین ہوتی۔ کیونکہ یہ فتنہ قیامت تک پھیلا رہا۔ م **ازانجملہ** یہ لوگ اپنے تعلقہ کے کلام مین دو چیزین ملاتے ہین جو نفس کا جوش ابھارین اور دلون مین سرور لاوین تو اپنی باتون کو رنگین کرتے ہین چنانچہ تم دیکھتے ہو کہ اس مین عشقیہ اشعار اور غزلین پڑھتے ہین اور ابلیس نے اُنپر یہ تلبیس رچائی کہ تم اللہ تعالیٰ کی محبت کا اشارہ کرتے ہو۔ اور یہان یہ خوب معلوم ہے کہ عوام جو اُن کی مجلس مین بھرے ہوئے ہین اُن کے دلون مین جوش شہوت بھرا ہوا ہے جو اس تازیانہ سے اُبل پڑتا ہے۔ تو یہ واعظ خود گمراہ اور گمراہ کرنے والا ہے **ازانجملہ** بعضے واعظ بناوٹ سے وجد اور خشوع ظاہر کرتے ہین۔ اگر کچھ دل مین بھی ہو تو اس سے بہت زیادہ بتاتے ہین اور جس قدر جماعت کی کثرت ہو اُسی قدر بناوٹ زیادہ ہوتی ہے تو نفس مین جو بڑمستی خشوع ورونا موجود ہوتا ہے وہ اُس کو رائیگان دینے مین بخل نہین کرتا پس ان مین سے جس نے یہ جھوٹ بناوٹ کی وہ آخرت مین خوار اور خراب ہوا اور جو سچا ہے۔ وہ ریاکاری کی میل سے نہ بچا **بعض** واعظین عجیب وغریب حرکات کرتے ہین جن کا نتیجہ یہ کہ قرآن کو ایک نئی راگنی کے لہجہ مین پڑھنے لگتے ہین۔ یہ نئی راگنی اُنھون نے آجکل گانے کے مشابہ نکالی ہے۔ تو یہ مکروہ ہی نہین۔ بلکہ صریح حرام سے زیادہ قریب ہے۔ پس اس راگنی کے قرات سے قاری کو سدور ہوتا ہے ؛

والقاص ینشد الغزل مع تصفیق بیدیه وایقاع برجلیه فینشیه المنکر ویوجب ذلك تحریك الطباع و تهیج النفوس وصیاح الرجال والنساء وتمزیق الثیاب لما فی النفوس من دقائق الهوی ثم یخرجون فیقولون کان المجلس طیبا ویشیرون بالطیبة الی ما لا یجوز **ومنهم** من یجری فی مثل تلك الحال الی شرخها لکنه ینشد اشعار النوح علی الموتی ویصف مما جری لهم من البلاء وینکر الغربة ومن مات غریبا فیکثر بکاء النساء ویصیر المکان کالمأتم وانما ینبغی ان یذکر الصبر علی فقد الاحباب لا ما یوجب الجزع **ومنهم** من یتکلم فی دقائق الزهد ومحبة الحق سبحانه فیلبس علیه ابلیس انات من حلة الموصوفین بذلك الا انه لم تقدم له الوصف حتی عرفت ما تصف وساکت الطریق وکشف هذا التلبیس ان الوصف علم و السلوك غیر العلم **ومنهم** من یتکلم بالطامات والشطح الخارج عن النزع ویستشهد باشعار العشق

ترجمہ اور واعظ اس کے ساتھ ہاتھوں کی دستک و رباؤں کی ٹھوکر لگا کر غزلیں پڑھتا جاتا ہے جیسے مستانہ لوگ کرتے ہیں اور اس سے یہ نتیجہ پیدا ہوتا ہے کہ عوام کی طبیعت امنگ پر آجاتی ہے اور اُن کی شہوانی نفوس جوش کھاتے ہیں اور عورتیں اور مرد آوازیں لگاتے ہیں اور کپڑے پھاڑتے ہیں کیونکہ جملہ نفوس میں جو خواہش نفسانی و قوت شہوانی حیوانی دبی ہوئی ہیں وہ اس مجلس میں ابھر آتی ہیں پھر جب یہاں سے یہ عورتیں اور مرد باہر نکلتے ہیں تو کہتے جاتے ہیں کہ جلسہ تو بہت خوب ہوا۔ اور خوبی سے اشارہ انہیں حرکات و امور ناشائستہ کی طرف ہے جو شرعاً جایز نہ تھے **بعض** واعظین کی یہ کیفیت ہے کہ وہ بھی اسی چال پر چلتا ہے جو ہم نے بیان کی ولیکن وہ مرثیہ کے اشعار اور نوحے پڑھتا ہے (مثلاً حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے واسطے مرثیہ پڑھتا ہے) اور ان اشعار میں اُن کی حالت تنہائی و بیکسی و غریب الوطنی و دشمنوں کا مکر و فریب اور مصائب جھوٹ سچ ملا کر ایسی طرح بیان کرتا ہے کہ عورتیں ڈاڑھیں مار مار کر رونے لگتی ہیں اور مجلس ماتم خانہ ہو جاتا ہے حالانکہ اہل آخرت کے واسطے صرف اسی قدر لایق ہے کہ پیارے بزرگوں کی شہادت و وفات پر صبر و ثبات کی تلقین کریں اور یہ لایق نہیں ہے کہ ایسی باتیں کریں جن سے جزع و فزع پیدا ہو **مترجم** کہتا ہے کہ یہ منافقین دنیا کے سوائے آخرت کو اپنا گھر نہیں جانتے ہیں تو لامحالہ یہاں سے مرنا اُن کے نزدیک نامراد اور بیکس اور بے اسمان مرجانا ٹھیرا اور شہادت اور مصیبت کا ثواب جو یہاں سے کہا کہ آخرت میں بلند درجات کا حصول ہے اس کا خیال بھی نہیں آتا تو بھلا متقین کا کیا ذکر ہے اور یہ بلا جزع و فزع اور یہ خیالات عام طور پر ان ملکوں میں پھیل گئے ہیں انا للہ وانا الیہ راجعون۔ م **بعض** واعظین مطرور ممبر پر بیٹھکر زہد کے دقایق اور محبت حق سبحانہ تعالیٰ کے رموز و اسرار بیان کرنے پر زبانی جمع خرچ کرتے ہیں تو ابلیس اُن پر تلبیس ڈالتا ہے کہ آپ بہت پہونچے ہوئے بزرگ ہیں کیونکہ اگر آپ ایسے عارف کامل نہ ہوتے تو بھلا کیسے ان مقامات کو کھولکر بیان کرتے اور سلوک کی راہ چلتے اس مکر عظیم کو میں صاف کئے دیتا ہوں کہ کسی مقام کو زبانی بیان کر دینا دوسروں کو بیانات کا علم ہے اور سلوک ان مقامات میں وہ عملی مجاہدہ ہے جو علم اور زبانی بیان کے علاوہ ہے بعض واعظوں کا یہ حال ہے کہ شرع سے خارج شطحیات بیان کرتے ہیں اور اسپر شاعروں کے عاشقانہ اشعار سند لاتے ہیں ۔

وغرضهم ان یکثر فی مجلسه الصیاح ولو علی کلام فاسد **ومنهم** من یروق عباءة لامعنی تحتها واکثر کلامهم الیوم فی موسی والخضر وزلیخا ویوسف ولایکادون یذکرون الفرائض ولاینهون عن ذنب فمتی یرجع صاحب الزنا ومستعمل الربا وتعرف المرأة حق زوجها وتحفظ صلاتها ههنا هؤلاء ترکوا الشرع وراء ظهورهم ولهذا انفقت سلعهم لان الحق ثقیل والباطل خفیف **ومنهم** من یحث علی الزهد وقیام اللیل ولایبین للعامة المقصود فربما تألب الرجل منهم وانقطع الی زاویة او خرج الی الجبل فبقیت عائلته لاشیء لهم **ومنهم** من یتکلم فی الرجاء والطمع من غیر ان یمزج ذلک بما یوجب الخوف والحذر فیزید الناس جرأة علی المعاصی ثم بقی وای ما ذکرہ بسبیله الی الدنیا من المراکب الفارهة والملابس الفاخرة فیفسد القلوب بقوله وفعله **فصل** وقد یکون الواعظ صادقا قاصدا للنصیحة الا ان منهم من یری الریاسة فی قلبه من الزمان فیحب ان یعظم وعلامته انه اذا ظهر واعظ غیره طعن فیه او عیبه علی الخلق

الجبل

ترجمہ اور اُن کی غرض یہ ہوتی ہے کہ مجلس مین شور ہو اگرچہ بیہودہ گوئی سے یہ مقصد حاصل ہو **بعضے** واعظون کا یہ حال ہے کہ لفظ سے عبارتین بناتے ہین حالانکہ اس سے مطلب کچھ نہین نکلتا۔ اور آج کل تو یہ لوگ موسیٰ و خضر اور یوسف علیہ السلام وزلیخا مین اپنے قصہ گوئی کے طومار بناتے ہین کسی فرض کا ذکر کرتے ہین نہ کسی معصیت سے بچنے کی نصیحت کرتے ہین پھر کہان سے زنا کار فحش سے باز رہیگا۔ اور کیونکر ریاکاری سے جاہل عابد بچیگا۔ اور کیسے عورت اپنے خاوند کا حق پہچانیگی اور کس کی نصیحت سے مناکی حفاظت رکھے گی افسوس ہے ان گمراہ واعظون نے شریعت کو پیٹھ پیچھے چھوڑا۔ اور دنیا کے لئے حیلہ نکالا اور عجب یہ ہے کہ اس زمانہ مین اُن کی مکاری کا بازار گرم ہوگیا اس واسطے کہ حق گران ہوتا ہے۔ اور باطل جوان لوگون کا شیوہ ہے ہلکا ہوتا ہے **بعضے** واعظ صوفی بنکر لوگون کو زہد و عبادت سکھاتے ہین اور عوام کو اصلی مقصود نہین بتلاتے تو نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ بعضے لوگ بچارے ان کے کہنے مین آکر کسی جنگل یا پہاڑ کے گوشہ مین بیٹھ رہتے ہین اور اُس کی آل واولاد بھیک مانگنے کے لایق ہوجاتی ہے **مترجم** کہتا ہے کہ ان ہی لوگون کے شیطانی خیالات نے عوام کے ذہن مین بٹھایا کہ پرہیزگاری و دین تو جب ہوسکتا ہے کہ جنگل مین بیٹھ رہے اور خدا پر توکل کرے اور جب یہ ہم سے نہین ہوسکتا تو ہم دنیاداری مین رہینگے یہ نہایت سخت فتنہ ہے۔ م۔ **بعضے** واعظ ہین کہ لوگون کو عظمت وشان الٰہی سے بھلاکر امید وطمع کے کلمات سے ولیسہ کرتے ہین۔ بدون اس کے کہ انکو خوف ولاوین کہ لہذا وہ لوگ گناہون پر دلیرانہ جرأت کرتے ہین اور دنیا کی چیزین عمدہ غذا و پوشاک و سواری کی جانب واعظ کے میل کرنے سے اس کی تقویت ہوجاتی ہے تو ایسے واعظ کے قول وفعل سے عوام کے دلون مین بڑی خرابی پیدا ہوگئی **فصل** کبھی واعظ سچی نیک نیتی سے نصیحت کا قصد کرتا ہے لیکن اس قسم مین سے بھی بعض واعظ کی دلمین تعظیم کا خیال ہوتا ہے یعنی وہ چاہتا ہے کہ لوگ اسکی تعظیم کرین اور اسکی علامت یہ ہے کہ جب اسکے ساتھ کوئی دوسرا شخص ایسا پیدا ہو جو خلایق کو نیک راہ لگانے مین اسکی مدد کرے

کرہ ذلک ولو صح قصدہ لم یکرہ من یعینہ علی خلاص الخلائق **فصل** ومن القصاص من یختلط فی مجلسہ الرجال والنساء وتری النساء یکثرن الصیاح وجدا علی زعمہن فلا ینکر ذلک جمعا للقلوب علیہ **ولقد** ظہر فی زماننا ہذا من القصاص ما لا یدخل فی التلبیس لانہ امر صریح من کونہم جعلوا القصص معاشا یستعینون بہ الامراء والظلمۃ والاخذ من اصحاب المکوس والمتکسبۃ فی البلدان **ومنہم** من یحضر المقابر فیذکر البلاء وفراق الاحبۃ فتبکی النسوۃ ولا یحث علی الصبر **فصل** وقد یلبس ابلیس علی الواعظ المحقق فیقول لہ مثلک لا یعظ وانما یعظ من یتیقظ فیحملہ علی السکوت والانقطاع **وذلک** من وساوس ابلیس لانہ یقصد منع الخیر وقد یقول لہ انک تلتذ بما تورد وتجد لذلک راحۃ وربما دخل الریاء فی قولک وطریق الوحدۃ اسلم ومقصودہ بذلک سد باب الخیر وعن ثابت قال کان الحسن فی مجلس فقیل للعلاء تکلم فقال او ہناک انا نتذکر الکلام ومؤنتہ وتبعتہ قال ثابت فما عجبنی قال تکلم الحسن فقال وانا ہاہنا ک تجد الشیطان انکر اخذتموہا عنہ فلم یامر احدا بخیر ولم ینہ عن شر

ترجمہ تو اس کو یہ امر ناگوار ہوتا ہے اور اگر اس کا ارادہ خالص ہوتا تو خلاصی خلایق مین جو کوئی اس کا مددگار ملتا وہ اس کو ناگوار نہ ہوتا **فصل** یعنے واعظون کی مجلس مین مرد اور عورتین کیجا جمع ہوتی ہین اور ان لوگون کے زعم مین عورتین مجمع مین اگر زور سے چلاتی ہین اور واعظ مذکور اس سے انکار نہین کرتا ہے تاکہ سب کے دل اس کی طرف ملے رہین اور ہمارے **زمانہ** مین بہت سے واعظ ایسے ظاہر ہوئے ہین جنکو تلبیس کی قسم مین لینے کی ضرورت نہین ہے یعنی اوپر کچھ شبہہ ابلیس نے نہین ڈالا بلکہ وہ صریح ایسی حالت مین ہین کہ انہون نے وعظ گوئی اپنی معاش بنائی ہے اور امراء وظالمون کے یہان جاکر وعظ مین انکی دلچسپی ظاہر کرتے ہین اور چنگی وصول کرنے والون سے نذرانہ لیتے اور شہرون شہرون جاکر وعظ سے کمائی کرلاتے ہین اور **بعضے** مقابر مین جاکر مصیبت وفراق احباب وغیرہ کا بیان کرتے ہین جس سے عورتین بیچ بیچ مین روتی ہین **فصل** یعنے علماء محققین کے حق مین ابلیس تلبیس وخطرہ دل مین ڈالتا ہے کہ تجھ ایسا آدمی وعظ کہنے لائق نہین ہے بلکہ وعظ کہنا ایسے عالم کا کام ہے جو ہوشیار بیدار ہو تو اسکو ابلیس آماد کرتا ہے کہ الگ ہوکر خاموش ہوجاؤ اور یہ ابلیس کا وسوسہ ہے کیونکہ وہ اسنے نیکی سے روکتا ہے اور کبھی اس سے کہتا ہے کہ تو جو کچھ بیان کرتا ہے اس سے لذت پاتا ہے اور اس سے بسا اوقات ریا پیدا ہونے کا گمان غالب ہے اور الگ رہنا سب سے بہتر سلامتی ہے اور اس سے بھی ابلیس کا مقصود یہی ہے کہ نیکی کا دروازہ بند ہوجاوے **ثابت** البنانی سے روایت ہے کہ ایک مجلس مین حسن بصری موجود تھے تو علماء سے کہا گیا کہ تم نصیحت کے واسطے کلام کرو تو کہا کہ کیا مین بھی اس مرتبہ کا ہون کہ پھر کلام اور اس کی حالت اور اس کا انجام بیان کیا تو ثابت رو کہتے ہین کہ مجھے بہت پسند آیا پھر حسن بصری نے کلام کیا تو کہا کہ مین ہون واعظون کے مقام پر اور ابلیس تو جانتا ہے کہ تم لوگون نے علماء سے نصیحت لی ہوگی کہ نہ اس نے کسی شخص کو نیکی بتلائی اور نہ کسی کی

ذکر تلبیسه علی اهل اللغة والادب قال المصنف قد لبس علی جمهورهم لشغلهم بعلوم النحو واللغة عن المهمات اللازمة التی هی فرض عین من معرفتها یلزمهم عرفانه من العبادات و مما هو اولی بهم من اداب النفوس وصلاح القلوب ومما هو افضل من علوم التفسیر والحدیث والفقه فاذا ذهب الزمان کله فی علوم لا تراد لنفسها بل لغیرها فان الانسان اذا فهم الکلمة فینبغی ان ترقی الی العمل بها ان هی مرادة لغیرها فترے الانسان منهمکا یکاد یعرق من اداب الشریعة الا القلیل ولا من الفقة ولا یلتفت الی تزکیة نفسه وصلاح قلبه ومهذا تفیهم کبر عظیم وقد غرهم ابلیس لکونهم من علماء الاسلام لان النحو واللغة من علوم الاسلام وبها یفهم معنی القرآن العزیز ولعمری ان هذا لا ینکر ولکن معرفة ما یلزم من النحو کصلاح اللسان وما یحتاج الیه من اللغة فی تفسیر القرآن والحدیث امر قریب وهو کاللازم وما عدا ذلک فضل لا یحتاج الیه وانفاق الزمان فی تحصیل هذا الفاضل ولیس معهم من تراثها الا مهم غلط وایثاره علی ما هو انفع و اعلی رتبة کالفقه والحدیث حسن ولو اتسع العمر لمعرفة الکل کان حسنا ولکن العمر قصیر فینبغی ایثار الاهم والافضل

ترجمہ اہل لغت وزبان عربی کے عالم ومتعلم پر تلبیس ابلیس کا بیان ابلیس نے سب نحوی اور لغوی لوگوں پر اپنی یہ تلبیس ڈالی کہ اُن کو نحو ولغت میں یہاں تک پھنسایا کہ جو علوم اُن پر فرض عین تھے اُن عبادات ومعارف توحید کے اُن سے باز رکھا۔ اور اصلاح نفس وصلاحیت قلب کے علوم سے اور افضل علوم تفسیر وحدیث وفقہ سے روک دیا پس اس لئے ان لوگوں نے اپنی تمام عمر ایسے فنون میں کھوئی جو بذات خود مقصود نہیں ہیں بلکہ اس لئے سیکھے جاتے ہیں کہ علم دین حاصل ہو پس جب انسان نے کوئی کلمہ سمجھ لیا تو اُس کے ذریعہ سے عمل کی جانب ترقی کرنا چاہیئے کیونکہ یہ بذات خود مقصود نہیں اور ایسی کے واسطے زبان عربی حاصل کی جاتی ہے۔ اور تم دیکھتے ہو کہ ان نحوی لغوی لوگوں نے عمر کھوئی۔ اور بعض کو دیکھو کہ وہ آداب شریعت سے کچھ بھی نہیں جانتا۔ سوائے قدر قلیل کے۔ اور نہ وہ فقہ سے واقف ہے اور نہ اپنی ذات کی پاکیزگی و اصلاح قلب کی جانب متوجہ ہوتا ہے اور باوجود اس جہالت کے ان میں بڑا تکبر بھرا ہوا ہے۔ اور شیطان نے ان کے خیال میں بھر دیا ہے کہ تم لوگ اسلام کے علماء ہو۔ اس لئے کہ یہ نحو ولغت اسلامی علوم ہیں اور انہیں سے قرآن مجید کے معانی معلوم ہو سکتے ہیں اور میں تو کہتا ہوں کہ اس سے کب انکار کیا جاتا ہے کہ اس زبان کا حاصل کرنا اسلام میں ضرور ہے لیکن جس قدر صرف ونحو ولغت واسطے تفسیر قرآن وحدیث وفقہ کے لازم ہے وہ قریب الحصول ہے۔ اور ماسوائے اس کے جس قدر حاصل کرتے ہیں۔ وہ زائد فاضل ہے اُس کی کچھ ضرورت نہیں ہے اور ایسی زائد کے لئے عمر کا زمانہ صرف کر ڈالنا۔ اور جو امر مہم ضروری ہے اُس کو غلطی سے چھوڑنا اور اس کے پیچھے تفسیر وفقہ وحدیث جو اصلی واعلیٰ مرتبہ ہیں اُن سے غافل رہنا سخت خسارہ وغبن ہے۔ ہاں اگر عمر دراز ہو سکتی کہ سب علوم حاصل ہو جاتے تو خیر تھا لیکن عمر تھوڑی ہے تو سب سے زیادہ ضروری کو ضروریات پر مقدم کرنا واجب بدرجہ لازم ہے کجا کہ یہ تو امر زائد ہے ✦

فصل ومما خلنه صوابا وهو خطاء ما اخبرنا به ابو الحسين بن فارس قال قيل لفقيه العرب هل يجب على الرجل اذا اشهد الوضوء قال نعم قال والاشهاد ان يدلي الرجل **وقال المصنف** وذكر من هذا الجنس مسائل كثيرة وهذا غاية في الخطأ لأنه متى كان الاسم مشتركا بين مسميين كان اطلاق الفتوى على احدهما دون الآخر خطأ مثاله ان يقول المستفتي ما تقول في وطي الرجل زوجته في قرء هما فان القرء يقع عند اللغويين على الاطهار والحيض فيقول الفقيه يجوز اشارة الى الطهر لا يجوز اشارة الى الحيض خطأ وكذلك لو قال السائل هل يجوز للصائم ان يأكل بعد طلوع الفجر لم يجز اطلاق الجواب فما ذكر فقيه العرب خطأ من وجهين احدهما انه لم يستفصل في المحتملات والثاني انه خرج الفتوى الى ابعد المحتملات وترك الاظهر فلا يستحسن هذا وقلة الفقه اوجبت هذا الزلل

فصل ولما كان عموم اشتغالهم باشعارهم جبلة اهلية ولم يجعل الطبع مرادا عما وضع عليه من مطالعة الاحاديث ومعرفة سير السلف الصالح سالت بهم الطبع الى هوية الهوى فاثبت شرح البطالة تعيث

ترجمہ فصل منجملہ ان امور کے جن کو بعضوں نے ٹھیک سمجھے ہے حالانکہ غلط ہے یہ ہے کہ ابوالحسین بن فارس نے کہا کہ فقیہ العرب سے پوچھا گیا کہ ھل یجب علی الرجل اذا اشھد الوضوء قال نعم یعنی کیا جب مرد اشہاد کرے تو اس پر وضو واجب ہوگا کہا ہاں واجب ہوگا۔ اور بیان کیا کہ اشہاد یہ ہے کہ مرد نکل آوے (مترجم کہتا ہے کہ اشہاد کے معروف معنی گواہ کرلینا ہے) مصنف نے کہا کہ اسی قسم کے بہت سے مسائل ذکر کیے۔ حالانکہ یہ انتہا درجہ کی غلطی ہے۔ اس لیے کہ جب ایک نام دو چیزوں کا مشترک ہو تو فتوی میں ایک معنی پر رکھ کر جواب دے دینا بڑی غلطی ہے۔ مثال یہ کہ مثلاً کسی نے پوچھا کہ آپ کیا کہتے ہیں۔ کہ مرد اپنی زوجہ سے حالت قرء میں وطی کرے۔ تو قرء کا لفظ لغت کے نزدیک حیض پر بھی بولا جاتا ہے اور پاکیزگی طہر پر بھی بولا جاتا ہے تو جو یہ مفتی کا حیض کے معنی لیکر یہ کہنا کہ نہیں جائز ہے یا فقط طہر کے معنی لیکر یہ کہنا کہ ہاں جائز ہے یہ بہت بڑی غلطی ہے۔ اسی طرح اگر یہ پوچھا جاوے کہ کیا روزہ رکھنے والا طلوع فجر کے بعد کھا سکتا ہے تو بھی مطلقاً ہاں یا نہیں کہنا جائز نہیں ہے پس جو کچھ فقیہ العرب کا جواب نقل کیا گیا ہے اس میں دو طرح سے غلطی ہے (ایک یہ کہ اشہاد کا لفظ دو معنی کو محتمل ہے تو اس نے فہرا ایک معنی کی طرف سے جواب میں کچھ تفصیل نہ کی۔ دوم یہ کہ اس نے حکم کو اس احتمال کی طرف پھیرا جو سب سے بعید تر ہے اور جو معنی زیادہ ظاہر ہے (یعنی گواہ کرلینا) اس کو چھوڑ دیا۔ دوسرے معنی قلیل الاستعمال ہیں جب کے لیے اور عجب یہ کہ ان نحویوں نے فقیہ العرب کا جواب بہت خوب ٹھیرایا۔ یہ نہیں جانتے ہیں یہ سب غلطی اور نادانی ہے **فصل** چونکہ ہمیشہ عموماً ان لوگوں کا یہی شغل رہتا ہے کہ زمانہ جاہلیت کے اشعار یاد کرنا اور کہتے ہیں یہی طبیعت اسی قسم کی ضد ہوگئی اور طبیعت کو اس حالت طبعی سے روکنے والی کوئی چیز نہ ملی یعنی نہ تو احادیث شریف کا مطالعہ کیا اور نہ سلف صالحین کی خصلت و عادت سیکھی تو ان کی خود رو طبیعت ایسی ہی ہوئی نفسانی کی طرف آگئی اور بیکار خیالات کی شرح سے بطالت بھر آئی

فقل ان تری منهم متشاغلا بالتقوی وناظرا فی مطعم فان النحو یغلب طلبه علی السلاطین فیاکل النجاة من اموالهم الحرام کما کان ابو علی الفارسی فی ظل عضد الدولة وغیره وقد یظنون جواز الشئ وهو غیر جائز لقلة فقههم کما اتفق للزجاج قال ابو اسحاق ابراهیم بن السری قال کنت اؤدب القسم بن عبد الله فاقول له ان بلغت الی مبلغ ابیك وولیت الوزارة ماذا تصنع بی فیقول ما احببت فاقول له تعطینی عشرین الف دینار وکانت غایة امنیتی فما مضت الا سنون حتی ولی القسم الوزارة وانا علی ملازمتی له وقد صرت ندیمه فدعتنی نفسی الی اذکاره بالوعد ثم هبته فلما کان فی الیوم الثالث من وزارته قال لی یا ابا اسحٰق لم ارك اذکرتنی بالنذر فقلت عولت علی رعایة الوزیر ایده الله والله لا یحتاج الی اذکاری لنذر علیه فی امر خادم واجب الحق فقال ان المعتضد ولاه ما تعاطاه فدعنی ادفع ذلك الیك فی مکان واحد ولکن اخاف ان یصیر لی معه حدیثا فاسمح لی باخذه متفرقا ففعلت افعل فقال اجلس للناس وخذ رقاعهم فی الحوائج الکبار

ترجمہ لہذا بہت کم بلکہ شاذ و نادر ان لوگون مین کوئی پرہیزگاری کے شغل مین نظر آویگا اور نہ اپنی خوراک کا حلال و حرام دیکھنے والا ملے گا۔ اس وجہ سے کہ فن نحو کے طالب سلاطین ہوتے ہین تو نحوی انہین کے حرام مال کھاتے ہین جیسے ابو علی الفارسی زیر سایہ عضد الدولہ وغیرہ زندگی بسر کرتے تھے اور اکثر یہ لوگ بہت سے امور کو جائز جانتے ہین حالانکہ وہ حرام ہوتے ہین کیونکہ انکو علم شرع و فقہ بہت کم ہوتا ہے چنانچہ ابراہیم بن السری ابو اسحاق الزجاج نے خود لکھا ہے کہ مین قاسم بن عبد اللہ کو علم ادب سکھلایا کرتا تھا اور اس سے کہا کرتا تھا کہ امیرزادے اگر تم اپنے باپ کے مرتبہ وزارت کو پہونچے تو میرے ساتھ کیا سلوک کروگے تو وہ کہتا کہ جو تم چاہو تو مین کہتا کہ مجھے (۲۰) بیس ہزار دینار دینا اور یہ مقدار میری ہمت کے نزدیک گویا انتہا درجہ تھی۔ پھر چند ہی روز گذرے تھے کہ قاسم مذکور رتبہ وزارت سے سرفراز ہوا۔ اور مین ہنوز اس کی ملازمت مین تھا۔ اور اب اس کا ندیم ہوگیا۔ پھر میرے جی مین آیا۔ کہ اس کو وعدہ یاد دلاؤن۔ پھر مجھے اس سے ہیبت معلوم ہوئی۔ مگر وزارت کے تیسرے روز اُس نے خود مجھ سے فرمایا کہ ای ابو اسحاق تم نے مجھے نذر یاد نہین دلائی۔ مین نے کہا۔ کہ مین نے جانب وزارت کا ادب کیا۔ اللہ تعالےٰ آپ کو اپنی حفظ و حمایت مین رکھے۔ اور مین جانتا ہون کہ آپ کو اپنے خادم کے حق واجب کے بارہ مین نذر یاد دلانے کی ضرورت نہین ہے تو مجھ سے فرمایا۔ کہ خلیفہ اس وقت معتضد ہے اگر یہ نہ ہوتا تو مجھے ایک مشت تجھے بیس ہزار (۲۰) دینار دینا کچھ دشوار نہ تھا۔ لیکن مجھے خوف ہے کہ ایسا نہ ہو اُس کو خفیہ خبر پہونچے اور اس کا ایک قصہ ہو جائے اب تم کو مناسب ہے کہ یہ مال مجھ سے متفرق لینے پر راضی ہو جاؤ مین نے کہا کہ بہت خوب یہی کرونگا تو مجھ سے کہا۔ کہ میری کچہری کے دروازہ پر بیٹھ جانا اور لوگون کی درخواستین و رقعہ لینا اور ہر ایک سے کاربراری کی اجرت ٹھہرا لینا۔

واستجعل علیها ولا امتنع من مسائلتی شیئا تخاطب فیما صحیحا کان او محالا الی ان یحصل لک مال النذر ففعلت ذلک وکنت اعرض علیه فی کل یوم رقاعا فیوقع فیها وربما قال لی کم ضمنت لک علی هذا فاقول کذا وکذا فیقول عینت هذا یساوی کذا وکذا فاستزدفارجع القوم ولا ازال اماکسهم ویزیدونی حتی ابلغ الحد الذی رسمه قال فعرضت علیه شیئا عظیما فحصل عندی عشرون الف دینار واکثر منها فی مدیدة فقال لی بعد شهور یا اباا سحاق حصل مال النذر فقلت لا فسکت وکنت اعرض توقیعاته فی کل شهر او نحوه هل حصل المال فاقول لا خوفا من انقطاع الکسب الی ان حصل عندی ضعف المال وسألنی یوما فاستحییت من الکذب المتصل فقلت قد حصل ذلک بارکة الوزیر فقال فرجت والله عنی فقد کنت مشغول القلب الی ان یحصل لک قال ثم اخذ الدواة فوقع لی الی خازنه بثلثة الف دینار رصلة فاخذتها وامتنعت ان اعرض علیه شیئا ولم ادر

ترجمہ اور ہر قسم کی درخواست خواہ ممکن ہو یا محال ہو جو تجھ سے کہی جاوے اس کو میرے سامنے پیش کرنے سے نہ رکنا یہاں تک کہ تجھے اس قدر مال حاصل ہو جاوے۔ مین نے اسی پر عمل کیا اور ہر روز مین نے درخواستون کے رقعے اُن کے حضور مین پیش کرتا اور وہ ہر رقعہ پر توقیع لکھا کرتے اور بارہا مجھ سے پوچھتے کہ اس رقعہ پر تیرے لئے سائل نے کیا ضمانت کرلی ہے یعنی تجھے کس قدر دینے کو کہا ہے مین بیان کرتا کہ اس قدر وعدہ کیا ہے تو مجھ سے فرماتے کہ تو نے خسارہ اُٹھایا۔ یہ رقعہ تو اس قدر کے لایق تھا تو جا کر ان لوگون سے اپنا حق بڑھوا لے پس مین لوٹ کر قوم سے کہتا کہ مجھے زیادہ دینے کا وعدہ کرو تو مین پیش کرکے اجازت لکھوا دون۔ پس وہ لوگ تھوڑا تھوڑا کرکے بڑھاتے اور مین برابر انکار کرتا رہتا یہان تک کہ خواص حد تک پہونچ جاتے جو وزیر نے مجھ سے کہی تھی زجاج نے کہا پھر ایک مرتبہ مین نے وزیر موصوف کے سامنے مال عظیم کا رقعہ پیش کیا یعنی کسی چیز کے ٹھیکے وغیرہ کی درخواست تھی جس کی مقدار عظیم تھی تو اسی کیلی ایک درخواست مین مجھے بیس ہزار دینار مل گئے اور اس سے زیادہ دولت چند ہی روز مین مجھ کو حاصل ہوگئی پھر چند ماہ کی بعد مجھ سے پوچھا کہ اے ابواسحاق مال نذر پورا ہوگیا مین نے کہا کہ نہین پس خاموش رہا اور مین برابر اُس کے سامنے رقعات پیش کیا کرتا پھر مہینہ مین بیس دن کے بعد مجھ سے پوچھتا کہ وہ مال نذر پورا ہو چکا اور مین کہتا کہ نہین اس خوف سے کہ میری کمائی جاتی رہیگی یہان تک کہ میرے پاس دو چند مال چالیس ہزار دینار سے زائد حاصل ہوگیا پھر جو اُس نے ایک روز پوچھا تو مجھے بڑا جھوٹ بولنے سے شرم آئی مین نے کہدیا کہ جی ہان حضرت وزیر کی برکت سے یہ مال حاصل ہوگیا وزیر موصوف نے کہا کہ الحمد للہ تم نے بوجھ ہلکا کر دیا کیونکہ جب تک تم یہ مال حاصل نہ کر لیتے تم میرا دل لگا رہتا پھر وزیر نے دوات اُٹھا کر میرے لئے تین ہزار دینار کی ایک چٹھی اپنے خزانچی کو بطور صلہ کے لکھدی وہ بھی مین نے لی اور آیندہ مین اُن کے سامنے رقعہ پیش کرنے سے باز رہا اور یہ نہ جانا

کیف اقوم منه فلما کان من غد جئته وجلست علی رسمی فاومی الیّ هات ما معک
یستدعی منی الرقاع علی الرسم فقلت ما اخذت من احد رقعة لان الذی رقد و قطع الوفا
به ولم ادر کیف اقوم من الوزیر۔ فقال یا سبحان الله اترانی کنت اقطع عنک
شیئا وقد صار لک به عادة وعلم الناس به وصارت لک به منزلة عندهم وجاه وغلو
ورواج المبالک ولا یعلم سبب انقطاعه فیظن ذلک لضعف جاهک عندی او تغیر
رتبتک اعرض علی رسمک وخذ بالحساب فقبلت یده وباکرته من غد بالرقاع وکنت
اعرض علیه کل یوم شیئا الی ان مات وقد تاثلت مالی هذه **قال المصنف** انظروا
ما یصنع قلة الفقه فان هذا الرجل الکبیر القدر فی معرفة النحو واللغة لو علم ان هذا
الذی جری له لا یجوز شرعا ما احکاه وینبغی به فان ایصال الظلامات واجب ولا یجوز اخذ الجعل
علیها ولا شئ مما ذکر لانه من امور الدولة وبهذا یتبین رتبة الفقه علی غیره

ترجمہ کہ اپنی کیونکر مجھ سے پوچھ گچھ ہوگی۔ پھر جب دوسرے روز میں حسب معمول وزیر کی خدمت میں حاضر ہو کر بیٹھا۔ تو مجھے اشارہ کیا کہ جو کچھ تمہارے پاس ہو لاؤ یعنی مجھ سے رقعات درخواستین طلب کین جیسے پہلے دستور تھا۔ تو میں نے عرض کیا۔ کہ میں نے کسی سے رقعہ نہیں لیا۔ کیونکہ زر پوری ہو چکی تھی۔ اور میں نہیں جانتا تھا۔ کہ اب میں کیونکر جناب وزارت سے توقع کھواؤں گا۔ تو فرمایا۔ کہ سبحان اللہ کیا تم سمجھے تھے کہ جو تمہاری عادت پڑ گئی ہے۔ اور لوگون کو اس کا حال معلوم ہو چکا۔ اور جس سے اُن کے نزدیک تمہارا رتبہ کھل گیا۔ اور ہر صبح و شام تمہارے دروازے پر حاضر ہوتے رہتے ہیں تو میں تم سے منقطع کر دونگا۔ اور لوگون میں منقطع کرنے کی وجہ بھی ظاہر نہیں ہے تو وہ لوگ یہی گمان کرین گے کہ میرے نزدیک تمہاری وجاہت نہیں رہی۔ یا تمہارا رتبہ گھٹ گیا ہے لہذا تم بدستور درخواستین لیتے رہا کرو۔ اور پیش کیا کرو۔ اور اب کسی حساب تک نہیں پہنچا۔ میں نے اُٹھکر اُن کے ہاتھون کو بوسہ دیا اور دوسرے روز صبح ہی کو لوگون کی درخواستین لیے ہوئے اُن کے حضور میں حاضر ہوا اور ہر روز اُن کے حضور میں پیش کرتا رہا یہانتک کہ وزیر موصوف نے انتقال فرمایا۔ درحالیکہ میں اس دولت سے آسودہ ہو چکا تھا **مصنف رح** نے کہا۔ دیکھو فقہ کی ناواقفی کا انجام کہانتک ہوتا ہے اور دیکھو شخص زجاج جو نحو و لغت میں بڑے درجہ کا آدمی تھا۔ اگر یہ واقعہ سنتا کہ یہ معاملہ جو وزیر اور اُس کے درمیان جاری ہوا اور کیونکر اُس نے لوگون سے ہر قسم کی زر حاصل کر لی تھی یہ سب کسی طرح شرع میں حلال نہ تھا تو وہ اس سب قصہ کو بیان نہ کرتا بلکہ سب کو مخفی کر دیتا اور وجہ یہ کہ ہر قسم کے حقوق کو صاحبان حق کو پہنچا دینا شرعاً حکام پر واجب ہے۔ اور اسپر رشوت لینا نہیں جائز ہے اور نہ کوئی مرجو وزیر نے اُس کے لئے خلافت کے امور سے مقرر کیا تھا نہیں جائز ہوا اور اس سے ظاہر ہوا کہ علم فقہ کا رتبہ عظیم ہے فقط جو کہتا ہے کہ شاید یہ صورت فقط صدقات کی زر حاصل نہ تھی۔ اور زجاج پر رقعات پیش کرنا واجب نہ تھا تو ان ٹھیرا لینا جواز سمجھا واللہ تعالی اعلم

ذکر تلبیس ابلیس علی الشعراء قال المصنف قد لبس علیهم فاراهم انهم من اهل الادب وانکم قد خصصتم بفطنة تمیزتم بها عن غیرکم ومن خصکم بهذه الفطنة زیدا فی عز المکر فتراهم یصیبون فی کل واد من الکذب والقذف والهجاء وهتک الاعراض والاقرار بالفواحش واقل احوالهم ان الشاعر یمدح الانسان فیخاف ان یجوره فیعطیه اتقاء شره او یمدحه بین جماعة فیعطیه حیاء من الحاضرین وجمیع ذلک من جنس المصادرة وترے خلقا من الشعراء واهل الادب لا یحاشون من لبس الحریر والکذب فی المدح خارجا عن الحد ویحکون اجتماعهم علی الفسق وشرب الخمر وغیر ذلک ویقول احدهم اجتمعت انا وجماعة من الادباء ففعلنا کذا وکذا هیهات هیهات لیس الادب الا مع الله عز وجل باستعمال التقوے له ولا قدر للفطن فی امور الدنیا ولا یحسن العبارة عند الله اذا لم یتقه وجمهور الادباء والشعراء اذا ضاق بهم الخرق تسخطوا الکفر او لفظوا فی لوم الاقدار کقول ابعضهم ؎ اذا صحت همی فی الفضل عالیة - فان حظی بمطرح الارض ملتصق

ترجمہ شعراء پر تلبیس ابلیس کا بیان۔ شاعروں پر ابلیس نے یہ تلبیس ڈالی۔ کہ اپنے جی مین مغرور ہوئے۔ کہ تم لوگ اہل ادب ہو۔ اور خدا نے تم کو ایسی دانائی عطا کی ہے جس سے دیگر لوگ محروم ہین۔ تو تم کو ایک خاص امتیاز عطا ہوا ہے اور جس نے تم کو یہ دانائی دی وہی تمہارے خطاؤ لغزش بھی معاف فرمائیگا۔ اگر شاذ تم سنے سرزد ہو۔ لہذا تم دیکھتے ہو۔ کہ شاعر لوگ کیونکر بر جنگل مین سرگردان پھرتے ہین جھوٹ بولتے اور بہتان لگاتے اور ہجو کرتے اور آبروریزی کرتے اور اپنے اوپر فحش وبدکاری کا اقرار کرتے رہتے ہین۔ اور اُن کے حالات مین سے کمتر یہ ہے کہ شاعر کسی آدمی کی مدح کرتا ہے تو اُس آدمی کو یہ خوف ہوتا ہے کہ ایسا نہ ہو یہ ناخوش ہوکر میری ہجو کہے تو چار و ناچار اُس کو دے کر راضی کرتا ہے تاکہ اس کی شرارت سے بچا رہے۔ یا شاعر بیجا مجمع عام مین ایک شخص کی تعریف مین کرتا ہے تو وہ لاحالہ دوسرون سے شرم کرکے اُس کو کچھ دیتا ہے اور یہ سب زبردستی تنگ کرنے کے معنی ہین۔ اور بکثرت شعرا کو دیکھو کہ اپنے آپ کو ادیب سمجھتے اور ریشم کا لباس پہن کر حد سے زیادہ جھوٹ بولتے ہین اور فعل کرتے ہین کہ ہم لوگ جلسۂ شراب مین ساقی گل اندام کے ہاتھون سے مے نوشی کرتے رہے اور کہتے ہین کہ ہمارے ساتھ اس مجمع اور محفل مین بہت سے اہل ادب جمع تھے معاذ اللہ یہ بے ادبی اور یہ دعوے ادب۔ حالانکہ ادب تو اللہ تعالے کی جناب مین تقوے وطہارت کے ساتھ ہوا کرتا ہے۔ اور جو کوئی امور دنیا مین بڑا ہوشیار ہو۔ وہ محض بے قدر ہے۔ کیونکہ یہ سب دنیا اور اس کی چیزین فنا ہین اللہ تعالے کی جناب مین خالی عبارت آرائی کچھ کام نہین کرسکتی جبکہ تقوے نہ کیا ہو۔ اور شاعرون کی عموماً یہی خصلت ہے کہ بھیک مانگتے ہین گردش چرخ اور تقدیر کی مذمت کرتے اور کفر کے کلمات بکتے ہین چنانچہ بعض کہتا ہے۔

؎ اگرچہ فضیلت مین میری ہمت درجہ عالیہ پر پہونچی لیکن میری قسمت زیر زمین چپٹی ہوئی ہے +

کم یفعل الدھر بی ما لا اسرہ ۔ وکم لیئ زمان جائر خنق ۔ وقد نسے ھؤلاء ان معاصیھم تضیق ارزاقھم فقد راوا نفسھم مستحقین للنعم مستوجبین للسلامۃ من البلاء ولم یتلمحوا ما یجب علیھم من امتثال اوامر الشرع فقد ظلمت فطنتھم فی ھذہ الغفلۃ **ذکر تلبیس ابلیس علی الکاملین من العلماء قال المصنف** ان اقواما علمھم فحصلوا علوم الشرع من القرآن والحدیث والفقہ والادب وغیر ذلک فاتاھم ابلیس لیخفی التلبیس فاراھم انفسھم بعین عظیمۃ لما نالوا وافادوا غیرھم **فمنھم** من یستفزہ لطول غناءہ فی الطلب فحسن لہ اللذات وقال لہ الی متی فی النصب فارح جوارحک من کلف التکالیف واصبح لنفسک فی مشتھاھا فان وقعت فی زلۃ فالعلم یدفع عنک العقوبۃ فاورد علیہ فضل العلماء فان خذل ھذا العبد قبل ھذا التلبیس فقال لہ ان وفق فینبغ لہ ان یقول لہ جوابک من ثلثۃ اوجہ احدھا انہ انما فضل العلماء بعمل ولولا العمل بہ ما کان لہ معنی فانا لما عمل بہ کنت کمن لم یفھم المقصود بہ ویصیر مثلی کمثل رجل جمع الطعام واطعم الجیاع ولم یاکل فلا ینفعہ ذلک من جوعہ والثانی ان یعارضہ بما ورد فی ذم من لم یعمل بالعلم کقول النبی صلی اللہ علیہ وسلم اشد الناس عذابا

ترجمہ زمانہ کب تک میرے ساتھ میری مرضی کے خلاف برتاؤ کریگا ۔ اور زمانہ ظالم بیرحم کب تک برائی کرے گا ۔

اور یہ شاعر لوگ یہ بھول گئے کہ ایسے ہی گناہوں نے اُن کا رزق تنگ کر دیا ہے اور یہ لوگ اپنے کو مستحق نعمت و لائق عیش و سلامت جانتے اور بلا و محنت کو دور سمجھتے ہیں اور کبھی اُن کو نہ سوجھا کہ ان پر شرع کے احکام کی فرمانبرداری واجب ہے تو کہاں وہ دعوٰی دانائی اور کہاں یہ غفلت و بیحیائی **ذکر علماء کاملین پر ابلیس کی تلبیس** کا مصنف نے کہا کہ کچھ اقوام کی ہمت بلند ہوئی تو انہوں نے شرعی علوم قرآن و حدیث و فقہ و ادب وغیرہ حاصل کئے پھر ابلیس نے خفیہ ان میں خطرات ڈالے اور خود بینی میں پھنسایا کہ اپنے آپ کو عظمت کی آنکھ سے دیکھنے لگے کہ ہم اللہ تعالٰی کے نزدیک عظیم القدر ہیں کہ اس مرتبہ علمی کو پہونچے اور دوسروں کو فیض پہنچایا پھر **بعض** کو یہ جنبش دی کہ کہاں تک یہ نکتہ اٹھاؤ گے اب تم راحت حاصل کرو ۔ اور یہ لذات لطیفہ ہیں اُن سے نفس کو حصہ دو پھر اگر تم کسی لغزش میں پڑ گئے تو علم تم سے عذاب دور رکھے گا اور ابلیس نے اُن کے سامنے علماء کی فضیلت پیش کی اگر اُس نے بدبختی سے قبول کر کے اپنے آپ کو ان میں تصور کر لیا تو برباد ہوا ۔ اور اگر توفیق الٰہی پائی تو اس کو تین طرح سے جواب دینا چاہیئے **اوّل** یہ کہ علماء کی فضیلت اسی وجہ سے ہے کہ اُنہوں نے علم کے موافق عمل کیا ۔ اور اگر عمل نہ ہو تو بے معنی تھا جیسے کسی نے علم زبانی رٹ لیا ۔ اور مقصود نہ سمجھا تو اسکی مثل یہ کہ کسی نے طعام بہت جمع کیا اور بھوکوں کو کھلایا اور خود کچھ نہ کھایا تو اس سے اس کی بھوک کو کچھ نفع نہ ہوگا ۔ **دوم** یہ کہ وہ احادیث معارضہ میں لاوے جن میں ایسے عالموں کی مذمت آئی ہے جو مقتضائے علم کے موافق عمل نہ کریں جیسے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سب لوگوں سے بڑھکر عذاب

یوم القیامۃ عالم لم ینفعہ اللہ بعلمہ وحکایۃ علیہ السلام عن رجل یلقی فی النار فتندلق اقتابہ فیقول کنت امر بالمعروف ولا اٰتیہ وانھی عن المنکر واٰتیہ وقول ابی الدرداء رضی اللہ عنہ ویل لمن لم یعلم مرۃ وویل لمن علم ولم یعمل سبع مرات **والثالث** ان یذکر لہ عقاب من ھلک من العلماء التارکین للعمل بالعلم کبلعام وبلیعن وبکفی فی ذم العالم اذا لم یعمل قولہ تعالی کمثل الحمار یحمل اسفارا **فصل** وقد لبس ابلیس علی قوم من المحکمین للعلم والعمل من جھۃ اخری فحسن لھم الکبر بالعلم والحسد للنظیر والریاء لطلب الریاسۃ فتارۃ یریھم ان ھذا کالحق الواجب لکم وتارۃ یقوی ذلک عندھم فلا یترکونہ مع علمھم انہ خطأ وعلاج ھذا لمن وفق ادمان النظر فی اثم الکبر والحسد والریاء اعلام النفس ان العلم لا یدفع شر ھذہ المکتسبات بل یضاعف عذابھا لتضاعف نجاستھا ومن نظر فی سیر السلف من العلماء والعاملین احتقر نفسہ فلم یتکبر ومن عرف اللہ لم یرائی ومن لاحظ جریان اقدارہ علی مقتضی ارادتہ لم یحسد وقد یدخل ابلیس علی ھؤلاء بشبہ ظریفۃ فیقول طلبکم للرفعۃ لیس بتکبر لانکم نواب الشرع فانکم تطلبون اعزاز الدین ودحض اھل البدع

ترجمہ قیامت کے روز ایسے عالم کو ہوگا جس کو اللہ تعالیٰ نے اس کے علم سے نفع نہیں دیا اور جیسے حضرت نے نقل کیا کہ ایک شخص آگ میں ڈالا جاویگا تو اس کی آنتیں نکل پڑینگی تو وہ کہے گا کہ میں لوگوں کو نیکی کا حکم دیا کرتا تھا۔ اور خود نہیں کرتا تھا اور لوگوں کو ممنوعات سے منع کرتا اور خود عمل کیا کرتا تھا اور جیسے ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جس نے نہ جانا اسکو ایک مرتبہ تف ہے اور جس نے جانا اور عمل نہ کیا اس پر سات مرتبہ تف ہے (**سوم**) ایسے عالموں کو یاد دلانے جو عمل نہ کرنے سے عذاب میں گرفتار ہوئے جیسے بلیس اور بلعام باعور وغیرہ اور عالم بے عمل کی مذمت میں قولہ تعالیٰ کمثل الحمار یحمل اسفارا کافی ہو یعنی جیسے وہ گدھا جس پر کتابیں لدی ہوئی ہیں **فصل** جو علماء کہ علم و عمل میں پورے تھے ان پر دوسری راہ سے تلبیس ڈالی کہ ان کو علم کا تکبر دکھلایا۔ اور جو ان کے برابر تھے ان سے حسد اُبھارا۔ اور سرداری کے لئے ریاکاری پر آمادہ کیا **پس** کبھی تو ان کو یہ دکھلایا۔ کہ سرداری گویا تمہارے لیئے حق واجب ہے۔ اور کبھی ان سرداری کی محبت ایسی جمائی کہ اسکو خطائے بیہودہ جانکر اس سے باز نہیں آتے ہیں اُس کا علاج ایسے شخص کے واسطے جس کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے توفیق ہو یہ ہے کہ ہمیشہ تکبر و حسد و ریاکاری کی مذمت پیش نظر رکھے اور نفس کو آگاہ کرتا رہے کہ ان بدکاریوں کا عذاب دور نہوگا بلکہ علم کے ساتھ دونا ہو جائیگا اور جس نے سلف صالحین اور علماء عاملین کے حالات پر نظر کی تو ہر حالت میں اپنے نفس کو حقیر دیکھیگا تو تکبر نہ کریگا اور جس نے اللہ تم کو پہچانا وہ ریاکاری نہ کریگا اور جس نے جان لیا کہ مقدرات الٰہی حسب ارادہ نافذ جاری ہوتے ہیں تو وہ حسد نہیں کریگا کبھی ابلیس ان لوگوں پر عجیب شبہے ڈالتا ہے۔ تو کہتا ہے۔ کہ تمہارا سرداری چاہنا کچھ تکبر نہیں ہے کیونکہ تم لوگ شرع کے نائب ہو۔ کیونکہ تم شرع کے اعزاز کے طلبگار ہو) ۔ اور تمہیں سے بدعت کی بنیاد سست ہوتی ہے

واطلاقكم اللسان فى الحساد غضب للشرع اذ الحساد قد ذمّوا من قام به وما يظنونه رياء فليس برياء لان من تحاشم منكم ويتباكى امتثل له الناس كما يقتدون بالطبيب اذا احتمى اكثر من اقتداءهم لعقله اذا وصف **وكشف** هذا التلبيس انه لو تكبر متكبر على غيره من جنسهم صعد فى المجلس فوقه او قال حاسد عنه شيأ لم يغضب هذا العالم لذلك كغضبه لنفسه وان كان المذكور من نواب الشرع فعلم انه انما يغضب لنفسه لا للعلم **واما** الرياء فلا عذر فيه لاحد ولا يصلح ان يجعل طريقا لرعاية الناس **وقد** كان ايوب السختيانى اذا تحدّث بحديث فرق وسمح وجهه وقال ما اشد الزكام وبعد هذا فالاعمال بالنيات والناقد بصير وكم سكت عن غيبة المسلمين اذا اغتيبوا عندك فرح قلبه وهو اثم بذلك من ثلثة اوجه **احدها** الفرح فانه حصل بوجود هذه المعصية من المغتاب **والثانى** لسروره بتلف مسلم **والثالث** اذا لم ينكر **فصل** قد ليس ابليس على الكاملين فى العلوم فيسهرون ليلهم ويدأبون نهارهم فى تصانيف العلوم ويريهم ابليس ان المقصود نشر الدين ويكون مقصودهم الباطن

ترجمہ اور حاسدون پر تمہاری زبان درازی حقیقت مین شرع کے واسطے غصہ ہے کیونکہ شرع نے حاسدون کی مذمت فرمائی ہے اور جس کو تم ریا سمجھتے ہو وہ ریا نہین ہے کیونکہ اگر تم نے خشوع کیا اور بناوٹ سے روئے تو لوگ اصل مین تمہاری اقتدا کرین گے جیسے طبیب جب خود پرہیز خوب کرتا ہے تو اس کی بات کا اثر ہوتا ہے یہ **تلبیس** اس طرح کھل جاتی ہے۔ کہ اگر ان ہی مین سے ایک نے دوسرون پر تکبر کیا۔ اور بلند مجلس مین بیٹھا یا کسی حاسد نے اس کی طرف سے کچھ کہا۔ تو اس عالم کو وہ غصہ نہین ہوتا جیسے اپنے واسطے اسکو غصہ آگیا تھا۔ اگرچہ وہ عالم بھی شرع کا نواب تھا تو معلوم ہوا کہ اس کا غصہ اپنے واسطے تھا شرع کے واسطے نہین تھا ریا کاری کرنا تو اس مین کسی کے واسطے کچھ عذر نہین ہے اور لوگون کے واسطے کسی کو ریا کاری کرنا حلال نہین رکھا گیا ہے۔ اور **ایوب السختیانی** رحمہ اللہ تعالی جب کسی حدیث کی روایت مین رقیق ہوجاتے تو چہرہ پونچھنے لگتے اور کہتے کہ زکام بہت سخت ہوتا ہے پھر اس سب کے بعد ہم کہتے ہین کہ اعمال کا مدار تو نیت پر ہے اور پرکھنے والا خود دیکھتا ہے اور بہت لوگ ایسے ہوتے ہین کہ خود مسلمانون کی غیبت نہین کرتے لیکن جب اُن کے پاس کسی کی غیبت کی جاوے تو خوش ہوجاتے ہین اور یہ تین وجہ سے گناہ ہے (**اول**) خوشی کیونکہ اسی کی وجہ سے غیبت کرنیوالے سے یہ معصیت صادر ہوئی ہے (**دوم**) وہ ایک مسلمان کی آبرو ریزی سے خوش ہوا (**سوم**) اُس نے غیبت کرنے والے پر انکار نہین کیا **فصل** ابلیس نے علوم مین کامل لوگون پر تلبیس ڈالی۔ کہ راتون کو جاگتے ہین۔ اور دن مین جان گھلاتے ہین یعنے تصنیفات کی مشقت اُٹھاتے ہین۔ اور ابلیس اُن کے ذہن مین ڈالتا ہے کہ تم لوگ دین پھیلاتے ہو اور دل مین اُن کا یہ خیال ہوتا ہے۔

انتشار الذکر و علو الصیت و الریاسۃ و طلب الرحلۃ من الآفاق الی المصنف و بہ ینکشف ھذا التلبیس بانہ لو انتفع بمصنفاتہ الناس من غیر تردد الیہ او قرءت علی نظیرہ فی العلم فرح بذلک ان کان مرادہ نشر العلم **وقد قال** بعض السلف ما من علم علمتہ الا احببت ان یستفید الناس من غیر ان ینسب الی **ومنھم** من یفرح بکثرۃ الاتباع و یلبس علیہ ابلیس بان ھذا الفرح لکثرۃ طلاب العلم و انما مرادہ کثرۃ الاصحاب و استطارۃ الذکر و من ذلک یعجب بکلامھم و علمھم و بہ ینکشف ھذا التلبیس انہ لو انقطع بعضھم الی غیرہ ممن ھو اعلم منہ نقل ذلک علیہ و ما ھذہ صفۃ المخلص فی التعلیم لان مثل المخلص مثل الاطباء الذین یداوون المرضی للہ سبحانہ و تعالی فاذا شفی بعض المرضی علی ید طبیب منھم فرح الآخر **وقد** ذکرنا انفا حدیث ابن ابی لیلی و نعیدہ باسناد اخر **عن** عبد الرحمن بن ابی لیلی قال ادرکت عشرین و مائۃ من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم من الانصار ما منھم رجل یسئل عن شئ الا ود ان اخاہ کفاہ و لا یحدث حدیثا الا ود ان اخاہ کفاہ

ترجمہ کہ نام مشہور ہو۔ اور آواز بلند ہو۔ اور مسلمانون مین نامور ہون۔ اور لوگ دور دور سے سفر کرکے اُن کی خدمت مین آوین۔ یہ تلبیس اس طرح کھل جاتی ہے کہ اگر اس کی تصانیف سے لوگ نفع اُٹھاوین بدون اس کے کہ اس کے پاس آوین اور جو علما اس کے مثل ہین اُن کے حضور مین طلبیہ تصانیف پڑہین تو وہ خوش ہو جاوے تو ایسی صورت مین بیشک وہ علم پھیلانا چاہتا تھا (اور اگر وہ ناخوش ہو اور یہی چاہے کہ طلبا اس کے پاس آوین تو وہ نامور ہی چاہتا تھا) اور بعض سلف نے (از انجملہ امام شافعی ہین) یہ فرمایا ہے کہ جس علم مین مین نے کوئی تصنیف کی تو یہی چاہا کہ لوگ اس سے نفع اُٹھاوین بدون اس کے کہ یہ کتاب میرے نام سے منسوب ہو۔ اور علما مین سے بعضے ایسے ہین کہ اگر اس کے اتباع طلبہ بہت ہون تو وہ خوش ہوتا ہے۔ اور ابلیس اس پر تلبیس ڈالتا ہے۔ کہ ہماری خوشی اس وجہ سے ہے کہ علم سیکھنے والے بہت ہین حالانکہ نفس مین یہ خوشی ہے کہ اس کے شاگرد بہت ہین اور نام بلند ہے اور اسی قبیل سے یہ ان کی باتون اور علم سے دل مین مغرور ہوتا ہے اور یہ تلبیس اس وقت کھل جاتی ہے کہ اگر ان مین سے کوئی طالب علم اس کے پاس سے دوسرے کے پاس چلا گیا جو علم مین اُس سے بڑہکر ہے تو اُس پر یہ گران ہوتا ہے حالانکہ اخلاص کے ساتھ تعلیم دینے والے کی یہ صفت نہین ہوتی ہے کیونکہ خالص نیت سے پڑہانیوالے کی صفت ایسے طبیب کی طرح ہے جو خالص ثواب کے واسطے للہ علاج کرتا ہے چنانچہ اگر کوئی مریض کسی کے ہاتھ سے شفا پاوے تو یہ طبیب کو خوشی ہوتی ہے اور سابق مین حدیث ابن ابی لیلی کی لکھ چکے ہین۔ اور اب دوسری اسناد سے اعادہ کرتے ہین۔ ابن ابی لیلی رح نے کہا۔ کہ مین نے ایک سو بیس انصاری اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پایا ان مین سے ہر ایک کی یہی کیفیت دیکھی کہ جب کسی سے کوئی بات پوچھی گئی تو وہ یہی چاہتا تھا کہ اس کا بھائی اس کام کی کفایت کرے اور کسی سے جب کوئی حدیث پوچھی جاتی تو وہ یہی چاہتا کہ اس کا بھائی یہ حدیث روایت کر دیتا

فصل قال المصنف وقد یتخلص العلماء الکاملون من تلبیسات ابلیس الظاهرة فیاتیهم یخفی من تلبیسه فیقول لله ما القیت مثلك ولا الحزبمد خلی ومخارجی فان سکن الی هذا هلك بالعجب وان سلم من المسابة له سلام **وقد** قال سری السقطی لو ان رجلا دخل الی بستان فیه من جمیع ما خلق الله تعالی من الاشجار علیها جمیع ما خلق الله تعالی من الاطیار فخاطبه کل طائر بلغته وقال السلام علیك یا ولی الله فسکنت نفسه ان ذلك کان فی ایدیهما اسلوا

الباب السابع فی ذکر تلبیس ابلیس علی الولاة والسلاطین

قال المصنف قد لبس علیهم ابلیس من وجوه کثیرة نذکر امهاتها فالوجه **الاول** انه یری ان الله عز وجل یحکم ولولا ذلك ما ولاکم سلطانه وجعلکم نوابا عنه فی عباده وینکشف هذا التلبیس بانهم ان کانوا نوابا عزفی الحقیقة فلیحکموا بشرعه ولیتبعوا امانیه فحینئذ یجب علیهم طاعته فاما صورة الملك والسلطنة فانه قد اعطاها خلقا ممن یبغضه وقد لبسط الدنیا لکثیر ممن لا ینظر الیه وسلط جماعة من اولئك علی الانبیاء والصالحین فقتلوهم وقهروهم

ترجمہ فصل بہت سے علمار کاملین ابلیس کے ظاہری مکر و فریب سے بچ جاتے ہین تو ان پر وہ مخفی تلبیس لاتا ہے اور کہتا ہی کہ مین نے تیرے برابر کوئی عالم نہین پایا اور ابلیس کے داؤن پیچ و آمد رفت کا خوب پہچاننے والا تجھ سے بڑھکر نہین ہے پس اگر وہ اس جانب ٹھیرا تو خود بینی مین تباہ ہوا اگر اُس نے خیال کیا کہ یہ کسی شہر کا کام نہین ہے اور اللہ تعالے ہی اپنے بندون مین سے جس کو چاہتا ہے شیطان کے مکر سے بچاتا ہے اور اس کے خفیہ مکر دکھاتا ہے تو البتہ فضل الٰہی سے بچ گیا اور سری سقطی نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص ایک باغ مین داخل ہوا جس مین ہر قسم کے درخت ہین جو اللہ تعالے نے دنیا مین پیدا کئے ہین کوئی باقی نہین ہے اور وہان ہر قسم کے پرندہین جو اللہ تعالے نے دنیا مین پیدا کیئے ہین پس ہر پرندنے اپنی اپنی زبان مین اس شخص سے کلام کیا۔ کہ السلام علیک یا ولی اللہ یعنی اللہ تعالے کے ولی سلام علیک پس یہ سنکر اُس کا دل ٹھیرا تو یہ شخص اسی کے پنجہ مین گرفتار ہے

باب ہفتم والیان ملک وسلاطین پر تلبیس ابلیس کا بیان

ابلیس نے اس فرقہ پر بکثرت وجوہ سے تلبیس کردی۔ ان مین سے اصلی تلبیسون کا ہم ذکر کرتے ہین (**وجہ اوّل**) ان لوگون کے دل مین ڈال دیا کہ اللہ تعالی تم کو محبوب رکھتا ہے۔ اگر یہ نہ ہوتا تو کیون تم کو سلطان بناتا اور کیون بندون پر اپنا نائب کرتا اس تلبیس کا کھول دینا اس طرح ہے کہ اگر یہ لوگ حقیقت مین اس کے نائب ہین تو اُسی کے قانون شریعت پر حکم کرین اور اسی کی مرضی تلاش کرین تو البتہ وہ ان کو پسند فرمائیگا۔ رہا ظاہری سلطان ہونا۔ تو ظاہر ہے کہ اللہ تعالی نے سلطنت بکثرت ایسے لوگون کو دی۔ جن کو وہ قطعاً مبغوض و دشمن رکھتا تھا۔ اور بکثرت ایسے لوگون کو دنیا مین سلطنت و وسعت دی۔ جن کی طرف رحمت کی نظر نہین فرمائے گا۔ (جیسے نمرود اور فرعون وغیرہ) اور ان مین سے بہتون کو انبیاء و صالحین پر مسلط کردیا حتے کہ انھون نے انبیاء علیہم السلام و صالحین کو قتل کر ڈالا۔ اور مغلوب کرکے پریشان کیا۔

فکان ما اعطاھم علیھم لا لھم ودخل ذلک فی قولہ انما نملی لھم لیزدادوا اثما **والثانی** انہ یقول لھم الولایۃ تفتقر الی ھیبۃ فیتکبرون عن طلب العلم وبحالسۃ العلماء فیعلمون بذلک انھم فیتلفلف الدین من العلم ان الطبع یسرق من خصال المخالطین فاذا خالطوا موتری الدنیا الجھال بالشرع سرق الطبع من خصالھم مع ما عندھم منھا ولا یری ما یقاوحا ولا ما یزجر عنھا وذلک سبب الھلاک **والثالث** انہ یخوفھم لا علی ارواحھم بتشدید الحجاب فلا یصل اھل المظالم ویتوانا من جعل بصدد رفع المظالم **وقد** روی عمرو بن مرۃ الاسلمی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال من ولاہ اللہ شیئا من امر المسلمین فاحتجب دون حاجتھم وخلتھم وفقرھم احتجب اللہ عز وجل دون حاجتہ وخلتہ وفقرہ **والرابع** انھم یستعملون من لا یصلح من لا علم عندہ ولا تقوی فیجتلب الدعاء علیھم بظلمہ الناس ویطعمھم الحرام بالبیوع الفاسدۃ

ترجمہ تو یہ سلطنت جو اُن کو عطا کی تھی ان پر وبال تھی۔ کچھ اُن کے واسطے بہتری نہ تھی۔ اور یہ دولت بھی اس حکم میں داخل ہے جو ایسے بدکاروں کے حق میں فرمایا بقولہ تعالیٰ انما نملی لھم لیزدادوا اثما الآیہ یعنی ہم نے اُن کو اسی لئے ڈھیل دیدی تاکہ گناہ بڑھاویں الخ **(وجہ دوم)** یہ کہ ابلیس ان لوگوں سے کہتا ہے کہ سلطان اور والی ملک ہونے کے واسطے ہیبت درکار ہے۔ تو اس کا یہ طریقہ نکالتے ہیں کہ علم حاصل کرنے سے حقارت سمجھ کر تکبر کرتے ہیں۔ اور عالموں کی صحبت کو اپنی شان کے خلاف دیکھتے ہیں۔ اور اس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے۔ کہ اپنی جہالت کی رائے پر عمل کرتے ہیں تو دین برباد ہوتا ہے اور خوب معلوم ہے کہ جن لوگوں کی صحبت ہو ان ہی کی خصلت طبیعت میں آجاتی ہے پس جب دنیا چاہنے والے جاہلوں کی صحبت ہر دم رہی تو طبیعت نے ان ہی کی خصلت حاصل کی باوجودیکہ طبیعت میں خود دنیا چاہنے کی خصلت موجود تھی اور ایسی کوئی چیز آڑے نہ آئی جو اس بدخصلت کو روکتی یا طبیعت کو اس بدخصلت سے جھڑکتی اور یہی بربادی کا سبب ہے۔ **وجہ سوم** یہ کہ ابلیس ان کو دشمنوں سے خوف دلاتا ہے اور کہتا ہے کہ ہر طرف بہت مضبوط پہرے رکھو تو بیچارے مظلوم لوگ اُن تک پہونچ نہیں سکتے اور جو لوگ اُن کی طرف سے مظالم دور کرنے پر مقرر ہیں وہ ڈھیل ڈالتے ہیں اور حدیث میں عمرو بن مرۃ الاسدی نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث روایت کی کہ جس کسی کو اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے امور میں سے کسی امر کا متولی مقرر کیا پھر اُس نے مسلمانوں کی حاجت و ضرورت و محتاجی میں حجاب کر دیا (یعنی پہرہ چوکی مقرر کی کہ حاجت والے اس تک نہیں پہنچ سکتے ہیں) تو اللہ تعالیٰ اس کی حاجت و ضرورت و محتاجی میں حجاب فرماویگا اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قیامت میں جب وہ بے انتہا سخت محتاج ہوگا تو اللہ تعالیٰ اس کی فریاد نہیں سنے گا نعوذ باللہ من ذلک **وجہ چہارم** یہ سلاطین و امرا ایسے لوگوں کو کارپرداز مقرر کرتے ہیں جو اس کام کے لائق نہیں ہیں کہ نہ اُن کو علم ہے اور نہ دیانت و تقویٰ ہے پس یہ کارپرداز لوگ سخت بددعا و مصیبت کے انبار ان کے پاس بھیجتے رہتے ہیں اس طرح کہ لوگوں پر ظلم کرتے ہیں تو اُن کی آہ و بددعا کے ذخیرے ان سلاطین پر بھی جمع ہوتے ہیں اور یہ جاہل کارپرداز سب لوگوں کو بیوع فاسدہ سے حرام کھلاتے ہیں

ویجد من لا یجب علیہ الحد ویظنون انہم یتخلصون من اللہ تعالی بما جعلوا فی عنق الوالی ھیہات ان العامل علی الزکاۃ اذا دخل الفساق تفرقتہم لخانوا ضمن والخامس انہ یحسن لہم العمل برایہم فیقطعون من لا یجب قطعہ ویقتلون من لا یحل قتلہ ونو ھمہم ان ھذہ سیاسۃ وتحت ھذا من المعنی ان الشریعۃ ناقصۃ تحتاج الی تمام ونحن نتم بارائنا وھذا من اقبح التلبیس لان الشریعۃ سیاسۃ الٰھیۃ ویحال ان یقع فی سیاسۃ الالٰہ خلل یحتاج معہ الی سیاسۃ الخلق قال اللہ عزوجل ما فرطنا فی الکتاب من شیئ وقال لا معقب لحکمہ فمدعی السیاسۃ مدعی الخلل فی الشریعۃ وھذا یزاحم الکفر وقد رویتا عن عضد الدولۃ انہ کان یمیل الی جاریۃ وکانت تشغل قلبہ فامر بتغریقہا لئلا یشتغل قلبہ عن تدبیر الملک فھذا ھو المجنون المحض لان قتل مسلم بلا جرم لا یحل واعتقادہ ان ھذا جائز کفر وان اعتقدہ غیر جائز

ترجمہ اور جس شخص پر شرعی سزا معین نہیں لازم آتی۔ اس کو حد مارتے ہیں تو یہ سخت گناہ ان والیان صوبہ کے ساتھ ہیں اُن کے ذریعہ سے سلطان پر عائد ہوتے ہیں حالانکہ سلطان جاہل یہ سمجھتا تھا کہ ہم تو والی صوبہ کے ذمے شرط کر چکے تھے اب ہم عذاب الٰہی سے چھوٹے ہوئے ہیں۔ افسوس یہ خیال باطل ہے کیا یہ مسئلہ بھی نہیں جانتے کہ اگر والی زکوٰۃ نے لوگوں سے زکوٰۃ لے کر ایک فاسق کو مقرر کیا۔ کہ اس قوم کے فقراء میں تقسیم کرے اس فاسق نے خیانت کی تو والی خود ضامن ہوگا۔ (وجہ پنجم) یہ ہے کہ شیطان ان سلاطین کو دکھلاتا ہے کہ امور سیاست میں دخل ہو کر تم اپنی رائے پر عمل کرنے میں اچھی تدبیر کرو گے لہذا جس گنہگار پر ہاتھ کاٹنا لازم نہیں آتا مثلاً غیر محفوظ چیزیں میں سے مانند درخت سے پھل وغیرہ چوری کرلئے تو اس کا ہاتھ کاٹ ڈالتے ہیں اور جس مجرم پر قتل نہیں ہے اس کو قتل کر ڈالتے ہیں اور شیطان اُن کے خیال میں جما دیتا ہے کہ تم نے جو حکم بطور سیاست کے جاری کیا ہے جس کا تم کو پورا اختیار ہے یہ گویا ان جاہلوں کو بتلاتا ہے کہ شریعت ناقص ہے تمہارے اس رائے کی محتاج ہے تاکہ پوری ہو اور یہ بہت ہی قبیح تلبیس ہے۔ کیونکہ شریعت تو خود اللہ تعالےٰ کی سیاست ہے اور اس کی سیاست میں خلل ہونا محال ہے۔ کہ مخلوق کی سیاست سے پوری کی جائے وقد قال تعالیٰ ما فرطنا الخ یعنی ہم نے کتاب مجید میں کسی بات کی کمی نہیں رکھی ہے ۔ وقال لا معقب لحکمہ یعنی حکم الٰہی کے بعد کوئی حکم لگانے والا نہیں ہے ۔ تو جس کسی نے خلاف شرع کے سیاست کا دعوٰی کیا اُس نے شریعت میں خلل کا دعوٰی کیا اور یہ خیال کفر کے محرمین ہے اور ہم کو خبر ملی ہے کہ **عضد الدولہ دیلمی** ایک لونڈی سے میلان رکھتا تھا جس کی طرف اُس کا دل لگا رہتا تھا۔ تو اس رافضی نے حکم دیا۔ کہ اس لونڈی کو دریائے دجلہ میں غرق کر دیا جاوے۔ تاکہ دل کا تعلق جاتا رہے۔ اور تدبیر ملکی میں اس کی وجہ سے خلل نہ ہو **مصنف** رح کہتا ہے۔ کہ یہ محض جنون و جہالت ہے۔ کیونکہ بے جرم اس مسلمہ کا قتل کرنا کسی طرح حلال نہ تھا اور اس کو جائز سمجھنا کفر ہے۔ اور اگر جائز نہ جانے

لکنہ رأہ مصلحۃ فلا مصلحۃ فیما یخالف الشرع والسادس انہ یحسن لھم الانبساط فی الاموال الظاھرۃ انما الحکم ھذا تلبیس یکشفہ وجوب الحجر علی المفرط فی مال نفسہ فکیف بالمستاجر فی حفظ مال غیرہ وانما لہ من المال بقدر عملہ فلا وجہ للانبساط قال ابن عقیل وقد روی عن حماد الروایۃ انہ انشد الولید بن یزید ابیاتا فاعطاہ خمسین الفا وجاریتین قال وھذا مما یروی علی وجہ المدح لھم وھو غایۃ القدح فیھم لانہ تبذیر فی بیت مال المسلمین وقد یزین لبعضھم منع المستحقین وھو نظیر التبذیر

ترجمہ لیکن مصلحت سے سیاست قرار دے تو بھی شرع کے خلاف مصلحت نہیں ہو (بلکہ ترجمہ کرتا ہے کہ حکم قولہ تعالیٰ لاتفسدوا فی الارض بعد اصلاحہا۔ آلایۃ کے اس کو مصلحت سمجھنا بھی کفر کے قریب ہے کیونکہ اصلاح شریعت ہے تو اس کے خلاف فساد کو اصلاح ٹھیرانا مخالفت ہے) **وجہ ششم** ابلیس ان لوگوں کو لبھاتا ہے کہ اموال سلطنت میں جس طرح چاہو اپنے حکم سے خرچ کرو۔ کیونکہ یہ تمہارے حکم میں داخل ہے۔ یہ تلبیس اس طرح کھل جاتی ہے۔ کہ جو شخص اپنے مال میں مسرف ہو۔ اُس پر شرع کے حکم میں حجر ہے یعنی قاضی حکم دے کہ اس کے سب تصرفات مالی نافذ نہ ہوں گے تو جب ذاتی مال میں یہ حکم ہے تو خیال کر لو کہ سلطان تو جمیع مسلمانوں کے اموال خزانہ کا محافظ ہے۔ تو وہ غیروں کے مال میں کس طرح خود مختاری سے بیجا خرچ کر سکتا ہے۔ اور اُن اموال خزانہ سلطنت میں سے سلطان کا حق فقط اس کے کام کی اجرت کے اندازہ پر ہے **ابن عقیل** نے فرمایا کہ ہم کو خبر پہونچی کہ حماد نے ولید بن یزید الاموی خلیفہ کی مدح میں کچھ اشعار سنائے تو اُس نے خوش ہو کر بیت المال میں سے پچاس ہزار روپیہ اور دو لونڈیاں انعام عطا کیا۔ اور فرمایا کہ عجب یہ ہے۔ کہ عوام الناس یہ بات اُس کی تعریف میں بیان کیا کرتے ہیں حالانکہ یہ اُس کے حق میں انتہا کی ملامت ہے کیونکہ اُس نے مسلمانوں کے بیت المال میں اس طرح بیجا تصرف سے اسراف کیا تو اخوان الشیاطین سے بھی بڑھ گیا **مصنف** نے کہا کہ بعضوں کو یہ رچاتا ہے کہ فلاں قسم کے لوگوں کو نہ دینا چاہیئے۔ حالانکہ یہ لوگ حقیقت میں پانے کے مستحق تھے تو یہ اسراف کے ساتھ میں دوسرا گناہ کبیرہ ہے مترجم کہتا ہے کہ شیخ رح نے شاعروں کی مذمت میں یہ وجہ درج نہ فرمائی کہ اس بیجا فرقہ نے اسلام میں شیطان کی اصلی قباحت پھیلانے کا بیڑا اُٹھایا۔ اور بادشاہوں کا دماغ تکبر سے بھر دیا مثلاً اُس نے بادشاہ کی تعریف کی کہ حق تعالیٰ نے تجھ کو فارغ بنایا ہے کہ اُس نے اپنی ذات کا سایہ ظل اللہ اپنی خلق پر ڈال دیا تو سایہ میں راحت سے بسر کرتے ہیں جب تک ذات پاک باقی ہے سایہ بھی باقی رہیگا لہٰذا ہم پاؤں پھیلائے سوتے ہیں اور اگر ایسے سایہ میں ہم کو راحت نہ ہو تو ہم شاکر ہونگے کیونکہ سایہ درخت سے بندگی ہے تو ہم خدا بآخرت اور نکال دنیا سے بیخوف ہوئے ایسی مدح سے شاہ کا دماغ تکبر سے بھر گیا اور تکبر شیطان ملعون ہوا اور بلا تکبر سب امور میں ظلم ہو گئی۔ اور علماء ذلیل کئے گئے اور شریعت کا لباس و خوراک وغیرہ سب حقارت سے دیکھا گیا اور دنیاوی آرائش اصل مقصود ہو گئی حتی کہ سلطنت ایک نعمت عظمیٰ سمجھی گئی اور بادشاہ کی اولاد بھی اُس کی جان کی خواہاں ہو گئی اور بادشاہ نے اپنی زبان کو حکم قرار دیا اور جمہوری سلطنت کا طریقہ جاتا رہا کیا تک اُس کی خرابیاں بیان ہوں ذرا غور سے سب ظاہر ہو جاتی ہیں انا للہ وانا الیہ راجعون

والسابع انه یحسن لهم لا نبسطا فی المعاصی ویلبس علیهم بان حفظکم للسبیل وامن البلاد بکم یدفع عنکم العقاب **وجواب** هذا ان یقال انما ولیتم لتحفظوا البلاد وتؤمنوا السبیل فهذا واجب علیهم وما انبسطوا فیه من المعاصی منهی عنه فلا ید فع هذا ذا ک

والثامن انه یلبس علیهم بانه قد قام بما یجب من جهة ان ظواهر الاحوال مستقیمة ولو حقق النظر لرای اختلالا کثیرا وقد روینا عن القاسم بن طلحة بن محمد الشاهد قال رایت علی بن عیسے الوزیر وقد وکل بدور البطیخ رجلا یرزق یطوف علی باعة العنب فاذا اشتری احد سلة عنب خمر ے لم یعرض له وان اشتر ے اثنتین فصاعدا طرح علیها الملح لئلا یمکن عملها خمرا قال وادرکت السلاطین یمنعون من طریق المخنثین ان یجلسوا فیها حتے لا یفشوا العمل بالنجوم وادرکنا المجند لیس فیهم احد معه غلام امرد له طرة ولا شعر الی ان بدا لهم کما بدا لهم

ترجمہ وجہ ہفتم ابلیس نے امراء وسلاطین پر جایا۔ کہ فی الجملہ معاصی وحظ نفس وقوت شراب تمہارے واسطے چندان مضر نہین۔ جب کہ تمہاری قوت سے ملک مین امن وامان ہے۔ اور راہون کی حفاظت ہے۔ یہی تم سے عذاب دفع کرے گا **جواب** ا یہ کہ جاہل سلطان سے کہا جاوے کہ تم تو اسی واسطے مقرر ہوئے تھے۔ اور تمہاری طاعت سب پر لازم کی گئی تھی کہ ممالک اسلام کی حفاظت رکھو۔ اور راہون کی حفاظت کرو تو تم پر حق واجب تھا۔ پھر تم نے کیا ایسا کام زائد کیا ہے جس سے عذاب دور ہونے کے امیدوار ہو۔ اور گناہون سے تم کو منع کر دیا گیا تھا تو جو کچھ تم پر واجب تھا۔ وہ تو تم سے پورا ادا نہ ہوا۔ اور جس سے منع کیا گیا تھا۔ اس مین بڑھ کر نافرمان ہوئے۔ تو عذاب کیون دفع ہوگا **وجہ ہشتم** ابلیس ان مین سے اکثر امراء وسلاطین پر یہ تلبیس ڈالتا ہے کہ تم نے خوب ٹھیک انتظام کیا ہے دیکھو سب حالات کیسے مستقیم مین۔ حالانکہ جب ذرا غور سے دیکھو تو معلوم ہو جاوے کہ بکثرت خلل وخرابی موجود ہے **قاسم بن طلحہ بن محمد الشاهد** سے روایت ہے کہ مین نے علی بن عیسے وزیر کو دیکھا کہ ایک شخص کو انگور فروخت کرنے کے واسطے مقرر کیا تھا۔ وہ انگور فروشون کے یہان پھیتا پھرتا تھا۔ تو جب کوئی شخص ایک ٹوکرا انگور خریدتا۔ تو دے دیتا۔ اور جب دو یا زیادہ خریدتا۔ تو اُس پر نمک چھڑک دیتا۔ تاکہ اُس سے شراب نہ بن سکے۔ اور قاسم رحمہ اللہ تعالی علیہ مذکور نے بیان کیا۔ کہ مین نے سلاطین کو پایا۔ کہ منجمون کو راہون پر بیٹھنے سے روکتے تاکہ نجوم پر عمل کرنا لوگون مین پھیل نہ جاوے۔ اور ہم نے لشکر کو اس صفت کے ساتھ پایا۔ کہ کسی کے ساتھ بے ڈاڑھی سونچھ کا لونڈا نہ تھا۔ جو کاکل بنائے۔ اور بال سنوارے ہو۔ یہانتک کہ عمیون کا میل جول بڑھا۔ تو اُنھون نے یہ فحش ایجاد کیا۔

والتاسع انه یحسن لهم استجلاب الاموال واستخراجها بالضرب العنیف واخذ کل ما یملکه الخائن وانما الطریق اقامة البینة علی الخائن وقد روینا عن عمر بن عبد العزیز ان عاملا کتب الیه ان اقواما خانوا من مال الله فاقدر علی استخراج ما فی ایدیهم لا ان انالهم بعذاب فکتب الیه ان یلقون الله بجنایاتهم احب الی من ان القاه بدمائهم

والعاشر انه یحسن لهم الصدقة بعد الغصب یریهم ان هذا یمحو ذلک ویقولون ان درهما من الصدقة یمحو عشرة من الغصب وهذا محال لان اثم الغصب باق ودرهم الصدقة اذا کان من الغصب لم یقبل فان کانت الصدقة من مال حلال لم یدفع ایضا اثم الغصب لان اعطاء الفقیر لا یمنع تعلق الذمة بحق آخر

والحادی عشر انه یحسن لهم مع الاصرار علی معاصی زیارة الصالحین وسؤالهم الدعاء ویریهم ان هذا یخفف ذلک الاثم وهذا الخبر لا یدفع ذلک الشر وفی الحدیث عن الحسن بن زیاد قال سمعت منیعا یقول مر تاجر بعشار فجسوا علیه سفینة فجاء الی مالک بن دینار فذکر ذلک له فقام مالک فمشی معه الی العشار

ترجمہ (**وجہ نہم**) ابلیس نے اُن کی نظر مین رچایا کہ سخت مار پیٹ سے لوگون کے مال کھینچ لین یعنی مال گذاری وخراج وغیرہ بہت سختی سے وصول کرتے ہین اور اگر کسی عامل وغیرہ نے خیانت کی تو اس کا مال ضبط کر لیتے ہین حالانکہ اختیار فقط اسی قدر ہے کہ خاین پر گواہ قائم کرین یا اس سے قسم لین اور ہم کو روایت پہونچی کہ خلیفہ عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ تعالیٰ کو اُن کے ایک عامل نے لکھا کہ ایک قوم نے خداوندی مال مین خیانت کی ہے اور بدون عذاب وسزا کے اُن سے وصول کرنا ممکن نہین معلوم ہوتا۔ تو جواب مین لکھا۔ کہ اگر وہ لوگ اپنی اس خیانت کے ساتھ خدا سے ملین تو یہ مجھے زیادہ پسند ہے بہ نسبت اس کے کہ مین اُن کے خون کا مظلمہ لادے ہوئے خدا سے ملون (**وجہ دہم**) ابلیس نے اُن کو رچایا کہ اول تو کمزور رعایا سے مال چھین لیتے ہین۔ پھر اس مال کو خیرات کرتے ہین اس زعم پر کہ اس سے گناہ مٹ جاے گا۔ بلکہ کہتے ہین کہ صدقہ کا ایک درم ہمارے دس درم غصب کا جرم مٹا دیگا۔ اور یہ باطل ومحال ہے کیونکہ زبردستی چھین لینے کا گناہ باقی ہے۔ اور رہا صدقہ کا درم تو وہ اگر اس غصب کے مال سے تھا۔ تو قبول نہ ہوگا۔ اور اگر مال حلال سے تھا تو بھی وہ غصب کا جرم معاف نہین کرا سکتا۔ اس لیئے کہ فقیر کو دینا کچھ دوسرے مظلوم کا حق باقی رہنے کو نہین روکتا مترجم کہتا ہے کہ فقہاء کی جماعت کثیر نے کہا کہ غصب وغیرہ حرام مال سے صدقہ دے کر ثواب کی امید رکھنا کفر مین داخل ہے واللہ اعلم۔ م (**وجہ یازدہم**) ابلیس نے ان کو رچایا کہ باوجود گناہون پر اصرار کرنیکے صالحین کی زیارت کرین اور اُن سے دعا کی درخواست کرین اور اُن کو اعتقاد دلایا کہ تم اولیاء کی زیارت کروگے تو یہ گناہ سب مٹ جائین گے حالانکہ اس نیکی سے یہ گناہ مٹ نہین سکتے ہین حسین بن زیاد کہتے ہین کہ مین نے منیع سُنا کہ ایک سوداگر کا گذر ایک عشار کی طرف ہوا جو دہائی وصول کیا کرتا تھا اُن لوگون نے سوداگر کا سفینہ روک لیا وہ سوداگر مالک بن دینار کے پاس آیا اور حال بیان کیا تو مالک اُٹھ اور اُس سوداگر کے ساتھ گئے

فلما راوہ قالوا یا ابا یحییٰ لا بعثت الینا لحاجتک قال حاجتی ان تخلوا سفینۃ هذا الرجل قالوا قد فعلنا قال وکان عندهم کوز یجعلون فیه ما یاخذون من الناس من الدراهم فیه فقالوا ادع علینا یا ابا یحییٰ قال قولوا اللکوز یدع لکم کیف ادعو لکم والفیدعون علیکم اما تری یستجاب لواحد لا یستجاب لالف **والثانی عشرۃ** ان من الولاۃ من یعمل لمن فوقه فیامره بالظلم فیظلم ویلبس علیه ابلیس بان الاثم علی الامر لا علیک وهذا لانه معین علی الظلم وکل معین علی المعاصی عاص فان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعن فی الخمر عشرۃ ولعن اکل الربا وموکلہ وکاتبہ وشاهدیه ومن هذا الفن ان یجیئ المال لوال فوقه وقد علم انه یبذر فیه ویجوز فهذا معین علی الظلم ایضا وفی الحدیث باسناد مرفوع الی جعفر بن سلیمان قال سمعت مالک بن دینار یقول کفی بالمرء خیانۃ ان یکون للخونۃ **الباب الثامن فی ذکر تلبیسه علی العباد فی العبادات** اعلم ان الباب الاعظم الذی یدخل منه علی الناس هو الجهل

ترجمہ جب ان لوگون نے مالک کو دیکھا۔ تو کہنے لگے کہ یا حضرت آپ نے ہم کو اپنی ضرورت کا حکم کہلا بھیجا ہوتا۔ مالک رح نے فرمایا کہ میری ضرورت تو یہ ہے۔ کہ اس بیچارے سوداگر کی کشتی چھوڑ دو کہنے لگے کہ بہت خوب۔ راوی نے کہا کہ ان کے پاس ایک گلہ مین درم بھرے تھے جو لوگون سے لے کر اس مین ڈالتے جاتے تھے۔ پھر ان لوگون نے مالک رحمہ اللہ سے کہا کہ حضرت ہمارے واسطے دعا فرمائیے۔ آپ نے فرمایا کہ اس گلہ سے کہو۔ کہ تمہارے لیئے دعا کرے بھلا مین تمہارے لیئے کیونکر دعا کروان کہ ہزار آدمی تم پر دعا کرتے ہین کیا تم خیال کرتے ہو کہ ایک کی دعا قبول ہوگی۔ اور ہزار کی بد دعا قبول نہ ہوگی **(وجہ دوازدہم)** بعضے عمال نیز بالادست حاکمون کے واسطے کام کرتے ہین اور وہ عمال کو ظلم کا حکم کرتا ہے تو یہ منحوس ظلم کرنے لگتا ہے اور ابلیس اس کو بہکاتا ہے کہ اس کا گناہ اُس سردار پر ہے جس نے یہ حکم دیا ہے تجھ پر نہین ہے کیونکہ تو اُس کے حکم و قانون کے موافق عمل کرتا ہے اور یہ محض باطل ہے اس لیئے کہ یہ شخص اس کے ظلم مین اور ظالمانہ قانون کے عملدرآمد مین اس کا مددگار ہے اور جو کوئی ظلم و گناہ مین دوسرے کا مددگار ہو وہ عاصی ہے چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خمر کے بارہ مین دس آدمیون پر لعنت فرمائی۔ اور سود کے کھانے والے اور کھلانیوالے اور لکھنے والے اور گواہون پر لعنت فرمائی۔ ہے اور اسی قسم مین سے یہ ہے کہ مال مملکت بالادست کے پاس غصب و ظلم وغیرہ سے جمع کر کے لے جاتا ہے اور تو جانتا ہے کہ وہ شخص اسراف و بیجا حرکات مین خرچ کرتا ہے تو یہ بھی ظلم کی اعانت ہے اور جعفر بن سلیمان نے کہا۔ کہ مین نے مالک بن دینار سے سنا کہ وہ فرماتے تھے کہ آدمی کی خیانت کے واسطے یہ کافی ہے کہ بیت المال مین خیانت کرنے والون کا معین ہو **باب عابد و نیز عبادت مین تلبیس ابلیس کا بیان** مصنف رح نے کہا۔ کہ واضح ہو۔ کہ سب سے بڑا دروازہ جس سے ابلیس لوگون کے پاس آتا ہے۔ وہ جہالت کا دروازہ ہے۔

فهو يدخل منه على الجهال بامان واما العالم فلا يدخل عليه الا مسارقة **وقد لبس على كثير من** المتعبدين لقلة علمهم لان جهورهم يشتغل بالتعبد ولم يحكم العلم **وقد قال الربيع بن خثيم** تفقه ثم اعتزل فاول تلبيسه عليهم ايثارهم التعبد على العلم والعلم افضل من النوافل فاراهم المقصود من العلم العمل وما فهموا من العمل الا عمل الجوارح وما علموا ان العلم عمل القلب وعمل القلب افضل من عمل الجوارح قال مطرف بن عبد الله فضل العلم خير من فضل العبادة وقال يوسف بن اسباط باب من العلم يتعلمه افضل من سبعين غزوة وقال المعافى بن عمران كتابة حديث واحد احب الي من صلاة ليلة فلما مر عليهم هذا التلبيس واثر التعبد بالجوارح على العلم تمكن من التلبيس عليهم في فنون التعبد **ذكر تلبيسه عليهم في الاستطابة والحدث** من ذلك انه يامرهم بترك الاستنجاء بالماء للكث في الخلاء ذلك يؤدي الكيد وانما ينبغي ان يكون بمقدار وفيهم من يقوم ويمشي ويتوضا ويرفع قدما ويحط اخرى وعنده انه يستنقي بهذا وكلما زاد في هذا نزل البول

ترجمہ پس ابلیس جاہلون کے یہان بے کھٹکے داخل ہوتا ہے اور رہا عالم تو اس کے یہان سوائے چوری کے کسی طرح نہین آسکتا ہے اور ابلیس نے بہت سے عابدون پر یہ تلبیس اس لیئے پھیلائی کہ اُن کو علم شریعت بہت کم تہا۔ کیونکہ عابدون مین اکثر کی یہی حالت ہوتی ہے کہ بدون علم پڑہے عبادت کے لئے گوشہ نشین ہوجاتے ہین **ربیع بن خثیم** رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ پہلے علم حاصل کر پھر گوشہ نشین ہو **اوّل** ابلیس نے عابدون پر یہ تلبیس ڈالی کہ انہون نے علم پر عبادت کو ترجیح دی۔ حالانکہ نوافل سے علم افضل ہے پس ابلیس نے اُن کی رائے مین یہ جمایا کہ علم سے عمل مقصود ہے اور عمل سے یہی عمل سمجھے کہ جو جوارح سے حاصل ہوتا ہے۔ اور یہ نہ جانا کہ علم بھی قلبی عمل ہے اور قلبی عمل بہ نسبت ظاہری اعضاء کے اعمال کے افضل ہوتا ہے (بلکہ جوارح کا کوئی عمل بدون قلبی عمل نیت کے درست ہی نہین ہوتا) **مطرف بن عبد اللہ** رحمہ اللہ نے کہا کہ زائد علم زائد عبادت سے بہتر ہے **یوسف بن اسباط** نے کہا کہ علم کا ایک باب حاصل کرنا ستر غزوون سے افضل ہے **معافی بن عمران** نے کہا کہ ایک حدیث لکھنا مجھے تمام رات کی عبادت سے زیادہ محبوب ہے **مصنف** نے کہا کہ جب ابلیس کی یہ تلبیس ان لوگون پر چل گئی اور علم چھوڑ کر انہون نے عبادت کو اختیار کیا تو ابلیس نے عبادت کی ہر شاخ مین اپنی تلبیس ڈالی جو اپنے اپنے محل مین بیان ہوتا ہے

قضائے حاجت اور حدث مین تلبیس ابلیس کا ذکر کہ ابلیس نے بعض پر یہ جایا تو بہت دیر تک پاخانہ مین بیٹھے رہتے ہین اس سے جگر ضعیف ہوجاتا ہے چاہیئے کہ اندازہ سے بیٹھے **بعض** کو دیکھو کہ کھڑا ہوکر پیشاب کرتا ہے اور بناوٹ سے کھانستا (بلکہ ہنہناتا ہے) اور ایک قدم اُوپر اٹھاتا اور دوسرے مارتا ہے اور سمجھتا ہے کہ اس طریقہ سے وہ قطرات پیشاب سے صفائی کرتا ہے حالانکہ وہ جسقدر ایسی حرکات مین زیادتی کریگا اسیقدر قطرات نیچے اترنے شروع ہونگے

وبیان هذا ان الماء یرشح الی المثانة ویجتمع فیها فاذا تهیأ الانسان للبول خرج ما اجتمع فاذا مشی وتنحنح وتوقف رشح شیئ اخر فالرشح لا ینقطع وانما یکفیه ان یجتلب ما فی الذکر بین اصبعیه ثم یتبعه الماء **ومنهم** من یحسن له استعمال الماء الکثیر وانما یجزیه بعد زوال العین سبع مرات علی اشد المذاهب فان استعمل الاحجار فیما لم یتعد المخرج اجزاه ثلاثة احجار اذا نقی بهن ومن لم یقنع بما قنع الشرع به فهو مبتدع شرعا لا متبع **ذکر تلبیسه علیهم فی الوضوء** منهم من یلبس علیه فی النیة فتراه یقول ارفع الحدث ثم یقول استبیح الصلاة ثم یعید فیقول ارفع الحدث وسبب هذا التلبیس الجهل بالشرع لان النیة بالقلب لا باللفظ فتکلف اللفظ امر لا یحتاج الیه ثم لا معنی لتکرار اللفظ

ترجمہ اُس کا بیان یہ ہے کہ پانی جو غذا وغیرہ کے ساتھ پیا گیا تھا۔ وہ انہضام اور ترقیق غذا کے بعد بطور فضلہ مثانہ کی طرف بہا دیا جاتا ہے اور وہاں جمع ہوتا ہے اور جب انسان خود پیشاب کے قصد سے بیٹھتا ہے تو جس قدر پیشاب جمع ہوتا ہے اُسے قوت دافعہ بہا دیتی ہے اور جب وہ کھڑا ہو کر کھنکھارنے لگا اور توجہ لگائی کہ کچھ نکلے تو طبیعت جو بقضاء حکمت آلہیہ جاری ہے وہ پیشاب کا پانی مثانہ کی طرف لاویگی اور چونکہ بہانے کی مقدار کا قصد نہیں ہے۔ تو قطرات ٹپکا دیگی اور یہ ترشح کبھی منقطع نہ ہوگا بلکہ اس کو یہ کافی تھا کہ دو انگلیوں سے نالۂ کو نچوڑ کر پانی سے دھو ڈالتا **بعض** کی یہ حالت ہے کہ ابلیس نے اس کو بہت پانی بہانا اچھا بتلایا حالانکہ سب سے سخت مذہب کے موافق بھی عین نجاست دور کرنے کے بعد سات مرتبہ دھونا کافی وافی تھا اور اگر اُس نے ڈھیلوں اور پتھروں کا استعمال کیا تو مخرج سے ادھر اُدھر اگر کچھ نہ لگا ہو تو تین پتھروں سے صاف کرنا اُسکو کافی تھا جب کہ صاف ہو جاوے اور جس کسی نے اُس پر قناعت نہ کی جو شرع نے طریقہ بتلایا ہے تو وہ مبتدع ہے شرع کا متبع نہیں ہے **وضو میں تلبیس ابلیس کا ذکر** ابلیس اُن جاہل عابدوں میں سے بعض پر نیت میں تلبیس کرتا ہے چنانچہ تم دیکھو کہ وہ پے در پے زبان سے بکتا ہے اول کہتا ہے کہ میں رفع حدث کی نیت کرتا ہوں پھر کہتا ہے کہ نماز مباح ہونے کی نیت کرتا ہوں پھر کہتا ہے کہ رفع حدث کی نیت کرتا ہوں اس سب تلبیس کا سبب یہ کہ وہ شرع سے جاہل ہے۔ تو شیطان اُس پر وسوسہ پر وسوسہ ڈالنے میں غالب ہے وہ یہ نہیں جانتا کہ نیت تو دلی قصد و ارادے کا نام ہے اور زبانی لفظ کچھ بھی نیت نہیں ہے اور اگر فرض کرو کہ زبان ہی سے کہنا تھا تو ایک مرتبہ کہنا کافی تھا اس میں دو دو اور تین تین مرتبہ زبان سے بکنے کے کچھ معنی نہیں ہیں **تنبیہ** کہتا ہے کہ شائد کچھ لوگوں نے بچوں کو تعلیم کے طور پر زبان سے سکھلایا ہو کہ اس کے معنی دل میں لاؤ۔ پھر ان جاہلوں نے اسی لفظ کو نیت قرار دیا۔ اور عجب یہ ہے کہ بعض فقہ کے مدعی نے لکھا کہ جس کو اضطراب ہو دل نہ ٹھیرے تو زبان سے نیت کر لے یہ عجب جہالت ہے اور شیخ محقق نے رد کر دیا کہ اس شخص نے نیت کا بدل لفظ اپنی رائے سے مقرر کیا حالانکہ بدل بدون حکم شرع کے نہیں ہو سکتا ہے اور بعض نے زعم کیا ہے کہ زبان و دل سے جمع کرنا بہتر ہے حالانکہ یہ بھی جاہل ہے اسلیئے کہ زبان سے بکنا کیونکر بہتری میں داخل کیا ہے

ومنهم من يلبس عليه بالنظر في الماء المتوضى به فيقول من اين لك انه طاهر ويقدر بيله فيه كل احتمال بعيد وفتوى الشرع تكفيه بان اصل الماء الطهارة فلا يترك الاصل باحتمال ومنهم من يلبس عليه بكثرة استعمال الماء وذلك يجمع اربعة اشياء مكروهة الاسراف في الماء وتضييع العمر الذي لا قيمة له فيما ليس واجبا ولا مندوبا والتعامل على الشريعة اذا لم يقنع بما قنعت به من استعمال الماء القليل والدخول فيما فاتت عنه من الزيادة على الثلاثة وربما اطال الوسوسة ففات وقت الصلاة او فات اول الوقت الذي هو الفضيلة او فاتته الجماعة ويلبس ابليس على هذا بانك في عبادة مالم تصح لا تصح الصلاة ولو تدبر امر علم انه في تفريط ومخالفة وقد رأينا من ينظر في هذه الوساوس ولا يبالي بمطعمه ومشربه ولا يحفظ لسانه من غيبته فغلبته قلب الامر وفي الحديث عن ابن عمر ان النبي صلى الله عليه وسلم مر بسعد وهو يتوضأ

ترجمہ بعض عابد جاہل کی یہ حالت ہے کہ اسکو وسوسہ ڈالتا ہے کہ تم اس پانی میں غور کرو جس سے وضو کروگے یہ بہائم کو پاک کہاں سے میسر ہوا تو تمہارا وضو مشکوک ہوگا اور ہر طرح کے بعید احتمال اُس کے ذہن میں ڈالتا ہے حالانکہ اس شخص کیواسطے شرع کا فتویٰ کافی تھا کہ پانی اصل میں پاک ہے تو کسی احتمال کی وجہ سے وہ پاکیزگی سے خارج نہ ہوگا (مترجم کہتا ہے کہ بعض کو دیکھو کہ پہلے منہ کو نہیں سے وضو کا پانی نہیں لیتا کہ شاید قے یا اسی قسم کی چیز نے اس میں بیٹ کردی ہو اور شاید کوئی کیڑا اس میں گر کر مرگیا ہو اور ایسے اوہام سے وہ تالاب و دریا تلاش کرتا ہے اعوذ باللہ من وساوس الشیاطین) بعض پر ابلیس یہ تلبیس ڈالتا ہے کہ بہت سا پانی بہاؤ اس میں چار باتیں کروہ جمع ہوجاتی ہیں (اول) پانی میں اسراف دوم عمر بیکار کہ جسکی قیمت کا کچھ اندازہ نہیں ہوسکتا کیونکہ یہ وسواس واجب نہ مستحب بلکہ مذموم قبیح ہے تو عمر بیکار ہوئی (سوم) شریعت پر تعلی کرنا کیونکہ شرع نے تھوڑے پانی کے استعمال کی تاکید فرمائی اور اُس نے اس حکم پر قناعت نہ کی اور کافی نہ جانا (چہارم) شرع نے تین بار دھونے سے زائد کو ظلم و تعدی ٹھیرایا تھا تو یہ ممنوع میں اول ہی سے داخل ہوا۔ اکثر دیکھا گیا ہے کہ وضو میں اُس نے یہانتک طول دیا کہ نماز کا وقت ہی نکل گیا۔ یا اسکا اول وقت فضیلت کا جاتا رہا یا جماعت جاتی رہی۔ ابلیس اس کو تلبیس میں اس طرح پھنساتا ہے۔ کہ تو اس وضو میں احتیاط کر کیونکہ تو ایسی عبادت کو شروع کرتا ہے کہ اگر یہ درست نہ ہو تو نماز ہی درست نہ ہوگی اس عابد کو ذرا غور کرنا چاہیئے تاکہ وہ احتیاط میں نہیں ہے بلکہ بیجا مبالغت و اسراف و بیہودگی میں گرفتار ہے اور ہم نے تو بہت ایسے دیکھے ہیں جو اس قسم کے وسواس میں گرفتار ہیں۔ اور ان کو یہ خیال بھی نہیں ہوتا کہ ہمارا لقمہ حلال ہے یا حرام ہے کہ حلال اور نہ اپنی زبان کو غیبت سے روکتے ہیں۔ کاش ایسا جاہل برعکس کرلیتا یعنی زبان کو غیبت سے روکتا اور کھانے پینے میں احتیاط رکھتا۔ اور وضو اور اُس کے پانی میں شرعی حکم سے کچھ بھی تجاوز نہ کرتا عبداللہ بن عمرو بن العاص نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا گذر سعد رضی اللہ عنہ کی طرف ایسے حال میں ہوا کہ وہ وضو کر رہے تھے ۔

فقال ماهذا السرف یاسعد فقال افی الوضوء سرف فقال نعم وان کنت علی نهر جار وفی الحدیث باسناد عن ابی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال للوضوء شیطان یقول له الولهان فاتقوه او قال فاحذروه وباسناد عن سفیان عن بیان عن الحسن قال شیطان الوضوء یدعی الولهان یضحک بالناس فی الوضوء وباسناد مرفوع الی ابی نعامة ان عبداللہ بن مغفل سمع ابنه یقول اللهم انی اسئلك الفردوس اسئلك واسئلك فقال له عبداللہ سل الجنة وتعوذ به من النار فانی سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول سیکون فی هذه الامة قوم یعتدون فی الدعاء والطهور وباسناد عن الحسن انه کان یعرض ابن سیرین یقول یتوضأ احدهم بقربة ویغتسل بزیادة صیاصیاد لکاد لکا تعذیبا لانفسهم وخلافا لسنة نبیهم صلی اللہ علیه وسلم وکان الوفاء بن عقیل یقول اجل محصول عند العقلا الوقت واقبل متعبد به للملاء وقد قال صلی اللہ علیه وسلم صبوا علی بول الاعرابی ذنوبا من ماء او قال فی البئر امطعنك باذخرة وقد قال فی الحذاء طهوره ان یدلك فی الارض

ترجمہ: فرمایا کہ اے سعد یہ کیا اسراف ہے۔ سعد رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔ کہ کیا وضو مین بھی پانی کا اسراف معتبر ہے۔ فرمایا۔ کہ ہان اگرچہ تو بہتے دریا پر وضو کرے **ابی بن کعب** رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ وضو مین وسواس کے واسطے ایک شیطان مقرر ہے اس کا نام **ولہان** ہے تم اُس سے پرہیز رکھو۔ **حسن بصری** نے کہا۔ کہ ایک شیطان ہیں کا نام ولہان ہے وہ وضو مین لوگون پر مضحکہ کیا کرتا ہے **ابو نعامہ** نے کہا کہ **عبداللہ بن مغفل** رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے کو بعد نماز کے طول طویل دُعا کرتے سُنا کہ الٰہی مجھے فردوس دیجیو۔ اور الٰہی مین یہ مانگتا ہون اور وہ مانگتا ہون۔ تو عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اے فرزند تو جنت کی درخواست کر اور جہنم سے پناہ مانگ کیونکہ مین نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا۔ کہ اس اُمت مین ایک قوم ہوگی جو دعا کرنے مین اور وضو کرنے مین حد سے بڑھ جاوین گے **ابن شوذب** نے کہا کہ حسن بصری رح ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ پر یہ تعریض کیا کرتے تھے کہ یہ کیا ہے کہ تم مین سے آدمی ایک مشک سے وضو کرتا۔ اور ایک پکھال سے نہاتا ہے۔ اور کثرت سے پانی لنڈھاتا اور ملتا جاتا ہے مفت اپنی جان کو تکلیف دیتا ہے اور اپنے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے طریقہ سے مخالفت کرتا ہے۔ **ابو الوفاء ابن عقیل** رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ علماء عاقلین کے نزدیک خوبی وقت کی حفاظت ہے اور عبادت مین پانی کے ساتھ تکلف نہ کرنا۔ اور بیشک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس اعرابی نے مسجد مین پیشاب کر دیا تھا۔ اُس کے پیشاب پر ایک ڈول پانی بہا دو۔ اور سنی کے حق مین فرمایا۔ کہ اگر تیرے لگ جاوے تو چاہے اذخر گھاس ہی سے اس کو پونچھ کے دور کر دے اور جوتے و موزے کے حق مین فرمایا۔ کہ اُس کو زمین سے رگڑ دے۔ یہی اُس کی طہارت ہے۔

وفی ذیل المرأۃ یطھر ما بعدہ وقال یغسل بول الجاریۃ وینضح علی بول الغلام وکان یحمل بنت ابی العاص بن الربیع فی الصلاۃ ونھی الراعی عن اعلام السائل لہ عن الماء وما یردہ وقال ما ابقت لنا طھورۃ ثم یا صاحب المیزاب لا تخبرہ وقد صالح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الاعراب ورکب الحمار وعاد من خلفہ التعدید بالماء الکثیر وتوضأ من سقایۃ المسجد ومعلوم حال الاعراب ان بان من احدھم الاقدام علی البول فی المسجد کل ذلک لتعلیمنا واعلامنا ان الماء علی اصل الطھارۃ وتوضأ من غدیر کان ماؤہ نقاعۃ الحنا واما قولہ تنزھوا من البول فان للتنزہ حدا معلوما وھو ان لا یغفل عن محل قدامہا بحیث یتبعہ الماء فاما الاستشعار فانہ اذا علق نما وانقطع الوقت بہ لا یقتضی بمثلہ الشرع قلت وکان اسود بن سالم وھو من کبار الصالحین یستعمل ماء کثیرا فی وضوئہ ثم یترک ذلک

ترجمہ اور جس عورت کا دامن دار زمین پر لٹکتا جاتا تھا۔ اور اُس نے پوچھا۔ کہ وہ گھورے وغیرہ نجاست پر لٹک جاتا ہے فرمایا کہ جو زمین اُس کے بعد آتی ہے جب اُس سے رگڑ گیا تو پاک ہو جاتا ہے۔ اور فرمایا کہ لڑکی اگر پیشاب کر دے تو دھویا جاوے۔ اور لڑکا ہو تو اُسپر چھینٹا دینا کافی ہے (یعنی جب تک یہ دونوں دودھ پیتے ہوں) اور خود حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی نواسی عمامہ بنت ابی العاص کو نماز میں اپنے کندھے پر اٹھائے رہتے تھے۔ اور حضرت کے ساتھیوں میں سے جس نے سفر میں چرواہے سے پوچھا کہ تیرے اس تالاب پر درندے بھی پانی پینے آتے ہیں تو حضرت نے چرواہے سے فرمایا کہ تو اس تکلف پوچھنے والے کو کچھ آگاہ مت کر اور فرمایا کہ حیوان جانوروں نے چھوڑ دیا وہ ہمارے واسطے پاک ہے اور ایک مرتبہ مقراۃ والا تھا یعنی تھوڑے پانی کا گڑھا تھا۔ اس سے بھی ایک نے اسی طرح پوچھا تھا تو حضرت نے مقراۃ والے کو فرمایا کہ اسکو مت آگاہ کر اور دیکھو کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اعراب سے مصالحہ کیا اور بعض اوقات حمار پر سوار ہوا کرتے تھے اور آپ کی عادت شریف سے یہ معلوم نہ ہوا کہ پانی بہت پھینکتے تھے اور مسجد کے سقاوہ سے وضو کیا۔ اور اعراب کا حال سب جانتے ہیں چنانچہ ان میں سے تو ایک وہ تھا کہ جس نے مسجد میں بیٹھ کر پیشاب کر دیا تھا (یعنی یہ لوگ پیشاب سے چندان احتیاط نہ کرتے تھے اور نہ ان کے ہاتھوں کا احتیاط سے رکھنا قطعی معلوم ہوا لیکن نجاست ظاہر نہ تھی) اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سب ہم لوگوں کو تعلیم فرمانے کے لیئے کیا تھا اور یہ آگاہ فرمایا۔ کہ پانی اصل طہارت پر ہے اور خود ایسے غدیر (چھوٹی تلیا) سے وضو کیا جس کا پانی ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا بھگوئی ہوئی مہندی کا پانی ہے رہا یہ کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ تم لوگ پیشاب سے پرہیز کرو تو اسکے معنی سمجھنے چاہئیں یعنی پرہیز کرنے کی حد معلوم ہے مطلب یہ کہ جہاں کہیں پیشاب لگ جاوے اس سے غفلت نہ کرو بلکہ اُسکو پانی سے دھو ڈالو اور وسواس یہ ہے کہ وہ پانی کہ جسمیں لگ گیا اور یہانتک بہتا رہا کہ وقت نکل گیا اور ایسے بیہودگی میں وقت گذار دیا کہ شرع نے اُس کا حکم نہیں دیا ہے مصنف نے کہا کہ اسود بن سالم رح سے کبار صالحین میں سے تھے اور پہلے پانی بہت پھینکا کرتے تھے پھر اُس کو ترک کر کے بہت کم پانی سے وضو کیا

فسالہ رجل عن سبب ترکہ فقال نمت لیلۃ فاذا ھاتف یھتف بی یا اسود فاجبتہ فاذا ھذا یحیی بن سعید الانصاری حدثنا عن سعید بن المسیب قال اذا جاوز الوضوء ثلاثا لم یرفع الی السماء قال قلت لا اعود لا اعود فانا الیوم یکفینی کف من ماء **ذکر تلبیسہ علیھم فی الاذان** من ذلک التلحین فی الاذان وقد کرھہ مالک بن انس وغیرہ من العلماء کراھیۃ شدیدۃ لانہ یخرجہ عن موضوع التعظیم الی مشابھۃ الغناء ومنھا انھم یخلطون اذان الفجر بالتذکیر والتسبیح والمواعظ ویجعلون الاذان وسطا فیختلط فقد کرہ العلماء کلما یضاف الی الاذان وقد راینا من یقوم بلیل کثیرا علی المنارۃ فیعظ ویذکر ویقرأ سورۃ من القرآن بصوت مرتفع فیمنع الناس نومھم ویخلط علی المتھجد بن قراءتھم وکل ذلک من المنکرات **ذکر تلبیسہ علیھم** فی الصلوۃ فمن ذلک تلبیسہ علیھم فی الثیاب التی یستریحا فتری احدھم یغسل الثوب الطاھر مرارا وربما لمسہ مسلم فیغسلہ ومنھم من یغسل ثیابہ فی دجلۃ لا یری ان غسلھا فی البیت یجزی ومنھم من یدلیھا فی البیر کفعل الیھود وما کانت الصحابۃ تفعل ھذا بل قد صلوا فی ثیاب فارس لما فتحوھا

ترجمہ تو ایک شخص نے اُن سے اس کا سبب پوچھا۔ تو اسود رح نے فرمایا کہ مین ایک رات خواب مین تھا کہ ایک ہاتف نے مجھے آواز دی کہ اے اسود یہ کیا اسرف ہے یحیٰی بن سعید الانصاری نے سعید بن المسیب سے ہم تک یہ حدیث پونہچائی کہ جب وضو تین مرتبہ سے بڑہا تو وہ آسمان کو بلند نہین کیا جاتا ہے مین نے کہا کہ اچھا اب مین ایسا نہ کرون گا چنانچہ اب مجھے ایک چلو پانی کفایت کرتا ہے **اذان** میں عابدون پر تلبیس ابلیس کا بیان **منجملہ** تلبیسات کے تلحین ہے یعنی لحن و راگنی سے اذان دیتے ہین حالانکہ امام مالک وغیرہ علماء نے اُس کو سخت مکروہ جانا ہے اس لیئے کہ یہ اُسکو مقام تعظیم سے نکالکر راگ وگانے کے مشابہ کرتی ہے **ازانجملہ** یہ کہ یہ لوگ اذان فجر سے پہلے ذکر و تسبیح و وعظ شروع کرتے ہین اور ان چیزون کے بیچ بیچ مین اذان دیتے ہین تو وہ گڈمڈ ہو جاتی ہے۔ اور علماء نے ہر ایسی چیز کو جو اذان مین ملائی جاوے مکروہ رکہا ہے اور ہم نے دیکہا کہ رات مین شب بیداری کرنے والا اکثر منارہ پر چڑہا ہوا قرآن کی سورتین بلند آواز سے پڑہتا رہا اور ذکر با آواز بلند کرتا رہا۔ اور وعظ کہتا رہا۔ کہ اُس نے آوازہ بلند کیا۔ اور لوگون کی نیند حرام کردی اور اور جو لوگ اپنے حجرہ مین شب بیداری و تہجد مین تھے۔ اُن پر قرات گڈمڈ کردی۔ اور یہ سب منکرات مین سے ہے۔

نماز مین تلبیس ابلیس کا ذکر۔ ازانجملہ یہ جو لباس نماز مین پہنتا تہا۔ اس کو باوجود پاک ہونے کے بار بار دہویا۔ اور کبھی کسی مسلمان نے اس کو چھوا۔ تو اُس نے دہو ڈالا۔ اور **بعضے** ان مین سے ایسے تھے۔ کہ دجلہ مین اپنے کپڑے دہوتے تھے۔ اُس کے نزدیک گھر مین دہونا کفایت نہ کرتا تھا۔ اور اُن مین سے بعض کی یہ کیفیت تھی۔ کہ گھر مین کپڑا باندہ کر کنوین مین لٹکاتا۔ جیسے یہودی کرتے ہین۔ اور صحابہ رضی اللہ عنہم ان مین سے کوئی بات نہین کرتے تھے۔ بلکہ جب انہون نے فارس فتح کیا

واستعملوا اوطيتهم واكسيتهم ومن الموسوسين من يقطر عليه قطرات ماء فيفسل الثوب كله وربما تاخر لذلك عن صلوة الجماعة ومنهم من ترك صلاة الجمعة لمطر يسير يخاف ان يبتضخ عليه ولا يظن ظان انى امنع من النظافة والورع ولكن المبالغة الخارجة عن حد الشرع المضيقة للزمان هى التى انهى عنها **ومن** ذلك تلبيسه **عليهم** فى نية الصلوة فمنهم من يقول اصلى صلاة كذا اتم بعيدها ظنا منه انه قد نقض النية والنية لا تنقض وان لم يرض اللفظ **ومنهم** من يكبر ثم ينقض ثم يكبر ثم ينقض ثم يكبر ثم ينقض فاذا رآكم لا مام كبر الموسوس وركع معه فلبث شعرة ما الذى لحضر النية حينئذ وما ذاك الا ان ابليس اراد ان يفوته الفضيلة وفى الموسوسين من يحلف بالله لاكبرن غير هذه المرة **ومنهم** من يحلف بالخروج من ماله او بالطلاق وهذا كله تلبيس والشريعة سمحة سهلة سليمة من هذه الآفات ولا جرى لرسول الله صلى الله عليه وسلم ولا لاصحابه شئ من هذا وقد بلغنا عن ابى حازم انه دخل المسجد فوسوس اليه ابليس

ترجمہ تو یہان جو کپڑے ہاتھ آئے اور وہ شرعاً پہننے کے لائق تھے یعنی ریشمی وغیرہ نہ تھے اُن مین نماز پڑھی۔ اور ان کی چادرین و فرش کام مین لائے **بعضے** وسوسہ والے دیکھے گئے کہ اگر اُس کے کپڑے پر ایک چھینٹ پڑی تو اُس سب کپڑا دھو ڈالا۔ اور بارہا ایسے کرنے کے واسطے اُس نے جماعت چھوڑ دی۔ اور بہتون نے خفیف بارش مین اس خوف سے جماعت چھوڑی کہ ایسا نہ ہو اُس کے کپڑے پر چھینٹ پڑ جاوے **واضح** ہو۔ کہ کوئی بدگمان یہ زعم نہ کرے کہ مین پاکیزگی و طہارت و پرہیزگاری سے مانع ہون نہین بلکہ مین اُس تکلف اور مبالغہ سے منع کرتا ہون جو حد شرع سے خارج اور اوقات ضایع کرنے والا ہے **از انجملہ** ابلیس نے اُن پر نماز کی نیت مین وسوسہ و تلبیس ڈالی چنانچہ **بعض** کو دیکھو کہ کہتا ہے کہ مین فلان نماز پڑھتا ہون۔ پھر دوبارہ اسی کو دوہراتا ہے اور پے در پے ایسا کرتا ہے۔ اس گمان پر کہ اُسنے نیت توڑ ڈالی۔ حالانکہ نیت تو ٹوٹ نہین سکتی اگرچہ الفاظ مین نقص بھی ہو **بعض** کا یہ حال ہے کہ وہ تکبیر تحریمہ کہتا ہے پھر توڑ کر تکبیر کہتا ہے پھر اسی طرح وسوسہ مین توڑتا اور کہتا ہے۔ یہان تک کہ امام رکوع مین جاتا ہے تو نا چار یہ وسوسہ والا تکبیر کہہ کر رکوع مین شامل ہو جاتا ہے مین نہین سمجھتا کہ اس رکوع مین جاتے وقت کیسی اس کی نیت حاضر ہو گئی اور پھر اُس کو حاضری سے کیا چیز مانع تھی میرے خیال مین تو بجز اس کے اور کچھ نہین کہ ابلیس نے چاہا کہ اس کو فضیلت قرأت و سماعت وغیرہ حاصل نہو۔ وسوسہ والون مین بعضے ایسے ہین کہ اللہ تعالی کے نام پاک کی قسم کھاتے ہین کہ اکثار کرون گا اور بعضے طلاق زوجہ و اعتاق غلام و صدقہ مال کی قسم کھاتے ہین حالانکہ یہ سب ابلیس کے تلبیسات ہین اور اللہ تعالی نے شریعت سہل اور آسان اور ایسی آفتون سے پاک صاف رکھی ہے اور کبھی حضرت صلعم اور آپ کے اصحاب کے واسطے ان امور مین سے کچھ جاری نہوا اور ہم کو روایت پونہچی کہ ابو حازم رحمہ اللہ تعالی مسجد مین داخل ہوئے تو ابلیس نے اُن کو وسوسہ ڈالا

انك تصلي بغير وضوء فقال ما بلغ من نصحك لي هذا وكشف هذا التلبيس ان يقال للموسوس ان كنت تريد احضار النية فالنية حاضرة لانك قمت لتؤدي الفريضة وهذه هي النية ومحلها القلب لا اللفظ ان كنت تريد تصحيح اللفظ فاللفظ لا يجب ثم قد قلته صحيحا فما وجه الاعادة اخراك تظن وقد قلت انك ما قلت هذا مرض ولقد حكى لي بعض الاشياخ عن ابن عقيل حكاية عجيبة ان رجلا لقيه فقال اني اغسل العضو واتوهما غسلته واكبر واقول ما كبرت فقال له ابن عقيل دع الصلاة فانها ما تجب عليك فقال قوم لابن عقيل كيف تقول هذا فقال لهم قد قال النبي صلى الله عليه وسلم رفع القلم عن المجنون حتى يفيق ومن يكبر ويقول ما كبرت فليس بعاقل والمجنون لا تجب عليه الصلوة **قال المصنف** واعلم ان الوسوسة في نية الصلاة سببها جهل بالعقل او جهل بالشرع ومعلوم ان من دخل على عالم فقام له فقال نويت ان انتصب قائما تعظيما لدخول هذا العالم الجليل علة مقبلا عليه يرجع سفه في عقله فان هذا اقل تصور في ذهنه منذ اي العلم ففيام الانسان الى الصلاة ليؤدي الفرض لم يتصور في النفس في حالة واحدة لا يطول زمانه وانما يطول زمان نظم هذه الالفاظ

ترجمہ کہ تم بے وضو ہو نماز پڑھنے کا قصد کرتے ہو تو فرمایا کہ اے دشمن تیری نصیحت میرے حق میں کبھی اس مرتبہ تک نہیں پہنچ سکتی ہے اس تلبیس کا کشف یہ ہے کہ وسوسہ والے سے کہا جاوے کہ اگر تو حضور نیت کا قصد کرتا ہے تو وہ حاضر ہے۔ اس لیے کہ تو کھڑا ہوا ہے تاکہ فریضہ ادا کرے۔ اور یہی نیت ہے اور نیت کا محل دل ہے زبان نہیں ہے اور لفظ واجب نہیں ہے پھر بھی تو نے لفظ صحیح کہہ لیا۔ تو اب دوہرانے کی کیا وجہ ہے کیا تیرا گمان ہے کہ تو نے یہ نہیں کہا حالانکہ کہہ چکا ہے تو یہ مرض ہے **مصنف** نے کہا کہ مجھ سے بعضے مشائخ نے ابن عقیل کی ایک عجیب حکایت نقل کی کہ ایک شخص نے ابن عقیل سے پوچھا کیا حضرت میں عضو دھوتا ہوں پھر کہتا ہوں کہ میں نے نہیں دھویا اور تکبیر کہتا ہوں پھر کہتا ہوں کہ میں نے تکبیر نہیں کہی تو ابن عقیل نے کہا کہ تو نماز چھوڑ دے تجھ پر نماز واجب نہیں ہے تو ایک قوم نے عرض کیا کہ یا حضرت آپ نے اس شخص کو یہ کیا فتوی دیا ہے تو ابن عقیل نے فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ رفع القلم عن المجنون یعنی مجنون سے قلم اٹھا لیا گیا ہے جب تک وہ تندرست نہ ہو اور تم دیکھتے ہو کہ جو کہتا ہے کہ میں نے تکبیر کہی پھر کہتا ہے کہ نہیں کہی تو اس کو عقل نہیں ہے اور مجنون پر نماز واجب نہیں ہے (مترجم کہتا ہے کہ شیخ نے بھی ایک اسی قسم کا لطیفہ لکھا ہے کہ وسوسہ والے سے کہا جائے کہ جیسے تو نے ہم سے کہا کہ میں نے تکبیر کہی اسی طرح ابلیس سے کہنا کہ میں کہہ چکا ہوں) مصنف رحمہ نے کہا کہ واضح ہو کہ نماز کی نیت میں وسوسہ کا سبب عقل کی خبطگی اور شرع سے جہالت ہوا اور یہ معلوم رہے کہ جس کے پاس کوئی عالم آیا وہ عالم کے واسطے کھڑا ہوا پس اگر کہے کہ میں نیت کرتا ہوں کہ میں اس عالم کے واسطے اس کے علم کی وجہ سے سیدھا اس کی طرف متوجہ ہو کر کھڑا ہو جاؤں تو یہ اس کے عقل کی سفاہت ہوگی بلکہ کم از کم یہ بات تو اس کی نیت میں ہے تو اسی طرح آدمی جب نماز میں کھڑا ہوتا ہے تاکہ فریضہ ادا کرے تو یہ بات اس کی نیت میں متصور ہوتی ہے اس کے واسطے کسی قدر زمانہ کی ضرورت نہیں ہے بلکہ زمانہ دیر تو اس کے واسطے الفاظ کہنے میں لگتا ہے

والالفاظ لا تلزم والوسواس محض جهل وان الموسوس يكلف نفسه ان يحضر فى قلبه الظهرية والاداثية و الفريضة فى حالة واحدة مفصلة بالفاظها وهو يطالبها وذلك محال ولو كلف نفسه ذلك فى القيام للعالم لتعذر عليه فمن عرف هذا عرف النية ثم انه يجوز تقديمها على التكبير بزمان يسير ما لم يفسخها فما وجه هذا التعب فى الصاقها بالتكبير على انه اذا احضرها ولم يفسخها فقد التصقت بالتكبير **وعن** مسعر قال اخرج الى معن بن عبد الرحمن كتابا وحلف بالله انه خط ابيه فاذا فيه قال عبد الله والذى لا اله غيره ما رأيت احدا كان اشد على المتنطعين من رسول الله صلى الله عليه وسلم ولا رأيت بعده اشد خوفا عليهم من ابى بكر وانى لاظن عمر كان اشد اهل الارض خوفا عليهم **فصل** ومن الموسوسين من اذا صحت له النية وكبر هل عن باقى صلوته كان المقصود من الصلوة التكبير فقط وهذا تلبيس يكشف ان التكبير يراد للدخول فى العبادة وكيف تهمل العبادة التى هى كالدار ويقتصر على التشاغل بحفظ الباب

ترجمہ حالانکہ یہ الفاظ بکنا کچھ بھی لازم نہیں ہیں اور وسواس محض جہالت ہے اور وسواسی یہ چاہتا ہے کہ ایک آن میں اُس کے دل میں ظہر کی نماز ہونا اور ادا کرنا اور فرض ہونا اور منہ کعبہ کی طرف ہونا اور للہ تعالیٰ ہونا بتفصیل الفاظ سامنے حاضر ہو جاوے اور یہ محال ہے اور اسی طرح اگر عالم کے لئے تکبیر کا کھڑے ہونے میں یہی الفاظ بکنا چاہیئے۔ تو وہ ان بھی محال ہو جاوے پس جس نے یہ بات پہچان لی اُس نے نیت پہچان لی پھر واضح ہو کہ نیت کا تقدم ہونا تکبیر پر چاہیئے۔ جب تک اُس کو فسخ نہ کرلے۔ نیت موجود ہے پس نیت کو تکبیر کے ساتھ ملانے میں یہ تعب کیوں اُٹھاتا ہے **علاوہ برین** جب نیت اُس نے حاضر کر لی تو چاہے۔ جتنی دیر بعد تکبیر کہے وہ تکبیر سے مل جائے گی۔ جب تک اُس کو فسخ نہ کرے **مسعر** رحمہ اللہ تعالےٰ نے بیان کیا معن بن عبد الرحمٰن نے ایک رسالہ مجھے دکھلایا۔ اور قسم کھا کر کہا۔ کہ یہ میرے والد کا لکھا ہوا ہے۔ میں نے اُس میں دیکھا۔ تو یہ لکھا تھا۔ کہ والذی لا الہ غیرہ یعنی قسم اُس اللہ پاک کی جس کے سوائے کوئی معبود نہیں ہے۔ کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھکر کسی کو سنت ان تکلف کرنے والوں پر نہیں دیکھا۔ اور نہ آپ کے بعد میں نے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے بڑھکر کسی کو ان پر سخت دیکھا۔ اور میرا گمان ہے۔ کہ بعد صدیق رضی اللہ عنہ کے عمر رضی اللہ عنہ سب اہل زمین سے زیادہ ان متکلفین پر سخت تھے **فصل** بعضے وسواسیوں کا یہ حال ہے کہ جب اُس نے نیت صحیح کر کے تکبیر کہہ لی تو پھر باقی نماز سے بالکل غافل ہو جاتا ہے گویا نماز سے فقط یہی تکبیر مقصود تھی اس تلبیس کا کشف یہ ہے کہ وسواسی سے کہا جاوے کہ تکبیر تو اُس عبادت میں داخل ہونے کے واسطے کہی جاتی ہے پھر تو باقی عبادت سے کیوں غافل ہوتا ہے کیا یہ ممکن ہے۔ کہ عبادت جو بمنزلہ گھر کے ہے اُس کی حفاظت سے غافل ہو اور تکبیر جو بمنزلہ دروازہ کے ہے فقط اس کی حفاظت کرے۔

فصل ومن الموسوسین من یعرض له التکبیر خلف الامام وقد بقی من الرکعة یسیر فیستفتح ویاتی بما فیرکع الامام وھذا تلبیس ایضا لان الذی شرع فیه من الاستفتاح والتعوذ مسنون والذی ترکه من قراءة الفاتحة واجب وھو لازم للموسوس عند جماعة من العلماء فلا ینبغی ان یقدم علیه سنة **وقال المصنف** وقد کنت اصلی وراء شیخنا ابی بکر الدینوری الفقیه فی زمان الصبی فرأنی مرة افعل ھذا فقال یا بنی ان الفقهاء قد اختلفوا فی وجوب قراءة الفاتحة خلف الامام ولم یختلفوا ان الاستفتاح سنة فاشتغل بالواجب ودع السنن **فصل** وقد لبس ابلیس علی قوم فترکوا کثیرا من السنن لواقعات وقعت لهم **فمنهم** من کان یتاخر عن الصف الاول ویقول انما اراد قرب القلوب **ومنهم** لم یضع الید الی الید فی الصلوة وقال اکره ان اظهر من الخشوع ما لیس فی قلبی وقد رویت ھذین الفعلین عن بعض اکابر الصالحین وھذا امر اوجبه العلم ففی الصحیحین من حدیث ابی ھریرة رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انه قال لو یعلم الناس ما لهم فی النداء والصف الاول ثم لم یجدوا الا ان یستهموا علیه لاستهموا وفی افراد مسلم من حدیث عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انه قال خیر صفوف الرجال اولها وشرها اخرها واما وضع الید علی الید فسنة

ترجمہ فصل بعضے وسواسی کو دیکھا جاتا ہے کہ امام کے پیچھے اُس کی تکبیر اس وقت ہوتا ہے جب رکعت مین سے بہت خفیف حصہ باقی رہ جاتا ہے پھر وہ سبحانک اللھم اور اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم پڑھتا ہے۔ اور امام رکوع مین جاتا ہے تو اُس کے ساتھہ رکوع مین چلا جاتا ہے اور یہ بھی ابلیس کی تلبیس ہے (بلکہ شرع کے روسے جہالت کا برا جرمو ہے) اس لیے کہ وہ جو کچھہ پڑھتا رہا یعنی سبحانک اللھم اور اعوذ باللہ وہ تو سنت تھا اور اُس نے قرارت فاتحہ چھوڑی جو واجب ہے تو کیونکر واجب چھوڑکر سنون پڑھتا رہ گیا **مصنف** نے کہا کہ مین بچپن مین اپنے شیخ ابوبکر الدینوری کے پیچھے نماز پڑھا کرتا اور یہی کیا کرتا۔ ایک مرتبہ انھون نے مجھے دیکھا تو فرمایا کہ اے فرزند فقہا نے امام کے پیچھے سورۂ فاتحہ واجب ہونے مین اختلاف کیا ہے اور سبحانک اللھم وغیرہ دعائے استفتاح کے سنت ہونے مین کچھہ اختلاف نہین کیا تو تو ایسے موقعہ پر سنت چھوڑکر واجب مین مشغول ہوجایا کر **فصل** ابلیس نے ایک قوم پر اپنی تلبیس ڈالی تو انہون نے بہت سی سنتون کو چھوڑ دیا۔ بوجہ خاص خاص واقعات کے جو اُن کو پیش آئے چنانچہ **بعض** نے صف اول کی حاضری چھوڑ دی اور کہا کہ اس سے مراد قرب دل ہے **بعض** نے نماز مین ہاتھہ پر ہاتھہ رکھنا چھوڑا اور کہا۔ کہ مجھے شرم آتی ہے کہ ایسا خشوع ظاہر کرون جو میرے دل مین نہین ہے۔ اور ہم کو یہ دو فصل دو صالحین بزرگون سے پہنچے کہ وہ دونون ایسا کیا کرتے تھے حالانکہ اس کا باعث قلت علم ہے صحیحین مین ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے آیا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر لوگ جانتے کہ اذان کہنے اور صف اول مین کیا فضیلت ہے پھر سوائے قرعہ ڈالنے کے کوئی راہ نہ پاتے تو اُس کے حاصل کرنے پر قرعہ ڈالتے اور حدیث ابوہریرہ مین مرفوعاً آیا ہے کہ مردون کی بہتر صف اول ہے اور بدتر پچھلی صف ہے اور عورتون کی بہتر صف اُن ہے اور بدتر پچھلی ہے (رواہ مسلم) اور رہا ہاتھہ پر ہاتھہ رکھنا تو یہ سنت ہے

روی ابو داؤد فی سننہ ان ابن الزبیر قال وضع الید علی الید من السنۃ وان ابن مسعود کان یصلی فوضع یدہ الیسری
علی الیمنی فراٰہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فوضع یدہ الیمنی علی الیسری **قال المصنف** ولا یکبر ان علیک
انکارا علی من قال اراد قرب القلوب ولا اضع ید اعلی ید وانکان من لا یعرف ان الشرع المنکر لا یلین **وقد قیل**
لاحمد بن حنبل ان ابن المبارک یقول کذا وکذا فقال ان ابن المبارک لم ینزل من السماء **وقیل** له قال ابراھیم بن ادھم
فقال علیکم بالاصل فلا ینبغی ان یترک الشرع لقول معظم فی النفس فان الشرع اعظم و
الخطاء فی التاویل علی الناس یجری ومن الجائز ان یکون الاحادیث لم تبلغه **فصل** وقد تلبس ابلیس علی بعض
المصلین فی مخارج الحروف فزاد یقول الحمد الحمد فیخرج بزیادۃ الکلمۃ عن قانون ادب الصلاۃ وتارۃ یلبس علیه فی تحقیق
التشدید وتارۃ فی اخراج حرف الی حرف وقد رایت من یقول المغضوب فیخرج بضاد مع اخراج الضاد لقوۃ تشدیدہ
انما المراد تحقیق الحرف وابلیس یخرج هؤلاء بالزیادۃ عن حد التحقیق وبالشغلهم فی المبالغۃ فی الحروف
عن فهم التلاوۃ وکل هذہ الوساوس من ابلیس **وعن** سعید بن عبد الرحمن بن ابی العمیاء ان سهل

ترجمہ ابوداؤد نے روایت کی کہ ابن الزبیرؓ نے فرمایا کہ ہاتھ پر ہاتھ رکھنا سنت ہے اور ابن مسعودؓ نماز پڑھتے تھے اور داہنے
پر بایاں ہاتھ رکھتے تھے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چھوڑا کر بائیں پر دایاں رکھ دیا **مصنفؒ** نے کہا۔ کہ
تم پر گران نہ گذرے ہمارا انکار کرنا اوس شخص پر جو یہ کہے کہ صف
اول کی حاضری سے مراد قرب دلی ہے اور یہ کہ میں نمازمیں ہاتھ پر ہاتھ نہیں نہ رکھوں گا اگرچہ وہ شخص اکابر اولیا میں سے
کیوں نہ ہو کیونکہ شرع میں منکر استہ پر خاموشی حلال نہیں بلکہ خیانت ہے **احمد بن حنبلؒ** سے کہا گیا۔ کہ ابن المبارک
تو اس طرح کہتے ہیں فرمایا کہ ابن المبارک کچھ آسمان سے نہیں اترے ہیں اور امام احمد رحمہ سے کہا گیا کہ ابراہیم بن ادہم نے اس
طرح فرمایا ہے امام احمدؒ نے کہا کہ کیا تم میرے پاس طریق سنت کا بیان روشن اور دلیل واضح لائے ہو تم پر لازم ہے کہ اصل کو لازم
پکڑو لہذا دل میں جس کسی کی بزرگی سمائی ہو اس کی وجہ سے شرع کا حکم نہیں چھوڑا جائیگا کیونکہ شرع سے زیادہ بزرگ ہے
اور اصول کی تاویل میں لوگوں سے خطا ہو جانی ہمیشہ سے چلی آئی ہے بلکہ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ان بزرگوں کو یہ حدیثیں نہ پہنچی
ہوں (مترجم کہتا ہے یعنی اسی شرع سے یہ لوگ بزرگ ہوئے تو شرع اصل ٹھیری **فصل** ابلیس نے بہت سے نمازیوں پر حروف کے مخارج
میں تلبیس ڈالدی چنانچہ تم بعض کو دیکھو کہ وہ الحمد الحمد کہہ کر کہتا ہے حتی کہ وہ اس کلمہ کے بار بار اور مکرر کہنے کی وجہ
سے نماز کے ادب سے خارج ہو جاتا ہے اور کبھی نماز میں پر تشدید کے ٹھیک نکالنے میں تلبیس ڈالتا ہے اور کبھی غیر المغضوب کے ضاد
نکالنے میں تلبیس کرتا ہے اور میں نے ایسے شخص کو دیکھا کہ وہ المغضوب کہتا تھا تو غایت تشدد کی وجہ سے ضاد نکالنے کے ساتھ
ظ کو ملا پڑھتا تھا حالانکہ مراد تو حرف کو صحیح نکالنا ہوتا ہے ولیکن ابلیس ان لوگوں کو ایسے فضولیات زائد کی طرف ایسے لیجاتا
ہے کہ تلاوت ہی معانی کی فکر سے خارج ہو کر ایسے مبالغات میں پڑ جاویں **سعید بن عبد الرحمن بن ابی العمیاء** نے کہا کہ سہل

بن ابی امامۃ حدثہ انہ دخل ھو وابوہ علی انس بن مالک وھو یصلی صلاۃ خفیفۃ کانہا صلوٰۃ مسافر فلما سلم قال یرحمک اللہ ارأیت ھذہ الصلوٰۃ المکتوبۃ اصلاۃ رسول اللہ ام شئ تنفلتہ قال انما الصلوٰۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما الخطأت الا شیأ سھوت عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یقول لا تشددوا علی انفسکم فیشدد اللہ علیکم فان قوما شددوا علی انفسھم فشدد علیھم فتلک بقایاھم فی الصوامع والدیارات رھبانیۃ ابتدعوھا ما کتبناھا علیھم **وفی افراد مسلم** من حدیث عثمان بن ابی العاص قال قلت یا رسول اللہ ان الشیطان قد حال بینی وبین صلاتی وقراءتی یلبسھا علی فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذاک الشیطان یقال لہ خنزب فاذا احسستہ فتعوذ باللہ منہ واتفل عن یسارک ثلثا ففعلت ذلک فاذھبہ اللہ عنی **فصل** وقد لبس ابلیس علی خلق کثیر من جھلۃ المتعبدین فرأوا ان العبادۃ ھی القیام والقعود فحسب فھم یداینون فی ذلک ویخلون ببعض واجباتھا ولا یعلمون ولقد تاملت علی جماعۃ یسلمون اذا سلم الامام وقد بقی علیھم من التشھد الواجب شئ وذلک لا یحتملہ الامام عنھم **وقد** لبس علی اٰخرین منھم فھم یطیلون الصلوٰۃ ویکثرون القراءۃ ویترکون المسنون فی الصلوٰۃ ویرتکبون المکروہ فیھا

ترجمہ ابن ابی المامہ نے بیان کیا۔ کہ مین اور میرا باپ حضرت انس بن مالک رض کی خدمت مین داخل ہوئے وہ اس وقت خفیف نماز پڑھ رہے تھے۔ گویا وہ مسافر کی نماز ہے جب سلام پھیرا تو میرے باپ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرماوے کیا یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز ہی جو آپ نے فریضہ پڑہی ہے یا نفل ہے حضرت انس رض نے فرمایا کہ یہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز ہے مین نے اس مین کوتاہی نہین کی سوائے اس کی کہ مین کچھ بھول گیا ہون اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ تم لوگ اپنے نفسوس پر سختی نہ کرو۔ کہ اللہ تعالیٰ تم پر سخت کردے کیونکہ ایک قوم نے اپنی اوپر سختی کی تو اُنپر سختی کردی گئی تو انہین کے باقی یہ لوگ دیر وصومعہ مین دکھلائی دیتے ہین رہبانیۃ ابتدعوھا الآیۃ یعنی رہبانیت کو انہون نے خود نکالا ہے۔ ہم نے اُنپر فرض نہین فرمائی تہی اور صحیح مسلم مین ہے کہ عثمان بن ابی العاص نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ میری نماز و قرأت کے درمیان اور میرے درمیان شیطان نے حائل ہوکر تلبیس ڈالنی شروع کی حضرت نے فرمایا کہ اس شیطان کا نام خنزب ہے۔ جب تجھے ایسا معلوم ہو تو اس سے اللہ تعالیٰ کی پناہ لینا اور بائین طرف تھوک دینا تین مرتبہ پس مین نے یہی کیا تو اللہ تعالیٰ نے اُسکو مجھ سے دور کردیا **فصل** بہت سے جاہل عابد پر ابلیس نے یہ تلبیس ڈالی ہے۔ کہ انہون نے اسی اُٹھک بیٹھک کو عبادت سمجھ لیا پس کثرت سے اس مین جان گھلاتے ہین حالانکہ نماز کے بہتیرے واجبات چھوڑ جاتے اور نہین جانتے مین اور مین نے غور کرکے بعض جماعت کو دیکھا کہ امام کے سلام کے ساتھ سلام پھیر دیتے ہین حالانکہ ابھی انپر تشہد مین سے کچھ پڑہنا باقی رہگیا تھا وُہ تمام نہین کرتے ہین حالانکہ اس مین امام کا پڑہنا اُن کی طرف سے کافی نہین ہے **ایک** گروہ پر ابلیس نے یہ تلبیس ڈالی ہے کہ نماز دراز پڑہتے اور بہت قرأت کرتے ہین اور نماز کے مسنون امور ترک کرتے بلکہ اس مین مکروہات کے مرتکب ہوتے ہین

ولقد دخلت على بعض المتعبدين وهو يتنفل بالنهار ويجهر بالقراءة فقلت له ان الجهر بالقراءة بالنهار مكروه فقال لي انا اطرد النوم عني بالجهر فقلت له ان السنن لا يترك لاجل سهرك ومتى غلبك النوم فنم فان للنفس عليك حقا وعن بريدة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من جهر بالقراءة بالنهار فارحموه بالجهر

فصل وقد لبس ابليس على جماعة من المتعبدين فاكثر هم من صلاة الليل وفيهم من يسهر كله ويفرح بقيام الليل وصلاة الضحى اكثر مما يفرح باداء الفرائض ثم يقع قبيل الفجر فتفوته الفريضة او يقوم فيتهيأ لها فتفوته الجماعة او يصبح كسلان فلا يقدر على الكسب لعائلته **ولقد** رايت شيخا من المتعبدين يقال له حسين القزويني يمشي كثيرا من النهار في جامع المنصور فسألت عن سبب مشيه فقيل لي لئلا ينام فقلت هذا اجهل بمقتضى الشرع والعقل اما الشرع فان النبي صلى الله عليه وسلم قال ان لنفسك عليك حقا فقم ونم وكان يقول عليكم هديا قاصدا فانه من يشاد هذا الدين يغلبه

وعن انس بن مالك قال دخل رسول الله صلى الله عليه وسلم المسجد وحبل ممدود بين ساريتين فقال ما هذا قالوا لزينب تصلي فاذا كسلت او فترت امسكت به فقال حلوه ثم قال ليصل احدكم نشاطه

ترجمہ مین بعض عابدون کے پاس گیا مین نے دیکھا کہ دن مین وہ نفل کو زور سے قرأت کے ساتھ پڑھ رہا ہے مین نے کہا کہ دن مین جہر سے قرارت مکروہ ہے اُس نے جواب دیا کہ جہر کی قرارت سے مین نیند کو دور کرتا ہون مین نے کہا کہ تمہاری بیداری کے واسطے سنت طریقہ متروک نہین ہو سکتا ہے اگر ایسی ہی نیند غالب ہے تو سو رہو اس لیئے کہ نفس کا بھی حق ہے۔ اور بریدہؓ سے روایت ہے کہ جو کوئی دن مین جہر سے پڑھے اُس پر اونٹ کی مینگنیان مارو **فصل** بہت سے عابدون پر ابلیس نے یہ تلبیس ڈالی کہ عبادت مین بہت دیر تک بلکہ تمام رات عبادت مین رہتے ہین اور رات کے قیام سے پچھلی رات اور صبح کی نماز سے وہ فرائض ادا کرنے سے زیادہ خوش ہوتے ہین اور رات مین جاگتے جاگتے صبح کے قریب سو جاتے ہین تو نماز فجر بھی جاتی رہتی ہے یا وہ بے وقت اُٹھا تو ضروریات سے فراغت کرنے مین جماعت جاتی رہتی ہے یا صبح کو بہت سنت الضحیٰ ہے تو اپنی آل واولاد کے واسطے معاش حاصل کرنیکے قابل نہین رہتا ہے **مین نے** عبادت گذارون مین سے ایک شخص حسن قزوینی نام کو دیکھا کہ وہ جامع منصور مین دن کو بہت ٹہلا کرتا تھا مین نے سبب پوچھا تو بیان کیا کہ اس حیلے سے نیند کو دفع کرتا ہون مین نے کہا کہ یہ تو شرع سے نادانی ہے اور عقل کی بھی خلاف ہے شرع مین حضرت صلعم نے فرمایا کہ تیرے نفس کا تجھپر حق ہے تو نماز مین بھی قیام کر اور خواب بھی کر اور فرماتے تھے کہ تم پر اوسط طریقہ لازم ہے کیونکہ جو کوئی اس دین پر غلبہ چاہتا ہے دین اُس پر غالب ہو جاتا ہے انس بن مالکؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد مین داخل ہوئے تو دیکھا کہ ایک رسی بندھی ہوئی لٹکتی ہے فرمایا کہ یہ کیا چیز ہے عرض کیا گیا کہ یہ زینبؓ کی رسی ہے کہ جب نماز پڑھتے پڑھتے تھک جاتی یا اونگ آتی ہے تو یہ رسی تھام لیتی ہین تو فرمایا کہ اس کو کھول دو پھر فرمایا کہ جب تک تم مین سے آدمی چاق رہے تب تک نماز پڑھے ۔

فاذا کسل اوفتر فلیقعد **وعن** عائشۃ قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا نعس احدکم فلیرقد حتی یذھب عنہ النوم فانہ اذا صلی وھو نعس لعلہ یذھب لیستغفر فیذھب فیسب نفسہ **قال** للصنف ھذا حدیث صحیح اخرجہ البخاری ومسلم وانفرد بہ الذی قبلہ البخاری واما العقل فان النوم یجدد القوی التی قد کلت بالسھر فمتی دفعہ الانسان وقت الحاجۃ الیہ اثر فی بدنہ وفی عقلہ فنعوذ باللہ من الجھل فان قال قائل فقد رویت لنا ان جماعۃ من السلف کانوا یحیون اللیل **فالجواب** اولئک تدرجوا حتی قدروا علی ذلک وکانوا علی ثقۃ من حفظ صلاۃ الفجر فی جماعۃ وکانوا یستعینون بالقائلۃ مع قلۃ المطعم فصح لھم ذلک ثم لم یبلغنا ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سھر لیلۃ لم ینم فیھا فسنتہ ھی المتبوعۃ **فصل** وقد لبس ابلیس علی جماعۃ من قوام اللیل فتحدثوا بان ذلک فی النھار فربما قال احدھم فلان للمؤذن اذن بوقت لیعلم الناس انہ کان منتبھا فاقل ما فی ھذا اذا اسلم من الریاء ان ینقل عن دیوان السر الی دیوان العلانیۃ فیقل الثواب **فصل** وقد لبس ابلیس علی آخرین انفردوا فی المساجد للصلاۃ والتعبد فحدثوا بذلک واجتمع الیھم ناس فصلوا بصلاتھم وشاع بین الناس حالھم وذلک من وساوس ابلیس

ترجمہ جب اُس کو تھکان یا سستی آوے تو بازرہے ام المؤمنین عائشہ رضؓ نے حدیث روایت کی کہ جب تم مین سے کوئی اونگھے تو سورہے یہانتک کہ اُس کی نیند جاتی رہے کیونکہ جب وہ اونگھتہ ہوئے نماز پڑہیگا تو شاید قصد تو کریگا استغفار کرنیکا اور لگے اپنے نفس کو بُرا کہنے یہ حدیث صحیح ہے جسے بخاری مسلم نے روایت کی ہے اور اُس سے قبل کی حدیث کے ساتھہ صرف بخاری منفرد ہین یہ عقل کا بیان تو آدمی خواب کرنے سے قوی چاق ہو جاتے ہین جو تکان سی ماندی ہو گئی تھے اور جب نیند کو ضرورت کے وقت آدمی ٹال جاوے گا تو اُس کے بدن و عقل مین ضرر پیدا ہوگا اللہ تعالیٰ جہالت سے ہم کو محفوظ رکھے اگر کوئی کہے ہم کو روایات پہونچی ہین کہ اگلے زمانہ کے بہت سے بزرگ رات بھر عبادت کیا کرتے تھے (جواب) یہ کہ ان اُن لوگون نے رفتہ رفتہ تمام رات شب بیداری کی عادت ڈالی تھی۔ اور اُنہین نماز صبح کی محافظت اور جماعت سے ادا کرنے پر بھروسہ اور کافی اعتماد تھا اور وہ تھوڑی سے قیلولہ سے مدد لیتے تھے اور باوجود اس کے کھانا بھی کم کھایا کرتے تھے ان تکیجون سے ان کو یہ بات حاصل ہوگئی پھر ہم کو یہ کسی روایت سی معلوم نہوا کہ حضرت صلعم کبھی تمام رات نہین سوئے اور آپ ہی کی طریقہ مسنون کی پیروی ہم پر اصل لازم ہے **فصل** ایک جماعت شب بیداروں پر ابلیس نے تلبیس ڈالی کہ وہ دن مین شب بیداری کے حالات بیان کرتے ہین مثلاً ایک کہتا ہے کہ فلان مؤذن نے فجر کی اذان البتہ ٹھیک وقت پر کہی تھی۔ اس سے غرض یہ کہ اس وقت آپ کی شب بیداری معلوم ہو پھر اگر یہ شخص ریاکاری سے بچ بھی گیا تو کمتر درجہ پر ہے اگر یہ شخص خفیہ دفتر سے بہتر علانیہ دفتر مین لکھا جاوے گا تو ثواب کم ہو جاویگا **فصل** ایک اور جماعت پر ابلیس نے یہ تلبیس ڈالی کہ وہ نماز و عبادت اور تہجد وغیرہ کے لیئے علیحدہ ایک ایک مسجد مین بیٹھ گئے تو یہ لوگ اسی مسجد کے نام سے مشہور ہوئے اور ہر ایک کی نماز کے ساتھہ ایک جماعت نے شرکت کی اور لوگون مین اُن کی خبر مشہور ہوگئی اور یہ بھی ابلیس کی وساوس مین سی ہے

وبه تقوی النفس علی التعبد لعلمها ان ذلك یشیع ویوجب المدح **وعن** زید بن ثابت عن النبی صلی الله علیه وسلم انه قال ان افضل صلاة المرء فی بیته الا الصلاة المکتوبة **قال** المصنف اخرجاه فی الصحیحین وکان عامر بن عبد قیس یکره ان یرونه یصلی وکان لا یتنفل فی المسجد وکان یصلی کل یوم الف رکعة وکان ابن ابی لیلی اذا صلی فدخل علیه داخل اضطجع **فصل** وقد لبس علی قوم من المتعبدین فکانوا یکون والناس حولهم وهذا اقدیقع علیه فلا یمکن دفعه فمن قدر علی ستره فاظهره فقد تعرض بالریاء **وعن** عاصم قال کان ابو وائل اذا صلی فی بیته لشیخ نشیخا ولو جعلت له الدنیا علی ان یفعله واحد یراه ما فعله **وقال** کان ابو ایوب السختیانی اذا غلبه البکاء قام **فصل** وقد لبس علی جماعة من المتعبدین فرأهم یصلون اللیل والنهار ولا ینظرون فی اصلاح عیب باطن وراء فی مطعم والنظر فی ذلك کان اولی بهم من کثرة التنفل **ذکر** تلبیسه علیهم فی قراءة القرآن قد لبس علی قوم بکثرة التلاوة فهم یهذون هذا من غیر ترتیل وقلة تلبیت هذه حالة لیست محمودة وقد روی عن جماعة من السلف انهم کانوا یقرءون القرآن فی کل یوم او فی کل رکعة وهذا یکون نادرا منهم

ترجمہ اور نفس نوش ہوتا ہے اور عبادت پر زیادہ قیام کرتا ہے کیونکہ اس کو اعتماد ہے کہ اسطرح وہ نیکنام مشہور ہوگا۔ **زید** بن ثابت رضی اللہ عنہ نے حدیث روایت کی کہ وہ کی سب سے بہتر نماز اُس کے گھر میں سوائے نماز فرضہ کے یہ حدیث صحیحین مین ہے اور عامر بن عبد قیس کو ناگوار ہوتا تھا کہ کوئی اُن کو نماز پڑھتے دیکھے اور وہ کبھی مسجد مین نوافل نہ پڑھتے حالانکہ ہر روز ہزار رکعت پڑھا کرتے تھے اور **ابن ابی لیلی** جب نماز پڑھتے اور کوئی آنیوالا آتا تو لیٹ جاتے **فصل** عابدون کی ایک جماعت پر ابلیس نے تلبیس ڈالی کہ وہ لوگون کے مجمع مین رونا شروع کرتے ہین یہ بات اگرچہ ایسی ہے کہ کبھی دل نرم ہوکر گریہ طاری ہوتا ہے لیکن جو شخص اُسکو روک سکے۔ اور نہ روکے تو اس نے اپنے نفس کو ریاکاری کے واسطے پیش کیا **عاصم** رح نے کہا کہ ابو وائل رحمہ اللہ تعالی جب اپنے گھر مین نماز پڑھتے تو اُن کے رونے سے نرم دردناک آواز نکلتی تھی اور اگر کسی کے سامنے ایسا کرتے تو اُن سے کہا جاتا تو کبھی نہ کرتے اگرچہ اُن کو سب دنیا دیجاتی۔ **ابو ایوب** السختیانی رح کا حال تھا کہ جب مجلس مین اُنپر رونا غالب ہوتا تو اُٹھکھڑے ہوتے تھے **فصل** عابدون کی ایک قوم پر ابلیس نے یہ تلبیس ڈالی کہ نماز پڑھتے ہین تو رات دون ایک کرتے ہین ولیکن باطنی عیوب کی اصلاح پر نظر بھی نہین کرتے اور نہ اپنے کھانے پینے کی حرام وحلال کو دیکھتے ہین حالانکہ نفل نمازون کی باس کثرت سے ضروری امر ہے تھا کہ واجبی خصائل باطنی اور فریضہ اکل حلال وغیرہ کو پہلے دیکھتے **قرأت قرآن** مین یہ تلبیس ابلیس کا بیان عابدون کی ایک قوم پر ابلیس نے تلبیس کی کہ بہت مقدار سے تلاوت کرتے ہین اور تیزی سے روان چلے جاتے ہین کہ صحیح حروف بھی ادا نہین کرتے ہین نہ اس مین ترتیل ہے۔ نہ تثبیت ہے اور یہ کچھ پسندیدہ حالت نہین **اور بعض سلف سے جو یہ روایت ہے۔** کہ ایک روز مین قرآن ختم کیا یا ایک رکعت مین ختم کیا تو یہ شاذ و نادر ہے

ومن داوم علیه فانه وان کان جائزا الا ان الترتیل والتثبیت احب الی العلماء فقد قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لمن قرأ القرآن فی اقل من ثلث **قال المصنف** وقد لبس ابلیس علی قوم من القراء فهم یقرؤن القرآن فی منارة المسجد باللیل بالاصوات مرتفعة الجزء والجزئین فیجمعون بین اذی الناس ومنعهم من النوم وبین التعرض بالریاء **ومنهم** من یقرأ فی مسجده وقت الاذان لاحین یجتمع الناس فی المسجد قال **المصنف** ومن اعجب ما رأیت فیهم ان رجلا کان یصلی بالناس صلاة الصبح یوم الجمعة ثم یلتفت فیقرأ المعوذتین ویدعو دعاء الختمة لیعلم الناس انی قد ختمت الختمة وما هذه طریقة السلف فان السلف کانوا یستروون العبادة کان عمل الربیع بن خثیم کله سرا فربما دخل علیه الداخل وقد نشر المصحف فیغطیه بثوبه **وکان** احمد بن حنبل یقرأ القرآن کثیرا وهو لا یدری متی یختم **قال المصنف** قد سبق ذکر جملة من تلبیس ابلیس علی القراء **ذکر تلبیسه علیهم فی الصوم** قال **المصنف** قد لبس علی قوم فحسن لهم الصوم الدائم وذلک جائز اذا افطر الانسان الایام المحرم صومها الا ان الافتتان من وجهین احدهما انه ربما عاد

عبادتهم

ترجمہ اور اگر کسی نے مداومت بھی کی ہو اور یہ جواز بھی ہو تو بھی ترتیل اور تثبیت سے پڑھنا علماء کے نزدیک مستحسن ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے قرآن تین روز سے کم میں پڑھا تو اُس نے سمجھ حال نہ کی **مصنفؒ** نے کہا کہ ابلیس نے قراء کی ایک قوم پر یہ تلبیس کی کہ رات میں مسجد کے منارہ پر چڑھکر بلند آواز سے ایک یا دو پارہ کے قریب پڑھتے ہیں تو یہ لوگ یا کاری کے روبرو ہوتے اور لوگوں کو بیجا تکلیف و ایذا دیتے ہیں یعنی قرآن سننا فرض ہے تو وہ خواہ مخواہ ہر کام سے مجبور ہو جاتے۔ اور سونے نہیں پاتے ہیں اور **بعض** کا یہ دستور ہے کہ اذان کے وقت محلہ کی مسجد میں پڑھنا شروع کرتے ہیں کیونکہ وہ وقت لوگوں کے جمع ہونے کا ہوتا ہے **مصنف** نے کہا کہ سب سے زیادہ عجیب بات جو میں نے دیکھی یہ کہ ایک قاری ہر جمعہ کے روز صبح کی نماز لوگوں کو پڑھا کر جب سلام پھیرتا تو سورۂ قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس پڑھکر ختم قرآن کی دعا پڑھنے لگتا تاکہ لوگوں کو معلوم ہو کہ حضرت نے آج قرآن ختم فرمایا ہے یہ سلف کا طریقہ نہ تھا وہ لوگ اپنی عبادت کو حتی الامکان مخفی کرتے تھے **چنانچہ** ربیع بن خثیم رحمہ اللہ تعالی کے کل اعمال مخفی تھے بارہا ایسا ہوا کہ انہوں نے تلاوت کے لئے مصحف کھولا تھا کہ اچانک کوئی آگیا۔ تو اُس کو اپنے کپڑے کے نیچے چھپا لیتے تھے **امام احمد بن حنبل** رح قرآن بہت پڑھا کرتے تھے لیکن یہ پتہ نہیں لگتا تھا کہ کب ختم کرتے ہیں **مصنفؒ** نے کہا کہ قاریوں پر ابلیس کی تلبیس کا بہت سا بیان اوپر ہو چکا ہے **روزہ میں عابد و نیز تلبیس ابلیس کا بیان مصنفؒ** نے کہا کہ کچھ لوگوں کی نظروں میں ابلیس نے ہمیشہ روزے رکھنے اچھے معلوم کرائے اور یہ بات اگرچہ ناجائز ہے۔ البتہ ملیکہ سال میں پانچ ایام منہیہ کے روزے نہ رکھے جن میں روزہ حرام ہے **لیکن عموماً** یہ طریقہ اختیار کرنے میں بسبب حالت زمانہ کے دو آفتیں کھلی ظاہر ہیں۔ **اول** اکثر اس سے اعضاء

یضعف القوی فاعجز الانسان علی الکسب لعائلہ ومنعہ من اعفاف زوجتہ وفی الصحیحین عن رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال ان لزوجک علیک حقا فکم من فرض یضیع بھذا النفل والثانی انہ یفوت الفضیلۃ
فانہ قد صح عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال افضل الصیام صیام داؤد کان یصوم یوما ویفطر یوما
وعن عبد اللہ بن عمرو قال لقینی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال الم احدث عنک انک تقوم اللیل وانت
تقول لاقومن اللیل ولاصومن النہار قال احسبتہ قال نعم یا رسول اللہ قال قد قلت ذلک قال
فقم ونم وصم وافطر وصم من کل شہر ثلثۃ ایام مثل صیام الدھر قلت یا رسول انی اطیق اکثر
من ذلک قال فصم یوما وافطر یومین قلت انی اطیق اکثر من ذلک فقال فصم یوما وافطر یوما وھو اعدل الصیام
وھو صیام داؤد صلی اللہ علیہ وسلم قلت انی اطیق افضل من ذلک فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا افضل من ذلک اخرجاہ فی
الصحیحین فان قال قائل فقد بلغنا عن جماعۃ من السلف انہم کانوا یدیرون الصوم فالجواب انہم قد کانوا یقدرون
علی الجمع بین ذلک وبین القیام بحقوق العائلۃ ولعل اکثرھم لم یکن لھم عائلۃ ولا حاجۃ الی الکسب

انت النبی

ترجمہ اور قوی ضعیف ہوجاتے ہین تو آدمی اپنے اہل وعیال کی معاش پیدا کرنے سے عاجز بن جاتا ہے اور اپنی زوجہ کی عفت
بھی نہین بچاسکتا (یعنی وہ عفیفہ مجبب مقتضائے طبیعت سے آسودہ نہین ہوتی تو مغلوب ہوکر فتنہ مین پھنس جاتی ہی) اور صحیحین
مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تیری زوجہ کا تجھ پر حق ہے۔ پھر اس نفل عبادت کے پیچھے بہت سے فرائض ترک
ہوجاتے ہین دوم فضیلت جاتی رہتی ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح روایت ملی کہ آپ نے فرمایا کہ سب سے افضل
روزہ داؤد پیغمبر کا روزہ تھا کہ ایک روز روزہ رکھتے اور ایک روز افطار کرتے اور جب جہاد مین کافرون سے مقابلہ ہوتا تو نہین بھاگتے
تھے (یعنی قوت باقی رہتی تھی) عبد اللہ بن عمرو بن العاص رض نے کہا کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ملے تو فرمایا کہ کیا یہ تیرا
ہی حال مجھسے بیان ہوا کہ تو رات بھر نماز پڑھتا ہے یا فرمایا کہ کیا یہ تیرا ہی قول مجھسے بیان کیا گیا ہے کہ تو کہتا ہے کہ مین رات
بھر نماز پڑھا کرونگا اور دن بھر روزہ رکھا کرونگا مین نے شاید عرض کیا کہ جی ہان یا رسول اللہ مین نے کہا تو ضرور تھا آپ نے
فرمایا کہ نہین ایسا مت کر بلکہ رات مین نماز بھی پڑھ اور خواب بھی کر اور روزہ بھی رکھ اور چھوڑ بھی دے اور ہر مہینہ مین فقط
تین روز روزے رکھا کر یہ ہمیشہ کے روزہ کے مانند ہی (یعنی یہ روز دس گونہ ہوکر مہینہ ہوگیا) مین نے کہا کہ یا رسول اللہ مین اس
سے زیادہ روزے رکھنے کی طاقت رکھتا ہون تو فرمایا کہ پھر ایک روز روزہ رکھا کر دو روز چھوڑ دے مین نے کہا کہ مین اس سے
زیادہ کی طاقت رکھتا ہون فرمایا کہ پھر ایک روز روزہ رکھا کر اور ایک روز افطار کر اور یہ سب سے زیادہ عدل کا روزہ ہے یہ داؤد
کی اعتدال کا روزہ ہے مین نے کہا کہ مین تو اس سے افضل کی قوت رکھتا ہون تو حضرت صلعم نے فرمایا کہ اس سے افضل کچھ نہین ہے
یہ حدیث صحیحین مین ہے اگر کوئی کہے کہ ہم کو خبر پہنچ گئی ہے کہ ایک جماعت سلف صالحین ہمیشہ روزہ رکھا کرتی تھے (جواب) ہان
لیکن ان کے پاس ایسی قوت وسامان تھا کہ وہ اتنکو اور بال بچون کی عیالداری کو جمع کرسکتے تھے اور شاید انمین سے اکثر کے

ابو طالب مکی نے اس حدیث سے یہ نکالا ہے کہ عورت کو شوہر کی اجازت کے بغیر نفل روزہ نہ رکھنا چاہیئے

تو فیہم من فعل ھذا فی اخر عمرہ علی ان قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا افضل من ذلک یقطع ھذا الحدیث و
قال المصنف وقد ام جماعۃ من القدماء علی الصوم مع خشونۃ الطعم وقلۃ فمنھم من ذھبت عینہ
ومنھم من نشف دماغہ وھذا تفریط فی حق النفس لواجب وحمل علیھا ما لا تطیق فلا یجوز فصل وقد
تشیع عن المتعبد انہ یصوم الدھر فیعلم بشیاعہ ذلک فلا یفطر اصلا وان افطر اخفی افطارہ لئلا ینکسر
جاھہ وھذا من خفی الریاء ولو اراد الاخلاص وستر الحال لافطر بین یدی من قد علم انہ یصوم ثم
عاد الی الصوم ولم یعلمہ ومنھم من یخبر بما قد صام فیقول الیوم منذ عشرین سنۃ ما افطرت ویلیس علیہ
ابلیس بانک انما اخبر لیقتدی بک واللہ اعلم بالمقاصد قال سفیان الثوری ان العبد لیعمل العمل فی السر فلا
یزال بہ الشیطان حتی یتحدث بہ فینتقل من دیوان السر الی دیوان العلانیۃ ومنھم من عادتہ صوم الاثنین
والخمیس فاذا دعی الی طعام قال الیوم الخمیس ولو قال انا صائم کانت سخنۃ واما قولہ الیوم الخمیس معناہ انی
اصوم کل خمیس وفی ھؤلاء من یترک الناس بعین الاحتقار لکونہ صائما وھم مفطرون

سرجمہ پھر ان مین سے بعض نے آخر عمر مین ایسا کیا ہے علاوہ برین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد کہ اس سے افضل کچھ
نہین ہی تمہاری یہ سب گفتگو قطع کرتا ہے **مصنف** نے کہا کہ قدما مشایخ کی ایک جماعت نے ہمیشہ روزہ رکھنا ایسی حالت
مین اختیار کیا کہ کھانا بھی موٹا جھوٹا تھا وہ بھی بہت کم ملتا تھا۔ اور نتیجہ یہ ہوا کہ انمین سے بعض کی بینائی جاتی رہی اور بعض کا
دماغ خشک ہوگیا اور یہ نفس پر ظلم ہے کہ اس کا حق واجب ادا نہ کیا گیا اور اس پر ایسی سختی کی گئی جس کو وہ برداشت نہ کرسکا
فصل کبھی عابد کے نام پر یہ امر مشہور ہوجاتا ہے کہ فلان شخص ہمیشہ روزہ رکھتا ہی اور اسکو یہ شہرت بھی معلوم ہوجاتی ہی تو بھی وہ افطار
نہین کرتا بلکہ اگر افطار کیا تو بھی افطار چھپاتا ہے تاکہ اس کی شہرت مین فرق آوے اور یہ باریک ریاکاری مین سے ہی اگر وہ اخلاص
اور چھپانا چاہتا تو خاصکر ایسے لوگون کے سامنے افطار کرتا جنکو اس کا دائمی روزہ دار ہونا معلوم ہوا ہے پھر لوگون سے
چھپاکر بدستور روزہ رکھنے لگتا۔ ان مین سے بہت ایسے ہین جو لوگون سے کہتے ہین کہ آج بیس سال ہوئے کہ مین نے کبھی روزہ
نہین چھوڑا ہے اور ابلیس اُس کو یہ وسوسہ ڈالتا ہے کہ تم تو اس لیئے آگاہ کرتے ہو تاکہ لوگ تمہاری اقتدا کرین حالانکہ اللہ تعالی اس
ایک کی نیت خوب جانتا ہے **سفیان** الثوری رحمہ اللہ تعالی نے کہا کہ بندہ مدت تک ایک عمل خفیہ کیا کرتا ہی پھر ابلیس اُس کو
شیطان ابھارتا رہتا ہے آخر وہ لوگون سے بیان کرنے لگتا ہے تو خفیہ عمل کے دفتر سے نکالکر علانیہ والون مین داخل کردیا جاتا ہی
بعضے عابدون کی یہ عادت ہے کہ دوشنبہ وجمعرات کا روزہ معمول رکھتا ہی تو وہ جب اس روز کھانے کے لیئے
بلایا گیا۔ تو کہتا ہے کہ بھائی آج تو دوشنبہ ہے یا جمعرات ہے اور یہ کہنا کہ مین روزہ سے ہون اس لئے گران ہوتا
ہے۔ تاکہ لوگون کو معلوم ہوجاوے کہ حضرت کی معمولی عادت یہ ہے کہ دوشنبہ وجمعرات کو روزہ رکھتے ہین۔
اور ان مین بہت ایسے ہین جو لوگون کو حقارت کی نگاہ سے دیکھتے ہین کہ وہ بے روزہ ہین اور حضرت روزہ دار ہین۔

ومنهم من یلزم الصوم ولا یبالی علی ای حال افطر لا یخلی شیئا فی صومه عن غیبة ولا عن نظرة ولا عن فضول کلامه وقد جعل له ابلیس ان صومك یذهب اذا ذهب وکل هذا من التلبیس **ذکر تلبیسه علیهم فی الحج**

قال المصنف وقد یسقط الانسان الفرض بالحج وقد یعود لا عن رضی الوالدین وهذا خطأ **وربما خرج علیه دیون ومظالم وربما خرج للنزهة وربما حج بمال فیه شبهة ومنهم من یحب ان یتلقی ویقال الحاج وجمهورهم یضیع فی الطریق فرائض من الطهارة والصلوٰة ویجتمعون حول الکعبة بقلوب دنسة وبواطن خبیثة وابلیس یریهم صورة الحج فیغرهم وانما المراد من الحج القرب بالقلوب لا بالابدان وانما یکون ذلك بمراعاة القیام بالتقوی وکم من قاصد الی مکة همته عدد حجاته فیقول لی عشرون وقفة وکم من یحج وقد طال مکثه ولم یشرع فی تنقیة باطنه وربما کانت همته متعلقة بفتوح یصل الیه من کان وربما قال ان لی الیوم عشرین سنة حجا ورکبت رأیت فی طریق مکة من قاصد الحج یضرب رفقاءه علی الماء ویضایقهم فی الطریق وقد لبس ابلیس علی جماعة من القاصدین مکة**

ترجمہ ان مین سے بہت سے ایسے ہین کہ روزہ تو ہمیشہ رکھینگے لیکن کھانا جیسا پایا (حرام وحلال) اسپر افطار کر لیا۔ اور دن مین غیبت کرنے سے پیٹ بھرا کرتے ہین اور اجنبی عورتون کے دیکھنے سے آنکھ بند نہین کرتے وہ کسی طرح کا کچھ باک نہین کرتے نہ غیبت سے نہ افطار سے نہ فضول کلام سے اور ابلیس اُس کو وسوسہ دلاتا ہے۔ کہ آپ تو روزہ دار ہین روزہ ایسے امور کے گناہ آپسے روکتا ہے اور یہ سب تلبیس ہے **حج کرنے مین ان لوگونپر تلبیس ابلیس کا بیان** کبھی انسان ایک حج فرض ادا کر چکتا ہے پھر بغیر رضاے والدین کے دوبارہ حج کو نکل جاتا ہے اور یہ خطا ہے۔ اور بارہا ایسی حالت مین جاتا ہے کہ اسپر قرضے ومظالم جمع ہین اور کبھی اس کی نیت مین سیر وسیاحت ہوتی ہے اور کبھی ایسے مال سے حج کرتا ہے جس مین حرام کا شبہہ ہے اور **بعض** کو دل ایسی ہوتی ہے کہ لوگ اپنے آوین اور حاجی صاحب کے لقب سے پکارین اور جس قدر حاجی جاتے ہین عموماً ان کی یہ کیفیت ہے کہ راہ مین فرائض وطہارت ترک کرتے ہوئے جاکر کعبہ کے گرد ناپاک دلون سے جن مین تقوای طہارت کا اثر نہین ہے جمع ہوتے ہین اور ابلیس ان کو حج کی ظاہری صورت دکھلا کر مغرور کرتا ہے حالانکہ حج سے مقصود یہ تھا کہ دلون سے تقرب ہو نہ کہ بدن سے قرب ہو اور یہ بات جبھی حاصل ہو سکتی ہے کہ تقوی و طہارت اختیار کرے اور بہت لوگ مکہ کو فقط اسی غرض سے بار بار جاتے ہین کہان کے حج شمار کئے جاوین چنانچہ وہ خود کہتا ہے کہ فضل خدا سے بذل حج مجھے میسر ہوئے اور بعضے دیہان کی دربانی سے ناموری چاہتے ہین چنانچہ کہتا ہے کہ میسوان حج تبہ توقف کا ہے اور بہت سے مجاور مدت تک رہتے ہین حالانکہ باطنی پاکیزگی کیطرف توجہ کبھی نہوئی اور اکثر تو ایسے لوگون کی قسمت یہ ہوتا ہے کہ کسی آنے جانے والے سے کچھ مال حاصل ہو جاوے یا اس کی کوئی سبیل نکل آوے اور کبھی خود سیاحی کرتا ہے کہ یہان بیسال سے مجاور رہون اور مین نے بہت سے حج کے جانے والے راہ مکہ مین ایسے دیکھے کہ ساتھیونکو پانی سے روکتے اور پانی پر لڑتے مرتے ہین اور راہ مین ان کو بری طرح پیش آتے ہین اور غلامون سے سختی اور تنگی کرتے ہین ابلیس نے بہت سے حج کو جاینوالون پر تلبیس ڈالی۔

فهم يضيعون الصلوٰة ويطففون اذا باعوا ويظنون ان الحج يدفع عنهم **وقال ابليس على** قوم منهم فاتته عوانى المناسك ما ليس منها فرأيت جماعة يضيعون فى احرامهم فيكشفون عن كتف واحد ويقفون فى الشمس اياما فتتكشط جلودهم وتنتفخ رؤسهم ويتزينون من الناس بذلك وفى فرد البخارى من حديث ابن عباس ان النبى صلى الله عليه وسلم راى رجلا يطوف بالكعبة بزمام فقطعه فى لفظ راى رجلا يقود انسانا بخزامة فى انفه فقطعها بيده ثم امره ان يقوده بيده **قال المصنف** وهذا الحديث يتضمن النهى عن الابتداع فى الدين ان قصد بذلك الطاعة **فصل** وقد يلبس ابليس على قوم يدعون التوكل فيخرجون بلا زاد ويظنون ان هذا هو التوكل وهم على غاية الخطأ **قال** رجل للامام احمد بن حنبل اريد ان اخرج الى مكة على التوكل بغير زاد فقال له احمد فاخرج فى غير القافلة قال لا الا معهم قال فعلى اى جانب الناس تكون **وكم تلبيس ابليس على الغزاة قال المصنف** قد لبس على خلق كثير فيخرجون للجهاد ويقصدون المباهاة والرياء ليقال فلان غاز وربما كان المقصود ان يقال شجاع او كان طلب الغنيمة واتما الاعمال بالنيات

ترجمہ۔ کہ نمازیں چھوڑتے جاتے ہیں اور فروخت کریں تو کم تولتے ہیں۔ اور ان کا گمان یہ کہ حج تمہارے گناہ دور کرے گا۔ **ابلیس نے** ایک جماعت پر تلبیس کی کہ مناسک حج میں ایسی باتیں نکالتے ہیں جو پہلے شرع میں نہ تھیں۔ اب نئی بدعت ہیں چنانچہ میں نے ایک جماعت کو دیکھا۔ کہ احرام میں ایک مونڈھا کھولتے ہیں۔ اور عرصہ دراز تک دھوپ میں کھڑے ہوتے ہیں۔ تو اُن کی کھال اُتر جاتی ہے اور سر کی بُری حالت آماس کی مانند ہو جاتی ہے۔ تو اس سے لوگوں میں اپنی فضیلت و بزرگی ثابت کرتے ہیں حالانکہ صحیح بخاری میں حدیث ابن عباس سے آیا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک کو دیکھا کہ نکیل کے ساتھ طواف کعبہ کرتا ہے تو اُس کی رسی کاٹ دی دوسری روایت میں اس طرح آیا کہ حضرت صلعم نے ایک کو دیکھا کہ وہ دوسرے کو جس کی ناک میں رسی پڑی ہے کھینچتا ہوا طواف کراتا ہے تو اپنے ہاتھ سے اُسکو قطع کر دیا پھر حکم کیا کہ ہاتھ تھام کر طواف کراوے **مصنف** نے کہا کہ یہ حدیث دین میں بدعت نکالنے سے مانع ہے اگرچہ بدعتی نے اس سے بندگی کا قصد کیا ہو **فصل** ابلیس نے ایک قوم پر تلبیس ڈالی تو وہ توکل کے مدعی بنکر بغیر زاد راہ چل کھڑے ہوتے ہیں اور جہالت سے سمجھتے ہیں کہ یہ توکل ہے حالانکہ یہ تو بہت بڑی غلطی ہے امام احمدؒ سے ایک نے کہا کہ میں حج کو بغیر زاد راہ کے توکل پر جانا چاہتا ہوں تو امام احمدؒ نے فرمایا کہ پھر بغیر قافلہ کے اکیلا یا ہمیں جس میں نکل۔ قافلہ کے ساتھ نہ ہو کہنے لگا کہ جی نہیں۔ یہ تو نہیں کر سکتا۔ ان تو قافلہ ہی کے ساتھ رہونگا۔ تو امام نے فرمایا کہ پھر تو تم نے آدمیوں کے قافلہ پر توکل باندھا ہے **مجاہدین** پر تلبیس ابلیس کا بیان **مصنف** نے فرمایا کہ ابلیس نے بہت لوگوں پر تلبیس کی کہ وہ جہاد کو نکل کھڑے ہوتے اور اس سے اُن کی صرف یہ لو و نیت ہوتی ہے کہ اس ریا و نمود سے لوگوں میں فخر و عزت حاصل ہو۔ اور لوگ کہیں کہ فلاں بڑا غازی ہے اور اکثر یہ مقصود ہوتا ہے کہ شجاع و بہادر کہا جاوے یا غنیمت حاصل کرنی مقصود ہوتی ہے اور اعمال کا مدار تو نیتوں پر ہی ہوتا ہے

وعن ابی موسی قال جاء رجل الی النبی صلی الله علیه وسلم فقال یارسول الله ارایت الرجل یقاتل شجاعة ویقاتل حمیة ویقاتل ریاء فای ذلك فی سبیل الله فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم من قاتل لتکون کلمة الله هی العلیا فهو فی سبیل الله اخرجاه فی الصحیحین **وعن** ابن مسعود قال ایاکم ان تقولوا مات فلان شهیدا او قتل فلان شهیدا فان الرجل یقاتل لیغنم ویقاتل لیذکر ویقاتل لیری مکانه **وعن** ابی هریرة عن النبی صلی الله علیه وسلم انه قال اول الناس یقضی فیه یوم القیمة ثلثة **رجل** استشهد فاتی به فعرفه نعمه فعرفها فقال ما عملت فیها فیقول قاتلت فیك حتی قتلت قال کذبت ولکنك قاتلت لیقال هو جری فقد قیل ثم امر به فسحب علی وجهه حتی القی فی النار **ورجل** تعلم العلم وعلمه وقرأ القران فاتی به فعرفه نعمه فعرفها فقال ما عملت فیها قال تعلمت فیك العلم وعلمته وقرأت القران فقال کذبت ولکنك تعلمت لیقال هو عالم فقد قیل وقرأت القران لیقال هو قاری فقد قیل ثم امر به فسحب علی وجهه حتی القی فی النار **ورجل** وسع الله علیه فاعطاه من اصناف المال کله فاتی به فعرفه نعمه فعرفها فقال ما عملت فیها فقال ما ترکت من سبیل تحب ان ینفق فیها الا انفقت فیها لك قال کذبت

ترجمہ ابی موسیٰؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک شخص نے آکر عرض کیا کہ آپ مجھ آگاہ فرماوین کہ آدمی کبھی تو شجاعت کے واسطے قتال کرتا ہے اور کبھی حمیت سے لڑتا ہے اور کبھی ریاکاری سے جنگ کرتا ہے توان مین راہ الٰہی مین کس کا قتال ہے آپنے فرمایا کہ جو شخص کہ اللہ کا کلمہ بلند ہونے کے واسطے لڑے وہ راہ الٰہی مین ہے یہ حدیث صحیحین مین ہے **ابن مسعودؓ** نے فرمایا کہ جو شخص مارا جاوے تو تم یہ کبھی نہ کہا کرو کہ فلان شہید ہوا یا فلان شہید ہوا گیا کیونکہ آدمی کبھی اسلیے لڑتا ہے کہ غنیمت حاصل کرے اور کبھی اسلیے کہ اُس کا نام باقی رہے اور کبھی اس لیے کہ شجاعت مین اس کا مرتبہ ظاہر ہو **ابوہریرہؓ** نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ قیامت کے روز سب سے پہلے تین قسم کے لوگون مین فیصلہ کیا جاویگا ایک جو شہید ہوا وہ لایا جاویگا تو اللہ اسپر اپنی نعمتین ظاہر فرماویگا وہ پہچان جائیگا پھر اس سے فرمائیگا کہ تونے ان نعمتون سے کیا کام لیا وہ عرض کریگا کہ تیری راہ مین جہاد کیا یہانتک کہ مارا گیا۔ اللہ تعالیٰ فرمائیگا کہ تونے جھوٹ کہا لیکن تونے اس لیے قتال کیا کہ تو شجاع کہلاوے یہ کلمہ تیری حق مین کہہ دیا گیا پھر حکم دیگا تو وہ شخص منہ کے بل گھسیٹ کر آگ مین ڈالا جائیگا دوسرے وہ شخص جس نے علم سیکھا اور سکھلایا اور قرآن پڑھا پس وہ لایا جائیگا اللہ اسکو اپنی نعمتین پہچنوائیگا وہ پہچانیگا پھر فرمائیگا کہ تو ان سے کیا کام کیا وہ عرض کریگا کہ مین نے تیرے واسطے علم پڑھا اور قرآن پڑھا اور قرآن تیرے واسطے اور پڑھایا اللہ فرمائیگا کہ تونے جھوٹ کہا لیکن تونے اس لیے علم پڑھا تاکہ عالم کہلاوے اور تیرے حق مین کہا گیا اور قرآن پڑھا تاکہ قاری کہلاوے وہ کہا گیا پھر حکم فرماویگا تو منہ کے بل گھسیٹ کر آگ مین ڈال دیا جاویگا تیسرے وہ شخص جسکو اللہ نے وسعت دی پس ہر قسم کا مال اس کو عطا کیا ہے وہ لایا جائیگا تو اللہ تعالیٰ اُس کو اپنی نعمتین پہنچوائیگا وہ پہچانیگا پھر فرمائیگا کہ تونے ان مین کیا عمل کیا۔ وہ عرض کریگا ہر ایک راہ جس مین خرچ کرنیکی تیری مرضی ہے سب مین تیرے واسطے مین نے خرچ کیا کوئی نہین چھوڑی فرمائیگا کہ تو جھوٹا کہا

ولكنك لهلت ليقال هو جواد فقد قيل ثم امر به فسحب على وجهه حتى القى فى النار انفرد باخراجه مسلم

وعن ابى حازم الرازى قال سمعت عبدة بن سلمان يقول كنا فى سرية مع عبد الله بن المبارك فى بلاد الروم فصادفنا العدو فلما التقى الصفان خرج رجل من العدو وفدعا الى البراز فخرج اليه رجل فطارده ساعة فطعنه فقتله ثم اخر فقتله ثم اخر فقتله ثم دعا الى البراز فخرج اليه رجل فطارده ساعة فقتله الرجل فازدحم عليه الناس فكنت فيمن ازدحم عليه فاذا هو ملثم وجهه بكمه فاخذت بطرف كمه فمددته فاذا هو عبد الله بن المبارك فقال وانت يا ابا عمر ممن يشنع علينا **قال المصنف** فانظروا رحمكم الله الى هذا السيد المخلص كيف خاف على اخلاصه ان يدخله بروية الناس له ومدحهم اياه شوب فى نفسه **وقد** كان ابراهيم بن ادهم يقاتل فاذا غنموا لم ياخذ شيئا ليتوفر له الاجر **فصل** **قال المصنف** وقد لبس ابليس على المجاهد اذا غنم فربما اخذ من الغنيمة ما ليس له اخذه فاما ان يكون قبل العلم فيرجى ان اموال الكفار مباحة لمن اخذها

ترجمہ لیکن تو نے اس لیے خرچ کیا کہ تو سخی کہلائے وہ کہلایا گیا۔ پھر اللہ تعالیٰ حکم فرمائیگا تو یہ شخص سنہ کو بل کھینچکر جہنم میں ڈالدیا جاویگا

(رواہ مسلم ودن البخاری) **ابو حاتم** الرازی نے کہا کہ میں نے عبدہ بن سلمان المروزی سے سنا کہ ہم لوگ ایک لشکر میں عبد اللہ بن مبارک کے ساتھ بلاد روم میں نصاریٰ پر جہاد کرنے گئے تھے وہاں دشمنوں سے ہمارا مقابلہ ہوا جب دونوں طرف سے صفیں برابر ہوئیں تو دشمنوں کی طرف سے ایک شخص نکلکر میدان میں آیا اور مقابل طلب کیا اور مسلمانوں سے بھی ایک شخص نکلکر میدان میں گیا اور کچھ دیر نصرانی کے ساتھ کاوا وکیا اس کو قتل کر ڈالا۔ پھر دوسرا بھی نکلا اس کو بھی مارا پھر تیسرا نکلا اس کو بھی مارا پھر انتظار کے بعد آواز دی کہ میدان میں آوے پھر چوتھا نصرانی نکلا اور اس کو بھی تھوڑی دیر گرداوا دینے کے بعد نیزہ مار کر قتل کر ڈالا۔ تب تو اہل اسلام اپنے شہسوار کی طرف دوڑ پڑے تاکہ ایسے بہادر کو پہچان لیں اور کسی طرح یہ سامان سے پھیر لاویں کیونکہ بہت تھک گیا ہوگا عبدہ بن سلمان نے کہا کہ میں بھی ہجوم کرنیوالوں میں تھا جب ہم اس کے پاس پہنچے تو دیکھا کہ وہ بڑی عمامہ سے ڈھانکا ہوا ہے میں نے اس کا ڈھانکا کھینچ لیا تو معلوم ہوا کہ وہ امام عالم شہور عبد اللہ بن المبارک ہیں انہوں نے مجھ سے فرمایا کہ اے ابو عمرو کیا تو بھی ان لوگوں میں سے ہے جو ہم پر شنیع وملامت کرتے ہیں **مصنف** نے کہا کہ اے بھائیو تم پر اللہ رحم کرے دیکھو اس اخلاص والے سردار کو کہ کیونکر اسکو اپنے اخلاص کے بارہ میں خوف پیدا ہوا کہ ایسا نہ ہو لوگوں کے دیکھنے اور مدح کرنے سے اس میں کسی قسم کا شائبہ اثر کرے تو اس کا جی خوش ہو ابراہیم بن ادہم جہاد میں قتال کرتے جب کچھ مال غنیمت حاصل ہوتا تو اس میں سے کچھ نہ لیتے۔ تاکہ ان کا ثواب مزید ہو **فصل** مصنف نے کہا کہ ابلیس کبھی مجاہد پر غنیمت ملنے کے وقت تلبیس کرتا ہے چنانچہ اکثر وہ غنیمت میں سے ایسی چیز لیتا ہے جسکے لینے کا اسکو حق نہ تھا پھر یا تو کم علم تھا اس لیے اپنی رائے سے یہ زعم کیا کہ کفار کے اموال اس حال میں جس نے لیا اسکو حلال ہے۔

ولابد ری ان الغلول من الغنائم معصیۃ۔ وفی الصحیحین من حدیث ابی ہریرۃ قال خرجنا
مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی خیبر ففتح اللہ علینا فلم نغنم ذہبا ولا ورقا غنمنا المتاع
والطعام والثیاب ثم انطلقنا الی الوادی ومع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عبد لہ فلما نزلنا
قام عبد لرسول اللہ صلعم یحل رحلہ فرمی بسہم فکان فیہ حتفہ فقلنا ہنیئا لہ الشہادۃ یا رسول اللہ صلعم
فقال کلا والذی نفس محمد بیدہ ان الشملۃ لتلتہب علیہ نارا اخذہا من الغنائم یوم خیبر لم تصبہا
المقاسم قال ففزع الناس فجاء رجل بشراک او بشراکین فقال اصبت یوم خیبر فقال رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم شراک من نار او شراکان من نار فصل وقد یکون الغازی عالما بالتحریم الا انہ یری الشیٔ
الکثیر فلا یصبر عنہ ورعا طن ان جہادہ یدفع عنہ کما تفعل ہہنا یتبین اثر الایمان والعلم وعن
ابی عبیدۃ العنبری قال لما ہبط المسلمون المدائن وجمعوا الاقباض قبل رجل یجر معہ فدفعہ الی صاحب
الاقباض فقال الذی معہ ما رأینا مثل ہذا قط ما بعد لا عندنا ولا یقاربہ فقالوا لہ ہل اخذت منہ شیئا

ترجمہ اور یہ نہ جانا کہ غنیمت کے مال میں خیانت کرنا معصیت اور گناہ ہے کیونکہ وہ تمام مجاہدین کا حق ہے اور صحیحین میں
حدیث ابوہریرہ رضہ سے آیا کہ ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خیبر کی طرف نکلے اللہ تعالیٰ نے ہم کو فتح دی وہاں ہم نے
غنیمت میں کچھ سونا چاندی نہ پایا۔ بلکہ اسباب واناج وکپڑے پائے پھر ہم لوگ وادی کی طرف روانہ ہوئے اور رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کے ساتھ آپکا ایک غلام تھا جب ہم منزل پر اُترے تو وہ غلام کھڑا ہوکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کجاوہ کھولنے لگا
اتنے میں کہیں سے اُس کو ایک تیر لگا جس سے اُسکی موت تھی تو ہم لوگوں نے کہا فوج کیا کہ یا رسول اللہ اُس کو شہادت
مبارک ہو تو حضرت نے فرمایا کہ ہرگز نہیں قسم اُس پاک پروردگار کی جس کے قبضے میں میری جان ہے کہ اُس کے سر پر ایک
بوٹے دار کمل جس کو اُس نے فتح خیبر کے روز تقسیم سے پہلے لے لیا تھا آگ بھڑکا رہا ہے۔ یہ سنتے ہی لوگ خوف زدہ ہوئے
اور ایک شخص تسمہ یا دو تسمہ لایا اور عرض کیا کہ اس کو میں نے خیبر کے روز پایا تھا پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
کہ یہ آگ کا تسمہ یا آگ کے تسمے ہیں **فصل** کبھی غازی کو معلوم ہوتا ہے کہ بغیر تقسیم کے کوئی چیز لے لینا حرام ہے
لیکن اُس نے جو چیز پائی۔ وہ ایسی بیش قیمت ہوتی ہے کہ اُس سے صبر نہیں کرسکتا۔ اور اکثر یہ گمان کرتا
ہے کہ میرے جہاد سے یہ خیانت دفع ہوجائے گی حالانکہ ایمان وعلم ظاہر ہونے کا یہی وقت ہے **ابوعبیدہ**
عنبری نے بیان کیا کہ اہل اسلام صحابہ وتابعین نے جب مدائن دارالسلطنت کسریٰ فتح کیا۔ اور وہاں اُترے تو
مال غنیمت جہاں تہاں مقبوض تھا۔ سب کو جمع کیا۔ اس وقت ایک شخص جواہرات کے ڈبے لایا۔ اور جو شخص اموال
غنیمت قبض کرتا تھا اس کے حوالہ کیا۔ تو جو لوگ وہاں موجود تھے کہنے لگے کہ واللہ ہم نے ایسی دولت کبھی نہیں دیکھی۔ اور جو کچھ
یہ تمام غنیمت موجود ہے۔ اُس کے برابر نہیں ہے۔ اور نہ اُس کے قریب پہونچتی ہے پھر اس شخص سے کہا کہ کیا تم نے اسمیں سے کچھ لیا ہے

فقال اما والله لولا الله ما اتيتكم ههنا فقالوا لرجل شأنا فقالوا ما من انت فقال لا والله لا اخبركم لتحمدوني او لتغمرني المقرطوني ولكني احمد الله وارضى بثوابه اتبعوه رجلا حتى انتهى الى اصحابه فسأل عنه فاذا هو عامر بن عبد قيس

ذكر تبليس ابليس على الآمرين بالمعروف والناهين عن المنكر وهم صنفان عالم و جاهل فدخول ابليس على العالم من طريقين الاول الترفين بذلك وطلب الذكر والعجب بذلك الفعل

وعن احمد ابن ابى الحوارى قال سمعت ابا سليمان يقول سمعت ابا جعفر يحكى فى خطبته يوم الجمعة فاستقبلنى الغضب وعزمت فى نفسى ان اقوم فاعظه بما علمت من نفسه اذا نزل قال فكرهت ان اقوم الى خليفة فاعظه والناس جلوس يرمقونى بالصبا هم فتعرض لى تزين فامرنى فاقبل على غير تصحيح فجلست وسكت

والطريق الثانى الغضب للنفس وربما كان ابتداء وربما عرض فى حالة الامر بالمعروف الاجل ما يلقى به المنكر من الاهانة فتغير خصومة لنفسه كما قال عمر بن عبد العزيز لرجل لكلامى نفسك لعاقبتك وانما اردت اغضبتنى فخفت ان تبرح العقوبة من غضب لله ولى

ترجمہ اُس نے کہا کہ تم جان رکھو کہ واللہ اگر اللہ تعالی کے واسطے نہ ہوتا تو میں اُس کو تمہارے پاس بھی نہ بلاتا لوگوں نے اس شخص کے خلوص ایمان وتقوی کی شان خلیفہ سے کہی۔ انہوں نے پوچھا کہ آپ کون شخص ہیں فرمایا کہ واللہ میں تم کو نہ بتاؤنگا کہ تم میری تعریف کرو اور نہ تم کو دھوکا دونگا۔ کہ میری حق میں اطراء کرو بلکہ میں اللہ تعالے کی حمد وثنا کرتا ہوں اُسے اُس کے ثواب سے راضی ہوں۔ لوگوں نے خفیہ کچھ لوگ اُس کے پیچھے لگائے کہ دیکھو یہ شخص کہاں جاتا ہے۔ جب وہ شخص اپنی قوم میں گیا تو جو لوگ پیچھے لگے تھے اُنہوں نے وہاں اُس کی قوم والوں سے پوچھا۔ کہ اُس شخص کا کیا نام ہے معلوم ہوا کہ وہ عامر بن عبد قیس ہیں رضی اللہ عنہ **تبلیس ابلیس** ایسے لوگوں پر جو نیک باتوں کا حکم کرتے اور بری باتوں سے منع کرتے ہیں ایسے لوگ دو قسم کے ہوتے ہیں **عالم وجاہل** پس ابلیس عالم کے پاس دو طریق سے آتا ہے (اول) اُس کو اس کام میں مزین ہونا اور خود پسندی دکھلاتا ہے **احمد** بن ابی الحواری نے کہا کہ میں نے ابو سلیمان دارانی سے سنا کہ میں نے دیکھا کہ ابو جعفر ندیم جمعہ کے خطبہ پڑھنے میں روتے ہیں تو مجھے غصہ آگیا۔ اور یہ نیت کی کہ جب یہ منبر سے اُتریں تو میں اُٹھکر اُس کے اس فعل پر اُس کو نصیحت کروں پھر میں نے ناپسند جانا کہ اُٹھکر خلیفہ کو نصیحت کروں اور لوگ کہ بیٹھے لگا ہیں اڑائیں مجھے دیکھتے ہیں تو میرے نفس میں آرایش وتزیین جمایا اور نفس نے مجھے حکم دیا کہ اب اُٹھو یعنی جب نیت خالص وصحیح نہ رہی تو میں عاجز گیا اور خاموش ہوگیا **دوم** اپنے نفس پر غصہ ہونا اور یہ کبھی تو ابتدا سے ہوتا ہے اور کبھی امر معروف اور نہی منکر کے درمیان میں پیدا ہوتا ہے اس وجہ سے کہ حسن کو نصیحت کی وہ انکار ہو تو اپنی اہانت سمجھ کر غصہ ہوجاتا ہے اور ایسی حالت میں جھگڑا کرنا اپنی ذات کے واسطے ہوجاتا ہے لہذا عمر بن عبد العزیز خلیفہ ایک شخص سے فرمایا کہ اگر میں غصہ میں نہ ہوتا تجھے سزا دیتا اور مطلب یہ تھا کہ تو نے مجھے غصہ میں کر دیا اب میں ڈرتا ہوں کہ خدا کے واسطے کرنا چاہیئے تھا اس میں میرا ذاتی غصہ شریک نہ ہوجاوے

فصل اذا کان الامر بالمعروف جاهلا فان الشیطان یتلاعب به وربما کان افساده فی امره اکثر من اصلاحه لانه ربما نهی عن شیء جائز بالاجماع وربما انکر ما قد تاول فیه صاحبه فیتم بعض المذاهب وربما اکسر الباب وتسور الحیطان وضرب اهل المنکر وقد فهموا ان اجابوه بکلمة تصعب علیه صار غضبه لنفسه وربما کشف ما قد امره الشرع بستره وقال سئل احمد بن حنبل عن القوم یکون معهم المنکر مغطی مثل طنبور ومسکر قال اذا کان مغطی لا تکسر وقال فی روایة اخری اکسره وهذا محمول علی انه یکون مغطی بشیء خفیف نصفه فتیقن ولا دلیل علی انه لا یتیقن وسئل احمد عن الرجل یسمع صوت الطبل والزمار ولا یعرف مکانه فقال وما علیک ما غاب عنک فلا تفتش وقال المصنف وربما رفع هذا المنکر اهل المنکر الی من یظلمهم وقد قال احمد بن حنبل اذا علمت ان السلطان یقیم الحدود فارفع الیه فصل ومن تلبیس ابلیس علی المنکرات اذا انکر جمع بصف ما فعل ویتباهی وربما انکر المنکر بسب الحق علیهم ویلعنهم فیحمل القوم فتنا وربما کانوا فوا خیارا منه لذلهم وکسرهم ویدخل فی ضمن هذه کشف عورات المسلمین

ترجمہ فصل جب امر معروف کا متصدی کوئی جاہل ہوتا ہے تو شیطان اُس سے کھیل کرتا ہے اور اکثر یہ ہوتا ہے کہ وہ اصلاح کار سے زیادہ بربادی کر دیتا ہے اور اکثر وہ ایسی چیز سے مانع ہوتا ہے جو بالاجماع جائز ہے اور کبھی ایسی چیز پر انکار کرتا ہے جس کا عامل بعضے علماء کی پیروی پر تاویل کر لیتا ہے۔ اور بسا اوقات جاہل اُس مکان کا دروازہ توڑ ڈالتا ہے جس میں ناجائز کام والے پوشیدہ تھے یا دیوار پھاند کر ان لوگوں کو مارتا ہے اور گالیاں دیتا ہے اگر انھوں نے جواب میں ایک کلمہ کہا تو اُس پر گران گزرتا ہے۔ اور یہ سارا غصہ اپنی ذات کے واسطے ہو جاتا ہے اور جاہل بسا اوقات ایسے امر منکر کو برملا فاش کر دیتا ہے جس کی پردہ پوشی کے واسطے شرع نے تاکید فرمائی ہے **احمد** بن حنبل سے پوچھا گیا کہ ایک قوم کے ساتھ کوئی ناجائز چیز مثلاً طنبورہ وغیرہ کے پوشیدہ موجود ہے تو فرمایا کہ اگر ڈھکی ہوئی ہو تو اُس کو نہ توڑو اور ایک روایت میں فرمایا کہ توڑو تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ توڑنے کا حکم ایسی حالت میں دیا کہ لوگوں نے یہ چیز کچھ خفیف چیز سے چھپائی یا کچھ چھپائی اور کچھ نہ چھپائی کہ اُس کے موجود ہونے کا یقین ہوا۔ اور نہ توڑنے کا حکم اُس وقت دیا کہ اُس کے موجود ہونے کا تیقن نہیں ہو سکتا یعنی بالکل پوشیدہ ہے **احمد** بن حنبل سے پوچھا گیا کہ ایک شخص نے طبلہ و مزمار کی آواز سنی اور اُس کی جگہ نہیں معلوم ہے تو فرمایا کہ تجھ پر اُس کا مواخذہ نہیں ہے۔ جو تیری نظر سے پوشیدہ ہو اُس کی تفتیش نہ کر **مصنف** رح نے کہا کہ بسا اوقات محتسب اُن بدکاروں کو ایسے شخص کے پاس لے جاتا ہے جو اُن پر ظلم کرتا ہے **احمد** بن حنبل نے فرمایا کہ جب معلوم ہو کہ سلطان حدود شرعی قائم کرتا ہے تو بدکاروں کو اُس کے پاس لے جاوے **فصل** محتسب پر ابلیس کی تلبیسوں میں سے ایک یہ ہے کہ جب اُس نے کسی قوم کی بدکاری کو مٹایا ہو تو اپنے مجمع میں بیٹھکر اپنی کام کی تعریف کرتا اور فخریہ بیان کرتا ہے اور بدکاروں پر غصہ ہو کر اُن کو گالیاں دیتا اور لعنت کرتا ہے حالانکہ شاید قوم نے توبہ کر لی ہو۔ اور اکثر ایسا ہوتا ہے۔ کہ وہ لوگ بوجہ ندامت کے اس مغرور سے بہتر ہوتے ہیں۔ اور اس محتسب کی برملا گفتگو کے ضمن میں مسلمانوں کے عیوب فاش کرنا لازم آتا ہے ✦✦✦

لانہ یعلم من لا یعلم الستر علی المسلم واجب ھما امکن **وقال المصنف** سمعت بعض الجھلۃ بالانکار علی انہ یھجم علی قوم ما یتیقن ما عندھم ویضربھم الضرب المبرح ویکسر الاولی فکل ھذا بوجہ الجھل فاما العالم اذا انکر فانت منہ فی امان **وقل** کان السلف یتلطفون فی الانکار فرای صلۃ بن اشیم رجلا یکلم امراۃ فقال ان اللہ یرکما ستر نا اللہ وایاکما **وکان** یمر بقوم یلعبون فیقول یا اخوانی ما تقولون فیمن اراد سفرا فنام طول اللیل ولعب طول النھار فمتی یقطع سفرہ فالتفت رجل منھم فقال یا قوم انہ یعیدنا بھذا افتاب ویحیہ **فصل** واولی الناس ان یتلطف فی الانکار علیہ الامراء فیصلح ان یقال لھم ان اللہ قد رفعکم فاعرفوا قدر رفعتہ فان النعم تدوم بالشکر ولا یحسن ان یقابل بالمعاصی **فصل** قد لبس ابلیس علی بعض المتعبدین فیری منکرہ فلا ینکرہ ویقول انما یامر وینھی من قد صلح وانا لیس بصالح فکیف امر غیری وھذا غلط لانہ یجب علیہ ان یامر وینھی ولو کانت تلک المعصیۃ فیہ الا انہ متی انکر متنزہ علی المنکر اثر الانکار اذا لم یکن متنزھا لم ینکر انکارہ یعمل فیتنبہ المنکر ان لنزاھۃ نفسہ لیؤثر انکارہ **قال** ابن عقیل رأینا فی عصرنا ما ینکر الا فقالی فی ایام القائم اذا انھض الانکار منکر

ترجمہ کیونکہ وہ ایسے لوگون کو بتلاتا ہے۔ جو جانتے تھے۔ حالانکہ جہانتک ہو سکے مسلمانون کی پردہ پوشی واجب ہے **مصنف** نے کہا کہ مین نے بعض جاہل کا حال سنا۔ کہ اُس نے بدگمانی پر ایک قوم کے یہان ہجوم کیا حالانکہ یہ تیقن نہین کہ اُن کے یہان کیا بُرائی ہے۔ اور اُن کو سخت کوڑے جس سے زخم پڑجائے مارتے لگا اور برتن توڑ ڈالے۔ یہ سب جہالت کا باعث ہی رہا عالم جب کسی امر پر انکار کرے تو اُس کی طرف سے تجھے امان ہے **سلف** رضی اللہ عنہم بُری باتون کے انکار کرنے مین نرمی کرتے تھے چنانچہ صلہ ابن اشیم نے ایک مرد کو ایک عورت سے باتین کرتے دیکھا تو فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تم دونون کو دیکھتا ہے اللہ تعالیٰ ہماری تمہاری پردہ پوشی فرماوے۔ اور صلہ رح کا گذر ایک قوم کی طرف ہوا جو کھیلتے تھے اُن سے فرمایا کہ اے میرے بھائیو تم لوگ ایسے مسافر کے حق مین کیا کہتے ہو جو رات بھر سوتا رہا۔ اور دن بھر کھیل مین پڑا رہا تو سفر کس وقت پورا کرے ان مین سے ایک جوان چونکا اور کہا کہ اے قوم بزرگ ہم لوگون کو نصیحت کرتے ہین پھر توبہ کرکے ان کے ساتھ ہو گیا **فصل** زیادہ نرمی سے انکار کے لائق بادشاہ و امرا ہین تو اُن سے یون کہنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارا رتبہ بلند کیا تم کو چاہیے کہ اُس کی نعمت کی قدر جانو کیونکہ شکر ہی سے نعمت کو دوام ہوتا ہے اور یہ مناسب نہین کہ ان نعمتون کو مقابلہ مین نافرمانیان کی جاوین **فصل** ابلیس نے بعضے عابدون پر تلبیس کی کہ وہ منکرات کو دیکھتا ہے اور اُس سے انکار نہین کرتا۔ و کہتا ہے کہ امر و نہی وہ کرے جو اس لائق ہو گیا ہو اور یہ اس لائق نہین ہون اور یہ غلط ہے اس لیے کہ اس پر امر و نہی واجب ہے اگرچہ خود کسی بدکاری مین مبتلا ہو تو بھی دوسرے کو اُس سے منع کرے لیکن بات یہ ہوتی ہے کہ جو خود پرہیزگاری کا شیوہ اختیار کرتا ہے اور اُس کو بعد لوگون کو بُری کاموں سے منع کرنا ہوتا ہے اور جب خود مبتلا ہوتا ہے تو امید نہین کہ اُس کا انکار کچھ اثر کرے لہذا محتسب کو چاہیے کہ خود بُری باتون سے پرہیز کرے تاکہ اُس کا انکار مفید ہو **ابن عقیل** رح نے کہا کہ ہم نے اپنے زمانہ مین خلیفہ قائم کے عہد مین ابو بکر فقالی کو دیکھا کہ جو وہ امر منکر کے مٹانے کو اُٹھتے

استبنع معه مشائخ لا یاکلون الا من صنعة ایدیهم کالبی بکر الخباز شیخ صالح اخذ مزاطلاعه فی التنور وجماعة ما فیهم من یاخذ صدقة ولا یتدنس لقبول عطاء صوام النهار قوام اللیل ارباب بکاء اذا انتبه من خلط رده وقال متی لقینا الجیش بخلط انهزم الجیش **الباب التاسع فی ذکر تلبیس ابلیس علی الزهاد قال المصنف** قد یسمع العامی ذم الدنیا فی القرآن والاخبار فیری ان النجاة ترکها ولا یدری ما الدنیا المذمومة فیلبس علیه ابلیس بانک لا تنجو فی الاخرة الا بترک الدنیا فیخرج علی وجهه الی الجبال فیبعد عن الجمعة والجماعة والعلم ویصیر کالوحش ویخیل الیه ان هذا هو الزهد الحقیقی کیف لا وقد سمع عن فلان انه هام علی وجهه وعن فلان انه تعبد فی جبل کذا وربما کانت له عائلة ضاعت او والدة فیترکها لفرقه وربما یعرف ارکان الصلاة کما ینبغی وربما کانت علیه مظالم لم یخرج منها وانما یتمکن ابلیس من التلبیس علی هذا لقلة علمه **ومن جهل رضاه عن نفسه بما یعلم وانه وفق لطیب تفقیه فیهم الحقائق لصدق** ان الدنیا لاذتها وکیدها وما هو ضرورة فی بقاء الادمی

ترجمہ اُن کے پیچھے مشایخ کی ایک جماعت ہو جاتی جن کی یہ صفت ہو کہ اپنے ہاتھ کی مزدوری سے کھاتے ہیں جیسے ابو بکر خباز اور شیخ صالح ہیں کہ تنور کے کام میں اپنا پیالہ گرم رکھتے ہیں۔ اور اسی قسم کی ایک جماعت ہیں ان میں کوئی ایسا نہیں ہے جس نے صدقہ لینے کی گدڑی اوڑھی ہو یا قبول عطیہ کی نجاست سے ملوث ہوا ہو۔ یہ لوگ دن میں روزہ رکھتے ہیں اور رات میں نماز پڑھتے ہیں۔ اور راہ حق میں گریہ وزاری کرنے والے ہیں۔ اور جب کوئی خلط جو اُن کی صفت پر نہیں ہے اُن کے ساتھ ہونا چاہے تو اس کو پھیر دیتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ ہمارے لشکر میں کوئی مخلط شامل ہوا تو لشکر شکست کھا جائے گا

باب نہم زاہدوں پر تلبیس ابلیس کا بیان **مصنف** نے کہا کہ اکثر ایسا اتفاق ہوتا ہے کہ جاہل عامی قرآن یا حدیث میں دنیا کی مذمت سنتا ہے تو جانتا ہے کہ نجات یہ کہ دنیا ترک کرے اور یہ نہیں جانتا کہ دنیا کیا چیز ہے تو جس چیز سے یہ منع کیا گیا ہے وہ دنیا ہی کو ترک کر دے تو آخرت میں نجات پاوے گا پس منہ اُٹھا کر پہاڑوں کی طرف چل جاتا ہے اور جماعت و علم سے اور لوگوں کے مانند ہو جاتا ہے اور شیطان اُس کے ذہن میں جماتا ہے کہ حقیقی زہد یہی ہے اور کیوں نہ سمجھے وہ سن چکا کہ فلاں شیخ منہ اُٹھا کے جنگل کو چلا گیا اور فلاں شیخ پہاڑ میں عبادت کرتا رہا۔ اور اکثر ایسا ہوتا ہے کہ اُس جاہل کی آل اولاد ہوتی ہے وہ بیوی ان برباد ہوتی ہے اور اس کی والدہ ہوئی تو فراق میں روتی ہے اور کبھی یہ جاہل نماز کے ارکان بھی ٹھیک نہیں جانتا اور کبھی اُس کے ذمہ لوگوں کے قرضہ غیر حقوق و مظالم ہوتے ہیں جن کو اُس نے ادا نہ کیا اور اُن سے ذمہ پاک نہ کیا اور ابلیس کو اس جاہل شخص کی تلبیس کا ثانی ہونے ہی وجہ سے ملا کہ اس کو علم کمتر ہے یہ بھی اس کی جہالت تھی کہ جو کچھ اُس کے نفس نے سمجھا اُسی پر راضی ہو گیا اور اگر اُس نے کسی ایسے فقیہ کی صحبت اُٹھائی ہوتی جو حقائق سے آگاہ ہوتا تو وہ اُسکو بتلا دیتا کہ دنیا کچھ بذات خود مذموم نہیں ہے اور ایسی چیز کیونکر مذموم ہو سکتی ہے جس سے اللہ تعالیٰ نے احسان رکھا ہے اور جو آدمی کے باقی رہنے کے واسطے ضروری چیز ہے

وسبب فی اعانته علی تحصیل العلم والعبادة من مطعم ومشرب وملبس ومسجد یصلی فیه فانما المذموم احد الشیئین اما حمله وتناوله علی وجه الشر لا علی مقدار الحاجة وتقر النفس فیه بمقتضی رعونا تها لا باذن الشرع وان اخراج الاطفال للتفرجة منهی عنه فان النبی صلی الله علیه وسلم نهی ان یبیت الرجل وحده وان التعرض لترک الجماعة ومن خسر ان والبعد عن العلم والعلماء یقوی سلطان الجهل وفراق الولد والوالدة فی مثل هذا عقوق والعقوق من الکبائر واما من سمع عنه انه خرج الی جبل فانه لعلهم یحتمل انهم لم یکن لهم عیال ولا ولد ولا والدة فخرجوا الی مکان یتعبدون فیه مجتمعین ومن لم یحتمل حالهم وجعلها محمولة علی الخطأ من کانوا وقد قال بعض السلف خرجنا الی جبل نتعبد فجاءنا سفیان الثوری فرددنا فصل ومن تلبیسه علی الزهاد اعراضهم عن العلم استغلالا بالزهد فقد استدلوا بالذی هو خیر وبیان ذلک ان الزاهد لا یتعدی نفعه عبثه بنفسه والعالم نفعه متعد وکم قد ادی الصواب من متعبد فصل ومن تلبیسه علیهم انه رؤوهم ان الزهد ترک المباحات فمنهم من لا یزید علی حفظ (شبیہ)

ترجمہ اور جس کے ذریعہ سے آدمی علم وعبادت حاصل کرسکتا ہے جیسے کھانا و پینا و پہننا وغیرہ اور اسی میں مسجد ہے جس میں نماز پڑھتا ہے بلکہ مذموم فقط یہ ہے کہ کوئی چیز بغیر حاجت کے لیلے یا اسراف کے طور پر تصرف کرے جو مقدار حاجت سے زائد ہو۔ اور نفس اس میں اپنی رعونت کے موافق بدون شرعی اذن کے تصرف کرے اور یہ بھی بتلادیا کہ پہاڑوں میں تنہا نکل جانا منع ہے کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا کہ آدمی تنہا رات بسر کرے اور خفیہ سمجھا دیا کہ ایسی حرکت اختیار کرنا جس سے جمعہ وجماعت فوت ہوجاوے محض خسارہ ہے نفع نہیں ہے۔ اور علم وعالموں سے دور ہونے میں جہالت غالب ہوجاتی ہے اور ایسے معاملہ سے ماں باپ کو فراق کا صدمہ دینا اُن کی نافرمانی وعقوق میں داخل ہے جو کبیرہ گناہ ہے۔ رہا یہ کہ اُس نے سُنا کہ فلاں شیخ پہاڑوں میں نکل گئے۔ تو احتمال ہے کہ اُن کے عیال ووالدہ ووالد وغیرہ نہ تھے اور کوئی باعث تھا کہ وہ ایسے مقام پر نکل گئے۔ کہ وہاں اُن لوگوں نے مجتمع ہوکر عبادت کی (مثلاً پہاڑ قریب آبادی کے تھا جیسے مکہ میں غار حرا ہے یا ملک میں فتنہ تھا) اور جس شخص کی حالت میں کوئی وجہ صحیح اس کی نہ ہو۔ تو وہ خطا پر تھا خواہ کوئی ہو اور بیشک بعض سلف نے بیان کیا کہ ہم لوگ عبادت کے لئے پہاڑ میں چلے گئے تو سفیان الثوری ہمارے پاس آئے اور ہم کو واپس شہر لے گئے

فصل زاہدوں پر ابلیس کی تلبیس میں سے یہ ہے کہ زہد وعبادت کے پیچھے علم چھوڑ دیتے ہیں تو انہوں نے بہتر و افضل چھوڑ کر حقیر وکمتر کو اختیار کرلیا **اس کا بیان یہ ہے** کہ زاہد کا نفع اُس کے دروازے سے آگے نہیں بڑھتا۔ اور عالم کا نفع دوسروں کو پہونچتا ہے اور بہتیرے حد سے تجاوز کرنے والوں کو عالم راہ راست پر پھیر لاتا ہے **فصل** ۔ زاہدوں پر تلبیس ابلیس میں سے یہ ہے کہ اُس نے اُن کے گمان میں جما دیا کہ مباحات کو ترک کرنا زہد ہے چنانچہ ان میں سے بعضے فقط جو کی روٹی پر کچھ زیادہ نہیں کرتے (باوجودیکہ امیر ہے)

ومنهم من لا یذوق الفاکهة ومنهم من یقلل المطعم حتی یبس بدنه ویعذب نفسه بلبس الصوف ویمنعها الماء البارد وبالجملة طریقة الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ولا طریق صحابته وتابعیهم وانما کانوا یجوعون اذا لم یجدوا شیئا فاذا وجدوا اکلوا وقد کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یاکل اللحم ویحبه ویاکل الدجاج ویحب الحلوا ویستعذب له الماء البارد ویختار الماء الباشق فان الماء الجاری یؤذی المعدة ولا یروی وقد کان رجل یقول انا لا اکل الخبیص لانی لا اقوم بشکره فقال الحسن البصری هذا رجل احمق وهل یقوم بشکر الماء البارد وقد کان سفیان الثوری اذا سافر حمل فی سفرته الحمل المشوی والدجاج والفالوذج ویقول للانسان ان یعلم ان نفسه مطیته ولا بد من الرفق بها لیصل به الی المقصود فلیاخذ ما یصلحها ولیترک ما یؤذیها من الشبع والافراط فی تناول الشهوات فان ذلک یؤذی البدن والدین ثم ان الناس یختلفون فی طباعهم فان الاعراب اذا لبسوا الصوف واقتصروا علی شرب اللبن لم یلزم لان مطابا بادانهم یحتمل ذلک واهل السواد اذا لبسوا الصوف واکلوا لکواخ لم یلزم ایضا ولا تقول فی هؤلاء من قد حمل علی نفسه لان هذه عادة القوم

ترجمہ اور بعضے کسی نوالہ یعنی پھل وغیرہ جات سے کچھ نہیں چکھتے اور بعضے غذا یہاں تک کم کرتے ہیں کہ اُن کا بدن خشک ہو جاتا ہے۔ اور صوف پہننے سے اپنے بدن کو ایذا دیتے ہیں اور سرد پانی نہیں دیتے حالانکہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ نہیں ہے اور نہ آپ کے صحابہ و تابعین و اتباع کا طریقہ ہے۔ اور وہ بزرگوار لوگ تو جبھی بھوک پر صابر رہتے جب کچھ پاتے اور جب پاتے تو کھاتے تھے اور البتہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گوشت کھاتے اور اس کو پسند فرماتے اور مرغ کا گوشت کھاتے اور حلوا پسند فرماتے اور آپکے لیے میٹھا پانی سرد کیا جاتا اور باسی پانی کو ترجیح دیتے کیونکہ گرم پانی معدہ کو تکلیف دیتا اور پیاس نہیں بجھاتا ہے **زاہدون** میں سے ایک کہتا تھا کہ میں حلوا نہیں کھاتا کیونکہ میں اُس کا شکر ادا نہیں کر سکتا۔ تو حسن بصریؒ نے فرمایا کہ یہ شخص احمق ہے کیا سرد پانی کا شکر ادا کر لیتا ہے اور البتہ سفیان الثوری جب سفر کو جاتے تو اُن کے دسترخوان سفر میں حلوان کا بھنا ہوا گوشت اور مرغ کا گوشت اور فالوذہ ہوتا تھا۔ آدمی کو جان لینا چاہیے کہ یہ نفس اس کی سواری ہے اور اُس کے ساتھ نرمی کرنا ضرور ہے تاکہ مقصود کو پہونچ جاوے۔ تو جو چیزیں اُس کی اصلاح کرنے والی ہیں اُن کو حاصل کرے اور جن سے اُس کو مضرت ہو وہ ترک کرے جیسے پیٹ بھر کھانا اور خواہش کی چیزوں میں کثرت کرنا کیونکہ اس سے بدن کو اذیت ہوتی ہے اور دین میں بھی مضر ہے۔ پھر آدمیوں کی طبائع مختلف ہیں چنانچہ عرب کے جنگلی اگر مالوں کے کپڑے پہنیں اور فقط اونٹ کے دودھ پر رہیں تو ان کو ضرر نہیں ہوتا کیونکہ انکے بدن اسکو برداشت کرتے ہیں اور ملک کے بھی مناسب اللہ تعالیٰ نے رکھا ہے۔ اور اگر سوادِ عراق کے لوگ صوف پہنیں یا آب کامہ کھائیں تو انکو بھی مضر نہیں ہوتا اور ہم یہ نہیں کہتے کہ انہیں بعض شخص اپنے آپ کو اسقدر قلیل چیز پر آمادہ کرے کیونکہ انہیں بعض ایسے ہو گزرے ہیں اس لیے کہ اس قوم کی یہ عادت بچپن سے پڑی ہے

فاما اذا كان البدن متزنا قد نشاء على التنعم فانا نخشى صاحبه ان يحمل عليه ما يؤذيه فان تزهد وانترك الشهوات فما لان الحلال لا يحتمل لسرف ولان الطعام الملذ يوجب كثرة التناول فيكثر النوم والكسل وهذا يحتاج ان ما يصل تركه وما لا يضر فيأخذ قدر القوام من غير ان يؤذى النفس **وقل** ظن اقوام ان الخبز النقار يكفى فى قوام البدن ولو كان الامر كذلك لكان الاقتصار عليه يؤذى من جهة ان اخلاط البدن يفتقر الى الحامض والحاد والحار والبارد والمسك والمسهل **وقل** جعل فى الطبع يميل الى الملائم فتارة تميل الى الحامض وتارة الى الحلو ولذلك اسباب مثل ان يقل عندها البلغم الذى لا بد فى قوامها منه فيشتاق الى اللبن ويكثر عندها الصفراء فيميل الى الحموضة فمنعها عن التصرف على مقتضى ما قل وقع فى طبعها مما يصلحها فقد اذاها الان يكفها عن الشبع والشرة وما يخاف عاقبته فان ذلك يفسدها فاما ان كلفها المطلق فخطأ فافهم هذا ولا تلتفت الى قول الحارث المحاسبى وابى طالب امكى فيما ذكروا من تقليل المطعم ومجاهدة النفس بترك مباحاتها فان اتباع الشارع وصحابته اولى **وكان ابن عقيل** يقول ما اعجب امولكم فى التدين

ترجمہ اور اگر بدن نازک ہو جو عیش مین پرورش ہوا ہے تو ہم اس کو منع کرتے ہین کہ وہ اپنے بدن کو یکایک ایسی غذا پر آمادہ نہ کرے جو اُس کو ضرر ہو پھر اگر کسی نے زہد اختیار کیا اور خواہش کی چیزون کا ترک کرنا اختیار کیا خواہ اس وجہ سے کہ حلال مال مین ایسے زیادہ خرچ کی گنجایش نہین ہوتی یا جب طعام لذیذ ہو تو کثرت سے کھایا جاتا ہے جس سے نیند بہت آتی ہے اور کسل پیدا ہو جاتا ہے اور ایسے شخص کو یہ جاننا ضروری ہے کہ کس چیز کا چھوڑنا مضر ہے اور کس کا چھوڑنا ضرر نہین تاکہ مقدار معتدل ایسی چیزون سے اختیار کرے کہ جن سے بدن کا قوام بخوبی باقی رہے بدون اس کے کہ نفس کو خواہ ایذا دینا لازم آوے اور بہت اقوام نے زعم کیا کہ روٹی چبھی روٹی قوام بدن کے واسطے کافی ہے اگر فرض کر لو کہ اچھا کافی ہے تاہم وہ دوسری جہت سے بدن کی اختلاط کو ضرر ہے جس کو کھٹے میٹھے سرد و گرم اور روکنے والی اور اسہال لانے والی چیز کی ضرورت ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ نے طبیعت مین مناسب چیز کا میلان رکھا ہے تو کبھی اُس کو ترشی کی طرف میلان ہوتا ہے اور کبھی میٹھے کی ضرورت ہوتی ہے اور اُس کے مختلف اسباب ہوتے ہین مثلاً بدن مین وہ بلغم کم ہو گیا جس کی ضرورت بدن کو قوام باقی رکھنے مین لازم ہے تو طبیعت دودھ کی خواہش کرتی ہے اور جب بدن مین صفرا زیادہ ہوا تو طبیعت کھٹائی کی خواہش کرتی ہے تو جس نے طبیعت کو اُس کے مقتضائے جبلت کے موافق مفید چیزون مین تصرف سے روکا تو اُس کو ایذا دی سوا اس کے کہ اُس کو پیٹ بھر کے کھانے اور حرص وغیرہ ایسی چیز سے روکے جس کا انجام خوفناک ہے تو ایذا نہین اس لیے کہ ایسی چیزون مین اُس کو مضرت رہا یہ کہ طبیعت کو مطلقاً سب چیز سے روک دے تو یہ غلطی ہے یہ بیان سمجھ لینا چاہئے اور خالی اُسی طرف نہ دوڑ جانا جو حارث محاسبی اور ابو طالب مکی نے لکھا ہے کہ نفس کو بہت ہی کم غذا دینے مین اس پر جہاد کرے اور مباحات و مستلذات سے اُسکو بالکلیہ روک دے اس لیے کہ یہان بہتر طریقہ یہ ہے کہ آنحضرت صلعم اور آپ کے صحابہؓ کی اتباع کرے **ابن عقیل** فرماتے تھے کہ اے صوفیہ دینداری مین تمہاری طریقے بہت ہی تعجب خیز ہین

اما اهواء متبعة او دهماء نية مبتدعة بين تجرير اذيال المرح في الصحة واللعب وبين اهمال الحقوق واطراح العيال واللحق بزوايا المساجد خلا عبدا على عقل وشرع **فصل** ومن تلبيسة عليهم انه يوهمهم ان الزهد هو القناعة بالدنى من المطعم والملبس فحسب فهم يقنعون بذلك قلوبهم راغبة في الرياسة وطلب الجاه فتراهم يترصدون لزيارة الامراء ويكرمون الاغنياء دون الفقراء يتحاشون عند لقاء الناس كانهم قد خرجوا من مشاهرة وبيادا وحدهم المال لئلا يقال قد بدا له الزهد وهم من شرد الناس ليهم وتقبيل ايديهم اوسع باب من ولايات الدنيا لان غاية الدنيا الرياسة **فصل** قال المصنف واكثر ما يلبس الله على العباد الزهد اخفى الرياء واما الظاهر من الرياء فلا يدخل في التلبيس مثل اظهار النحول وشعارا وجوه الشعث ليستدل بذلك على الزهد وكذلك خفض الصوت لاظهار الخشوع وكذلك الرياء بالصلوة والصدقة ومشاهدة الظاهر لا يخفى وانما نشير الى خفي الرياء **وقد قال النبي** صلى الله عليه وسلم انما الاعمال بالنيات ومتى لم يرد بالعمل وجه الله تعالى لم يقبل

بالادون

ترجمہ تم دو باتوں کے بیچ میں پڑے ہو۔ یا تو اپنی نفسانی خواہشوں کے تابع ہو یا نصرانی راہبوں کی طرح رہبانیت نکالتے ہو۔ اول کا اثر یہ ہے کہ تکبر وغرور کی اور بچوں کی طرح کھیل و وجد و رقص کی رسمی درازکرتے ہو یا حقوق برباد کرتے اور بال بچوں کو چھوڑ کے اور مسجد میں جاکر بیٹھ رہتے ہو۔ بھلا یہ لوگ عقل و شرع کے موافق کیوں عبادت نہیں کرتے۔ **فصل** زاہد و پر ابلیس یہ تلبیس ڈالتا ہے کہ ان کے وہم میں جما دیا کہ زہد فقط اس امر کا نام ہے کہ سب سے کمتر کھانے اور لباس پر قناعت کریں لہذا یہ لوگ اسی مقدار پر کفایت کرتے اور ان کے دلوں میں ریاست وجاہ و مرتبہ کی خواہش بھری رہتی ہے اسی وجہ سے تم ان کو دیکھتے ہو کہ امیروں اور دولتمندوں کی ملاقات کے منتظر رہتے ہیں اور دولتمندوں کی تعظیم و تکریم اور فقیروں کی تحقیر کرتے ہیں اور لوگوں کی ملاقات کے وقت ایسا عجز و انکسار ظاہر کرتے ہیں گویا ابھی شاہدہ سے نکلے ہیں اور بار بار انہیں سے بعضے مال پھیر دیتے ہیں تاکہ نہ کہا جاوے کہ اس نے زہد کا طریقہ بدلدالا ہی اور یہ لوگ دنیا کے خواہش کے وسیع دروازے میں اس ذریعہ سے گھسے ہیں کہ لوگ برابر ان کی خدمت میں آویں اور ان کے ہاتھوں کو بوسہ دیں اس واسطے کہ دین کی انتہا یہی کہ ریاست حاصل ہو **فصل۔ مصنف** نے کہا کہ عابدوں و زاہدوں پر بکثرت جو امر ابلیس نے مکر سے ڈال رکھا ہے وہ یہ کہ ریاکاری چھپی ہوئی رہتی ہیں اور ظاہری ریاکاری تو وہ خود علانیہ جانتے ہیں۔ وہ کچھ تلبیس میں شمار نہیں ہو سکتی۔ جیسے جسم کی نحافت ظاہر کرنا اور چہرہ کی زردی و بالوں کی پریشانی تاکہ اس کی ظاہری حالت سے ہر شخص جان لے کہ یہ صاحب بڑے زاہد ہیں۔ اسیطرح آواز پست رکھنا۔ تاکہ خشوع ظاہر ہو اور اسیطرح نماز و روزہ سے ریاکاری کرنا اور مال لٹانا تو ایسی کھلی ہوئی باتیں کچھ مخفی ریا میں نہیں ہو سکتی۔ ہیں بلکہ توجہ تو مخفی ریا پر ہے **حضرت** صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اعمال کا مدار تو نیتوں پر ہے (صحاح)۔ اور جب کسی عمل سے خالص رضائے الٰہی مقصود نہ ہو۔ تو وہ قبول نہ ہوگا۔

وقال مالك بن دينار قولوا لمن لم يكن صادقا لا تتعب فاعلم ان المؤمن لا يريد بعمله الا الله تعالى سبحانه وانما يدخل عليه خفي الرياء فيلتبس الامر فيخاتله منه صبية وعن يوسف بن اسباط قال تعلموا صحة العمل من سقمه فاني تعلمته في اثنين وعشرين سنة وعن ابراهيم بن ادهم يقول تعلمت المعرفة من راهب يقال له سمعان دخلت عليه صومعته فقلت له يا سمعان مذ كم انت في صومعتك هذه قال منذ سبعين قلت وما طعامك قال يا حنيفي وما دعاك الى هذا قلت احببت ان اعلم قال في كل ليلة حمصة قلت فما الذي يهيج من قلبك حتى تكفيك هذه الحمصة قال ترى الدير الذي بجانبك قلت نعم قال انهم يأتون في كل سنة يوما واحدا فيزينون صومعتي ويطوفون حولها ويعظمونني بذلك فكلما تراءت لي نفسي عن العبادة ذكرتها من تلك الساعة فاذا احتمل جهد سنة بعز ساعة فاحتمل يا حنيفي جهد ساعة بعزة الابد فوقر في قلبي المعرفة فقال ازيدك قلت نعم قال انزل عن الصومعة فنزلت فاذا الى زكوة فيها عشرون حمصة فقال لي ادخل الدير فقد رأوا ما أدليت اليك

ترجمہ۔ مالک بن دینار رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جو شخص سچائی سے عامل نہ ہو اس سے کہدو کہ کیوں بیفائدہ رنج اٹھاتا ہے واضح ہو کہ مومن اپنے اعمال سے خالص اللہ تعالیٰ کی رضامندی چاہتا ہے اور شیطان اسپر مخفی ریاکاری لیکر آتا ہے اور اس کو تلبیس میں ڈالتا ہے اور اس سے بچنا بہت سخت مشکل ہے یوسف بن اسباط رح فرماتے تھے کہ تم لوگ عمل کی صحت وسقم کو پہچاننا سیکھو۔ کیونکہ میںنے اسکو بائیس (۲۲) برس میں سیکھا ہے ابراہیم بن ادہم فرماتے تھے کہ میںنے معرفت ایک راہب سے سیکھی جس کو سمعان کہتے تھے چنانچہ میں اس کے صومعہ میں گیا اور اس سے کہا کہ اے سمعان تم کتنی مدت سے اس صومعہ میں رہتے ہو اُس نے کہا کہ ستر برس ہوئے ہیں میں نے کہا کہ تم کیا کھاتے ہو اس نے کہا کہ اے حنیفی تم کیوں اس دریافت میں لگے ہو۔ میں نے کہا کہ مجھ کو فقط دریافت کرنیکی خواہش ہے اُسنے کہا کہ ہر رات ایک چنا کھاتا ہوں میںنے کہا کہ تمہارے دل میں کیا چیز جوش کرتی ہے کہ یہ چنا تم کو کافی ہو جاتا ہے اسنے کہا کہ تم وہ دیر جو سامنے نظر آتا ہے دیکھتے ہو۔ میںنے کہا کہ ہاں سمعان نے کہا کہ وہ لوگ سال میں ایکروز میری صومعہ میں آتے ہیں اور اسکی آرایش کرتے ہیں اور اسکے گرد گھومتے ہیں اور اس سے میری تعظیم کرتے ہیں تو جب کبھی میرا نفس عبادت سے کسل کرتا ہے تو میں اس گھڑی کو یاد کر لیتا ہوں تو اس ایک گھڑی کی یاد کے لئے تمام سال میں اس سخت جہد و مشقت کو برداشت کرتا ہوں اے حنیفی تجھے لازم ہے کہ دائمی عزت کے لئے جہد و کوشش کر اسکی گفتگو سے میری دل میں معرفت نے گھر کیا پھر اس نے مجھ سے کہا کہ میں تجھے کچھ زیادہ دکھاؤں میں نے کہا کہ یہ کیا چیز ہے بولا کہ تم صومعہ سے نیچے اتر کر کھڑے ہو میں جب وہاں کھڑا ہوا تو اس نے رسی باندھکر ایک آبخورہ لٹکایا۔ میں نے کھول لیا۔ تو اس میں بیس (۲۰) چنے تھے۔ پھر مجھ سے کہا کہ تم ان کو لیے ہوئے اس دیر میں جاؤ کیونکہ انہوں نے مجھ کو لٹکاتے ہوئے دیکھ لیا ہے

فلما دخلت الدير اجتمعت النصارى فقالوا يا حنيفي ما الذي ادلى اليك الشيخ قلت من قوته قالوا وما تصنع به نحن احق به منك قلت عشرون دينارا فاعطوني عشرين دينارا فرجعت الى الشيخ فقال اخطأت لو ساومتهم عشرين الفا لاعطوك هذا غرس لا يبعد فانظر كيف غرس يعبد اه يا حنيفي اقبل على ربك قال المصنف وخوف الرياء ستر الصالحون اعمالهم حذرا عليها ويفرحها بضدها وكان ابن سيرين يضحك بالنهار ويبكي بالليل وكان فرقد ايوب السختياني بعض الطلبة وكان ابن ادهم اذا مر به عند ما يأكله الاطباء وعن وهب بن منبه يقول كان رجل من افضل اهل زمانه وكان يزار ويعظم فاجتمعوا اليه ذات يوم فقال انا قد خرجت من الدنيا وفارقت الاهل والاموال مخافة الطغيان وقد خفت ان يكون قد دخل علينا في حالنا هذه من الطغيان اكثر مما يدخل على اهل الاموال في اموالهم اذا نايحب احدنا اذ يقضي له حاجة وان اشترى بيعا ان يقارب لمكان دينه وان لقي حبرا ووقر لمكان دينه

ترجمہ میں اس دیر میں آیا تو نصاری نے میرے گرد جمع ہو کر پوچھنا شروع کیا کہ اے حنیفی تم کو بابا نے کیا عطا ہے۔ میں نے کہا کہ اپنی غذا میں سے یہ چنے دیئے ہیں نصاریٰ نے کہا کہ اے حنیفی یہ چنے آپ کے کچھ کام کے نہیں ہیں اور ہم اس کے حقدار ہیں۔ آپ ہم سے اس کی قیمت لے لیجئے میں نے کہا کہ بیس دینار دو انہوں نے فوراً بیس اشرفیاں دیدیں۔ پھر میں راہ بدل کر سمعان کے پاس آیا تو اس نے مجھ سے کہا کہ تو نے غلطی کی اگر تو اُن سے بیس ہزار مانگتا تو وہ تجھے دیتے۔ اے حنیفی یہ اس کی عزت ہے جو اللہ تعالےٰ کو نہیں پوچتا۔ اب تو قیاس کرلے کہ جو اللہ تعالےٰ کی بندگی کرے اس کی کیا عزت ہوگی اے حنیفی اپنے پروردگار کی طرف متوجہ ہو جاؤ مصنفؒ نے کہا کہ اسی ریا کے خوف سے صالحین نے اپنے اعمال چھپائے۔ تاکہ اُن کو بچالیں اور ان کو بچانے کے لئے اس کے برعکس ناقص اعمال ظاہر کئے ابن سیرین رحمہ اللہ تعالیٰ کا قاعدہ تھا۔ کہ دن میں لوگوں کے سامنے ہنسا کرتے اور رات کو رویا کرتے تھے۔ ایوب السختیانی رحمہ اللہ تعالیٰ اپنے دامن کو کچھ دراز رکھتے تھے ابراہیم بن ادہم جب بیمار ہوتے تو اُن کے پاس وہ چیزیں رکھی ہوی دکھائی دیتیں۔ جنکو تندرست لوگ کھایا کرتے ہیں وھب بن منبہ کہا کرتے کہ ایک شخص اپنے زمانہ میں افضل لوگوں میں سے تھا۔ اور لوگ دور سے اسکی زیارت کو آتے اور اسکی تعظیم کرتے ایک روز اس کے پاس جمع ہوئے تو اس نے فرمایا کہ ہم طغیان و غرور کے خوف سے دنیا و اہل و اموال سے خارج ہوئے اب مجھ کو یہ خوف ہے کہ جسقدر مجھ سے تجار و مال والوں پر انکے مال سے نہیں آتا اسقدر طغیان ہم لوگوں میں ہماری اس حالت موجودہ سے سماتا ہے تم دیکھتے ہو کہ ہم میں ہر شخص یہ چاہتا ہے کہ اسکی دینداری کی وجہ سے اسکی ضرورت پوری کیجائے اور اگر کچھ خرید ہی تو اسکے دام کم کرکے جاویں اور اگر کسی سے ملاقات کریں تو لوگ اسکی دینداری کی وجہ سے عزت و توقیر کا برتاؤ کریں ؂

فشاع ذلك الكلام حتى بلغ الملك فعجب فركب اليه ليسلم عليه ونيظر اليه فلما رآه الرجل قيل له هذا الملك قد اتاك ليسلم عليك فقال وما يصنع فقال للكلام الذي وعظت به قال فركب فسأل غلامه هل عندك طعام فقال نعم من ثمر الشجر مما كنت تفطر به فامر به فجيء على صحفة فوضع بين يديه فاخذ ياكل منه وكان يصوم النهار ولا يفطر فوقف عليه الملك فسلم عليه فجاءه باجابة خفية واقبل على طعامه ياكل فقال الملك ان الرجل قيل له هو هذا اقال هذا الذي ياكل قالوا نعم قال ما عند هذا من خير واد بر فقال الرجل الحمد لله الذي صرفك عني بما صرفك به قال المصنف وفي رواية اخرى عن وهب انه لما اقبل الملك قدم الرجل طعامه فجعل يجمع البقول في اللقمة الكبيرة ويغمسها في الزيت ويأكل اكلا عنيفا فقال له الملك كيف انت يا فلان قال كالناس فرد الملك عنان دابته وقال ما في هذا من خير فقال الحمد لله الذي اذهبه عني وهو لي لائم وعن ابن عطاء قال اراد الوليد بن عبد الملك ان يولي يزيد بن مرثد فبلغ ذلك يزيد فلبس فروة فجعل الجلد على ظهره والصوف خارجا

ترجمہ تو اُس کی یہ گفتگو شائع ہوگئی۔ یہاں تک کہ بادشاہ تک خبر پہونچی۔ تو اس کو بہت پسند آیا اور اس کے دیدار و سلام کے واسطے سوار ہوا۔ جب قریب آیا تو اُس سے کہا گیا۔ کہ یہ بادشاہ آپ کی سلام کے واسطے آیا ہے۔ اس نے کہا یہ کس لئے۔ کہا گیا کہ اسی گفتگو کی وجہ سے جو آپ نے بطور وعظ بیان فرمائی تھی۔ کہا اُسے واپس کردو پھر غلام سے پوچھا۔ کہ بھلا تیرے پاس کچھ کھانا موجود ہے اس نے کہا کہ کچھ چھوارے وغیرہ پھل ہیں جن سے آپ افطار کیا کرتے تھے۔ شیخ نے اُن کو مانگا تو ٹاٹ کے دسترخوان پر لاکے رکھے گئے اور شیخ نے کھانا شروع کیا۔ حالانکہ ہمیشہ روزہ رکھا کرتے تھے۔ اتنے میں بادشاہ آکر کھڑا ہوا۔ اور سلام کیا۔ تو شیخ نے کچھ خفیف جواب دیا۔ پھر اپنے کھانے پر متوجہ ہوگئے۔ بادشاہ نے پوچھا کہ وہ شیخ کہاں ہیں۔ کہا گیا۔ کہ وہ یہی ہیں۔ کہا کہ جو کھانے میں مشغول ہیں کہا گیا کہ جی ہاں۔ بادشاہ نے کہا کہ اس کے پاس تو کچھ خوبی نہیں ہے اور پھر چلا گیا۔ تو شیخ نے کہا کہ اللہ تعالےٰ کا شکر ہے جس نے اس ذریعہ سے تجھے میرے پاس سے پھیر دیا۔ **مصنف** نے کہا کہ دوسری روایت میں وہب سے رہے آیا ہے کہ جب بادشاہ آیا تو شیخ کے آگے اس کا طعام پیش کیا گیا تو شیخ نے ہر قسم کے ساگ کا بڑا لقمہ جمع کرکے روغن زیتون میں ڈبو کر کھانا شروع کیا اور بہت تیزی کے ساتھ کھانے لگے بادشاہ نے اس سے کہا کہ اے فلاں تیرا کیا حال ہے تو کیسا آدمی ہے شیخ نے کہا جیسے لوگ ہوتے ہیں پس بادشاہ نے اپنے گھوڑے کی باگ پھیر لی اور کہا کہ اس شخص میں کوئی بہتری نہیں ہے۔ شیخ نے کہا کہ اللہ کا شکر ہے جس نے میرے پاس سے اس طرح پھیرا کہ مجھے ملامت کرتا ہوا چلا گیا ابن عطاء نے کہا کہ ولید بن عبدالملک خلیفہ نے ارادہ کیا کہ یزید بن مرثد کو متولی مقرر کرے یہ خبر یزید کو پہنچی۔ تو الٹی پوستین پہنی ++++++++

واخذ بیدہ رغیفا وعرقا وخرج بلارداء ولا قلنسوۃ ولا فعل ولا خف وجعل یمشی فی الاسواق ویاکل فقیل للولید ان یزید قد اختلط واخبر بما فعل فترکہ مثل ھذا کثیر **فصل** قال المصنف ومن الزھاد من یستعمل الزھد ظاھرا وباطنا لکنہ قد علم انہ لابد ان یتحدث بترکہ الدنیا اصحابہ او زوجتہ فیھون علیہ الصبر کما ھان علی الراھب الذی ذکرنا قصتہ معہ ان ادھم ولو انہ اراد الاخلاص فی زھدہ لاکل مع اھلہ قدر ما یحیی بہ جثا النفس ویقطع الحدیث عنہ وقد کان داؤد بن ابی ھند صام عشرین سنۃ فلم یعلم بہ اھلہ کان یاخذ غداءہ ویخرج الی السوق فیتصدق بہ علی الطریق فاھل السوق یظنون انہ قد اکل فی البیت واھل البیت یظنون انہ اکل فی السوق وھکذا کان الناس **فصل** ومن المتزھدین من ترکتہ الانقطاع فی مسجد او رباط او جبل فلذتہ علم الناس باقرارہ ورب احتجم بانی اخاف ان اری فی خروجی المنکرات فلہ فی ذلک مقاصد منھا الکبر واحتقار الناس ومنھا انہ یخاف ان یقصر فی خدمتہ ومنھا حفظ ناموسہ ورياستہ فان مخالطۃ الناس تذھب ذلک وھو یرید ان یبقی طراوۃ ذکرہ

ترجمہ اور اپنے ہاتھ میں ایک گردہ روٹی اور گوشت دار ہڈی لے کر بغیر چادر و ٹوپی و موزہ و جوتی کے باہر نکل کر بازاروں میں پھرنا اور کھانا شروع کیا۔ لوگوں نے ولید خلیفہ کو خبر پہونچائی کہ یزید بن مرثد کی عقل مختلط بجنوں ہو گئی ہے۔ اور یہ سب حال بیان کیا گیا۔ تو خلیفہ نے ارادہ ترک کیا ویسے روایات بکثرت ہیں **فصل** مصنف نے کہا کہ زاہدوں میں بعضے ایسے بھی ہیں۔ جو ظاہر و باطن زہد کو عمل میں لاتے ہیں۔ لیکن شیطان ایسے زاہد کو بتلاتا ہے۔ کہ یہ ضرور ہے۔ کہ تو اپنے یاروں سے اور زوجہ سے اپنا ترک دنیا کرنا اظہار کرے پس اس حیلہ سے اسپر صبر کرنا آسان ہوتا ہے۔ جیسے اس راہب کا آپ سے آپ جو کا قصہ ہمنے ابراہیم بن ادہم کے ساتھ بیان کیا اور ایسا زاہد خالص خلاص ہو جاتا تو اپنی زوجہ وغیرہ کے ساتھ ہمیں اسقدر کہا لیا کرتا۔ جس سے اس نفس کو بچاتا اور اپنے حق میں ایسی گفتگو سے زبان بند کرتا داؤد بن ابی ھند نے بیس سال تک روزہ رکھا اور ان کے گھر والوں کو معلوم نہ ہوا کہ وہ اپنا کھانا گھر سے لے کر بازار کو جاتے اور راہ میں صدقہ کر دیتے اور بازار والے یہ سمجھتے کہ اپنے گھر سے کھا کر آئے ہونگے۔ اور گھر والے جانتے کہ انہوں نے بازار لے جا کر کھایا ہوگا۔ مرد ان خدا کا یہی طریقہ تھا۔ **فصل** زاہدوں میں بعضے وہ ہیں۔ جو الگ ہو کر مسجد میں یا رباط میں یا پہاڑ میں بیٹھ رہتے ہیں۔ اور ان کو یہ لذت ہے۔ کہ لوگوں کو یہ معلوم ہو۔ کہ فلاں زاہد اکیلا ہو رہا ہے۔ اور بسا اوقات یہ حجت لاتا ہے کہ اگر میں باہر نکلوں۔ تو منکرات جو شرع میں ناجائز ہیں۔ وہ دیکھونگا۔ اور اس کے مقاصد دیگر بھی اس انقطاع میں ہیں **ازانجملہ** تکبر اور لوگوں کو حقیر سمجھنا اور **ازانجملہ** وہ خوف کرتا ہے کہ لوگ اس کی خدمت میں قصور کرینگے اور **ازانجملہ** اپنی ناموس و ریاست کی حفاظت ہے۔ کیونکہ لوگوں کے میل جول سے یہ بات جاتی رہیگی حالانکہ وہ چاہتا ہے۔ کہ اس کے ذکر کی تازگی قایم رہے +

وربما کان مقصودہ ستر عیوبہ ومقابحہ وجہلہ بالعلم فتری ھذا یحب ان یزار ولا یزور ویفرح بمجیئ الامراء الیہ واجتماع العوام علی بابہ وتقبیلھم یدیہ فھو یترک عیادۃ المرضی وشھود الجنائز ویقول اصحابہ اعذروا الشیخ فھذہ عادتہ لا کانت عادۃ تخالف الشریعۃ ولو احتاج ھذا الشخص الی القوت ولم یکن عندہ من یشتری لہ صبر علی الجوع لئلا یخرج بنفسہ لشراء ذلک فینخفض من جاھہ بین العوام ولو انہ خرج فاشتری حاجتہ لانقطعت عنہ الشھرۃ ولکن باطنہ حفظ الناموس وقد کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یخرج الی السوق ویشتری حاجتہ ویحملھا بنفسہ وکان ابوبکر یحمل الثیاب علی کتفہ فیبیع ویشتری وعن عبد اللہ بن حنظلۃ زعم قال مر عبد اللہ بن سلام وعلی راسہ حزمۃ حطب فقال لہ ما یحملک علی ھذا وقد اغناک اللہ عنہ قال اردت ان ادفع بہ الکبر وقال انی سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول لا یدخل الجنۃ عبد فیہ مثقال ذرۃ من کبر فصل قال المصنف وھذا الذی ذکرتہ من الخروج لشراء حاجۃ ونحوھا من المبتذل کان عادۃ السلف القدماء وقد تغیرت تلک العادۃ کما تغیرت الملابس والاحوال

ترجمہ اور بسا اوقات اس کا مقصود یہ ہوتا ہے۔ کہ اس جاہل زاہد کے عیوب وقبیح باتیں اور علم سے جاہل ہونا سب چھپا رہے پس تو دیکھتا ہے کہ یہ زاہد چاہتا ہے کہ لوگ اس کے دیدار کو آویں اور وہ کسی کے دیکھنے کو نہ جاوے اور جب امراء اس کے پاس آتے ہیں تو بہت خوش ہوتا ہے اور جب عوام اس کے دروازے پر جمع ہوتے ہیں اور اس کا ہاتھ چومتے ہیں تو پھول جاتا ہے۔ پس وہ مریضوں کی عیادت کو نہیں جاتا۔ اور نہ جنازے کی نمازوں میں شریک ہوتا ہے۔ اور اس کے مریدین کہتے ہیں۔ کہ شیخ کو معذور فرمائیے کہ ان کی عادت یہی ہے اس عادت میں کیا عذر ہو۔ جو شرع کے خلاف ہے اگر یہ زاہد اپنی ضروری غذا وغیرہ کا کسی وقت حاجتمند ہوتا ہے۔ اور اتفاق سے کوئی شخص موجود نہ ہوا جو اس کے واسطے خرید لاوے۔ تو بھوکا رہنے پر صبر کرتا ہے۔ تاکہ خود نکلکر خرید کرنے میں عوام کے درمیان چلنے پھرنے سے اس کا مرتبہ ناقص نہو۔ اور اگر وہ خود نکلکر اپنی ضرورت کی چیز خریدے تو اسکی شہرت جاتی رہے لیکن اس کے دل میں حفظ ناموس کی بہت خواہش ہے حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بازار میں جاکر اپنی ضرورت کی چیز خریدتے اور خود اوٹھالاتے تھے ابوبکر رضی اللہ عنہ اپنے کندھے پر کپڑے لادے جاتے اور ان کی خرید وفروخت کرتے تھے **عبد اللہ** بن حنظلہ نے کہا کہ عبد اللہ بن سلام اپنے سر پر لکڑیوں کا گٹھا لادے ہوئے گزرے تو کچھ لوگوں نے آپ سے کہا کہ کیا باعث ہے کہ آپ ایسا کرتے ہیں حالانکہ اللہ نے آپ کو اس سے بے پروا کر دیا ہے۔ کہا میں چاہتا ہوں کہ اس ذریعہ سے نفس کا تکبر دور کروں اور کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے کہ جنت میں وہ بندہ نہیں داخل ہوگا جس کے دل میں ذرہ برابر تکبر ہو **فصل** یہ جو ہم نے ضرورت خرید وفروخت وغیرہ کے واسطے نکلنے کا ذکر کیا جسمیں تبذل ہے یہ قدمائے سلف کی عادت تھی اور یہ عادت بدلگئی جیسے لباس وحالات بدل گئے۔

ولا اری العالم ان یخرج الیوم لشراء حاجته لان ذلك یکشف نور العلم عند الجهلة وتعظیمه عندهم مشروع ومراعاة قلوبهم فی مثل هذا لا یخرج الی الریاء واستعمال ما یوجب الهیبة فی القلوب لا یمنع منه ولیس کما کان فی السلف مما لا یتغیر به قلوب الناس یومئذ ینبغی ان یفعل الیوم قال الاوزاعی کنا نتحدث ونمزح واذا صرنا بین یدی ربنا ولا اری ذلك یسعنا قال المصنف وقد روینا عن ابراهیم بن ادهم ان اصحابه کانوا یوما یتمازحون فدق رجل الباب فامرهم بالسکوت فقال له تعلمنا الریاء فقال انی اکره ان یطلع الله فیکم قال المصنف وانما خاف قول الجهلة انظروا الی هؤلاء الزهاد کیف یفعلون وذاك ان العوام لا یحتملون مثل هذا للمتعبدین فصل ومن هؤلاء قوم لو سئل احدهم ان یلبس اللین من ثوبه ما فعل لئلا یتوکس جاهه فی الزهد ولو خرج یاکل والناس یرونه ویحفظ نفسه من ان تبسم فضلا عن الضحك ویوهمهم ابلیس ان هذا لاصلاح الخلق وانما هو ریاء یحفظ به قانون الناموس فتراه مطرقا والحزن علیه آثار والخشوع فاذا خلا راحت نفسه فصل وقد کان السلف یدفنون عنهم کل ما یوجب الاشارة الیهم ویهربون من المکان الذی یشار الیهم فیه

ترجمہ اور آج کل میں کسی عالم کو نہیں دیکھتا کہ کسی ضروری چیز کی خرید کے واسطے نکلے اسلئے کہ جاہلوں کے نزدیک اس سے نور علم میں دھندلاہٹ آجاتی ہے اور نور علم کی تعظیم ان کے نزدیک مشروع ہے۔ اور ایسی باتوں میں عوام کے دلوں کی رعایت کرنا ریاکاری کیطرف نہیں لیجاتا اور ایسے طریقہ کا استعمال کرنا جس سے عوام کے دلوں میں ہیبت باقی رہے ان کے نزدیک ممنوع نہیں ہے اور ہر چیز جس سے اب لوگوں کے قلوب متغیر ہوں اگرچہ وہ سلف میں ہوتو اسکا عمل میں لانا ضرور نہیں ہے اوزاعی نے کہا کہ ہم پہلے ہنستے اور مزاح کرتے تھے اور جب ہماری یہ حالت پہنچی کہ ہمارے قول وفعل کی پیروی کی جائیگی تو ہم نے دیکھا کہ یہ باتیں ہم کو نہیں روا ہیں مصنفؒ نے کہا کہ ہم کو ابراہیم بن ادہم سے روایت پہنچی کہ ایک روز ان کے اصحاب باہم خوش طبعی کرتے تھے کہ اتفاق سے کسی نے دروازہ کھٹکھٹایا۔ تو ان کو خاموشی کا حکم کیا تو انہوں نے کہا کہ ہم نے آج ریا سیکھی تو فرمایا کہ میں تم کو ناکوار سمجھتا ہوں کہ تمہاری پیروی سے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی جاوے مصنفؒ نے کہا کہ ابراہیم رح نے جاہلوں کے قول سے خوف کیا تم لوگ ان زاہدوں کی طرف نظر کرو کہ کیونکر عمل کرتے تھے اور وجہ یہ تھی کہ عوام لوگ عابدوں کے حق میں خوش طبعی وغیرہ کا گمان نہیں رکھتے فصل زاہدوں میں بعضے ایسے ہیں کہ اگر اس سے درخواست کیجاوے کہ نرم کپڑا پہنے تو منظور نکریگا تاکہ اسکے مرتبہ زہد میں فرق نہ آوے اور اگر باہر ہو تو لوگوں کے سامنے نہ کھاوے اور اپنے آپ کو مسکرانے سے روکتا ہے ہنسنے کا کیا ذکر اور ابلیس اسکو وہم دلاتا ہے کہ یہ خلق کی اصلاح ہے حالانکہ یہ ریاکاری ہے جس سے وہ اپنی ناموس کا قاعدہ محفوظ رکھتا ہے چنانچہ تو اس کو دیکھے کہ لوگوں کے سامنے سر جھکائے بیٹھا رہتا ہے اور اس کے چہرہ پر حزن وغم کے آثار ظاہر ہوتے ہیں۔ اور اگر کبھی اس کو خلوت میں تنہا دیکھے تو شری (سلمی پہاڑ کی گہائی) کا نیز نظر آئیگا فصل۔ سلف صالحین کا قاعدہ تھا کہ ہر خصلت جس سے وہ انگشت نما ہوتے اس کو دور رکھتے۔ اور جہاں وہ مشار الیہ بنائے جاتے وہاں سے ہٹ جاتے +

وعن عبد الله بن خفيف قال قال يوسف بن اسباط خرجت من سيح راجلا حتى اتيت المصيصة فاجرا بي على عنقي فقام ذا من حانوته ليسلم علي وذا يسلم فطرحت جرابي ودخلت المسجد اصلي ركعتين فاحدقوا بي واطلع رجل في وجهي فقلت في نفسي كم لقا قلبي على هذا فاخذت جرابي ورجعت بعرقي وعنائي الى سيح فما رجعت الى قلبي سنتين فصل ومن الزهاد من يلبس الثوب المخرق ولا يخيطه ويترك اصلاح عمامته وتسريح لحيته لئلا يرائي انه ما عندما من الدنيا خير وهذا من ابواب الرياء فان كان صادقا في اعراضه عن اغراضه كما قيل لداؤد الطائي الا تسرح لحيتك فقال اني عنها مشغول فليعلم انه قد سلك به غير الجادة اذ ليست هذه طريقة الرسول ولا اصحابه فانه كان يسرح شعره وينظر في المرآة ويدهن ويتطيب وهو اشغل الخلق وكان ابوبكر وعمر يخضبان بالحناء والكتم وهما اخوف الصحابة وازهدهم ومن ادخل السنة تحت رجليه السنة وافعال الاكابر لم يلتفت اليه فصل ومن الزهاد من يلزم الصمت الدائم وينفرد عن مخالطة اهله فربما يهجر باخلاقه وزيادة انقباضه

ترجمہ عبد اللہ بن خفیف نے کہا کہ یوسف بن اسباط نے بیان فرمایا کہ میں سیح سے پیدل نکلکر مصیصہ کو روانہ ہوا جب وہاں پہونچا تو میری جراب میرے گلے میں تھی۔ پس اودہر سے ایک دوکاندار نے اٹھکر مجھے سلام کیا اور اودہر سے دوسری نے اٹھکر سلام کیا۔ میں اپنی جراب ڈالکر مسجد میں گھس گیا وہاں دو رکعتیں پڑھنے لگا تو مجھے سب طرف سے لوگوں نے گھیر لیا۔ اور ایک شخص نے میرے چہرے کے سامنے دیکھنا شروع کیا تو میں نے اپنے جی میں کہا کہ میرا جی کب تک اسحالت پر سلامت رہیگا۔ پس میں اپنی جراب لیکر باوجود پسینے میں غرق ہونے اور تھکے ماندے ہونے کے الٹے پاؤں سیح کی طرف واپس آیا۔ پھر دو سال تک میرا قلب بحال خود نہ آیا۔ فصل بعضے زاہد کا یہ طریقہ ہے کہ وہ پھٹا ہوا کپڑا پہنتا ہے اور اسکو نہیں سیتا اور اپنے عمامہ و داڑھی کی درستی چھوڑ دیتا ہے تاکہ لوگ یہ جانیں کہ اس کے پاس دنیا سے سوائے اس لباس کے کچھ نہیں ہے اور یہ ریاکاری کے دروازوں میں سے ہے پھر اگر وہ اصلاح و درستی کرنے میں سچا بھی ہو جیسے داؤد طائی کی سے کہا گیا تھا کہ آپ اپنی داڑھی کیوں درست نہیں کرتے تو فرمایا تھا کہ میں اس کے فکر سے دوسری طرف مشغول ہوں تاہم اسے یہ جاننا چاہئے کہ زاہد موصوف ٹھیک راہ نہیں چلا اس لئے کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و آپ کے اصحاب کا طریقہ نہ تھا۔ کیونکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے بالوں میں کنگھی کرتے اور آئینہ دیکھتے اور خوشبو لگاتے اور تیل ملتے حالانکہ آپ سب خلق سے زیادہ آخرت میں مشغول تھے اور حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما داڑھی میں حنا و کتم کا خضاب لگاتے حالانکہ سب صحابہ سے بڑھکر خوف رکھنے والے اور سب سے زیادہ زاہد تھے۔ اور جو کوئی ان اکابر سے بڑھکر رتبہ کا مدعی ہو تو اسکی طرف التفات بھی نہ کیا جائیگا۔ فصل بعضے زاہد ہمیشہ چپ رہنے کو لازم کر لیتے ہیں اور اپنے اہل و عیال کے ساتھ ملنے سے جدا ہو جاتے ہیں۔ پس اپنے قبیح اخلاق سے ان کو ایذا دیتے ہیں

وینسی قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان لاھلک علیک حقا وقد کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یمزح و یلاعب الاطفال ویحدث نساءہ ویداعب عائشۃ الی غیر ذلک من الاخلاق اللطیفۃ فھذا المتزھد الجاھل زوجتہ کالایم وولدہ کالیتیم لا نفرادہ عنھم وقبح اخلاقہ لانہ یری ان ذلک یشغلہ عن الآخرۃ ولا یدری لقلۃ علمہ ان الانبساط الی الاھل من العون علی الآخرۃ وفی الصحیحین ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لجابر ھلا تزوجت بکرا تلاعبھا وتلاعبک وربما غلب علی ھذا الزھد التعفف فترک مباضعۃ الزوجۃ فیضیع فرضا بنافلۃ غیر مراحۃ فصل ومن لزمھا من دین عملہ فلو قیل لہ انت من اوتاد الارض کان ذلک حقا وسمع یترصد لظھور کرامتہ ویخیل الیہ انہ لو قرء من لم یقدر ان یمشی علیہ فاذا عرض لہ امر فلم یجب تلمرفی باطنہ وکانہ اجیر یطلب جزء عملہ ولو رزق الفھم لعلم انہ عبد مملوک والمملوک لا یمن بعملہ ولو نظر الی توفیقہ للعمل لرای وجوب الشکر فخاف من التقصیر منہ فکما ان ینبغی ان یشغلہ خوفہ عن العمل من التقصیر فیہ عن النظر الیہ کما کانت

ترجمہ اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ قول بھول جاتا ہے کہ تجھپر تیرے اہل کا حق ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خوش طبعی فرماتے اور بچوں کو باتوں سے بہلاتے اور ازواج مطہرات سے دل بہلانی کی باتیں کرتے اور عائشہؓ کے ساتھ دوڑ رستے تھے اور اسی طرح دیگر اخلاق لطیفہ مروی ہین۔ پھر اس زاہد جاہل کو دیکھو جس نے اپنی زوجہ کو بیوہ کے مانند بنا دیا۔ اور بچوں کو یتیم بنا دیا اور بُرے اخلاق کا برتاؤ کیا۔ اور الگ ہو بیٹھا کیونکہ یہ رای لگائی کہ ایسے امور اسکو شغل آخرت سے روکنے والے ہیں۔ اور کم علمی سے یہ نہ جانا۔ کہ اہل وعیال سے کشادہ روئی سے بسر کرنا آخرت کے واسطے معین ہے۔ اور صحیحین میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جابر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ تونے کنواری لڑکی سے کیون بیاہ نہ کیا جس سے تو کھیلتا۔ اور وہ تجھ سے کھیل کرتی **اکثر اوقات** اس بنے ہوئے زاہد پر خشکی غالب ہوجاتی ہے۔ تو وہ زوجہ سے مطلقا بالکل ترک کر دیتا ہے جس کا حق فرض تھا۔ تو نفل کے پیچھے فرض کھو دیتا ہے یہ ثواب کی بات نہیں ہے **فصل** بعضے زاہد کا یہ حال ہے کہ وہ اپنے اعمال پر نظر کرتا ہے۔ تو اس سے اگر کہا جائے کہ آپ اوتاد میں سے ہیں تو اسکو حق سمجھتا ہے۔ اور بعض زاہد اپنے واسطے کرامت ظاہر ہونے کا منتظر رہتا ہے۔ اور اسکے خیال میں جم جاتا ہے کہ اگر وہ دریا سے قریب ہو۔ تو اسکو قدرت ہے کہ پانی پر رواں ہوجائے پھر جب اس نے کسی معاملہ میں دعا کی اور وہ قبول نہوئی تو وہ دلمیں ناخوش ہوتا ہے گویا وہ مزدور تھا کہ اپنی مزدوری مانگتا ہے۔ اور اگر اس کو سمجھ ہوتی تو جانتا کہ وہ تو ایک بندہ مملوک ہے اور مملوک اپنی خدمت سے کچھ احسان نہیں رکھ سکتا ہے اور اگر یہ دیکھتا کہ اسکو نیک عمل کی توفیق ملی ہے۔ تو جانتا کہ اسپر شکر ادا کرنا واجب ہے تو اپنے قصور سے خوفناک ہوتا۔ اور اس پر لازم یہ تھا۔ کہ اپنے عمل کو دیکھنے سے اسکو یہ امر باز رکھتا۔ کہ میرے اعمال میں مجھ سے قصور سخت سرزد ہوا ہے جیسے رابعہ عدویہ رحمہا اللہ تعالیٰ کہا کرتی تھیں کہ میں استغفار اللہ کہنے میں اپنی کم سچائی سے توبہ کرتی ہوں اور مغفرت مانگتی ہوں ✦ ✦

رابعة تقول استغفر الله من قلة صدق فی قولی استغفر الله وقیل لها هل عملت عملا ترین انه یقبل منك فقالت ان کان فمما فتحان یرد علی فصل ومن تلبیس ابلیس علی قوم من الزهاد الذی دخل علیهم فیه من قلة العلم انهم یعملون بواقعاتهم ولا یلتفتون الی قول الفقیه قال ابن عقیل کان ابو اسحاق الخزاز صالحا وهو اول من لقننی کتاب الله وکان من عادته الامساك عن الکلام فی رمضان فکان یخاطب بآی القرآن فیما یعرض له من الخواطر فیقول فی اذنه ادخلوا علیهم الباب ویقول لابنه فی عشیة الصوم من بقلها وقثائها امر الله ان یشتری البقل فقلت له تعتقد عبادة وهو معصیة فصعب علیه فقلت ان هذا القرآن العزیز نزل فی بیان احکام شرعیة فلا یستعمل فی اغراض دنیاویة وما هذا الا بمثابة صك السد والاشنان فی ورق المصحف او توسدك له فهجرنی ولم یصر الی الحجة قال المصنف قلت وقد سمع الزاهد القلیل العلم من العوام شیئا یفتی به حدثنی ابو حکیم ابراهیم بن دینار الفقیه ان رجلا استفتاه فقال ما تقول فی امرأة طلقت ثلاثا فولدت ذکرا هل تحل لزوجها قال فقلت لا وکان عندی الشریف الدحالی وکان مشهورا بالزهد عظیم القدر بین العوام

ترجمہ۔ رابعہ سے پوچھا گیا کہ آپ اپنے کس عمل کو سمجھتی ہیں کہ وہ مقبول ہوا ہو تو فرمایا کہ واہ اگر کچھ ہی تو یہ کہ مجھے یہ خوف ہی۔ کہ وہ بھیجہ رد کر دیا جاوے فصل بعضے زاہد جنکی کم علمی سے شیطان نے اپنر قابو پایا ہے یہ تلبیس ڈالی کہ وہ لوگ اپنے واقعات پر عمل کرتے ہیں اور کسی فقیہ کے قول پر التفات نہیں کرتے ابن عقیل نے کہا کہ ابو اسحاق الخزاز مرد صالح تھے اور انہیں نے سب سے اول مجھے قرآن تلقین کیا۔ ان کی یہ عادت تھی کہ رمضان مین بولنا چھوڑ دیتے تھے اور جو ضرورتین ان کو لاحق ہوتین اُن مین آیات قرآنی سے خطاب کرتے چنانچہ جس سے کہنا ہوتا کہ پاس آؤ یعنی اجازت دیتے تو بجاے اس کے یہ آیت پڑھتے۔ ادخلوا علیهم الباب یعنی اے بنی اسرائیل اس قوم کفار پر دروازہ سے داخل ہو الخ اور تیسرے پہر کو اپنے بیٹے کو کہتے من بقلها وقثائها یعنی زمین کی ساگ وگکڑی سے یعنی بیٹے کو حکم دیا کہ بازار سے ساگ خرید و۔ مین نے شیخ سے عرض کیا کہ آپ اسکو عبادت سمجھتے ہیں حالانکہ یہ گناہ ہے یہ کلمہ ناپر شوار گزرا تو مین نے کہا کہ یہ قرآنمجید احکام شرعیہ بیان کرنے کے لئے اترا ہی تو اسکو دنیاوی اغراض میں استعمال نہیں کر سکتے ہیں۔ اور یہ ایسا ہے جیسے اوراق مصحف میں سدر اشنان رکھے یا اس کو تکیہ بنائے تو شیخ نے مجھی سخت سست کہا اور اس دلیل کی جانب التفات نہیں کیا مصنف نے کہا کہ زاہد کم علم کبھی عوام سے کوئی بات سنکر اسی کے موافق فتوی دیتا ہے چنانچہ مجھ سے ابو حکیم ابراہیم بن دینار الفقیہ نے بیان کیا کہ مجھ سے ایک مرد نے فتوی پوچھا کہ ایک عورت کو تین طلاق دی گئیں اس کے لڑکا ہوا تو کیا وہ عورت اپنے شوہر کو حلال ہی میں نے کہا کہ نہیں اور میرے پاس شریف الدحالی بیٹھے تھے اور یہ زاہد مشہور تھے اور عوام میں انکی بڑی قدر تھی +

فقال لی بل تحل فقلت ما قال هذا احد فقال والله لقد افتیت بهذا من هاهنا الی البصرة
قال المصنف قلت فانظر ما یصنع الجهل باهله ویضاف الیه حفظ الجاه خوفا ان یری الزاهد
بعین الجهل وقد کان السلف ینکرون علی الزاهد مع معرفته بکثیر من العلوم ان یفتی لانه
لم یجمع شروط الفتوی فکیف لو رأوا تخبیط المتزهدین الیوم فی الفتاوی بالواقعات وعن
اسماعیل بن شبه قال دخلت علی احمد بن حنبل وقد قدم احمد بن حرب من مکة فقال لی
احمد من هذا الخراسانی الذی قدم قلت من زهده کذا وکذا ومن ورعه کذا وکذا فقال لا ینبغی
لمن یلد ما یدعیه ان یدخل نفسه فی الفتیا فصل ومن تلبیسه علی الزهاد احتقارهم العلماء
وذمهم ایاهم فهم یقولون المقصود العمل ولا یفهمون ان العلم نور القلب ولو عرفوا مرتبة العلماء فی حفظ
الشریعة وانها مرتبة الانبیاء لعدوا انفسهم کالبکم عند الفصحاء والعمی عند البصراء والعلماء ادلة الطریق
الخلق وراثهم وسلیوهم ولا عیش وحدا وفی الصحیحین من حدیث سهل بن سعد ان النبی صلی الله علیه وسلم قال لعلی
علیه السلام والله لئن یهدی الله بک رجلا واحدا خیر لک من حمر النعم

شبہ

ترجمہ تو کہا کہ نہیں بلکہ وہ حلال ہے تو مین نے کہا کہ یہ حکم کسی عالم نے نہیں دیا تو کہا کہ واللہ مین نے یہان سے بصرہ تک یہی فتوی دیا ہی۔ مصنفؒ نے کہا کہ بھائیو دیکھو جاہلوں کے ساتھہ جہالت کیا کرتی ہے اور زاہد مین جہالت کے ساتھہ اپنے مرتبہ کی حفاظت مجاتی ہے یعنی سکو جہالت کی نظر سے دیکھا جاوے اور سلف کا طریقہ یہ تہا کہ زاہد کو باوجود معرفت کثیر سی علوم مین فتوی دینے سے روکتے اور انکار کرتے تھے کیونکہ اسمین فتوی دینے کی شروط جمع نہین ہین پھر بہلا اگر ہمارے زمانہ کے زاہدون کی خبگی دیکھتے کہ واقعات مین کیسے فتوی دیتے ہین تو کس طرح سخت انکار کرتے اسمٰعیل بن شبہ نے کہا کہ مین احمد بن حنبل کے پاس گیا ان دنون احمد بن حرب مکہ سے آئے تھے تو امام نے مجھہ سے پوچھا کہ یہ خراسانی کون شخص ہی جو فی الحال وارد ہوا ہے مین نے کہا کہ زہد مین ایسا ایسا ہی اور تقوی مین ایسا ایسا ہے تو فرمایا کہ اسکو فتوی دینے مین داخل نہونا چاہیئے۔ باوجود ان صفات کے جبکو اپنے نفس کیواسطے مدعی ہو **فصل** ابلیس کی تلبیس ان جاہل زاہدون پر یہ بھی ہی کہ عالمون کی حقارت مذمت کرتے ہین اور کہتے ہین کہ علم کا مقصود یہی تہا کہ عمل کریں اور یہ نہیں سمجھتے کہ علم تو قلب کا نور ہی اور اگر یہ جہال زاہد عالمونکا مرتبہ جانتے کہ کیونکر اللہ تعالے نے اپنی ذات سے شریعت کی حفاظت فرمائی ہی اور یہ انبیاء علیہم السلام کا مرتبہ ہی تو یہ زہاد ان کے سامنے اپنے آپ کو ایسا سمجھتے جیسے فصحاء کے سامنے گونگا اور جیسے آنکھون والون کے سامنے اندہا ہوتا ہی۔ اور علماء راہ کے دلیل ہین اور سب خلق ان کے پیچھے اور دانا آدمی اکیلا نہین چلتا ہے۔ **صحیحین** مین سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سی روایت ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ واللہ اگر تیری ذات سے اللہ تعالے ایک شخص کو ہدایت کرے تو تیرے واسطے سرخ اونٹون کے گلہ سے بہتر ہے۔

فصل ومما یعیبون به العلماء تقبیح العلماء فی بعض المباحات التی یتقوّون بها علی دراسة العلم وکذلک یعیبون جامع المال وهو مما یعین العالم علی العلم وغایته الامران غیره اولی منه افیحسن بمن صلی ان یعیب من ادی الفرض قام وعن ابی عبید الله الخواص وکان من علیه اصحاب حاتم الاصم قال دخلنا مع حاتم البلخ الی الری وسبعة ثلثمائة وعشرون رجلا یریدالحج علیهم الصوف والزرمانقات لیس فیهم من معه جراب ولا طعام فنزلنا علی رجل من التجار متنسك فضافنا تلك اللیلة فلما کان من الغد قال حاتم یا ابا عبد الرحمن الك حاجة فانی اریدان اعوّ فقیها لنا هو علیل فقال حاتم ان کان لك فقیه علیل فیحیاة الفقیه ما فضل کبیر والنظر الی الفقیه عبادة وانا اجیء معك وکان العلیل محمد بن مقاتل قاضی الری فقال له مرحبا یا عبد الرحمن فجاؤا الی باب داره فاذا البواب فبقی حاتم متفکرا یقول باب دار عالم علی هذه الحال ثم اذن لهم فدخلوا فاذا بدار قوراء وآلة حسنة وبزة وفرش وستور فبقی حاتم متفکرا ینظر حتی دخلوا الی المجلس الذی فیه محمد بن مقاتل واذا بفراش حسن وطئ وهو علیه راقد وعند راسه مذبة وناس وقوف فقعد الرازی وبقی حاتم قائما فاومی الیه محمد بن مقاتل بیده اجلس

ترجمہ فصل ۔ جن امور سے یہ لوگ علماء کو عیب لگاتے ہیں ۔ ایک یہ کہ علماء بعض مباحات کو استعمال کرتے ہیں جن کے ذریعہ سے قوت حاصل کریں تاکہ درس کا کام پورا کریں اور اسی طرح بعض علماء پر مال جمع کرنے کا عیب لگاتے ہیں اور اگر یہ لوگ مباح کے معنی سمجھتے تو نہیں بدنام ہو جاتا کہ ہر شخص کی مذمت نہیں ہو سکتی ہے ۔ انتہا درجہ یہ ہے کہ جمع نہ کرنے والا جامع مال سے بہتر ہو ۔ پھر کیا جس نے نماز فرض ادا کی اور سو رہا تو اسکو وہ شخص عیب لگائے جو نماز پڑھتا رہا ۔ یہ تو بہتر نہیں ہے ابو عبد اللہ الخواص نے کہا کہ ہمارے یہاں حاتم الاصم گزرے ہم انکے ساتھ معہ ان کے تین سو بیس (۳۲۰) مرید وں کے ری میں داخل ہوئے ۔ سب حج کا قصد کرتے تھے اور وہ صوف کے کپڑے اور صوف کے جبے پہنے تھے نہ ہمارے پاس کوئی توشہ تھا نہ کھانا ہم لوگ ایک سوداگر کے پاس اترے اس نے رات کو ہماری مہمانی کی دوسرے روز اس نے اسے کہا کہ اے ابو عبد الرحمن آپکو کچھ ضرورت تو نہیں میں چاہتا ہوں کہ ہمارے یہاں ہمارا فقیہ بیمار ہے اسکی عیادت کرو ۔ حاتم نے کہا کہ اگر تیرا فقیہ بیمار ہے تو فقیہ کی عیادت کی بڑی فضیلت ہے اور اسکا دیکھنا عبادت ہے اور میں تمہارے ساتھ چلتا ہوں اور بیمار محمد بن مقاتل ری کا قاضی تھا ۔ پس یہ سب لوگ قاضی کے دروازے پر آئے دیکھا تو دربان موجود ہے تو حاتم اصم رح متفکر ہو گئے کہ عالم کے دروازے پر یہ حال ہے پھر قاضی نے انکو اجازت دی تو داخل ہو کر کیا دیکھتے ہیں کہ مکان چمکتا ہوا اور اسباب خوب موجود ہے اور کپڑے عمدہ و فرش فروش دیبا ہیں حاتم اصم متفکر ہو کر دیکھنے لگے جب اس مجلس میں داخل ہوئے جہاں محمد بن مقاتل تھے تو دیکھا کہ عمدہ بچھونا ہے اسپر لیٹے ہیں اور سرہانے مورچل ہے اور لوگ کھڑے ہیں پر سوداگر رازی بیٹھ گئے اور حاتم کھڑے رہے تو محمد بن مقاتل نے انکو اتنا سا اشارہ کیا کہ بیٹھ جاؤ

فقال حاتم لا اجلس قال مسئلة اسئلك عنها قال فسلني قال حاتم قم فاستوجا لساحتي اسئلك فامر غلمانه فاسندوا فقال حاتم علمك هذا من اين جئت به فقال حدثني الثقات عن الثقات من الائمة قال عمن اخذوه قال عن التابعين فقال والتابعون عمن اخذوه قال عن اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم قال واصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم عمن اخذوه قال عن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال ورسول الله صلى الله عليه وسلم من اين جاءبه قال عن جبريل عليه السلام عن الله عزوجل قال حاتم ففيم اداه جبرئيل عن الله عزوجل الى النبي صلى الله عليه وسلم واداه النبي صلى الله عليه وسلم الى اصحابه واداه اصحابه الى تابعيهم واداه التابعون الى الائمة واداه الائمة الى الثقات واداه الثقات اليك هل سمعت في هذا العلم من كانت هذه الدار في الدنيا احسن وفراشه ابين وزينته اكرم له المنزلة عند الله عزوجل اكثر قال لا قال فكيف سمعت قال سمعت من زهد في الدنيا ورغب في الآخرة واحب المساكين وقدم الآخرة كان عند الله عزوجل له المنزلة اكثر واليه اقرب قال حاتم وانت بمن اقتديت بالنبي صلى الله عليه وسلم واصحابه والتابعين ومن بعدهم والصالحين على اثرهم او بفرعون ونمرود اول من بنى بالجص والآجر باعلماء السوء الجاهل المتكالب على الدنيا الراغب فيها

ترجمہ تو حاتم نے کہا۔ کہ میں نہیں بیٹھونگا مجھے ایک مسئلہ پوچھنا ہے۔ قاضی نے کہا کہ پوچھو۔ حاتم نے کہا کہ اٹھکر سیدھے بیٹھو۔ تو پوچھوں۔ پس ابن مقاتل نے اپنے غلاموں کو حکم دیا۔ انہوں نے تکیہ لگاکر ان کو بٹھایا۔ حاتم اصم نے کہا کہ اپنا یہ علم تم کس سے لائے ہو۔ کہا کہ ہم کو ثقہ مشائخ نے ثقہ اماموں سے پہونچایا ہے۔ کہا کہ انہوں نے کس سے لیا ہے کہا کہ تابعین سے پوچھا کہ تابعین نے کس سے لیا ہے کہا کہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ اصحاب نے کس سے لیا ہے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسکو کہاں سے لائے۔ کہا کہ جبرئیل علیہ السلام سے لیا ہے جنہوں نے اللہ تعالےٰ سے اصل لیا ہے حاتم اصم نے کہا کہ پھر تم نے اس علم میں جو اللہ تعالیٰ سے جبرئیل نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہونچایا اور حضرت نے تابعین کو اور تابعین نے آئمہ کو اور آئمہ نے ثقات کو اور ثقات نے تم کو پہونچایا ہے۔ یہ پایا کہ دنیا میں جس کا گھر سب سے بہتر اور بچھونا نرم اور زینت زیادہ ہو تو اس کی منزلت اللہ تعالیٰ کے نزدیک بڑی ہے قاضی نے کہا کہ نہیں۔ پوچھا کہ پھر تم نے کیونکر سنا ہے۔ کہا کہ میں نے سنا کہ جو دنیا میں زاہد ہوا۔ اور آخرت میں راغب ہوا۔ اور مساکین کو پسند کیا اور اپنی آخرت کا سامان بھیجا تو اللہ تعالےٰ کے نزدیک اسکی منزلت زیادہ اور قرب زیادہ ہوگا۔ حاتم نے کہا۔ کہ پھر تم نے کس کی اقتدار کی۔ کیا نبی صلے اللہ علیہ وسلم و اصحاب و تابعین و مابعد صالحین کی اقتدار کی یا کہ فرعون و نمرود کی اقتدار کی جس نے سب سے پہلے گچ اور اینٹ سے عمارت بنوائی ہے۔ اے برے عالمو۔ تمہارے سبب سے جاہل جو دنیا پر بسنے والے ہیں گر پڑتا ہے ✦

یقول هذا العالم علی هذه الحالة الا اکون انا قال فخرج من عنده وازداد محمد بن مقاتل مرضا وبلغ اهل الری ما جری بین حاتم وابن مقاتل فقالوا لحاتم ان محمد بن عبید الطنافسی بقزوین اکثر شیئا من هذا فصار الیه فدخل عنده الخلق جمة فقال له رحمك الله انا رجل اعجمی جئتك لتعلمنی مبدأ دینی ومفتاح صلاتی کیف اتوضأ للصلوٰة فقال نعم وکرامة یا غلام ائتنا بماء فجاء بانآء فیه ماء فقعد محمد بن عبید فتوضأ ثلثا ثم قال له هکذا افتوضأ قال حاتم مکانك رحمك الله حتی توضأ بین یدیك لیکونا وکد لما ارید فقام الطنافسی وقعد حاتم مکانه فتوضا وغسل وجهه ثلثا حتی اذا بلغ الذراع غسل اربعا فقال الطنافسی قال حاتم فما ذا اسرفت قال غسلت ذراعك اربعا قال یا سبحان الله انا فی کف واحد اسرفت وانت فی جمیع هذا الذی اراه کله لم تسرف فعلم الطنافسی انه ارادبذلك فدخل البیت ولم یخرج الی الناس اربعین یوما وخرج حاتم الی الحجاز فلما صار الی المدینة احب ان یخصم علماء المدینة فلما دخل المدینة قال فاین قصر رسول الله صلی الله علیه وسلم حتی اذهب الیه فصلی فیه رکعتین قالوا ما کان لرسول الله قصرا نما کان له بیت کاط

ترجمہ یہ کہے گا کہ جب یہ عالم اس طرح پر ہے۔ تو میں کیون نہ جاؤں۔ اور حاتم وہاں سے نکل آئے اور محمد بن مقاتل کا مرض زیادہ بڑھ گیا۔ اور رے کے لوگون نے یہ ماجرا حاتم وابن مقاتل کے درمیان واقع ہوا تھا۔ سب سنا تو حاتم سے کہا کہ قزوین مین محمد بن عبید الطنافسی کا محل و دولت وسامان اس سے بھی زیادہ ہے۔ تو حاتم روانہ ہوکر محمد بن عبید کے پاس پہونچے ان کے پاس ایک جماعت کثیر موجود تھی جسکو حدیث سناتے تھے اُنسے کہا کہ خدا تم پر رحم کرے مین ایک شخص عجمی ہوں اس لئے آیا ہوں کہ آپ مجھ سیری نماز کی کنجی اور مبدأ دین سکھلا دیجے کہ وضو کیونکر کرتے ہیں محمد بن عبید نے کہا کہ بہت تکریم وخوشی کیساتھ سکھلاؤنگا اے غلام برتن مین پانی لاؤ۔ پس وہ لایا تو محمد بن عبید نے تین بار وضو کرکے فرمایا۔ کہ اسی طرح وضو کیا کرو۔ حاتم نے کہا۔ کہ ذرا ٹھہر جائیے اللہ تعالیٰ آپ پر رحم کرے تاکہ میں آپ کے سامنے وضو کرلوں۔ تاکہ خود مستحکم ہو جائے پس محمد بن عبید کھڑے ہو گئے اور حاتم نے وضو کرنا شروع کیا۔ اور تین بار مُنہ دھویا جب ہاتھون کی باری آئی تو چار مرتبہ ہاتھ دھویا۔ طنافسی نے کہا کہ تم نے اسراف کیا۔ حاتم نے کہا کہ کس چیز میں اسراف کیا۔ کہا کہ تم نے ہاتھ چار مرتبہ دھویا تو حاتم نے کہا ای سبحان اللہ مین فقط ایک ہاتھ میں اسراف کا ملزم ہوا اور آپ اس تمام سامان مین جو دیکھ رہا ہون کچھ سرف نہ ہوئے طنافسی رحم نے جانا کہ اس شخص نے اسی کے واسطے میرا قصد کیا تھا۔ پس وہ گھر چلے گئے۔ اور چالیس روز تک لوگوں کے پاس نہ نکلے۔ حاتم وہان سے حجاز کو گئے۔ جب مدینہ پہونچے تو جانا۔ کہ وہان کے علماء کو بھی قائل کرین۔ پس جب مدینہ میں داخل ہوئے۔ تو پوچھا۔ کہ حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا محل کہان ہے تاکہ میں وہاں جاکر دو رکعت نماز پڑھون لوگون نے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا محل نہ تھا بلکہ آپ کے واسطے ایک کچی کوٹھری تھی ✦

قال فاين قصر اهله وقصور اصحابه وازواجه قالوا ما كان لهم قصور انما كانت لهم بيوت لاطية قال حاتم يا قوم فهذه مدينة فرعون قال فلم يجبوه وذهبوا به الى الوالى فقالوا هذا العجمى يقول هذه مدينة فرعون فقال الوالى لم قلت ذلك قال حاتم لا تعجل على ايها الامير انا رجل غريب دخلت هذه المدينة فسألت اى مدينة هى قالوا مدينة رسول الله صلى الله عليه وسلم فقلت واين قصر رسول الله صلى الله عليه وسلم وقصور اصحابه قالوا انما كانت لهم بيوت لاطية وسمعت الله عز وجل يقول لقد كان لكم فى رسول الله اسوة حسنة فانتم من تأسيتم برسول الله صلى الله عليه وسلم او بفرعون قال المصنف قلت لويل للعالم من الزاهد الجاهل الذى يقتنع بعلمه فيترك الفضل فرضا فان الذى انكره مباح والمباح مثاب فيه والشرع لا يأذن فى شئ ثم يعاتب عليه فما اقبح الجهل ولو انه قال لهم لو قصرتم مما انتم فيه ليقتدى الناس بكم كان اقرب حاله ولو سمع هذا يا بن عبد الرحمن بن عوف والزبير وابن مسعود وفلانا وفلانا من الصحابة خلفوا مالا عظيما اتراه ماذا كان يقول وقد اشترى تميم الدارى حلة بالف درهم وكان يقوم فيها الليل ففرض الزاهد التعلم من العلماء فاذا لم يتعلم فليسكت

ترجمہ حاتم نے کہا کہ پھر آپ کے خاندان اور اصحاب وازواج کے محل کہان ہیں تو لوگون نے کہا کہ ان کے محل نہ تھے بلکہ ان کے مکانات کچے تھے تو حاتم نے کہا کہ اے لوگو پھر یہ شہر فرعون ہے یہ کلمہ سنکر لوگون نے حاتم کو گالیان دین اور پکڑ کر حاکم کے پاس لے گئے اور بیان کیا کہ یہ عجمی کہتا ہے کہ یہ شہر فرعون ہے حاکم نے کہا کہ تو نے ایسا کلمہ کیون کہا حاتم نے کہا کہ اے امیر جلدی نہ فرمائیے مین ایک پردیسی ہون جب اس شہر مین داخل ہوا تو مین نے پوچھا کہ یہ کون شہر ہے جواب ملا کہ شہر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے تو مینے کہا کہ محل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہان ہے اور آپ کے اصحاب کے محلات کہان ہین تو لوگون نے کہا کہ ان بزرگون کے محلات نہ تھے بلکہ کچے گھر تھے اور مین نے قرآن مجید مین سنا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہی لقد کان لکم الخ یعنی رسول اللہ کی پیروی مین تمہاری بہتری ہے اب تم لوگ مجھی بتلاؤ کہ تم نے کس کی پیروی کی ہے آیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و آپ کے اصحاب کی پیروی کی یا کہ فرعون کی پیروی کی مصنف نے کہا کہ جاہل زاہد سے علماء کے حق مین افسوس ہے کہ جاہل مذکور اپنے علم پر بھروسا کرکے فضیلت کو بھی فرض سمجھتا ہی کیونکہ حاتم نے جن امور کا اول سے آخر تک انکار کیا وہ مباح ہین اور مباح مین شرع نے اجازت دی ہے اور جس چیز کی اجازت دی اسمین عتاب وعذاب نہین فرمایا جائیگا اب غور کرو کہ جہالت کیسی قبیح چیز ہے ہان اگر حاتم ان علماء سے اسقدر کہتے کہ یار وجس حالت میں تم لوگ پڑے ہو اگر اسمین کمی کرتے تاکہ عوام الناس تمہاری اقتدا کرتے تو یہ کلام مناسب تھا اور دیکھو اگر یہ زاہد سنتا کہ عبد الرحمن بن عوف و زبیر و ابن مسعود و فلان فلان صحابہ نے اموال عظیمہ چھوڑے تو بھلا تمہاری رائے مین یہ زاہد کیا کہتا اور تمیم الداری رضی اللہ عنہ نے ہزار درم کو ایک حلہ خریدا تھا اسکو پہنکر رات مین نماز پڑہنے کھڑے ہوتے تھے بالجملہ زاہد پر فرض یہ ہی کہ عالمونسے علم سیکھے اور اگر نہ سیکھے تو خاموش ہو رہے

وعن مالك بن دينار يقول ان الشيطان ليلعب بالقراء كما يلعب الصبيان بالجوز وعن مجيب الفارسي يقول والله ان الشيطان ليلعب بالقراء كما يلعب الصبيان بالجوز قال المصنف قلت المراد بالقراء الزهاد وهذا اسم قديم لهم معروف الباب العاشر في ذكر تلبيس ابليس على الصوفية قال المصنف الصوفية من جملة الزهاد وقد ذكرنا تلبيس ابليس على الزهاد الا ان الصوفية انفردوا عن الزهاد بصفات واحوال وتوسموا بسمات فاحتجنا الى افرادهم بالذكر والتصوف طريقة كان ابتداءها الزهد الكلي ثم ترخص المتسمون بها في التسامح والرقص فمال اليهم طلاب الاخرة من العوام لما يظهرونه من الزهد ومال اليهم طلاب الدنيا لما يرون عندهم من الراحة واللعب فلا بد من كشف تلبيس ابليس عليهم في طريقتهم ولا ينكشف ذلك الا بكشف اصل هذه الطريقة وفروعها وشرح امورها والله الموفق فصل قال المصنف كانت النسبة في صدر الاسلام الى رسول الله صلى الله عليه وسلم والايمان يقال مسلم ومؤمن ثم حدث اسم زاهد وعابد ثم نشأ اقوام تعلقوا بالزهد والتعبد فتخلوا من الدنيا وانقطعوا للعبادة واتخذوا في ذلك طريقة وتفردوا بها واخلاقا تخلقوا بها وراوا ان اول من انفرد به عبد الله سمجا عند بيت الحرام رجل يقال له صوفة واسمه الغوث بن مر فانتسبوا اليه

ترجمہ۔ مالک بن دینار فرمایا کرتے تھے کہ قاریوں کے ساتھ شیطان کھیل کرتا ہے جیسے لڑکے اخروٹ سے کھیلا کرتے ہیں حبیب عجمی کہا کرتے کہ شیطان قاریوں سے والہ ایسے کھیلتا ہے۔ جیسے لڑکے اخروٹ سے کھیلتے ہیں مصنفؒ نے کہا کہ قاریون سے زاہد مراد ہیں۔ اور یہ قدیم سے انکا متواتر نام معروف ہے باب دہم صوفیون پر تلبیس ابلیس کا بیان مصنفؒ نے کہا کہ صوفیہ بھی زاہدون میں سے ایک قوم ہے اور ہم نے زاہدوں پر تلبیس ابلیس کا بیان کیا ولیکن چند صفات واحوال میں صوفیہ اُن سے جدا ہیں اور اپنے واسطے کچھ نشانات وعلامات خاص کر لئے ہیں لہذا ہم انکا ذکر علیحدہ بیان کرتے ہیں تصوف ابتدا میں زہد کلیہ کا نام تھا پھر جو لوگ تصوف کیطرف منسوب ہوئے انہوں نے سماع ورقص کی اجازت دی تو عوام میں سے جو لوگ آخرت کے طالب ہوئے وہ انکی طرف جھک پڑے اسوجہ سے کہ یہ لوگ زہد ظاہر کرتے تھے اور دنیا کے طالب بھی ان کی طرف جھک پڑے کیونکہ ان کے پاس راحت وکھیل کود نظر آیا تو ضرور ہوا کہ اس قوم کے طریقہ میں جو تلبیس ابلیس نے اُنپر ڈالی ہو اسکا حال کھول دینا چاہئے اور یہ جبھی ممکن ہے کہ اس طریقہ کا اصل وفرع بیان ہو۔ اور اس کے امور کی شرح بیان کی جاوے فصل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں نسبت اسلام وایمان کی طرف ہوتی چنانچہ مسلم یا مومن کہا جاتا پھر پیچھے زمانہ میں زاہد وعابد وغیرہ نام پیدا ہوئے۔ پھر کچھ قومیں پیدا ہوئیں۔ جنہوں نے زہد وعبادت سے تعلق کرکے دنیا سے انقطاع کر لیا اور عبادت کے واسطے علیحدہ ہو گئے۔ اور اس میں ایک طریقہ بناکر متفرد نام وطریقہ سے ممتاز ہوئے۔ اور کچھ اخلاق خاص کر لئے۔ جو اُن کے سوائے دوسروں میں نہ ہوں۔ اور انہوں نے دیکھا۔ کہ بیت اللہ کے پاس خدمت کے واسطے جو شخص سب سے اول منفرد ہوا تھا اس کا لقب صوفہ تھا اور نام غوث بن مر تھا۔ پس اس کی طرف منسوب ہوئے ✦ ✦

لشابهتهم اياه في الانقطاع الى الله سبحانه فسموا بالصوفية **وعن** ابن سعيد الحافظ قال سألت وليد بن القاسم الى اى شئ نسبت الصوفي فقال كان قوم في الجاهلية يقال لهم صوفة انقطعوا الى الله عزوجل ووطنوا الكعبة فمن تشبه بهم فهم الصوفية **قال** عبد الغني فهؤلاء المعروفون بصوفة ولد الغوث بن مر اخي تميم بن مر **وعن** الزبير بن بكار قال كانت الاجازة بالحج للناس من عرفة الى الغوث بن مر بن ادّ بن طابخة ثم كانت في ولده وكان يقال لهم صوفة وكان اذا حانت الاجازة قالت العرب اجاز صوفة **قال الزبير** قال ابو عبيدة **وصوفة وصوفان** يقال لكل من ولي من البيت شيئا من غير اهله اذا قام بشئ من امر المناسك يقال لهم صوفة وصوفان **وعن** ابن السائب الكلبي قال انما سمي الغوث بن مر صوفة لانه كان لا يعيش له ولد فنذرت لئن عاش لتعلقن برأسه صوفة ولتجعلنه ربيط الكعبة ففعلت فقيل صوفة ولولده من بعده **وعن** عقال بن شبة عبد الله قال قلت لام تميم بن مر ولدت نسوة فقالت لله علي ان ولدت غلاما لاهدينه للبيت فولدت الغوث بن مر فلما ربطته عند البيت اصابه الحر فمرت به وقد سقط واستر

ترجمہ کیونکہ اللہ تعالےٰ کی طرف انقطاع مین اُس کے ساتھ مشابہ ہوئے تو اپنا نام صوفیہ رکھا۔ **ابو سعید** الحافظ رحمۃ نے کہا۔ کہ مین نے ولید بن القاسم سے پوچھا کہ یہ صوفی کیا نسبت ہے۔ تو اُنھوں نے فرمایا کہ زمانہ جاہلیت مین ایک قوم تھی جن کو صوفہ کہتے تھے وہ لوگ اللہ تعم کے واسطے الگ ہو گئے تھے۔ اور کعبہ مین وطن کر لیا تھا تو جو کوئی اُن سے مشابہ ہوا وہ صوفیہ ہے **عبد الغنی** نے کہا کہ ایسے لوگ معروف بصوفہ یعنی صوفہ کی طرف منسوب ہین جو تمیم بن مر کے بھائی غوث بن مر کا فرزند تھا۔ **زبیر بن بکار** نے کہا کہ عرفہ سے لوگون کو حج کی اجازت دینا غوث بن مر اور ابن طابخہ کے حوالے تھی پھر اُس کے فرزند مین رہی اُس کو لوگ صوفہ کہتے تھے اور جب اجازت کا وقت آتا تو عرب کہتے کہ اے صوفہ آپنے اجازت دی۔ زبیر نے کہا کہ **ابو عبیدہ** رحمۃ نے بیان کیا کہ **صوفہ** اور **صوفان** ہر ایسے شخص کو کہتے ہین جو بیت اللہ والون کے سوائے دوسرے لوگون سے امر البیت کا متولی ہو جب کہ مناسک حج مین سے کسی چیز کا مرانجام اُس کے تعلق ہو تو اُن کو صوفہ و صوفان کہتے ہین **ابن السائب الکلبی** نے کہا کہ غوث بن مر کا نام صوفہ اس لیے ہوا کہ اُس کی ماں کا کوئی لڑکا نہین جیتا تھا۔ اُس نے نذر مانی کہ اگر جیتا رہے۔ تو اُس کے سر مین صوف باندھیگی اور اُس کو کعبہ کی خدمت سے مربوط کر دیگی یعنی ہمیشہ کعبہ کے پاس رہکر خدمت کرتا رہے گا پھر اُس نے اپنی نذر پوری کی تو اُس لڑکے کا نام صوفہ پڑ گیا۔ اور جو اُس کی اولاد ہوئی وہ بھی صوفہ کہلائی **عقال** بن شبہ نے کہا کہ تمیم بن مر کی ماں کی لڑکیان زیادہ ہوئین تو اُس نے کہا کہ مجھپر للہ نذر ہے کہ اگر لڑکا ہوا تو مین اُس کو بیت اللہ کی خدمت کے واسطے دیدون گی تو غوث پیدا ہوا اُس کی ماں نے عہد کے موافق اُسکو خانہ کعبہ کے پاس باندھ دیا جب اُس کو سخت دھوپ لگی تو گر پڑا۔ یہ عورت اُدھر آئی

فقالت ماصار ابنا لاصوفہ تسمی صوفہ وکان الحج واجازۃ الناس من عرفۃ الی منی الی مکۃ لصوفہ فلم یزالا اجازۃ
الی عقب صوفہ حتی اخذتھا عدوان فلم تزل فی عدوان حتی اخذتھا قریش فصل قال المصنف وقد
ذھب قوم الی ان التصوف منسوب الی اھل الصفۃ وانما ذھبوا الی ھذا لانھم رأوا اھل الصفۃ علی ما
ذکرنا من صفۃ صوفہ فی الانقطاع الی اللہ سبحانہ وملازمۃ الفقر فان اھل الصفۃ کانوا فقراء یفدمون
علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وما لھم اھل ولا مال فبنیت لھم صفۃ فی مسجد رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم وقیل اھل الصفۃ وعن الحسن قال بنیت صفۃ لضعفاء المسلمین فجعل المسلمون یوعلون
الیھا ما استطاعوا من خیر فکان رسول اللہ صلی اللہ علیہ یاتیھم فیقول السلام علیکم یا اھل الصفۃ
فیقولون وعلیک السلام یا رسول اللہ فیقول کیف اصبحتم فیقولون بخیر یا رسول اللہ وعن ابی ذر قال
کنت من اھل الصفۃ وکنا اذا امسینا حضرنا باب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فیامر کل رجل فینصرف برجل فیبقی من بقی
اھل الصفۃ عشرۃ او اقل فیوتی الینا صلی اللہ علیہ وسلم لعشائہ فنتعشی معہ فاذا فرغنا قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نامو فی المسجد قال المصنف قلت وھاؤلاء القوم انما قعدوا فی المسجد ضرورۃ

ترجمہ تو کہنے لگی کہ یہ صوفہ ہوگیا یعنی جیسے صوف کا ٹکڑا ہوتا ہے اس وجہ سے اس کا نام صوفہ ہوا۔ پھر صوفہ کے متعلق یہ تھا۔
کہ لوگوں کو حج کرا دے اور ان کو عرفہ سے منیٰ کی اور منیٰ سے مکہ کی اجازت دینا صوفہ کے تعلق تھا اور برابر یہ اجازت صوفہ کے
اولاد میں رہتی آئی۔ یہانتک کہ عدوان نے لے لی پھر برابر عدوان میں چلی آئی۔ یہان تک کہ اُن سے قریش نے لیلی +
فصل مصنف رح نے کہا کہ ایک قوم اُس طرف گئی ہے کہ تصوف اہل صفہ کی طرف منسوب ہے یہ اس لیے کہ انہوں نے
دیکھا کہ اہل صفہ بھی اُسی صفت پر تھے جو ہم نے صوفہ کے حال میں بیان کی کہ اللہ تعالیٰ کی طرف منقطع تھے اور ہمیشہ فقیر
رہتے کیونکہ اہل صفہ محتاج تھے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا کرتے اُن کے پاس مال تھا نہ اہل
وعیال۔ پس اُن کے لئے مسجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک صفہ بنا دیا گیا تھا حسن رح سے روایت ہے۔ کہ ضعفا
مسلمین کے لیے صفہ بنا دیا گیا تھا۔ تو مسلمانوں نے جہاں تک جس سے ہو سکتا وہاں کھانا وغیرہ پہونچایا کرتے اور رسول
اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اُن کے پاس آیا کرتے اور فرماتے کہ السلام علیکم یا اہل الصفہ۔ وہ جواب دیتے۔ کہ وعلیک
السلام یا رسول اللہ۔ پھر فرماتے۔ کہ کیف اصبحتم۔ تو وہ جواب دیتے کہ ہم نے خیریت کے ساتھ صبح کی یا رسول اللہ۔
ابو ذر رح نے کہا۔ کہ میں اہل الصفہ میں تھا۔ اور جب شام ہوتی۔ تو ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازے پر
حاضر ہوتے۔ پس آپ ہر شخص کو حکم دیتے کہ وہ ایک شخص کو اپنے ساتھ لے جاتا پھر جو لوگ اہل الصفہ میں سے دس یا کم و بیش
رہ جاتے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے عشاء کا کھانا لایا جاتا پس ہم لوگ آپ کے ساتھ کھاتے جب فارغ ہوتے تو ہم سے رسول
اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے کہ جا کر مسجد میں سو رہو **مصنف** رح نے کہا کہ ان صحابہ نے بضرورت مسجد میں قیام کیا۔

وانما اکلوا من الصدقة ضرورة فلما فتح الله علی المسلمین استغنوا عن تلک الحال وخرجوا ونسبة الصوفی الی اهل الصفة غلط لانه لو کان ذلک لقیل صفی وقد ذهب قوم الی انه من الصوفانة وهی بقلة رعناء قصیرة فنسبوا الیهم لاجتزائهم بنبات الصحراء وهذا غلط ایضا لانه لو نسب الیها لقیل صوفانی وقال آخرون هو منسوب الی صوفة القفاء وهی الشعرات النابتة فی مؤخره کان الصوفی عطف به الی الحق وصرف عن الخلق وقال آخرون بل هو منسوب الی الصوف وهذا یحتمل والاول اصح وهذا الاسم ظهر للقوم قبل سنة مائتین ولما اظهروا وائلهم تکلموا فیه وعبروا عن صفته بعبارات کثیرة وحاصلها ان التصوف عندهم ریاضة النفس ومجاهدة الطبع بردّه عن الاخلاق الرذیلة وحمله علی الاخلاق الجمیلة من لزهد والحلم والصبر والاخلاص الصدق الی غیر ذلک من الخلال الحسنة التی یکسب المدائح فی الدنیا والثواب فی الاخری وعن الجنید بن محمد قال سئل عن التصوف فقال الخروج عن کل خلق ردی والدخول فی کل خلق سنی وعن محمد بن حنیف قال رویم کل الخلق قعدوا علی الرسوم وقعدت هذه الطائفة علی الحقائق وطالب الخلق کلهم نفسهم ظواهر الشرع وطالبوهم انفسهم بحقیقة الورع ومداومة الصدق

ترجمہ اور صدقہ بضرورت کھایا۔ پھر جب اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر فتح دے کر اُن کو مستغنی کر دیا تو یہ لوگ نکل کر چلے گئے اور صوفی کی نسبت اہل الصفہ کی طرف وجوہ بالا کے لحاظ سے غلط ہے کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو صفی کہا جاتا۔ اور ایک قوم اُس طرف گئی کہ صوفی لیا گیا ہے صوفانہ سے جو ایک خوشنما خودرو سال چھوٹا چھوٹا ہوتا ہے۔ تو اُسی کی طرف منسوب کیے گئے۔ کیونکہ یہ لوگ بھی جنگل کے ساگ پات پر گذارہ اوقات اختیار کرتے ہیں اور یہ بھی غلط ہے کیونکہ اگر اُس طرف نسبت ہوتی تو صوفانی کہا جاتا اور ایک اور جماعت نے کہا کہ صوفی منسوب ہے صوفۃ القفا کی طرف وہ چند بال گدی کے آخر میں جمتے ہیں گویا صوفی اس سے حق کی طرف متوجہ اور خلق سے منہ پھیرے ہے۔ اور دیگر جماعت نے کہا کہ صوفی منسوب ہے طرف صوف کے اور یہ ہو سکتا ہے اور قول اول یعنی صوفہ کی طرف منسوب ہونا اصح ہے اور یہ نام اس قوم کے واسطے سنہ ۲۰۰ سے پہلے ظاہر ہوا۔ اور جب صوفیوں کے اول لوگوں نے تصوف ظاہر کیا تو اس کے معنی میں کلام کیا۔ اور اُس کی صفت عبارات سے کثیرہ کے ساتھ بیان کی اُس کا حاصل یہ کہ تصوف اُن کے نزدیک اُس کا نام ہے کہ نفس کو کوشش و ریاضت سے اخلاق رذیلہ سے پھیرے اور اخلاق جمیلہ مانند زہد و حلم و صبر و اخلاص و صدق وغیرہ خصائل حسنہ پر آمادہ کرے جس سے دنیا میں مدح اور آخرت میں ثواب حاصل ہوتا ہے **حسین بن محمد** سے تصوف پوچھا گیا تو فرمایا کہ ہر بُرے اخلاق سے نکل اور نیک خلق میں داخل ہونا **محمد بن حنیف** نے کہا۔ کہ رویم رحمۃ اللہ علیہ کہتے تھے کہ کل مخلوق تو رسوم پر بیٹھی ہے اور یہ گروہ صوفیہ حقایق پر بیٹھا۔ اور سب خلق نے اپنے نفس سے ظواہر شرع کی درستی چاہی اور اس گروہ نے اپنے نفس سے حقیقت تقوے و مداومت صدق چاہا۔

قال المصنف وعلى هذا كان اوائل القوم فلبس ابليس عليهم في اشياء ثم لبس على من بعدهم من تابعيهم فكلما مضى قرن زاد طبقة في القرن الثاني فزاد تلبيسه عليهم الى ان تمكن من المتاخرين غاية التمكن وكان اصل تلبيسه عليهم انه صدهم عن العلم واراهم ان المقصود العمل فلما اطفأ مصباح العلم عندهم تخبطوا في الظلمات فمنهم من اراه ان المقصود ترك الدنيا في الجملة وخصوصا ما يصلح ابدانهم وشبهوا المال بالعقارب ونسوا انه خلق للصالح وبالغوا في الحمل على النفوس حتى انه كان فيهم من لا يضطجع وهؤلاء كانت مقاصدهم حسنة غير انهم على غير الجادة وفيهم من كان لقلة علمه يعمل بما يقدم اليه من الاحاديث الموضوعة وهؤلاء لا يدري جاء اقوام فتكلموا في الجوع والفقر والوساوس والخطرات وصنفوا في ذلك مثل الحارث المحاسبي وجاء اخرون فهذبوا مذاهب التصوف واخرجوه مصفى مبرءا مما لا يختص بالملة من الرقصة والسماع والوجد والرقص والتصفيق وتميز وا بزيادة النظافة والطهارة ثم ما زال الامر ينمو والاشياء يضيف لهم اورضاعا ويتكلمون بواقعاتهم وتتفق من بعدهم من العلماء لا هل رؤيتهم فاهم فيه اوفى العلم حتى سموا بالعلم الباطن وجعلوا علم الشريعة العلم الظاهر ومنهم من خرج به الحرج الى الخلاة الفاسدة فادعى عشق الحق والهيمان فيه

ترجمہ مصنف نے کہا کہ اوائل قوم کا یہی حال تھا۔ پھر ابلیس نے ان پر چند چیزوں میں تلبیس کی پھر ان کے بعد والوں پر تلبیس کی۔ اسی طرح جب کوئی زمانہ گزرا تو دوسرے زمانہ والوں پر ابلیس کی طمع بڑھی اور اس نے تلبیس زیادہ کی یہانتک کہ متاخرین میں اس نے پورا قابو حاصل کر لیا۔ اور اصل تلبیس یہ کہ ان کو علم سے روکا اور یہ دکھلایا کہ عمل اصلی مقصود ہے تو جب علم کا چراغ گل ہوا تو اندھیرے میں ٹاپک ٹوئیاں مارنے لگے بعض صوفیہ وہ ہیں۔ جن کو شیطان نے یہ بات دکھلادی کہ مقصود اصلی دنیا کو بالکلی ترک کر دینا ہے لہذا انہوں نے بدن کی اصلاح کرنے والی چیزیں چھوڑ دیں اور مال کو مار و کژدم سے تشبیہ دی۔ اور یہ نہ یاد رکھا کہ مال مصلحتوں کے لئے پیدا کیا گیا ہے اور اپنے نفسوں پر بار ڈالنے اور حملہ کرنے میں مبالغہ کیا حتے کہ بعض ایسے ہیں جو لیٹتے نہیں ان لوگوں کے مقاصد واقعی اچھے تھے مگر افسوس کہ طریق شرع کے خلاف ہیں بعض صوفیہ بوجہ کم علمی کے جو موضوع حدیثیں ان کو ملتی ہیں انہیں پر عمل کرتے ہیں اور کچھ خبر نہیں رکھتے ایک قوم ان کے لئے ایسی نکل آئی جنہوں نے ان کے واسطے فقر و فاقہ و وساوس و خطرات کے بارے میں کلام کیا۔ اور کتابیں تصنیف کیں مثلاً حارث محاسبی پھر کچھ لوگ ایسے آئے کہ انہوں نے مذہب تصوف کو ترتیب دی اور اس مذہب کو خاص صفات کے ساتھ ممتاز کیا مثلاً رقص اور سماع اور وجد اور رقص اور تالیاں بجانا وغیرہ اور طہارت و نظافت کی زیادتی سو تمیز بھی بعد ازاں اس امر میں ترقی ہوتی رہی اور شیخ لوگ ان کے لیے نئے طریقے ایجاد کرتے رہے اور اپنے واقعات سے گفتگو کرتے رہے کچھ اسوجہ سے نہیں کہ علماء سے دور رہے بلکہ اپنی حالت کو دیکھکر سمجھ بیٹھے کہ یہی پورا پورا مقام ہے یہانتک کہ اسکا نام علم باطن رکھا اور علم شریعت کو علم ظاہر گردانا بعض صوفیہ میں جو بہت بھوکا رہنے کی وجہ سے خیالات فاسدہ میں پڑ گئے اور اس حالت کو سمجھے کہ عشق الٰہی میں محو و مستغرق ہیں

فكانهم تخايلوا شخصا مستحسن الصورة فهاموا به هؤلاء بين الكفر والبدعة ثم تشعبت باقوام منهم الطرق
فضلت عقائدهم فمنهم من قال بالحلول ومنهم من قال بالايجاد ومازال الملبس يخبطهم يفنون البدع حتى
جعلوا لانفسهم سننا وجاء ابو عبد الرحمن السلمي فصنف لهم كتاب السنن وجمع لهم حقائق التفسير فذكر عنهم فيه
العجب من تفسيرهم القران بما يقع لهم من غير اسناد ذلك الى اصل من اصول العلم وانما حملوه على مذاهبهم فالعجب من
ورعهم في الطعام وانبساطهم في القران وعن محمد بن يوسف القطان النيسابوري قال كان ابو عبد الرحمن السلمي
غير ثقة ولم يكن سمع من الاصم الا شيأ يسيرا فلما مات الحاكم ابو عبد الله بن البيع حدث عن الاصم بتاريخ
يحيى بن معين باشياء كثيرة سواه وكان يضع للصوفية الاحاديث قال المصنف قلت وصنف لهم ابو نصر السراج
كتابا سماه لمع الصوفية ذكر فيه من الاعتقاد القبيح والكلام المرذول ستذكره جملة انشاء الله وصنف لهم
ابو طالب المكي قوت القلوب فذكر فيه الاحاديث الباطلة ومالا يستند فيه الى اصل
من صلوات الايام والليالي وغير ذلك من الموضوع وذكر في الاعتقاد
الفاسد وفيه قوله قال بعض المكاشفين وهذا كلام فارغ

ترجمہ معلوم ایسا ہوتا ہے کہ ان لوگون نے ایک اچھی صورت کے شخص کا خیال باندھا اُسی مین محو ہو گئے یہ لوگ کفر و بدعت کے
درمیان ہین۔ پھر ان لوگون۔ سے چند اقوام نے کچھ طریقے نکالے لہذا ان کے عقائد مین فساد آگیا بعض حلول کے قائل ہوئے
بعض الحاد مین پڑ گئے اسی طرح شیطان اُن کو انواع انواع بدعتون سے بہکاتا رہا یہانتک کہ اُنہون نے اپنے لئے نئی سنتین قرار دین
ابو عبد الرحمن سلمی نے آکر اُن کے لئے کتاب السنن تصنیف کی اور تفسیر کے حقائق جمع کئے اور صوفیہ نے جو قرآن کی عجیب عجیب
تفسیرون اسناد کے بیان کی ہے۔ اُس کا تذکرہ کیا۔ اور جو کچھ وہ اپنے واقعہ مین دیکھتے۔ جس کو علم کے اصول مین سے کسی اصل
کی طرف مسند نہین کرتے اُس کا بیان کیا اور صرف اُس کو اپنے مذہب پر محمول کیا تعجب تو یہ ہے کہ یہ لوگ کھانے پینے مین
ورع اختیار کرتے ہین۔ اور قرآن مین بے تکلف جو چاہتے ہین کہ گذرتے ہین محمد بن یوسف قطان نیشاپوری نے کہا
کہ ابو عبد الرحمن سلمی ثقہ نہین۔ اور اصم سے اُن کا سماع کچھ ہو ہین تھوڑا سا ثابت ہے جب حاکم ابو عبد اللہ بن البیع انتقال
کر گئے تو ابو عبد الرحمن نے اصم سے تاریخ یحیی بن معین مین بہت سے اشیاء بیہودہ روایت کین اور صوفیہ کے لئے حدیثین بنایا
کرتے تھے مصنف نے کہا صوفیہ کے لئے ابو نصر سراج نے ایک کتاب تصنیف کی جس کا نام لمع الصوفیہ رکھا۔
اُس مین عجیب بُرے عقیدے بیان کئے۔ اور مہمل گفتگو کی جس کا کسی قدر بیان ہم آگے چل کر انشاء اللہ کرین گے
اور ابو طالب مکی نے قوت القلوب تصنیف کی جس مین باطل حدیثین بغیر کسی اصل کی طرف اسناد کئے لکھی
ہین مثلاً رات اور دن مین نمازین بڑھنا وغیرہ جو بالکل موضوع ہین اور بہت فاسد عقائد اُس مین بیان کئے اور اس
قول کو بار بار لکھا ہے قال بعض المکاشفین یعنی بعض اہل کشف نے ایسا کہا ہے حالانکہ یہ تو محض خیالی بات ہے

وذکر فیہ عن بعض الصوفیۃ ان اللہ تعالیٰ یتجلی فی الدنیا لاولیائہ **وعن محمد بن علی بن العلاء** قال حضل ابو طالب المکی الی البصرۃ بعد وفاۃ ابی الحسن بن سالم فاتی الی مقالتہ وقد بغداد فاجتمع الناس علیہ فی مجلس لوعظ فخلط فی کلامہ فحفظ عنہ انہ قال لابس علی المخلوق اضر من الخالق فدع الناس وھجروہ وامتنع من الکلام علی الناس بعد ذلک **قال الخطیب** وصنف ابو طالب المکی کتابا سماہ قوت القلوب علی لسان الصوفیۃ وذکر فیہ اشیاء منکرۃ مستبشعۃ فی الصفات **قال المصنف** قلت وجاء ابو نعیم الاصبہانی فصنف لھم کتاب الحلیۃ وذکر فی حد التصوف اشیاء قبیحۃ ولم یستحی ان یذکر فی الصوفیۃ ابا بکر وعمر وعثمان وعلیا وسادات الصحابۃ وشریحا القاضی والحسن البصری وسفیان الثوری واحمد بن حنبل وکذلک ذکر السلمی فی طبقات الصوفیۃ الفضیل وابراھیم بن ادھم ومعروف الکرخی وجعلھم من الصوفیۃ فان اشار الی انھم من الزھاد فالتصوف مذھب معروف یزید علی الزھد یدل علی الفرق بینھما ان الزھد لم یذمہ احد وقد موا التصوف علی ما بینا ذکرہ وصنف لھم عبد الکریم بن ھوازن القشیری کتاب الرسالۃ فذکر فیھا العجائب من الکلام فی الفناء والبقاء والقبض البسط والوقت الحال الوجد الوجود الجمع والتفرقۃ والصحو والسکر والذوق والشرب والمحو والاثبات والتجلی و

ترجمہ اس کتاب مین بعض صوفیہ سے نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے اولیا کو دنیا مین اپنا جلوہ دکھاتا ہے **محمد بن علی** خلاف نے کہا کہ ابو طالب مکی بعد وفات ابو الحسن بن سالم کے بصرہ مین گئے جینے یہی اُن کے مقولے سُنے بعد ازان بغداد آئے اُن کے وعظ مین لوگ جمع ہوے انہون نے اپنے کلام مین تخلیط کی لوگون نے اُن کا یہ قول یاد رکھا کہ مخلوق کے حق مین خالق سے زیادہ کوئی ضرر رسان نہین یہ مقولہ سنکر سب آدمیون نے اُن کو چھوڑ دیا۔ اور بدحتی بنایا بعد اس کے وہ لوگون کے سامنے وعظ کہنے سے باز رہے **خطیب** نے کہا کتاب قوت القلوب صوفیہ کی زبان پر لکھی اور اس مین صفات الٰہی کی نسبت ناگوار اور منکر باتین بیان کین **مصنف** نے کہا کہ ابو نعیم اصفہانی نے صوفیہ کے لئے کتاب الحلیہ تصنیف کی اور حد تصوف مین اشیاے قبیحہ کا ذکر کیا۔ اور اس بات سے ذرا شرم نہ آئی کہ صوفیہ مین حضرت ابو بکر و عمر و عثمان و علی اور بڑے بڑے صحابہ اور قاضی شریح و حسن بصری و سفیان ثوری و احمد بن حنبل کا تذکرہ کیا اسی طرح سلمی نے طبقات صوفیہ مین فضیل و ابراہیم بن ادہم و معروف کرخی کو بیان کیا اور ان کو صوفی قرار دیا اگر ان بزرگون کو صوفی گردانے سے سلمی کی مراد یہ ہے۔ کہ یہ لوگ اہل زہد تھے تو تصوف ایک مشہور مذہب ہے۔ جس مین زہد سے زیادتی پائی جاتی ہے۔ اور زہد و تصوف مین فرق ہونے کی دلیل یہ ہے۔ کہ زہد کی مذمت کسی نے نہین کی اور تصوف کو سب نے برا کہا ہے چنانچہ آگے ذکر آئے گا **عبد الکریم بن ہوازن قشیری** نے صوفیہ کے لئے کتاب الرسالہ لکھی جس مین عجیب عجیب باتین بیان کین فنا و بقا و قبض و بسط و وقت و حال و وجد و وجود و جمع و تفرقہ و صحو و سکر و ذوق و شوق و محو و اثبات و تجلی و

المحاضرة والمكاشفة واللوائح والطوالع واللوامع والتلوين والتمكين والشريعة والحقيقة وغير ذلك من التخليط الذي ليس بشئ وتفسيرا عجب منه جاء محمد بن طاهر المقدسي وصنف لهم صفوة التصوف فذكر فيه اشياء يستحيي العاقل من ذكرها سنذكر منها ما يصلح ذكره في مواضعه انشاء الله وكان شيخنا ابو الفضل بن ناصر الحافظ يقول كان ابن طاهر يذهب مذهب الاباحة قال وقد صنف كتابا في جواز النظر الى المرد اورد فيه حكاية عن يحيى بن معين رايت جارية بمصر سليحة صلى الله عليها فقيل له تصلي عليها فقال اصلي الله عليها وعلى كل مليح قال شيخنا ابن ناصر وليس ابن طاهر ممن يحتج به وجاء ابو حامد الغزالي فصنف كتاب الاحياء على طريق القوم وملأه بالاحاديث الباطلة وهو لا يعلم بطلانها وتكلم في علم المكاشفة وخرج عن قانون الفقه قال ان المراد بالكوكب والشمس والقمر اللواتي رأهن ابراهيم انوارهي تحجب الله عز وجل ولم يرد هذه المعروفة وهذا من جنس كلام الباطنية وقال في كتابه المفصح بالاحوال ان الصوفية في يقظتهم يشاهدون الملائكة وارواح الانبياء ويسمعون منهم اصواتا ويقتبسون منهم فوائد ثم يترقى الحال من مشاهدة الصور الى درجات يضيق عنها نطاق النطق وقال المصنف وكان السبب في تصنيف هؤلاء مشاهدة الاشياء قلة علمهم بالسنن

ترجمہ محاضرہ ومکاشفہ ولوائح وطوالع ولوامع تلوین وتمکین وشریعت وحقیقت وغیرہ جن کے ہم کہ جس کی کچھ حقیقت نہیں اور سراسر تخلیط ہے۔ پھر ان کی تفسیر جو اس شخص نے کی وہ زیادہ عجیب چیز ہے **محمد بن طاہر مقدسی** نے صفوۃ التصوف تصنیف کی اس میں ایسی چیزیں بیان کیں۔ جن کے ذکر کرنے سے اہل عقل کو حیا آتی ہے۔ ہم ان میں سے جو کچھ ذکر کرنے کے قابل ہے موقع موقع پر انشاء اللہ بیان کریں گے **شیخ ابو الفضل بن ناصر** حافظ کہا کرتے تھے کہ ابن طاہر مذہب اباحت رکھتے تھے انہوں نے ایک کتاب تصنیف کی ہے۔ جس میں امرد کی طرف دیکھنا جائز ثابت کیا ہے اور یحییٰ بن معین سے ایک حکایت نقل کی ہے کہ وہ کہتے ہیں میں نے مصر میں ایک خوبصورت لڑکی دیکھی خدا اس پر رحمت کرے لوگوں نے کہا کہ آپ اس پر رحمت کیوں بھیجتے ہیں جواب دیا کہ خدا اس پر رحمت کرے اور ہر ایک خوبصورت پر درود بھیجے **شیخ ابن ناصر** نے کہا کہ ابن طاہر ان لوگوں میں سے ہیں جن کا قول حجت ہو **ابو حامد غزالی** نے آکر قوم صوفیہ کے طریقہ پر کتاب احیاء العلوم تصنیف کی اور اس کو باطل حدیثوں سے بھر دیا جن کا بطلان وہ خود نہیں جانتے اور علم مکاشفہ میں گفتگو کی اور قانون فقہ سے باہر ہو گئے اس میں لکھا ہے کہ وہ ستارہ اور سورج اور چاند جنکو حضرت ابراہیم نے دیکھا ان سے مراد انوار ہیں جو اللہ عزوجل کے حجاب ہیں یہ مشہور چاند سورج ستارے مراد نہیں غزالی کا یہ کلام باطنیہ کے کلام کی قسم سے ہے اور اپنی کتاب مفصح بالاحوال میں لکھتے ہیں کہ صوفیہ حالت بیداری میں ملائکہ اور ارواح انبیاء کا مشاہدہ کرتے ہیں اور ان سے آوازیں سنتے ہیں اور فوائد اخذ کرتے ہیں پھر ان صورتوں کے مشاہدہ سے ترقی کر کے حالت ان درجات پر پہونچتی ہے جو تنگنائے کلام سے باہر ہیں **مصنف** نے کہا کہ ان لوگوں نے جو یہ چیزیں تصنیف کیں اس کا سبب یہ ہوا کہ سنن

والاسلام والآثار واقبالهم على ما استحسنوه من طريقة القوم لانه قد ثبت في النفوس من الزهد وما رأوا حالة احسن من حالة هؤلاء القوم في الصورة ولا كلاما ارق من كلامهم وفي سير السلف نوع خشونة ثم ان ميل الناس الى هؤلاء القوم شديد لما ذكرنا من انها طريقة ظاهرها النظافة والتعبد وفي ضمنها الراحة والسماع فالطباع تميل اليها وقد كان اوائل الصوفية يتقربون من السلاطين والامراء فصاروا اصدقاء فصل وجميع هذه التصانيف التي صُنفت لهم لا تستند الى اصل وانما هي واقعات تلقفها بعضهم من بعض ودونوها وقد سموها بالعلم الباطن وسئل احمد بن حنبل عن الوساوس والخطرات فقال ما تكلم فيها الصحابة ولا التابعون قال المصنف وقد روينا في اول كتابنا هذا عن ذي النون نحو هذا وروينا عن احمد بن حنبل انه سمع كلام الحارث المحاسبي وقال ما ارى لك ان تجالسهم وعن سعيد بن عمرو البرذعي قال اتيت ابا زرعة وهو يملي على اصحابه كتبه فقال لي اتسأل ايا ك هذه الكتب هذه الكتب كتبي وضلالة عليك بكل ترقاتك عن فيه ما فيك عن هذه الكتب قيل له وهذه الكتب عبرة لمن يكون له كتب الله عز وجل ليس لهذه الكتب عبرة لمن لا كتب له

ترجمہ اور اسلام و آثار کا علم کم رکھتے تھے۔ اور صوفیہ کا طریقہ جو اچھا معلوم ہوا۔ اُسپر جھک پڑے۔ اور وہ طریقہ صرف اس لئے اچھا معلوم ہوا۔ کہ دلون مین زہد کی خوبی بیٹھی ہوئی ہے۔ اور اس قوم کی ظاہری حالت اور اُن کے کلام سے کوئی کلام رقیق تر نہین دیکھا۔ اور سلف کے حالات مین ایک قسم کی سختی پائی جاتی ہے۔ پھر لوگون کی رغبت اس قوم کی طرف شدت سے ہے کیونکہ ہم بیان کر چکے۔ یہ طریقہ ایسا ہے۔ جس مین بظاہر نظافت اور تعبد ہے۔ اور اُس کے ضمن مین راحت اور سماع ہے۔ لہذا طبیعتین اس طریقہ کی جانب مائل ہین۔ اوائل صوفیہ کا یہ حال تھا۔ کہ بادشاہون اور امیرون سے نفرت کرتے تھے۔ اب یہ لوگ دوست بن گئے **فصل** یہ سب کی سب تصنیفات جو صوفیہ کے لئے تصنیف کی گئین۔ اُن کا استناد کسی علمی اصول کی طرف نہین۔ صرف وہ واقعات ہین جو بعض صوفیہ نے بعض سے اخذ کئے ہین۔ اور ترتیب دی ہے۔ اور ان کا نام علم باطن رکھا ہے۔ **احمد بن حنبل** سے کسی نے وساوس اور خطرات کی نسبت سوال کیا۔ جواب دیا کہ اس بارے مین صحابہ اور تابعین نے کچھ گفتگو نہین کی **مصنف** نے کہا ہم نے اس کتاب کے شروع مین بیان کیا ہے۔ کہ ذوالنون سے بھی ایسا ہی مروی ہے۔ اور احمد بن حنبل سے ہم روایت کر چکے کہ اُنہون نے حارث محاسبی کا کلام سُنا اور اپنے ایک ہمنشین سے کہا کہ مین تمہارے لئے اس قوم مین بیٹھنا اُٹھنا جائز نہین رکھتا **سعید بن عمرو البرذعی** کہتے ہین کہ مین ابو زرعہ کے پاس تھا۔ اُن سے کسی نے حارث محاسبی اور اُن کی تصنیفات کے بارے مین سوال کیا انہون نے اس سائل سے کہا کہ خبردار ان کتابون سے بچتے رہو۔ یہ کتابین بدعت اور گمراہی ہین بس حدیث کو لازم پکڑو اس مین تم کو وہ چیز ملیگی جس سے ان کتابون کی پروا نہ رہیگی یہ سُنکر ایک شخص بولا کہ ان کتابون مین عبرت ہے ابو زرعہ نے جواب دیا جس شخص کے لئے اللہ کی کتاب مین عبرت نہو گی اُس کے لئے ان کتابون مین عبرت نہین

بالحکم ان مالک بن انس و سفیان الثوری والاوزاعی والائمۃ المتقدمۃ صنفوا ھذہ الکتب فی الخطرات والوساوس وھذہ الاشیاء ھؤلاء قوم خالفوا اھل العلم یاتون مرۃ بالحارث المحاسبی ومرۃ بعبد الرحیم الدیلمی ومرۃ بحاتم الاصم ومرۃ بشقیق ثم قال اما اسرع الناس الی البدع وعن ابی عبد الرحمن السلمی قال اول من تکلم فی بلدتہ فی ترتیب الاحوال ومقامات اھل الولایۃ ذو النون المصری فانکر علیہ ذلک عبد اللہ بن عبد الحکم وکان رئیس مصر وکان یذھب مذھب مالک وھجرہ لذلک علماء مصر لما شاع علمہ انہ احدث علما لم یتکلم فیہ السلف حتی رموہ بالزندقۃ قال السلمی واخرج ابو سلیمان الدرانی من دمشق وقالوا یزعم انہ یری الملائکۃ وانھم یکلمونہ وشھد قوم علی احمد بن ابی الحواری انہ یفضل الاولیاء علی الانبیاء فھرب من دمشق الی مکۃ وانکر اھل بسطام علی ابی یزید البسطامی ما کان یقول حتی انہ ذکر للحسین بن عیسی انہ یقول لی معراج کما کان للنبی صلعم معراج فانکر علیہ البسطامی فاقام بمکۃ سنین ثم رجع الی جرجان فاقام بھا الی ان مات الحسین بن عیسی ثم رجع الی بسطام قال السلمی وحکی عن سھل بن عبد اللہ التستری انہ یقول ان الملائکۃ والجن والشیاطین یحضرونہ وانہ یتکلم علیھم فانکر علیہ العوام ذلک حتی نسبوہ الی القبائح فخرج الی البصرۃ فمات بھا قال السلمی وتکلم الحارث المحاسبی فی شیء من الکلام والصفات فھجرہ احمد بن حنبل فاختفی الی ان مات قال المصنف قلت وقد ذکر

ترجمہ بھلا کیا تم نے سنا ہے کہ مالک بن انس و سفیان ثوری و اوزاعی و دیگر آئمہ متقدمین نے خطرات و وساوس وغیرہ میں اسی کتابیں تصنیف کی ہیں اس قوم نے اہل علم کی مخالفت کی کبھی حارث محاسبی اور کبھی عبد الرحیم دیلمی اور کبھی حاتم اصم اور کبھی شقیق سے سند لاتے ہیں یہ بیان کر کے ابوذرعہ بولے کہ لوگ بدعت کی طرف کیا جلدی دوڑ کر جاتے ہیں ابو عبد الرحمن سلمی نے کہا کہ پہلے پہل جس شخص نے اپنے شہر میں ترتیب احوال اور مقامات ولایت کی نسبت کلام کیا وہ ذوالنون مصری ہیں عبد اللہ بن حکم نے جو مصر کے رئیس اور مالکی مذہب تھے ذوالنون پر انکار کیا اور جب یہ بات شائع ہوئی کہ ذوالنون نے ایسا علم ایجاد کیا ہے جس کے بارے میں سلف نے گفتگو نہیں کی تو علمائے مصر نے انکو چھوڑ دیا حتی کہ ان کو زندیقیت کا الزام لگایا سلمی نے کہا کہ ابو سلیمان دارانی دمشق سے نکالا گیا لوگ کہتے ہیں کہ انکا خیال تھا میں فرشتوں کو دیکھتا ہوں اور فرشتے مجھ سے باتیں کرتے ہیں احمد بن ابی الحواری کی نسبت لوگوں نے شہادت دی کہ وہ اولیا کو انبیا پر فضیلت دیتے تھے لہذا وہ دمشق سے مکہ کیطرف بھاگ گئے اور اہل بسطام نے ابو یزید پر انکی باتوں کا انکار کیا حتی کہ وہ کہتے تھے کہ حسین بن عیسے کہتے ہیں کہ مجھ کو بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مانند معراج ہوئی اس بنا پر ان کو بسطام سے نکالا چند سال مکہ میں رہے پھر جرجان میں آکر قیام کیا یہانتک کہ حسین بن عیسے رحلت کر گئے۔ تو پھر ابو یزید بسطام میں واپس آئے سلمی نے کہا۔ ایک شخص نے بیان کیا کہ سہل بن عبد اللہ کہتے تھے۔ کہ فسقہ شیاطین اور شیاطین میرے پاس آتے ہیں۔ اور میں اُن کو وعظ سناتا ہوں۔ عوام نے اس بات کو سُن کر انکار کیا۔ حتی کہ اُن کو قبائح کی طرف منسوب کیا لہٰذا وہ بصرہ کو چلے گئے اور وہیں انتقال کیا سلمی نے کہا کہ حارث محاسبی نے کلام الٰہی صفات الٰہی کے بارے میں کچھ کلام کیا اس پر احمد بن حنبل نے ان کو چھوڑ دیا لہذا وہ مرتے دم تک غائب و پوشیدہ رہے

ابو بکر الخلال فی کتاب السنۃ عن احمد بن حنبل انہ قال حذروا عن حارث اشد التحذیر وبالغوا اصر البلیۃ یعنی فی احوادث کلام جہم ذلک جالسہ فلان وفلان واخرجہم الی ای جہم مازال یاتی لاصحاب الکلام حادثۃ بمنزلۃ الاسد الرابض انظر ای ورطۃ اوقع الناس فصل قال المصنف وقد کان اوائل الصوفیۃ یقرنون بالتعویل علی الکتاب والسنۃ وانما لبس الشیطان علیہم بقلۃ العلم

وعن ابی سلیمان الدارانی قال ربما یقع فی قلبی النکتۃ من نکت القوم ایاما فلا اقبل منہ الا بشاہدین عدلین الکتاب والسنۃ وعن ابی یزید قال لو نظرتم الی رجل اعطی من الکرامات حتی ترتفع فی الہواء فلا تغتروا بہ حتی تنظروا کیف تجدونہ عند الامر والنہی وحفظ الحدود وعن ابی یزید البسطامی یقول من ترک قراءۃ القرآن والتشقف

التعسف

ولزوم الجماعۃ وحضور الجماعۃ زوعیاۃ المرضی وادعی لہذا الشان فہو صلع وعن سری یقول من ادعی باطنا علم ینقض ظاہرہ فہو غالط وعن الجنید انہ قال مذہبنا ہذا مقید بالاصول والکتاب والسنۃ وعنہ یقول علمنا مضیق بالکتاب والسنۃ من لم یحفظ القرآن ویکتب الحدیث ولم یتفقہ لا یقتدی بہ وعنہ یقول ما اخذنا التصوف عن القیل والقال لکن عن الجوع وترک الدنیا وقطع المالوفات والمستحسنات لان التصوف ہو صفاء المعاملۃ مع اللہ

ترجمہ مصنف نے کہا ابو بکر خلال نے کتاب السنۃ مین روایت کیا کہ احمد بن حنبل نے کہا حارث سے نہایت حذر کرو حارث بلاؤن کی جڑ ہے جہم کی حوادث مین مبتلا ہے فلان فلان شخص اس کی صحبت مین رہے سبکو جہمیہ بنا دیا اہل کلام کا قول ہمیشہ یہی رہا کہ حارث ایسا ہے جیسے شیر دوزانو بیٹھا ہو دیکھتے ہو کہ کس روز لوگون پر کود پڑے فصل مصنف نے کہا کہ اوائل صوفیہ اقرار کرتے تھے کہ اعتماد کتاب وسنت پر کیا جاتا ہے اوران لوگون کو صرف کم علمی کے سبب سے شیطان نے فریب دیا۔ ابو سلیمان دارانی کہتے ہین۔ کہ بعض اوقات میرے دل مین صوفیہ کے نکات سے کوئی نکتہ گذرتا ہے۔ بہت دنون تک پڑا رہتا ہے مین اس کو قبول نہین کرتا مگر جبکہ دو شاہد عدل یعنی کتاب وسنت شہادت دین ابو یزید نے کہا اگر تم کسی شخص کو دیکھو کہ اس کو کرامتین ملی ہین حتی کہ ہوا مین معلق دوزانو بیٹھ جاتا ہے تو دھوکا نہ کھاؤ جبتک اس امر کو نہ دیکھ لو۔ کہ امر ونہی اور حدود شرعی کی نگاہداشت مین اس شخص کی کیا کیفیت ہے ابو یزید کہتے ہین جو شخص قرآن کی تلاوت اور شریعت کی حمایت اور جماعت کا لزوم اور جنازہ کے ساتھ چلنا اور مریضون کی عیادت کرنا چھوڑ دے اور ثنا خلق باطنی کا دعوے کرے وہ مدعی ہے سری کہتے ہین کہ جو شخص ظاہر مین احکام کی پیروی چھوڑ کر علم باطن کا دعوے کرے وہ غلطی پر ہے جنید نے کہا کہ ہمارا یہ تصوف کا مذہب کتاب وسنت واصول سے مقید ہے نیز جنید نے کہا کہ ہمارا علم کتاب وسنت سے بندہا ہوا ہے جس شخص کو کتاب یاد نہین اور حدیث نہین لکھتا اور فقہ نہین سیکھتا اسکی پیروی نکی جاوے گی نیز جنید نے کہا کہ ہمنے قیل وقال سے تصوف نہین لیا بلکہ بھوک کی سختی جھیل کر اور دنیا کو چھوڑ کر اور محبوب وعمدہ چیزون کو ترک کرکے حاصل کیا ہے کیونکہ تصوف کے معنی ہین اللہ تعالی کے ساتھ صاف معاملہ رکھنا

واصله التفرق عن الدنیا کما قال حارثة عرفت نفسی عن الدنیا فاستهترت لیلی والظمأت نهاری وعن ابی بکر السقاق یقول من ضیّع حدود الامر والنهی فی الظاهر حرم مشاهدة القلب فی الباطن وعن ابی الحسین النوری وکان یقول لاصحابه من رأیتموه یدّعی مع الله حالة تخرجه عن حد علم شرعی فلا تقربنّه ومن رأیته مدّعیا حالة لا یدل علیها ولا یشهد لها حفظ ظاهره فاتهموه علی دینه وعن الجریری یقول امرنا هذا کله مجموع علی فصل واحد وهو ان یلزم قلبك المراقبة ویکون العلم علی ظاهرك قائما وعن ابی حفص انه قال من لم یزن افعاله واحواله بالکتاب والسنة ولم یتهم خواطره فلا تعدّه فی دیوان الرجال **فصل قال المصنف** واذ قد ثبت هذا من اقوال شیوخهم فقد وقعت من بعضهم اشیاء غلطات بعدهم عن العلم فان کان ذلك صحیحا عنهم توجه الرد علیهم اذ لا عصمة الا لمن عصمه الله تعالی وانما یصح عنهم حکایة من حکایة ذلك القول وذلك المذهب ای شخص صدر واما المشهورون بالقوم فلیسوا منهم فاعلم کثیرة لحن نذکر بعض ما یتعلق من اغلاط القوم والله یعلم انا نم نقصد بیان غلط الغالط الا تنزیه الشریعة والغیرة علیها ان یدخل فیها ما لیس منها فاعلم ایدك الله تعالی من التباس والتفاعل ایاها انه وجب علیك امانة العلم وزال العلماء یبین کلوا حد غلط منهم صاحبه فصل البیان الحق لا لاظهار عیب القائل واعتبار

ترجمہ اور تصوف کی اصل یہ ہے۔ کہ دنیا سے علیحدہ ہو جاوے چنانچہ حارثہ کا قول ہے کہ میں نے اپنے نفس کو دنیا سے بچایا۔ لہذا رات کو بیدار اور دن کو پیاسا رہا **ابوبکر سقاف** کہتے ہیں کہ جو شخص ظاہر میں امر و نہی کی حدود ضائع کر دے۔ وہ باطن میں مشاہدۂ قلبی سے محروم رہے گا **ابوالحسین نوری** اپنے اصحاب سے کہتے تھے کہ جس شخص کو تم دیکھو کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایسی حالت کا دعویٰ کرتا ہے۔ جو اُس کو علم شرعی کی حد سے خارج کر دے تو اُس کے پاس نہ جاؤ اور جس شخص کو ایسی حالت کا مدعی دیکھو جس پر اُس کا حفظ ظاہری نہ دلالت کرتا ہے نہ شہادت دیتا ہے تو اُس کو اُس کے دین کے بارے میں متہم کرو **جریری** کہتے ہیں کہ ہمارا یہ امر سب کا سب ایک فصل پر جمع کیا گیا ہے وہ یہ ہے کہ اپنے دل کے لئے مراقبہ لازم کر لو اور علم ظاہری پر قائم رہو **ابوحفص** نے کہا جس شخص نے اپنے افعال و احوال کو کتاب و سنت کے ساتھ نہ تولا اور اپنے خطرات کو تہمت نہ لگائی اُس کو آدمیوں کے دفتر میں شمار کرو **فصل مصنف** نے کہا جب شیوخ صوفیہ کے اقوال ایسا ثابت ہو گیا تو اُن کے بعض شیوخ سے بوجہ کم علمی کے غلطیاں سرزد ہوئیں اگر یہ غلطیاں جو ان حضرات سے روایت کی گئیں ہیں واقعی صحیح ہیں۔ تو ہمارا رد انہیں پر متوجہ ہو گا کیونکہ حق بات بولنے میں کچھ روک ٹوک نہیں اور اگر یہ روایتیں ان بزرگوں سے صحیح نہیں تو ہم ایسے قول اور مذہب سے عذر رکھتے ہیں۔ خواہ کسی شخص سے صادر ہوا ہو باقی رہے وہ لوگ جو صوفیہ میں سے نہیں اور ان کے ساتھ مشابہت کرتے ہیں تو اُن کی غلطیاں بکثرت ہیں ہم صوفیہ کی بعض غلطیاں جو ہمکو پہونچی ہیں بیان کریں گے اور خدا تعالیٰ اس بات کو خوب جانتا ہے کہ غلط گو کی غلطی بیان کرنے سے ہمارا مقصود فقط یہ ہے کہ شریعت پاک ہو جاوے اور لوگوں کو شرع پر غیرت دلائی جائے ہمکو اس بیان کی کوئی حاجت نہیں صرف بات اتنی ہے کہ علمی امانت ادا کی جاتی ہے اور علماء میں یہ ایک قاعدہ رہا ہے۔ کہ ایک دوسرے کی غلطی ظاہر کرتا یا جس سے یہ مطلب نہ ہوتا تھا کہ غلط گو کے عیب کا اظہار کیا جاوے بلکہ صرف اس لئے کہ حق ظاہر ہو جاوے اگر کوئی جاہل کہے

كيف يرد على فلان الزاهد المتبرك به كان الانقياد انما يكون الى ما جاءت به الشريعة لا الى الاشخاص وقد يكون الرجل من الاولياء واهل الجنة وله غلطات فلا يعنه منزلته بيان زلله واعلم من نظر الى تعظيم شخص ولم ينظر بالدليل الى ما صدر عنه كان كمن نظر الى ما جرى على يد المسيح عليه السلام من الاموات الخارقة ولم ينظر اليه فادعى فيه الالوهية ولو نظر اليه انه لا يقوم الا بالطعام يعلم انه لا يستحقها وعن يحيى بن سعيد قال سألت شعبة وسفيان بن سعيد وسفيان بن عيينة ومالك بن انس عن الرجل لا يحفظ ويهم في الحديث فقالوا جميعا بين امره وقال الامام احمد بن حنبل يهم الرجل ويبالغ تريد كر غلط في الشيء بعد الشيء وقال نعم الرجل فلان لو لا غلبة فيه وقال عن سرى السقطي الشيخ المعروف بطيب المطعم شرحكى له عنه انه قال ان الله تعالى لما خلق الحروف سجدت الباء فقال يفر والناس عنه سياق ما يروى عن جماعة منهم من سوء الاعتقاد وعن ابي عبد الله الرصلي يقول انه تكلم ابو حمزة في جامع طرسوس فقبلوه فبينما هو ذات يوم يتكلم اذ ضاع اعرابي على سطح الجامع فسمع ابو حمزة وقال لبيك لبيك فنسبوه الى الزندقة وقالوا لحلولي زنديق ويبيع فرسه بالمداد اه على باب الجامع هذا فرس الزنديق وعن ابي بكر الفرغاني انه قال كان

ترجمہ کر کھلے فلان زاہد متبرک پر کیونکر اعتراض کر سکتے ہیں تو اس قول کا کچھ اعتبار نہیں کیونکہ اطاعت صرف احکام شریعت کی کی جاتی ہے۔ لوگوں کی اطاعت نہیں ہوتی بسا اوقات انسان اولیاء اللہ اور اہل جنت سے ہوتا ہے اور غلطیاں کرتا ہے اُس کی لغزشوں کا ظاہر کرنا اُس کے مرتبہ کا مانع نہیں۔ اور جاننا چاہیئے کہ جو شخص ایک آدمی کی تعظیم کا خیال کرے گا اور اُس کے افعال پر دلیل کے ساتھ غور نہ کرے گا وہ ایسا ہے جیسے ایک شخص نے اُن کرامات و خوارق کو دیکھا جو حضرت عیسے کے ہاتھ سے صادر ہوئیں اور حضرت عیسے پر کچھ غور نہ کیا لہذا اُن کی الوہیت کا دعوی کر بیٹھا اور اگر اُن کی طرف خیال دوڑاتا کہ وہ بھی نقط کھانے پینے ہی سے زندہ ہیں تو ہرگز اُن کو وہ منصب نہ دیتا جس کے وہ مستحق نہیں۔ یحیی بن سعید نے کہا کہ میں نے شعبہ اور سفیان بن سعید اور سفیان بن عیینہ اور مالک بن انس سے اُس شخص کی نسبت سوال کیا جس کا حافظہ درست نہیں یا حدیث کے بارے میں متہم ہے سب نے یہی جواب دیا کہ اُس کی حالت ظاہر کر دو۔ امام احمد حنبل کا قاعدہ تھا کہ ایک شخص کی بہت مبالغہ کے ساتھ تعریف کیا کرتے تھے پھر اکثر اشیاء میں اُس کی غلطیاں بیان فرماتے تھے ایکبار آپ نے کہا کہ فلان شخص میں اگر ایک علت نہ ہوتی تو بڑا اچھا آدمی تھا مراد سقطی جو کہ شیخ طیب المطعم کے نام سے مشہور ہیں احمد بن حنبل کے سامنے ان کا ذکر آیا اور نقل کیا گیا کہ وہ کہتے ہیں جب اللہ تعالے نے حروف کو پیدا فرمایا تو ب نے سجدہ کیا امام نے کہا کہ لوگوں کو اُن سے دور رکھو (جماعت صوفیہ سے جو سوء اعتقاد کی روایتیں پہونچی ہیں انکا بیان) ابو عبد اللہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ابو حمزہ نے طرسوس کی جامع مسجد میں وعظ کہا لوگوں نے دل سے سنا ایک روز وہ وعظ بیان کر رہے تھے کہ یکایک جامع مسجد کی چھت پر ایک کوا بولا ابو حمزہ نے زور سے ایک نعرہ مارا اور کہا لبیک لبیک اس بات پر لوگوں نے اُن کو زندیقیت کی طرف منسوب کیا اور حلولی زندیق کہا اور جامع مسجد کے دروازے پر اُنکا گھوڑا یوں پکار کر نیلام ہوا کہ یہ زندیق کا گھوڑا ہے ابو بکر فرغانی نے کہا +

ابوحمزۃ اذا سمع شیئا یقول لبیک لبیک فاطلقوا علیہ انہ حلولی ثم قال ابوعلی وانما جعلہ داعیا من الحق
ایقظہ الذکر وعن ابی علی الرقی بازی قال اطلق علی ابی حمزۃ انہ حلولی وذلک انہ کان اذا سمع صوتا مثل
ھبوب الریح وخریر الماء وصیاح الطیور کان یصیح ویقول لبیک فرمی بالحلول قال السراج وبلغنی عن ابی
حمزۃ انہ دخل دار حارث المحاسبی فصاحت الشاۃ میم فشھق ابوحمزۃ شھقۃ وقال لبیک یا سیدی فغضب
الحارث وعد الی سکین وقال ان لم تمت من ھذا الذی انت فیہ اذبحک فقال ابوحمزۃ اذا انت لم تحسن ان تسمع ھذا
الذی انا فیہ فلم لا تاکل الخبالۃ بالرمانا قال السراج وانکر جماعۃ من العلماء علی ابی سعید احمد بن عیسی الخراز ونسبوہ الی
الکفر بالفاظ وجدوھا فی کتاب صنفہ وھو کتاب السر ومنہ قولہ عبد طالح ما اذن لہ ولزم الۃ عظیم لله وقد
الله نفسہ قال وابو العباس احمد بن عطاء نسب الی الکفر والزندقۃ قال وکم من مرۃ قد اخذ الجنید مع عملہ
شھد علیہ بالکفر والزندقۃ وکذلک اکثر ھم وقال السراج ذکر عن ابی بکر محمد بن موسی الفرغانی انہ سئل انہ قال من ذکر
افتر ومن صبر اجتبی وقال ایاک ان تلاحظ حبیبا او کلیما او خلیلا وانت تحدا ولا حظ لحبی سیدہ کیف لہ اولا صاحبہ اعلیھم قال صبر
علیھم بلا وقار ولا تجعل لھا فی قلبک مقدارا قال السراج وبلغنی ان جماعۃ من الحلولیۃ زعموا ان الحق اصطفی
انبیاءہ اما

ترجمہ کہ ابوحمزہ جب کوئی آواز سنتے تھے تو لبیک لبیک کہتے تھے لوگوں نے انکو حلولی سمجھا یہ ابوعلی نے کہا کہ ابوحمزہ اُس آواز کو خدا کی
طرف سے پکارنیوالا سمجھتے تھے جو انکو ذکر الٰہی کے لئے بیدار کرتا تھا ابوعلی رودباری نے کہا کہ ابوحمزہ کو حلولی اسلئے قرار دیا گیا کہ وہ جب کوئی
آواز مثلاً ہوا کا چلنا پانی کا شور پرندوں کا غل سنتے تھے تو زور سے لبیک لبیک پکارتے تھے لہذا حلول کا الزام اُن کو لگایا گیا سراج
نے کہا مینے سنا ہے کہ ابوحمزہ ایکبار حارث محاسبی کے گھر گئے اُنمیں ایک بکری بولی ابوحمزہ نے ایک نعرہ مارا اور کہا لبیک یا سیدی
حارث یہ سنکر غصہ ہو گئے اور ایک چھری ہاتھ میں لیکر بولے کہ اگر تم اس حالت سے توبہ نکرو گے تو مین تم کو ذبح کر ڈالونگا۔ ابوحمزہ نے
کہا کہ جب میری اس حالت کا سننا تمہین کو پسند نہین تو پھر تم بھوسہ اور خاک کیون نہین کھاتے سراج نے کہا کہ علماء کی ایک جماعت
نے ابوسعید احمد بن عیسے خراز پر انکار کیا ہے اور بوجہ چند الفاظ کے جو اُن کی تصنیف کی ہوئی ایک کتاب موسوم بکتاب السر مین پائے گئے ہین انکو
کفر کیطرف منسوب کیا ہے اس کتاب مین وہ ایک جگہ لکھتے ہین کہ طاعت گزار بندہ جو فرض منصبی کو بجا لائے اللہ کے لئے اُسکی تعظیم لازم ہے
اور خدا تعالیٰ اُس کے نفس کو پاک کر دیتا ہے سراج نے کہا ابوالعباس احمد بن عطا پر کفر و زندیقیت کیطرف منسوب کئے گئے ہین علی ہذا
القیاس اکثر صوفیہ کو ایسا ہی کہا گیا ہے اکثر ہر جنید باوجود علم و فضل کے گرفت کی گئی اور کفر و زندقہ کی شہادت دی گئی سراج نے کہا
کہ بیان کرتے ہین کہ ابوبکر محمد بن موسی فرغانی نے کہا ہے کہ جس شخص نے ذکر الٰہی کیا اس نے بہتان باندھا اور جس نے صبر کیا اُس نے
جرأت کی اور نیز کہا ہے کہ خبردار جس حالت مین مشاہدۂ الٰہی کا طریقہ تمکو آجائے تو حبیب یا کلیم یا خلیل کا لحاظ نہ کرو یہ قول سنکر کوئی بولا کہ کیا
ان پر درود نہ پڑھون۔ جواب دیا کہ ہان درود تو ضرور ہو مگر کچھ وقار نہ سمجھو اور اسمین درود کی اپنے دل مین کوئی مقدار نہ سمجھو
کر وسراج نے کہا مینے سنا ہے کہ اہل حلول مین سے ایک جماعت کا خیال ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جنکو جسمونکو اختیار فرمایا ہے

حل فیہا بمعانی الربوبیۃ وازال عنہا معانی البشریۃ ومنہم من قال یانظر الی الاشواہ المستحسنات
ومنہم من قال حال فی المستحسنات قال وبلغنی عن جماعۃ من اہل الشام انہم یرون الروئیۃ یالقلوب فی الدنیا کالروئیۃ
بالعیان فی الاخرۃ قال السراج وبلغنی ان ابا الحسن النوری شہد علیہ غلام خلیل انہ سمعہ یقول انا اعشق اللہ وہو
یعشقنی فقال النوری سمعت اللہ یقول یحبہم ویحبونہ ولیس العشق باکثر من المحبۃ قال ابو یعلی وقد ذہب اہل
الحلولیۃ الی ان اللہ تعالی یعشق قال المصنف وہذا جہل من ثلثۃ اوجہ الاول من حیث الاسم فان العشق عند اہل
اللغۃ لا یکون الا لمایکرہ والثانی ان صفات اللہ منقولہ فہو یحب ولا یقال یعشق کما یقال یعلم ولا یقال یعرف
والثالث من این لہ ان اللہ یحبہ فہذہ دعوی بلا دلیل وقد قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم من قال انی فی الجنۃ فہو فی
النار وعن ابی عبد الرحمن السلمی قال حکی عن عمرو المکی انہ قال کنت اماشی الحسین بن منصور فی بعض ازقۃ
مکۃ وکنت اقرأ القرآن فسمع قراءتی فقال یمکننی ان اقول مثل ہذا فقارقتہ وعن محمد بن یحیی الرازی یقول سمعت
عمرو بن عثمان یلعن الحلاج ویقول لو قدرت علیہ لقتلتہ بیدی فقلت ای شیء وجد الشیخ علیہ فقال قرأ
ایۃ من کتاب اللہ تعالی فقال یمکننی ان اقول او ألف مثلہ واتکلم بہ

النوری

ترجمہ جن لوگوں نے ربوبیت کے معنی سے حلول کیا اور بشریت کے معنی اُن سے زائل کر دیے۔ اور بعض اہل حلول اچھی صورتوں کی طرف دیکھنے کے قائل ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ اللہ تعالی اچھی صورتوں میں حلول کئے ہوئے ہے سراج نے کہا مجھے سنا ہے۔ کہ اہل شام کی ایک جماعت کا دعوی ہے کہ دنیا میں قلوب سے رویت آخرت کی اسی طرح ہوتی ہے جیسے آخرت میں آنکھوں سے ہوگی سراج نے کہا مجھے سنا ہے کہ غلام خلیل نے ابو الحسن نوری پر شہادت دی کہ انکو یوں کہتے ہوئے سُنا کہ میں خدا کا عاشق ہوں اور خدا مجھ پر عاشق ہے نوری نے جواب دیا کہ میں نے اللہ تعالی سے سنا ہے کہ فرماتا ہے یحبہم ویحبونہ یعنی اللہ تعالی اہل ایمان سے محبت رکھتا ہے اور اہل ایمان اللہ تعالی سے محبت رکھتے ہیں عشق کچھ محبت سے زیادہ نہیں قاضی ابو یعلی نے کہا حلولیہ کا مذہب ہے کہ اللہ عشق کرتا ہے مصنف نے کہا اس میں تین وجہوں سے جہالت ہے اول بحیثیت اسم کے کیونکہ اہل لغت کی نزدیک عشق فقط اس کے لئے ہوتا ہے جس سے نکاح ہو سکے دوسرے صفات الہی سب کی منقطع ہیں لہذا اللہ محبت رکھتا ہے یوں نہیں کہہ سکتے کہ عشق رکھتا ہے چانچہ یوں کہتے ہیں کہ اللہ عالم ہے یوں نہیں کہتے کہ عارف ہے تیسرے اس مدعی کو کہاں سے معلوم ہوا کہ اللہ کو اس سے محبت ہے یہ دعوی محض بلا دلیل ہے اور رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہے کہ جو شخص یوں کہے کہ میں جنتی ہوں وہ دوزخی ہے ابو عبد الرحمن سلمی نے کہا نقل کرتے ہیں کہ عمرو مکی نے بیان کیا کہ میں حسین بن منصور کے ہمراہ مکہ کی ایک گلی میں جا رہا تھا اور قرآن شریف پڑھتا تھا۔ میری قرأت سنکر حسین بولے کہ ایسا کلام میں بھی کہہ سکتا ہوں یہ بات سنتے ہی میں نے انکو چھوڑ دیا محمد بن یحیی رازی کہتے ہیں میں نے عثمان کو حلاج پر لعنت کرتے ہوئے سنا اور کہتے تھے کہ اگر میں نے حلاج پر قابو پایا تو اُس کو اپنے ہاتھ سے قتل کر ڈالتا میں نے پوچھا کہ اے شیخ کس وجہ سے حلاج پر اسقدر ناراض ہو بولا کہ میں نے قرآن شریف کی ایک آیت پڑھی تو کہنے لگا کہ ممکن ہے میں بھی ایسا کہہ لوں یا ایسے ویسا اور ایسا ہی کلام میسر ہو +

وعن ابی بکر بن ممشاد حضر عندنا بالدینور رجل ومعہ خلاۃ فما کان یفارقہا باللیل ولا بالنہار فتشوا الخلاۃ فوجدوا فیہا کتابا للحلاج عنوانہ من الرحمن الرحیم الی فلان بن فلان فوجہ الی بغداد فاحضر وعرض علیہ فقال ہذا خطی وانا کتبتہ فقالوا کنت تدعی النبوۃ فصرت تدعی الربوبیۃ فقال ما ادعی الربوبیۃ ولکن ہذا عین الجمع عندنا ہاہنا کاتب لا الہ الا اللہ والید فیہ الۃ فقیل لہ ہل معک احد فقال نعم ابن عطاء وابو محمد الجریری وابو بکر الشبلی وابو الجریری یستر والشبلی لیشترفان کان فابن عطاء فاحضر الجریری وسئل فقال ہذا کافر یقتل من یقول ہذا وسئل الشبلی فقال من یقول ہذا یمنع وسئل ابن عطاء عن مقالۃ الحلاج فقال بمقالتہ وکان سبب قتلہ وسئل ابو عبد اللہ بن خفیف عن معنی ہذہ الابیات سبحان من اظہر ناسوتہ ۔ سر سنا لاہوتہ الثاقب ثم بدا فی خلقہ الطاہر ۔ فی صورۃ الاکل والشارب حتی لقد عاینہ خلقہ کلحظۃ الحاجب بالحاجب فقال ایشتم علی قائلہ لعنۃ اللہ قال عیسی بن نزول القزوینی ہذا شعر الحسین بن منصور قال ان کان ہذا اعتقادہ فہو کافر الا انہ ربما یکون منقولا علیہ عن ابی القاسم اسماعیل بن محمد بن رجی عن ابیہ ان بنت السمری ادخلت علی حامد الوزیر فسألہا عن الحادثۃ فقالت وصلنی فقال لی ابی الیہ قد زوجتک من ابنی سلیمان وہو مقیم بنیسابور فبقیت حیرانی شیئا

ترجمہ ابوبکر بن ممشاد نے کہا کہ دینور میں ہمارے پاس ایک آدمی آیا اس کے ساتھ ایک تھیلی تھی جسکو رات اور دن میں کسی وقت اپنے سے جدا نکرتا تھا لوگوں نے اُس تھیلی کو ٹٹولا تو اس میں حلاج کا ایک خط نکلا جس کا عنوان یہ تھا کہ رحمان ورحیم کی طرف سے فلان بن فلان کو واضح ہو وہ خط بغداد بھیج دیا گیا حلاج کو بلوا کر وہ خط پیش کیا گیا کہا کہ یہ خط میرا ہے اور میں نے لکھا ہے لوگوں نے کہا ابھی تک تو تم نبوت کا دعوی تھا اب ربوبیت کا دعوی کرنے لگے جواب دیا کہ میں ربوبیت کا مدعی نہیں لیکن ہم لوگوں کا یہ عین الجمع مذہب ہے پہلا کیا اللہ تعالی کے سوا اور بھی کوئی لکھنے والا ہے ہاتھ تو فقط ایک اوزار ہے اُن سے پوچھا گیا کہ تمہارے ساتھ اور بھی کسی کا مذہب ہے جواب دیا کہ ہاں ابن عطا اور ابو محمد جریری اور ابوبکر شبلی ہیں لیکن جریری اور شبلی چھپاتے ہیں اگر کچھ ہیں تو ابن عطا ہیں جریری کو بلوا کر پوچھا گیا جواب دیا کہ یہ شخص کافر ہے۔ اور جس کا یہ قول ہو وہ قابل قتل ہے شبلی سے پوچھا تو کہا کہ جو ایسا کہے وہ لائق منع کیا جائے ابن عطا سے سوال کیا گیا تو انہوں نے حلاج کی سی کہی جس کے قتل کا سبب ہوا۔ ابو عبد اللہ بن خفیف سے ان اشعار کا مطلب پوچھا گیا جن کا ترجمہ یہ ہے ۔ پاک ہے وہ ذات جس نے اپنے ناسوت کو اپنے لاہوت درخشان کی روشنی کے پردہ میں ظاہر بنایا۔ پھر اپنی مخلوق میں کھلم کھلا کھانے پینے والے کی صورت میں ظاہر ہوا حتی کہ اُس کی مخلوق نے اُس کو اس طرح دیکھا جیسے دونوں بھوئیں مقابل میں نظر آتی ہیں ۔ یہ اشعار سنکر شیخ نے کہا کہ اس کے قائل پر خدا کی لعنت ہے عیسی بن نزول قزوینی نے کہا یہ اشعار حسین بن منصور کے ہیں شیخ نے کہا اگر حسین کا یہ اعتقاد تھا تو وہ کافر ہے ورنہ یہ دوسری بات ہے کہ لوگوں نے اُس سے نقل کیا ہو ابو القاسم اسمٰعیل بن محمد بن رجی نے اپنے باپ سے روایت کیا کہ بنت سمری حامد وزیر کے پاس بھیجی گئی حامد نے اُس سے حلاج کی نسبت پوچھا کہنے لگی کہ میرے پاس گئے جیسے کوئی میرے شوہر سے کرتا جس نے شیئا پر میں مقیم ہے میری تمہاری مخلوق کی بابت ہو

ف سمری

ف قزوینی

فصم یومك واصعد فی آخر النهار الی السطح وقومی علی الرماد واجعلی فوقك علیك طرحك علیك جریشك واستقبلینی یوم
واذکری لی ما انکرتیه فانی اسمع واراك قالت وکنت لیلة نائمة فی السطح فاخشوشنت به وقد فشیئا فانتبهت مذعورة
لما کان منه فقال انما جئتك لاوقظك للصلاة فلما زلنا قالت بنته اسجدی له فقلت اویسجد لحر لغیر الله فسمع فکان
فقال نعم الله فی السماء والله فی الارض قال المصنف قلت اتفق علماء العصر علی اباحة دم الحلاج واول من قال انحلال الدم ابو عمر
القاضی وما اقتصر العلماء وانما سکت عنه ابو العباس ابن شریح وقال ما ادری ما یقول ولا اجماع دلیل معصوم من الخطاء وعن ابی
هریرة قال قال رسول الله صلی الله علیه ان الله اجار کم ان تستجمعوا علی ضلالة کلکم وعن ابی بکر محمد بن داؤد الفقیه
الاصبهانی یقول ان کان ما انزل الله علی نبیه صلی الله علیه حقا فما یقول الحلاج باطل وکان شدید الحمیة علیه
قال المصنف قلت وقد تعصب للحلاج قوم من الصوفیة جهلا منهم وقلة مبالاة باجماع الفقهاء
وعن ابراهیم بن محمد النصر اباذی یقول ان کان بعد النبیین والصدیقین موحد فهو الحلاج
قلت وعلی هذا اکثر قصاص زماننا وصوفیة وقتنا جهلا من الکل
بالشرع وبعدا عن معرفة النقل وقد جمعت فی اخبار الحلاج کتابا وبینت حیله وخباثه

ترجمہ تو تم دن کو روزہ رکھنا اور شام کو کوٹھے پر چڑھنا۔ اور خاکستر پر کھڑی ہونا اور دیبن بے سائبان تک سے روزہ کھولنا اور
اپنا میری طرف کرنا اور جو بات تم کو ناگوار معلوم ہوئی تھی مجھے یاد دلانا میں ہر بات سنتا اور دیکھتا ہوں بنت سمری نے کہا۔
میں ایک رات کو کوٹھے پر سو رہی تھی میرے حلاج کو محسوس کیا وہ مجھکو آپسے تھے میں اُن کی اس حرکت سے خوف زدہ ہو کر جاگ اُٹھی
مجھ سے کہا کہ میں تم کو صرف نماز کے واسطے جگانیکو آیا تھا جب ہم کوٹھے سے نیچے اُترے تو حلاج کی بیٹی مجھ سے بولی کہ اُن کو سجدہ
کرو میں نے کہا کہیں کوئی غیر خدا کو بھی سجدہ کرتا ہے حلاج میرا کلام سنکر کہنے لگے کہ آسمان میں ایک خدا ہے اور ایک خدا زمین
پر مصنف رحمۃ نے کہا علمائے عصر نے حلاج کا خون مباح ہونے پر اتفاق کیا ہے پہلے جس نے اس کا خون حلال بتایا ہے۔ وہ
ابو عمر قاضی ہیں اور تمام علماء نے اُن سے موافقت کی فقط ابو العباس بن شریح نے سکوت کیا اور کہا کہ میں نہیں جانتا حلاج
کیا کہتا ہے۔ اور علماء کا اجماع ایسی دلیل ہے جو خطا سے محفوظ ہے ابو ہریرہ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ
تمکو اس بات سے محفوظ رکھا ہے کہ تم سب کے سب ضلالت پر اجماع و اتفاق کرو۔ ابو بکر محمد بن داؤد فقیہ اصفہانی کہتے ہیں کہ جو
کچھ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر نازل فرمایا ہے اگر وہ حق ہے تو جو کچھ حلاج کہتا ہے وہ باطل ہے ابو بکر شدت
سے حلاج کا خلاف کرتے تھے مصنف نے کہا صوفیہ میں سے ایک قوم نے حلاج کی طرفداری کی ہے جسکا سبب جہالت اور
اجماع فقہا سے لاپروائی ہے ابراہیم بن محمد نصر آبادی نے کہا کہ بعد نبیوں اور صدیقوں کے اگر کوئی ہے تو ایک حلاج ہے۔
مصنف رحمۃ نے کہا کہ یہی مذہب ہمارے زمانہ کے واعظوں اور ہمارے وقت کے صوفیوں کا ہے۔ وجہ یہ ہے کہ سب کے سب شریعت
سے ناواقف اور علم نقلی کی شناسائی سے بے بہرہ ہیں میں نے کتاب حلاج کی حکایات میں تالیف کی ہے جسمیں اس کے حیلے اور خرابیاں بیان کیے ہیں

وما قال لعلماء فيه والله المعين على تمام الجهال وعن عمر البناء البغدادي بمكة يحكي انه لما كانت محنة
غلام الجليل نسب لصوفية الى الزندقة امر الخليفة بالقبض عليهم فاخذ النوري وجماعة فادخلوا على الخليفة
فامر بضرب اعناقهم فقدم النوري مبتدرا الى السياف ليضرب عنقه فقال له السياف ما دعاك الى
البدارة قال اثرت حياة اصحابي على حياتي هذه اللحظة فتوقف السياف فرفع الامر الى الخليفة فردّ امرهم الى
قاضي القضاة اسماعيل بن اسحاق بتخليتهم وعن ابي العباس احمد بن عطاء يقول كان قد سعى لصوفية ببغداد غلام
الجليل الى الخليفة فقال هيئوا قوما زنادقة فاخذ ابو الحسين النوري وابو حمزة الصوفي وابو بكر الرقاق
جماعة من اقرانهم وكان يستهوي الجنيد بن محمد بالفقه على مذهب ابي ثور فادخلوا الى الخليفة فامر
بضرب اعناقهم فاول من بدر ابو الحسين النوري فقال له السياف بادرت من بين اصحابك ولم تدع قال
احببت ان اوثر اصحابي بالحياة مقدار هذه الساعة فرد الخليفة امرهم الى القاضي فاطلقوا قال المصنف قلت
من اسباب هذه الصفقة قول النوري انا اعشق الله والله يعشقني فشهد عليه بهذا ثم تقدمه ليقتل
اعانة على نفسه فهو خطأ ايضا وعن الذي يقول كان لنا بيت ضيافة فجاءنا فقير

ترجمہ اور جو کچھ علماء نے اُس کے حق مین فرمایا ہے وہ بھی لکھا ہے اللہ سبحانہٗ تعالےٰ جاہلون کی بیخ کنی کرنے پر اعانت فرمائے
عمر البناء بغدادی نے مکہ مین بیان کیا کہ کہتے ہین جب غلام الجلیل کامیاب ہوے اور صوفیہ کو زندیقیت کی طرف
منسبت کیا تو خلیفہ نے صوفیہ کی گرفتاری کا حکم دیا۔ نوری بھی ایک جماعت مین پکڑے ہوے آئے خلیفہ کے سامنے لائے
گئے سب کو گردن مارنے کا حکم فرمایا۔ نوری سب سے پہلے آگے بڑھکر جلاد کے پاس گئے تاکہ اُن کا سر تن سے جُدا
کرے۔ جلاد نے پوچھا کہ تم نے سبقت کیون کی جواب دیا کہ اس وقت لحظہ بھر کے لئے جینے اپنے اصحاب کی زندگی اپنی
زندگی پر اختیار کرلی ہے۔ یہ سُن کر جلاد ٹھیر گیا۔ اور اُس کی اطلاع خلیفہ کو دی گئی خلیفہ نے اُن کا معاملہ قاضی القضاۃ
اسمٰعیل بن اسحاق کو سپرد کیا انہون نے سب کو رہا کر دیا ابو العباس احمد بن عطا نے کہا کہ بغداد مین غلام الجلیل نے خلیفہ سے
صوفیہ کی چغلی کھائی۔ اور بیان کیا کہ یہان پر قوم زنادقہ ہے لہذا ابو الحسین نوری ابو حمزہ صوفی ابو بکر رقاق اور ان کے ہمعصرون
مین سے ایک جماعت گرفتار ہوکر آئے اور جنید بن محمد نے فقہ مین ابو ثور کا مذہب اختیار کیا وہ لوگ خلیفہ کے سامنے پیش ہوے
خلیفہ نے مارڈالنے کا حکم دیا سب سے پہلے ابو الحسین نوری نے پیشقدمی کی جلاد نے اُن سے پوچھا کہ تمنے اپنے یارون مین سب سے
سبقت کیون کی حالانکہ تم بلائے نہین گئے جواب دیا مین پسند کرتا ہون کہ اتنی دیر کے لئے جان دے کر اپنے یارون کو بچا لون
اس بات پر خلیفہ نے اُن سب کو قاضی کے حوالے کر دیا لہذا چھوڑ دئے گئے مصنف نے کہا کہ اسی وجہ کے اسباب سے نوری کا یہ
قول ہے کہ مجھکو خدا سے عشق ہے اور خدا میرا عاشق ہے اس قول کی شہادت لوگون نے دی پھر اس شخص کا قتل کے لئے آگے بڑھنا
اپنے نفس کی ہلاکت پر اعانت کرنا ہے لہذا یہ بھی خطا ہے وقی کہتے ہین کہ ہمارے یہان ایک شخص مہمان تھا ایک روز ایک فقیر آیا

علیه خرقتان یکنی ابا سلیمان فقال لضیافته فقلت لابنی امض به الی البیت فاقام عندنا تسعة ایام فاکل فی کل ثلثة ایام قسمته المقام فقال الضیافة ثلث فقلت له لا نقطع عنا اخبارك فغاب عنا اثنتی عشرة سنة ثم قدم فقلت من این فقال رأیت شیخا یقال له ابو شعیب المقنع مبتلی فاقمت عنده اخدمه سنة فوقع فی نفسی ان اسأله ای شیء کان اصل بلائه فلما دنوت منه ابتدأنی قبل ان اسأله فقال وما سوالك عما لا یعنیك فصبرت حتی مر لی ثلث فقال لی فی الثالث لا بد لك فقلت له ان رأیت فقال بینما اصلی باللیل اذ کشف لی من المحراب نور فقلت اخسأ یا ملعون فان ربی اجل من ان یبرز للخلق ثلث مرات قال ثم اسمعت نداء من المحراب یا ابا شعیب قلت لبیك فقال لتحبان اقبضك فی وقتك او بخازیك علی ما مضی لك او نبتلیك بلاء نرفعك به علیین فاخترت البلاء فسقطت عیناي ویداي ورجلاي قال فکنت اخدمه تمام اثنتی عشرة سنة فقال یوما من الایام ادن منی فدنوت منه فسمعت اعضاءه تخاطب بعضها بعضا ابرز منه حتی برزت اعضاؤه کلها بین یدیه وهو یسبح ویقدس ثم مات قال المصنف وهذه الحکایة تو هم

ترجمہ جو دو خرقے پہنے ہوئے تھا اور اُس کی کنیت ابو سلیمان تھی اگر کہتے لگا کہ میں مہمانداری چاہتا ہوں اپنے بیٹے سے کہا کہ اس کو مہمانخانہ میں لے جاؤ وہ فقیر نوروز تک ہمارے پاس رہا اور ہر تیسرے دن تک اپنا ایک دن کا حصہ کھاتا تھا۔ چلتے وقت بولا کہ مہمانی تین دن تک ہوا کرتی ہے بیٹے نے اُس سے کہا کہ اپنے حالات سے ہم کو آگاہ کرتے رہنا۔ ہمارے پاس سے چلا گیا بارہ برس کے بعد پھر آیا بیٹے نے پوچھا کہاں سے آتے ہو۔ جواب دیا کہ میں نے ایک بزرگ کو دیکھا جن کا نام ابو شعیب مقنع تھا اور مرض جذام میں مبتلا تھے میں ایک سال اُن کی خدمت میں مصروف رہا میرے جی میں آیا کہ اُن سے پوچھوں کہ اس بلا میں پڑنے کا اصل سبب کیا ہے جب میں اُن کے قریب گیا تو میرے پوچھنے سے پہلے ہی بول اُٹھے کہ جو بات تمہارے مفید مطلب نہیں اس کے سوال کرنے سے کیا حاصل ہے میں یہ سنکر باز رہا یہانتک کہ تین سال ہو گئے تیسرے سال مجھ سے بولے کہ کیا تم ضرور ہی میرا حال سننا چاہتے ہو میں نے کہا اگر آپ کی رائے ہو تو کیا مضایقہ ہے جواب دیا کہ ایک بار رات کو میں نماز پڑھ رہا تھا یکایک محراب سے ایک روشنی نمودار ہوئی میں نے کہا اے ملعون دور ہو میرے پروردگار کی یہ شان نہیں کہ مخلوق پر ظاہر ہو تین بار میں نے یوں کہا پھر محراب سے مجھکو یک آواز سنائی دی کہ اے ابو شعیب میں نے کہا لبیک آواز آئی کہ تو پسند کرتا ہے کہ میں اسی وقت تیری جان قبض کر لوں یا تیری گذشتہ اعمال کی تجھکو جزا دوں یا تجھکو بلا میں مبتلا کر کے اُس کی بدولت علیین میں تیرا رتبہ بلند کروں میں نے بلا کو پسند کیا پس میری دونوں آنکھیں دونوں ہاتھ دونوں پاؤں گر پڑے یہ قصہ سُنکر میں نے اُن بزرگ کی خدمت پورے بارہ برس تک کی ایک روز مجھ سے کہنے لگے کہ میرے قریب آؤ میں نے قریب گیا اُنکے اعضا کو میں نے سنا کہ ایک دوسرے عضو سے مخاطب ہو کر کہتا تھا اس شخص سے جدا ہو جاؤ اُنکے تمام اعضا علیحدہ ہو کر سامنے آگئے اور وہ تسبیح و تقدیس میں مصروف ہی پھر انتقال کر گئے مصنف نے کہا اس حکایت

ان الرجل رأى الله تعالى فلما انكر عوقب وقد ذكرنا ان قوما يقولون ان الله يرى في الدنيا وقد حكى ابو القاسم عبيد الله بن احمد البلخي في كتاب المقالات قال قد حكى عن قوم من الشيعة انهم يجيزون رويته الله تعالى بالابصار في الدنيا وانهم لا ينكرون ان يكون بعض من تلقاهم في السكك وان قوما يجيزون مع ذلك مصافحته وملابسته ويدعون انه يزورهم ويزورونه وهم يسمون بالعراق اصحاب الناظر واصحاب الوساوس واصحاب الخطرات قال المصنف وهذا فوق القبيح نعوذ بالله من الخذلان ذكر تلبيس ابليس على الصوفية في الطهارة قال المصنف وقد ذكرنا تلبيسه على العباد في الطهارة الا انه قد زاد في حق الصوفية على الحد فقوي وساوسهم في استعمال الماء الكثير حتى انه بلغني ان ابن عقيل دخل رباطا فتوضأ فضحك به لقلة استعماله الماء وما علم انه من اسبغ الوضوء بر بطل من الماء كفاه وبلغني ايضا عن ابي احمد الشيرازي انه قال لفقير من اين تقال من النهر بلى وسئل في الطهارة فقال كان عهدي بالصوفية يسخرون من الشيطان والآن يسخر بهم الشيطان ومنهم من يمشي بالدراس على البرك وهذا لا بأس به الا انه ربما نظر اليه من يعتقد به فيظن ذلك شريعة وما كان خيار السلف على هذا والعجب ممن يبالغ في الاحتراز الى هذا الحد تنظيفا لظاهره وباطنه مخبوط بالوسخ والكدر

ترجمہ کہ اس شخص نے اللہ تعالیٰ کو دیکھا تھا مگر جب منکر ہوا تو عذاب کیا گیا اور ہم پیشتر ذکر کر چکے ہیں کہ ایک قوم کا قول ہے کہ اللہ تعالیٰ کا دیدار دنیا میں ہوتا ہے ابو القاسم عبید اللہ بن احمد بلخی نے کتاب المقالات میں نقل کیا ہے کہ تشبیہ کے قائلین میں سے ایک قوم نے جائز رکھا ہے کہ دنیا میں اللہ تعالیٰ کا دیدار آنکھوں سے ہوتا ہے اور وہ لوگ اس کا بھی انکار نہیں کرتے کہ گلی کوچے کے چلنے والوں ہی میں کوئی خدا ہو اور ایک قوم نے اسی کے ساتھ خدا تعالیٰ سے مصافحہ اور میل جول بھی جائز رکھا ہے اور دعویٰ کرتے ہیں کہ خدا ان کی پاس آتا ہے اور وہ خدا کے پاس آتا ہے اور وہ خدا کے پاس جاتے ہیں ان لوگوں کو عراق میں اصحاب الناظر اور اصحاب الوساوس اور اصحاب الخطرات کہتے ہیں مصنف نے کہا یہ مذہب نہایت ہی بدتر ہے خدا ایسی رسوائی سے پناہ میں رکھے۔ طہارت کے بارے میں صوفیہ پر تلبیس ابلیس کا بیان مصنف نے کہا کہ طہارت کی نسبت جو شیطان نے عابدوں کو فریب دیا ہے ہم بیان کر چکے مگر صوفیہ کے حق میں اسکا فریب حد سے زیادہ ہے لہذا زیادہ پانی استعمال کرنے میں ان کے وسوسے مضبوط ہیں حتی کہ مجھے سنا ہے ابن عقیل ایکبار رباط میں داخل ہوئے صوفیہ انکو کم پانی استعمال کرتے ہوئے دیکھکر ہنسنے لگے اور یہ نہ جانا کہ جو شخص ایک رطل پانی میں وضو کامل طور پر کرلے گا تو اسکو کافی ہے ابو احمد شیرازی کی نسبت مجھے سنا ہے کہ انہوں نے کسی فقیہ سے پوچھا کہاں سے آرہے ہو جواب دیا کہ نہر پر سے آتا ہوں مجکو طہارت کے بارے میں وسوسہ ہے ابو احمد بولے کہ میں ایک زمانہ میں صوفیہ کی یہ حالت دیکھی تھی کہ شیطان سے تمسخر کیا کرتے تھے اور اب یہ حال ہے کہ شیطان انسے تمسخر ہنسی کرتا ہے بعض صوفیہ ایسے ہیں کہ جنگلوں میں اپنی ساتھ سابون وغیرہ رکھتے ہیں گو اسمیں کچھ ڈر نہیں لیکن بسا اوقات مبتدی اس شخص کو دیکھتا ہے جو اس کا التزام رکھتا ہے تو اسکو امر شرعی خیال کر بیٹھتا ہے سلف کا یہ طریقہ نہ تھا اور تعجب تو اس شخص پر ہے جو ظاہری پاکیزگی کے لیے اتنا احتیاط رکھنے میں اس قدر مبالغہ کرتا ہے اور اسکا باطن میل

ذکر تلبیسہ علیہم فی الصلاۃ قال المصنف قد ذکر تلبیسہ علی العبّاد فی الصلاۃ وھو بذلک یلبس علی
الصوفیۃ ویزید وقد ذکر محمد بن طاھر المقدسی ان من سننھم التی ینفردون بھا ویتسبون الیھا صلوٰۃ رکعتین بعد
لبس المرقعۃ والتوبۃ واحتج علیہ بحدیث ثمامۃ بن اثال ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم امرہ حین اسلم ان یغتسل
قال المصنف قلت وما اقبح بالجاھل اذا تعاطی ما لیس من شغلہ فان ثمامۃ کان کافرا فاسلم واذا اسلم الکافر
وجب علیہ الغسل وھو مذھب جماعۃ من الفقھاء منھم احمد بن حنبل واما صلاۃ رکعتین فما امر بھا احد من العلماء من اسلم و
لیس فی حدیث ثمامۃ ذکر صلاۃ فیقاس علیھا وھذا ھذا الابتداع بما وقع سمی سنۃ فمن اقبح الاشیاء قولہ ان
الصوفیۃ ینفردون بسنن لانھا ان کانت مسنونۃ بالشرع فالمسلمون کلھم فیھا سواء والفقھاء اعرف بھا فما وجہ انفراد
الصوفیۃ بھا وان کانت بآرائھم فانما انفردوا بھا لانھم اخترعوھا ذکر تلبیس ابلیس علی الصوفیۃ فی المکث قال المصنف انما سمی مکثا من مکث
الماضین تحتھا للانقراض بالتعبد ھؤلاء اذا اجتمعوا قصدھم فی الخصاص وجلوسھم انما ابتدعوا ھذا البناء وانما بنیان الاسلام المساجد
والثانی انھم جعلوا المساجد نظیر القلل جمعھا والثالث انھم فاتوا انفسھم نقل الخطا الی المساجد

ترجمہ۔ نماز کے بارے مین صوفیہ پر تلبیس ابلیس کا بیان مصنفؒ نے کہا نماز کی نسبت اہل عبادت کو شیطان کا فریب دینا مذکور ہوچکا اس بارے مین وہ صوفیہ کو اور بھی زیادہ دھوکا دیتا ہے محمد بن طاہر مقدسی نے بیان کیا ہے کہ ان سنتون مین سے جو صرف صوفیہ ہی کے لئے خاص ہین اور صوفیہ ہی اُن سے نسبت رکھتے ہین ایک یہ ہے کہ مرقعہ پہننے کے بعد دو رکعتین پڑھے اور توبہ کرے اس مذہب کے لئے ثمامہ بن اثال کی حدیث سے حجت پکڑی ہے کہ جب وہ اسلام لائے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ نے انکو غسل کرنے کا حکم دیا مصنفؒ نے کہا کہ جاہل آدمی جب ایسے امر مین دست اندازی کرتا ہے جو اُسکا کام نہین تو کیسا برا معلوم ہوتا ہے ثمامہ کفر کی حالت مین تھے وہ اسلام لائے اور کافر جب اسلام لاتا ہے تو اسپر غسل واجب ہے یہ فقہا کی ایک جماعت کا مذہب ہے جن مین سے احمد بن حنبل بھی ہین باقی رہا دو رکعت نماز پڑھنا اُسکا حکم کسی عالم نے اسلام لانے والیکو نہین دیا ثمامہ کی حدیث مین کہین نماز کا ذکر نہین کہ اسپر قیاس کرلیا جاے اب یہ دو رکعتین بجاس کے کیا کہا جاے کہ بدعت ہے جس کا نام سنت رکھدیا ہی پھر سب سے قبیح تر ابن طاہر کا یہ قول ہے کہ بہت سی سنتین ایسی ہین جو صرف صوفیہ ہی کے لئے خاص ہین کیونکہ وہ سنتین اگر شریعت سے مسنون ہین تو تمام مسلمان ان مین مساوی ہین اور فقہا انکو خوب جانتے ہین صوفیہ کے لئے خاص ہونیکی کیا وجہ ہے اور اگر صوفیہ کی رائے سے ہین تو صرف انہین کے لئے اس وجہ سے مخصوص ہین کہ انہون نے ان کو ایجاد کیا ہے مساکن کے بارے مین صوفیہ پر تلبیس ابلیس کا بیان مصنفؒ نے کہا کہ رباطین بنانے کی نسبت اصل بات یہ ہے کہ اگلے صوفیہ نے رباطون کو اس لیے اختیار کیا تھا کہ تنہائی مین عبادت کرین اور آجکل کے صوفی اگر اپنے ارادے مین ٹھیک بھی ہین تو چند وجوہ سے خطا پر ہین ایک تو انہون نے یہ بنیاد بدعت نکالی ہے اسلام کی بنیاد فقط مسجدین ہین دوسرے انہون نے مسجدون کی ایک نظیر بنالی ہے جسے مسجدون کی جمع ہوتی ہے حالانکہ مسجدون کی طرف قدم اُٹھانیکی فضیلت سے اپنے آپ کو محروم رکھا

والرابع انهم تشبهوا بانفراد النصاری فی الدیر والخامس انهم اخربوا دورهم شبابا واکثرهم محتاج الی النکاح والسادس انهم جعلوا لانفسهم علما یتبین بانهم زهاد فیوجب ذلک زیارتهم والتبرک بهم فان کان قصدهم غیر هذا فانهم قد نبغوا کاذبین الکذبة ومناخا للبطالة واعلاما لاظهار التزهد قد رأینا جمهور المتاخرین منهم مستریحین فی الاربطة مرکنا لمعاشهم متشاغلین بالاکل والشرب والغناء والتنعم بطیبات الدنیا من کل طائم ولا یتورعون من عظائم المکاسب واکثر اربطتهم قد بناها الظلمة ووقفوا علیها الاموال الخبیثة وقد لبس علیهم ابلیس بان سهل الیکم من رزقکم فاسقطوا عن انفسکم کلفة الورع فهمتهم دوران المطبخ والحمام والماء المبرد فاین هذا من الورع الشرعی واین زهد الجنید وهؤلاء اکثر زمانهم ینقضی فی التفکه بالحدیث او زیادة اثناء الدیباج فاذا فاتهم احدهم ادخار اسنة فی زمانه تغلب علیه السوء فقال احدهم قلیل من ربی ولقد بلغنی ان رجلا قرأ القرآن فی ربا ممنوعون قوما وأولهم الحدیث فی بابا فقال لهم لیس هذا موضع ذکر تلبیس ابلیس علی الصوفیة فی الخروج من الاموال والتجرد عنها کما لبس علی اوائل الصوفیة لصدهم عن الزهد فیرهبهم عیش الملا ویخوفهم من شره فیتجردون من الاموال ویجلسون علی بساط الفقر

کلام المعاش

ترجمہ چوتھے انہوں نے نصاریٰ سے مشابہت کی کہ وہ بھی دیروں میں تنہا رہتے تھے بیس یا پچیس بارہ جوان ہونے کے ہیں یا سترہ کے حالانکہ اُن میں سے اکثر کو نکاح کی حاجت ہے چھٹے انہوں نے اپنے لئے مشہور زہد مقرر کیا ہے کہ لوگ زاہد کہکر یاد کریں اس کی وجہ سے لوگ اُن کی زیارت کو آتے ہیں اور اُن سے برکت لیتے ہیں اور اگر اس قوم کا ارادہ ٹھیک نہیں تو انہوں نے جھوٹ کی دوکانیں بنائی ہیں اور بطالت کا گھر تیار کیا ہے اور زہد کے اظہار کو شہرت دی ہے ساتویں متاخرین صوفیہ میں جمہور کو دیکھا ہے کہ معاش کی محنت سے فارغ ہو کر آرام سے رباطوں میں پڑے ہیں کھانے پینے ناچ گانے میں مشغول ہیں ہر ایک فضائل دنیا کے طالب ہیں اور خراج لینے والوں کے ہدیے قبول کرنے میں تقوی نہیں بجالاتے اکثر باطلیں وہ ہیں جنکو اہل ظلم نے بنوایا اور حرام کے مال پر وقف کئے ہیں ابلیس نے ان لوگوں کو فریب دے رکھا ہے کہ جو کچھ تمہارے پاس آئے وہ تمہارا رزق ہے ابتدا ورع و تقوی کی تکلیف اپنے سے ساقط کردی ایسان کی ساری ہمت باورچیخانہ اور حمام اور ٹھنڈے پانی پر مبذول ہے کہاں ہے بشر کی بھوک و کہاں ہے سری کا ورع اور کہاں سے جنید کا زہد اس قوم کی تو یہ حالت ہے کہ اکثر وقت ہنسی مذاق کی باتوں میں کٹتا ہے یا اہل دنیا کی زیارت میں بسر ہوتا ہے جب کسی کو کچھ فراغت ملی تو ذرا صوف کے جبہ میں اپنا سر ڈالدیا یا کچھ سودا کا خلیہ ہوا تو بولا اصاکم عن علی یعنی میرا دل ہمیشہ پروردگار سے حدیث روایت کرتا ہے اور مینے سنا ہے کہ ایک شخص نے رباط میں قرآن شریف پڑھا صوفیہ نے سنکر ترک دنیا اور یہ کہہ لوگ رباط میں حدیث پڑھنے لگے اُنسے کہا گیا کہ یہ جگہ حدیث پڑھنے کی نہیں ہے مال کو چھوڑ دینے اور اس کی علیحدہ ہو جانے کے بارے میں صوفیہ پر تلبیس ابلیس کا بیان۔ اوائل صوفیہ جو زہد و تقوی میں صادق تھے۔ اُن کو شیطان فریب دیتا تھا۔ اور مال کے عیوب اُن پر ظاہر کرتا تھا۔ اور اُس کے شر سے اُن کو ڈراتا تھا۔ لہذا وہ لوگ مال سے علیحدہ ہو جایا کرتے تھے۔ اور بساط فقر پر بیٹھ جاتے تھے۔

وکانت مقاصدھم صالحۃ وافعالھم فی ذلک خطأ لقلۃ العلم فاما الان فقد کفی ابلیس ھذہ المؤنۃ فان اکف کسبھم للاموال ضیاع وعن ابی نصر الطوسی یقول سمعت جماعۃ مشائخ الری یقولون ورث ابو عبد اللہ المقری من ابیہ خمسین الف دینار سوی الضیاع والعقار فخرج عن جمیع ذلک وانفقہ علی الفقراء وقد رأی مثل ھذا من جماعۃ کثیرۃ وھذا الفعل لا لوم صاحبہ اذا کان یرجع الی کفایۃ قد ادخرھا لنفسہ او کانت صناعۃ یستغنی بھا عن الناس وکان المال من شبھۃ فیصدق بہ فاما اذا اخرج المال الحلال کلہ ثم احتاج الی الناس او افتقر عیالہ فھو ما ان یتعرض بہن الاخوان او بصدقاتھم او ان یأخذ من ارباب الظلم والشبھات فھذا الفعل ھو المذموم المنھی عنہ ولست اتعجب من المتزھدین الذین فعلوا ھذا مع قلۃ علمھم انما اتعجب من اقوام لھم علم وعقل کیف حثوا علی ھذا وامروا بہ مع مضادتہ للشرع والعقل نذکر کلام الحارث المحاسبی فی ھذا کلاما طویلا سئل ابو حامد الطبری وغیرہ والکلام عن رسالۃ من ابی حامد کان ابا احمد کاتبہ غیران دخولہ فی التصوف اوجب علیہ نصرۃ ما دخل علیہ ومن کلام الحارث المحاسبی وھذا انما قال بہا المفتون منی زعمہ ان جمع المال الحلال اعلی وافضل من ترکہ فقد ازدیت بجھل صلی اللہ علیہ وسلم والمرسلین وعصا ازدیت بجھل نبینا صلی اللہ علیہ وسلم بنصیحۃ الامۃ اذ نھاھم عن جمع المال وقد علم ان جمعہ خیر لھم

ترجمہ ان حضرات کے مقاصد تو نیک تھے مگر افعال اس باریمین بوجہ کم علمی کے خطا تھے اور اس زمانے مین تو شیطان کو اس محنت سے فراغت ہے کیونکہ صوفیہ کے ہاتھ کسب مال سے خالی ہین ابو نصر طوسی نے کہا کہ مینے مشائخ رے کی ایک جماعت سے سنا تھا کہ ابو عبد اللہ مقری کو اپنے باپ کے ترکہ سے علاوہ اسباب وزمین کے پچاس ہزار دینار وراثت مین ملے وہ تمام جائداد سے الگ ہوگئے اور فقرا کو خیرات کر ڈالی ایسی ہی روایتین ایک جماعت کثیر سے منقول ہین ہم اس فعل کے مرتکب کو ملامت نہین کرتے مگر جبکہ کفایت پر عمل ہو اور اپنے لئے ذخیرہ رکھ چھوڑا ہو یا اس کو کوئی ایسا پیشہ آتا ہو۔ جسکی وجہ سے لوگونکا محتاج نہ ہونا پڑے یا مال مین شبہ تھا لہذا خیرات کر دیا لیکن جبکہ مال حلال سب کا سب نکال ڈالے پھر لوگونکا محتاج ہو یا اُس کے اہل وعیال مفلس ہو جائین تو ایسا شخص یا تو اپنے بھائیون کے احسان اور خیرات کا خواہان ہوگا یا ظالمون اور مشتبہ مال والون سے کچھ حاصل کریگا یہ فعل بیشک مذموم وممنوع ہے مجکو ان زاہدون پر تعجب نہین آتا جنھون نے بوجہ کم علمی کے ایسا کیا بلکہ تعجب تو صرف اُن لوگون پر ہے جو علم وعقل رکھتے ہین انہون نے کیونکر اس فعل کی ترغیب دی اور باوجود شرع وعقل کے خلاف ہونے کے کسطرح اس کا حکم کیا حارث محاسبی نے اس بارے مین کلام طویل ذکر کیا ہے۔ اور ابو حامد طوسی نے اُس کی تائید کی ہے میرے نزدیک ابو حامد کی نسبت اس امر مین حارث معذور ہے کیونکہ ابو حامد بہت بڑے فقیہ تھے مگر افسوس کہ تصوف مین پڑجانیکی وجہ سے اُنپر تصوف کی حمایت وامداد لازم آگئی حارث محاسبی نے اس بارے مین جو کچھ لکھا ہے منجملہ اس کے ایک مقام پر یون لکھتے ہین آنمفتون جسکو تیرا خیال ہے کہ مال حلال کا جمع کرنا اس کے چھوڑ دینے سے اعلی وافضل ہے تو گویا تو نے محمد صلعم ودیگر انبیاء کو عیب لگایا اور یہ سمجھا کہ رسول اللہ صلعم نے جو مال جمع کرنے سے امت کو منع فرمایا تو اُن کی خیر

وزعمت ان الله تعالى لم ينظر لعبد حين نهاه عن جمع المال وقد علم ان جمعه خير لهم وما ينفعك الاحتجاج بمال الصحابة ودين عوف في القيامة ان لو يرث من الدنيا الا قوتا قال ولقد بلغني انه لما توفي عبد الرحمن بن عوف قال ناس من اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم انا نخاف على عبد الرحمن فيما ترك فقال كعب سبحان الله وما تخافون على عبد الرحمن كسب طيبا وانفق طيبا فبلغ ذلك اباذر فخرج مغضبا برحيله كيما فمه بلحي بعير فاخذه بيده ثم انطلق يطلب كعبا فقيل لكعب ان اباذر يطلبك فخرجها حتى دخل على عثمان فاستغاث به واخبره الخبر فاقبل ابوذر يقتص الاثر في طلب كعب حتى انتهى الى ار عثمان فلما دخل قام كعب فجلس خلف عثمان هاربا من ابي ذر فقال له ابو ذر هيه يا بن اليهودية تزعم ان لا باس بما ترك عبد الرحمن بن عوف لقد خرج رسول الله صلى الله عليه وسلم يوما فقال الا اكثرون هم الاقلون يوم القيامة الا من قال هكذا وهكذا ثم قال يا اباذر وانت تريد الاكثر وانا اريد الاقل فرسول الله يريد هذا وانت تقول يا بن اليهودية لا باس بما ترك عبد الرحمن بن عوف كذبت وكذب من قال هذا لم يرد عليه حرفا حتى خرج قال الحارث فهذا عبد الرحمن في فضله يوقف في عرصة القيامة

ترجمہ اور یہ سمجھا کہ اللہ تعالیٰ نے جو اپنے بندوں کو مال جمع کرنے سے ممانعت فرمائی تو اُن کا کچھ لحاظ نہ کیا حالانکہ وہ خوب جانتا تھا۔ کہ بندوں کے حق میں مال جمع کرنا بہتر ہے یاد رکھ کہ صحابہ کے مال سے حجت پکڑنا تیرے لئے کچھ مفید نہیں قیامت کے دن عوف ارزو کریں گے کہ کاش دنیا میں بقدر کفاف ہی ملا ہوتا مجھکو حدیث پہونچی ہے کہ جب عبد الرحمن بن عوف نے وفات پائی۔ تو اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں سے کچھ لوگ باہم کہنے لگے کہ ہم کو اس قدر ترکہ چھوڑ جانے سے عبد الرحمن کے حق میں خوف ہے کعب رضی اللہ عنہ بولے کہ سبحان اللہ عبد الرحمن کے حق میں کس بات کا خوف ہے انہوں نے پاک طریقہ سے مال کمایا اور پاک جگہ خیرات کیا کعب کا یہ قول ابوذر کو معلوم ہوا غضبناک ہوکر کعب کی تلاش میں نکلے رستے میں اونٹ کی ہانکنے کی لکڑی پڑی پائی اُسکو ہاتھ میں اٹھالیا اور کعب کو ڈھونڈنے لگے کسی نے کعب سے جاکر کہا کہ ابوذر تمہاری تلاش میں ہیں کعب بھاگ کر حضرت عثمان کے پاس فریادی آئے اور تمام قصہ بیان کیا ابوذر بھی تلاش کرتے کرتے کعب کے نشان قدم پر حضرت عثمان کے مکان تک پہونچے جب اندر داخل ہوئے تو کعب ڈر کے مارے اُٹھکر حضرت عثمان کے پیچھے جا بیٹھے ابوذر اُن سے بولے اے یہودیہ کے بیٹے ذرا کھڑا تو رہ کیا تو یہ خیال کرتا ہے کہ عبد الرحمن بن عوف نے جو اس قدر ترکہ چھوڑا ہے اُس کا کچھ ڈر نہیں دیکھ ایک دفعہ رسول اللہ صلعم باہر تشریف لائے اور فرمایا کہ قیامت کے دن جو زیادہ مالدار ہوں گے وہ زیادہ محتاج ہوں گے۔ مگر ایک وہ شخص جس نے مال داہنے ہاتھوں سے اپنا مال لٹایا ہوگا پھر فرمایا اے ابوذر تو تونگری چاہتا ہے اور میں افلاس کا خواہاں ہوں غرض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم محتاجی چاہتے ہیں اور اے یہودیہ کے بیٹے تو یوں کہتا ہے کہ عبد الرحمن بن عوف نے جو کچھ چھوڑا اُسکا کوئی ڈر نہیں تو جھوٹا ہے اور جو ایسا کہے وہ جھوٹا ہے کعب نے ان باتوں کا کچھ جواب نہ دیا حتی کہ ابوذر چلے گئے حارث کہتا ہے کہ یہ عبد الرحمن بن عوف تھا دیکھو فضل کمال کے میدان قیامت میں

لبسبب کسبہ من حلہ للتعفف وبصنائع المعروف فیمنع من السبق الی الجنۃ مع الفقراء المہاجرین وصار یحبوا فی اثارہم وقد کانت الصحابۃ اذا لم یکن عندہم شئ فرحوا وانت تفرح المال وتجمعہ خوفا من الفقر وذلک من سوء الظن باللہ وقلۃ الیقین بضمانہ وکفی بہ اثما وعسلک تجمع المال لنعیم الدنیا وزہرتہا ولذاتہا وقد بلغنا ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال من اسف علی دنیا فاتتہ قرب من النار مسیرۃ سنۃ وانت تاسف علی ما فاتک غیر مکترث بقربک من عذاب اللہ ویحک انی لک ناصح اراک ان تقنع بالبلغۃ ولا تجمع المال لاعمال البر فقد بعض اہل العلم عن الرجل یجمع المال لاعمال البر فقال ترکہ ابرمنہ وبلغنا ان بعض خیار التابعین سئل عن رجلین احدہما طلب الدنیا حلالا فاصابہا فوصل بہا رحمہ وقدم لنفسہ والاخر جانبہا ولم یطلبہا ولم یدرہا فایہما افضل فقال بعد اللہ ما بینہما الا ان ہذا جانبہا افضل کما بین مشارق الارض ومغاربہا قال المصنف ہذا کلہ کلام الحارث المحاسبی ذکرہ ابو حامد وشیدہ وقواہ بحدیث ثعلبۃ فانہ اعطی المال فمنع الزکوۃ قال ابو حامد فمن راقب احوال الانبیاء والاولیاء واقوالہم لم یشک فی ان فقد المال افضل من وجوہ وان ضم الی الخیرات

ترجمہ اس وجہ سے کہ عفت کے لئے طریق حلال سے مال حاصل کیا اور نیک راہ میں لگایا لہذا فقراء مہاجرین کے ساتھ جنت کی طرف سبقت جانے سے یہ شخص رہ گیا بلکہ ان کے پیچھے پیچھے گھسٹنوں کے بل چلیں گے صحابہ رضی اللہ عنہم کی یہ حالت تھی کہ جب ان کے پاس کچھ نہ ہوتا تھا تو خوش ہوتے تھے اور تیرا حال ہے کہ ذخیرہ رکھتا ہے اور افلاس کے ڈر سے مال جمع کرتا ہے حالانکہ یہ حرکت گویا خدا کے ساتھ سوء ظن اور اس کے رزق کا ضامن ہونے پر یقین نہ لانا ہے اس سے بڑھکر اور کیا گناہ ہوگا اور ممکن ہے کہ تو دنیا کی زیب و زینت اور لذت و فراغت کے لئے مال جمع کرے ہم کو حدیث پہنچی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص دنیا کی فوت شدہ چیز پر افسوس کرے گا وہ ایک سال بھر کی راہ دوزخ سے قریب ہو جائیگا تیری کیفیت یہ ہے کہ ذرا سی چیز کے فوت ہو جانے پر افسوس کرتا ہے اور عذاب الٰہی سے نزدیک ہوتی پروا نہیں کرتا ہے وائے ہو تجھ پر بھلا کیا تو اپنے زمانے میں حلال کو پاتا ہے جس طرح صحابہ نے پایا اور دنیا میں حلال کمانا ہے جس کو تو جمع کر کے دیکھ میں تجھکو سمجھاتا ہوں جس قدر تم سے ہو سکے اسی پر قناعت کر اور اعمال نیک کے لئے مال جمع نہ کر بعض اہل علم سے کسی نے اس شخص کی نسبت سوال کیا جو اچھے کاموں کے لئے مال جمع کرتا ہے جواب دیا کہ ترک کر دینا سب سے اچھا کام ہے اور ہم نے سنا ہے کہ کسی بزرگ تابعی سے دو شخصوں کے بارے میں سوال کیا گیا ایک نے حلال طریقہ سے دنیا طلب کی اس کو حاصل ہوئی اس نے صلہ رحم کیا اور اپنے لئے آخرت کا سامان کیا اور دوسرے نے دنیا سے علیحدگی اختیار کی نہ اسکو طلب کیا نہ صرف کیا ان دونوں میں کون افضل ہے جواب دیا کہ دونوں میں فرق ہے جو شخص دنیا سے علیحدہ رہا وہ دوسرے سے اس قدر افضل ہے جتنا مشرق و مغرب میں فاصلہ ہے مصنف نے کہا یہاں تک سب کا سب حارث کا کلام ہے ابو حامد نے اس کا ذکر کیا ہے اور تائید کی ہے اور ثعلبہ کی حدیث سے اس کلام کو قوت دی ہے کہ ثعلبہ کو مال ملا تو اس نے زکوۃ نہیں دی ابو حامد نے کہا کہ جو کوئی انبیاء و اولیاء کے احوال اقوال پر غور کریگا اس کو اس بارہ میں کچھ شک نہ رہیگا کہ مال کے ہونے سے اس کا نہ ہونا افضل ہے اگرچہ اچھے کاموں میں کیوں نہ

اذا قل ما فیه اشتغال اللهم بصلاحه عز ذکرك فینبغی للمرء ان یخرج عن ماله حتی لا یبقی له الا قدر ضرورته
فما بقی لهم درهم یلتفت الیه قلبه فهو محجوب عن الله تعالی قال المصنف وهذا کله خلاف الشرع والعقل اذ
فهم المراد بالمال فصل فی رد هذا الکلام اما شرف المال فان الله تعالی عظیم قدره وامر بحفظه اذ جعله قواما
للاد میالشریف فهو شریف فقال تعالی ولا تؤتوا السفهاء اموالکم التی جعل الله لکم قیاما ونهی عز وجل ان
یسلم المال الی غیر رشید فقال فان انستم منهم رشدا فادفعوا الیهم اموالهم وقد صح عن رسول الله صلی الله
علیه وسلم انه نهی عن اضاعة المال وقال لسعد لان تترك ورثتك اغنیاء خیر لك من ان تترکهم عالة یتکففون
الناس وقال ما نفعنی مال کمال ابی بکر وعن عمرو بن العاص قال بعثت الی رسول الله صلی الله علیه وسلم فقال خذ
ثیابك وسلاحك ثم ائتنی فاتیته فقال انی ارید ان ابعثك علی جیش فیسلمك الله ویغنمك وارغب لك من المال رغبة صالحة
فقلت یا رسول الله ما اسلمت من اجل المال ولکنی اسلمت رغبة فی الاسلام فقال یا عمرو نعم ما بالمال الصالح للمرء الصالح وعن انس بن
مالك ان رسول الله صلی الله علیه وسلم دعا له بکل خیر وکان فی آخر دعائه ان قال اللهم اکثر ماله وولده وبارك له

الصالح
نعم المال الصالح الرجل

ترجمہ کیونکہ کم از کم اتنا ضرور ہوگا کہ مال کی اصلاح کے نزدیک پڑکر ذکر الٰہی سے اُس کا دل بطرف ہو جائیگا لہذا مرید کو چاہئے کہ مال سے علیحدہ ہو جائے حتی کہ بقدر ضرورت اپنے پاس رکھے جبتک اُس کے پاس ایک درم بھی باقی رہیگا جس کی طرف اُس کا دھیان جائیگا وہ اللہ سے محجوب رہیگا مصنف نے کہا کہ یہ سب باتیں عقل و شرع کے خلاف ہیں اور سمجھ کا قصور ہے کہ مال سے کیا مراد ہے فصل (کلام مذکور کے رد میں) مال کا شرف تو ہمیں سے ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اُس کا ذکر بہ عظیم فرمایا۔ اور اُس کی محافظت کا حکم دیا کیونکہ اُس کو آدمی کے لئے باعث قیام بنایا ہے اور آدمی شریف ہے جو چیز شریف کے لئے باعث قیام وحیات ہے وہ بھی ضرور شریف ہے لہذا اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ولا تؤتوا السفہاء اموالکم التی جعل اللہ لکم قیاما یعنی تم اپنے مال جنکو اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے باعث قیام قرار دیا ہے بیوقوفوں کو مت دو اور نیز اللہ عزوجل نے ناسمجھ آدمی کو مال سپرد کرنے سے منع فرمایا چنانچہ ارشاد ہوا فان انستم منہم رشدا فادفعوا الیہم اموالہم یعنی جب تم یتیموں کو دیکھو کہ اچھی طرح سمجھ آگئی تو اُن کے مال اُن کو دیدو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح طور پر ثابت ہے کہ آپنے مال ضائع کرنے سے منع فرمایا۔ اور سعد کو ارشاد فرمایا کہ تمہارے لئے اپنے وارثوں کو خوشحال چھوڑنا اس سے بہتر ہے کہ اُن کو ایسی حالت میں چھوڑ جاؤ کہ محتاج ہو کر لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلاتے پھریں اور نیز آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ مجھکو ابوبکر کے مال سے بڑھکر کسی کے مال نے نفع نہیں پہونچایا عمرو بن عاص کہتے ہیں کہ مجھکو رسول اللہ صلعم نے بلوا بھیجا اور فرمایا کہ کپڑے پہنکر اور ہتھیار سجکر میرے پاس آؤ میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ارشاد فرمایا کہ میں تم کو ایک لشکر پر حاکم کر کے بھیجتا ہوں خدا تعالیٰ تم کو سالم رکھیگا۔ اور غنیمت عطا فرمائے گا نیک نیتی کے ساتھ جس قدر جی چاہے مال لے لینا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں کچھ مال کی خواہش سے اسلام نہیں لایا بلکہ اسلام کی محبت سے مسلمان ہوا ہوں فرمایا اے عمرو اچھا مال اچھے آدمی کے لئے بہت بہتر ہتا ہے انس بن مالک کہتے ہیں کہ آنحضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیر و برکت کی دعا کی اور دعا کے آخری الفاظ یہ تھے کہ خدایا انس کو مال اور اولاد زیادہ عطا فرما اور اس میں برکت دے

وعن عبد الله بن كعب بن مالك قال سمعت كعب بن مالك يحدث حديث توبته قال فقلت يا رسول الله ان من توبتي ان انخلع من مالي صدقة الى الله تعالى والى رسوله فقال امسك بعض مالك فهو خير لك قال المصنف هذه الاحاديث مخرجة في الصحاح وهي على خلاف ما تعتقد المتصوفة من ان اكثار المال حجاب وعقوبة وان حبسه ينافي التوكل ولا ينكر انه يخاف من فتنه وان خلقا كثيرا اجتنبوه لخوف ذلك وان جمعه من وجهه لغرض وسلامة القلب من الافتتان به تبعد واشتغال القلب مع وجوده بذلك الاخرة يسير ولهذا خيف فتنة فاما كسب المال فان من افتقر على كسب لبلغة من حلها فذلك امر لا بد منه واما من قصد جمعه والاستكثار منه من الحلال نظرنا في مقصوده فان قصد نفس المفاخرة والمباهاة فبئس المقصود وان قصد اعفاف نفسه وعائلته وادخر لحوادث زمانه وزمانهم وقصد التوسعة على الاخوان واغناء الفقراء وفعل المصالح اثيب على قصده وكما جمعه بهذه النية افضل من كثير من الطاعات وقد كانت في خلق كثير من الصحابة في جمع المال سلامة لحسن مقاصدهم بجمعه فخر صوا عليه ولولا زيادة وعد بن عمر ان رسول الله صلى الله عليه وسلم اقطع الزبير حضرة فرسه ما رضي يقال المايريد فاجرى الفرس حتى قام ثم رمى سوطه فقال اعطوه حيث بلغ السوط

ترجمہ عبید اللہ بن کعب بن مالک نے کہا کہ میں نے کعب بن مالک سے سنا اپنا توبہ کرنے کا قصہ بیان کرتے تھے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ میری توبہ یہ ہے۔ کہ اپنا مال خدا اور رسول کے لئے خیرات کر دوں ارشاد فرمایا کہ کچھ مال اپنی پاس رہنے دو یہ تمہارے حق میں بہتر ہے مصنف نے کہا یہ مذکور شدہ حدیثیں صحاح میں موجود ہیں اور صوفیہ کے عقیدہ کے خلاف ہیں کہ وہ کہتے ہیں مال کا زیادہ ہونا حجاب اور عذاب ہے اور مال کا رکھ چھوڑنا توکل کے منافی ہے اس امر کا تو انکار نہیں کیا جا سکتا کہ مال جمع کرنے میں فتنہ کا خوف ہے۔ اور اسی لئے جماعت کثیر نے مال سے پرہیز کیا ہے اور اس سے بھی انکار نہیں ہو سکتا کہ حلال طریقے سے مال کا جمع کرنا بہت کم ہوتا ہے۔ اور اس کے فتنہ سے دل کا سلامت رہنا بعید ہے اور باوجود مال کے آخرت کی یاد میں دل کا مشغول ہونا شاذ و نادر ہے اور اسی وجہ سے مال کے فتنہ کا خوف ہوا کرتا ہے باقی رہا مال کا حاصل کرنا تو بات یہ ہے کہ جس شخص کو ذریعہ حلال سے بقدر کفاف حاصل کرنے کی احتیاج ہے تو ویسا امر ہے جو ضروری ہے اور جس شخص کا مقصود طریق حلال سے مال جمع کرنا اور بڑھانا ہو تو ہم اس کے مقصود پر غور کریں گے اگر صرف فخر اور بڑائی چاہتا ہے تو بہت برا مقصود ہے اور اگر اپنی اور اہل و عیال کی عفت چاہتا ہے اور آئندہ زمانے کی آفتوں کے لئے ذخیرہ رکھتا ہے اور یہ چاہتا ہے کہ ہمایوں کی امداد کرے فقیروں کو خوش کرے نیک کاموں کو سرانجام دے تو اس کے قصد پر اس کو ثواب ملیگا۔ اور اس نیت سے اس کا جمع کرنا بہت سی عبادتوں سے افضل ہوگا صحابہ رضی اللہ عنہم کی نیتیں مال جمع کرنے میں خلل سے پاک تھیں کیونکہ ان کے مقاصد نیک تھے لہذا اس کی حرص کی برائی چاہی ابن عمر کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زبیر کے لئے ان کے گھوڑے کا حصہ ایک زمین مقرر فرمائی جس کو برید کہتے ہیں حضرت زبیر نے اپنا گھوڑا دوڑایا حتی کہ دوڑتے دوڑتے کھڑا ہو گیا تو حضرت زبیر نے اپنا کوڑا آگے تک پھینکا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ نے فرمایا کہ جہاں تک زبیر کا کوڑا پہونچا ہے وہیں تک ان کو زمین کا دو۔

وكان سعد بن عبادة يدعو فيقول اللهم وسّع عليّ وقال المصنف وابلغ من هذا ان يعقوب عليه السلام لما قال له بنوه نزداد كيل بعير مال الى هذا وارسل ابن يامين معهم وان شعيبا طمع في زيادة ما يناله فقال فان اتممت عشرا فمن عندك وان ايوب لما عوفي مر عليه جراد من ذهب فاخذ يثني ثوبه يستكثر منه فقيل له اما تشبع قال يا رب ومن يشبع من فضلك وهذا امر مركوز في الطبائع فاذا اقتصد به الخير كان خيرا محضا واما كلام المحاسبي فمقام يدل على الجهل بالعلم وقوله ان الله نهى عباده عن جمع المال وان رسول الله صلى الله عليه وسلم نهى امته عن جمع المال فهذا محال انما نهى عن سوء القصد بالجمع او عن جمع من غير حله وما ذكره من حديث كعب وابي ذر فمحال من وضع الجهال وخوصحته عنه الحقه بالقول وقد روى بعض هذا وان كان طريقه لا يثبت وعن مالك ان عبد الله الرمادي يحدث عن ابي ذر انه قال جاء يستاذن على عثمان فاذن له وبيده عصى فقال فقال عثمان يا كعب ان عبد الرحمن توفي وترك مالا فما ترى فيه فقال ان كان يصل فيه حق الله فلا بأس فرفع ابو ذر عصاه فضرب كعبا وقال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول

ترجمہ سعد بن عبادہ دعا مانگا کرتے تھے اور کہا کرتے تھے کہ خداوندا مجکو فراخدستی عطا فرما مصنف نے فرمایا اس سے بڑھکر وہ ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام سے جب اُن کے بیٹوں نے آکر کہا۔ ونزداد کیل بعیر یعنی ایک اونٹ اناج کا اور زیادہ لیںگے تو حضرت یعقوب بھی اُو ہر مائل ہوگئے ابن یامین کو اُن کے ساتھ بھیجدیا اور حضرت شعیب نے اپنے نفع لینے میں زیادتی کی طمع کی چنانچہ حضرت موسیٰ سے کہا فان اتممت عشرا فمن عندک یعنی اگر تم دس برس پورے بکریاں چراؤگے تو تمہاری عنایت ہے اور حضرت ایوب علیہ السلام جب شفا پا چکے تو ایک سونے کی ٹڈی اُن کے پاس سے گذری وہ اپنی چادر اُس کے پکڑنیکو پھیلانے لگے تاکہ زیادہ مال ہو جائیں ارشاد ہوا کہ اے ایوب کیا تو اب سیر نہیں ہوا عرض کیا اے پروردگار تیرے فضل سے کس کا پیٹ بھرتا ہے غرضکہ مال جمع کرنا ایک ایسا امر ہے جو طبیعتوں میں رکھا گیا ہے جب اُس سے مقصود خیر ہو تو وہ بھی خیر محض ہوگا محاسبی کا جو کچھ اس بارہ میں کلام ہے وہ سراسر خطا ہے جو شریعت سے واقف نہونے پر دلالت کرتا ہے محاسبی کا یہ قول کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو مال جمع کرنے سے منع فرمایا ہے دروغ محض ہے بلکہ اس بات سے منع فرمایا ہے کہ مال جمع کرنے سے برا مقصود ہو یا ناجائز طریقے سے جمع کیا جاے اور کعب ابوذر رضی کی حدیث بقول کی بربالکل جھوٹ اور جاہلوں کی بنائی ہوئی ہے چونکہ محاسبی سے اس حدیث کی صحت مخفی رہی لہذا اس کو ان بیچارے اس کے بعض الفاظ روایت بھی کیے گئے ہیں مگر اس کا طریقہ کوئی ثابت نہیں ہوتا مالک بن عبداللہ رمادی نے ابوذر سے روایت کی کہ وہ حضرت عثمان کے مکان پر آئے اور اندر آنیکی اجازت لی حضرت عثمان نے اجازت دیدی اسوقت ان کی ہاتھ میں لاٹھی تھی انمیں حضرت عثمان نے کعب سے پوچھا کہ اے کعب عبدالرحمن انتقال کر گئے ہیں مال چھوڑ گئے تمہاری کیا رائے ہے کیا اس مال میں سے اللہ کا حق ادا کرتے رہے تو کچھ ڈر نہیں ہے اس پر ابوذر نے اپنی لاٹھی اوٹھائی اور کعب کے ماری اور کہا۔ کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔ فرماتے تھے +

ما احب لو ان هذا الجبل ذهبا انفقه وتيقبل مني اذ خلفني ست اواقي انشد لك الله يا عثمان
اسمعت ثلاث مرات قال نعم قال المصنف وهذا الحديث لا يثبت وابن طهيعة مطعون فيه
قال يحيى لا يحتج بحديثه والصحيح في التاريخ ان اباذر توفي سنة خمس وعشرين وعبد الرحمن
توفي سنة اثنتين وثلثين فقد عاش بعد ابي ذر سبع سنين ثم لفظ ما ذكروه مزحد يثهم يدل على
ان حديثهم موضوع ثم كيف تقول الصحابة انا نخاف على عبد الرحمن او ليس الاجماع منعقدا على اباحة
جمع المال من حلة فما وجه الخوف مع الاباحة او ياذن الشرع في شئ ثم يعاقب عليه هذا قلة فهم
وفقه ثم ينكرون ابن ذر على عبد الرحمن وعبد الرحمن خير من ابي ذر بما لا يتقارب ثم تعلقه بعبد الرحمن
وحمله على انه لم يسر سيرة الصحابة فاقد خلف طلحة ثلثمائة بهار في كل بهار ثلثمائة قنطار بدينار
ومائتي الف وخلف ابن مسعود تسعين الفا واكثر الصحابة كسبوا الاموال وخلفوها ولم ينكر احد منهم على احد واما قوله ان عبد
الرحمن يحبو حبوا يوم القيامة فهذا دليل على انه ما يعرف الحديث فان هذا كان منا ما ولیس هو في اليقظة واعوذ بالله ان
يحبو عبد الرحمن في القيمة افترى من يسبق وهو من العشرة المشهود لهم بالجنة ومن اهل بدر والشورى

ترجمہ کہ یہ احد کا پہاڑ اگر میرے لئے سونا بن جائے میں اُس کو خدا کی راہ میں صرف کردں اور وہ میری خیرات مقبول ہو جائے تو جب تک میں
میں پسند نہیں کرتا کہ اُس میں سے چھ اوقیہ کے برابر چھوڑ کر وفات پاؤں یہ کہکر ابوذر نے تین بار کہا کہ اے عثمان میں تم کو خدا کی قسم دیتا ہوں کہ
تم نے یہ حدیث سنی ہے حضرت عثمان سے۔ جواب یہ کہ ابن مصنف نے کہا یہ حدیث ثابت نہیں اس کے راوی ابن ابن لہیعہ مطعون ہے
پہلے کہتے ہیں کہ ابن لہیعہ کی حدیث قابل حجت نہیں اور تاریخ سے صحیح طور پر ثابت ہے کہ ابوذر نے سنہ پچیس ۲۵ ہجری میں انتقال کیا اور
عبدالرحمن نے سنہ تینتیس ۳۳ ہجری میں رحلت کی لہذا عبدالرحمن بعد ابوذر کے سات برس زندہ رہے علاوہ ازیں اس حدیث کے الفاظ
دلالت کرتے ہیں کہ موضع بیع پھر کیونکر صحابہ کہہ سکتے ہیں کہ بکو عبدالرحمن پر خوف ہے کیونکہ الاجماع ثابت نہیں کہ حلال طریقہ سے مال جمع کرنا مباح
ہے باوجود مباح ہونے کے خوف کی کیا وجہ ہے کیا شریعت ایسا ہی کرتی ہے کہ کسی چیز کی اجازت دے اور پھر اسپر عذاب کرے یہ سب ناسمجھی و کم علمی کی باتیں
ہیں۔ پھر یہ دیکھنا چاہئے کہ عبدالرحمن پر ابوذر انکار کرتے ہیں حالانکہ ابوذر سے عبدالرحمن افضل ہیں اس لئے کہ وہ ایسے معروف نہیں پھر اُن کا
ایک اکیلے عبدالرحمن کے پیچھے پڑ جانا دلالت کرتا ہے کہ اُنہوں نے صحابہ کا رویہ اختیار نہیں کیا طلحہ رضی اللہ عنہ اپنے بعد تین سو بہار چھوڑ گئے
ہر بہار میں تین تین قنطار تھی بہار بوجھ کو کہتے ہیں (ہر تین سو رطل کا ہوتا ہے اور ایک قنطار ایک ہزار دو سو اوقیہ کا ہوتا ہے) زبیر رضی
کا مال پانچ کروڑ دو لاکھ کا تھا۔ ابن مسعود نے نوے ہزار چھوڑ کر انتقال کیا۔ اکثر صحابہ رضی اللہ عنہم نے مال حاصل کیا اور چھوڑ گئے کسی نے
اسپر اعتراض نہیں کیا محاسبی کا یہ قول کہ عبدالرحمن فلاں فلاں کے دن گھٹنوں کے بل چلیں گے اس کی دلیل ہے کہ وہ حدیث نہیں جانتے کیونکہ یہ قصہ
خواب کا تھا بیداری میں ایسا نہیں فرمایا اور خدا کی پناہ جب عبدالرحمن جیسے صحابی قیامت میں گھٹنوں کے بل چلیں گے تو پھر وہ کون
جائیگا حالانکہ عبدالرحمن اُن دس صحابہ میں سے ہیں جن کے لئے زندگی میں جنت کی شہادت دے دی گئی اور اہل بدر اور اہل شوریٰ سے ہیں

ثم الحدیث بروایۃ عمارۃ بن زاذان وقال البخاری بما اضطرب حدیثہ وقال احمد بن حنبل عن انس احادیث مناکیر وقال ابو حاتم الرازی لا یحتج بہ وقال الدارقطنی ضعیف عن انس قال بینما عائشۃ فی بیتہا سمعت صوتا فی المدینۃ فقالت ما ھذا فقالوا عیر لعبد الرحمن بن عوف قدمت من الشام یحمل من کل شیء قال وکانت سبعمائۃ بعیر فارتجت المدینۃ من الصوت فقالت عائشۃ سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول قد رأیت عبد الرحمن بن عوف یدخل الجنۃ حبوا فبلغ ذلک عبد الرحمن فقال ان استطعت لادخلنہا قائما فجعلہا بأقتابہا واحمالہا فی سبیل اللہ عز وجل وقولہ ترک المال الحلال افضل من جمعہ لیس کذلک بل متی صح القصد فجمعہ افضل بلا خلاف عند العلماء والحدیث الذی ذکرہ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من اسف علی دنیا فاتت عال ما قالہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قط وقولہ ھل تجد فی درھمک حلالا فیقال لہ وما اللہ اصاب الحلال والنبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول الحلال بین والحرام بین اتری یرید بالحلال وجود خبیثۃ خرجت من المعدن او تقلبت فی شبہۃ ھذا بعید ما طوی لبنا بہ بل لو باع المسلم یوما کان یتمنی حلالا بلا شک ھذا افتی الفقہاء واعجبنی سکوت الجماعۃ بل لنصرتہا حتی فکیف یقول ان فقد المال افضل من وجودہ

ترجمہ۔ پھر حدیث جو محاسبی نے روایت کی۔ وہ بروایت عمارہ بن زاذان ہے۔ اور بخاری کہتے ہیں کہ اکثر اوقات زاذان کی حدیث مضطرب ہوتی ہے احمد نے کہا کہ زاذان حضرت انس سے منکر حدیثیں روایت کرتے ہیں ابو حاتم رازی نے کہا کہ زاذان قابل حجت نہیں دارقطنی نے کہا کہ زاذان ضعیف ہیں انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک بار حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اپنے گھر میں بیٹھی تھیں۔ یکایک کچھ آواز سنی پوچھا یہ کیا ہے لوگوں نے کہا کہ عبد الرحمن بن عوف کا قافلہ شام سے آیا ہے جو ہر قسم کا اسباب تجارت لایا ہے انس کہتے ہیں کہ سات سو اونٹ تھے تمام مدینہ آواز سے گونج اٹھا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے فرماتے تھے کہ میں نے عبد الرحمن بن عوف کو خواب میں دیکھا ہے کہ جنت میں گھٹنوں کے بل چل کر داخل ہوتے ہیں یہ خبر عبد الرحمن کو ملی کہنے لگے کہ اگر مجھ سے ہو سکا۔ تو بہشت میں کھڑا ہو کر داخل ہونگا۔ یہ کہکر وہ تمام اونٹ مع ان کے پالانوں اور اسباب کے خدا کی راہ میں دیدیئے **محاسبی** کا یہ قول کہ مال حلال کا چھوڑ دینا اس کے جمع کرنے سے افضل ہے غلط ہے ایسا ہرگز نہیں بلکہ جب قصد صحیح ہو تو علماء کے نزدیک بلا خلاف جمع کرنا افضل ہے اور یہ حدیث جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ جو شخص دنیا کی فوت شدہ چیز پر افسوس کریگا محض دروغ ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی ایسا نہیں فرمایا اور محاسبی کا یہ مقولہ کہ دنیا میں حلال کہاں رہا ہے ہم پوچھتے ہیں کہ آج کچھ ٹھیک طور پر حلال کیا چیز ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو فرماتے ہیں۔ کہ حلال بھی ظاہر ہے اور حرام بھی ظاہر ہے کیا حلال سے یہ مراد ہے کہ سعد کے کوئی دفینہ ملے جسمیں کچھ شک و شبہ نہ ہو حالانکہ یہ بہت دور کی بات ہے اور ہم سے اس کی باز پرس نہ ہوگی۔ بلکہ اگر مسلمان کوئی چیز یہودی کے ہاتھ بیچ ڈالے تو نیت سے حلال ہوگی یہی فتوی فقہا کا ہے۔ مجھ کو تعجب اس امر کا ہے کہ ابو حامد نے سکوت کیا۔ بلکہ محاسبی کے قول کی وہ کیونکر کہتے ہیں۔ کہ گو مال نیک کاموں میں صرف کیا جاوے۔ پھر بھی اس کا نہ ہونا ہونے سے افضل ہے؟

وان حکی الخیرات ولو ادعی الاجماع علی خلاف هذا الصحیح ولکن الصواب غیر فتواه وعن المروزی قال سمعت رجلا یقول انی کفایة فقال الزم السوق تصل به الرحم ویعوده وقوله ینبغی للرجل ان یخرج من ماله قد بینا انه ان کان حراما او فیه شبهة او ان تقنع بالیسیر او بالکسب له ان یخرج منه والا فلا وجه لذلک واما تخلیة فاضرة المال انما البخل بالواجب واما الانبیاء فقد کان لابراهیم زرع ومال ولشعیب لغیره وکان سعید بن المسیب یقول لا خیر فیمن لا یبطل المال یقضی به دینه ویصون عرضه فان مات ترکه میراثا لمن بعده وخلف ابن المسیب اربعة دینار وقد ذکرنا ما خلفت الصحابة وقد خلف سفیان الثوری مائتین وکان یقول المال فی هذا الزمان سلاح وما نال السلف یعد فی المال ویجعون للنوائب ولعائلة الفقراء وانما تعافاه قوم منهم ایثارا للتشاغل بالعبادات وجمع آخرون بالیسیر ولو قال هذا القائل ان التقلل منه اولی وارجح لکان صادقا ولکنه زاحم بمرتبة الاثم فصل واعلم ان الفقر مرض فمن ابتلی بمرض یثاب علی صبره ولهذا یدخل الفقراء الجنة قبل الاغنیاء بخمس مائة عام لکمال صبرهم علی البلاء والمال نعمة والنعمة تحتاج الی شکر والغنی وان تعب خالصا لکن الفقیر کالمجاهد والفقیر کالمعتزل فی زاویه وقد ذکر ابو عبد الرحمن السلمی فی کتاب سنن الصوفیة باب کراهیة ان یخلف الفقیر شیئا فذکر بسنده ان احد مات من اهل الصفة وخلف دینارین فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم کیتان

ترجمہ اگر حماد اس کے برخلاف اجماع ہونے کا دعوی کریں درست ہے لیکن صحاب اُن کے فتوی کے خلاف ہے محاسبی کا یہ قول کہ مرد کو چاہیئے اپنے مال سے جدا ہوجائے اس بارے میں ہم بیان کر چکے کہ اگر مال حرام یا مشتبہ ہو یا انسان تھوڑے مال پر یا اپنے کسب پر قناعت کر سکے تو اُس کو جائز ہے کہ اپنے مال سے علیحدہ ہوجائے ورنہ کوئی اس کی وجہ نہیں باقی رہا ثعلبہ کا قصہ تو اُسکو مال نے ضرر نہیں پہنچایا بلکہ مال پر بخل کرنا اس کے لئے مضر ہوا اور رہے انبیا علیہ السلام ان کا یہ حال تھا کہ حضرت ابراہیم و شعیب علیہ السلام کے پاس مال تھا سعید بن مسیب کہا کرتے تھے کہ جو شخص مال نہیں پیدا کرتا وہ خیر نہیں مال سے قرض ادا کرے اپنی آبرو بچاوے اگر مرجاوے تو اپنے بعد والوں کے لئے میراث چھوڑ جائے ابن مسیب چار سو دینار ترکہ میں چھوڑ گئے تھے اور صحابہ نے جو جو ترکہ چھوڑا ہے وہ ہم ذکر کر چکے سفیان ثوری نے دو سو ترکہ میں چھوڑے اور کہا کرتے تھے کہ اس زمانہ میں مال ایک ہتھیار ہے سلف ہمیشہ مال کی تعریف کرتے رہے اور زمانے کی آفتوں اور محتاجوں کی اعانت کے لئے مال جمع کرتے رہے ہاں البتہ ان میں سے بعض نے اس لئے مال سے علیحدگی اختیار کی کہ عبادات میں مشغول رہیں اور دلجمعی حاصل رہے لہذا تھوڑے پر قناعت کی اگر حارث محاسبی یوں کہتے کہ تھوڑا مال رکھنا بہتر ہے تو ایک بات تھی مگر وہ تو اس کو گناہ کا مرتبہ قرار دیتے ہیں فصل جاننا چاہیئے کہ محتاجی ایک مرض ہے جو شخص اس میں مبتلا ہوا اور صبر کیا اسکو اس صبر کا ثواب ملیگا اسی لئے محتاج لوگ امیروں سے پانسو برس پیشتر جنت میں داخل ہوں گے کیونکہ وہ بلا پر صابر رہے اور مال ایک نعمت ہے اور نعمت کے لئے شکر ضروری اور مال جمع کرنے میں محنت اٹھانا ہے اور اپنے آپ کو کاروبار میں مشغول رکھنا ہے بمنزلہ مفتی اور مجاہد کے ہے اور محتاجی ایسی ہے جیسے کوئی شخص ایک گوشے میں الگ بیٹھا ہے ابو عبد الرحمن سلمی نے کتاب سنن الصوفیہ میں ایک باب باندھا ہے جسمیں ذکر کیا ہے کہ فقیر کے لئے کچھ چھوڑنا مکروہ ہے حدیث میں ہے کہ اہل صفہ میں سے ایک صحابی نے دو دینار چھوڑ کر انتقال کیا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جہنم کے دو داغ ہیں +

قال المصنف وهذا الحجاج من لم يفهم الحال فان ذلك الفقير كان يراعي الفقراء في اخذ الصدقة ويمسك كان معه فلذلك قال كيتان ولكان المكروه نفس ترك المال لما قال النبي صلى الله عليه وسلم لسعد لان تترك ورثتك اغنياء خير لك من ان تذرهم عالة يتكففون الناس ولما كان احد من الصحابة يخلف شيئا وقد قال عمر رضي الله عنه حث رسول الله صلى الله عليه وسلم على الصدقة فجئت بنصف مالي فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم ما ابقيت لاهلك قلت مثله فلم ينكر عليه رسول الله صلى الله عليه وسلم قال ابن جرير الطبري وفي هذا الحديث دليل على بطلان ما يقوله جهلة المتصوفة انه ليس للانسان ادخار شئ في بيوته لغده وان فاعل ذلك قليل اسباء الظن بربه ولم يتوكل عليه حق التوكل قال ابن جرير فلذلك قوله عليه السلام اتخذوا الغنم فانها بركة فيه دلالة على ان ما قاله من ذم من المتصوفة انه لا يصح لعبد التوكل على ربه الا ان يصبح ولا شئ عنده من عين ولا عرض وبمسي كذلك لا ترغيب لاهل رسول الله صلى الله عليه وسلم لانه لم يجتمع قوت سنة فصل وقد خرج اقوام من اموالهم الطيبة ثم عافا يتعرضون بالاوساخ ويطلبون لان عاجة الانسان لا ينقطع والعاقل يعد للمستقبل وهؤلاء مثلهم في اخراج المال عند اية تزهر هم مثل من روى في طريق مكة فبدد الماء الذي معه وعن جابر بن عبد الله قال قدم ابو حصين السلمي

ترجمہ مصنف نے کہا کہ اس حدیث سے حجت لانا اس شخص کا کام ہے جو حقیقت حال نہیں سمجھتا کیونکہ یہ صحابی جو انتقال کر گئے تھے اُن کا یہ کام تھا کہ صدقہ لینے میں فقیروں سے مزاحمت کیا کرتے تھے اور جو اپنے پاس تھا اُسے رکھ چھوڑا لہذا فرمایا کہ جہنم کے دو داغ ہیں اور اگر نفس مال ہی مکروہ ہوتا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سعد سے نہ فرماتے کہ تمہارے لئے اپنے وارثوں کو خوشحال چھوڑ جانا اس سے بہتر ہے کہ اُن کو ایسی حالت میں چھوڑ جاؤ کہ لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلاتے ہیں اور نیز صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے کوئی اپنے بعد کچھ نہ چھوڑ جاتا عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایکبار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقہ کی ترغیب دی میں اپنا آدھا مال لے آیا آپ نے فرمایا اے عمر مال بچوں کے لئے کس قدر باقی رکھا ہے میں نے عرض کیا جتنا لایا ہوں اتنا ہی چھوڑ آیا ہوں یہ سنکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر پر انکار نہیں فرمایا **ابن جریر** طبری کہتے ہیں کہ اس حدیث میں دلیل ہے اس قول کے باطل ہونے پر جو جاہل صوفیہ کہتے ہیں کہ انسان کو نچا بیٹھے کل کے لئے آج کچھ شئی ذخیرہ رکھے اور کہتے ہیں کہ ایسا کرنیوالا اپنے پروردگار کے ساتھ سوء ظن رکھتا ہے اور اُسپر کما حقہ توکل نہیں کرتا ابن جریر نے کہا کہ اسی لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا کہ تم بکریاں پالو کیونکہ اُن میں برکت ہے دلالت کرتا ہے اس قول کے فاسد ہونے پر جو بعض صوفیہ کا خیال ہے کہ جو بندہ اپنے رب پر توکل رکھتا ہے اس کے لئے یہی بات شایان ہے کہ صبح و شام میں کسی وقت کچھ مال اور روپیہ پیسہ کے پاس نہ ہو کیا تم نہیں جانتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کس طرح اپنی ازواج مطہرات کے لئے سال بھر کا رزق ذخیرہ رکھتے تھے **فصل** کچھ لوگ ایسے ہیں جو اپنے پاک مالوں سے علیحدہ ہو گئے اور پھر صدقے جو لوگوں کی میل کچیل ہیں طلب کرنے لگے اور اُن میں پڑ گئے کیونکہ انسان کی حاجت منقطع نہیں ہوتی اور عاقل آدمی آیندہ کے لئے سامان کیا کرتا ہے اور ایسے زاہدین اپنا مال جو علیحدہ کر ڈالتے ہیں ان کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی شخص مکہ کے راستے میں پانی سے بھرا ہوا گیا لہذا جو پانی اپنے ہمراہ لایا تھا اس کو پھینکدیا **جابر بن عبد اللہ** کہتے ہیں کہ ابو حصین

یذهب من معدن فقصدی دینا کان علیه وفضل معه مثل بیضة الحمامة فاتی بها رسول الله صلی الله علیه وسلم فقال یا رسول الله ضم هذه حیث اراك الله او حیث رأیت قال فجاءه عن یمینه فاعرض عنه ثم جاءه عن یساره فاعرض عنه ثم جاءه من بین یدیه فنکبی رسول الله صلی الله علیه وسلم رأسه فلما اکثر علیه اخذها من یده فحذفه بها لو اصابته لعقرته ثم قال علیه رسول الله صلی الله علیه وسلم فقال یعمد احدکم الی ماله فیتصدق به ثم یقعد فیتکفف الناس انما الصدقة عن ظهر غنی او ابدأ بمن تعول وقد رواه ابوداؤد فی سننه من حدیث محمد بن لبید عن جابر بن عبد الله قال کنا عند رسول الله صلی الله علیه وسلم اذ جاءه رجل بمثل البیضة بیضة من ذهب فقال یا رسول الله اصبت هذه من معدن فخذها فهی صدقة ما املك غیرها فاعرض عنه رسول الله صلی الله علیه وسلم ثم اتاه من قبل رکنه الایمن فقال مثل ذلك فاعرض عنه ثم اتاه من قبل رکنه الایسر فاعرض عنه رسول الله صلی الله علیه وسلم ثم اتاه من خلفه فاخذها رسول الله صلی الله علیه وسلم فحذفه بها فلو اصابته لاوجعته او لعقرته فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم یاتی احدکم بما یملك فیقول هذه صدقة ثم یقعد فیتکفف الناس خیر الصدقة ما کان من ظهر غنی

وفی روایة اخری خذ عنا مالك لا حاجة لنا به

ترجمہ اپنی معدن میں سے کچھ سونا نکال لائے اس سے اپنا قرضہ ادا کیا جس میں سے کبوتر کے انڈے کے برابر بچ رہا اسکو لیکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا۔ یارسول اللہ اس کو جہاں مصلحت خیال فرمائیے کام میں لائیے آپ نے کہا کہ ابو حصین دہنی جانب سے گئے آپ نے منہ موڑ لیا پھر بائیں طرف سے آئے آپ نے منہ پھیر لیا پھر سامنے سے حاضر ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سر مبارک جھکا لیا جب انہوں نے آپ کو بہت تنگ کیا تو آپ نے وہ سونا اس کے ہاتھ سے پھینک دیا اگر لگ جاتا تو اُن کی آنکھ پھوٹ جاتی پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُن کی طرف متوجہ ہو کر فرمانے لگے کہ تم میں سے بعض کی یہ حالت ہے کہ اپنا سارا مال خیرات کر ڈالتے ہیں پھر بیٹھکر لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلاتے ہیں دیکھو صدقہ تو بعد فراغ اہل کے ہوا کرتا ہے اور پہلے اپنے اہل وعیال کو دینا چاہئے **ابوداود** نے اس حدیث کو بروایت محمد بن لبید اپنے سنن میں ذکر کیا ہے کہ جابر بن عبداللہ نے کہا ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں تھے اتنے میں ایک شخص مانند انڈے کے برابر سونا لے کر آیا اور عرض کی یارسول اللہ مجکو یہ سونا اپنے قبیلہ کی معدن سے ملا ہے اس کو صدقہ کرتا ہوں اور میرے پاس اس کے سوا کوئی مال نہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سنکر منہ پھیر لیا پھر وہ شخص دہنی جانب سے آیا آپ نے اعراض فرمایا پھر بائیں طرف سے آکر اسی طرح کہنے لگا آپ نے روگردانی فرمائی پھر پشت مبارک کی طرف سے سامنے آیا آپ نے اس سے وہ سونے کا ٹکڑا لیکر پھینک مارا اگر اس کے لگ جاتا تو آزار پہونچاتا یا کوئی عضو بیکار ہو جاتا پھر فرمایا تم لوگوں میں سے بعض کا قاعدہ ہے کہ جو کچھ انکی پاس ہوتا ہے سب لے آتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ خیرات ہے پھر محتاج ہو کر بیٹھ رہتے ہیں اور لوگوں کے سامنے بھیک مانگنے کو ہاتھ پھیلاتے ہیں دیکھو بہترین صدقہ وہ ہے جو اپنی فارغ البالی کے بعد ہو ایک روایت میں یوں آیا ہے کہ آپ نے اس شخص سے فرمایا اپنا مال ہمارے سامنے سے لیجاؤ ہمکو اسکی کچھ حاجت نہیں

وروی ابوداؤد من حدیث ابی سعید الخدری قال دخل رجل المسجد فامر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان یطرحوا ثیابا وطرحوا فامر لہ منہا بثوبین ثم حث علی الصدقۃ فجاء فطرح احد الثوبین فصاح بہ فخذ ثوبک وقال المصنف ونقلت من خط ابی الوفاء بن عقیل قال قال ابن شاذان دخل جماعۃ من الصوفیۃ علی الشبلی فانفذ الی بعض الیاسیر لیسئلہ مما ینفقہ علیہم فرد الرسول وقال یا بابکر انت تعرف الحق فہلا طلبت منہ فقال للرسول ارجع الیہ قل لہ الدنیا سفلۃ اطلبہا من سفلۃ مثلک واطلب الحق من الحق فبعث الیہ مائۃ دینار قال ابن عقیل ان کان انفذ الیہ المائۃ الدینار علی الابتداء من ہذا الکلام القبیح وامنۃ اللہ لقد اکل الشبلی الخبیث من الرزق واطعمہ اضیافہ فصل وقد کان لبعضہم بضاعۃ فانفقہا وقال اریدان یکون نفسی الا باللہ وہذا قلۃ فہم لانہم یضمنون ان التوکل قطع الاسباب واخراج الاموال وقال اخبرنا القزاز قال اخبرنا الخطیب قال اخبرنا ابونعیم الحافظ قال اخبرنا جعفر الجلدی فی کتابہ قال سمعت الجنید یقول دخلت علی ابی یعقوب الزیات بابہ فی جماعۃ من اصحابہ فقال ما کان لکم شغل فی اللہ عزوجل یشغلکم عن المجیء الی فقلت اذا کان مجیئنا الیک شغلتنا بہ فلم ننقطع عنہ فسألتہ عن مسئلۃ التوکل فاخرج درہما کان عندہ ثم قال ہذا بنی فاعط التوکل حقہ ؛

ترجمہ ابوداود نے حضرت ابوسعید خدری سے روایت کیا کہ ایک آدمی مسجد میں داخل ہوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں سے فرمایا کہ کچھ کپڑے خیرات کریں لوگوں نے کچھ کپڑے دیئے اُن کپڑوں میں سے آپ نے دو کپڑے اُس آدمی کو عنایت فرمائے پھر سب کو صدقہ کی ترغیب دی اُس آدمی نے بھی دونوں میں سے ایک کپڑا اوتار کر صدقے میں ڈالا آپ نے بآواز بلند اُس سے فرمایا کہ تو اپنا کپڑا لے لے مصنف نے کہا میں نے خود ابوالوفا ابن عقیل کے ہاتھ کا لکھا ہوا دیکھا کہ ابن شاذان کہتے ہیں صوفیہ کی ایک جماعت شبلی کے پاس گئی شبلی نے ایک تونگر آدمی کے پاس کسی کو بھیجا کہ اُن کے کہلانے کے لئے کچھ اس سے مانگ لا اس تونگر نے قاصد کو واپس کیا اور کہلا بھیجا کہ اے ابوبکر تم تو خدا کے عارف ہو اُسی سے کیوں نہیں مانگ لیتے شبلی نے قاصد سے کہا کہ اُس سے جاکر کہو دنیا ایک مغلبہ چیز ہے اس کو تجھ ایسے سفلے سے طلب کرتا ہوں اور حق سے تو حق ہی کا طالب ہوں یہ سنکر اُس نے سو دینار بھیجدیئے ابن عقیل کہتے ہیں کہ اگر شروع ہی میں اس کلام قبیح سے پیشتر وہ تونگر سو دینار بھیجدیتا تو کچھ نہ تھا لیکن اب تو شبلی نے ناپاک رزق کھایا اور اپنے مہمانوں کو کھلایا فصل بعض صوفیہ کے پاس کچھ سرمایہ تھا انہوں نے سب خیرات کر ڈالا اور کہنے لگے ہم اپنے آپکو صرف خدا کے حوالے کرتے ہیں حالانکہ یہ کم فہمی ہے کیونکہ یہ لوگ گمان کرتے ہیں کہ اسباب سے قطع تعلق کرنا اور مال کو علیحدہ کر دینا ہی توکل ہے غرض ہمارے نے ہم سے کہا کہ مجھ سے خطیب نے بیان کیا کہ مجھ سے ابونعیم حافظ نے جو کی مجھ سے جعفر جلدی نے اپنی کتاب میں روایت کی کہ جنید سے سنا کہتے تھے کہ میں ایک بار ابویعقوب زیارت کے دروازے پر اُن کے اصحاب کی جماعت میں جاکر کھڑا ہوا وہ بولے کہ تم لوگوں کو خدا تعالیٰ کے ساتھ یہ شغل کیوں نہیں جو تم کو میرے پاس آنے سے باز رکھے میں نے جواب دیا کہ جب ہمارا آپ کے پاس آنا گویا خدا کے ساتھ شغل ہے تو خدا سے ہم نے قطع تعلق کہاں کیا اس کے بعد میں نے اُن سے توکل کے بارے میں ایک مسئلہ دریافت کیا انہوں نے پہلے ایک درم نکالا جو اُن کے پاس تھا پھر مجھکو جواب دیا اور کہا حق توکل کا بیان کیا +

ثم قال استحییہ من اللہ تعالیٰ ان اجیبک وعندک شیٔ قال المصنف قلت لو فہم ھؤلاء معنی التوکل وانہ ثقۃ القلب باللہ تعالیٰ لا اخراج صور المال ما قالوا ھذا ولکن قل فہمہم وقد کان سادات الصحابۃ والتابعین متجرون ویجمعون الاموال وما قال مثل ھذا احد منہم وقد روینا عن ابی بکر الصدیق انہ قال حین امر فترک الکسب لاجل شغلہ بالخلافۃ فمن این اطعم عیالی وھذا القول منکر عند الصوفیۃ یخرجون قائلہ من التوکل وکذلک ینکرون علی من قال ھذا الطعام یضرنی وقد رووا فی ذلک حکایۃ عن ابی طالب الرازی یقول حضرت مع اصحابنا فی موضع فقدموا الینا فقالوا الی کل فقلت لا اکل فانہ یضرنی فلما کان بعد اربعین سنۃ صلیت یوما خلف المقام ودعوت اللہ تعالیٰ وقلت اللھم انک تعلم انی ما اشرکت بک طرفۃ عین فسمعت ھاتفا یھتف بی یقول وما قال المصنف وھذہ الحکایۃ واللہ اعلم بصحتہا واعلم ان من یقول ھذا ایضا لا یرید ان ذلک الضرر بفعلہ انما یرید انہ سبب الضرر کما قال الخلیل علیہ السلام انھن اضللن کثیرا من الناس وقد صح عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال ما انفعنی مال کالبکر وقولہ انفعنی مقابل القول القائل ما ضرنی وصح عنہ انہ قال ما زالت اکلۃ خیبر تعادنی حتی الان حین قطعت ابہری وقد ثبت انہ لا رتبۃ اوفی من رتبۃ النبوۃ

یدخرون — لترک — فقالوا

ترجمہ پھر بولے کہ مجکو اللہ تعالیٰ سے حیا آتی اس بارے مین کہ تم کو جواب دون اور میرے پاس کچھ مال ہو مصنف نے کہا کہ اگر یہ لوگ توکل کے معنی سمجھتے کہ توکل کہتے ہین خدا تعالیٰ پر دل کے وثوق رکھنے کو۔ نہ اس کو کہ مال علیحدہ کر دیا جاوے تو ایسا نہ کہتے مگر کیا کرین انکی سمجھ ہی کم ہے بڑے بڑے صحابہ و تابعین ذخیرہ رکھا کرتے تھے اور مال جمع کیا کرتے تھے اُن مین سے کسی نے ایسا نہین کیا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی نسبت ہم روایت کر چکے کہ جب خلیفہ ہوے اور خلافت کے کاروبار کی وجہ سے اپنا کسب چھوڑ دیا تو فرمانے لگے کہ پھر مین اپنے بال بچونکو کہان سے کھلاؤن حالانکہ صوفیہ کے نزدیک منکر ہے اور اس طرح کہنے والے کو توکل سے خارج کرتے ہین اور اسی طرح اُس شخص پر بھی انکار کرتے ہین جو یون کہے کہ فلان کھانا مجکو نقصان پہونچائیگا اس بارے مین ابوطالب الرازی سے ایک حکایت نقل کرتے ہین انہون نے کہا کہ مین اپنے اصحاب کے ساتھ ایک مقام پر پہنچا اوہان کے لوگ دودھ لیکر آئے اور مجھ سے کہنے لگے کہ یہ دودھ پی لو مینے کہا کہ مین دودھ نہین پیونگا کیونکہ دودھ مجکو نقصان پہونچاتا ہے اس واقعہ کو چالیس برس کا زمانہ گذر گیا ایک روز مینے مقام ابراہیم کے پیچھے نماز پڑہی اور اللہ تعالیٰ سے دعا کی اور عرض کیا کہ خداوندا تو جانتا ہے کہ مینے کسی لمحہ مین تیرے ساتھ شرک نہین کیا یکایک مین نے سُنا کہ ایک ہاتف مجکو آواز دیتا ہے کہ بھلا کیا دودھ کا زہر بھی شرک نہین کیا مصنف نے کہا خدا جانے یہ حکایت کہانتک صحیح ہے جاننا چاہئے کہ جو شخص یون کہتا ہے کہ فلان چیز مجکو ضرر پہونچاتی ہے تو اُس کی مراد یہ نہین ہوتی کہ خود وہ چیز ضرر کی فاعل ہے بلکہ وہ یہ معنی رکھتے ہین کہ وہ چیز ضرر کا سبب ہے کیا نہین دیکھتے کہ حضرت خلیل نے کہا انہن اضللن کثیرا من الناس یعنی ان بتون نے بہت سے لوگون کو گمراہ کر دیا اور صحیح طور پر رسول اللہ صلعم نے یہ فرمایا کہ نفع نہین دیا مجھکو کسی مال نے جتنا کہ نفع پہونچایا اور صحیح طور پر وارد ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ مجھ کو خیبر کے زہر آلود لقمے کا اثر ہمیشہ مدت معینہ کے بعد اثر دکھاتا رہا حتے کہ اب میرے دل کی رگین کاٹ ڈالین یہ امر ثابت ہو چکا ہے۔ کہ نبوت کے رتبہ سے بڑہ کر کوئی رتبہ کامل اور پورا نہین ✦

وقد نسب النفع الی المال والضر الی الطعام فالتحاشی عن سلوك طریقة تعاطی علی الشریعة فلا یلتفت الی الخیال بان من هذا شانه فصل قال المصنف وقد بینا انه کان اوائل الصوفیة یخرجون من اموالهم زهدا فیها وذکرنا انهم قصدوا بذلك الخیر الا انهم غلطوا فی هذا الفعل کما ذکرنا فی مخالفتهم بذلك الشرع والعقل واما متاخروهم فقد مالوا الی الدنیا وجمع المال من ای وجه کان ایثارا للراحة وحبا للشهوات فمنهم من یقعد علی الکسب ولا یعمل ویجلس فی الرباط او المسجد ویعتمد علی صدقات الناس وقلوبهم معلقة بطوارق البلاء ومعلوم ان الصدقة لا تحل لغنی لا الذی مرة سوی ولا یبالون من بعث الیهم فربما بعث الظالم والماکس فلم یرد ولا وقد وضعوا بینهم ذلك کلمات منها تسمیة ذلك بالفتوح ومنها انه من الله فلا یرد علیه ولا یشکر سواه وهذا کله خلاف الشریعة وجهل بها وعلی ما کان السلف الصالح علیه فان النبی صلی الله علیه وسلم قال الحلال بین والحرام بین وبینهما مشتبهات فمن ترکها استبرأ لدینه وقد قال ابوبکر الصدیق من اکل الشبهة وکان الصالحون لا یقبلون عطاء ظالم ولا من فی ماله شبهة وکثیر من السلف یقبل صلة الاخوان عفافا وتنزها وعن ابی بکر المروزی قال ذکرت عند ابی عبد الله رجلا من المحدثین فقال رحمه الله ای رجل کان لولا خلة واحدة

ترجمہ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نفع کو مال کیطرف اور ضرر کو کھانے کی جانب منسوب فرمایا۔ اب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریق سے کنارہ کشی کرنا شریعت پر دست درازی ہے لہذا جو شخص اس قسم سے بیہودہ بکے اس کے بہتان کی طرف توجہ نہ کی جائیگی فصل مصنف نے کہا کہ ہم ذکر کر چکے کہ اوائل صوفیہ اپنے مال سے بوجہ زہد و ورع کے علیحدہ ہو جایا کرتے تھے اور یہ بھی بیان کر چکے کہ ان بزرگوں کا مقصود خیر تھا لیکن اپنی اس حرکت میں غلطی پر ضرور تھے چنانچہ ان کی مخالفت میں ہم شرع و عقل کا تذکرہ لا چکے باقی رہے متاخرین صوفیہ وہ دنیا اور مال جمع کرنے کی طرف مائل ہیں خواہ کسی صورت سے ہو وجہ یہ ہے کہ یہ لوگ راحت کو اختیار کئے ہوئے ہیں اور شہوت سے محبت رکھتے ہیں ان میں بعض ایسے ہیں جو کسب پر قادر ہیں اور عمل میں نہیں لاتے رباط یا مسجد میں بیٹھکر لوگوں کی خیرات پر بھروسا کرتے ہیں اور ان کا دل ہر وقت اس بات میں لگا رہتا ہے کہ کوئی آدمی آکر دروازہ کھٹکھٹائے خوب معلوم ہے کہ مرد غنی اور پوری قوت والے کے لئے صدقہ لینا جائز نہیں اور یہ لوگ کچھ پرواہ نہیں کرتے خواہ کوئی صدقہ بھیجے اکثر اوقات ظلم کرنے والے جو نکی لینے والے صدقہ بھیجتے ہیں اس کو رد نہیں کرتے اور اس بارے میں باہم کچھ کلمات مقرر کئے ہیں ایک یہ ہے کہ اس کا نام فتوح رکھا ہے دوسرے یہ کہ یہ خدا کی طرف سے ہے لہذا خدا کا عطیہ رد نہیں کیا جا سکتا اور اس کے سوا کسی کا شکر نہ کرنا چاہیے حالانکہ یہ سب باتیں خلاف شریعت اور جہالت کی ہیں اور سلف صالحین کے طریقے کے برخلاف ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حلال بھی ظاہر ہے اور حرام بھی ظاہر ہے ان دونوں کے درمیان مشتبہات ہیں جس نے ان کو چھوڑ دیا اس نے اپنا دین پاک کیا ابوبکر صدیق کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مشتبہ چیز کے کھانے سے منع فرمایا صالحین کا قاعدہ تھا کہ ظالم اور مشتبہ مال والے کا ہدیہ قبول نہ کرتے تھے اکثر سلف کا یہ حال تھا کہ عفت اور تنزہ کے خیال سے اپنے بھائیوں کا صلہ قبول فرماتے تھے ابوبکر مروزی نے کہا میں نے ابو عبداللہ سے ایک محدث کا تذکرہ کیا سنکر بولے کہ خدا اس پر رحم کرے اگر ایک عادت انمیں نہ ہوتی تو کیا

ثم سکت ثم قال لیس کل الحلال یکلمها الرجل فقلت له الیس کان صاحب سنة قال لعمری لقد کتبت عنه ولکن خلة واحدة کان لا یبالی من اخذ قال المصنف ولقد بلغنا ان بعض الصوفیة دخل علی بعض الامراء الظلمة فوعظه فاعطاه شیئا ففتیله فقال الامیر کلنا صیاد وانما الشباک یختلف ثم این هؤلاء من الآفة من الذل للدنیا فان النبی صلی الله علیه وسلم قال الید العلیا خیر من الید السفلی والید العلیا المعطیة هکذا فسره العلماء وهو الحقیقة وقد تأوله بعض القوم فقال العلیا هی الآخذة قال ابن قتیبة لا اری هذا الا تاویل قوم استطابوا السوال فهم یحتالون للدناءة فصل قال المصنف ولقد کان اوائل الصوفیة ینظرون فی حصول الاموال من ای وجه ویفتشون عن مطاعمهم وسئل احمد بن حنبل عن سری فقال الشیخ المعروف بطیب الطعمة وقال سری صحبت جماعة الی الغزو فاکترینا دارا فنصبت فیها تنورا فتورعوا ان یاکلوا من خبز ذلک التنور فاما من یرمی فقد تجده من صوفیة زماننا من کونهم لا یبالون من این اخذوا فانه یعجب ولقد دخلت بعض الربط فسألت عن شیخه فقیل لی قد مضی الی الامیر فلان یهنیه بخلعة قد خلعت علیه وکان ذلک الامیر من کفار الظلمة فقلت ویحکم ما کفاکم ان فتحتم الدکان

ترجمہ یہ کہکر خاموش ہو رہے پھر کہنے لگے کہ تمام خصلتوں کو انسان کامل طور پر حاصل نہیں کر سکتا مینے اُن سے کہا کیا وہ محدث صاحب سنت نہیں رہا بولا کہ اپنی جان کی قسم مینے خود اُن سے حدیث لکھی ہے لیکن ایک عادت اُن مین یہ تھی کہ کچھ پرواہ نہ کرتے تھے جس سے چاہتے تھے لے لیتے تھے مصنف کہتے ہین کہا ہم نے سُنا ہے کہ کوئی صوفی کسی امیر کے پاس گیا جو ظالم تھا اُس کو نصیحت کی اُس نے کچھ دیا صوفی نے لے لیا امیر کہنے لگا کہ ہم سب لوگ شکاری ہین مگر جال مختلف ہین علاوہ اس بیان مذکورہ کے ہم کہتے ہین کہ دنیا کے واسطے ذلت اٹھانے سے ان لوگون کی غیرت کہان جاتی رہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اوپر کا ہاتھ نیچے کے ہاتھ سے بہتر ہے اوپر کے ہاتھ سے مراد دینے والا ہے علمانے اس کے یہی معنی بیان کیے ہین اور یہی تفسیر حقیقی ہے بعض صوفیہ نے اس کی تاویل کی ہے کہ اوپر کا ہاتھ لینے والے کا ہے ابن قتیبہ نے کہا یہ تاویل میرے نزدیک فقط ان لوگون کی ہے جو بھیک مانگنے کو عمدہ جانتے ہین لہذا وہ دون ہمتی کے محتاج ہین فصل مصنف کہتے ہین کہا اوائل صوفیہ مال کے حاصل ہونے پر غور کیا کرتے تھے کہ کس صورت سے آتا ہے۔ اور اپنے کھانے کی تفتیش کیا کرتے تھے احمد بن حنبل سے کسی نے سری سقطی کی نسبت سوال کیا جواب دیا۔ کہ وہ بزرگ طیب الطعمہ یعنی پاک حلال کھانے والے مشہور ہین سری کہتے ہین ایک مرتبہ جہاد مین میرا اور ایک جماعت کا ساتھ ہوا ہم نے کرایہ پر ایک مکان لیا اس مین مینے ایک تنور لگایا وہ لوگ ورع کے خیال سے اس تنور کی روٹی نہ کھاتے تھے صوفیہ حال کے زمانے والے جو دیکھ پڑتے ہین انہون نے نیا شیوہ اختیار کر رکھا ہے کچھ پرواہ نہین کرتے کہ کہان سے مال حاصل کیا ہے یہ امر تعجب خیز ہے خود ایک بار ایک رباط مین داخل ہوا دریان کے شیخ کو دریافت کیا معلوم ہوا کہ فلان امیر کو خلعت ملنے کی مبارکباد دینے کے لئے اُس کے پاس گئے ہین یہ امیر اہل کفر و ظلم سے تھا مینے سنکر کہا وائے ہو تم پر یہ تمہارے لئے کافی نہ تھا کہ دوکان کھول رکھی ہے ۔

حتی تطوفون علی رؤسکم بالسلع یقعد احدکم عن الکسب مع قدرته معولا علی الصدقات والصلات ثم لا یکفیه حتی یاخذ من کان تولا یکفیه حتی یدل وعلی الظلمة فیستعطی منهم ویفیهم وبلبس لباسهم ولایة کلا علی فیها والله انکم اخوف علی الاسلام من کل مضرة فصل قال المصنف وقد صار جماعة من اشیاخهم یجمعون المال الحاصل من الشبهات ثم یقتسمون فمنهم من یدعی الزهد مع کثرة ماله وحرصه علی الجمع وهذه الدعوی مضادة للحال ومنهم من یظهر الفقر مع جمعه المال واکثر هؤلاء یضیقون علی الفقراء باخذ الزکوة ولا یعطون لهم ذلک وقد کان ابو الحسن البسطامی شیخ رباط ابن الحمبان یلبس الصوف ویقصده الناس یتبرکون به فمات فخلف اربعة الاف دینار وقال المصنف وهذا فوق الصبر وقد صح عن النبی صلی الله علیه وسلم ان رجلا من اهل الصفة مات فخلف دینارین فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم کیتان ذکر تلبیس ابلیس علی الصوفیة فی لباسهم قال المصنف لما سمع اوائل القوم النبی صلی الله علیه وسلم کان یرقع ثوبه وانه قال لعائشة رضی الله عنها لا تخلعی ثوبا حتی ترقعیه وان عمر بن الخطاب کان فی ثوبه رقاعا وان اویسا القرنی کان یلتقط الرقاع من المزابل فیغسلها فی الفرات ثم یخیطها فیلبسها اختاروا للرقعات ولقد ابعدوا فی القیاس فان رسول الله صلی الله علیه وسلم واصحابه کانوا یؤثرون البذاذة

ترجمہ اب امیروں کے پاس بھی جانے لگے تاکہ وہاں کمزوشی کریں تم لوگ باوجود قدرت کے صدقوں اور ہدیوں پر تکیہ کرکے بیٹھ رہتے ہو پھر اس پر بھی اکتفا نہ کرکے جس سے ملے لے لیتے ہو پھر اس پر بھی کفایت نہیں کرتے حتی کہ ظالموں کے پاس مانگتے پھرتے ہو۔ اور ان کو اس پوشاک پر جو جائز نہیں اور اس حکومت پر جس میں انصاف نہیں مبارکباد دیتے ہو خدا کی قسم تم اسلام کے لئے سب ضرر رساں سے بڑھکر ضرر رساں ہو **فصل** مصنفؒ نے کہا صوفیہ کے شیوخ میں سے ایک جماعت کا یہ حال ہے کہ مال مشتبہ جمع کرتے ہیں پھر اس جماعت کی قسمیں ہیں بعض تو باوجود کثرت مال اور جمع کرنے کی حرص کے زہد کا دعوی کرتے ہیں حالانکہ یہ دعوی ظاہری حالت کے خلاف ہوتا ہے اور بعض باوجود مال جمع کرنے کے فقر و افلاس کا اظہار کرتے پھیں اور اکثر یہ لوگ زکوۃ کا مال لے کر فقیروں کا حق مارتے ہیں حالانکہ زکوۃ لینا ان کو جائز نہیں **ابو الحسن بسطامی** جو ابن حمبان کی رباط کے شیخ تھے صوف پہنا کرتے تھے لوگ دور سے اُن کے ملنے کو آتے اور اُن سے برکت لیتے تھے جب انتقال کیا تو چار ہزار دینار چھوڑے **مصنفؒ** نے کہا یہ نہایت قبیح بات ہے **صحیح** طور پر مروی ہے کہ اہل صفہ میں سے ایک شخص نے انتقال کیا اور دو دینار چھوڑے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جہنم کے دو داغ ہیں **لباس** کے بارے میں **صوفیہ** پر تلبیس ابلیس کا بیان **مصنفؒ** نے کہا اوائل صوفیہ نے جب سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لباس مبارک میں پیوند لگایا کرتے تھے اور عایشہ سے آپ نے فرمایا جب تک پیوند نہ لگایا کرو کپڑا جدا نہ کیا کرو اور حضرت عمر رضی اللہ کے لباس میں پیوند لگے تھے اور اویس قرنی گھورے پر سے پیوند چنا کرتے تھے اُن کو رات میں دھوتے پھر سی کر پہنتے تھے لہذا ان لوگوں نے پیوند لگے لباس اختیار کرنے کے حالانکہ اپنے اس قیاس کرنے میں یہ لوگ بہت دور جا پڑے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اصحاب رضی اللہ عنہم پرانے حالمیں پسند فرماتے تھے

ویعرضون عن زینة الدنیا زهدا وکان اکثر هم یفعل هذا لاجل الفقر کما روینا عن مسلمة بن عبد الملک انه دخل علی عمر بن عبد العزیز وعلیه قمیص سنج فقال لامرأته فاطمة اغسلی قمیص امیر المؤمنین فقالت والله ما له قمیص غیره فاما اذا لم یکن هذا للفقر وقصد البذاذة فماله معنی **فصل قال المصنف** فاما صوفیة زماننا فانهم یعمدون الی الثوبین او ثلثة کل واحد منها لون فیجعلونها خرقة ویلفقونها فیجتمع ذلک الثوب وصفین الشهوة والشهرة فان لبس مثل هذه المرقعات اشتهی عند خلق کثیر من الدیباج وبها یشتهر صاحبها انه من الزهاد فاترهم یصیرون بصورة الرقاع کما السلف کذا اقل ظنوا فان ابلیس قد لبس علیهم قال انتم صوفیة لان الصوفیة کانوا یلبسون المرقعات وانتم کذلک آثرهم ما علموا ان التصوف معنی لا صورة وهو لا عتق فانتم النسبة فی الصورة والمعنی اما الصورة فان القدماء کانوا یرتدون ضرورة ولا یقصدون التحسن بالمرقع واما المعنی فان اولئک کانوا اعلما زیادة زهد **فصل قال المصنف** ومن هؤلاء المزورین من اراد التشبه بالصوفیة وصعب علیهم البذاذة فلبس الصوف تحت الثیاب ویلوح بکمه حتی یری لباسه هذا الصریح **ومنهم** من یلبس الثیاب اللینة علی جسده ثم یلبس الصوف فوقها وهذا نفاق مکشوف **وجاء** آخرون فارادوا التشبه بالصوفیة وصعب علیهم البذاذة

ترجمہ اور بوجہ زہد و تقوے کے دنیا کی زینت سے مونہہ موڑتے تھے۔ اور اکثر بزرگوار تو محتاجی کے سبب سے ایسا کرتے تھے چنانچہ مسلمہ ابن عبد الملک سے مروی کہ وہ عمر بن عبد العزیز کے پاس گئے دیکھا تو ایک میلا کرتا پہنے ہوے ہیں۔ ان کی بیوی فاطمہ سے کہا کہ امیر المؤمنین کا کرتا دھو ڈالو وہ بولیں کہ خدا کی قسم ان کے پاس بجز اس ایک کرتے کے کوئی اور کرتا نہیں۔ لیکن جب یہہ فقر کی نیت اور خستہ حالی کے ارادے سے ہو تو اس کے کوئی معنی نہیں **فصل مصنف** نے کہا ہمارے زمانے کے صوفیہ کی تو یہ حالت ہے کہ دو یا تین کپڑے مختلف رنگ کے لیتے ہیں اور ان کو پھاڑ کر جوڑتے ہیں لہذا ان کے لباس میں وہ وصف جمع ہو جاتے ہیں شہوت بھی اور شہرت بھی کیونکہ ایسے پیوند لگے لباس کا پہننا اکثر مخلوق کے نزدیک دنیا سے بھی مرغوب تر ہے اور ایسے لباس والا مشہور ہو جاتا ہے کہ زاہدوں میں سے ہے بھلا کیا تم ان لوگوں کو دیکھتے ہو کہ پیوند لگے کپڑے پہنکر سلف کی مانند ہو جاتے ہیں یہ محض ان کا خیال ہے کیونکہ شیطان نے ان کو فریب دیا ہے اور ان کے کانوں میں پھونکا ہے کہ تم صوفیہ ہو اس لئے کہ صوفیہ پیوند لگا لباس پہنا کرتے تھے اور تم بھی وہی پہنتے ہو یہ کمبخت اتنا نہیں جانتے کہ تصوف صورۃ نہیں ہوتا بلکہ معنی ہوتا ہے۔ اور ان کو نہ صورۃ تصوف سے نسبت ہے نہ معنی۔ صورۃ تو اس لئے نہیں کہ متقدمین ضرورۃ پیوند لگاتے تھے۔ اور پیوند لگے لباس سے زینت نہ چاہتے تھے اور معنی اس لئے نہیں کہ وہ بزرگوار اہل ریاضت و اہل زہد تھے **فصل مصنف** نے کہا کہ اسی قوم مذموم میں سے کچھ ایسے لوگ ہیں جو کپڑوں کے نیچے صوف پہنتے ہیں اور اس کی آستین ظاہر کر دیتے ہیں تاکہ اپنا لباس لوگوں کو دکھلاویں ایسے لوگ رات کے چور ہیں بعض وہ ہیں جو نرم کپڑے زیب تن کرتے ہیں پھر ان کے اوپر سے صوف ڈال لیتے ہیں تاکہ لوگ کچھ دکھلاویں اور ڈالے رہتے ہیں دوسرے صوفیہ ایسے آئے کہ صوفیوں سے مشابہ تو ہونا چاہا مگر پھٹے پرانے حال ہی نہ ملا ان پر بزرگان گذرا

واحبوا التنعم ولم يروا الخروج من صورة التصوف لئلا يتعطل المعاش فلبسوا الفوطة الرفيعة واعتموا بالرومي الرفيع الا انه بغير طراز ولا قميص والعمامة على احدهم بثمن خمسة اثواب من الحرير وقد لبس عليهم ابليس انكم صوفية بنفس النفس وانما ارادوا ان يجمعوا بين رسوم التصوف وتنعم اهل الدنيا ومن علاماتهم مصادقة الامراء ومفارقة الفقراء كبرا وتعظيما وقد كان عيسى بن مريم يقول يا بني اسرائيل مالكم تأتوني وعليكم ثياب الرهبان وقلوبكم قلوب الذئاب لصوفي البسوا لباس الملوك والينوا قلوبكم بالخشية وعن مالك بن دينار قال ان من الناس ناسا اذا لقوا القراء ضربوا معهم بسهم واذا لقوا الجبابرة وابناء الدنيا اخذوا معهم بسهم فكونوا من قراء الرحمن بارك الله فيكم وعنه ايضا قال اكثر في زمان اشبه بعيره ما تكم الا البصير انكر في زمان كبرتفاحهم قد انتفخت السنتهم فهم افواههم فطلبوا الدنيا بعمل الآخرة فاخذوها هم على انفسكم لا يقومون شيا كتهم وعن مالك ايضا قال نظر الى شاب ملازم المسجد في لباس فقال له هلاك ان اكلم بعض الشاردين يجرؤ عليك شيئا وتكون معهم قال ما شئت يا بابا يحيى قال فاخذ كفا من تراب فجعله على راسه وعنه ايضا قال كان فتى ينفري فكان يأتيني فابتلي فولي الحمر فبينما هو يصلي اذ مرت سفينة فيها بطفنا ذي بعض اهواته

ترجمہ اور خوش عیشی پسند کی اور یہ بھی ٹھیک سمجھا کہ تصوف کی صورت سے علیحدہ ہو جاویں تاکہ معاش کا سلسلہ بیکار نہ ہو جائے لہٰذا انہوں نے اعلیٰ درجہ کا فوطہ یعنی مندی کپڑے کا کرتا پہنا اور قمیص عمدی عمامہ باندھا مگر وہ عمامہ بانقش و نگاری یعنی سادہ رکھا اب ایک شخص کا یہ کرتا اور عمامہ پانچ ریشمی کپڑوں کی قیمت کا ہے ابلیس نے ان کو یہ بھی فریب دیا ہے کہ تم بذات خود صوفی ہو اور مقصود ان کا صرف یہ ہے کہ تصوف کی رسمیں اہل دنیا کی ناز و نعمت دونوں حاصل ہو جائیں ان لوگوں کی علامت ایک یہ کہ بوجہ کبر و نخوت کے امیروں سے دوستی رکھتے ہیں اور فقیروں سے علیحدہ رہتے ہیں عیسیٰ بن مریم علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ اے بنی اسرائیل تم کو کیا ہو گیا میرے پاس اس حالت میں آتے ہو کہ لباس راہبوں ایسا پہنے ہو اور تمہارے دل بچا کھانے والے بھیڑیوں کے ایسے ہیں دیکھو لباس تو چاہے بادشاہوں ایسا پہنو مگر خوف الٰہی سے اپنے دلوں کو نرم کرو مالک بن دینار نے کہا کہ بہت سے لوگ ایسے ہیں کہ اور قاریوں سے ملتے ہیں تو اُن کے ہاتھ ایک حصہ لگاتے ہیں اور ظالموں اور اہل دنیا سے ملتے ہیں تو ان کے ساتھ ایک حصہ لیتے ہیں پس تم لوگ خدا کے قاریوں میں سے ہو جاؤ خدا تعالیٰ تم کو برکت دے اور نیز مالک نے کہا کہ تم ایسے زمانے میں ہو جو دور نگا ہے۔ تمہارے زمانے کو اہل بصیرت ہی دیکھتا ہے تم اُس زمانے میں ہو جس کا گدھا کیڑوں خورہ ہو گیا ہے اور اُن کے مونہوں میں اُن کی زبانیں سوج گئی ہیں لہٰذا وہ لوگ تعزیر کے عمال سے دنیا طلب کرتے ہیں تم اُن سے پہلے رہو ایسا نہ ہو کہیں تمہارے پاؤں میں پھنسا لیں اور نیز مالک سے مروی ہے کہ انہوں نے ایک جوان آدمی کو دیکھا جو ہر وقت مسجد میں رہتا تھا اس کے پاس جا بیٹھے اور کہنے لگے کیا تم چاہتے ہو کہ میں تمہارے بارے میں کسی چوری وصول کرنے والے حاکم سے گفتگو کروں اور تم کو کچھ دیدیا کرے اور تم اُن کے ساتھ رہو جو ایسا کرے اور تم اُن کے ساتھ رہو جو ایسا کرے اور تم اُن کے ساتھ رہو جو ایس

قرب لنا خذ للعامل بطنه فاشار بيده سبحان الله ثلثين قال فكان ابى اذا حدث بهذا الحديث يبكى واضحك الجلساء وعن محمد بن حنيف يقول قلت لرويم اوصنى فقال هو بذل الروح والا فلا تشتغل بترهات الصوفية عن ابى عبد الرحمن السلمى قال سمعت ابى يقول بلغنى ان رجلا قال للشبلى قد ورد جماعة من اصحابك وهم فى الجامع نمضى فرأى عليهم المرقعات والفوط فانشأ يقول ؎ اما الخيام فانها كخيامهم ؎ وارى نساء الحى غير نسائها ؎ قال المصنف قلت واعلم ان هذه البهجة فى تشبيه هؤلاء بأولئك لا يخفى الا لحد غبى فى الغاية فاما اهل الفطنة فيعلمون انه تمثيل بارد والامر فى ذلك على نحو قول الشاعر تشبهت جوز الضبا بهوان سكنت فيك لا مثل سكن ؎ اصفت بباطن فارغ آنس ذو خلاء بتنجن ؎ شبه اعرضه وانما مغالطا قلت لصحبه دارمن فصل قال المصنف انما اكره لبس الفوط والمرقعات لاربعة اوجه احدها انه ليس من لباس السلف وانما كانوا يرتفقون ضرورة والثانى انه يتضمن ادعاء الفقر وقد امر الانسان ان يظهر نعمة الله عليه والثالث انه اظهار الزهد وقد امرنا بستره والرابع انه يشبه بهؤلاء المترخصين عن الشريعة ومن تشبه بقوم فهو منهم

ترجمہ کہ اور کشتی کو قریب کرتا کہ ہم عامل صاحب کیلئے اونکی بطخ پکڑلیں تو انہوں نے اپنے ہاتھ اشارے کیا یعنے دو بیشمار اونی کہتا ہے کہ مالک اس حکایت کو نقل کرکے رویڑتے تھے۔ اور ہم نشینوں کو ہنسایا کرتے تھے محمد بن حنیف کہتے ہین کہ مین نے رویم سے کہا مجکو کچھ وصیت کیجیے جواب دیا کہ اصلی بات اپنی روح کا خدا کی راہ مین لگانا ہے ورنہ صوفیہ کی چکنی چپڑی باتون مین مشغول نہ ہو ابو عبد الرحمن سلمی نے کہا اپنے باپ سے سنا ہے کہتے تھے مجکو خبر ملی ہے کہ ایک آدمی نے شبلی سے آکر بیان کیا کہ آپ کے اصحاب مین سے ایک جماعت یہان اُتری ہے جو جامع مسجد مین ٹھیری ہے شبلی دیکھنے کو گئے دیکھا کہ مرقعے اور فوط پہنے ہوئے ہین یہ دیکھکر ایک شعر پڑہا جس کا ترجمہ یہ ہے خیمے تو ضرور ویسے ہی ہین جیسے معشوقہ کے قبیلہ کے خیمے ہین مگر مین دیکھتا ہون کہ قبیلے کی عورتین ان عورتون سے بالکل جداگانہ ہین مصنف رح نے کہا جاننا چاہیے کہ ان صوفیون کو متقدمین کے ساتھ تشبیہ دینے مین یہ کھوٹاپن کسی پر چھپا نہین سوائے بڑے ہی غبی و کند ذہن آدمی کے اور اہل عقل تو خوب جانتے ہین کہ بھونڈے طریقے سے پردہ مین بات کہی ہے اور یہ مضمون ایسا ہے جیسے کسی شاعر نے چند شعر کہے ہین جنکا ترجمہ یہ ہے ؎ مین نے جوز کو ان کے ضیاء سے تشبیہ دی اگرچہ مین جمی تو ساکن کے برابر نہین ہے کیا غیر ناطق کو ناطق سے تشبیہ دی یا وحشی کو مانوس سے یا محبت والے کو دشمنی والے سے تشبیہ ہے اس کو مین خوب جانتا ہون مگر فقط مغالطہ دینے کے طور پر مین نے اپنے ساتھیون سے پوچھا کہ یہ گھر کس کا ہے فصل مصنف نے کہا میرے نزدیک فوط اور مرقعہ نکا پہننا چار وجہ سے مکروہ ہے ایک تو یہ کہ سلف کا یہ لباس نہین وہ بزرگ صرف ضرورتاً پیوند لگاتے تھے دوسرے اس لباس مین فقر و افلاس کا دعوی پایا جاتا ہے حالانکہ انسانکو حکم ہے کہ اللہ تعالی کی نعمت کا اظہار کرے تیسرے زہد و تقوی کا اظہار ہوتا ہے حالانکہ ہم کو اس کے چھپانے کا حکم ہے۔ چوتھے ان لوگون کی مشابہت پائی جاتی ہے جو شریعت سے دور ہین اور جو شخص کسی قوم سے مشابہت کریگا۔ وہ انہین مین سے ہوگا۔

وعن ابن عمر قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من تشبه بقوم فهو منهم وقد انبأنا ابو زرعة طاهر بن محمد قال اخبرني ابي قال لما دخلت بغداد في رحلتي الثانية قصدت الشيخ ابا محمد بن عبد الله بن احمد السكري لاقرأ عليه احاديث وكان من المنكرين على هذه الطائفة فاخذت في القراءة فقال ايها الشيخ لو كنت من هؤلاء الجهال الصوفية لعذرتك انت رجل من اهل العلم تشتغل بحديث رسول الله صلى الله عليه وسلم وتسمع في طيلسة فقلت ايها الشيخ واي شئ انكرت علي حتى نظر فان كان له اصل في الشريعة لزمته وان لم يكن له اصل في الشريعة تركته فقال لهذه الشوازل التي في مرقعتك فقلت ايها الشيخ هذه اسماء بنت ابي بكر تخبر ان النبي صلى الله عليه وسلم كان له جبة مكفوفة الجيب والكمين والفرجين بالديباج وانا قميص لا شوازل لان هذه الشوازل ليست من جنس الثوب والديباج وليس من جنس الجبة فاستدللت بذلك على ان هذا اصل في الشرع يجوز مثله قال المصنف قلت لقد اصاب السكري في انكاره وقل فقه ابن طاهر في الرد عليه ظن الجبة المكفوفة الجيب لكمين قد جرت العادة بلبسها كذلك فلا شهرة في لبسها فاما الشوازل فتحجم شهرة الصورة وصورة عوى الزهد وقد اخبرتك انها قطع الثياب الصحاح يجعلونها شوازل لا عن ضرورة يقصدون الشهرة لحسن ذلك

ترجمہ ابن عمر رضہ نے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص کسی قوم سے مشابہت رکھیگا وہ انہین مین سے ہے ابو زرعہ طاہر بن محمد نے بیان کیا کہ مجکو میرے باپ نے خبر دی کہ مین جب اپنے دوسرے سفر مین بغداد کو گیا۔ وہان شیخ ابو محمد بن عبد اللہ بن احمد سکری کے پاس حدیث پڑھنے کے لئے حاضر ہوا وہ صوفیہ کے منکر تھے مین اُن سے پڑھنے لگا مجھ سے کہنے لگے اے شیخ اگر تم ان جہال صوفیون مین سے ہوتے تو مین تم کو معذور رکھتا تم عالم آدمی ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث مین مشغول ہو اور پھر تلاش مین ہی کرتے ہو مینے جواب دیا اے شیخ میری کس بات پر آپ نے انکار کیا ذرا دیکھون تو سہی اگر شریعت مین اصل نکل آئی تو اسکو لازم پکڑ لون گا۔ اور اگر شریعت مین کچھ اصل نہ ہوئی تو چھوڑ دون گا کہنے لگے یہ پیوند جو تمہارے مرقعے مین لگے ہین مینے کہا اے شیخ حضرت اسماء بنت ابی بکر سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک جبہ تھا جس مین گریبان اور آستین اور چوبغلے دیباج کے جوڑے گئے تھے۔ آپ کا انکار اس لئے واقع ہوا کہ یہ پیوند اس کپڑے کی جنس سے نہین اور دیباج ہی جبہ مبارک کی جنس سے نہ تھا۔ لہذا ہم نے اس حدیث سے استدلال کیا کہ شریعت مین اس کی اصل ہے اور ایسا رقع جایز ہے مصنف نے کہا کہ سکری کا انکار درست تھا ابن طاہر نے کم علمی سے اپر رد کیا۔ کہ جو ٹگی ہوئی آستینون اور گریبان والے جبہ کو جو عادت کے طور پر پہنا جاتا ہے۔ ایسا خیال کیا اس جبہ کے پہننے مین شہرت نہین لیکن یہ پیوند جو لگائے جاتے ہین انمین ظاہری شہرت اور زہد کے دعوے کی صورت پائی جاتی ہے۔ اور ہم بیان کر چکے ہین کہ یہ لوگ اچھے خاصے کپڑے کو عمداً ٹکڑے کر کے پیوند بنا لیتے ہین جو محض بلا ضرورت ہوتا ہے اور بوجہ اس کے خوبصورت ہونے کے اپنی خواہش پوری کرتے ہین۔

والشهرة بالزهد ولبسها وقعت الكراهة وقد ذكرها جماعة من مشائخهم لما بينا وعن جعفر الحذاء يقول لما فقد وا القوم الفوائد من القلوب اشتغلوا بالظواهر وتزيينها يعني بذلك اصحاب المصبغات والغوط وعن النوري قال كانت المرقعات غطاء على الرضا صارت جيفا على مزابل قال ابن باكويه واخبرني ابو الحسن الحنظلي قال نظر محمد بن علي الكتاني الى اصحاب المرقعات فقال اخواني ان كان لباسكم موافقا لسرائركم لقد احببتم ان تطلعوا الناس عليها وان كانت مخالفة لسرائركم فقد هلكتم وديل الكعبة وقال ابو عبد الله محمد بن عبد الخالق الدينوري لبعض اصحابه لا يعجبنك ما ترى من هذه الملبسة الظاهرة عليهم فما زينوا الظواهر الا بعد ان خربوا البواطن و قال ابن عقيل دخلت يوما الحمام فرأيت على بعض اوتاد السلخ جبة مشوزكة مرقعة بقوط فقلت لمن هي اري سلخ الجبة فمن داخل فذكر لي بعض من يتصوف للبلاخوشا للاموال قال المصنف وفي الصفوة من يرقع المرقعة حتى تصير كشفة خارجة في الحد وعن ابن حباب ابي الحسن صاحب ابن الكريني قال اوصى ابن الكريني بمرقعته فاذا فيه احدى عشر طلا قال جعفر وكانت المرقعات تسمى في ذلك الوقت كيلا فصارا وقد قرروا ان هذه المرقعة لا تلبس الا من يد شيخ وجعلوها اسنادا متصلا كله كذب ومحال

ترجمہ اور زہد کی شہرت بھی پاتے ہیں۔ اس لئے یہ لباس مکروہ ہے جس کا تذکرہ خود مشائخ صوفیہ کی ایک جماعت نے کیا ہے چنانچہ ہم بیان کر چکے **جعفر حذاء** کہتے ہیں جبکہ باطنی فوائد اس قوم نے گم کر دیئے تو ظاہری آرائش و نمائش میں پڑ گئے قوم سے مراد غوط اور رنگے کپڑے پہننے والے ہیں نوری نے کہا کہ پیوند لگے لباس ایک زمانہ میں موتی کے پردے تھے اور اب تعزیلوں کے مزار ہو گئے ہیں ابن باکویہ نے کہا مجھ کو ابو الحسن حنظلی نے خبر دی کہ محمد بن علی نے پیوند لگے لباس والے لوگوں کو دیکھ کر کہا میرے بھائیو اگر تمہارے لباس تمہارے باطن کے موافق ہیں تو تم نے لوگوں کو اپنے باطن پر مطلع کرنا پسند کیا۔ اور اگر اس کے مخالف ہیں۔ تو خداوند کعبہ کی قسم کہ تم ہلاک ہو گئے **ابو عبد اللہ** محمد بن عبد الخالق دینوری نے اپنے بعض اصحاب سے کہا تم جو آج کل کے صوفیہ کا ظاہری لباس دیکھتے ہو اس کو دیکھ کر خوش نہ ہونا یہ لوگ جب اپنا باطن خراب کر چکے تو ظاہر کو آرائش دے رہے ہیں **ابن عقیل** نے کہا میں ایک روز حمام میں گیا ایک کھونٹی پر ایک پیوند لگا جبہ دیکھا جس میں غوط کے جوڑ لگے ہوئے تھے میں نے حمامی سے پوچھا کہ یہ کھونٹی پر جبہ ٹنگا ہے۔ اندر کون گیا ہے اس نے مجھ سے ایک ایسے شخص کا تذکرہ کیا جو ہر طرف سے مال جمع کرنے کے لئے شہر در شہر گھوما پھرتا ہے **مصنف** نے کہا صوفیہ میں بعض ایسے ہیں جو مرقع کو پیوند پر پیوند لگاتے رہتے ہیں یہاں تک کہ حد درجے کا کثیف ہو جاتا ہے **ابن حباب** ابو الحسن جو ابن الکریتی کی صحبت میں رہے ہیں کہتے ہیں کہ مجھکو ابن الکریتی نے وصیت کی کہ میرا مرقعہ میرے بعد تم لینا میں نے دیکھا تو وہ مرقع گیارہ رطل کا تھا جعفر نے کہا اسوقت میں مرقعوں کا نام وزن سے لیا کرتے تھے **فصل** صوفیہ نے قرار دیا ہے کہ مرقع صرف شیخ ہی کے ہاتھ سے پہنا جائے اور اس کے لئے ایک اسناد متصل مقرر کی ہے جو سراسر کذب و دروغ ہے

وقد ذکر محمد بن طاہر فی کتابہ فقال باب السنۃ فی لبس الخرقۃ من ید الشیخ فجعل ھذہ من السنۃ واحتج بحدیث ام خالد ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اتی بثیاب فیھا قبیصۃ سوداء فقال من ترون اکسو ھذہ فسکت القوم فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ائتونی بام خالد فاتت فاتی بی فالبسنیھا بیدہ وقال ابلی واخلقی قال **المصنف** انما البسھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لکونھا صبیۃ وکان ابوھا خالد بن سعید بن العاص واما حمینۃ بنت خلف قد ھاجرا الی ارض الحبشۃ فولدت لھما ھناک ام خالد واسمہ امۃ ثم قدموا فاکرمھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لصغر سنھا فلا یصیر ھذا سنۃ وما کان من عادۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الباس الناس ولا فعل ھذا احد من اصحابہ وتابعیھم فکیف یکون من السنۃ عند الصوفیۃ ازیلبس الصغیر ذو الکبیر ولا ان یکون الخرقۃ سوداء او مرقعۃ او فوطۃ فھلا جعلوا السنۃ لبس الخرق التی کما فی حدیث ام خالد وذکر محمد بن طاہر فی کتابہ فقال باب السنۃ فیما شرط الشیخ علی المرید فی لبس المرقعۃ واحتج بحدیث عبادۃ بایعنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی السمع والطاعۃ فی العسر والیسر قال المصنف فانظر ایھا الفقیہ الدقیق واین اشتراط الشیخ علی المرید من اشتراط رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الواجب لطاعۃ علی البیعۃ الاسلامیۃ اللازمۃ

ترجمہ محمد بن طاہر نے اپنی کتاب مین ایک باب باندہا ہے جس میں شیخ کے ہاتھ سے خرقہ پہننا سنت لکھا ہے اور اُسکو سنت گردانا ہے اور ام خالد رضی اللہ عنہا کی حدیث سے حجت پکڑی ہے۔ کہ وہ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کچھ کپڑے آئے۔ اون میں ایک سیاہ کرتی تھی۔ آپ نے فرمایا بتاؤ یہ کرتی میں کس کو پہناؤں۔ سب لوگ خاموش ہو رہے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ام خالد کو میرے پاس لاؤ۔ مجھ کو آنحضرت کی خدمت میں حاضر کیا گیا۔ آپ نے اپنے دست مبارک سے مجکو وہ کرتی پہنائی اور فرمایا پہنو اور پہاڑو **مصنف** نے کہا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ام خالد کو فقط اس لئے پہنایا تھا۔ کہ وہ اس وقت چار برس کی بچی تھیں ان کے باپ خالد بن سعید بن العاص تھے اور ماں حمینہ بنت خلف تھیں یہ دونوں حبشہ کو ہجرت کر گئے تھے وہاں جاکر ام خالد پیدا ہوئیں ان کا نام امہ تھا جب حبشہ سے آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ام خالد کو پیار کیا کیونکہ وہ کم سن تھیں لہذا یہ طریقہ سنت نہوگا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت لوگوں کو لباس پہنانیکی نہ تھی اور نہ صحابہ و تابعین نے ایسا کیا علاوہ ازیں صوفیہ کے نزدیک بڑے کو چھوڑکر چھوٹے کو پہنانا سنت نہیں اور نہ سیاہ خرقہ پہننا سنت ہے بلکہ مرقعہ یا فوطہ سنت بتاتے ہیں ام خالد کی حدیث کے موافق انہوں نے سیاہ خرقے پہننا کیوں نہ سنت قرار دیا **محمد بن طاہر** نے اپنی کتاب میں ایک باب باندہا ہے جس میں شیخ کا مرید کے ساتھ مرقعہ پہنانے میں شرط کرنا سنت لکھا ہے اور عبادہ کی حدیث سے حجت پکڑی ہے کہ ہم نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے اس امر پر بیعت کی کہ تنگی و فراخی میں اطاعت و فرمانبرداری کرینگے **مصنف** نے کہا اس باریک فقہ پر غور کرنا چاہیے کہ کجا مرید کیساتھ شیخ کا شرط کرنا اور کجا بیعت اسلام پر جو لازم اور واجب الاطاعۃ ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا شرط فرمانا

فصل واما البسوم المصبغات فانها ان كانت زرقا فقد فاتتهم فضيلة البياض وان كانت قوطا فهو ثوب شهرة وشهرته اشهر من شهرة الازرق وان كانت مرقعة فهي اكثر شهرة وقد امر الشرع بالثياب البيض ونهى عن لباس الشهرة فاما امره بالثياب البيض فعن ابن عباس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم البسوا من ثيابكم البيض فانها من خير ثيابكم وكفنوا فيها موتاكم وعن سمرة بن جندب عن النبي صلى الله عليه وسلم قال البسوا الثياب البيض فانها اطهر واطيب كفنوا فيها موتاكم قال الترمذي هذا حديث صحيح وفي لباب عن ابن عمر قال وهذا الذي يستحبه اهل العلم وقال احمد بن حنبل واسحاق احب الثياب الينا ان تكفن فيها الابيض وقد ذكر محمد بن طاهر في كتابه فقال باب السنة في لبس المصبغات والتختم بان النبي صلى الله عليه وسلم لبس حلة حمراء ودخل يوم الفتح وعليه عمامة سوداء وقال المصنف قلت ولا ينكر ان رسول الله صلعم لبس هذا ولا ان لبسه جائز وقد روي انه كان يحبه الحمرة وانما الملبوس الذي ياصره ويذم عليه ويمنع انما يلبس الاسود والاحمر فاما القوط والمرقعة فانه لباس شهرة فصل فاما النهي عن لباس الشهرة وكراهته فعن ابي ذر عن النبي صلى الله عليه وسلم قال من لبس ثوب شهرة اعرض الله عنه حتى يضعه

ترجمہ فصل باقی رہا مصوغہ کا رنگے کپڑے پہننا پس وہ اگر نیلے رنگ کے ہیں تو ان لوگوں سے سفید لباس کی فضیلت فوت ہوئی ہے اور اگر سندسی کپڑا یعنی قوط ہے تو وہ شہرت کا لباس ہے اور اس کی شہرت نیلے کپڑے سے زیادہ ہے۔ اور اگر پیوند لگے یعنی مرقعے ہیں تو یہ اور بھی شہرت میں بڑھکر ہیں شریعت نے سفید کپڑے پہننے کا حکم دیا ہے اور شہرت کے لباس سے منع کیا ہے چنانچہ سفید کپڑے پہننے کی نسبت ابن عباس سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم سب کپڑوں میں سفید کپڑا پہنا کرو کیونکہ وہ سب کپڑوں سے اچھا ہے اور اسی میں اپنے مرنے والے کو کفن دیا کرو سمرہ بن جندب نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم سفید کپڑے پہنا کرو کیونکہ وہ بہت پاک اور عمدہ ہوتے ہیں۔ اور ان ہی میں اپنے مردے کو کفنایا کرو ترمذی نے کہا یہ دونوں حدیثیں صحیح ہیں اور ابن عمر سے بھی اس باب میں مروی ہے نیز ترمذی نے کہا کہ اہل علم کے نزدیک بھی مستحب ہے احمد بن حنبل اور اسحاق کا قول ہے کہ ہمارے نزدیک کفن دینے کے لئے سفید کپڑا محبوب تر ہے محمد بن طاہر نے اپنی کتاب میں ایک باب باندھا ہے جس میں رنگے کپڑے پہننا سنت لکھا ہے اور اس حدیث سے حجت پکڑی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سرخ حلہ پہنا۔ اور فتح مکہ کے روز جب آپ تشریف لائے تو سیاہ عمامہ باندھے ہوئے تھے مصنف نے کہا اس بات کا انکار نہیں کیا جاتا ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ لباس پہنا ہے اور نہ اسکا انکار کیا جاتا ہے کہ اس کا پہننا جائز ہے خود آنحضرت سے مروی ہے کہ آپ کو سرخ رنگ خوش آتا تھا مسنون لباس تو فقط وہ ہے جس کا آپ حکم دیتے تھے اور جسپر مداومت فرماتے تھے یوں تو صحابہ رضی اللہ عنہم سیاہ و سرخ لباس پہنا کرتے تھے لیکن قوط اور مرقعے ہم ضرور کہیں گے کہ شہرت کے لباس ہیں فصل لباس شہرت کی کراہت اور ممانعت میں ابوذر سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص شہرت کا لباس پہنیگا جبتک اس کو نہ اتارے گا اللہ تعالیٰ اس سے منہ پھیرے رہیگا

وعن ابی ھریرۃ وزید بن ثابت عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ نھی عن الشھرتین فقیل یا رسول اللہ وما الشھرتان قال رقۃ الثیاب وغلظھا ولینھا وخشونتھا وطولھا وقصرھا ولکن سدادٌ بین ذالک واقتصاد وعن ابن عمر قال من لبس ثوبا مشھورا اذلہ اللہ یوم القیمۃ قال المصنف وقد روی ان ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من لبس ثوب شھرۃ البسہ اللہ ثوب مذلۃ یوم القیامۃ وعن ابن عمر قال من لبس ثوب شھرۃ من الثیاب البسہ اللہ ذلۃ وعن لیث عن مشہر عن ابی الدرداء قال من رکب مشھورا من الدواب اولبس مشھورا من الثیاب اعرض اللہ عنہ مادام علیہ وان کان کریما قال المصنف وقد روینا ان ابن عمر رای علی ولدہ ثوبا قبیحا دونا فقال الا نلبس ھذا فان ھذا اثوب شھرۃ وعن مقاتل ابن بریدۃ عن ابیہ بریدۃ قال شھدت مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فتح خیبر وکنت فیمن صعد الثنیۃ فقابلت حتی رای مکانی وایتُ وعلی ثوبا حمر فما علا راکبٌ الا نادی بنا اعظم منہ للشھرۃ وقال سفیان الثوری کانوا یکرھون الشھرتین الثیاب الجیاد التی تشتھر بھا وبرفع الناس الیہ فیھا ابصارھم والثیاب الردیۃ التی یحتقر فیھا یستذل وقال معمر رایت ایوب علی طول قمیصہ فقال ان الشھرۃ فیما مضی کان فی طولہ وھی الیوم فی تشمیرہ

ترجمہ۔ ابوہریرہ اور زید بن ثابت سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو شہرتوں سے منع فرمایا صحابہ نے دریافت کیا یا رسول اللہ دو شہرتیں کیا ہیں ارشاد فرمایا کہ لباس کا پتلا اور گاڑھا ہونا نرم اور سخت ہونا بڑا اور چھوٹا ہونا لیکن ان ان دونوں کے درمیان راستی و میانہ روی اختیار کرو ابن عمر نے کہا جو شخص مشہور لباس پہنے گا قیامت کے دن خدا اسکو ذلیل کریگا مصنف نے کہا ابن عمر سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص شہرت کا لباس پہنے گا قیامت کے دن اس کو اللہ تعالیٰ ذلت کا لباس پہنائیگا ابن عمر نے کہا جو شہرت کا لباس پہننے کا خدا تعالیٰ اس کو ذلت پہنائیگا لیث نے شہر بن حوشب سے روایت کیا کہ ابو الدرداء نے کہا جو شخص مشہور چارپائے پر سوار ہوگا یا مشہور لباس پہنے گا جبتک وہ اس پر رہیگا اللہ تعالیٰ اس سے اعراض رکھیگا خواہ وہ شخص اللہ تعالیٰ کے نزدیک قابل اکرام ہی کیوں نہ ہو مصنف نے کہا ہے کہ گذر چکے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے کو کوئی بڑا کم درجے کا لباس پہنے دیکھا فرمایا اس کو مت پہنو یہ شہرت کا کپڑا ہے مقاتل ابن بریدہ نے کہا میرے باپ بریدہ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ فتح خیبر میں موجود تھا اور ان لوگوں میں تھا جو تلعہ پر چڑھ گئے تھے میں وہاں چڑھکر ایسا سامنے کھڑا ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اچھی طرح مجکو دیکھا اور وہاں سے آیا تو میں سرخ کپڑے پہنے ہوئے تھا میں نہیں جانتا کہ فخر کے واسطے اسلام میں اس سے بڑھکر کوئی کپڑا ہے سفیان ثوری نے کہا صحابہ رضی اللہ عنہم دو شہرتوں کو مکروہ جانتے تھے۔ ایک تو ایسے نفیس کپڑے جن کی وجہ سے مشہور ہو جاوے۔ اور لوگ اس کی طرف آنکھیں اوٹھائیں دوسرے ایسے ردی کپڑے جن کی وجہ سے ذلیل سمجھا جاوے معمر نے کہا ایوب کا کرتا لمبا دیکھکر میں نے ان پر ناراضی ظاہر کی کہنے لگے کہ سلف کے زمانے میں نیچا لباس رکھنا شہرت میں داخل تھا مگر آجکل اونچا رکھنے میں شہرت ہے۔

فصل قال المصنف ومن الصوفية من يلبس الصوف ويحتج بأن النبي صلى الله عليه وسلم لبس الصوف وما روي في فضيلة لبس الصوف فانما لبس رسول الله صلى الله عليه وسلم الصوف فقد كان يلبسه بعضا لا وقات لم يكن لبسه شهرة عند العرب واما ما يروى في فضل لبسه فمن الموضوعات التي لا يثبت منها شيء ولا يخلو لابس الصوف من احد امرين اما ان يكون متعاطيا للبس الصوف ومتجانسه من غليظ الثياب فلا يكره ذلك له لانه لا يشتهر به واما ان يكون مترفا لم يتعوده فلا ينبغي له لبسه لوجهين احدهما انه يحمل بذلك على نفسه من لا يطيق ولا يجوز له ذلك والثاني انه يجمع بلبسه بين الشهرة واظهار الزهد وعن انس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من لبس الصوف ليعرف الناس كان حقا على الله ان يكسوه ثوبا من جرب حتى تتساقط عروقه وعن ابن عباس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان الارض لتعج الى ربها من الذين يلبسون الصوف رياء وعن خالد بن شوذب قال شهدت الحسن وأتاه فرقد فدخل الحسن يكسائه فمد يده وقال يا فرقد ان البرد ليس في هذه الاكساء انما البر ما وقر الصدر وصدق العمل وعن ابي شداد الهجاشعي قال سمعت الحسن وذكر عنده الذين يلبسون الصوف فقال ما ظهر نفاق قط الا كان الكبر في قلوبهم واظهروا التواضع في لباسهم والله ان احدهم اشد عجبا بكسائه من صاحب المطرف بمطرفه

ترجمہ فصل مصنف نے کہا صوفیہ میں صوف کے پہننے والے بھی ہیں۔ اور حجت لاتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صوف پہنا ہے اور صوف پہننے کی فضیلت منقول ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صوف پہننے کی نسبت اصل بات یہ ہے کہ بعض اوقات آپ صوف پہنتے تھے اور اہل عرب کے نزدیک اس کا پہننا کوئی شہرت میں داخل نہ تھا اور صوف پہننے کی فضیلت میں یہ لوگ جو کچھ روایت کرتے ہیں تمام موضوعات میں جن میں سے کچھ بھی ثابت نہیں اور صوف پہننے والے کی حالت دو میں سے ایک ضرور ہوگی یا تو وہ صوف اور اسکے مانند سخت کپڑے پہننے کا عادی ہے اوس کے لئے صوف پہننا مکروہ نہیں کیونکہ اس کے پہننے سے اسکی شہرت نہیں ہوتی اور یا عادی تو نہیں مگر تکلف اور اترانے کی راہ سے پہنتا ہے اسکے لئے دو وجہ سے جائز نہیں ایک ایک تو یہ کہ اپنے نفس کو تکلیف مالایطاق دیتا ہے جو اسکو ناجایز ہے دوسرے اسکے پہننے میں شہرت اور اظہار زہد دونوں پائے جاتے ہیں انس رضی اللہ عنہ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص لوگوں میں مشہور ہونے کے لئے صوف کا لباس پہنے تو اللہ تعالیٰ اس کو قیامت میں ضرور خارش کا کپڑا پہنائیگا جس سے اس کی رگیں گر پڑینگی ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو لوگ ریا کی غرض سے صوف کا لباس پہنتے ہیں اون سے اللہ کے سامنے زمین فریاد کرتی ہے خالد بن شوذب نے کہا میں حسن کے پاس موجود تھا اتنے میں فرقد آئے حسن نے انکا کمبل پکڑ کر انکی طرف بڑھایا اور بولے کہ ای فرقد کیا اس کمبل میں کوئی بڑائی ہے نہیں بلکہ اصلی بڑائی اعتقاد دل اور صدق عمل ہے ابو شداد ہجاشعی نے کہا حسن کے سامنے صوف پہننے والوں کا تذکرہ آیا میں نے سنا کہ تین بار حسن بولے خدا کھوئے ان کمبختوں کو کیا ہوگیا اپنے دلوں میں تو کبر و غرور پوشیدہ رکھتے ہیں اور لباس میں عجز و تواضع ظاہر کرتے ہیں خدا کی قسم ان لوگوں کو اپنے لباس پر اس سے بھی زیادہ غرور ہے کہ دوشالہ والے کو اپنے دوشالہ پر ہوتا ہے

وعن الحسن انه جاء رجل من یلبس الصوف وعلیه جبة صوف وعمامة صوف ورداء صوف فجلس فوضع یدیه فی الارض فجعل لا یرفع راسه فکان الحسن خجل فیه العجب فقال الحسن هؤلاء قوم تعجلوا بکرهم فی صدورهم شنعوا والله دینهم بهذا الصوف ثم قال ان رسول الله صلی الله علیه وسلم کان یتعوذ من زی المنافقین قالوا یا سعید وما زی المنافقین قال خشوع اللباس اخبر خشوع القلب قال ابن عقیل هذا کلام رجل قد عرف الناس ولم یغتر باللباس ولقد رایت الواحد من هؤلاء یلبس جبة الصوف فاذا قال له قائل یا بافلان ظهر منه ومن اکوباشه الانکار فعلم ان الصوف قد عمل عند هؤلاء ما لا یعمله الدیباج عند الاوباش وعن ضمرة قال سمعت رجلا یقول قدم حماد بن ابی سلیمان البصرة فجاءه فرقد السبخی وعلیه ثوب صوف فقال له حماد ضع عنک لضر ابتیک هذه فلقد رایتنا ننتظر ابراهیم یعنی النخعی یخرج علینا وعلیه مصفرة وعن خالد ان اباقلابة قال یاکدوا صحابنا لا کسیة وعن ابی خالد قال جاء عبد الکریم ابو امیة الی ابی العالیة وعلیه ثیاب صوف فقال له ابو العالیة انما هذا ثیاب الرهبان ان کان المسلمون اذا اتوا اخوانهم لبسوا وعن الفضیل یقول تزینت لهم بالصوف فلم ترهم یرفعون بک راسا تزینت لهم بالقرآن فلم ترهم یرفعون بک راسا تزینت لهم بشیء من کل ذلک انما هو لحب الدنیا وعن ابی سلیمان قال یلبس احدهم عباءة بثلاثة دراهم او نصف

ترجمہ حسن کے پاس ایک آدمی صوف پہننے والوں میں سے آیا جو صوف کا جبہ پہنے تھا اور صوف کا عمامہ باندھے تھا اور صوف کی چادر اوڑھے تھا۔ اگر بیٹھا اور زمین کی طرف اپنی نگاہ کرلی اور ذرا اوپر سر نہ اوٹھایا شاید حسن کو اس کی یہ حرکت مغرورانہ معلوم ہوئی کہنے لگے ایسے بھی لوگ ہیں جو کبر وغرور اپنے سینوں میں رکھتے ہیں۔ خدا کی قسم انہوں نے اپنے دین کو قابل تشنیع بنالیا پھر بولے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منافقوں کی ہیئت سے پناہ مانگا کرتے تھے لوگوں نے پوچھا اے ابو سعید منافقوں کی ہیئت کیا ہے جواب دیا لباس سے خشوع ظاہر کرنا اور دل میں خشوع نہ ہونا ابن عقیل کہتے ہیں کہ یہ کلام ایسے شخص کا ہے جو لوگوں کو خوب پہچانتا ہے اور لباس سے دھوکا نہیں کھاتا خود میں نے انہیں لوگوں سے ایک کو دیکھا ہے جو صوف کا جبہ پہنے ہوئے تھا اگر کوئی اسکو یوں کہکر پکارتا تھا کہ اے فلاں کے باپ تو وہ اور اس کے ساتھی برا مانتے تھے معلوم ہوا کہ ان لوگوں کے نزدیک صوف وہ عمل کرتا ہے جو اوباش کے نزدیک دیباج بھی نہیں کرتا ضمرہ نے کہا مجھ سے ایک آدمی نے بیان کیا کہ حماد بن ابی سلیمان بصرہ میں داخل ہوئے ان کے پاس فرقد سبخی صوف کا کپڑا پہنے ہوئے آئے حماد انسے بولے اپنے اوپر سے یہ اپنی نصرانیت اتار ڈالو جتنے دنوں ہم نے دیکھا ہے کہ ہم ابراہیم نخعی کا انتظار کیا کرتے تھے وہ نکلتے تھے اور زعفرانی لباس پہنے ہوتے تھے خالد سے مروی ہے کہ ابو قلابہ نے کہا تم صوف کے لباس والوں سے بچتے رہو ابو خالد کہتے ہیں کہ عبد الکریم ابو امیہ صوف کا لباس پہنے ہوئے ابو العالیہ کے پاس گئے ابو العالیہ انسے بولے کہ یہ راہبوں کی پوشاک ہے مسلمانوں کا تو یہ قاعدہ تھا کہ جب کہیں جاتے آتے تھے تو آرائش کرتے تھے فضیل نے کہا تم لوگوں کے لئے صوف پہنکر آرائش کرو تو تمہارے سامنے سر نہ اوٹھائینگے اور قرآن شریف سے آراستہ ہو تو تمہارے آگے سر اوٹھا نہ سکینگے اسیطرح ایک چیز چھوڑ کر دوسری چیز سے زینت اختیار کرو یہ سب دنیا کی محبت کے لئے ہے ابو سلیمان نے کہا بعض لوگ سات درہم کی عبا پہنتے ہیں؛

وشهرته فيه بخسة دراهم أما يستحيي ان تجاوز شهرة لباسه ولو ستر زهده ثوبين ابيضين من ابصار الناس
كان اسلم له وعنه قال كان يعدل بأبيه أحنف اراد ثوبا لباس الصوف قلت التواضع قال ما ابتكر احد هم الا ذا لبس الصوف
وعن عمرو بن يونس قال ابصر الثوري رجلا صوفيا فقال له الثوري لباسك هذا بدعة وعن ابن داود يقول قال سفيان الثوري
لرجل عليه صوف لباسك هذا بدعة وعن عبد الله بن المبارك يقول رجل رأى عليه صوفا مشهورا اكره هذا
اكره هذا وعن الحسن بن عمرو قال سمعت بشر بن الحارث يقول دخل على الموصلي على المعافى وعليه جبة
صوف فقال له ما هذا الشهرة يا ابا الحسن فقال يا ابا مسعود اخرج انا وانت وانظر اينا اشهر فقال له المعافى
ليس شهرة اليد الكشهرة اللباس وعن بشر بن الحارث يقول بانيل على ايوب السجستاني وقد مد على فراشه
سبنية حمراء تم الريا فقال له بديل ما هذا فقال ايوب هذا خير من الصوف الذي عليك وعن بشر
بن الحارث قال سئل عن لبس الصوف فشق عليه وبين الكراهة في وجهه ثم قال لبس الخز والمضرب
الى من لبس الصوف في الامصار وعن محمد بن ادريس الانباري قال رأيت فتى عليه مسوح قال
فقلت له من لبس هذا من العلماء من فعل هذا من العلماء قال قد رأني بشر بن الحارث فلم ينكر علي

ترجمہ اور اُن کے دلوں میں اس کی شہرت پانچ درم کے برابر ہوتی ہے اُن کو اس بات سے شرم نہیں آتی کہ ان کی شہرت اُن کے لباس سے زیادہ بڑھی اگر دو سفید کپڑے پہنکر لوگوں کی نگاہوں سے اپنا زہد و تقوی پوشیدہ رکھتے تو اُن کے لیے زیادہ سلامتی کا سبب ہوتا **ابو سلیمان** نے کہا مجھ سے میرے باپ نے پوچھا کہ صوف کا لباس پہننے سے ان لوگوں کی مراد کیا ہے میں نے کہا عجز و تواضع جو ابتدا کہ ان لوگوں کا تو قاعدہ ہے کہ جب صوف کا کپڑا پہنتے ہیں اسیوقت مغرور بھی ہوتے ہیں **عمرو بن یونس** نے کہا سفیان ثوری نے ایک صوفی کو دیکھا بولے کہ تیرا یہ لباس بدعت ہے **ابو داود** نے بھی سفیان ثوری سے ایسا ہی روایت کیا **عبد اللہ بن المبارک** کہتے ہیں اگر کسی کا صوف کا مشہور لباس دیکھکر کہا میں اس کو مکروہ جانتا ہوں میں اس کو مکروہ جانتا ہوں **حسن بن عمرو** نے کہا میں نے بشر بن حارث سے سنا بیان کرتے تھے کہ علی موصلی ایکبار معافی کے پاس گئے اور صوف کا جبہ پہنے ہوئے تھے معافی بولے اے ابو الحسن یہ شہرت کیسی ہے علی نے جواب دیا اے ابو مسعود آؤ میں اور تم دونوں باہر نکلیں دیکھیں ہم میں زیادہ مشہور کون ہے معافی نے کہا یہ نہیں ہے ویسی نہیں جیسی لباس کی شہرت ہے **بشر بن حارث** کہتے ہیں ایوب سجستانی کے پاس بدیل گئے اُن کے بچھونے پر مقام سبن کا سرخ ریشمی کپڑا بچھا ہوا تھا جو ریاکاری کو دور کرتا تھا بدیل بولے یہ کیا ہے ایوب نے جواب دیا اس صوف کے لباس سے جو تم پہنے ہو یہ کپڑا اچھا ہے **بشر بن الحارث** سے کسی نے صوف پہننے کی نسبت سوال کیا اُن کو بہت ناگوار و گراں گذرا اور ان کے چہرہ سے کراہت ظاہر ہوئی پھر بولے میرے نزدیک خز اور زعفرانی لباس پہننا شہرت میں صوف کا کپڑا پہننے سے محبوب تر ہے **محمد بن ادریس انباری** کہتے ہیں میں نے ایک جوان آدمی کو مسوح کا جبہ پہنے دیکھا اوس سے کہا کہ کس عالم نے اس کو پہنا ہے۔ کس عالم نے ایسا کیا ہے وہ شخص کہنے لگا مجکو بشر بن حارث نے دیکھا

قال یزید فذهبت الی بشر فقلت له یا با نصر رأیت فلانا علیه جبة صوف فانکرت علیه فقال ما رأی ابو نصر فلم ینکر علی قال فقال لی بشر لم یستشرنی یا با خالد ولو قلت له لقال لی لبس فلان وفلان **وعن** هشام بن خالد قال سمعت ابا سلیمان الدارانی یقول لرجل لبس الصوف انک قد اظهرت الزهد فمن اورثک هذا الصوف فسکت الرجل فقال له یکون ظاهرک ظاهرا وباطنک صوفیا **وعن** ابن سیرویه یقول دخل ابو محمد بن ابی معروف الکرخی علی ابی الحسن بن بشار وعلیه جبة صوف فقال له ابو الحسن یا با محمد صوفت قلبک او جسمک صوف قلبک والبس الفوهی علی الفوهی **وعن** النضر بن شمیل قال قال لبعض الصوفیة تبیع جبتک الصوف فقال اذا باع الصیاد شبکته بای شئ یصطاد **قال** ابو جعفر بن جریر الطبری ولقد اخطأ من اثر لباس الشعر والصوف علی لباس القطن والکتان مع وجود السبیل الیه مرجحا له من اکل البقول والعدس واختاره علی خبز البر ومن ترک اکل اللحم خوفا من عارض شهوة النساء **فصل** قال المصنف قد کان السلف یلبسون الثیاب المتوسطة المرتفعة ولا الدون ویتجرون اجمالها للجمعة والعید ولقاء الاخوان ولم یکن یلبس الاخ عندهم قمیصا **وقد اخرج مسلم** فی صحیحه من حدیث عمر بن الخطاب انه رأی حلة سیراء تباع عند المسجد فقال لرسول الله صلی الله علیه وسلم

الادون

ترجمہ تو کچھ انکار نہیں کیا یزید کہتے ہیں کہ میں بشر کے پاس گیا اور اُن سے بیان کیا کہ اے ابو نصر میں نے فلاں شخص کو ایک جبہ پہنے دیکھا اس پر انکار کیا تو مجھ سے بولا کہ ابو نصر نے مجھ کو جبہ پہنے ہوئے دیکھا تو کوئی اعتراض نہیں کیا یہ سن کر بشر مجھ سے کہنے لگے اے ابو خالد مجھ سے اُس شخص نے مشورہ نہیں لیا اور اگر میں اس پر کچھ اعتراض کرتا تو مجھ کو جواب دیتا کہ فلان نے پہنا ہے اور فلان نے پہنا **ہشام بن خالد** نے کہا میں نے ابو سلیمان دارانی کو ایک صوف پہننے والے آدمی سے کہتے ہوئے سنا کہ تو نے زاہدوں کا اوزار ظاہر کر دیا۔ تو جانتا ہے کہ اس صوف نے تجھ کو کیا نفع دیا وہ آدمی چپ ہو رہا ابو سلیمان بولے کہ تیرا ظاہر تو روئی دار کپڑوں والا اور باطن صوفی ہونا چاہئے **ابن سیرویہ** کہتے ہیں ابو محمد بن ابی معروف کرخی ایک بار ابو الحسن بن بشار کے پاس گئے اور صوف کا جبہ پہنے ہوئے تھے۔ ابو الحسن بولے اے ابو محمد تم نے اپنے جسم کو صوفی بنایا ہے۔ یا دل کو دیکھو تصوف اختیار کرو۔ اور سفید پر سفید کپڑے پہنو **نضر بن شمیل** نے کسی صوفی سے کہا تم اپنا صوف کا جبہ بیچتے ہو جواب دیا کہ جب شکاری اپنا جال ہی بیچ ڈالے تو شکار کس چیز سے کریگا **ابو جعفر بن جریر طبری** نے کہا وہ شخص خطا پر ہے جو باوجود روئی اور کتان کا کپڑا حلال طریقہ سے ملنے کے بال اور اُن کا لباس اختیار کرے اور گیہوں کی روٹی چھوڑ کر ساگ اور مسور کھانا پسند کرے اور عورتوں کی خواہش الحق ہونے کے خوف سے گوشت کھانا چھوڑ دے **فصل مصنف** نے کہا سلف صالحین اوسط درجے کا لباس پہنا کرتے تھے جو نہ بہت بڑ بکر ہوتا تھا اور نہ بالکل گھٹیا اور جمعہ اور عید اور بھائیوں کی ملاقات کے لیے انہیں کپڑوں میں سے نفیس لباس اختیار کرتے اور بہت نفیس لباس پہننا اُن کے نزدیک کوئی قبیح نہ تھا **مسلم** نے اپنی صحیح میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ انہوں نے ایک حلہ سنہری دھاریوں والا مسجد کے قریب بکتا ہوا دیکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا +

لو اشتریتها لیوم الجمعة والوفود اذا قدموا علیك فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم انما یلبس هذه من لا خلاق له فی الآخرة فما انکر علیه ذکر الیمن وایمانها وانکر علیه لکونها حریرا قال المصنف وقد ذکرنا عن ابی العالیة انه قال کان المسلمون اذا اتزروا تحلوا وعن محمد قال کان المهاجرون والانصار یلبسون لباسا مرتفعا وقال اشتری تمیم الداری حلة بالف ولکنه کان یصلی فیها وعن محمد بن سیرین ان تمیما الداری اشتری حلة بالف درهم فکان یقوم فیها باللیل الی الصلوٰة وعن ثابت ان تمیما الداری کانت حلة قد ابتاعها بالف کان یلبسها اللیلة التی یرجی فیها لیلة القدر وعن ابن سیرین ان تمیما الداری اشتری رداء بالف فکان یصلی باصحابه فیه وکان الحسن البصری یلبس الثیاب الجیاد قال کلثوم بن جوشن خرج الحسن وعلیه جبة ثمینه ورداء ثمینة فنظر الیه فرقد فقال یا استاذ ینبغی لمثلك ان یکون هکذا فقال الحسن یا بن ام فرقد ما علمت ان اکثر اصحاب النار اصحاب الاکسیة وکان مالك بن انس یلبس الثیاب العدنیة الجیاد وکان ثوب احمد بن حنبل یشتری بقوله دینار وقد کانوا یؤثرون الیذاذة الی حد انما للبسوا خلقان الثیاب لیروها فاذا خرجوا تجملوا ولبسوا الا یشتهون من اللون ولا من الاعلی

ترجمہ کہ اگر آپ جمعہ کے لیئے اور باہر سے آنے والوں کے لیے یہ حلہ خرید فرماتے تو بہتر تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ لباس وہ لوگ پہنتے ہیں جن کا آخرت میں کچھ حصہ نہیں ہمنے صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر پر اس حلہ سے آرایش کرنے کا انکار نہیں فرمایا بلکہ بوجہ اس کے ریشمی ہونے کے انکار فرمایا مصنف نے کہا ہم ابو العالیہ سے روایت کر چکے کہ انہوں نے کہا مسلمانوں کا یہ قاعدہ تھا کہ جب کہیں جاتے تھے تو زیب و زینت کرتے تھے محمد نے کہا کہ مہاجرین اور انصار اونچے درجے کا لباس پہنا کرتے تھے تمیم الداری نے ایک حلہ ہزار درم کو خریدا تھا لیکن اس سے نماز پڑھا کرتے تھے محمد بن سیرین سے مروی ہے کہ تمیم داری نے ایک حلہ ہزار درم کو مول لیا اس کو پہنکر نماز ادا کیا کرتے تھے ثابت نے کہا کہ تمیم داری کے پاس ایک حلہ تھا جو انہوں نے ہزار درم میں مول لیا تھا اس کو اس رات پہنا کرتے تھے جس میں شب قدر کی امید کیجاتی ہے ابن سیرین نے کہا تمیم داری نے ایک چادر ہزار درم کو مول لی اس کو اوڑھکر اپنے ساتھیوں کو نماز پڑھایا کرتے تھے مصنف نے کہا کہ ابن مسعود بہت نفیس لباس پہنا کرتے تھے اور بہت عمدہ عطر لگایا کرتے تھے حسن بصری اعلی درجہ کی پوشاک پہنا کرتے تھے کلثوم بن جوشن کہتے ہیں کہ ایک بار حسن بصری ایک قیمتی جبہ پہنے ہوئے اور ایک گراں بہا چادر اوڑھے ہوئے باہر نکلے ان کو فرقد نے دیکھا اور بولے اے استاد کیا آپ کا لباس ایسا ہونا چاہیے حسن نے جواب دیا اے ابن ام فرقد کیا تم نہیں جانتے کہ اکثر اہل دوزخ وہ ہیں جو صوف کا لباس پہنتے ہیں مالک بن انس نفیس کپڑے عدن کے پہنا کرتے تھے احمد بن حنبل کا کپڑا تقریب تقریب ایک دینار میں خریدا جاتا تھا غرضکہ سلف پہلے پرانے حال کو ایک حد تک اختیار کرتے تھے اور پرانے کپڑے صرف اپنے گھروں میں پہنتے تھے جب باہر نکلتے تو زیب اور زینت کرتے تھے۔ اور ایسا لباس پہنتے تھے جس کے ادنی یا اعلی ہونے کی خواہش ان کو نہ ہوتی تھی ✦

مؤلف المصنف قلت وقد کان ابن مسعود من اکثر الناس ثوبا واصبهم ریحا

وعن عیسی بن حازم قال کان لباس ابراهیم بن ادهم کتانا قطنا فروا لم ار علیه ثیاب صوف
لا ثیاب شهرة وعن محمد بن ریان قال رای علی ذوالنون خفا احمر فقال انزع هذا یا بنی فانه شهرة
ما لبسه رسول الله صلی الله علیه وسلم انما لبس رسول الله صلی الله علیه وسلم خفین اسودین ساذجین
وعن الربیع بن یونس قال قال ابو جعفر المنصور المغربی القادح خیر من الزی الفاضح فصل قال المصنف
واعلم ان اللباس الذی یزری بصاحبه یتضمن اظهار الزهد واظهار الفقر وکانه لسان الشکوی من الله تعالی
ویجب احتقار اللابس وکل ذلک مکروه منهی عنه وعن الاحوص عن ابیه قال اتیت رسول الله صلی الله
علیه وسلم واناقشف الهیئة فقال هل لک من مال قلت نعم قال من ای المال قد اتاک الله عز وجل
من الابل والخیل والرقیق والغنم قال فاذا اتاک الله عز وجل مالا فلیر ترعلیک وعن جابر قال اتانا رسول الله صلی الله علیه وسلم
زائرا فنزلنی فرای رجلا شعثا فقال امالهذا ما یسکن رأسه ثم رأی رجلا علیه ثیاب وسخة فقال اما
کان بعد هذا ما یغسل به ثیابه وعن ابی عبیدة معمر بن التنفع قال مرض علی بن ابی طالب کرم الله وجهه فعاده الربیع بن زیاد وعوده
فقال له یا امیر المؤمنین اشکو الیک عاصما اخی قال ما شانه قال ترک الملاء والبرا بها فغم اهله وحزن ولده

ترجمہ عیسے بن حازم نے کہا ابراہیم بن ادہم کا لباس کتان روئی پوستین تھا میںنے ان کو کبھی صوف اور شہرت کا کپڑا پہنے ہوے
نہیں دیکھا محمد بن ریان کہتے ہیں کہ میرے باپ بن ذوالنون نے سرخ موزہ دیکھا کہنے لگے بیٹا اسکو اتار ڈالو اس میں شہرت ہے +
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو نہیں پہنا آپ نے تو صرف دو موزے سادے سیاہ رنگ کے پہنے ہیں ربیع بن یونس کہتے
ہیں کہ ابو جعفر منصور نے کہا طعن کے قابل ہیئت رسوا کرنے والی ہیئت سے بہتر ہے فصل مصنف نے کہا جاننا چاہیئے کہ جو لباس صاحب
لباس کے لئے عیب ناک ہے وہ ہے جس میں زہد اور افلاس کا اظہار پایا جائے ایسا لباس گویا خدا سے شکایت کرنے کی زبان اور
پہننے والے کی حقارت کا سبب ہے اور یہ سب مکروہ و ممنوع ہے احوص نے بیان کیا کہ میرے باپ کہتے ہیں میں رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور میری ہیئت بوسیدہ تھی آپ نے فرمایا تمہارے پاس کچھ مال ہے میںنے عرض کیا ہاں دریافت فرمایا
کس قسم کا مال ہے میںنے عرض کیا ہر قسم کا مال ہے مجکو اللہ تعالے نے اونٹ گھوڑے غلام بکریاں سب کچھ دیا ہے فرمایا جب
تم کو اللہ تعالے نے مال عطا کیا ہے تو اپنے آپ کو تو نگر ظاہر کرو جابر نے کہا ایک بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے مکان پر
ہم سے ملنے کو تشریف لائے ایک آدمی کے بال پریشان دیکھے فرمایا کیا اس شخص کو ایسی چیز نہیں ملتی جس سے اپنے بال درست
کرلے پھر ایک اور آدمی کو میلے کپڑے پہنے ہوے دیکھا فرمایا کیا اس شخص کو ایسی چیز نہیں ملتی جس سے اپنے کپڑے دھوے ابو عبیدہ
معمر بن تنفع کہتے ہیں کہ حضرت علی بن ابیطالب کرم اللہ وجہہ ایک مرتبہ ربیع بن زیاد کی عیادت کو گئے ربیع نے کہا امیر المومنین میں
آپ سے اپنے بھائی عاصم کی شکایت کرتا ہوں دریافت فرمایا کہ اس کا کیا حال ہے جواب دیا کہ ٹھکانہ چھوڑ
دیا اور عبا پہن لی جس کی وجہ سے اس کی بی بی اور بال بچے غمناک اندوہگین ہیں +++++++++++++++

فقال علیؑ عاصما فلما حضر بشر فی وجهه وقال اتری الله احل لك الدنیا وهو یکره اخذك منها وانت
الله اهون علی الله من ذلك فوالله لابذلك نعم الله بالفعال احب الیه من ابتذالك ایاها بالمقال فقال
یا امیر المؤمنین افنارك تو تر لباس الخشن واکل الخشن فتنفس الصعداء ثم قال ویحك یا عاصم ان الله فرض
علی ائمة العدل ان یقدروا انفسهم بالعوام لئلا یتبیغ بالفقر فقس قال ابوبکر الانباری یعنی یقاس
یعلو یقال یتبیغ به الدم اذا زاد وجاوز الحد فصل قال المصنف فان قال قائل ما تحریم لباس
هو للنفس وقد امرنا بمجاهدتها وتزین للخلق وقد امرنا ان یکون افعالنا لله لا للخلق قیل له لیس
لیس کما تهوی النفس یذم ولا کل التزین للناس یکره وانما ینهی عن ذلك اذا کان الشرع قد نهی عنه او
علی وجه الریا فی باب الدین فان الانسان یحب ان یری جمیلا وذلك حظ النفس لا یلام فیه ولهذا
یسرح شعره وینظر فی المرآة ویستوی عمامته ویلبس بطانة الثوب الخشنة الی داخل وظهارته الحسنة الی خارج
ولبس فی شئ من هذا ما یکره ولا یذم وعن عائشة قالت کان نفر
من اصحاب رسول الله صلی الله علیه وسلم ینتظرونه علی الباب فخرج یرید هم فی المدار

ترجمہ حضرت علی نے حکم دیا کہ عاصم کو میرے پاس لاؤ جب عاصم آئے تو حضرت علی خندہ پیشانی سے ان کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا
تم جانتے ہو کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے دنیا کو حلال کر دیا اور تم سے دنیا کا چھین لینا نہیں چاہتا اور خدا کی قسم کہ تم اللہ تعالیٰ کے نزدیک
اس سے بھی ذلیل تر ہو واللہ اگر تم اس کی نعمتوں کا اظہار فعل کی راہ سے کرو تو میرے نزدیک زیادہ پسندیدہ ہے بہ اس سے کہ قول کی
راہ سے نعمت الٰہی کا اظہار کرو عاصم نے کہا یا امیر المؤمنین میں دیکھتا ہوں کہ آپ موٹا کپڑا پہنتے ہیں اور موٹا اناج کھاتے ہیں یہ سنتے ہی علی نے
ٹھنڈی سانس بھری پھر فرمایا اے عاصم والے عاصم والے ہو تجھ پر اللہ تعالیٰ نے انصاف کرنے والے اماموں پر فرض کر دیا ہے کہ اپنے آپ کو
عوام کے ساتھ اندازہ کریں تاکہ افلاس والے کے افلاس تابع ہو ابوبکر الانباری نے کہا اس آخری فقرے کے معنی ہیں کہ
فقر و افلاس بہت زیادہ نہ بڑھ جائے محاورہ ہے کہ فلاں شخص کے نفس تابع ہے یعنی اس کی مذمت نہیں ہوتی ہے
مصنف نے کہا اگر کوئی یوں کہے کہ نفیس لباس پہننا خواہش نفسانی ہے اور ہم کو حکم ہے کہ نفس کو محنت میں ڈالیں اور ریاضت کرائیں
مخلوق کے لئے نہ ہوں بلکہ خدا کے واسطے ہوں جواب یہ ہے کہ ہر چیز جس کی نفس خواہش کرے وہ ذمہ نہیں ہوتی بلکہ ایسی چیز
کے لئے ہو وہ مکروہ نہیں اس سے اسی وقت منع کیا جائے گا جب شریعت میں اس کی ممانعت ہو یا دین کے بارے میں ریا کی
صورت نکل آوے ہر انسان چاہتا ہے کہ وہ خوبصورت معلوم ہو ایسی خواہش نفسانی ہے جس پر ملامت نہیں کی جاتی
اس لئے وہ بالوں میں کنگھا کرتا ہے اور آئینہ میں منہ دیکھتا ہے اور عمامہ برابر کے باندھتا ہے اور لباس کا خشن زیر رہے اور
اور ابرہ اوپر ہونے کے سبب سے عمدہ رکھتا ہے ان میں کوئی ایسی شے نہیں جو مکروہ اور ممنوع ہو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا
کی ایک جماعت دروازہ پر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے انتظار میں تھی آپ ان کے پاس جانے کو نکلے

ركوة فيها ماء فجعل ينظر في الماء ويسوي شعره ولحيته فقلت يا رسول الله وانت تفعل هذا قال نعم اذا خرج الرجل
الى اخوانه فليهيئ من نفسه فان الله جميل يحب الجمال وعن عائشة من طريق اخرى قالت خرج رسول الله صلى الله
عليه وسلم فمر بركوة لنا فيها ماء فنظر الى ظله في الماء وسوى لحيته ورأسه ثم مضى فلما جيء قلت يا رسول
الله هذا قال واي شيء فعلت نظرت في ظل الماء فهيأت من لحيتي ورأسي ان الله يأمر بذلك الرجل المسلم اذا
خرج الى اخوانه يهيئ من نفسه قال المصنف فان قيل فما وجه ما روينا عن سري السقطي انه قال لو ان
انسانا يدخل على فعلت كذا بلحيتي وامر يده على لحيته كأنه يريد ان يسويها من اجل دخول الداخل عليه لخشيت
ان يمقته الله على ذلك بالنار فالجواب ان هذا محمول على انه كان يقصد بذلك الرياء في باب الدين من اظهار التخشع وغيره
قلنا اذا انضم تحسين صورته لئلا يراه منه ما لا يستحسن فان ذلك غير مذموم فمن اعتقد من مواظبته على ما ورد به الشرع
ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال لا يدخل الجنة من كان في قلبه مثقال ذرة من كبر فقد يظن ان احدنا يحب ان يكون ثوبه حسنا ونعله حسنا قال
ان الله جميل يحب الجمال والكبر بطر الحق وغمط الناس اقول اخرجه مسلم وسعنا الكبر من بطر الحق وغمط الناس يعني ازدراء المتكبر

ترجمہ ایک نانہ تھی جس میں پانی بھرا تھا اس میں آپ دیکھ دیکھ کر سر کے بال اور ریش مبارک درست فرمانے لگے میں نے عرض کیا یا
رسول اللہ آپ بھی ایسا کرتے ہیں فرمایا ہاں جب آدمی اپنے بھائیوں کے سامنے جائے تو اپنے آپ کو درست کر لینا چاہیے کیونکہ اللہ تعالے
جمیل ہے اور جمال کو پسند کرتا ہے عائشہ رضی اللہ عنہا سے دوسرے طور پر مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لے
جانے کے لئے اٹھے ایک نانہ آپ نے دیکھی جس میں پانی تھا اس میں اپنا عکس مبارک دیکھا پھر ریش اقدس اور سر اطہر کو درست
کیا اور باہر تشریف لے گئے جب واپس آئے تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ بھی ایسا کرتے ہیں فرمایا جی کیا فقط اتنا ہی تو ہے
کہ پانی میں اپنا عکس دیکھا اور اپنی ڈاڑھی اور سر کے بال درست کئے اس میں کوئی حرج نہیں انسان آدمی ایسا کیا ہی کرتا ہے کہ جب
اپنے بھائیوں سے ملنے کو جاتا ہے تو اپنے آپ کو درست کر لیتا ہے مصنف نے کہا اگر کوئی کہے اس کی کیا وجہ کہ تم نے سری سقطی
سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے کہا اگر میں کسی آدمی کی اپنے پاس آتے ہوئے آہٹ پاؤں اور اپنی ڈاڑھی پر ہاتھ پھیرنے میں سنتا اس
آنے والے کے سبب سے ڈاڑھی درست کرنے کو توڑتا ہوں کہ خدا تعالی مجھکو اس حرکت پر دوزخ میں عذاب کرے جواب یہ ہے کہ یہ قول
اس پر محمول ہے کہ ریا کی مراد دین کے باطن میں خشوع وغیرہ کا اظہار کرکے یا کاہلی کا مرتکب ہونا ہے ہم کہتے ہیں جبکہ اپنی صورت اچھی
بنانا مقصود ہو تاکہ کوئی نادان یا جاہل نظر اوے تو ایسا کرنا بیشک موموم نہیں جو شخص اس کو مذموم یقین کرے وہ ریا کو نہیں جانتا اور
مذموم کے معنی نہیں سمجھا ابن مسعود سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص کے دل میں ایک ذرہ
برابر ہوگا وہ بہشت میں نہ جاویگا ایک آدمی نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم میں کا ایک پسند کرتا ہے کہ اس کا لباس اچھا ہو تا خوبصورت
ہو ارشاد فرمایا اللہ تعالی جمیل ہے اور جمال کو محبوب رکھتا ہے مگر تو اس کو کہتے ہیں کہ حق بات سے سرکشی کرے اور
لوگوں کو حقیر سمجھے یہ حدیث فقط صحیح ہے مسلم میں ہے اور معنی یہ ہیں حق سے گردنکشی کرنا اور لوگوں کو حقیر سمجھنا غرور کا باعث ہے

فصل قال المصنف وقد كان في الصوفية من يلبس الثياب المرتفعة كما اخبرنا عن ابي العباس بن عطاء قال كان يلبس المرتفع من البز كالزيبقي ونحوه نسيج اللؤلؤيي ثم ما طال قال المصنف قلت وهذا في الشهرة كالمرقعات وانما ينبغي ان يكون ثياب اهل الخير وسطا فانظر الى الشيطان كيف يتلاعب بهؤلاء بين طرفي نقيض فصل قال المصنف وقد كان في الصوفية من اذا لبس ثوبا خرق بعضه وربما افسد الثوب الوضيع القدر وعن عيسى ابن علي الوزير يقول كان ابن مجاهد يوما عندي فقيل له الشبلي يدخل فقال ابن مجاهد ساسكته الساعة بين يديك وكان من عادة الشبلي اذا لبس شيئا خرق فيه موضعا فلما جلس قال له ابن مجاهد يا ابا بكر ابن لي في العلم فسما ما ينتفع به فقال الشبلي اين في العلم فطفق مسحا بالسوق والاعناق قال فسكت ابن مجاهد فقال له ابي ردت ان تسكته فاسكتك ثم قال له قد اجمع الناس انك مقرئ الوقت اين في القرآن ان الحبيب لا يعذب حبيبه قال فسكت ابن مجاهد فقال له ابي قل يا ابا بكر فقد قوله تعالى وقالت اليهود والنصارى نحن ابناء الله واحباؤه قل فلم يعذبكم فقال ابن مجاهد كانني ما سمعتها قط قال المصنف قلت هذه الحكاية انما ترتاب بعضها لان الحسن بن غالب كان لا يوثق به

ترجمہ فصل مصنف نے کہا صوفیہ میں ایسے بھی گذرے ہیں جو اعلیٰ درجہ کا لباس پہنتے تھے چنانچہ ہم کو خبر ملی ہے کہ ابوالعباس بہت اعلیٰ درجہ کا کپڑا پہنا کرتے تھے مثلاً زیبقی اور لونا نامی شخص کا بنا ہوا کپڑا اور بہت نیچا لباس پسند کرتے تھے مصنف نے کہا اس میں بھی مرقعوں کی طرح شہرت ہے نیک لوگوں کے لباس تو اوسط درجے کے ہونے چاہئیں غور کرنا چاہیئے کہ شیطان ان لوگوں کے ساتھ دونوں مخالف طرفوں سے کس طرح کھیل کرتا ہے فصل مصنف نے کہا بعض صوفیہ ایسے ہیں کہ جب کوئی کپڑا پہنتے ہیں تو اس کا کچھ حصہ پھاڑ ڈالتے ہیں اکثر اوقات اعلیٰ درجہ کے لباس کو خراب کر دیتے ہیں عیسیٰ بن علی وزیر کہتے ہیں ایک روز ابن مجاہد میرے باپ کے پاس تھے کسی نے شبلی کے اندر آنے کی خبر دی ابن مجاہد بولے کہ میں تمہارے سامنے اسی گھڑی شبلی کو ساکت کر دونگا شبلی کی عادت یہ تھی کہ جب کچھ پہنتے تھے اس کو کسی مقام سے چاک کر ڈالتے تھے جیسے ہی شبلی آکر بیٹھے ابن مجاہد نے ان سے کہا اے ابوبکر یہ کونسے علم کی بات ہے کہ جس سے کہ نفع اوٹھائیں اس کو خراب کریں شبلی نے جواب دیا یہ کونسے علم کی بات ہے تطفق مسحا بالسوق والاعناق یعنی حضرت سلیمان گھوڑوں کی پنڈلیاں اور گردنیں کاٹنے لگے یہ سن کر ابن مجاہد خاموش ہو رہے میرے باپ نے ان سے بولے تم شبلی کو ساکت کرنا چاہتے تھے انہوں نے اول تم کو ساکت کر دیا پھر شبلی نے ان سے کہا سب لوگ اتفاق کرتے ہیں کہ تم قاری وقت ہو بھلا یہ تو بتاؤ قرآن شریف میں کس جگہ ہے کہ حبیب اپنے حبیب کو عذاب نہیں کرتا ابن مجاہد چپ ہو رہے میرے باپ نے کہا اے ابوبکر آپ ہی بتائیے جواب دیا قولہ تعالیٰ قالت الیھود والنصرٰی نحن ابناء اللہ واحباءہ قل فلم یعذبکم یعنی یہود و نصاریٰ کہتے ہیں کہ ہم خدا کے بیٹے اور اس کے حبیب ہیں اے محمد آپ ان سے پوچھئے تو سہی کہ پھر تم کو خدا تعالیٰ عذاب کیوں کرتا ہے یہ سنکر ابن مجاہد بولے کہ میں نے کبھی اس آیت کو سنا ہی نہ تھا مصنف نے کہا مجھ کو اس حکایت کے صحیح ہونے میں شک ہے کیونکہ اس کے راویوں میں حسن بن غالب غیر موثوق ہے ۔

وعن ابی بکر الخطیب قال ادعی الحسن ابن غالب اشیاء تبین فیہا کذبہ واختلافا فان کانت صحیحۃ فقد بانہ عن قلۃ فہم الشبلی حین احتج بہذہ الایۃ وقلۃ فہم ابن مجاہد حین سکت عن جوابہ وذلک ان قولہ فطفق مسحا بالسوق والاعناق لیس بافساد لانہ لا یجوز ان ینسب الی نبی معصوم فعل الفساد والمفسرون قد اختلفوا فی معنی الایۃ فمنہم من قال مسح علی اعناقہا وسوقہا وقال انت فی سبیل اللہ فہذا اصلاح ومنہم من قال عقرہا وذبح الخیل واکل لحمہا جائز فما فعل شیئا فیہ جناح فلما افسد ثوب صحیح لا لغرض صحیح فانہ لا یجوز ومن الجائز ان یکون فی شریعۃ سلیمان جواز ما فعل ولا یکون فی شرعنا وعن ابی عبد اللہ احمد بن عطاء قال کان مذہبہ علی الرودبار تحزیق الکمام وتغنیق قمیصہ قال فکان یخرق الثوب المثمن فیرتدی بنصفہ ویأتزر بنصفہ انہ دخل الحمام یوما وعلیہ ثوب قیمتہ مائتا درہم لیکن مع اصحابہ ما یأتزرون بہ فقطعہ علی عددہم فأتزروا بہ وتقدم الیہم ان یدفعوا الخرق اذا خرجوا من الحمام قال ابن عطاء قال لی ابو سعید الکارزونی کنت معہ فی ہذا الیوم وکان الرداء الذی قطعہ بقوم نحو ثلاثین دینارا قال المصنف ونظیر ہذا التفریط عن ابی الحسن البوشنجی یقول کانت قیمۃ طیلستہ مائۃ درہم

ترجمہ ابو بکر خطیب کہتے ہیں کہ حسن ابن غالب نے ایسی چیزوں کا دعوی کیا ہے جن سے اُن کی دروغ گوئی اور خلاف ورزی ظاہر ہے اگر یہ قصہ صحیح بھی ہو تو اس سے شبلی کی کم فہمی ظاہر ہوتی ہے جو اُس آیت سے حجت پکڑی اور ابن مجاہد کی کم فہمی ہے جو اُس کے جواب سے خاموش ہو رہے ہے جواب یہ تھا کہ آیہ فطفق مسحا بالسوق والاعناق میں اچھی چیز کا خراب کرڈالنا نہیں ہے کیونکہ نبی معصوم کی طرف فاسد کرڈالنے کو منسوب کرنا جائز نہیں اور آیت کے معنوں میں مفسروں کا اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ گھوڑوں کی گردنوں اور پنڈلیوں پر مسح کیا یعنی ہاتھ پھیرا اور کہا کہ تم خدا کی راہ میں ہو ان معنوں کے لحاظ سے تو یہ اصلاح ہوئی اور بعض کہتے ہیں کہ انکی کونچیں کاٹ ڈالیں اور گھوڑوں کا ذبح کرنا اور اُن کا گوشت کھانا جائز ہے لہذا حضرت سلیمان نے کوئی فعل ایسا نہ کیا جس میں گناہ ہو لیکن اچھے خاصے کپڑے کو بلا کسی غرض صحیح کے خراب کرڈالنا ہرگز جائز نہیں اور ممکن ہے کہ جو کچھ حضرت سلیمان نے کیا ان کی شریعت میں اُس کا جواز ہو اور ہماری شرع میں نہ ہو ابو عبد اللہ احمد بن عطا کہتے ہیں ابو علی رودباری کا مذہب تھا کہ اپنی آستین پھاڑ ڈالتے تھے اور کرتے کو چاک کر لیتے تھے اُن کا قاعدہ تھا کہ گران قیمت کپڑے کو پھاڑ کر آدھا اوڑھ لیتے تھے اور آدھا لنگوٹ لیتے تھے حتی کہ ایک روز حمام کو گئے اور ایک لباس پہنے ہوئے تھے ان کے ساتھیوں کے پاس کوئی ایسا کپڑا نہ تھا جس کو باندھیں انہوں نے اپنے اصحاب شمار پر اس لباس کے ٹکڑے کیے سب نے ایک ایک ٹکڑا باندھا اور بشتاں سے یہ کہدیا گیا تھا کہ جب باہر نکلیں تو وہ ٹکڑے حمام والے کو دے دیں۔ ابن عطا نے کہا کہ مجھ سے ابو سعید کارزونی نے بیان کیا کہ میں اُس روز ابو علی کے ہمراہ تھا جس کے انہوں نے ٹکڑے کیے تھے تیس دینار قیمت کی تھی مصنف نے کہا اسی قسم کی تفریط ابو الحسن بوشنجی سے منقول ہے وہ کہتے ہیں کہ میرے پاس ایک کبک تھا جو میں نے سو درہم میں لیا تھا +

فحضر لیلۃ فرہیان فقلت للوالدۃ عندک شیٔ لضیفک قالت لا الا الخبز فذبحت الدجاجۃ وقدمتہا الیہما
قال المصنف قلت قد کان یمکنہ ان یستقرض ثم یبیعہا ویعطی فلقد فرط وعن ابی عبد الرحمن السلمی
قال سمعت جدی یقول دخل ابو الحسین الدراج البغدادی وکان یحتاج الی لفاف لرجلہ فدفعہا الیہ فدخل
مدینۃ بلا زیبقیا فشقہ بنصفین و لفہ فقیل لہ بعتہ واشتریت بہ لفافا وانفقت الباقی فقال انا لا اخون
المذہب قال المصنف وقد کان احمد الغزالی ببغداد فخرج الی الحول فوقف علی ناعورۃ تأن فرمی طیلسانہ
علیہا فدارت فقطع الطیلسان قال المصنف قلت فانظر الی ہذا الجہل والتفریط والبعد عن العلم فانہ
صح عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہ نہی عن اضاعۃ المال ولو ان رجلا قطع دینارا صحیحا وانفقہ
کان عند الفقہاء مفرطا فکیف بہذا التبذیر المحرم ونظیر ہذا
تمزیقہم الثیاب المطروحۃ عند الوجد علی ما سیأتی ذکرہ انشاء
اللہ تعالی یشہدون ہذہ حالۃ ولا خیر فی حالۃ تنافی الشرع
افتراہم عبید نفوسہم امروا ان یعملوا بآرائہم ولان کانوا عرفوا انہم کانوا یخالفون

ترجمہ ایک رات میرے یہان دوسا فر آئے مین نے اپنی ماں سے پوچھا کہ تمہارے پاس میرے مہمانون کے لئے کچھ ہے وہ کہنے لگین کچھ نہین صرف روٹی ہے بیٹے اُس کبک کو حلال کیا اور ان کے پاس لے گیا مصنفؒ نے کہا ابو الحسن کے لئے یہ بھی تو ممکن تھا کہ قرض لے لیتے پھر کبک کو بیچ کر ادا کر دیتے غرض انہون نے تفریط کی ابو عبد الرحمن سلمی نے کہا میرے اپنے باپ سے سُنا بیان کرتے تھے کہ ابو الحسین بغدادی ایک بار کے مین داخل ہوے اُن کو اپنے پاؤن پر پٹی باندھنے کی ضرورت ہوا کرتی تھی ایک آدمی نے ان کو پیشی رومال دیا انہون نے رومال کے دو ٹکڑے کئے اوپر پٹی باندہی کسی نے کہا اگر آپ رومال کو بیچ کر پٹی خرید لیتے اور باقی قیمت کو خیرات کر دیتے تو بہتر تھا جواب دیا کہ مین مذہب مین خیانت نہین کرتا مصنفؒ نے کہا احمد غزالی بغداد مین تھے ایک بار چوخی کے دن پر گذرے اور ایک چرخی پر چیل رہی تھی اور جس پر سے کہ لاش نکلتی تھی کھڑے ہو گئے وجد مین آکر اپنی طیلسان کی چادر اُس پر پھینک دی چرخی نے چکر کھایا چادر ٹکڑے ٹکڑے ہو گئی مصنفؒ نے کہا اس جہالت اور تفریط اور بعد علمی پر غور کرنا چاہیے صحیح طور پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ نے مال ضائع کرنے سے منع فرمایا اور اگر کوئی آدمی درست دینار کو کاٹ کر خرچ مین لاوے فقہا کے نزدیک تفریط کرنے والا ہوگا پھر اس فضول خرچی کا کیا ٹھکانا ہے جو بالکل حرام ہے اسی قسم سے صوفیہ کا ان کپڑون کو چاک کرنا ہے جو وجد کی حالت مین پھینکے جاتے ہین چنانچہ انشاء اللہ اس کا ذکر آئیگا طرفہ یہ ہے کہ صوفیہ دعوی کرتے ہین کہ یہ ایک حالت ہے حالانکہ جو حالت شریعت کے خلاف ہو اس مین خیر نہین تم دیکھتے ہو کہ یہ اپنے نفسون کے بندے ہین یا اُن کو حکم ملا ہے کہ اپنی اپنی رائے پر عمل کرین یہ لوگ اگر اسقدر پہچانتے ہین کہ اس فعل مین وہ شریعت کے خلاف ہین اور پھر بھی ایسا کرتے ہین تو کمال سرکش ہین اور اگر اس قدر نہین جانتے تو سخت جاہل ہین عبد اللہ رازی کے

يقول لما تغير الحال على ابو عثمان وقت وفاته مزق ابنه ابوبكر قميصا كان عليه ففتح ابو عثمان عينه وقال يا بني خلاف السنة في الظاهر من رياء باطن في القلب **فصل** قال المصنف وفي الصوفية من يبالغ في تقصير ثوبه وذلك شهرة ايضا كما روي عن العلاء عن ابيه انه سمع ابا سعيد سئل عن الازار فقال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول ازار المسلم الى نصف الساقين لا جناح او لا حرج عليه وما بينه وما بين الكعبين ما كان اسفل من ذلك فهو في النار وعن ابراهيم بن سعيد الجوهري قال كتب الي عبد الرزاق عن معمر قال كان في قميص ايوب بعض التزييل فقال لشهرة ايوم في التشهير وقد روى اسحاق بن ابراهيم بن هانئ قال دخلت يوما على ابي عبد الله احمد بن حنبل وعليه قميص قصير اسفل من الركبة وفوق الكعب فقال اي شئ هذا واكره وقال هذه بدعة لا ينبغي **فصل** قال المصنف وقد كان في الصوفية من يجعل على رأسه خرقة كأن العمامة وهذا ايضا شهرة لانه على خلاف لباس اهل الشرع كل ما فيه شهرة فهو مكروه وعن بشر بن الحارث ان ابن المبارك دخل المسجد يوم جمعة وعليه قلنسوة فرأى الناس ليس عليهم قلانس فاخذها ووضعها في كوة **فصل** قال المصنف كان في الصوفية من استكثر من الثياب وسوء فيجعل للخلاء ثوبا وللصلوة ثوبا وقد روى هذا عن جماعة منهم ابو يزيد وهذا لا بأس به لانه لا ينبغي ان يتخذ سنة

ترجمہ کہا جب نزع کی حالت میں ابو عثمان کا حال متغیر ہوا۔ تو اُن کے بیٹے ابوبکر نے اپنا کرتہ جو اس وقت پہنے ہوئے تھے چاک کر ڈالا۔ ابو عثمان نے آنکھ کھولی۔ اور کہا بیٹا ظاہر میں خلاف سنت کرنا دل کی باطنی ریا کا اثر ہے **فصل مصنف** نے کہا بعض صوفیہ ایسے ہیں جو لباس کو نہایت کوتاہ رکھتے ہیں یہ بھی شہرت میں داخل ہے چنانچہ علا اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا ابو سعید سے کسی نے تہبند کے بارے میں پوچھا جواب دیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے فرماتے تھے۔ مسلمان کا تہبند آدھی پنڈلیوں تک ہونا چاہیے۔ ٹخنوں اور پنڈلیوں میں جو حصہ کھلا رہے کچھ حرج نہیں جو اس سے زیادہ نیچا ہو وہ دوزخ کی نشانی ہے ابراہیم بن سعید جوہری نے بیان کیا مجکو عبد الرزاق نے لکھا کہ معمر نے بیان کیا ایوب کے کرتے میں دامن کچھ کم نیچا رہا کسی نے اس زمانے میں اونچا لباس رکھنا شہرت میں داخل ہے **اسحاق بن ابراہیم** ابن ہانی روایت کرتے ہیں کہ میں ایک روز ابو عبد اللہ احمد بن حنبل کے پاس گیا اور ایک کرتا اونچا گھٹنوں سے نیچے پنڈلی سے اوپر تک کا پہنے ہوئے تھا اُنہوں نے مجھ پر انکار کیا اور کہا یہ کیا بلا ہے تم کو ایسا لباس زیبا نہیں **فصل مصنف** نے کہا صوفیہ میں بعض ایسے ہیں جو بجائے عمامہ کے سر پر ایک ٹوپی کا ٹکڑا لپیٹ لیتے ہیں یہ بھی شہرت ہے کیونکہ اہل شریعت کے لباس کے خلاف ہے اور جس چیز میں شہرت ہو وہ مکروہ ہے + **بشر بن حارث** بیان کرتے ہیں کہ ایک بار جمعہ کے روز بازار مبارک جمعہ میں داخل ہوئے اُن کے سر پر کلاہ تھی لوگوں نے دیکھا کہ اُن کے سر پر کلاہ نہیں اُس کلاہ کو اُتار کر کسی طاق میں چھپا کر رکھ دیا **فصل مصنف** نے کہا بعض صوفیہ ایسے ہیں جو وسوسہ کی وجہ سے کئی کپڑے رکھتے ہیں ایک جوڑا قضائے حاجت کے لئے اور ایک جوڑا نماز کے لیے مقرر کرتے ہیں **ابو یزید** نے اس بارے میں صوفیہ کی ایک جماعت سے روایت کی ہے اس فعل میں کچھ ڈر نہیں ہے کیونکہ

وعن جعفر عن ابیه ان علی بن الحسین قال یابنی لو اتخذت ثوبا للغائط رایت الذباب یقع علی الشیء ثم یقع علینا ثم اتیته فقال ما کان لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ولا لاصحابہ الا ثوب فریضۃ **فصل قال المصنف وقد کان** فیہم من لا یکون لہ سوی ثوب واحد ہذا فی الدنیا وہذا احسن الا انہ اذا امکن اتخاذ ثوب للجمعۃ والعید کان احسن واصلح **وعن** یوسف بن عبد اللہ بن سلام عن ابیہ قال خطبنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی یوم جمعۃ فقال ما علی احدکم لو اشتری ثوبین لیوم جمعۃ سوی ثوب مہنتہ **وعن** ابی ہریرۃ قال قال محمد بن عمرو حدثنی عن محمد بن عبد الرحمن ایضا ببعض ذلک قالوا کان لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بردۃ ثمنیۃ وازار من ابسیج عمار فکان یلبسہما فی یوم الجمعۃ **ویوم العید** ثم یطویان **ذکر تلبیس ابلیس علی الصوفیۃ فی مطاعمہم ومشاربہم قال المصنف** قد بالغ ابلیس فی تلبیسہ علی قدماء الصوفیۃ بتقلیل المطعم وخشونتہ ومنعہم شہوات النفوس فلما بلغ المتاخرین استراح من التعب واشتغل بالتعجب من کثرۃ اکلہم وذواقیہ علیہم **ذکر طرف مما فعلہ قدماؤہم قال المصنف** کان فی القوم من یبقی الایام لا یاکل الا ان یضعف قوتہ **وفیہم** من یتناول کل یوم الشیء الیسیر الذی لا یقیم البدن **فروی لنا** عن سہل بن عبد اللہ انہ قال فی بدایتہ

ترجمہ **جعفر** نے اپنے باپ سے روایت کیا کہ اُن سے علی بن حسین کہنے لگے اے بیٹا اگر قضاے حاجت کے لئے مین دوسرا کپڑا مقرر کر لیتا تو بہتر تھا مین دیکھتا ہون کہ مکھیان نجاست پر بیٹھتی ہین پھر اگر مجھ پر بیٹھتی ہین راوی کہتے ہین کہ پھر دوبارہ جو مین علی کے پاس گیا تو کہنے لگے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ رضی اللہ عنہم کے پاس صرف ایک ہی کپڑا تھا جس مین نماز فرض ادا کیا کرتے تھے **فصل مصنف** رح نے کہا صوفیہ مین ایسے بھی ہین جن کے پاس فقط ایک جوڑا کپڑا ہوتا ہے یہ بات اچھی ہے مگر جب جمعہ اور عید کے لیے دوسرا کپڑا بنا لینا ممکن ہو تو عمدہ اور بہتر ہے **یوسف** بن عبد اللہ بن سلام کہتے ہین کہ میرے باپ نے بیان کیا ایک بار جمعہ کے دن ہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ سنایا اسمین فرمایا کہ اگر تم کاروبار کے کپڑون کے سوا دو کپڑے جمعہ کے لئے خرید لیا کرو تو کیا حرج ہے **ابو ہریرہ** سے روایت ہے کہ محمد بن عمرو کہتے ہین کہ کچھ حصہ اس حدیث کا مجھ سے محمد بن عبد الرحمن نے بھی بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک قیمتی چادر اور عمار کی بنی ہوئی ازار تھی آپ یہ دو کپڑے جمعہ اور عید کے دن پہنا کرتے تھے پھر تہ کر کے رکھ دیے جاتے تھے

رکھانے پینے کے بارے مین صوفیہ پر تلبیس ابلیس کا بیان مصنف رح نے کہا متقدمین صوفیہ کو اس امر کی نسبت فریب دینے مین شیطان نے بہت مبالغہ کیا کہ کھانا سخت اور کم کھائین اور ٹھنڈا پانی پینے سے اُن کو باز رکھا جب متاخرین کی باری آئی تو شیطان کو آرام مل گیا اور اُن کی خوش عیشی اور بسیار خواری دیکھکر تعجب مین پڑ گیا (متقدمین صوفیہ کے احوال کا کسی قدر بیان) **مصنف** رح نے کہا متقدمین بعض ایسے تھے جو کئی کئی دن تک بغیر کھانے کے گذار دیتے تھے جب بالکل طاقت نہ رہتی تھی تو کچھ کھا لیا کرتے تھے اور بعض ایسے تھے کہ ہر روز تھوڑا سا کھا لیتے تھے جس سے بدن قائم رہتا تھا **سہل بن عبد اللہ** کی نسبت بیان کرتے ہین کہ اپنی ابتدائی حالت مین

یشتری بدرهم دبسا وبدرهم سمنا وبدرهم دقیق الارز فیخلطه ویجعله ثلث مائة وستین کرة فیفطر کل لیلة علی واحدة وحکی عنه ابو حامد الطوسی قال کان سهل یقتات قوت النبق مرة واکل دقائق التین مدة ثلث سنین واقتات ثلثة دراهم فی ثلث سنین وعن ابی جعفر الحداد یقول اشرف علی ابو تراب یوما وانا علی برکة ماء لی ستة عشر یوما لم اکل شیئا ولم اشرب فیها ماء فقال ما جلوسك ههنا فقلت انا بین العلم والیقین وانا انظر من یغلب فاکون معه فقال سیکون لك شان وعن ابراهیم بن البناء البغدادی قال صحبت مخ النون من اخمیم الی الاسکندریة فلما کان وقت افطاره اخرج قرصا وملحا کان معی وقلت هلم فقال صلحك مد قوت قلت نعم قال لست تفطر فنظر الی مزوده فاذا فیه تبلا سرق شعیر لیستف منه وعن ابی سلیمان قال الزیت بالعسل اسراف وعن ابی سعید صاحب سهل یقول بلغ ابا عبد الله الزبیری وزکریا السقا وابن ابی اوفی ان سهل ابن عبد الله یقول انا حجة الله علی الخلق فاجتمعوا عنده واقبل علیه الزبیری فقال له بلغنا انك قلت انا حجة الله علی الخلق فبماذا انبی انت صدیق انت قال سهل اذهب حیث تظن ولکن قلت هذا لاخذی الحلال فتعالوا کلکم حتی نصحح الحلال قال فانت قد صححته

ترجمہ ایک درم کا دوشاب اور ایک درم کا گھی اور ایک درم کا جانوروں کا آٹا خرید کر سب کو ملایا کرتے تھے اور اُس کے تین سو ساٹھ حصہ بنا کر رکھ چھوڑتے تھے ہر رات کو ایک حصہ پر روزہ افطار کرتے تھے ابو حامد طوسی نے انہیں سہل بن عبداللہ کی حکایت لکھی ہے کہ ایک مدت تک بیری کے پتے کھاتے تھے بعد ازاں ایک زمانے تک بہوسہ کھایا گئے اور تین برس مین فقط تین درم کا کھانا کھایا ابو جعفر حداد کہتے ہین ایک روز میرے پاس ابو تراب آئے اور مین ایک پانی کے حوض پر بیٹھا تھا اور سولہ روز سے نہ کچھ کھایا تھا نہ پیا تھا مجھ سے بولے کہ تم یہان کیسے بیٹھے ہوئے جواب دیا کہ علم اور یقین کا امتحان کرتا ہون دیکھون کون غالب آتا ہی جو غالب ہوگا اسی طرف ہو جاؤنگا ابو تراب نے کہا عنقریب تمہاری کوئی حالت ہو جائیگی ابراہیم بن بناء بغدادی کہتے ہین کہ مین اخمیم سے اسکندریہ تک ذوالنون کے ہمراہ تھا جب اُن کے روزہ افطار کرنے کا وقت آیا مینے روٹی کا ٹکڑہ اور نمک جو میرے ساتھہ تھا نکالا اور اُن سے کہا آیئے کھائیے جواب دیا کہ تمہارا نمک پسا ہوا ہے مینے کہا ان بولے کہ تم کو نجات نہ ملے گی۔ پھر مینے اُن کے توشے دان کو دیکھا تو اس مین تھوڑا سا جو کا ستو تھا اس کو پھانکنے لگے ابو سلیمان کا قول ہے کہ مسکہ کو شہد کے ساتھہ کھانا اسراف مین داخل ہے ابو سعید جو سہل کے اصحاب مین سے ہین بیان کرتے ہین کہ ابو عبداللہ زبیری اور زکریا ساجی اور ابن ابی اوفی نے سنا کہ سہل بن عبداللہ کہتے ہین مین مخلوق کے لئے حجت الٰہی ہون وہ تینون صاحب اُن کے پاس آئے زبیری اُن سے مخاطب ہو کر بولے ہم نے سُنا ہے کہ آپ کہتے ہین مین مخلوق پر خدا کی حجت ہون آپ کس بنا پر مین حجت ہین آپ کوئی نبی ہین یا صدیق ہین سہل نے جواب دیا میرا یہ مطلب نہین جو تمہارا خیال ہے بلکہ مین نے یہ اس لئے کہا ہے کہ مین حلال کھانا کھاتا ہون آؤ ہم تم سب مل کر صحیح طور پر حلال معلوم کرین۔ اُنہون نے پوچھا کیا آپ کو صحیح طور پر حلال معلوم ہو گیا +

قال نعم قال وکیف قال سہل قسمت عقلی ومعرفتی وقوتی علی سبعۃ اجزاء فاترک حتی یذہب منہا ستۃ اجزاء ویبقی جزء واحد فاخاف ان یذہب ذلک الجزء ویتلف معہ نفسی فخفت ان اکون قد قتلتہا علیہا وقتلتہا دفعتہ الیہا من البدایۃ ما یترک البستہ لاجزاء **وعن** ابی عبداللہ بن رویم قال منذ اربعین سنۃ ما اصحت نفسی طعاما الا فی وقت ما احل اللہ لہا المیتۃ **وعن** عیسی بن آدم بن اخی یزید قال جاء رجل الی ابی یزید فقال ایذن لی ان اجلس فی مسجدک فقال اللہ اعلم انت فیہ قال لا تطیق ذلک فقال ان رایت ان توسع لی فی ذلک فافعل فاذن لہ فجلس ثم قال لا یطعم فصبر فلما کان فی الیوم الثانی قال لہ یا اوستاذ ارید القوت قال یا غلام القوت عند تا اللہ فما استاذ اربد شیئا یقیم جسمی فی طاعۃ اللہ عزوجل فقال یا غلام ان الاجسام لا یقوم الا باللہ **وعن** ابراہیم الخواص یقول حملنی اخ لی کان یصحبنی اباتراب نظر الی صوفی مدیدہ الی قشر البطیخ وقد کان طوی ثلثۃ ایام فقال لہ تمد یدک الی قشر البطیخ انت لا یصلح لک التصوف الزم السوق **وعن** ابی القاسم القیروانی یقول سمعت بعض اصحابنا یقول اقام ابو الحسن النصیبی بالحرم ایاما مع اصحاب لہ سبعۃ لم یاکلوا فخرج بعض اصحابہ لیتطہر فرای قشر البطیخ فاخذہ فاکلہ

ترجمہ جواب دیا ان دو بولے کیونکر سہل نے کہا مینے اپنی عقل اور معرفت اور قوت کے سات ٹکڑے کئے ہین ان کو ویسے ہی چھوڑ دیتا ہون حتی کہ اُن مین سے چھ ٹکڑے زائل ہوجاتے ہین۔ اور ایک باقی رہتا ہے پھر مین ڈرتا ہون کہ کہین یہ ایک ٹکڑا بھی جاتا نہ رہے اور اُس کے ساتھ میری جان تلف ہوجاوے مجھکو خوف ہوتا ہے کہ مین اپنے نفس کو تباہ کرون اور اس کا قاتل ٹھیرون لہذا اُس کو بقدر رمق اس قدر کھانا پہونچا دیتا ہون جس سے وہ چھ کے چھ ٹکڑے پھر لوٹ آئے ہین **ابو عبد اللہ بن موید** کہتے ہین چالیس برس ہوے کہ مین اپنے نفس کو فقط ایسے وقت مین کھانا دیتا ہون جس حالت مین اس کے لئے خدا تعالے نے مردار کو حلال کر دیا ہے **عیسے بن آدم** نے کہا ایک آدمی ابو یزید کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ جس مسجد مین آپ ہین۔ مین بھی اسی جگہ بیٹھنا چاہتا ہون۔ ابو یزید بولے کہ تم مین اس کی طاقت نہین اس نے کہا مہربانی فرما کر مجھکو اجازت دید یجئے تو بہتر ہے ابو یزید نے اجازت دیدی وہ شخص ایک دن تک بغیر کچھ کھائے بیٹھا رہا اور صبہ کیا جب دوسرا دن ہوا تو ابو یزید سے بولا کہ اے استاد مجھکو کھانا چاہیے ابو یزید نے کہا اے صاحبزادے ہمارے یہان کا کھانا تو ذکر الٰہی ہے وہ کہنے لگا اے استاد مجھکو کچھ ایسی چیز چاہیے جس سے میرا جسم خدا کی عبادت مین قائم رہے جو کہ دیا کہ اے صاحبزادے اجسام تو اللہ تعالی کے ساتھ قائم رہتے ہین **ابراہیم خواص** کہتے ہین کہ مجھ سے میرے ایک بھائی نے جو ابو تراب کی صحبت مین رہتا تھا بیان کیا کہ ابو تراب نے ایک صوفی کو دیکھا کہ اپنا ہاتھ خربوزہ کے چھلکے کی طرف بڑہایا اور وہ صوفی تین دن کا بھوکا تھا ابو تراب نے اس سے کہا تو اپنا ہاتھ خربوزہ کے چھلکے کی طرف بڑہاتا ہے تو تصوف کے لایق نہین بس باز رہا **ابو القاسم** قیروانی بیان کرتے ہین کہ مین نے ایک اپنے ہمصحبت سے سُنا کہتا تھا کہ ابو الحسن نصیبی اپنے اصحاب کے ساتھ ایک ہفتہ بغیر کچھ کھائے حرم مین رہے اُن کے اصحاب مین سے ایک شخص طہارت کی غرض سے باہر چلا رستے مین خربوزہ کا چھلکا دیکھ اس کو اٹھا کر کھا لیا

فراٰہ انسانا فاتبعہ بشئی فجاء برقق فوضعہ بین یدی القوم فقال الشیخ من جنی منکم ھذہ الجنایۃ فقال الرجل انا وجدت قشر البطیخ فاکلتہ فقال کن مع جنایتک ومع ھذا الرقق وخرج من الحرم ومعہ اصحابہ وتبعہ الرجل فقال لہ لم اقل لک کن مع جنایتک فقال الرجل انا تائب مما جری فقال الشیخ لا کلام بعد التوبۃ وعن بنان بن محمد یقول کنت بمکۃ مجاورا ورأیت بھا ابراھیم الخواص فی عیال لم یقتض علی شئی وکان بمکۃ مزین یحب الفقراء وکان من اخلاقہ اذا جاء الفقیر یحجم اشتری لہ لحما وطبخہ فاطعمہ فقصدتہ وقلت اریدان احتجم فارسل من یشتری لحما فقام بأصلاحہ وجلست بین یدیہ فجعلت نفسی تقول تریکون فراغ القدر مع فراغ الحجامۃ ثم استیقظت قلت یا نفس انما جئت تحتجمین لتطعمی باھدی اللہ ان ذقت من طعامہ شیئا فلما فرغ الصرف فقال سبحان اللہ انت تعرف الرسم فقلت ثم عفل فسکت وجئت الی المسجد الحرام ولم یقدر لی شئی اکلہ فلما کان من الغد بقیت الی اخر النھار ولم یتفق ایضا فلما قمت لصلاۃ العصر سقطت وغشی علی واجتمع علی الناس وحسبوا انی مجنون فقام ابراھیم وفرق الناس وجلس عندی ساعۃ ثم قال تاکل شیئا

ترجمہ کسی آدمی نے اس شخص کو جھلکا کھاتے دیکھ لیا۔ کچھ کھانے کی چیز لے کر اس کے پیچھے پیچھے چلا۔ اور ان سب کے سامنے لاکر وہ کھانا رکھدیا شیخ ابوالحسن بولے تم مین سے کس نے یہ گناہ کیا۔ وہ شخص بولا کہ مین نے رستے مین ایک خربوزہ کا چھلکا پایا تھا۔ اس کو کھالیا۔ یہ سنکر شیخ نے کہا کہ جا اپنے گناہ کے ساتھ رہ۔ اور یہ کھانا سنبھال یہ کہکر چلدم اپنے صحاب کے چل کھڑے ہوے وہ شخص بھی پیچھے ہولیا شیخ اس سے بولے کیا مین نے تجھ سے نہین کہدیا کہ اپنے گناہ کے ساتھ رہ اس نے کہا جو کچھ ہوا مین اس سے توبہ کرتا ہون شیخ نے کہا خیر توبہ کے بعد تو کچھ کلام ہی نہین بنان بن محمد کہتے ہین کہ مین مکہ مین مجاور تھا۔ ومین نے ابراسیم خواص کو دیکھا ایک بار مجھکو کئی دن گذر گئے کہ کہین سے کچھ نہ آیا مکہ مین ایک حجام تھا جو فقیرون سے محبت رکھتا تھا۔ اور اس کی عادت تھی کہ جب کوئی فقیر اس کے پاس پچھنا لگوانے کے لیے جاتا تو اس کے واسطے گوشت مول لیتا اور پکا کر اس کو کھلاتا۔ مین بھی اس حجام کے پاس گیا اور کہا کہ پچھنا لگوانا چاہتا ہون اس نے گوشت خریدنے کے لیے آدمی بھیجا اور اس کے پکانے کا حکم دیا۔ مین پچھنا لگوانے کو اس کے سامنے بیٹھا میرا نفس مجھسے کہنے لگا کہ بھوکا پچھنون سے فراغت پانے کے ساتھ گوشت کی ہانڈی بھی پک چکے گی اسی اثنا مین مین چونکا اور کہا اے نفس کیا تو اسی واسطے مجھکو پچھنا لگوانے کے لئے لایا ہے کہ کھانا کھاے مین خدا تعالے کے سامنے عہد کرتا ہون کہ اس حجام کے کھانے مین سے کچھ نہ چکھون گا غرض جب فراغت ہوئی مین اٹھکر چلا حجام کہنے لگا سبحان اللہ تم تو میری رسم جانتے ہو مین بولا کہ مین نے عہد کرلیا ہے اور قسم کھالی ہے وہ چپ ہورہا مین مسجد حرام کی طرف گیا وہان بھی مجھکو کچھ کھانے کی چیز نہ ملی جب دوسرا دن ہوا تو دن بھر گذر گیا شام تک مینے کچھ نہ پایا جس وقت مین عصر کی نماز پڑھنے کو کھڑا ہوا تو گر پڑا اور مجھکو غش آگیا لوگ میرے گرد جمع ہوے اور سمجھے کہ مین دیوانہ ہون ابراہیم خواص آئے اور لوگون کو ہٹاکر میرے پاس بیٹھے اور باتین کرنے لگے پھر مجھسے پوچھا تم کچھ کھاؤ گے

فقلت قرب البر فقال احسنتم یا مبتدئین اثبتوا علی هذا تفلحوا ثم قام فلما صلینا عشاء الآخرة اذا هو قد جاءنی ومعه قصعة فیها عدس ورغیفان ودورق ماء فوضعه بین یدی وقال کل فاکلت الرغیفین والعدس فقال فیك فضل تاکل شیئا آخر قلت نعم فمضی وجاء بقصعة عدس ورغیفین فاکلتهما وقلت قد اکتفیت فاضطجعت فما قمت لیلتی وغدت الی الصباح ما طفت ولا صلیت **وعن** علی الرودباری یقول اذا قال الصوفی بعد خمسة ایام انا جائع فالزموه بالسوق وامروه بالکسب **وعن** احمد الصغیر یقول امرنی ابو عبد الله بن خفیف ان اقدم الیه کل لیلة عشر حبات زبیب لافطاره فاشفقت علیه لیلة فحملت خمسة عشر حبة فنظر الی وقال من امرك بهذا واکل عشر حبات وترك الباقی **وعن** ابی عبد الله بن خفیف یقول کنت فی ابتداء امری ابقیت اربعین شهرا افطر کل لیلة بکف باقلا فمضیت یوما فانتصبت فخرج من عرقی شبیه بماء اللحم وغشی علی فتحیرت القضا وقال ما رأیت جسدا لادم فیه الا هذا **فصل** قال المصنف فقد کان فیهم من یقتنع بالقلیل ویجتنب کثیر الحلال ومنهم من یقتنع بالطیبات کلها ویجتنب ما ورد فیهم ذم وما یاکلونه اللهم غفرا فاکثر همهم من اللحم یقتنی القلیل اربعین عاما **وعن** عائشة رضی الله عنها قالت قال رسول الله صلی الله علیه وسلم احرموا انفسکم طیب الطعام

ترجمہ یعنے کہا اب تو رات بھی قریب ہے یہ سنکر بولے اے مبتدیو تم پر آفرین ہے اسی حالت پر ثابت قدم رہو نجات پاؤ گے پھر اٹھ کھڑے ہوے جب ہم عشا کی نماز پڑھ چکے تو میرے پاس آئے اور اپنے ساتھ ایک مسور کی دال کا پیالا اور دو روٹیاں اور ایک پانی کا کٹورا لاے اور میرے آگے رکھکر بولے کہ کھاؤ مینے وہ دونوں روٹیاں اور مسور کی دال کھالی پھر پوچھا کہ ابھی کچھ بھوکے رہگئے ہو اور کھاؤ گے مینے کہا ہان وہ ایک دال کا پیالا اور دو روٹیاں پھر لائے مینے اُن کو بھی کھالیا اور اُن سے کہا کہ بس اب پیٹ بھر گیا کھانا کھاکر مین لیٹ رہا اس رات برابر صبح تک سوتا رہا نہ مین نے نماز پڑہی اور نہ طواف کیا **علی رودباری** کا قول ہے کہ اگر صوفی پانچ دن کے بعد کہے مین بھوکا ہون تو اس سے کہو کہ بازار مین رہا کرے اور کوئی کسب کرے **احمد صغیر** کہتے ہین ابو عبد اللہ بن خفیف نے مجھ کو حکم دیا کہ ہر روز رات کو دس دانہ انگور کے روزہ افطار کرنے کے لئے اُن کے پاس لے جایا کرون ایک روز مجھ کو اُن پر ترس آیا اور پندرہ دانہ لے گیا انہون نے میری طرف دیکھا اور کہا تم کو یہ حکم کس نے دیا ہے یہ کہہ کر وہی دس دانہ کہائے اور باقی چھوڑ دیے **ابو عبد اللہ بن خفیف** کہتے ہین جب مین ہندی تھا چالیس مہینے اس طرح گذارے کہ ہر رات ایک مٹھی ساگ پر افطار کیا کرتا تھا۔ ایک روز مین نے فصد کھلوائی میری رگ مین سے مار اللحم کے مشابہ کچھ پانی نکلا اور مجھ کو غش آگیا فصاد کو حیرت ہوئی اور کہنے لگا کہ مین نے اس شخص کے سوا کوئی بدن ایسا نہین دیکھا جس مین خون نہو **فصل مصنف** نے کہا صوفیہ مین ایسے بھی گذرے ہین جو گوشت نہ کہاتے تھے حتی کہ ان مین سے بعض کا معمول ہے ایک درم کی برابر گوشت کہانے سے چالیس روز تک دل سخت رہتا ہے اور بعض ایسے ہوئے ہین جو ہر ایک عمدہ کہانے سے باز رہتے تھے اور اس حدیث سے حجت پکڑتے تھے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے نفسون کو عمدہ کہانے سے محروم رکھو

العروق
مرقوق

فانما قوى الشيطان ان يجرى فى العرق بها **وفيهم** من يمتنع من شرب الماء البارد فيشرب الحار **وفيهم** من كان يحمل ماء الى دن مدفون فى الارض فيصير حارا **وفيهم** من كان يعاتب نفسه بترك المائدة **وعن** ابى يزيد يقول ما اكلت شيئا ما يأكله بنو ادم اربعين سنة قال واسهر ما لاقت نفسى منى انى سألتها امرا من الامور فابت فحرمت عليها الماء سنة فما شربت سنة **وحكى** ابو حامد الغزالى عن ابى يزيد انه قال دعوت نفسى الى الله تعالى بكل حجة فحرمت عليها ان لا اشرب الماء سنة ولا اذوق النوم سنة فوفيت لى بذلك **فصل قال المصنف** وقد رتب ابو طالب المكى للقوم ترتيبا ت فى المطاعم فقال استحب للمريد ان لا يزيد على رغيفين فى يوم وليلة **قال** ومن الناس من كان يعمل فى الاوقات فيثقلها **وكان** بعضهم يزن قوته بكرة من كرب النخل وهى تخف كل يوم قليلا فينقص من قوته بمقدار ذلك قال **ومنهم** من كان يعمد الاوقات فيأكل كل يوم ثم يترك يومين وثلثة قال والجوع ينقص دم الفؤاد فيبيضه وفى بياضه نور وينيب شحم الفؤاد وفى ذوبانه رقته ورقته مفتاح المكاشفة **قال المصنف** وقد صنف لهم ابو عبد الله محمد بن على الترمذى كتابا سماه رياضة النفوس قال فيه

ترجمہ کیونکہ اسی کی وجہ سے شیطان کو رگون مین دوڑنے کی قوت حاصل ہوتی ہے اور بعض ایسے تھے کہ ٹھنڈا پانی پینے سے باز رہتے تھے اور گرم پیتے تھے بعض ایسے ہوے ہین کہ پانی کو ایک مٹکے مین بھر کر زمین مین گاڑ دیتے تھے جس سے گرم ہوجاتا تھا اور بعض ایسے گذرے ہین کہ اپنے نفس کو سزا دینے کے لئے کمانے کی چیز ین چھوڑ دیتے تھے **ابو یزید** کہتے ہین کہ بنی آدم جو کچھ کھاتے ہین اُس مین سے چالیس برس تک مینے کچھ نہین کھایا اور بہت آسان برتاؤ جو مینے اپنے نفس سے کیا ہی یہ ہے کہ ایک بار مین نے اُس سے ایک کام کرنے کو کہا اُس نے انکار کیا مین نے قسم کھائی کہ سال بھر تک پانی نہ پونگا لہذا ایک برس تک پانی نہین پیا **ابو حامد** غزالی نے نقل کیا ہے کہ ابو یزید نے کہا مینے اپنے نفس کو خدا کی طرف بلایا وہ کچھ سمجھا یا اس بات پر مین نے عہد کیا کہ سال بھر تک نہ پانی پیونگا نہ سوؤنگا مین نے اس عہد کو پورا کیا **فصل مصنف** نے کہا ابو طالب کی نے صوفیہ کے لئے کھانا کھانے مین کچھ ترتیب مقرر کی ہے اور کہا ہے مرید کے لئے مستحب ہے کہ دن اور رات مین دو روٹی سے زیادہ نہ کھاے **ابو طالب** کہتے ہین کہ بعض لوگ ایسے گذرے ہین جو تدبیر نکالکر اپنی خوراک کم کر دیتے تھے بعض ایسے تھے کہ کھجور کی جڑ کے اُس سے اپنی خوراک تولتے تھے وہ جڑ ہر روز تھوڑی تھوڑی سوکھ کر ہلکی ہوتی رہتی تھی اُسی قدر خوراک کم ہوجاتی تھی۔ بعض یہ تدبیر نکالتے تھے کہ ہر روز کھاتے رہتے تھے پھر تدبیر کے دوسرے دن اسی طرح تیسرے دن کھانے لگے ابو طالب کہتے ہین کہ بھوک سے دل کا خون کم ہوکر سفید ہوجاتا ہے اس کے سفید ہوجانے مین نور الٰہی ہے اور بھوک سے دل کی چربی گھل جاتی ہے اُس کے گھلنے سے دل رقیق ہوجاتا ہے اور دل کا رقیق ہونا کشف کی کنجی ہے **مصنف** رح نے کہا۔ کہ صوفیہ کے لیئے ابو عبد اللہ محمد بن علی ترمذی نے ایک کتاب تصنیف کی ہے جس کا نام ریاضۃ النفوس رکھا ہے۔ اس کتاب مین وہ لکھتے ہین۔

فينبغي للمبتدي في هذا الامر ان يصوم شهرين متتابعين توبة من الله ثم يفطر فيطعم اليسير ويأكل كسرة كسرة ويقطع الادام والفواكه واللذة ومجالسة الاخوان والنظر في الكتب وهذه كلها افراح النفس فتمنع النفس اللذة حتى تضعف عما قال المصنف وقد اخرج لهم بعض المتأخرين الاربعينية يبقى محرمها اربعين يوما لا يأكل الخبز ولكنه يشرب المربوبات ويأكل الفواكه الكثيرة اللذيذة فهذه نبذة من ذكر افعالهم مما انكره بعض مشايخنا

ما ذكرها على معقلها فصل في بيان تلبيس ابليس عليهم في هذه الافعال وايضاح خطائهم فيها

قال المصنف اما ما نقل عن سهل ففعل لا يجوز لانه حمل على النفس ما تطيق ثم ان الله عز وجل اكرم الادميين بالخطة وجعل قشورها لبهائمهم فلا يحل مزاحمة البهائم في اكل التبن واي غذاء للتبن ومثل هذا لا يشتبه الا شهر من ان يحتاج الى رد وقد حكى ابو حامد عن سهل انه كان يرى ان صلوة الجائع الذي اضعفه الجوع قاعدا افضل من صلوة قائما اذا قواه الاكل قال المصنف وهذا خطأ بل اذا اتفق على القيام كان اكله عبادة لانه يتوصل به الى العبادة واذا احوج الى ان يصلي قاعدا فهذا نسبي الى ترك الفرائض فلم يجز له ولو كان المتأول مثبتة ما جاز هذا وكيف وهو حلال الخ

اى محرمة في هذا الجوع المعطل ادوات العبادة واما قول المحدث انظر الى بخل العلم اما ليعلمين

ترجمہ کہ مبتدی صوفی کو چاہیے کہ توبہ کے طور پر دو مہینے پے در پے روزے رکھے پھر افطار کرے تو تھوڑا کھانا کھائے۔ اور زیادہ تر لقمے اور ترکاری کو بالکل چھوڑ دے اور میوے اور لذت کی چیزیں اور بھائیوں میں بیٹھنا اُٹھنا اور کتابوں کا مطالعہ ترک کر دے یہ سب چیزیں نفس کو خوش کرنے والی ہیں اور نفس کا اس کی لذت سے باز رہنا اُسکو غم سے بھر دیتا ہے مصنف نے کہا بعض متاخرین نے صوفیہ کے لیے چلہ نکالا ہے چالیس روز تک ایک آدمی روٹی نہیں کھاتا لیکن عمدہ مربیات پیتا ہے۔ اور بہت سے لذیذ میوے کھاتا ہے الغرض یہ تھوڑا سا بیان کھانے کے بارے میں صوفیہ کی زیادتی کرنے کا تھا اور اس قدر مذکور شدہ باتی غیر مذکور پر دلالت کر سکتا ہے

فصل (اس میں ان کے افعال مذکورہ کی بابت صوفیہ کو شیطان نے فریب دیا اور اس بارے میں صوفیہ کی خطا کا اظہار) مصنف نے کہا سہل بن عبداللہ کی نسبت جو کچھ نقل کیا گیا۔ وہ ایک ناجائز فعل ہے کیونکہ اس میں نفس کو تکلیف مالا یطاق دینا ہوا علاوہ ازیں اللہ عزوجل نے آدمیوں کو گیہوں کرامت فرمائی اور اُس کا چھلکا اُن کے چارپاؤں کے لئے مقرر کیا خود بھوسہ کھانا اور چوپاؤں کو نعمت میں ڈالنا زیبا نہیں اور بھوسہ کونسی غذا کی چیز ہے ایسی چیزیں اس قدر مشہور ہیں جن کی تردید کی ضرورت نہیں ابو حامد نے نقل کیا کہ سہل روایت کرتے ہیں جو بھوکا آدمی بھوک کے مارے ناطاقت ہو کر نہ بیٹھ کر نماز پڑھے وہ افضل ہے اس سے جو کھانے سے قوت پا کر کھڑا ہو کر نماز ادا کرے مصنف نے کہا یہ قول محض خطا ہے بلکہ سچ تو یوں ہے کہ جب کھڑے ہونے کی قوت ہی تو وہ کھانا بھی عبادت میں داخل ہوا۔ کیونکہ اُس نے عبادت کے لئے اعانت کی اور جب اس قدر بھوکا رہا کہ بیٹھکر نماز پڑھنے کا تو وہ خود اپنے لئے فرض کے ترک کا سبب بنا لہذا بھوکا رہنا جائز نہیں ہاں اگر کھانا مردار ہوتا تو یہ حرکت جائز تھی لیکن جب کھانا حلال ملتا ہے تو کیونکر جائز ہو سکتی ہے علاوہ ازیں اس بھوک میں کونسی قربت ہے۔ جو عبادت کے اوزار بیکار کرنے کے حساب سے ہو اگر میں کہتا ہوں کہ یہ قول مذکور ہوا کہ میں علم غالب ہوتا ہے

فانه جهل محض لانه ليس بين اليقين والعلم تضاد انما اليقين اعلى مراتب العلم واليقين ترك ما يحتاج اليه النفس
من المطعم والمشرب وانما اشار بالعلم الى امر الشارع واشار باليقين الى قوة الصبر وهذا تخليط قبيح وهؤلاء قوم
شددوا فيما ابتدعوا وكانوا كقريش في تشددهم حتى هموا بالحسن فجدوا الاصل وشددوا في الفرع و
قول الاخر ملحك مدقوق لست تفلح من اقبح الاشياء وكيف يقال عن من استعمل ما اباحه له لست تفلح و
اما سويق الشعير فانه يورث القلنج وقول الاخر الزبد والعسل اسراف قول مردود لان الاسراف ممنوع منه
شرعا وهذا ماذون منه وقد صح عن رسول الله صلى الله عليه وسلم انه كان ياكل العشاء بالرطب وكان
يحب الحلو والعسل واما ما رويناه عن سهل انه قال قسمت قوتي وعقلي سبعة اجزاء ففعل مذموم به وقد
لم يامر الشرع بمثله وهو التحريم اقرب لانه ظلم للنفس وترك لحقها وكذلك قول الذي قال اما اكلت الا وقت ان يلح
فانه فعل يرثى له المرء ولو حكما على النفس صح وجه الملام واما قول ابي يزيد لقوت عذاب الله كلا ركيك فان الله قادر على الجمع
في الثاني بين الطعامين الحلال واما التقبيح من اخذ قشر البطيخ بعد الجوع الطويل فلا وجه له والذي طوى ثلثة ايام لم يسلم من لوم الشرع

ترجمہ یا یقین محض ایک جہالت ہے کیونکہ یقین اور علم مین باہم مخالفت نہین علم کا اعلیٰ مرتبہ یقین ہے۔ یہ کونسے یقین اور علم مین
داخل ہے۔ کہ وہ کھانا اور پینا جس کی نفس کو ضرورت ہے ترک کردے۔ جداد نے در اصل علم کا اشارہ تو امر شریعت کیجانب
کیا ہے۔ اور یقین کا اشارہ قوت صبر کی طرف ہے حالانکہ یہ نہایت قبیح تخلیط ہے یہی وہ لوگ ہین جنہون نے بدعتین نکالین
اور تشدد کیا۔ یہ لوگ اپنے تشدد مین قریش کے مانند ہین حتی کہ قریش کا نام تشدد کی وجہ سے خمس پڑگیا تھا (یعنی دین کے بارے مین
سختی کرنے والے) اسی واسطے قریش کا یہ حال تھا کہ اصل کا تو انکار کر بیٹھے اور فرع مین تشدد کیا **ذوالنون** کا یہ قول کہ تمہارا نمک
پسا ہوا ہے تم کو نجات نہ ملے گی۔ نہایت ہی قبیح بات ہے۔ بھلا جو شخص مباح شے کو استعمال مین لائے اس کو کیونکہ کہہ سکتے
ہین۔ کہ تم نجات نہ ملے گی۔ اور جو کا ستو کھانے سے قولنج کا عارضہ ہوجاتا ہے **ابوسلیمان** کا یہ قول کہ مکھن اور شہد ملاکر کھانا اسراف
مین داخل ہے۔ رد کیا ہوا مقولہ ہے۔ کیونکہ اسراف شرعی طور پر ممنوع ہے۔ اور مسکہ اور شہد کھانے کی شریعت مین
اجازت ہے حدیث صحیح ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ککڑی کو چھوارے سے ملاکر کھاتے تھے اور شیرینی اور شہد پسند
فرماتے تھے **سہل** کی نسبت جو ہم نے بیان کیا کہ وہ کہتے ہین مینے اپنی عقل اور قوت کے سات ٹکڑے کئے ہین یہ فعل مذموم ہے
قابل تعریف نہین شریعت نے ایسی حرکت کی اجازت نہین دی اور قریب قریب حرام ہونے کے ہے کیونکہ اس مین نفس کی حق تلفی
اور اس پر ظلم کرنا ہے علی ہذا القیاس اس شخص کا مقولہ جو یون کہتا ہے کہ مین اس وقت کھاتا ہون جب مرد ار میرے لئے مباح ہوجاتا
ہے اس شخص نے اپنی پھوہڑ رائے پر عمل کیا۔ اور باوجود حلال ملنے کے نفس کو تکلیف دی **ابویزید** کا یہ قول کہ ہماری روزی
تو ذکر الٰہی ہے کلام رکیک ہے کیونکہ بدن کا دارمدار کھانیکی حاجت پر ہے حتی کہ دوزخی بھی دوزخ مین کھانیکے حاجتمند ہون گے **ابوتراب** کا
اس صوفی کو غوطہ کا چبا کا کھالینے پر ملامت کرنا بلا وجہ ہے اور وہ صوفی بھی جو تین دن تک بھوکا رہا شرع کی ملامت سے نہین بچ سکتا

النزع

مردود

وكذلك الذي عاهد ان لا يأكل حين احتجم حتى وقم في الضعف فانه فعل ما لا يحل له **وقول** ابراهيم احسنتم يا مبتدين خطأ ايضا فان كان ينبغي ان يلزمه بالفطر ولو كان في رمضان اد من له ايام لم يأكلوا وقد احتجم غشيه عليه لا يجوز له ان يصوم **وعن** ابن عمر قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من اصابه حجامة في رمضان فلم يفطر فمات دخل النار

يوسف

قال المصنف قلت كل رجاله ثقات **وعن** عبد الرحمن بن يونس فذكره وقال من اصابه حجامة في رمضان فلم يفطر فمات دخل النار

قال المصنف واما تقليل بن حنيف فعل قبيح لا يستحسن واما مؤدى هذا الاخبار عنهم ايراد مستخرجها الاجاهل باصول الشرع فانا العالم المتمكن من معرفة قول معظم فكيف يفعل جاهل بذلك واما كونهم لا يأكلون اللحم فهذا مذهب ابراهيم الذين لا يرون ذبح الحيوان والله تعالى علم مصالح الابدان فالحم اللحم لتقويتها فاكل اللحم يقوي القوة وترك يضعفها وليس الخلق **وقد كان** رسول الله صلى الله عليه وسلم يأكل اللحم ويحب الذراع من الشاة ودخل يوما فقدم اليه طعام من طعام البيت فقال الم ار لكم بضعة تفروه **وكان** الحسن البصري يشتري كل يوم لحما وعلى هذا كان السلف الا ان يكون فيهم فقير فيبعد عهد لا بالله لا جل الفقر **ولما** من منع نفسه الشهوات فان هذا على الاطلاق لا يصلح لان الله تعالى لما بنى الادمي على الحرارة

ترجمہ **بنان بن محمد** نے جو حجامت کے وقت عہد کیا کہ کچھ نہ کھاؤنگا حتی کہ ضعف طاری ہوگیا ایک ناجائز فعل کا ارتکاب کیا پھر اُن سے ابراہیم خواص کا یہ کہنا کہ اے مبتدیو تم پر آفرین ہے محض خطا ہے کیونکہ اُن کو چاہئے تھا کہ ضرور روزہ افطار کراتے۔ خواہ رمضان ہی مین ایسا کیون نہ ہوتا۔ کہ کئی دن بغیر کھانے کے گذر جاتے اور جو شخص پچھنا لگائے۔ اور اُسکو غش آجائے اُس کو روزہ رکھنا جائز بھی نہین **ابن عمر** سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص کو رمضان شریف مین تکلیف پہونچے اور وہ پھر بھی افطار نہ کرے اور مرجائے تو دوزخ مین داخل ہوگا **مصنف** نے کہا اس حدیث کے تمام راوی ثقہ ہین **عبد الرحمن** بن یونس سے مروی ہے کہ آنحضرت نے فرمایا جس کو رمضان شریف تکلیف پہونچے اور افطار نہ کرے وہ دوزخی ہے **مصنف** نے کہا ابن خفیف کا اسقدر خوراک کم کر دینا فعل قبیح و غیر مستحسن ہے ایسی حکایتون کو ان لوگون کی خوبیان ظاہر کرنے کی غرض سے وہی شخص بیان کریگا۔ جو اصول شریعت سے ناواقف ہے اور جو شخص علمی لیاقت رکھتا ہے وہ تو بڑے آدمی کا قول سُنکر بھی ہول نہین کھاتا بھلا ایک جاہل کے رسمی فعل پر تو کیا التفات کریگا۔ باقی رہا ان لوگون کا گوشت نہ کھانا۔ یہ مذہب برہمنون کا ہے جن کے یہان جاندار کا ذبح کرنا جائز نہین اور اللہ تعالیٰ بدن کی مصلحتین خوب جانتا ہے لہذا اس کو قوی رکھنے کے لئے گوشت کو مباح کر دیا پس گوشت کھانا طاقت بخشتا ہے اور اُس کا چھوڑ دینا کمزور بناتا ہے۔ اور بدخلقی پیدا کرتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گوشت کھایا کرتے تھے اور بکری کے دست کا گوشت پسند فرماتے تھے۔ مروی ہے کہ ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھر مین تشریف لائے آپ کے سامنے جو گھر مین پکا تھا وہ کھانا رکھدیا گیا۔ آپ فرمانے لگے کیا مینے تم سے نہین کہدیا تھا کہ ہنڈیا نہین دیکھی جو جوش مار رہی ہے **حسن بصری** ہر روز گوشت خریدتے تھے **سلف** کا عموماً یہی قاعدہ تھا۔ لیکن اگر کوئی اُن مین نادار و مفلس ہوتا تو افلاس کے سبب سے گوشت نہین کھا سکتا تھا۔ اور جو شخص اپنے نفس کو اُس کی خواہشون سے باز رکھے تو مطلقاً یہ بات ٹھیک نہین کیونکہ اللہ تعالیٰ نے جب انسان کو حرارت

والبرودة واليبوسة والرطوبة وجعل صحته موقوفة على تعادل الاخلاط الدم والبلغم والمرة الصفراء والمرة السوداء فتارة تزيد بعض الاخلاط فيميل الى ما ينقضه مثل ان تزيد الصفراء فتميل الطبع الى الحموضة او ينقص البلغم فتميل النفس الى المرطوبات فقد ركب في الطبع الميل الى ما ينفعه فاذا مالت النفس الى ما يصلحها فمنعت فقد تو بلت حكمة الباري سبحانه وتعالى برد ها ثم يؤثر ذلك في البدن وكان هذا الفعل مخالفا للشرع والعقل ومعلوم ان البدن مطية الادمي وصحته لم يرفق بالمطية لم يبلغ وانما قلت علوم هؤلاء نتكلموا بارائهم الفاسدة فان اسندوا فالى حديث ضعيف او موضوع او يكون فهمهم منه ردية ولقد عجبت لابي حامد الفقيه كيف نزل مع القوم من رتبة الفقه الى مذاهبهم حتى انه قال لا ينبغي للمريد ان يأكل الجماع ان يأكل ويجامع فيضيع نفسه بشهوتين فتفوته علية قال المصنف وهذا قبيح في الغاية فان الادام شهوة فوق الطعام فينبغي ان لا يأكل ادما والملح ادم وليس في الصحيحين ان رسول الله صلى الله عليه وسلم طاعما لحما قط الا اقتصر على مرة واحدة او ليس في الصحيحين انه عليه السلام كان يأكل القثاء بالرطب وهاتان شهوتان او ما اكل عندابي الهيثم بن التيهان خبزا وشواء وبسرا وشرب ماء باردا

ترجمہ وبرودت ورطوبت ویبوست پر بنایا ہے اور اُس کی صحت کو چارون خلط یعنی خون وبلغم وسودا وصفرا کے اعتدال پر موقوف رکھا ہے تو کبھی کوئی خلط زیادہ ہوجاتا ہے لہذا طبیعت اُس چیز کی رغبت کرتی ہے جو اُس کو کم کردے مثلاً صفرا بڑھجاتا ہے تو طبیعت ترشی کی طرف مائل ہوتی ہے یا بلغم کم ہوجاتا ہے تو طبیعت کو تر چیزون کی رغبت ہوتی ہے غرض طبیعت مین اُس چیز کی خواہش قدرتی طور پر رکھی گئی ہے جو اُس کے موافق ہو جب نفس ایسی چیز کی خواہش کرے جس مین اُس کی اصلاح ہو اور باز رکھا جاے تو گویا اللہ تعالیٰ کی حکمت کو رد کرنا چاہا۔ علاوہ ازین بدن پر بھی اس کا اثر پڑے گا اور یہ فعل شرع وعقل کے خلاف ہوا۔ یہ بات معلوم ہے کہ بدن انسان کے لئے ایک سواری ہے جب سواری کے ساتھ نرم برتاؤ نہ کیا جائے گا تو منزل پر نہین پہونچ سکتے افسوس کہ ان لوگون کا علم کم رہا لہذا اپنی ناکارہ رایون سے گفتگو مین لین اگر کبھی سند لاتے ہین تو کوئی ضعیف یا موضوع حدیث پیش کرتے ہین یا اس مین اُن کی سمجھ ردی اور خراب ہوتی ہے مجھ کو تو ابو حامد پر تعجب آتا ہے کہ صوفیون کے ساتھ فقہ کے رتبہ سے اُتر کر اُن کا مذہب اختیار کرلیا حتی کہ وہ کہتے ہین جب مرید کا نفس جماع کی خواہش کرے تو اُسکو نہ چاہیئے کہ کھانا کھاکر اُس کو طاقت پہونچاے اور جماع کرے جس سے یہ لازم آئے کہ نفس کی دو خواہشین پوری کین اور نفس اُس پر غالب آجائے۔ مصنف نے کہا یہ قول نہایت قبیح ہے کیونکہ سالن بھی کھانے سے زیادہ ایک خواہش ہے۔ لہذا آدمی کو چاہیئے کہ سالن بھی نہ کھائے۔ اور پانی بھی ایک دوسری خواہش ہے بھلا کیا صحیح حدیث مین نہین آیا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ایک غسل سے تمام ازواج مطہرات کے پاس تشریف لے گئے پھر آپ نے ایک ہی خواہش پر اقتصار کیون نہ فرمایا بھلا کیا صحیحین مین یہ حدیث نہین کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم لکڑی کو چھوارے سے ملا کر کھایا کرتے تھے یہ بھی دو خواہشین ہین بھلا کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو الہیثم بن تیہان کے یہان روٹی اور بھنا ہوا گوشت اور گدرا ہوا چھوارا نہین کھائے اور ٹھنڈا پانی

وقال كان الثوري يأكل اللحم والعنب والفاوخ ثم يقوم فيصلي وأما تخلف الفرس الشعير والتبن واللقت وتطعم الماشية الخبطة والحصرم وهي اليبرة فانما نمنعه بعض الدواب عن الجمع بين ادامين على الدوام لئلا يتخذ ذلك عادة فيحوج الى الكلفة وانما يجتنب فضول الشهوات والحديث الذي احتجوا به احرصوا انفسكم طيب الطعام حديث موضوع عملته يد ربيع الراوي واما اذا اقتصر على خبز الشعير والملح الجريش فانه يخرف مزاجه لان خبز الشعير يابس يجفف والملح يابس قابض يضر الدماغ والبصر وتقليل المطعم يوجب تنشيف المعدة وضيقها وقد حكي يوسف الهمداني عن شيخه عبد الله الحواص انه كان يأكل خبز البلط بغير ادام وكان اصحابه يسألونه ان يأكل شيئا من الدهر والادم فلا يفعل قال المصنف وهذا يورث القولنج الشديد واعلم ان المذموم من الاكل انما هو الشبع واحسن الادب في المطعم ادب الشارع صلى الله عليه وسلم وعن يحيى بن جابر الطائي قال سمعت المقدام بن معدي كرب يقول سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول ما ملأ آدمي وعاء شرا من بطن حسب ابن آدم اكلات يقمن صلبه فان كان لا محالة فثلث طعام وثلث شراب وثلث للنفس قال المصنف قلت فقد امر الشرع بما يقيم النفس حفظا لها وسعيا في

ترجمہ۔ ثوری گوشت اور انگور اور فالودہ کھایا کرتے تھے۔ پھر اوٹھکر نماز پڑھتے تھے بھلا کیا گھوڑے کو جو اور بھوسہ اور روٹی کے ٹکڑے نہیں کھلاتے اور گیہوں چنے اونٹ کو نہیں دیتے۔ بدن بھی بمنزلہ اونٹ کے ہے متقدمین نے ایک ساتھ ہمیشہ دو سالن کھانے سے صرف اس لئے منع کیا ہے تاکہ عادت نہ پڑجائے اور آخر کو تکلیف ہو اور فقط فضول خواہشوں سے پرہیز کیا جاتا ہے صوفیہ نے اس حدیث سے جو حجت پکڑی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے نفسوں کو عمدہ کھانے سے محروم رکھو تو یہ حدیث موضوع ہے ربیع جو اس کے راویوں میں ہے اسی کی من گھڑت ہے اور انسان جب کہ صرف جو کی روٹی اور موٹا پسا ہوا نمک کھائے گا تو اس کا مزاج پھر جائے گا کیونکہ جو کی روٹی خشک اور خشکی پیدا کرنیوالی ہے اور نمک خشک اور قابض ہے جو دماغ اور بینائی کو ضرر پہونچاتا ہے۔ اور کھانا تھوڑا سا کھانا معدہ کے سمٹ جانے اور تنگی کا سبب ہوتا ہے یوسف ہمدانی اپنے شیخ عبداللہ جوفی سے نقل کرتے ہیں کہ وہ بغیر سالن کے بلوط کی روٹی کھایا کرتے تھے اُن کے اصحاب درخواست کیا کرتے تھے۔ کہ وہ کچھ روغنی اور چکنی چیز کھائیں۔ وہ قبول نہ کرتے تھے مصنفؒ نے کہا یہ کھانا سخت قولنج پیدا کرتا ہے۔ اور جاننا چاہئے۔ مذموم کھانا صرف یہ ہے کہ خوب پیٹ بھر کر کھایا جائے۔ اور کھانے کی نسبت عمدہ ادب یہ ہے جو شارع صلی اللہ علیہ وسلم نے تعلیم کیا یحیی بن جابر طائی سے مروی ہے کہ میں نے مقدام بن معدیکرب سے سنا کہتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ سب سے بُرا ظرف جس کو آدمی بھرتا ہے وہ پیٹ ہے فرزند آدم کے لئے چند لقمے کافی ہیں جو اُس کی پشت کو سیدھا رکھیں اور اگر مجبوری ہی آپڑے تو ایک تہائی پانی کے لئے اور ایک تہائی سانس کے لئے رکھے مصنفؒ نے کہا شارع نے اس قدر کھانے کا حکم دیا ہے جو نفس کو قائم رکھے اسمیں نفس کی محافظت اور اس کی مصلحت کے لئے کوشش ہے

مصلحتها ولو سمع بقراط هذه القسمة في قوله ثلث وثلث لدهش من هذه الحكمة لان الطعام والشراب يربوان المعدة فيقارب ملئها فيبقى للنفس من الثلث قريب فهذا العدل الامر فان نقص منه قليلا لم يضر وان زاد انتقصان اضعف القوة وضيق مجاري الطعام **فصل قال المصنف** واعلم ان الصوفية انما يأمرون بالتقلل تشبها بهم ومن اضر الاشياء على الشبان الجوع فان المشائخ يصبرون عليه والكهول ايضا فاما الشبان فلا صبر لهم على الجوع وسبب ذلك ان حرارة الشباب شديدة فان لم يجد ما هضمه ويكد تحلل من نفسه فيحتاج الى كثرة الطعام كما يحتاج السراج الكبير الى زيادة زيت فاذا صار الشباب الجوع ونبته في اول النشئ فمنع لتشوقت نفسه فكان كمن برقا صل الحيطان ثم يمتد هذا المعنى بعدم الغذاء الى اخذ الفضول المجتمعة في البدن فتغذيه بالاخلاط فيفسد الجسم والذهن هذا اصل عظيم يحتاج الى تامل **فصل قال المصنف** فذكر العلماء التقلل الذي يضعف البدن **وعن احمد** بن حنبل قال قال له عقبة بن مكرم هؤلاء الذين يأكلون قليلا ويقللون من مطعمهم ما يعجبني **سمعت** عبد الرحمن بن مهدي يقول لعن الله قوما هذا قطعهم عن الفرض **وعن اسحاق** بن داود بن صبيح قال قلت لعبد الرحمن بن مهدي يا ابا سعيد ان ببلدنا قوما من هؤلاء الصوفية

الفرض

ترجمہ شارع علیہ السلام کی اس تہائی تہائی کی تقسیم کو اگر بقراط بھی سن لیتا تو یہ حکمت دیکھ کر حیران رہجاتا کیونکہ کھانا اور پانی معدہ مین جاکر پھولتے ہین اور اُس کے بھر دینے کے قریب ہوجاتے ہین اور تہائی کے قریب سانس کے لئے رہجاتا ہے یہ تقسیم نہایت اعتدال پر واقع ہوئی ہے اگر اس سے تھوڑا سا کم ہوجائے تو کچھ مضہ نہین اور اگر بہت ہی کمی کرے تو قوت مین ضعف آجائے گا۔ اور کھانے کے منفذ تنگ ہوجائین گے **فصل مصنف** نے کہا جاننا چاہئے کہ صوفیہ فقط بتدیون اور جوانون کو غذا کم کرنے کا حکم کرتے ہین حالانکہ جوانون کے حق مین سب سے زیادہ ضرر رسان چیز بھوک ہے کیونکہ بڈھے اور ادھیڑ آدمی تو بھوک پر صبر کرسکتے ہین۔ مگر جوان ہرگز صابر نہین ہوسکتے اس کا سبب یہ ہے کہ جوانی کی حرارت بہت تیز ہوتی ہے لہذا ہضم عمدہ ہوتا ہے اور بدن کی شادگی زیادہ ہوتی ہے اور زیادہ کھانے کی ضرورت پڑتی ہے جس طرح بڑے چراغ مین زیادہ تیل کی حاجت ہوتی ہے اس حالت مین جب کہ جوان آدمی بھوک پر صبر کرین گے اور آغاز ترقی مین اُس کو ثابت رکھین گے تو اپنے نفس کی نشو ونما کو روکینگے اُن کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی دیوارون کی جڑ کھودنے لگے علاوہ ازین معدہ جب غذا نہ پائیگا تو بدن مین جو فضولیات جمع ہین اُن کے لینے کے لئے ہاتھ بڑھائیگا۔ اور خلطون کو اپنی غذا بنائے گا جس سے جسم اور ذہن خراب ہوجائے گا یہ بیان بہت بڑی اصل ہے جس مین تامل کی ضرورت ہے **فصل مصنف** نے کہا علمائے اُس کم خوراکی کا ذکر کیا ہے جو بدن کو ضعیف کردے **احمد بن حنبل** سے مروی ہے کہ اُن سے عقبہ بن مکرم نے کہا یہ لوگ جو کم کھاتے ہین اور اپنی خوراک تھوڑی کرتے ہین مجکو اچھا نہین معلوم ہوتا **عبد الرحمن** بن مہدی سے مین نے سنا ہے کہتے تھے کچھ لوگون نے ایسا کیا تھا اللہ تعالیٰ نے فرض سے باز رکھا **اسحاق** بن داؤد بن صبیح نے کہا مین نے عبد الرحمن بن مہدی سے ذکر کیا کہ اے ابو سعید ہمارے شہر مین ان صوفیہ کی ایک جماعت ہے

یعرف

فقال لا تقرب هؤلاء فانه قد رأينا من هؤلاء قوما اخرجهم الا مر الى الجنون وبعضهم اخرجهم
الى الزندقة ثم قال خرج سفيان الثوري في سفر فشيعته فكان معه سفرة فيها فالوذج وكان فيها حمل
وعن احمد بن حنبل قال قال الى رجل اني منذ خمس عشرة قد ولع بي ليس وربما وجدت وسوسة اتفكر في الله تعالى
لعلك كنت قد من الصوم افطر وكل دسما وجالس القصاص قال المصنف ومن هؤلاء القوم من
يتناول المطاعم الردية ويجر الدسم فيجتمع في معدته اخلاط فتعدى المعدة منها مدة لان المعدة
لابد لها من شيء تهضمه فاذا هضمت ما عندها من الطعام ولم تجد شيئا تناولت الاخلاط فهضمتها
وجعلتها لحما ودما وذلك الغذاء الردي يخرج الى الوسواس والجنون وسوء الاخلاق
وهؤلاء المتقللون يتناولون مع التقلل اردأ المأكولات فتكثر اخلاطهم فتتشاكل على المعدة
بهضم الاخلاط ويتفق لهم نعم التقلل بالتدريج وتضييق المعدة فيمكنهم الصبر عن الطعام
كرامة واما السبب ما عرفناك وقد ابنا أنا عبد المنعم عن عبد الكريم قال حدثني ابي قال كانت امرأة
قد طعنت في السن فسئلت عن حالها فقالت كنت في اول الشباب اجد من نفسي احوالها

ترجمہ وہ بولے کہ اُن کے قریب نہ جانا کیونکہ ہمنے ان لوگوں میں سے کچھ ایسے دیکھے ہیں جو صوفی بن کر دیوانے ہوگئے اور بعض ایسے دیکھے کہ زندیق بن گئے پھر بولے کہ ایکبار سفیان ثوری سفر کو چلے میں اُن کو پہونچانے کے لئے کچھ دور گیا اُن کے ساتھ دسترخوان تھا جس میں فالودہ اور بکری کا گوشت تھا احمد بن حنبل سے کسی آدمی نے کہا کہ مجھکو پندرہ برس سے شیطان وسوسے میں ڈالتا ہے اور بعض اوقات مجھ کو وسوسہ ہوتا ہے اور میں خدا تعالیٰ کی ذات میں فکر کرنے لگتا ہوں امام بولے کہ شائد تو ہمیشہ روزہ رکھتا ہے اسکو افطار کرا اور چکنی چیزیں کھایا کر اور واعظوں کے پاس بیٹھا کر مصنف نے کہا صوفیہ میں ایسے بھی ہیں جو خراب اور ردی کھانا کھاتے ہیں اور چکنا چھوڑ دیتے ہیں جسکی وجہ سے معدے میں اخلاط فاسدہ جمع ہوتے ہیں معدہ ایک مدت تک اُن غلطوں کو غذا بناتا رہتا ہے۔ کیونکہ معدہ کے لئے ایسی چیز ضرور ہونا چاہئے جس کو وہ ہضم کرے جو کھانا اس میں موجود تھا جب اُس کو ہضم کر چکا اور پھر کچھ نہ پایا تو غلطوں کو لے کر ہضم کرتا ہے اور اُن کو غذا بناتا ہے اور یہ خراب غذا وسواس مجنون و بداخلاقی کا باعث ہوتی ہے اور یہ کم خوراک بنانے والے لوگ کم خوراکی کے ساتھ ردی اور خراب کھانے بھی کھاتے ہیں۔ جس سے اُن کے اخلاط فاسدہ زیادہ ہوتے ہیں اور معدہ ان اخلاط کے ہضم کرنے میں مشغول رہتا ہے اور یہ لوگ بتدریج کم کھانے کی عادت ڈالتے ہیں اور معدہ کو تنگ کرتے ہیں اور پھر کھانے سے باز رہنے کو کرامت خیال کر بیٹھتے ہیں حالانکہ اصل سبب وہی ہے جو ہم تمکو بتا چکے عبد المنعم بن عبد الکریم نے کہا میرے باپ نے بیان کیا کہ ایک عورت بہت بڑھیا تھی اس سے کسی نے اس کی گذشتہ حالت دریافت کی کہنے لگی کہ جوانی کے عالم میں میں اپنے آپ میں ایسی حالتیں پاتی تھی جو حالت کی طاقت سے زیادہ تھیں جب میں بڑی ہوئی تو وہ سب حالت مجھ سے زائل ہوگئی لہذا مجھکو معلوم ہوا کہ وہ جوانی کی قوت تھی جس پر مجھکو احوال کا توہم ہوا

قال فسمعت بالعلی الرقاق یقول ما سمع احد هذه الحکایة من الشیوخ الا رق لها وهذه العجوزة وقال انها کانت مصنفة
قال المصنف فان قیل کیف یمنعونه من التقلل وقد وتیوان عمرکان یاکل فی کل یوم احدی عشرة لقمة وان ابن الزبیر کان
یبقی اسبوعا لا یاکل وان ابراهیم التیمی بقی شهرین فلنا قد یجری للانسان من هذا القبیل فی بعض الاوقات غیر انه
لا یدوم ولا یقصد التقلیل به وقد کان فی السلف من یجوع عمدا وفیهم من کان الصبر له عادة لا یفتر
وفی العرب من یبقی ایاما لا یزید علی شرب اللبن ونحن لا نامر بالعدم انما ینهی عن جوع یضعف القوة ویؤذی البدن
واذا ضعف البدن قلت العبادة فان حملت قوة الشباب جاء الشیب فابدع بالراکب وعن انس قال کان یطلع
لعمر بن الخطاب الصداع من التمر فیاکله حتی حشفه وقد رویت عن ابراهیم بن ادهم انه رئی اوعسلا وخبز
حوارٍ فقیل له هذا انا کله فقال اذا وجدنا اکلنا کما یاکل الرجال واذا عدمنا صبرنا صبر الرجال فصل قال المصنف
واما شرب الماء صافیا فقد تخیره رسول الله صلی الله علیه وسلم
فعن جابر بن عبد الله ان رسول الله صلی الله علیه وسلم اتی قوما من الانصار
یعوده مریضا واستسقی وجاول قریب منه

ترجمہ راوی کہتے ہین کہ مین نے ابو علی رقاق سے سنا تھا کہتے تھے اس عورت کا قصہ جو شیخ سنے گا وہ اس بڑھیا پر رحم کریگا
اور کہتے تھے کہ یہ بڑھیا مصنف تھی مصنفؒ نے کہا اگر کوئی کہے کہ تم خوراک کم کرنے سے کیونکر منع کرتے ہو حالانکہ تم نے روایت کیا
ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ ہر روز گیارہ لقمے کہایا کرتے تھے۔ اور ابن زبیر ایک ہفتے تک بغیر کچھ کھائے ہوئے رہتے تھے اور
ابراہیم تیمی دو مہینے تک بھوکے رہے جواب یہ ہے کہ بعض وقتون مین انسان کو اس قسم کا اتفاق ہو جاتا ہے مگر وہ اُسپر
مداومت نہین کرتا اور اسمین ترقی نہین چاہتا سلف مین بعض ایسے تھے جو کسی پرہیز وغیرہ کی وجہ سے بھوکے رہتے
تھے کہ اُن کو صبر کی عادت ہو گئی تھی۔ اور اُن کے بدن کو کچھ ضرر نہ پہونچتا تھا عرب مین ایسے لوگ ہین جو کئی دن تک
صرف دودھ پی کر رہتے ہین اور ہم یہ حکم نہین دیتے کہ خوب پیٹ بھر کر کھائے بلکہ اُس بھوک سے منع کرتے ہین جو قوت
کو ضعیف کر دے اور بدن کو تکلیف پہونچائے اور جب بدن ضعیف ہو جائیگا تو عبادت مین کمی واقع ہوگی اگر جوانی کی قوت
پر حملہ کیا جائیگا تو بڑھاپا آجائیگا جس کی وجہ سے وہ بدن جو سواری ہے خراب ہو جائیگا انس نے کہا کہ عمر بن خطاب رضی اللہ
عنہ کے لیئے صداع بھر کر چھوہارے ڈالدے جاتے تھے حضرت عمر کہاتے تھے حتی کہ بہت خراب چھوہارے بھی کھا گئے ابراہیم
بن ادہم کی نسبت ہم بیان کر چکے کہ انہون نے مکھن باور شہد اور سفید خمیری روٹی خریدی کسی نے کہا کہ آپ ایسا کھانا کھاتے
ہین جواب دیا کہ جب ہم کو میسر آتا ہے تو مردون کا کھانا کھاتے ہین اور جب نہین ملتا تو مردون کی طرح صبر کرتے ہین فصل
مصنفؒ نے کہا باقی رہا صاف پانی پینا اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اختیار فرمایا ہے جابر بن عبداللہ نے
کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کی ایک جماعت مین ایک مریض کی عیادت کو تشریف لائے اور پانی مانگا وہان ایک حوض قریب تھا

فقال ان کان عندهم ماء بات فی شن والا کرعنا اخرجه البخاری **وعن** عائشة ان رسول الله صلی الله علیه وسلم کان یستسقی له الماء العذب من بین السقیا **قال المصنف** وینبغی ان یعلم ان الماء الکدر یولد الحصی والکلی والسدد فی الکبد **واما** الماء البارد فانه اذا کان برودته معتدلة فانه یشد المعدة ویقوی الشهوة ویحسن اللون ویمنع عفن الدم وصعود البخارات الی الدماغ ویحفظ الصحة واذا کان الماء حارا افسد الهضم واحدث الزهل وازبل البدن وادی الی الاستسقاء والدق **فان** سخن بالشمس خیف منه البرص **وقد کان** بعض الزهاد یقول اذا اکلت الطیب شربت الماء البارد متی تحب الموت **وکذلک** قال ابو خلیل الطوسی اذا اکل الانسان ما یستلذه قسی قلبه وکره الموت واذا اضنع نفسه شهواتها حرمها لانها اشتملت نفسه الافات بالموت **قال المصنف** قلت **وعجبا** کیف یصدر هذا الکلام من فقیه آخر لو تقلبت النفس فی ای فن کان من التعذیب احبت الموت ثم کیف یجوز لنا تعذیبها **وقد قال** عز وجل ولا تقتلوا انفسکم ورضی منا بالافطار فی السفر رفقا بها **وقال** یرید الله بکم الیسر ولا یرید بکم العسر ولیست سطوتنا التی علیها وصلنا

ترجمہ فرمایا اگر تمہارے یہاں مشکیزو مین رات کا رکھا ہوا پانی ہو۔ تو لاؤ۔ ورنہ پھر یہی حوض کا پانی پی لینگے یہ حدیث بخاری مین ہے عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے حوض مین سے صاف و شیرین پانی لایا جاتا تہا **مصنف** نے کہا یہ بات بھی معلوم ہونا چاہیے کہ گدلا پانی گردہ مین سنگریزہ اور جگر مین سدہ پیدا کرتا ہے اور ٹھنڈا پانی اگر اس کی برودت معتدل ہو تو معدہ کو مضبوط اور شہوت کو قوی اور رنگ کو خوبصورت کرتا ہے۔ اور خون مین عفونت نہین آنے دیتا اور بخارات کو دماغ کی جانب چڑہنے سے باز رکھتا ہے اور تندرستی کی محافظت کرتا ہے اور جب پانی گرم ہوتا ہے تو ہضم کو خراب کر دیتا ہے۔ اور غفلت و سستی لاتا ہے اور بدن کو لاغر کرتا ہے اور جذام اور دق کی بیماری پر نوبت پہونچ جاتی ہے اور اگر آفتاب کے ذریعہ سے پانی گرم کیا جائے تو جذام کے عارضہ کا خوف ہے **بعض** زاہدون کا قول ہے کہ جب تم عمدہ کھانا کھاؤ گے اور ٹھنڈا پانی پیو گے تو موت کو کب پسند کرو گے **ابو خلیل** طوسی کہتے ہین جب انسان مزیدار چیزین کھائیگا تو اس کا دل سخت ہو جائیگا اور موت سے نفرت کریگا اور جس وقت اپنے نفس کو اس کی خواہشون سے روکے گا اور لذتون سے محروم رکھیگا تو اس کا نفس یہ آفتین اٹھا کر موت کا خواہشمند ہوگا **مصنف** رح نے کہا سخت تعجب آتا ہے کہ فقیہ آدمی کیونکر ایسی باتین کرتا ہے کیا تم سمجھ سکتے ہو کہ اگر نفس کو کسی قسم کے عذاب مین ڈالدیا جائے تو وہ موت کو پسند کریگا علاوہ ازین ہمارے لئے کیونکر جائز ہے کہ نفس کو عذاب مین گرفتار کرین اللہ تعالی کا تو یہ حکم ہے۔ ولا تقتلوا انفسکم یعنی تم اپنے نفسون کو مار نڈالو اور اللہ تعالی نے ہمارے ساتھ یہ نرمی کی ہے۔ کہ سفر مین روزہ افطار کر لینے پر ہم سے رضامندی ظاہر فرمائی اور ارشاد فرمایا یرید اللہ بکم الیسر ولا یرید بکم العسر یعنی اللہ تعالی تمہارے ساتھ آسانی چاہتا ہے سختی نہین چاہتا پھر دیکھنا چاہیے کہ بھلا کیا نفس ہمارے لئے ایسی سواری نہین ہے جسکے ذریعہ سے ہم منزل پر پہونچ جائین

الشعر وکیف لا ناوی لها وهی التی ۔ بها قطعنا السهل والحزونا **واما** معاقبة ابی یزید نفسه بتلک
الماءستة فانها حالة مذمومة لایراها مستحسنة الا الجهال ووجه ذمها ان للنفس حقا ومنع الحق
مستحقه ظلم ولا یحل للانسان ان یؤذی نفسه ولا ان یفعل فی الشمس فی الصیف بقدر ما یتاذی و
فی الثلج فی الشتاء والماء یحفظ الرطوبات الاصلیة فی البدن وینفذ الاغذیة وقوام النفس بالاغذیة
فاذا بلغها اغذیة الادمیین ومنعها الماء فقد اعان علیها وهذا من الفحش الخطاء وکذلک منعه
ایاها النوم قال ابن عقیل ولیس للناس اقامة العقوبات ولا استیفاؤها من انفسهم یدل
اعادة لا علیه ان اقامة الانسان الحد علی نفسه لایجزی فان فعله الامام **واخذه** النفوس ودائع الله حتی
ان التصرف فی الاموال لایطلق لاربابها الا علی وجه مخصوص **قال المصنف** تلت وقد روینا فی حدیث الهجرة ان النبی صلی الله علیه وسلم
یزود طعاما وشرابا وان ابا بکر فرش له فی ظل صخرة وحلب له لبنا فی قدح فرصبا ماء علی القدح حتی برد اسفله وکل
ذلک من الرفق بالنفس **واما** ما رتبه ابو طالب المکی فهو علی النفس ما یضعفها وانما یحل الجوع اذا کان بمقدار **وذکر**
المکا شفة من حدیث الفارغ **واما** ما صنفه التهدی فکانه ابتداء شرع برأیه الفاسد

ترجمہ کسی کا شعر ہے جس کا یہ ترجمہ ہو ہم اپنی اونٹنی کو اچھی طرح کیوں نرکہیں اُسی سے تو ہم نرم وسخت زمین طے کرتے ہین ۔
ابو یزید کا سال بھر تک پانی چھوڑ کر اپنے نفس کو عذاب مین ڈالنا ایک مذموم حالت ہی ان باتون کو صرف جاہل لوگ اچھا
جانتے ہین مذموم اس وجہ سے ہے کہ نفس کا ہم پر ایک حق ہے اور حقدار کا حق ادا نہ کرنا ظلم ہے انسان کے لئے ہرگز جائز نہین کہ اپنے نفس کو
تکلیف دے اور گرمی مین دھوپ مین اس قدر بیٹھے کہ تکلیف ہو اور جاڑے مین برف مین بیٹھے پانی کا خاصہ ہے کہ بدن مین اصلی
رطوبتون کی محافظت کرتا ہے اور غذا کو اُس کے مقام پر پہونچاتا ہے اور نفس کا مدار غذا پر ہے جب اس کو آدمیون کی غذا
ملی اور پانی نہ دیا گیا تو گویا اُس پر حملہ کیا اور یہ بڑی بُری خطا ہے علی ہذا القیاس ابو یزید کا اپنے نفس کو خواب سے باز رکھنا ہے
ابن عقیل کہتے ہین لوگون کے لیئے یہ امر جائز نہین کہ اپنے جی سے سزائین قائم کرین اور اُن سزاؤنکو پورا کرین دلیل اُس کی
یہ ہے کہ انسان کا اپنے لئے خود حد شرع قائم کرلینا کافی نہین اور اگر ایسا کر گذرے تو امام اُس حد کا اعادہ کریگا اور یہ نفوس اللہ
تعالی کی امانتین ہین حتی کہ مالدار آدمیون کے لئے مال مین تصرف کرنا علی الاطلاق نہین بلکہ خاص خاص صورتون مین کہا
گیا ہے **مصنف** نے کہا ہم نے ہجرت کی حدیث مین روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زاد سفر کھانا پانی لیا اور
حضرت ابو بکر نے آنحضرت کے لئے ایک ٹیلے کے سایہ مین بچھونا بچھایا اور ایک پیالہ مین آپ کے واسطے دودھ دوہا پھر اس پیالہ
پر پانی چھوڑا حتے کہ نیچے تک ٹھنڈا ہو گیا ۔ یہ سب باتین نفس کے ساتھہ نرمی کرنے کی ہین **ابو طالب** نے جو ترتیب مقرر
کی ہے وہ نفس پر حملہ کرنا ہے ۔ تاکہ ضعیف ہو جائے بھوک فقط اسی وقت تک اچھی ہے جب ایک مقدار پر ہو جاتی رہا
مکاشفہ کا ذکر ایک خیالی بات ہے **ترمذی** نے جو کچھ تصنیف کیا ہے تو گویا اپنی رائے فاسد سے ایک نئی شریعت نکالی

وما وجه صوم شهرين متتابعين عند التوبة وما فائدة قطع الفواكه المباحة وأذا لم ينظر في الكتب فيما سيرة تقيه **واما الاربعينة** فحديث فارغ ربتوهي حيث لا اصل له من اخلص الله اربعين صباحا ثم الاخلاص يجب ابدا فما وجه تقديره باربعين يوما صباحا نقول قد ذكرنا ذلك فان الاخلاص عمل القلب فما بال المطعم والله حسن اكل الفاكهة ومنع الخبز وهل هذا كله الا جهل **وقال** انبأ عبد المنعم بن عبد الكريم القشيري قال حدثنا ابي قال الحجج الصوفية اظهر من حجج كل احد قواعد مذهبهم اقوى من قواعد كل مذهب لان الناس اما اصحاب نقل واثر واما ارباب عقل وفكر وشيوخ هذه الطائفة ارتفعوا عن هذه الجملة والذي بين غيرين فانهم طهروا نفوسهم اصل الوصال والناس اهل الاستدلال فينفع لمريديهم ان يقطع العلائق اولها الخروج من المال ثم الخروج من الجاه وان لا ينام الا غلبه وان يقلل غذاءه بالتدريج **قال المصنف قلت** من له ادنى فهم يعرف ان هذا الكلام تخليط فان من خرج عن النقل والعقل فليس بمعدود في الناس وهل حل التخليط الا هو مسئلة **وذكر** الوصال قائم فنسأل الله العصمة من تخليط المريدين والاشياخ

فصل في ذكر احايث من خطأهم في افعالهم عن سعيد بن المسيب قال جاء عثمان بن مظعون

ترجمہ توبہ کے وقت پے در پے دو مہینے کے روزے رکھنے کی کیا وجہ ہے اور میوے جو مباح ہین اُن کے چھوڑ دینے مین کیا فائدہ ہے اور جب انسان کتابون کا مطالعہ نہ کریگا تو کس سیرت کا اتباع کریگا اور چلہ جو نکالا ہے محض خیالی مضمون ہے۔ جس کا مدار ایک بے اصل حدیث پر ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی چالیس روز تک خدا تعالی کے ساتھ اخلاص رکھیگا تو یون ہوگا سم پوچھتے ہین کہ اخلاص تو ہمیشہ واجب ہے چالیس روز کی قید لگانے کی کیا وجہ ہے پھر اگر ہم اس کو مان بھی لین تو اخلاص ایک دل کا عمل ہے کھانے مین کیا قباحت ہے پھر وہ کیا چیز ہے میووں کا کھا لینا اچھا ہوگیا اور روٹی سے اُنہ رکھا گیا۔ یہ سب باتین جہالت کی ہین تو کیا ہین **عبد المنعم بن عبد الکریم قشیری** نے کہا کہ میرے باپ نے بیان کیا کہ صوفیہ کی حجتین ہر ایک کی حجت سے ظاہر تر ہین اور ان کے مذہب کے قواعد ہر ایک مذہب کے قواعد سے زیادہ قوی ہین کیونکہ لوگ یا تو اہل نقل وحدیث ہین اور یا اہل عقل وفکر اور اس گروہ کے مشائخ ان سب سے ترقی کر گئے ہین جو چیز لوگون کے لئے غیب ہے وہ صوفیہ کے واسطے ظہور ہے لہذا صوفیہ اہل وصال ہین اور لوگ اہل استدلال پس ان کے ارادتمند کو چاہیے کہ تعلقات کو قطع کر دے اول مال سے علیحدہ ہوجاے پھر جاہ و مرتبہ چھوڑ دے اور جب تک خواب کا خوب غلبہ نہو آرام نہ کرے اور اپنی غذا کو آہستہ آہستہ گھٹاے **مصنف** نے کہا جس کسی کو ذرا سی سمجھ بھی ہوگی وہ جان لیگا کہ کلام محض تخلیط ہے کیونکہ جو شخص عقل اور نقل دونون ہی سے الگ ہوگیا وہ آدمیون کے شمار سے خارج ہے اور خلقت مین جو کوئی ہے وہ صاحب استدلال ہی ہے اور وصال کا ذکر کرنا خیالی پلاؤ ہے ہم اللہ تعالی سے سوال کرتے ہین کہ ان مریدون اور پیرون کی تخلیط سے محفوظ رکھے **فصل** (اُن حدیثون کے بیان مین جن سے صوفیہ کے افعال غلط ثابت ہوتے ہین **سعید بن مسیب** نے کہا عثمان بن مظعون نے

الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال یا رسول اللہ علیّ حدیث النفس فلم احب ان احدّث شیئاً حتی اذکر
لک ذلک فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وما حدثتک نفسک یا عثمان قال تحدثنی نفسی ان
اختصی فقال مھلا یا عثمان فان خصاء امتی الصیام قال یا رسول اللہ فان نفسی تحدثنی فی الجبال
فقال مھلا یا عثمان فان ترھب امتی الجلوس فی المساجد وانتظار الصلوٰۃ بعد الصلوٰۃ قال یا رسول اللہ
فان نفسی تحدثنی بان اسیح فی الارض قال مھلا یا عثمان فان سیاحۃ امتی الغزوۃ والجھاد فی سبیل اللہ والحج
العمرۃ قال یا رسول اللہ فان نفسی تحدثنی بان اخرج من مالی کلہ قال مھلا یا عثمان فان صدقتک یوما
بیوم فی کف نفست وعیالک وترحم المسکین والیتیم وتطعمہ افضل من ذلک قال یا رسول اللہ فان نفسی
تحدثنی بان اطلق خولۃ امرأتی قال مھلا یا عثمان فان ھجرۃ امتی من ھجر ما حرم اللہ علیہ اوھاجر الی ما حرم اللہ علیہ او
زار قبری بعد موتی او مات ولہ امرأۃ او امرأتان او ثلث او اربع قال یا رسول اللہ فان نفسی تحدثنی ان لا
اغشاھا قال مھلا یا عثمان فان الرجل المسلم اذا غشی اھلہ فان لم یکن من وقعتہ تلک ولد کان لہ وصیفۃ فی
الجنۃ وان کان من وقعتہ تلک ولد فمات قبلہ کان لہ فرطا وشفیعا یوم القیامۃ وان کان بعدہ کان لہ نورا یوم القیامۃ

ترجمہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین آکر عرض کیا یا رسول اللہ میرے جی مین کچھ باتین آئی ہین - مین نہین چاہتا کہ جب تک
آپ سے تذکرہ نہ کرلون کوئی بیا کام کرون - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارے جی مین کیا آتا ہے - عرض کیا میرے جی مین یہ
آتا ہے کہ خصی ہوجاؤن فرمایا اے عثمان ذرا ٹھیرو سنو میری امت کا خصی ہونا روزہ ہے عرض کیا یا رسول اللہ میرے جی مین آتا ہے
کہ پہاڑون مین جا بیٹھون فرمایا اے عثمان ذرا ٹھیرو سنو میری امت کی رہبانیت یہ ہے کہ مسجدون مین بیٹھین اور ایک نماز کے
بعد دوسری نماز کا انتظار کرین عرض کیا یا رسول اللہ میرے جی مین آتا ہے کہ زمین پر سیاحی کرون فرمایا اے عثمان ذرا ٹھیرو سنو
میری امت کی سیاحی خدا کی راہ مین جہاد کرنا اور حج اور عمرہ ہے عرض کیا رسول اللہ میرے جی مین آتا ہے کہ اپنے تمام مال سے علیحدہ ہو
جاؤن - فرمایا اے عثمان ذرا ٹھیرو - سنو تمہارا ہر روز صدقہ دینا اور اپنے نفس اور بال بچون کی پرورش کرنا اور مسکین و یتیم پر رحم کرنا -
اُن کو کھانا کھلانا اس فعل سے افضل ہے عرض کیا یا رسول اللہ میرے جی مین آتا ہے کہ تو لہ اپنی بی بی کو طلاق دیدون اور چھوڑ
دون - فرمایا اے عثمان ذرا ٹھیرو سنو - میری امت کی ہجرت یہ ہے کہ جو کچھ اللہ تعالے نے حرام کردیا ہے - اُسکو
چھوڑ دے یا میری زندگی مین ہجرت کرکے میرے پاس آوے یا میری وفات کے بعد میری قبر کی زیارت کرے -
یا اپنے مرنے کے بعد ایک یا دو یا تین یا چار بی بیان چھوڑ جائے - عرض کیا - یا رسول اللہ میرے جی مین آتا ہے - کہ
اپنی بی بی سے قربت نہ کرون فرمایا اے عثمان ذرا ٹھیرو سنو مسلمان آدمی جب اپنی منکوحہ سے قربت کرتا ہے - تو اگر اُس
اس صحبت سے لڑکا نہ ہوا تو اُس کو بہشت مین ایک کنیز ک ملے گی اور اگر لڑکا ہوا اگر اُس سے پہلے مرلیا
تو قیامت کے دن اس کا پیشرو اور شفیع ہوگا - اور اگر اُس کے بعد وہ لڑکا زندہ رہا تو قیامت مین اُس کے لئے نور ہوگا -

قال یارسول اللہ فان تحدثنی ان لا اکل اللحم قال بحلا یا عثمان فانی احب اللحم واکلہ اذا وجدتہ ولو سالت ربی ان یطعمنی ایاہ کل یوم لاطعمنی قال یارسول اللہ فان نفسی تحدثنی بالاسمن طیبا قال حلا یا عثمان فان جبرئیل امرنی بالطیب غبا ویوم الجمعۃ لا اترکہ یا عثمان لا ترغب عن سنتی فمن رغب عن سنتی فلیس منی فمات قبل ان یموت صرفت الملائکۃ وجہہ عن حوضی قال المصنف ھذا حدیث عمیر بن مرداس وعن ابی امامۃ قال دخلت امرأۃ عثمان بن مظعون علی نساء النبی صلی اللہ علیہ وسلم فرأینہا سیئۃ الھیئۃ فقلن لھا مالک فما فی قریش احد اغنی من بعلک قالت مالنا منہ شیء اما اللیلۃ فقائم واما نھارہ فصائم فدخلن الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فذکرن لہ فلقیہ فقال یا عثمان امالک بی اسوۃ قال بابی وامی انت وما ذاک قال الصوم النھار وتقوم اللیل قال انی لافعل قال لا تفعل ان بعنیتک علیک حقا وان لجسدک علیک حقا وان لاھلک علیک حقا فصل ونم وصم وافطر وعن ابی قلابۃ عثمان بن مظعون اتخذ بیتا فقعد فیہ فبلغ ذلک النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاتاہ فاخذ بضادتی بابیہ لم یؤنبہ فقال یا عثمان ان اللہ عز وجل لم یبعثنا بالرھبانیۃ مرتین وثلثۃ وان خیر الدین عند اللہ الحنیفیۃ السمحۃ

ترجمہ عرض کیا یارسول اللہ میرے جی مین آتا ہے کہ گوشت نہ کھاؤن فرمایا اے عثمان ذرا ٹھیرو سنو مجکو گوشت مرغوب ہے۔ اور جب ملتا ہے کھاتا ہون اور اگر مین اپنے پروردگار سے سوال کرون کہ ہر روز مجکو گوشت کھلائے تو ضرور کھلایا کرے عرض کیا یارسول اللہ میرے جی مین آتا ہے کہ خوشبو نہ لگاؤن فرمایا اے عثمان ٹھیرو سنو جبرئیل نے مجکو گاہے گاہے خوشبو لگانے کا حکم دیا ہے اور جمعہ کے روز تو اُس کو ترک ہی نہین کرتا اے عثمان میری طریقہ سے مونہہ نہ موڑو جو شخص میری سنت سے پھر گیا اور اسی حالت مین بغیر توبہ کئے مرگیا فرشتے اُس کا مونہہ میرے حوض سے پھیر دین گے مصنف نے کہا یہ حدیث عمیر بن مرداس کی روایت سے ہے ابو بردہ سے مروی ہے کہ عثمان بن مظعون کی بی بی ایک بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات کے پاس آئین ازواج مطہرات نے اُن کو کثیف حالتین دیکھا اُن سے کہنے لگین تم کو کیا ہوگیا تمہارے شوہر ہیں مالدار قوم قریش مین کوئی نہین ہے۔ وہ بولین کہ ہم کو اُس شخص سے کچھ نفع نہین رات بھر نماز پڑھتا ہے اور دن بھر روزہ رکھتا ہے ازواج نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین تذکرہ کیا آپ عثمان سے ملے اور فرمایا اے عثمان کیا تم ہماری پیروی نہین کرتے عرض کیا یارسول اللہ آپ پر میرے ماں اور باپ قربان ہون کیا بات ہے فرمایا تم دن بھر روزہ سے رہتے ہو اور رات بھر نماز پڑھتے ہو عرض کیا ایسا کرتا ہون فرمایا ایسا نہ کرو کیونکہ تمہاری آنکھون کا تم پر حق ہے تمہارے بدن کا تم پر حق ہے تمہاری بی بی کا تم پر حق ہے لہذا نماز بھی پڑھو اور خواب بھی کرو اور روزہ بھی رکھو افطار بھی کرو ابو قلابہ سے مروی ہے کہ عثمان بن مظعون نے ایک حجرہ مین بیٹھ کر عبادت کرنیکے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اُس کی خبر پہونچی آپ تشریف لائے اور جس حجرہ مین عثمان بیٹھے تھے اس کے دروازہ کے دونون بازو تھام کر کھڑے ہوے اور فرمایا اے عثمان مجکو اللہ نے رہبانیت کے لیئے نہین بھیجا دین میں بارآپنے یہی حمد و ثنا بجا ارشاد کیا کہ اللہ تعالے کے نزدیک بہترین [illegible]

وعن كهمش الهلالي قال اسلمت واتيت النبي صلى الله عليه وسلم فاخبرته باسلامي فكنت كلما اتيته وقد نمرت وتحل جسمي مخففة في البصر ثم رفعه قلت ما تعرفني قال ومن انت قلت انا كهمش الهلالي قال فما بلغ بك ما ارى قلت امر بعدك نهارا ولا نمت ليلا قال ومن امرك ان تعذب نفسك صم شهر الصبر ومن كل شهر يوما قلت زدني قال صم شهر الصبر ومن كل شهر يومين قلت زدني قال صم شهر الصبر ومن كل شهر ثلثة ايام وعن ايوب عن ابي قلابة بلغ به النبي صلى الله عليه وسلم ان نساء اصحابه احتمرن النساء واللحم فاوعد فيه وعيدا شديدا وقال لو كنت متقدما فيه لفعلت ثم قال انى لم ارسل بالرهبانية ان خير الدين الحنيفية السمحة قال المصنف وقد روينا حديثا اخر عن النبي صلى الله عليه وسلم انه قال ان الله تعالى عز وجل يحب ان يرى اثر نعمته على عبده في مأكله ومشربه قال بكر بن عبد الله من اعطى خيرا فترى عليه سمى حبيب الله محمدا نعمه عز وجل ومن اعطى خيرا فلم ير عليه سمى بغيض الله معاد بنعمة الله عز وجل فصل وقال المصنف وهذا الذي نهينا عنه من التقلل الزائد في الحد قد انعكس في صوفية زماننا

ترجمہ کہمش ھلالی کہتے ہیں میں مسلمان ہوا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ کو اپنے مسلمان ہونے کی خبر دی پھر سال بھر تک آپ سے جدا رہا اس کے بعد حاضر خدمت ہوا۔ اور اس وقت میں لاغر ہو گیا تھا۔ اور میرا جسم بالکل نزار تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سر سے پاؤں تک مجھکو دیکھا پھر مجھ سے عرض کیا کیا آپ مجھکو نہیں پہچانتے فرمایا تم کون ہو میں نے عرض کیا کہمش ھلالی ہوں فرمایا تمہارا یہ حال کیوں ہو گیا میں نے عرض کیا جب سے آپ سے جدا ہوا۔ دن کو کبھی بے روزہ نہیں رہا۔ اور رات کو خواب نہیں کیا فرمایا تم کو کس نے حکم دیا تھا کہ اپنے نفس کو عذاب میں ڈالو بس پورے رمضان پھر اور ہر مہینے ایک روزہ رکھو میں نے عرض کیا میرے لیے اور کچھ بڑھا دیجیے فرمایا پورے رمضان پھر اور ہر مہینے دو روزے رکھو میں نے عرض کیا میرے لیے کچھ اور زیادہ کر دیجیے فرمایا پورے رمضان بھر اور ہر مہینے تین روزے رکھا کرو ایوب نے ابو قلابہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خبر پہونچی کہ آپ کے صحابہ میں سے کچھ لوگوں نے عورتوں کی صحبت اور گوشت کھانے سے پرہیز اختیار کر لیا ہے آپ نے یہ سنکر اس بارے میں سخت وعید فرمائی۔ اور ارشاد فرمایا اگر میں اس بارے میں پہلے تم کو ہدایت کر چکا ہوتا تو آج تم پر کچھ سختی کرتا۔ پھر فرمایا میں رہبانیت دیکر خدا کی طرف سے نہیں بھیجا گیا ہوں اچھا دین ملت ابراہیم ہے جو خالص اور آسان ہے ۔ مصنف نے کہا دوسری حدیث میں ہم روایت کر چکے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ اپنے بندے پر کھانے اور پینے میں اپنی نعمت کا اثر دیکھے بکر بن عبد اللہ کا قول ہے کہ جس شخص کو مال خیر عطا ہوا اور اس نے اپنے اوپر اس کا اظہار کیا تو اس شخص کا نام حبیب اللہ اور اس کی نعمت کا ذکر کرنیوالا رکھا جاویگا اور جس کو مال خیر ملا اور اس نے اپنے اوپر اس کا اظہار نہ کیا اس کا نام بغیض اللہ اور اس کی نعمت کا دشمن کہنے والا پڑیگا فصل مصنف نے کہا یہ حد سے زیادہ خوراک کم کر دینا جس سے ہم کو شریعت نے منع کیا ہے ہمارے زمانے کے صوفیہ میں اس کے برعکس مضمون ہے

فصارت همتهم فی الاکل کما کانت همة متقدمیهم فی الجوع لهم العذاء والعشاء والحلوا وکل ذالك
او اکثره حاصل من اموال مسخة وقد ترکوا کسب الدنیا واعرضوا عن التغیه وافرشوا فرش البطالة فلاهة
لاکثرهم الا الاکل واللعب فان احسن منهم محسن قالوا طرح شکرا وان اساء قالوا استغفروا
یسمون ما یلزمونه ایاه واجبا وتسمیة ما لم یسمّه الشرع واجبا جنایة علیه وعن محمد بن عبد وسل السرّاج الفقیه
قال قام ابو مرحوم القاصّ بالبصرة یقص علی الناس فبکی فلما فرغ من قصصه قال من یطعمنا ارزة فی لله هـ
فقام شاب من المجلس فقال انا فقال اجلس رحمك الله فقد عرفنا موضعك ثم قام الثانیة ذلك الشاب
فقال اجلس فقد عرفنا موضعك فقام الثالثة فقال ابو مرحوم لاصحابه قوموا بنا الیه فقاموا معه فاتوا
منزله قال فأتینا بقدر من باقلا فاکلناه بلا ملح ثم قال ابو مرحوم علیّ بخوان خماسی وخمسة
مکاکیل ارز وخمسة امناء سمن وعشرة امناء سکر وخمسة امناء صنوبر وخمسة امناء فستق فجیء بها کلها فقال ابو مرحوم یا
اخوانی کیف اصبحت الدنیا قالوا مشرق لونها مبیضة شمسها قالوا اخرقوا فیها انهارها قال فاتی بذالك السمن
فاجری فیها ثم اقبل ابو مرحوم علی اصحابه فقال یا اخوانی کیف اصبحت الدنیا

ترجمہ جس طرح متقدمین صوفیہ کی ہمت بھوک اور فاقہ کی طرف مبذول تھیں اسی طرح اُن کی ساری ہمت کھانے کیطرف مبذول ہے ان لوگون کو صدقہ کے کثیف اور میلے مال کی بدولت صبح وشام کا کھانا اور عیش حاصل ہے انہون نے دنیا کے کاروبار کسب وحرفت سب چھوڑ دئے اور عبادت سے مونہہ پھیر لیا اور بطالت کا فرش بچھا لیا۔ ان مین سے اکثر کی ہمت کھانے اور کھیلنے کی جانب متوجہ ہے اگر ان کے ساتھہ کوئی شخص احسان کرے تو کہتے ہین شکریہ ادا کرو اور اگر کچھ برائی کردے تو کہتے ہین توبہ کرو اور اس قصور کے عوض مین جو کچھ اُس پر لازم کرتے ہین اُس کو واجب کہتے ہین حالانکہ جس چیز کو شریعت نے واجب قرار نہین دیا اُس کو واجب کہنا گناہ ہے محمد بن عبد وس سرّاج بغدادی کہتے ہین ایکبار بصرہ مین ابو مرحوم واعظ کھڑے ہو کر وعظ کہنے لگے جتنے کہ اپنے بیان سے لوگون کو رولا دیا جب وعظ سے فراغت پائی تو کہنے لگے ہم کو خدا کی راہ مین کون شخص چاول کھلائیگا مجلس مین سے ایک جوان آدمی اُٹھکر بولا کہ مین یہ خدمت بجا لاؤن گا ابو مرحوم نے کہا بیٹھو خدا تم پر رحم کرے تمکو تمہارا رتبہ معلوم ہوگیا۔ وہ جوان دوبارہ اُٹھکر بولا ابو مرحوم نے کہا بیٹھو خدا تم پر رحم کرے تمکو تمہارا منصب معلوم ہوگیا پھر تیسری بار وہ جوان اُٹھکر بولا ابو مرحوم نے اپنے اصحاب سے کہا اُٹھو ہمارے ساتھہ اس شخص کے مکان پر چلو۔ سب اُن کے ساتھہ اُٹھہ کھڑے ہوئے اس جوان کے مکان پر آئے وہ جوان بیان کرتا ہے کہ ہم ایک ہنڈیا ساگ کی لائے اور بغیر نمک کے اُس کو کھایا پھر ابو مرحوم بولے میرے پاس ایک پانچ بالشت کا لمبا چوڑا دسترخوان اور پانچ پیمانے چاول یعنی بھات اور پانچ سیر گھی اور دس سیر شکر اور پانچ سیر بادام اور پانچ سیر پستے آؤ یہ سب چیزیں حاضر کی گئیں ابو مرحوم اپنے ساتھیون سے بولے بھائیو دنیا کیسی ہو رہی ہے انہون نے جواب دیا۔ کہ اسکا رنگ چمک رہا ہے۔ اور اسکا آفتاب روشن ہے ابو مرحوم نے کہا اب دنیا میں بھی اسکو خراب جاری کردو یہ کہکر وہ گھی منگایا گیا اور چاولون مین بہایا گیا پھر ابو مرحوم اپنے اصحاب سے مخاطب ہو کر بولے بھائیو دنیا کیسی ہو رہی ہے

قالوا مشرقۃ لونہا مبیض شمسہا مجریۃ فیہا انہارہا فقال یا اخوانی اغرسوا فیہا اشجارہا قال فاتی بذلک الفستق والصنوبر فالقی فیہا ثم اقبل ابو مرحوم علی اصحابہ فقال یا اخوانی کیف اصبحت الدنیا قالوا مشرقۃ لونہا مبیض شمسہا مجریۃ فیہا انہارہا قد اغرست فیہا اشجارہا وقد تدلی لنا ثمارہا قال یا اخوانی ارموا الدنیا بحجارتہا قال فاتی بذلک السکر فالقی فیہا ثم اقبل ابو مرحوم علی اصحابہ فقال یا اخوانی کیف اصبحت الدنیا قالوا مشرقۃ لونہا مبیضۃ شمسہا قد اجری فیہا انہارہا وقد غرس فیہا اشجارہا وقد تدلی ثمارہا فقال یا اخوانی ما لنا وللدنیا اضربوا فیہا براحتہا قال فجعل الرجل یضرب فیہا براحتہ ویدفع بالخمس قال ابو الفضل احمد بن سلمۃ ذکرتہ لابی حاتم الرازی فقال املہ علیّ فاملیتہ علیہ فقال ہذا شان الصوفیۃ قال المصنف قلت وقد رأیت منہم من اذا حضر عرسا بالغ فی الاکل ثم اختار من الطعام فربما املأ کمّہ من غیر اذن صاحب الدار وذلک حرام بالاجماع ولقد رأیت شیخا منہم قد اخذ شیئا من الطعام فجعلہ فی جیب صاحب الدار فاخذ منہ ذکر تلبیس ابلیس علی الصوفیۃ فی السماع والرقص قال المصنف اعلم ان اسماع الغناء یجمع شیئین احدہما انہ یلہی القلب عن التفکر فی عظمۃ اللہ سبحانہ او القیام بحرمتہ

ترجمہ اونہوں نے کہا اوسکا رنگ چمک رہا ہے اور اسکا آفتاب روشن ہے اور اسکی نہریں اوسمیں جاری ہیں بولے کہ بھائیو دنیا میں اوسکے درخت بہی لگا دو یہ کہکر وہ بادام اور پستہ منگایا گیا اور چاولونمیں ڈالدیا گیا پھر ابو مرحوم اپنے یارونسے مخاطب ہوکر کہنے لگے بھائیو دنیا کیسی ہورہی ہے انہون نے جوابدیا کہ اوسکا رنگ چمک رہا ہے اور اوسکا آفتاب روشن ہے اور اوسکی نہریں اوسمیں جاری ہیں اور اسکے درخت لگا دیئے گئے ہیں۔ اور اُسکے پھل ہمارے لئے لٹک پڑے ہیں بولے کہ بھائیو دنیا میں اس پتھر بہی پھینکدو یہ کہکر وہ شکر لاکر اوسمیں ڈالی گئی پھر ابو مرحوم اپنے ساتھ والوں سے مخاطب ہوکر بولے کہ بھائیو دنیا کیسی ہو رہی ہے انہون نے جوابدیا کہ اوسکا رنگ چمک رہا ہے اور اوسکا آفتاب روشن ہے اور اوسکی نہرین اوسمیں جاری کردی گئیں اور اُس کے درخت بہی اس مین لگا دیئے گئے اور اُس کے پھل لٹک پڑے ہین اور اُس کے پتھر اُس مین پھینکدیئے گئے مین ابو مرحوم نے کہا بھائیو ہم کو دنیا سے کیا غرض ہے اس پر ہاتھ مارو یہ سُنکر اُس کھانے مین ہاتھ مارنے لگے حتی کہ بعض پانچون انگلیون سے کہانے تھے ابو الفضل احمد بن سلمہ کہتے ہین یہ قصہ مینے ابو حاتم رازی سے بیان کیا کہنے لگے کہ مجھکو لکھوا دینے اُن کو لکھوا دیا وہ بولے کہ صوفیہ کی حالت یہ ہے مصنف رحمہ اللہ نے کہا بعض صوفیہ کا مین نے یہ حال دیکھا ہے کہ جب کہین دعوت مین جاتے ہین تو خوب کہاتے ہین۔ پھر کچھ کھانا ساتھ لے جانے کو لے لیتے ہین اور اکثر اوقات بلا اجازت صاحبخانہ کے اپنی جیب مین کھانا بھر لیتے ہین حالانکہ یہ بالاجماع حرام ہے ایک بڈھے صوفی کو مینے دیکھا کہ اپنے ساتھ لے جانے کے لیئے کچھ کھانا صاحبخانہ نے اُنکے جیب سے چھین لیا۔ سماع و رقص کے بارے مین صوفیہ پر تلبیس ابلیس کا بیان) مصنف رحمہ اللہ نے کہا جاننا چاہیئے۔ کہ راگ سنیم دو باتین جمع ہوتی ہین ایک تو دل کو خدا تعالی کی عظمت مین غور کرنے اور اُس کی خدمت قایم رہنے سے غافل کردیتا ہے

والثانی انه یمیله الی اللذات العاجلة تدعوالی استیفائها من جمیع الشهوات الحسیة ومعظمها النکاح ولیس تمام لذته الا فی المجردات ولا سبیل الی کثرة المجردات من الحل فلذلک یحث علی الزنا فبین الزنا والغناء تناسب من جهة ان الغناء لذة الروح والزنا اکثر لذات النفس وکذا جاء فی الحدیث الغناء رقیة الزنا وقد ذکر ابو جعفر الطبری ان الذی اتخذ الملاهی من ولد قابیل رجل یقال له قوبال اتخذ فی زمانه مهلائیل بن قینان آلات اللهو من المزامیر والطبل والعیدان فاتاهم ولد قابیل فی اللهو وتناسخ خبرهم الی من بالجبل من نسل شیث فنزل منهم قوم ونشئت الفاحشة وشرب الخمر قال المصنف قلت وهذا لآلات الا لتذاذ شئی یدعوالی الالتذاذ لغیره خصوصا مما یناسبه ولما یئس ابلیس من المتعبدین ان یسمح احدهم شیئا من الاصوات لم یمنعه من النظر الی المغنی الحاصل بالعود فاخذ یزینه فی ضمن الغناء بغیر العود وحسنه لهم وانما المراد التلذذ بحرمة من شئ الی شئ والفقیه من نظر فی الاسباب والنتائج وتامل للمقاصد فان النظر الی الامرد مباح ان امن ثوران الشهوة فان لم یامن لم یجز وتقبیل الصبیة الفخامن الفم ثلث سنین جائز لا شهوة تفهم هنالک فی الاغلب فان وجدت شهوة حرم ذلک وکذلک المحاورة بذوات المحارم فان خیف من ذلک حرم فتامل هذه القاعدة

ترجمہ دوسرے دل کو جلد حاصل ہونے والی لذتوں کی طرف راغب کرتا ہے اور ان کے پورا کرنیکی ترغیب دیتا ہے ہر قسم کی حسی شہوتیں پیدا کرتا ہے جن میں بہت بڑی شہوت نکاح ہے اور نکاح کی کامل لذت نئی عورتوں میں ہے اور نئی لذتیں حلال ذریعہ سے حاصل ہونا دشوار ہے لہذا انسان کو زنا پر انگیختہ کرتا ہے یہاں سے معلوم ہوا کہ زنا اور غنا میں باہم تناسب ہے۔ اس جہت سے کہ غنا روح کی لذت ہے اور زنا لذات نفسانی کا بڑا حصہ ہے اسی لئے حدیث شریف میں آیا الغناء رقیۃ الزنا یعنی راگ زنا کا افسون ہے ابو جعفر طبری نے بیان کیا ہے کہ جس شخص نے لہو کی چیزیں نکالیں میں وہ قابیل کی اولاد میں سے ایک آدمی ہے جس کو قوبال کہتے ہیں اس کے زمانے میں مہلائیل بن قینان نے آلات لہو مثل بانسلی اور طبل اور عود کے ایجاد کئے قابیل کی اولاد لہو ولعب میں پڑ گئی ان لوگوں کی خبران کو بھی پہونچی جو شیث علیہ السلام کی نسل سے پہاڑوں میں سے رہتے تھے اُن میں سے ایک گروہ نیچے اترا اور فواحش اور شراب کا پینا فاش طور پر ہونے لگا مصنف نے کہا ان لذت کے آلات میں ایسی بات رکھی گئی ہے جو ایک دوسری چیز سے لذت حاصل کرنیکا باعث ہوتی ہے خصوصاً وہ لذت جو اس لذت سے مناسب ہو ابلیس کو جب اس امر میں مایوسی ہوئی کہ عبادت کرنیوالوں کو کوئی آواز مثل عود وغیرہ کے سنائے تو اس چیز پر غور کیا جو عود سے حاصل ہوتی ہے لہذا بتدریج کام نکالنا چاہا پہلے اُن کو بغیر عود کے راگ سنایا اور اس کی خوبی اپنے ظاہر کردی حالانکہ اس گفت کا مقصد صرف یہ ہے کہ آہستہ آہستہ ایک چیز سے دوسری چیز پر ترقی کرے فقیہ وہ ہے جو اسبابوں اور نتیجوں پر غور کرے اور مقاصد میں تامل کرے مثلاً امرد پر نگاہ ڈالنا مباح ہے بشرطیکہ ہیجان شہوت سے بےخوف ہو اور اگر شہوت کا خوف ہو تو جائز نہیں اسی طرح چھوٹی لڑکی کا منہ چومنا جو تین برس کی ہو جائز ہے کیونکہ ایسی جگہ کثر شہوت واقع نہیں ہوتی اور اگر شہوت پائی جائے تو حرام ہے۔ علی ہذا القیاس محرم عورتوں کے ساتھ تنہا ہونے میں اگر شہوت کا خوف ہو تو حرام ہے اس قاعدہ پر غور کرنا چاہیئے ✦

فصل قال المصنف وقد تكلم الناس في الغناء فأطالوا فمنهم من حرمه ومنهم من أباحه ومنهم من كرهه مع الإباحة وفصل الخطاب أن يقال ينبغي أن ينظر ما هية الشيء ثم يطلق عليه التحريم أو الكراهة أو غير ذلك والغناء اسم يطلق على أشياء منها غناء الحجيج في الطرقات فان أقواما من الأعاجم يجيئون في الطرقات أشعارا يصفون فيها الكعبة وزمزم والمقام ويمدحون بها ويذمون من خرج عن الاعتدال وفي معنى هؤلاء الغزاة فانهم ينشدون أشعارا يحرضون بها على الغزو وفي معنى هذا انشاد المبارزين للقتال فانه غناء عند القتال وفي معنى هذا انشاد الحداة في طريق مكة كقول قائلهم

شعر

يشرها دلها وهاوا الا ترين الطلح والبهاكا ... هذا لكم الابل ولادى الا ان ذلك التحريك لا يوجب الطرب الخارج عن حد الاعتدال واما الحداء فما حدا الا النبي صلى الله عليه وسلم

عن طلحة المكي عن بعض عمائه قال ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال ذات ليلة ونحن نسير بمكة الا حاد معزوم فضلا بالله وقال ان حاديا لنا قد سمعنا حاديكم فهلم الينا فكونوا ههنا قلنا ان الحبان اذا كان الحبان قالوا لا والله قال ان الحبان يحرك بعض رعائه فوجد بلالة فقد فقدت فاحسن عنقه فضرب عنقه فقد علامه في الوادي وهو يصيح يا بلال يا بلالاه

ترجمہ فصل مصنف نے کہا راگ کے بارے میں لوگوں نے بہت طول طویل کلام کیا ہے بعض نے اسکو حرام بتایا ہے اور بعض نے بغیر کراہت کے مباح کہا ہے اور بعض نے اباحت کے ساتھ مکروہ کہا ہے اور ٹھیک ٹھیک فیصلہ یہ ہے کہ یوں کہو پہلے ایک شے کی ماہیت وحقیقت دیکھنا چاہئے پھر اس پر حرام یا مکروہ وغیرہ ہونے کا اطلاق کیا جائے غنا ایک اسم ہے جو کہ ہیت کی چیزوں پر بولا جاتا ہے ایک حج کو جانے والوں کا راگ ہے جو کہ اونٹوں میں گاتے چلتے ہیں اہل عجم میں سے بہت سے حاجیوں کے گروہ اسطرح میں اشعار پڑھتے ہوئے جن میں کعبہ زمزم ومقام کی توصیف کرتے ہیں اور بعض اوقات اشعار پڑھنے کے ساتھ کھڑے ہو جاتے ہیں جو اعتدال سے خارج ہو جاتا ہے اسی قسم سے غازی لوگ ہیں وہ بھی اشعار پڑھتے ہیں جن میں جہاد وغیرہ پر ابھارتے ہیں کہ تم اسی قسم سے جنگ کرنیوالوں کے اشعار ہیں جو فخر کے طور پر لڑائی کے وقت پڑھتے ہیں اسی قسم سے مکہ کے راستے میں حدی کے اشعار ہیں چنانچہ کسی کا شعر ہے جس کا ترجمہ یہ ہے۔ اونٹنی کو اس کے رہبر نے بشارت دی اور کہا کہ تو چراگاہ شتان اور پہاڑوں کی زیارت کریگی ایسے اشعار سے اونٹ اور آدمی طرب میں آتے ہیں مگر یہ طرب ایسی نہیں ہوتی کہ حد اعتدال سے خارج کر دے اس لئے کہ حداء جس طور پر ابو البختری نے وہب سے بروایت طلحہ مکی بیان کیا ہے کہ بعض علماء نے کہا کہ ایک رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ کے راستے میں ایک قوم کی طرف جا گذرے جن میں ایک حداخوان تھا آپ نے اُن کو سلام علیک کر کے فرمایا کہ ہمارا حدان ہمارے ساتھ ہو رہا ہے ہمتمہارے حداخوان کی آواز سنکر تمہاری طرف آنکلے بھلا کیا تم جانتے ہو کہ حدی کہاں سے نکلا ہے انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم کو تو معلوم نہیں ہے ارشاد فرمایا ایک بار عرب کا ایک اعلیٰ مضر اپنے کسی چرواہے کے پاس گیا اور اپنے اونٹوں کو دیکھا کہ متفرق ہو گئے تھے اس بات سے غصہ ہو کر ایک لکڑی لی اور اُس چرواہے کے ماتھ پر مارا وہ غلام جنگل میں دوڑتا پھرنے لگا اور چلا چلا کر کہتا تھا یا بلالاہ وا بلالاہ یعنی ہائے میرا ماتھا ہائے میرا ماتھا۔

فسمعت الابل فعطفت عليه فقال مضر لو اشتق مثل هذا لاسفعت به الابل واجتمعت فاشتق الحدا قال المصنف وقد كان لرسول الله صلى الله عليه وسلم حاد يقال له انجشة يحدو فتعنق الابل فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم يا انجشة رويدك سوقا بالقوارير **وفي حديث سلمة بن الاكوع** قال خرجنا مع رسول الله صلى الله عليه وسلم الى خيبر فسرنا ليلا فقال رجل من القوم لعامر الا تسمعنا من هنياتك وكان عامر رجلا شاعرا فنزل يحدو بالقوم **يقول** اللهم لولا انت ما اهتدينا - ولا تصدقنا ولا صلينا - فاغفرن سكينة علينا - وثبت الاقدام ان لاقينا - فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم من هذا السائق قالوا عامر بن الاكوع فقال رحمه الله **قال المصنف** وزوينا عن الشافعي رحمه الله انه قال اما استماع الحداء انشيد الاعراب فلا باس به **قال المصنف** ومن انشاد العرب قول اهل المدينة عند قدوم رسول الله صلى الله عليه وسلم عليهم طلع البدر علينا من ثنيات الوداع * وجب الشكر علينا ما دعا لله داع * **ومن هذا الجنس** كانوا ينشدون بالمدينة وربما ضربوا عليه بالدف عند انشاده **ومنه** حديث الزهري عن عروة عن عائشة ان ابا بكر دخل عليها وعندها جاريتان في ايام منى تضربان بالدفين

ترجمہ اونٹوں نے اس کی آواز سنی اور اس طرف جھک پڑے مضر نے اپنے جی میں کہا اگر اس قسم کا راگ نکالا جائے تو اونٹ اس کی وجہ سے مانوس ہمن اور ایک جگہ رہا کریں جبھی سے یہ حدا نکلا **مصنف** نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک حدی خوان تھا۔ جس کا نام انجشہ تھا۔ حدا خوانی کیا کرتا تھا جس سے اونٹ تیز چلا کرتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے انجشہ ان نازک شیشیوں کو ہلکا ہلکا لے کر چل اونٹ کو ہانک ہانک کر نہ چلا۔ سلمہ بن الاکوع کی حدیث میں ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خیبر کی طرف چلے رات کو چلے جاتے تھے جماعت میں سے ایک شخص نے عامر سے کہا تم ہمکو کچھ اپنا مبارک کلام کیوں نہیں سناتے عامر شاعر آدمی تھے قوم کو یہ حدا سنانے لگے اللھم لولا انت ما اھتدینا - ولا تصدقنا ولا صلینا - فاغفرن سکینۃ علینا - وثبت الاقدام ان لاقینا یعنی خداوندا اگر تو ہم کو توفیق نہ دیتا تو ہم ہدایت نہ پاتے۔ اور نہ زکوۃ و نماز ادا کرتے۔ خداوندا ہمارے دلوں میں اطمینان غیبی القا فرما۔ اور جب ہم دشمن سے مقابلہ کریں تو ہم کو ثابت قدم رکھ۔ یہ اشعار سنکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ اونٹ ہنکانیوالا کون ہے لوگوں نے عرض کیا عامر بن الاکوع ہیں فرمایا خدا اسپر رحم کرے **مصنف** نے کہا ہم شافعی علیہ الرحمۃ سے روایت کر چکے کہ انہوں نے کہا بدو لوگ جو حدا گاتے ہیں اُن کے سننے میں کچھ ڈر نہیں **مصنف** نے کہا عرب کے اشعار پڑھنے کا واقعہ ایک وہ ہے کہ مدینہ والے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مکہ سے تشریف لانے کے وقت پڑھتے تھے جنکا ترجمہ یہ ہے کہ وداع کی گھاٹیوں سے ہم پر ایک چودھویں رات کا چاند نکل آیا جبتک دعا کرنے والے خدا سے دعا کریں ہم پر اس نعمت کا شکر واجب ہے۔ اسی قسم کے اشعار میں وہ اشعار داخل ہیں [illegible] گاتی ہیں [illegible] کرتے تھے اور بعض اوقات گانے کے وقت دف بجانے لگتے تھے چنانچہ زہری نے عروہ سے روایت کیا کہ ابوبکر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس [illegible] تھے اس وقت حضرت عائشہ کے پاس دو لڑکیاں بیٹھی ہوئی گاتی تھیں اور دف بجاتی تھیں

ورسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجی علیہ بثوبہ فاتہم ابوبکر فکشف سول اللہ وجہہ قال عمر یا ابابکر الی قولہ فاتھا یا مرعبد
اخرجاہ فی الصحیحین **قال المصنف** الظاھر من ھاتین الحدیثین صغر السن لان عائشۃ کانت صغیرۃ وکان النبی صلی اللہ
علیہ وسلم یسرب الیھا الجواری فیلعبن معھا **وعن** جعفر بن محمد قال قلت لابی عبداللہ احمد بن حنبل حدیث عمر
عن عائشۃ عن جواری معنین ای شیٔ ھذا اللفظ قال **عنا الراکب** اتیناکم اتیناکم **قال** ابو عقیل عن
بھثۃ عن عائشۃ قالت کانت عندنا یتیمۃ من الانصار فزوجناھا رجلا من الانصار
فکنت فیمن اھداھا الی زوجھا فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا عائشۃ ان
الانصار ناس فیھم غزل فما قلت قالت دعونا البرکۃ قال افلا قلتم اتیناکم اتیناکم
فحیانا وحیاکم + ولولا الذھب الاحمر ما حلت بوادیکم ولولا الحبۃ السمراء لم تسمن عذاریکم **وعن** ابی
الزبیر عن جابر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعائشۃ اھدیتم الجاریۃ الی بیتھا قالت نعم قال فھلا بعثتم
معھا من یغنیھم یقول اتیناکم اتیناکم فحیونا نحییکم فان الانصار قوم فیھم غزل **قال المصنف**
قلت فقد بان بما ذکرناہ ما کانوا یغنون بہ ولیس مما یطرب ولا کانت **علی ما یعرف الیوم**

ترجمہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا منہ ڈھانکے ہوئے تھے حضرت ابوبکر نے ان لڑکیوں کو جھڑکا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چہرہ مبارک کھولکر فرمایا اے ابوبکر ان کو چھوڑ دو آجکل عید کے ایام ہیں یہ حدیث صحیحین میں ہے **مصنف** نے کہا بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ لڑکیاں کم سن تھیں کیونکہ حضرت عائشہ خود کم عمر تھیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جا عدہ تھا۔ کہ اُن کے پاس لڑکیوں کو بھیج دیا کرتے تھے وہ اُن کے ساتھ کھیلا کرتی تھیں **جعفر بن محمد** نے کہا میں نے ابو عبد احمد ابن حنبل سے دریافت کیا کہ عمرہ کی حدیث جو حضرت عائشہ سے گانے والی لڑکیوں کی نسبت روایت کرتے ہیں عنا کیا چیز ہے اور کس قسم کا تھا جواب دیا ایسا تھا جیسے سوار آدمی کا راگ ہوتا ہے اتیناکم اتیناکم یعنی ہم تمہارے پاس آئے ہم تمہارے پاس آئے **ابو عقیل** نے بہثہ سے روایت کیا کہ حضرت عائشہ نے بیان کیا ہمارے یہاں انصار میں سے ایک یتیم لڑکی تھی ہم نے ایک انصاری سے اس کی شادی کردی اس کے شوہر کے ساتھ اس کو رخصت کرنیوالوں میں سے ایک میں بھی تھی رسول صلی اللہ علیہ وسلم مجھے فرمانے لگے اے عائشہ انصار لوگ غزل کرتے ہیں تم نے رخصتی کے وقت کیا کہا تھا۔ میں نے عرض کیا برکت کی دعا کی تھی فرمایا یوں کیوں نہ کہا اتیناکم اتیناکم فحیونا نحییکم ولولا الذھب الاحمر ما حلت بوادیکم۔ ولولا الحبۃ السمراء لم تسمن عذاریکم ابو زبیر نے جابر سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ سے دریافت فرمایا۔ کہ کیا تم نے اس لڑکی کو اُس کے گھر کی طرف رخصت کردیا عرض کیا ہاں فرمایا اُس کے ہمراہ ایسی لڑکیوں کو نہ بھیجا جو گاتی ہوئی چلتیں اتیناکم اتیناکم فحیونا نحییکم کیونکہ انصار میں غزل کا رواج ہے **مصنف** نے کہا یہانتک جو کچھ ہم نے بیان کیا اس سے معلوم ہوگیا۔ کہ وہ لوگ جو گایا کرتے تھے اس قسم سے نہ تھا کہ طرب پیدا کرے اور ایسا نہ تھا جیسا آج کل معروف ہے

ومن ذلك اشعار ينشدها المتزهدون بتطريب وتلحين تزعج القلوب الى ذكر الآخرة وسموها الزهديات
القول بعضهم يا غادياً في غفلة ورائحاً الى متى تستحسن القبائح وكم الى كم لا تخاف موتاً يستنطف الله
به الجلود احياناً يا عجباً منك وانت مبصر كيف تجنبت الطريق الواضحا فهذا اصلح ايضاً والى مثله اشار احمد
بن حنبل في الاباحة عن ابي حامد الخلقاني قال قلت لاحمد بن حنبل يا ابا عبد الله هذه القصائد الرقاق التي تذكر
الجنة والنار اي شيء تقول فيها فقال مثل اي شيء قلت تقولون اذا ما قال لي ربي اما استحييت تعصيني
وتخفى الذنب من خلقي وبالعصيان يأتيني فقال اعد علي فاعدت عليه فقام ودخل بيته ورد الباب
فسمعته يجهش من داخل البيت وهو يقول اذا ما قال لي ربي اما استحييت تعصيني وتخفى الذنب
من خلقي وبالعصيان يأتيني ومن الاشعار التي ينشدها النوائح يتيرون بها الاحزان والبكاء فينهى عنها
ما في معناها فاما الاشعار التي ينشدها المغنون المتهيؤن للغناء يصفون فيها المستحسنات والخمر وغير ذلك
مما يخرج الانسان بها عن الاعتدال ويثيرها من حب اللهو وهو الغناء المحرم في هذا الزمان

ترجمہ اس نوع کے وہ اشعار ہیں۔ جو زاہد لوگ طرب و الحان سے پڑھتے ہیں جن سے دلوں کا رجوع آخرت کی طرف ہوتا ہے
ان اشعار کا نام زہدیات رکھا ہے چنانچہ کسی نے چند شعر کہے ہیں جن کا ترجمہ یہ ہے اے صبح و شام غفلت میں رہنے والے
تو کب تک بُری باتوں کو اچھا سمجھتا رہیگا کب تک تجھ کو اس مقام کا خوف نہ ہوگا جس جگہ اللہ تعالےٰ کے سامنے اعضا گفتگو کرینگے
تجھ کو میری حالت پر تعجب آتا ہے۔ کہ تو آنکھوں والا ہو کر روشن راستے سے کیونکر دور ہوا جاتا ہے ایسے اشعار بھی مباح ہیں
احمد بن حنبل نے اسی طرح کے اشعار کی جانب مباح ہونے کا اشارہ کیا ہے ابو حامد خلقانی کہتے ہیں میں نے
احمد بن حنبل سے کہا اے ابو عبد اللہ یہ قصیدے جو رقت آمیز بہشت و دوزخ کے بیان میں ہیں آپ ان کے بارے میں
کیا فرماتے ہیں بولے کہ کس قسم کے قصیدے پوچھتے ہو میں نے کہا مثلاً وہ کہتے ہیں اذا ما قال لي ربي اما استحييت تعصيني
وتخفى الذنب من خلقي - وبالعصيان تاتيني یعنی جب مجھ سے میرا خدا فرمائے گا کہ تجھ کو میری نافرمانی کرتے ہوئے شرم نہ
تو یہی مخلوق سے گناہوں کو چھپاتا تھا۔ اور میرے سامنے گناہ کیا کرتا تھا۔ احمد بن حنبل نے یہ شعر سُنکر کہا ذرا پھر پڑھو میں نے
دوبارہ پڑھے احمد اُٹھ کھڑے ہوئے اور اپنے حجرے میں داخل ہو کر دروازہ بند کر لیا میں نے کان لگا کر سُنا تو حجرے کے اندر
ان کے رونے کی آواز آتی تھی اور وہ بار بار کہتے تھے اذا ما قال لي ربي اما استحييت تعصيني وتخفى الذنب من خلقي
وبالعصيان تاتيني وہ اشعار جو کہ نوحہ خوان لوگ پڑھتے ہیں جس سے حزن و بکا کا جوش ہوتا ہے ممنوع ہیں کیونکہ ان کے
ضمن میں معصیت اور گناہ ہے باقی رہے وہ اشعار جو کہ گانے والے لوگ گانے کا تہیہ کر کے گاتے ہیں جن میں خوبصورت
عورتوں اور شراب وغیرہ کا ذکر ہوتا ہے جس کو سُنکر طبیعت جنبش میں آتی ہے اور حد اعتدال سے خارج ہو جاتی
ہے اور لہو و لعب کی محبت برانگیختہ ہوتی ہے یہی راگ اس زمانے میں مشہور ہے۔

مثل قول الشاعر ذهبی اللون تحسب من وجنتیه النار تقدم ۔ حوذنی من ضفیحتہ لیتہ وانتضح ۔ وقد رجع هذه الاغانی الی انواع مختلفة کلها یخرج سامعها من حیز الاعتدال وتثیر حب اللهو ولهذا یسمونه البسیط یزعج القلوب علی مهل ثم یاتوز بالنشید بعدا فیهیج القلوب وقد اضافوا الی ذلک ضرب القضیب والایقاع به علی الانشاد بالدف وبالجلاجل والشبابة النائیة عن لزوم وهذا الغناء المحزن الیوم فصل قال المصنف قبل ان نتکلم فی اباحته او کراهته نقول ینبغی للعاقل ان ینصح نفسه واخوانه ویعلم ان ابلیس فی اجواء هذا الغناء جری الاقسام المتقدمة التی یطلق علیها اسم الغناء فلا یحل الکل علی الاطلاق فیقول قد اباحه فلان وکرهه فلان فنبدأ بالکلام فی النصیحة نفس واخوان فنقول لا یخفی علی ذی لب ان طباع الادمیین متقاربة ولا تکاد تتفاوت فاذا ادعی لشاب السلیم البدن الصحیح المزاج ان رؤیة المستحسنات لا تزعجه ولا تؤثر عنده ولا تضر فی دینه کذبناه لما نعلم من استواء الطبائع فان ثبت صدقه عرفنا ان به مرضا خرج عن حیز الاعتدال فان تعلل فقال انما انظر الی هذه المستحسنات معتبرا

ترجمہ جیسا کہ کسی شاعر کا قول ہے شعر ذهبی اللون تحسب من وجنتیه النار تقدم ۔ حوذنی من ضفیحته لیتنی وانتضح یعنی ایک طلائی رنگ معشوق گویا اُس کے رخسارون سے شعلہ برستا ہے ۔ مذکور سوائی کا خوف دلاتا ہے ۔ کہ شکے وہ میرے پاس آجاے اور مین رسوائی اٹھاؤن ۔ ایسے راگون کے لیے لوگون نے طرح طرح کے الحان نکالے ہین وہ سب الحان سننے والے کو حد اعتدال سے خارج کر دیتے ہین اور نہوں محبت برانگیختہ کرتے ہین ان لوگون کے پاس ایک اور چیز ہوتی ہے جس کا نام بسیط رکھا ہے اس سے تدریج دلون مین بے قراری پیدا ہوتی ہے پھر اُس کی بعد شعر گاتے ہین جس سے دل سخت بیچین ہوجاتے ہین پھر انہون نے اس راگ کے ساتھ باجا وغیرہ ملا دیا ہے ۔ راگ کے موافق دف اور گھنگرو اور بانسلی وغیرہ بجاتے ہین آجکل گرمانے کا عاجو معروف ہی ہے فصل مصنف نے کہا قبل اس کے کہ ہم راگ کی اباحت یا حرمت کا ذکر جو کچھ بارے مین گفتگو کرین یہ کہتے ہین کہ عاقل کو چاہیے اپنے نفس اور بھائیون کو نصیحت کرے اور اس علم کو مذکور رشتہ ہمون مین جن پر غناء کا لفظ صادق آتا ہے بیان کرکے شیطان کے فریب سے ڈرائے اور ہر ایک غنا کو ایک ہی صورت پر محمول نہ کرے اس کے بعد بیان کرے کہ فلان نے اس کو مباح سمجھا ہے اور فلان نے مکروہ کہا ہے لہذا ہم پہلے نفس اور بھائیون کو نصیحت کرلے ہین گفتگو شروع کرتے ہین اور کہتے ہین یہ سب کو معلوم ہے کہ آدمیون کی طبیعتین متفق ہین کبھی مختلف نہین ہوتین اگر جوان آدمی سلیم البدن صحیح المزاج دعوی کرے کہ اچھی صورتین دیکھنے سے وہ بے قرار نہین ہوتا اور اُس کے دل پر کچھ اثر نہین پڑتا اور اُس کے دین مین کچھ ضرر نہین پاتا تو ہم اُس کو جھوٹا کہین گے کیون کہ ہم جانتے ہین سب طبیعتین مساوی ہین اگر اس دعوی مین اُس کی سچائی ثابت ہوجائے تو ہم جان لین گے ۔ کہ اُس کو کوئی مرض ہے جو اعتدال سے خارج ہوگیا پھر اگر وہ بہانے ڈھونڈھے اور کہے کہ مین اچھی صورتین فقط عبرت حاصل کرنے کی غرض سے دیکھتا ہون ۔

فالتعجب من جنس الصنعة فی زرجح العینین ودقة الانف ونقاء البیاض قلیله فی انواع المباحات ما یکفی فی العبرة وههنا میل الطبع مشغول عن الفکرة ولا تذعن لبلوغ شهوتك وجود فکرة فان میل الطبع شاغل عن ذلك

وکذا من قال ان هذا الغناء للطرب المزعج للطبائع المحرك لها الی العشق وحب الدنیا لا یؤثر عندی ولا یلتفت قلبی الی حب الدنیا الموصوفة فیه فانا نکذبه لموضع اشتراك الطبائع ثم ان کان قلبه بالخوف من الله تعالی غائبا عن الهوی لا حضر هذا المسموع الطبع وان کانت قد طالت غیبته فی سفر الخوف واقبح القبیح البهرجة ثم کیف تغر البهرجة علی من یعلم السر واخفی ثم ان کان الامر کما زعم فهذا التصرف فینبغی ان لا یبیحه الا لمن هذه صفته والقوم قد ابا حوا علی الاطلاق للشاب المبتدی والصبی الجاهل حتی قال ابو حامد الطوسی ان التشبیب بوصف الخدود والاصداغ وحسن القدود القامة وسائر اوصاف النساء الصحیحة انه لا یحرم

قال المصنف فاما من قال انی لا اسمع الغناء للدنیا وانما اخذ منه اشارات فهو مخطی من وجهین

احدهما ان الطبع یسبق الی فهم ما یقبل اخذ الاشارات فیکون کمن قال انی انظر الی المرأة المتحسنة لا لتفکر فی الصنعة

ترجمہ اور آنکھوں کی کشادگی اور ناک کی باریکی اور گورے رنگ کی صفائی مین صنعت الٰہی دیکھکر تعجب کرتا ہون ہم اُس شخص سے کہین گے کہ طرح طرح کی مباح چیزون کے دیکھنے مین بہت کافی عبرت ہے۔ اور اچھی صورتون کے دیکھنے مین تو طبیعت کا میلان صنعت مین غور کرنے سے باز رکھتا ہے کبھی یقین نہ کروگے باوجود شہوت کے فکر کرنے کی نوبت آئیگی کیونکہ طبعی میلان اس سے چھوڑا کر دوسری طرف لگا دیتا ہے علی ہذا القیاس جو شخص یون کہے کہ یہ طرب انگیز غنا جو طبیعت کو بیقرار کرتا ہے اور اُس کے لئے عشق کا محرک ہوتا ہے اور دنیا کی محبت پیدا کرتا ہے مجھ پر کچھ اثر نہین کرتا اور جس دنیا کا ذکر اس غنا مین ہے میرا دل اُس کی طرف متوجہ نہین ہوتا ہم اُس شخص کو جھوٹا بتا ینگے کیونکہ سب طبیعتین مشترک ہین پھر اگر اس کا دل خوف الٰہی کے سبب سے خواہش نفسانی سے دور بھی ہو تو یہ غنا طبیعت کو اس سے نزدیک کردیگا گو کہ کتنا ہی اس کا خوف الٰہی بڑھا ہوا ہو علاوہ ازین جب یہ قبیح تر جگت اور کنایہ کی باتین ہین۔ پھر یہ جگت اور کنایہ اس ذات پر کیونکر چسپل سکتا ہے جو ہر ایک راز جلی وخفی کا دانا ہے۔ پھر اگر در اصل یہی بات ہو جو کچھ اس صوفی ..... کا خیال ہے۔ جب بھی اتنا ضرور ہے کہ کسی شخص کے لئے مباح ہو سکتا ہے جس کی یہ صفت ہو لیکن صوفیہ نے تو مطلق طور پر مبتدی جوان اور نادان لڑکے کے لئے بھی مباح کر دیا ہے۔ حتی کہ ابو حامد طوسی نے کہا ہے وہ تشبیب جس مین رخسارون اور زلفون کی تعریف اور قد و قامت کا وصف اچھی عورتون کے دیگر اوصاف کا ذکر ہو صحیح بات یہ ہے کہ حرام نہین مصنف نے کہا وہ شخص جو کہ کہتا ہے مین دنیا کے لئے راگ نہین سنتا بلکہ اُس سے فقط اشارات اخذ کرتا ہون خطا پر ہے اس کی دو وجہ ہین ایک تو یہ کہ اشارات اخذ کرنے سے پہلے طبیعت مطلب کی طرف دوڑتی ہے۔ لہذا اُس شخص کا حال ویسا ہی ہے جیسا دوسرے شخص نے کہا تھا کہ مین صنعت الٰہی مین غور کرنے کے لئے خوبصورت عورت کو دیکھتا ہون ۔

والثانی انه یقوم فیه وجود شیٔ یشار به الی الخالق وتدخل الخالق ان یقال فی حقه انه یعشق او یقع الهیمان به او انما نصیبنا من معرفة الهیبة والتعظیم فقط واذ قد انتهت النصیحة فلنذکر ما قیل فی الغنا **فصل** ما مذهب احمد رحمة الله تعالیٰ کان یکره الغنا فی زماننا لاستماع قصائد الزهد لا انهما کانا یلحنانها اختلف الرواة عنه فروی عنه **ابنه عبد الله** انه قال الغنا ینبت النفاق فی القلب لا یعجبنی **وروی** عنه اسمٰعیل بن اسحٰق الثقفی انه سئل عن استماع القصائد فقال ذکره هو بدعة ولا یجالس **وروی** ابو الحرث انه قال التغبیر بدعة فقیل له انه یرق القلب فقال هو بدعة **وروی** عنه یعقوب الهاشمی التغبیر بدعة محدثة **وروی** عنه یعقوب بن بختیان اکره التغبیر وانه نهی عن استماعه **قال المصنف** فهذه الروایات کلها دلیل علی کراهیة الغنا **وقال** ابو بکر الخلال کره احمد القصائد لما قیل له انهم ینتحبون ثم **روی** عنه ما یدل علی انه لا بأس بها **قال** المروزی سألت ابا عبد الله عن القصائد فقال بدعة فقلت له یحزن فقال لا یباع بهذا کله **قال المصنف** وقد رأینا ان احمد سمع قوالا عند ابنه صالح فلم ینکر علیه فقال له صالح یا ابت الیس کنت تنکر هذا فقال انما قیل انهم یستعملون للمنکر فکرهت لهم فاذا لا منکر

ترجمہ دوسری وجہ یہ کہ وہ شخص کہتا ہے راگ مین ایسی باتین موجود ہین جنکا اشارہ خالق کی طرف ہوسکتا ہے حالانکہ خالق کی شان اس سے برتر ہے کہ اس کے حق مین یون کہا جاوے وہ معشوق ہے یا ہم اُس کے والہ وشیدا ہین ہمارا حصہ تو اس کی معرفت سے فقط ہیبت اور تعظیم ہے اب یہانتک ہم نصیحت کا ذکر کرکے غنا کے بارے مین جو کچھ کہا گیا ہے بیان کرتے ہین **فصل** امام احمد مذہب کی نسبت تو اصل یہ ہے کہ اُن کے زمانے کا غنا بدیہ قصیدے تھے مگر ان لوگ اُن قصیدون کو الحان سے گاتے تھے اُن سے جو روایتین پہنچی ہین وہ مختلف ہین عبد اللہ اُن کے بیٹے روایت کرتے ہین کہ انہون نے کہا غنا دل مین نفاق اُگا دیتا ہے مجھکو اچھا نہین معلوم ہوتا **اسمٰعیل** بن اسحاق ثقفی روایت کرتے ہین کہ احمد سے کسی نے قصیدے سننے کی نسبت سوال کیا جواب دیا کہ مین اس کو مکروہ سمجھتا ہون یہ بدعت ہے ایسی مجلس مین بیٹھنا نہ چاہیے **ابو الحارث** نے روایت کیا کہ احمد نے کہا تغبیر بدعت ہے کسی نے ان سے کہا کہ تغبیر سے دل پر رقت طاری ہوتی ہے جواب دیا کہ وہ بدعت ہے **یعقوب** ہاشمی نے روایت کیا کہ احمد نے کہا تغبیر بدعت اور دین مین نئی بات نکالی ہوئی ہے **یعقوب** بن بختیان نے روایت کیا کہ احمد نے کہا کہ میرے نزدیک تغبیر مکروہ ہے اور اُس سننے سے منع کیا **مصنف** نے کہا یہ سب روایتین غنا کے مکروہ ہونے کی دلیل ہین **ابو بکر خلال** نے کہا احمد نے قصائد کو مکروہ کہا ہے کیونکہ اُن سے بیان کیا گیا کہ لوگ اُن کو سنکر بیہوشی اختیار کرتے ہین پھر امام احمد سے ایسی بھی روایتین پہنچی ہین جو دلالت کرتی ہین کہ غنا مین کچھ ڈر نہین **مروزی** نے کہا مین نے ابو عبد اللہ احمد سے قصائد کی نسبت سوال کیا جواب دیا کہ بدعت ہے مین نے کہا کیا وہ لوگ توبہ کیے جاوین فرمایا یہانتک انکو پہنچایا جائے **مصنف** نے کہا ہم روایت کرچکے ہین کہ احمد نے اپنے بیٹے صالح کے پاس ایک قوال کو گاتے سنا اور اسپر انکار نہین کیا صالح نے اُن سے کہا ابا جان کیا آپ اسپر انکار نہین فرمایا کرتے تھے جواب دیا کہ مین نے یہ سنا تھا کہ لوگ محکرات عمل مین لاتے ہین اس لئے مکروہ جانتا تھا لیکن ایسے راگ کو تو مکروہ نہین سمجھتا

قال المصنف وقد ذكر اصحابنا عن ابي بكر الخلال وصاحبه عبد العزيز انها تغنا وانما اشار الى ما كان في
زمانهما من القصائد الزهديات وعلى هذا يحمل ما لم يكرهه احمد ويدل على ما قلته ان احمد بن حنبل سئل عن رجل
مات وخلف ولدا وجارية مغنية فاحتاج الصبي الى بيعها فقال لا يتاع على مغنية فقيل له انها تساوي
ثلاثين الف درهم ولعلها اذا بيعت ساذجة عشرين دينارا فقال لا يتاع الا على انها ساذجة قال المصنف
وانما قال هذا لان الجارية المغنية لا تغني بقصائد الزهد بل بالاشعار المطربة المثيرة للطبع الى العشق وهذا
دليل على ان الغناء محظور اذ لو لم يكن محظورا لما جاز تفويت المال على اليتيم وصار هذا كقول ابي طلحة
للنبي صلى الله عليه وسلم عندنا خمر لايتام فقال اهرقها فلو جاز استصلاحها لما امر
بتضييع مال اليتامى وروى المروزي عن احمد بن حنبل انه قال كسب المغنية
خبيث يكسبه بالغناء وهذا الان المغنية لا تغني بالقصائد انما تغني بالغزل والنوح فمن هذا
يعلم ان الروايتين عن احمد في الكراهة وعدمها يتعلقان بالزهديات المحللة فاما الغناء بالحروف
اليوم فمحظور عنده فكيف لو علم ما احدث الناس من الزيادات فصل ولما منعك الله تعالى عباده

ترجمہ مصنف نے کہا ہمارے اصحاب نے ابوبکر خلال اور اُن کے صحبت عبد العزیز سے غنا کا سماع ہونا روایت کیا ہے اس کا
اشارہ صرف انہیں قصاید زہدیہ کی طرف ہے جو ان دونوں بزرگوں کے زمانے میں رائج تھے اور اسی پر وہ غنا محمول ہوگا
جس کو احمد نے مکروہ نہیں جانا دلیل اس کے کہ احمد بن حنبل سے کسی نے یہ مسئلہ پوچھا کہ ایک آدمی مر گیا اور ایک
بیٹا اور ایک گانے والی لونڈی چھوڑ مرا لڑکے کو اس لونڈی کے فروخت کرنے کی ضرورت پڑی احمد نے جواب دیا کہ گانے
والی کہہ کر نہ بیچی جائے گی وہ شخص بولا کہ گانے والی کہنے کی حالت میں اس کی قیمت تیس ہزار درم ہونگے اور شاید اگر وہ سادہ
کہہ کر فروخت کی جائے تو فقط بیس ہی دینار کو بکے احمد نے کہا وہ یہی کہہ کر نہ بیچی جائے گی کہ سادہ ہے مصنف نے کہا
احمد نے یہ فتوی اس لئے دیا کہ گانے والی لونڈی زہدیہ قصیدے نہیں گاتی بلکہ وہ اشعار جو طرب انگیز اور طبیعت کو عشق
پر برانگیختہ کرنیوالے ہوتے ہیں گاتی ہے یہ اس امر کی دلیل ہے کہ غنا ممنوع ہے کیونکہ اگر ممنوع نہ ہوتا تو احمد یتیم کا مال فوت کرنا
جائز نہ کہتے اور یہ قول ایسا ہوا جیسا ابو طلحہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا تھا کہ میرے پاس شراب ہے جو یتیموں کا
مال ہے فرمایا اس کو بہا دو پس اگر اُس کی اصلاح کرنا جائز ہوتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یتیموں کا مال ضائع کرنے کا حکم نہ دیتے۔
مروزی نے احمد بن حنبل سے روایت کیا کہ انہوں نے کہا مغنیہ کی کمائی جس کو وہ غنا سے حاصل کرے ناپاک ہے یہ حکم اس لئے
لگایا کہ مغنیہ قصائد نہیں گاتی بلکہ غزل اور نوحے گایا کرتی ہے اس تمام بیان سے ظاہر ہوا کہ احمد سے دو روایتیں کراہت کے بارے میں اور
زہدیات کو الحان سے گانے کے غیر مکروہ ہونے میں آئی ہیں باقی رہا وہ غنا جو آجکل معروف و مشہور ہے احمد کے نزدیک ممنوع ہے اور اگر ان کو
یہ معلوم ہوتا کہ لوگوں نے کیا کیا نئی نئی باتیں نکالی ہیں تو خدا جانے کیا حکم دیتے فصل مالک رح کے مذہب کی نسبت عبد اللہ

بن احمد عن ابیہ عن اسحٰق بن عیسے الطباع قال سالت مالک ابن انس عما یرخص فیہ اھل المدینۃ من الغناء فقال انما یفعلہ عندنا

فصل و أنبأنا ابو الطیب الطبری قال اما مالک بن انس فانہ نھی عن الغناء وعن استماعہ وقال اذا اشتری جاریۃ فوجدھا

مغنیۃ کان لہ ردھا بالعیب وھو مذھب سائر اھل المدینۃ الا ابراھیم بن سعد وحدہ فانہ قد حکی زکریا الساجی

انہ کان لا یری بہ باسا **فصل** واما مذھب ابی حنیفۃ رحمہ اللہ تعالٰی **فص** ابی الطیب الطبری قال کان ابو حنیفۃ یکرہ

الغناء معا اباحۃ شرب النبیذ ویجعل سماع الغناء من الذنوب قال وکذلک مذھب سائر اھل الکوفۃ ھی ابراھیم

والشعبی وحماد وسفیان الثوری وغیرھم لا اختلاف بینھم فی ذلک قال ولا یعرف بین اھل البصرۃ خلاف فی کراھۃ ذلک و

المنع منہ الا ما روی عن عبید اللہ بن الحسین العنبری انہ کان لا یری بہ بأسا **فصل** واما مذھب الشافعی رحمہ اللہ

فحدثنا الحسن بن عبد العزیز الجروی قال سمعت محمد بن ادریس الشافعی یقول خلفت بالعراق شیئا احدثتہ الزنادقۃ

یسمونہ التغبیر یلھون بہ الناس عن القرآن **قال المصنف** قد ذکر ابو منصور الازھری المغبرۃ قوما یغیرون ذکر اللہ تعالٰی

وتضرعھم **وقد** سموا ما یطربون الیہ من الشعر فی ذکر اللہ تغبیرا کانھم اذا شاھدوھا بالالحان طربوا وقصدوا فسموا مغبرۃ لھذا

المعنی **وقال** الزجاج سموا مغبرین للترھید ھم الناس فی الفانی من الدنیا وترغیبھم فی الاخرۃ وحث شدا

ترجمہ:- بن احمد نے اپنے باپ سے روایت کیا کہ اسحٰق بن عیسے نے کہا میں نے مالک بن انس سے اس غنا کی نسبت سوال کیا جس کی اہل مدینہ اجازت دیتے ہیں جواب دیا کہ ہمارے نزدیک فاسق کا ہی **فصل** ابو الطیب طبری نے کہا مالک نے راگ اور اس کے سننے سے منع کیا اور کہا کہ اگر کسی لونڈی کو خریدا اور اس کو گانے والی پایا تو اس عیب کی وجہ سے اس کا لوٹا دینا مشتری کو جائز ہے تمام علماے مدینہ کا یہی مذہب ہے بجز ایک ابراہیم بن سعد کے ان کی نسبت زکریا ساجی نے نقل کیا ہے کہ اس عیب میں کچھ ہرج نہیں سمجھتے **فصل** ابو حنیفہ کے مذہب کی بابت ابو الطیب طبری نے کہا کہ ابو حنیفہ باوجود نبیذ کے پینے کو مباح بتانے کے غنا کو مکروہ کہتے ہیں اور راگ سننا گناہ قرار دیتے ہیں اور یہی مذہب تمام اہل کوفہ ابراہیم اور شعبی اور حماد اور سفیان ثوری وغیرہ کا ہے اس بارے میں ان کے درمیان کوئی اختلاف نہیں اور اہل بصرہ میں بھی اس کے مکروہ و ممنوع ہونے میں خلاف نہیں پایا جاتا صرف عبید اللہ بن حسین عنبری سے اتنا مروی ہے کہ وہ اس میں کچھ ڈر نہ جانتے تھے **فصل** شافعی کے مذہب کی نسبت حسن بن عبد العزیز جروی نے بیان کیا کہ میں نے محمد بن ادریس شافعی سے سنا کہتے تھے میں عراق میں ایک چیز چھوڑ آیا ہوں جس کو زندیقوں نے نکالا ہے اس کا نام تغبیر رکھا ہے اس کے ذریعہ سے لوگوں کو قرآن سے باز رکھتے ہیں **مصنف** نے کہا ابو منصور ازہری نے بیان کیا کہ مغبرہ وہ لوگ ہیں جو ذکر الٰہی کو دعا اور تضرع سے بدل لیتے ہیں۔ ذکر الٰہی کے اشعار کا جن پر ان کو طرب آتا ہے تغبیر نام رکھا ہے گویا جب الحان کے ذریعہ سے ان کو شاہد حق ہوا۔ تو طرب میں آ گئے اور وجد کرنے لگے اس معنی کے لحاظ سے اس قوم کا نام مغبرہ پڑا **زجاج** نے کہا ان لوگوں کا نام مغبرہ اس لئے ہوا کہ دنیاے فانی سے لوگوں کو بے رغبت کرتے ہیں۔ اور آخرت کی ترغیب دیتے ہیں ۔

ھبۃ اللہ بن احمد بحریری عن ابی الطیب طاھر بن عبد اللہ الطبری **قال** قال الشافعی الغنا لھو مکروہ یشبہ الباطل ومن استکثر منہ فھو سفیہ تردشھادتہ **قال** وکان الشافعی یکرہ التصفیر **قال** الطبری فقد اجمع علماء الامصار علی کراھۃ الغنا والمنع منہ وانما فارق الجماعۃ ابراھیم بن سعد وعبد اللہ بن عبد اللہ العنبری **وقد** قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علیکم بالسواد الاعظم **وقال** من فارق الجماعۃ فقد مات میتۃ جاھلیۃ **قال المصنف** فلکان رؤساء اصحاب الشافعی ینکرون السماع **واما** اقدماءھم فلا یعرف بینھم خلاف **وانما** انکر المتاخرین فعلی الانکار **منھم** ابو الطیب الطبری **وله** فی ذم الغناء والمنع کتاب صنف حدثنا به عنه ابو القاسم الحریری **ومنھم** القاضی ابوبکر محمد بن المظفر الشامی انبانا عبد الوھاب بن المبارک الانماطی عنه قال لا یجوز الغناء ولا سماعه ولا الطرب بالقضیب قال ومن اضاف الی الشافعی فقد کذب علیه **وقد** نص الشافعی فی کتاب ادب القضاء علی ان الرجل اذا دام علی سماع الغناء ردت شھادتہ وبطلت عدالتہ **قال المصنف** وھذا اقول علماء الشافعیۃ واھل الدین منھم وانما رخص فی ذلک من متاخریھم من قل علمه وغلبه ھواه **وقال** الفقھاء من اصحابنا لا تقبل شھادۃ المغنی والرقاص **فصل** فی ذکر ادلۃ علی کراھۃ الغناء والمنع منه **قال المصنف** قد استدل اصحابنا بالقرآن والسنۃ والمعنی

ترجمہ ہبۃ اللہ بن احمد جوہری نے ابو الطیب طاہر بن عبد اللہ طبری سے روایت کیا کہ شافعی رح نے کہا غنا ایک لہو مکروہ ہے۔ جو باطل چیز کے مشابہ ہے جو شخص زیادہ غنا سنے گا۔ وہ سفیہ ہے اس کی شہادت رد کی جائے گی **ابو الطیب** نے کہا شافعی رح تصغیر کو مکروہ بتاتے تھے۔ اور طبری نے کہا کہ شہر کے علماء نے غنا کے مکروہ و ممنوع ہونے پر اتفاق کیا ہے۔ صرف ابراہیم بن سعد اور عبد اللہ عنبری علماء کی جماعت سے جدا ہو گئے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تم بڑی جماعت کی پیروی کرو۔ اور فرمایا جو شخص جماعت سے علیحدہ ہوا تو وہ جاہلیت کی موت مرے گا **مصنف** نے کہا اصحاب شافعی میں بڑے بڑے لوگ سماع کا انکار کرتے تھے ان میں سے متقدمین میں تو باہم انکار کرتے ہیں کوئی اختلاف ہی نہیں پایا جاتا اور متاخرین میں جو اکابر ہیں وہ انکار پر ہیں ان میں سے ایک ابو الطیب طبری ہیں جنہوں نے غنا کے مذموم و ممنوع ہونے میں ایک کتاب تصنیف کی ہے۔ ابو القاسم حریری نے ابو الطیب سے وہ کتاب روایت کی ہے اور ایک اُن میں سے قاضی ابوبکر محمد بن مظفر شامی ہیں جن سے عبد الوہاب بن مبارک انماطی نے روایت فرمایا کہ کہتے تھے راگ اور اُس کا سننا اور عود وغیرہ بجانا حرام ہیں اور کہتے تھے کہ جو شخص شافعی کی طرف غنا کو منسوب کرے اُس نے اُن پر بہتان باندھا **شافعی** نے کتاب ادب القضاء میں قطعی طور سے کہا ہے کہ جو آدمی راگ سننے پر مداومت کرے اُس کی شہادت مردود اور عدالت باطل ہے **مصنف** نے کہا علماء شافعیہ اور اہل دیانت کا یہی قول ہے فقط اس کی نسبت متاخرین شافعیہ میں سے ان لوگوں نے رخصت دی ہے جنکا علم کم تھا اور ہوے نفسانی اُن پر غالب تھی **فقہاء** حنبلیہ کا قول ہے۔ کہ مغنی اور رقاص کی شہادت مقبول نہیں ہوگی **فصل** (غنا کے مکروہ و ممنوع ہونے کی دلائل کے بیان میں) **مصنف** نے کہا ہمارے اصحاب یعنی حنبلیہ نے قرآن اور سنت اور آثار سے استدلال کیا ہے۔

فاما الاستدلال من القرآن فبثلاث ایات **الایۃ الاولی** قولہ تعالی ومن الناس من یشتری لھو الحدیث
حدثنا سعید بن جبیر عن ابی الصھباء قال سالت ابن مسعود عن قول اللہ عزوجل ومن الناس من یشتری لھو الحدیث
فقال ھو واللہ الغناء وحدثنا عطاء بن السائب عن سعید بن جبیر عن ابن عباس ومن الناس من یشتری لھو الحدیث
قال ھو الغناء واشباھہ **وعن مجاھد** قال ھو الغناء **وعن سعید** بن بشار قال سالت عکرمۃ عن ھو الحدیث
قال ھو الغناء **وکذلک** قال الحسن **و** سعید بن جبیر **و** قتادۃ **و** ابراھیم النخعی **الایۃ الثانیۃ** قولہ تعالی
وانتم سامدون حدثنا یحیی بن سعید عن سفیان عن ابیہ عن عکرمہ عن ابن عباس وانتم سامدون قال
ھو الغناء بالحمیریۃ اسمدی لنا غنی لنا **قال** مجاھد ھو الغناء یقول اھل الیمن سمد فلان اذا غنی
الایۃ الثالثۃ قولہ تعالی واستفزز من استطعت منھم بصوتک حدثنا سفیان الثوری
عن لیث عن مجاھد واستفزز من استطعت منھم بصوتک قال ھو الغناء والمزامیر **واما السنۃ** فحدثنا
نافع عن ابن عمر انہ سمع صوت زمارۃ راعٍ فوضع اصبعیہ علی اذنیہ وعدل راحلتہ عن الطریق وھو یقول یا نافع اسمع فاقول
نعم فیمضی حتی قلت لا فوضع یدیہ واعاد راحلتہ الی الطریق **وقال** رایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

ترجمہ قرآن سے استدلال تین آیتوں سے ہے پہلی آیت ومن الناس من یشتری لھو الحدیث یعنی بعض لوگ کھیل کی
بات خریدتے ہیں **سعید بن جبیر** سے مروی ہے کہ ابو الصہباء نے کہا میں نے عبداللہ بن مسعود سے اس آیت کے معنی پوچھے **ومن الناس**
من یشتری لھو الحدیث جواب دیا کہ اللہ کی قسم وہ غنا ہے **عطاء** بن سائب نے سعید بن جبیر سے روایت کیا کہ ابن عباس نے کہا
ومن الناس من یشتری لھو الحدیث سے مراد غنا اور اس کے مشابہ اور چیزیں ہیں **مجاہد** نے کہا لھو الحدیث کے معنی غنا ہیں۔
سعید بن بشار کہتے ہیں میں نے عکرمہ سے لھو الحدیث کے بارے میں سوال کیا جواب دیا کہ وہ غنا ہے **حسن** اور سعید
بن جبیر اور قتادہ اور ابراہیم نخعی کا قول بھی یہی ہے **دوسری آیت** وانتم سامدون یعنی تم غافل **یحیی بن سعید** نے بیان
کیا کہ سفیان نے اپنے باپ سے روایت کیا کہ عکرمہ نے ابن عباس سے نقل کیا کہ انہوں نے کہا وانتم سامدون سے مراد غنا ہے حمیر
یمن کا محاورہ ہے **اسمدی لنا** جس کے معنی ہیں غنی لنا یعنی ہم کو گانا سناؤ **مجاہد** نے کہا سامدون کے معنی غنا رہیں۔
جب کوئی گاتا ہے تو اہل یمن بولتے ہیں سمد فلان یعنی فلاں شخص نے راگ گایا **تیسری آیت** واستفزز من استطعت منھم بصوتک یعنی اے ابلیس تو کو تجھ سے ہو سکے اپنی آواز سنا کر اپنی طرف بھگا لے **سفیان** ثوری نے
لیث سے روایت کیا کہ مجاہد نے کہا اس آیت سے مراد غنا و مزامیر ہیں **سنت** سے ان استدلال کرتے ہیں نافع نے کہا ایک بار ابن
عمر نے کسی چرواہے کی بانسلی کی آواز سنی جلدی سے اپنے دونوں کانوں میں انگلیاں ڈال لیں اور اپنی سواری کو راستے سے موڑ دیا۔
اور بار بار پوچھتے تھے کہ اے نافع کیا وہ آواز آتی ہے میں کہتا نہیں یہ سنکر چلے چلتے تھے پھر میں نے کہا اب وہ آواز نہیں آتی تو آپ
اپنے ہاتھ کانوں سے جدا کئے اور سواری کو راستے کی طرف موڑا اور بولے کہ میرے سامنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

سمع مزمار راع فصنع مثل هذا قال المصنف اذا كان هذا فعلهم فی حق من لا يخرج عن الاعتدال
كيف بغناء اهل الزمان وزمورهم وحدثنا علی بن يزيد عن القاسم ابن ابی اسامة قال نهی رسول الله صلی الله
عليه وسلم عن شراء المغنيات وبيعهن وتعليمهن وقال ثمنهن حرام وقرأ ومن الناس من يشتری لهو الحديث ليضل
عن سبيل الله بغير علم ويتخذها هزوا اولئك لهم عذاب مهين وقال عليه السلام ما من رجل يرفع صوته
بالغناء الا بعث الله اليه شيطانين يرتد فانه هذا من ذا الجانب وهذا من ذا الجانب فلا يزالان يضربان بارجلهما
فی صدره حتی يكون هو الذی يسكت وروت عائشة رضی الله عنها عن النبی صلی الله عليه وسلم انه قال ان الله
عز وجل حرم المغنية وبيعها وثمنها وتعليمها والاستماع اليها ثم قرأ ومن الناس من يشتری لهو الحديث وروی
عبد الرحمن بن عوف عن النبی صلی الله عليه وسلم انه قال نهيت عن صوتين احمقين فاجرين صوت عند نغمة وصوت
عند مصيبة وعن ابن عمر قال دخلت مع رسول الله صلی الله عليه وسلم فاذا الى ابراهيم يجود بنفسه فاخذه
رسول الله صلی الله عليه وسلم فوضعه فی حجره ففاضت عيناه فقلت يا رسول الله اتبكی وتنهی عن البكاء فقال ليست
عن البكاء نهيت ولكن نهيت عن صوتين احمقين فاجرين صوت عند نغمة وصوت عند مصيبة ضرب وجه

ترجمہ کسی چرواہے کی بانسلی سُنی تھی تو آپ نے یہی عمل فرمایا تھا جیسا میں نے کیا مصنف نے کہا جب صحابہ کا فعل
اس آواز پر تھا جو اعتدال سے خارج نہیں کر دیتی تو بھلا اس زمانے والوں کے راگ اور باجوں کا کیا کہا جائے علی بن زید نے روایت
کیا کہ قاسم بن ابی اسامہ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گانیوالی لونڈیوں کے خریدنے اور بیچنے اور تعلیم کرنے سے منع فرمایا اور
ارشاد فرمایا کہ اُن کی قیمت حرام ہے اور یہ آیت پڑھی ومن الناس من یشتری لھو الحدیث یعنی بعض لوگ ایسے ہیں کہ لہو کی باتیں خریدتے ہیں
تاکہ خدا کی راہ سے گمراہ کریں۔ اور اُس کو ایک تمسخر سمجھیں ایسے ہی لوگوں کے لئے ذلت بخش عذاب ہے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی آدمی گانے کے لئے اپنی آواز بلند کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی طرف دو شیطان بھیجتا ہے وہ دونوں اُس کے
اوپر سوار ہو جاتے ایک اِس جانب دوسرا اُس جانب ہوتا ہے اپنے پاؤں اس گانے والے کے سینے میں مارتے رہتے ہیں حتی کہ
گانے سے خاموش ہو رہے عائشہ رضؓ نے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ عزوجل نے
نے گانے والی لونڈی کا خریدنا اور فروخت کرنا اور تعلیم دینا اور اس کا راگ سننا سب حرام کر دیا ہے آسنا فرما کر یہ آیت پڑھی ومن
الناس من یشتری لھو الحدیث عبد الرحمٰن بن عوف نے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھکو اللہ تعالیٰ نے
دو آوازوں سے جن میں حماقت اور فجور پایا جاتا ہے منع فرمایا ہے ایک نغمہ کی آواز دوسرے مصیبت کے وقت کی آواز ابن عمر نے کہا
میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ گیا آپ کے صاحبزادے ابراہیم اسوقت دم توڑ رہے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کو
اپنی گود میں لے لیا اور آپ کی آنکھیں بھر آئیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ خود تو روتے ہیں اور دوسروں کو رونے سے منع فرماتے ہیں
ارشاد فرمایا مجھکو رونے سے نہیں منع کیا گیا بلکہ حماقت اور فجور بھری ہوئی دو آوازوں سے ممانعت فرمائی گئی ہے ایک نغمہ کی آواز سے

وشق جوب ورنة الشيطان وحدثنا عكرمة عن ابن عباس ان النبي صلى الله عليه وسلم قال بعثت بهدم المزامير والطبل وفي رواية اخرى بعثت لكسر المزامير وحدثنا ابو الفرج بن فضالة عن يحيى بن سعيد عن محمد بن عمر عن ابن علي بن ابي طالب رضي الله عنهم قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا فعلت امتي خمسة عشر خصلة حل بها البلاء فذكر منها اذا اتخذت القيان والمعازف وحدثنا محمد بن يزيد عن المسلم بن سعيد عن رجل الخراساني عن ابي هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا اتخذ الفيء دولا والامانة مغنما والزكوة مغرما وتعلم لغير الدين واطاع الرجل امرأته وعق امه وادنى صديقه واقصى اباه وظهرت الاصوات في المساجد وساد القبيلة فاسقهم وكان زعيم القوم ارذلهم واكرم الرجل مخافة شره وظهرت القينات والمعازف وشربت الخمور ولعن آخر هذه الامة اولها فليرتقبوا عند ذلك ريحا حمراء وزلزلة وخسفا ومسخا وقذفا وآيات تتابع كنظام بال قطع سلكه فتتابع وقد روى سهل بن سعيد عن النبي صلى الله عليه وسلم انه قال يكون في امتي خسف وقذف ومسخ قيل يا رسول الله صلى الله عليه وسلم متى قال اذا ظهرت المعازف والقينات واستحلت الخمر

ترجمہ اور گریبان پھاڑنے اور شیطانی نوحہ کرنے سے منع کیا ہے عکرمہ نے ابن عباس سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھکو اللہ تعالیٰ نے مزار اور طبل کے تباہ کرنے کو مبعوث فرمایا ہے دوسری روایت میں آیا ہے کہ مزامیر کو توڑ ڈالنے کو بھیجا ہے۔ ابو الفرج بن فضالہ نے یحیی بن سعید سے روایت کیا کہ محمد بن عمر نے حضرت علی سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب میری امت پندرہ خصلتیں خیم اختیار کرے گی تو اس کے اوپر بلا نازل ہوگی ان پندرہ میں سے ایک آپ نے یہ فرمایا گانے والی لونڈیاں اور گانے بجانے کی چیزیں اختیار کرینگے محمد بن یزید نے مسلم بن سعید سے روایت کیا کہ رجل خراسانی نے ابو ہریرہ سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب لوگ محصول ملک کو اپنی دولت بنالینگے اور امانت کو غنیمت اور زکوۃ کو تاوان سمجھیں گے اور فرقہ دین کے لئے علم پڑھیں گے اور آدمی اپنی بی بی کا کہنا مانے گا اور ماں کی نافرمانی کرے گا اپنے دوست کو آرام پہونچائیگا۔ اور اپنے باپ کو ستائیگا اور مسجدوں میں شور مچائینگے۔ اور خاندان کا سردار فاسق شخص ہوگا اور قوم کا رئیس ایک رذیل آدمی ہوگا۔ اور انسان کے شر و فساد سے ڈر کر لوگ اس کی تعظیم کرینگے اور گانے والیاں اور گانے بجانے کی چیزیں عام طور پر ظاہر ہونگی اور شرابیں پی جائینگی اور اس امت کے پچھلے لوگ اپنے پہلے لوگوں کو لعنت کرینگے اس حالت میں لوگ منتظر رہیں کہ یک بارگی سرخ آندھی آئیگی اور زلزلہ آئیگا اور خسف واقع ہوگا۔ اور صورتیں مسخ ہو جائینگی اور آسمان سے پتھر برسینگے اور ان کے علاوہ اور آیتیں پے در پے ظہور کرینگے جس طرح کسی موتی کی لڑی کا ڈورا توڑ دیا جاوے اور موتی لگاتار گرتے چلے جائیں سہل بن سعد نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت میں خسف یعنی زمین میں دھنس جانا اور قذف یعنی آسمان سے پتھر برسنا اور مسخ یعنی صورتوں کا بدل جانا واقع ہوگا صحابہ نے عرض کیا یا رسول کیا ہوگا جب گانے بجانے کی چیزوں اور گانے والیاں ظاہر ہوں اور شراب علانیہ پی جائے

وانبانا ابوالحسن سعد الخیر بن محمد الانصاری فی کتاب السنن لابن ماجۃ برفعہ الی یحیی بن العلاء انہ سمع صفوان بن امیۃ قال کنا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فجاء عمرو بن قرۃ فقال یارسول اللہ ان اللہ عزوجل قد کتب علی شقوۃ فما اراہ یرزق الا من دینی فاذن لی فی الغناء فی غیر فاحشۃ فقال لہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا آذن لک ولا کرامۃ ولا نعمۃ عین کذبت یا عدو اللہ لقد رزقک اللہ حلالا طیبا فاخترت ما حرم اللہ علیک من رزقہ فکان ما احل اللہ لک من حلالہ ولو کنت تقدمت الیک لفعلت بک وفعلت ثم عنی وتب الی اللہ اما انک لو قلت بعد المقدمۃ البیک ضربا وجیعا وجعلت دمک مثلۃ ونفیتک من اھلک واحللت سلبک نھبۃ لفتیان المدینۃ فقام عمرو وہو من الشر ولکن ما لا یعلم الا اللہ فلما اعلی قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ھؤلاء العصاۃ من مات منھم بغیر توبۃ حشرہ اللہ عریانا لا یستتر بجلد بہ کلما قام صرع **واما الآثار** فقال ابن مسعود الغناء ینبت النفاق فی القلب کما ینبت الماء البقل وقال اذا رکب الرجل الدابۃ ولم یسم ردفہ الشیطان وقال تغنۃ فان لم یحسن قال لہ تمنہ **وامر** ابن عمر بقوم محرمین وفیھم رجل یتغنی فقال لا یسمع اللہ لکم **وسئل** رجل القسم بن محمد عن الغناء فقال انھاک عنہ فاکرھہ لک فقال حرام ھو قال انظر یا بن اخی اذا میز اللہ عزوجل الحق من الباطل فای یجعل الغناء

ترجمہ **ابوالحسن** سعد الخیر بن محمد انصاری نے کتاب السنن ابن ماجہ میں بروایت یحیی بن العلا بیان کیا کہ انہوں نے صفوان بن امیہ سے سُنا کہتے تھے کہ ہم ایک بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے اتنے میں عمرو بن قرہ نے آکر عرض کیا۔ یارسول اللہ میرے لئے اللہ تعالی نے شقاوت اور بدبختی مقدر فرمائی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ مجکو بغیر دف بجانے کے رزق نہیں مل سکتا آپ مجکو غنا کی اجازت دیدیجئے میں فحش گانا نہیں گاؤں گا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تجھکو اجازت نہ دونگا اور نہ تیری عزت کرونگا اور نہ تجھ کو چشم عطا سے دیکھونگا اے خدا کے دشمن تو جھوٹ بولتا ہے اللہ تعالی نے تجھکو حلال اور پاک رزق عطا فرمایا ہے اور تو خدا کے رزق میں سے حرام اختیار کرتا ہے اگر میں تجھ کو پیشتر ممانعت کر چکا ہوتا تو اس وقت تجھ سے بُری طرح پیش آتا چل میرے پاس سے اُٹھ کھڑا ہو۔ اور خدا کے سامنے توبہ کر یاد رکھ اگر اب سمجھانے کے بعد تو نے ایسا کیا تو میں تجھ کو دردناک مار ماروں گا اور تیرا مونہہ بگاڑ دوں گا اور تجھ کو تیرے گھر بار سے نکال کر شہر بدر کروں گا۔ اور تیرا خبث سارے مدینہ کے نوجوانوں میں لٹواؤں گا یہ باتیں سُنکر عمرو بن قرہ نہایت غمناک اور اندوہگین وہاں سے اُٹھکر چلے گئے جب وہ جا چکے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ یہی لوگ عاصی و نافرمان ہیں جو کوئی ان میں سے بغیر توبہ مریگا حشر میں اللہ تعالی اُس کو ننگا اُٹھائیگا ایک چیتھڑا بھی بدن پر نہ ہوگا جب کھڑا ہونے لگے گا لڑکھڑا کر گر پڑیگا **آثار** ہے یوں ابن مسعود لانے ہیں ابن مسعود نے کہا غناء دل میں نفاق اوگا دیتا ہے جسطرح پانی سبزی کو اُگاتا ہے اور کہا جب آدمی چوپائے پر سوار ہوتا ہے اور بسم اللہ نہیں کرتا شیطان اُس کے پیچھے بیٹھ لیتا ہے اور اُس سے کہتا ہے گانا گا اگر اُس کو گانا اچھی طرح نہیں آتا تو شیطان کہتا ہے آواز ہی بنا ابن عمر ایکبار کچھ لوگوں پر گذرے جو احرام باندھے ہوئے تھے انمیں ایک آدمی غنا کرتا تھا کہنے لگے خدا تم تمہاری غنا سے یعنی تم پر توجہ نہ کرے **قاسم** بن محمد سے کسی نے غنا کے بارے میں پوچھا جواب دیا کہ میں غنا سے منع کرتا ہوں اور تمہارے لئے برا جانتا ہوں وہ بولا کہ بھلا کیا غنا حرام ہی ہے قاسم کہا اے برادر زادے جب اللہ نے حق اور باطل میں تمیز کر دی تو غنا کو کس

قال الشعبي لمن المغنى والمغنى له **واخبرنا** ابو حفص عمر بن عبيد الله الاموي قال كتب عمر بن عبد العزيز الى مؤدب ولده ليكن اول ما يعتقدون من ادبك بغض الملاهي التي بدأها من الشيطان وعاقبتها سخط الرحمان فانه يغني عن الثقات من حملة العلم ان حضور المعازف واستماع الاغاني واللهج بها ينبت النفاق في القلب كما ينبت الماء العشب **ولعمري** لتوقي ذلك بترك حضور تلك المواطن ايسر على ذي الذهن من التثبت على النفاق في قلبه **وقال** فضيل بن عياض الغناء رقية الزنا **وقال** الضحاك الغناء مفسدة للقلب سخطة للرب **وقال** زيد بن الوليد يا بني امية اياكم والغناء فانه يزيد الشهوة ويهدم المروة وانه لينوب عن الخمر ويفعل ما يفعل السكر فان كنتم لا بد فاعلين فجنبوه النساء فان الغناء داعية الزنا **قال المصنف** وكم فتنت الاصوات بالغناء من عابد وزاهد **وقد** ذكرنا جملة من اخبارهم في كتابنا المسمى بذم الهوى **عن** عبد الرحمن بن ابي الزناد عن ابيه قال كان سليمان بن عبد الملك في بادية له فسهر ليلة على ظهر سطح ثم تفرق عنه جلساؤه فدعا بوضوء فجاءت به جارية له فبينما هي تصب عليه اذ استدعاها بيده واشار اليها فاذا هي ساهية مصغية بسمعها مائلة بجسدها كله الى صوت غناء يسمعه في ناحية العسكر نامها فتخت

ترجمہ شعبی نے کہا گانے والے اور گوانے والے پر لعنت ہے **ابو حفص عمر** بن عبید اللہ اموی نے کہا عمر بن عبد العزیز نے اپنے بیٹے کے آداب کو تحریر کیا کہ تمہارے ادب میں سے پہلا عقیدہ ان لوگوں کا یہ ہونا چاہئے کہ لہو کی چیزوں سے سخت نفرت رکھیں لہو کی چیزوں کا آغاز شیطان کی طرف سے ہے اور انجام اس کا خدا تعالیٰ کی ناراضی ہے جیسے علماے ثقات سے سنا ہے کہ باجوں کی محفل میں جانا اور راگ سننا اور اُن کا ولدادہ رہنا دل میں نفاق اگا دیتا ہے جس طرح گھانس کو پانی اوگاتا ہے اور اپنی جان کی قسم کہ ایسے مقامات میں جانا چھوڑ کر اس بلا سے محفوظ رہنا صاحب عقل کے لئے اس سے زیادہ آسانی ہے کہ اپنے دل کے نفاق پر ثابت قدم رہے **فضیل** بن عیاض کا قول ہے غنا منتر ہے زنا کا **ضحاک** نے کہا غنا دل کو خراب اور خدا کو ناراض کرتا ہے **زید بن ولید** نے کہا اے بنی امیہ تم غنا سے دور رہو کیونکہ غنا شہوت کو بڑھاتا ہے اور آدمیت کی بنیاد ڈھاتا ہے۔ اور شراب کا قائم مقام ہے اور نشہ کا عمل کرتا ہے اور اچھا اگر تم ضرور ہی ایسا کرو تو غور توں کو اس سے دور رکھو کیونکہ غنا حرام کاری کی طرف بلاتا ہے **مصنف** نے کہا راگ کی آواز میں سنکر شکر میت سے عابد اور زاہد فتنہ میں پڑگئے میں بن کی کچھ حکایتیں ہم نے اپنی کتاب موسوم بذم الہوی میں نقل کی ہیں **عبد الرحمن بن ابی الزناد** اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ ایکبار سلیمان بن عبد الملک اپنے ڈیرے میں تھے ایک رات کو تھے پر دیر تک جاگتے تھے جب اُن کے اہل جلسہ چلے گئے۔ تو وضو کے لئے پانی مانگا ایک لونڈی لے کر آئی وہ وضو کرانے کے لئے پانی ڈال رہی تھی کہ اسی اثنا میں سلیمان نے اپنے ہاتھ کے لئے اس لونڈی سے کچھ مدد چاہی۔ اور اُس کی طرف کچھ اشارہ کیا دیکھتے ہیں کہ وہ بالکل غافل ہو رہی ہے اور کان لگائے ہوئے اور اپنا تمام بدن جھکائے ہوئے ایک راگ کی آواز سن رہی ہے جو لشکر کی جانب سے آتی تھی سلیمان نے بھی وہ آواز سنی اُس لونڈی کو حکم دیا وہ الگ ہو گئی۔

واستمع هو الصوت فاذا صوت رجل يغني فانصت له حتى فهم ما يغني به من الشعر ثم دعا جارية من جواريه غيرها فقوضا فلما اسمعها ذن للناس اذنا عاما فلما اخذوا مجالسهم اجرى ذكر الغناء ومن كان يسمع لاين فيه حتى ظن القوم ان يقتضيه فاقاضوا في التليين والتحليل والتسهيل فقال هل بقي احد ليسمع منه فقال رجل من القوم يا امير المؤمنين عندي رجلان من اهل ايلة حاذقان قال وابن منازلك من العسكر فاومى الى الناحية التي كان الغناء منها فقال سليمان ابعث اليهما فوجه الرسول احدهما فاقبل به حتى اذا خله على سليمان فقال له ما اسمك قال سمير فسأله عن الغناء فقال كيف هو فيه فقال حاذق تحكم قال فمتى عهدك به في ليلتي هذه الماضية قال وفي اي نواحي العسكر كنت فذكر له الناحية التي سمع منها الصوت قال فما غنيت فذكر الشعر الذي سمعه سليمان فاقبل سليمان فقال سمير الحمى فضيعت الذاقة وهب النيس فسكرت الشاة هر الحمام فرافت الحمامة وغنى الرجل فطارت المرأة ثم امر به فخصي وسأل عن الغناء اين اصله واكثره اين يكون فقالوا في المدينة وهو باصبهانين وهم الذين اتى به والائمة فيه فكتب الى عامله على المدينة وهو ابوبكر بن محمد بن عمرو بن حزم ان احضر من قبلك من المخنثين

ترجمہ اور خود گانا گانے لگا اور وہ آواز سننے لگے معلوم ہوا کہ کوئی آدمی گا رہا ہے اُس کی آواز سے تو خاموش ہو کر سننے لگے حتی کہ جو شخص وہ گا رہا تھا سمجھ گئے بعد ازاں اُس لونڈی کے سوا دوسری لونڈی کو بلایا۔ اور وہ سنو کیا جب مجمع ہوا لوگوں کو اذن عام دیا گیا سب حاضر ہوئے جس وقت سب لوگ اپنی اپنی جگہ پر بیٹھے سلیمان نے راگ کا اور اُن زنانوں کا جو راگ گانے سے تھے ذکر چھیڑا۔ اور اس بارے میں ایسی نرم بیانی کی کہ لوگ سمجھے سلیمان غنا کی خواہش رکھتے ہیں لہذا سب نے غنا کے اصول تلیین وتسہیل وغیرہ کا ذکر کرنے لگے۔ سلیمان نے کہا بھلا کیا کوئی اور آدمی بھی تم میں ایسا باقی رہ گیا ہے جس سے کچھ سُنا جائے ایک شخص بولا یا امیر المؤمنین میرے یہاں ایلہ کے رہنے والے دو آدمی ہیں۔ جو اس فن میں حاذق ہیں۔ سلیمان نے پوچھا لشکر میں تمہارا مکان کدہر ہے اُس نے اُسی جانب اشارہ کیا۔ جدہر سے راگ کی آواز آئی تھی حکم دیا کہ ان دونوں کو بلوایا جائے قاصد گیا تو اُن میں سے ایک کو پایا اور اُس کو سلیمان کے حضور میں پہنچایا سلیمان نے اُس کا نام پوچھا کہنے لگا میرا نام سمیر ہے پھر سوال کیا کہ تو گانا کیسا جانتا ہے جواب دیا کہ اس فن میں بہت بڑا کامل ہوں پوچھا کہ تو نے کب سے نہیں گایا ہے اُس نے کہا کہ حضور میں نے آج ہی رات گایا تھا سلیمان نے پوچھا کہ تو لشکر کی کس جانب میں تھا اُس نے وہی جانب بتائی جس طرف سے آواز آئی تھی دریافت کیا کہ رات تو کونسا شعر گاتا تھا اس نے وہی شعر بتایا جو سلیمان نے سنا تھا۔ اُسی وقت سلیمان لوگوں کی طرف مخاطب ہو کر بولے۔ کہ اونٹ بلبلاتا ہے تو اونٹنی بیخود ہو جاتی ہے۔ اور بکرا جوش شہوت میں آکر آواز نکالتا ہے تو بکری مست ہو جاتی ہے اور کبوتر غرغراتا ہے تو کبوتری مزے میں آتی ہے۔ اور مرد راگ گاتا ہے تو عورت طرب میں آتی ہے۔ یہ کہکر حکم دیا وہ آدمی خصی کر دیا گیا اور دریافت کیا کہ غنا کی اصل کہاں سے ہے لوگوں نے کہا مدینے میں مخنث لوگ اس فن کے کامل اور پیشوا ہیں۔ سلیمان نے اپنے عامل ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم کو جو مدینہ پر حاکم تھے تحریر کیا کہ جس قدر تمہارے یہاں مخنث

المغنين **واما الغناء قال المصنف** فقد بينا ان الغناء يخرج الانسان عن الاعتدال وتغيير العقل وبيان هذا ان الانسان اذا اطرب فعلاه استرخاء في حال صحته من غير تحريك الراس وتصفيق يديه ودق الارض برجله الى غير ذلك مما يفعله ارباب العقول السخيفة **والغناء** يوجب ذلك بل تقارب فعله فعل الخمر في تغطية العقل فينبغي ان يقع المنع منه **وذكر** عند بعض من حضره من اصحاب القصائد فقال هؤلاء الفزارون من الله عز وجل فنا صحو الله وصدقوه لا قادهم في سرائرهم بما يستغفرهم عن كثرة التلاقي **قال** ابو عبد الله بن بطة العكبري سألني سائل عن استماع الغناء فنهيته عن ذلك واعلمته انه مما انكره العلماء واستحسنه السفهاء وانما يفعله طائفة سموا بالصوفية وسماهم المحققون الخرية اهل هم دنية وشر اعبدعية يظهرون الزهد وكل اشياءهم ظاهرة يدعون الشوق والمحبة باسقاط الخوف والرجاء يستمعونه من الاحداث والنساء ويطربون ويصفقون ويتعاشقون ويتواتون ويزعمون ان ذلك من شدة حبهم لربهم وشوقهم اليه تعالى الله عما يقول الجاهلون علوا كبيرا **فصل في ذكر الشبه التي تعلق بها من اجاز سماع الغناء فمنها** حديث عائشة ان جاريتين كانتا تضربان عندها بدفين وفي بعض الفاظها دخل علي ابو بكر

ترجمہ گانے والے ہیں سو کچھ حصہ کر ابو **المصنف** نے گانا کی نسبت ہم بیان کر چکے کہ اس سے خارج کر دیتا ہے اور عقل میں تغیر لاتا ہے تو ضبط اس کی یہ ہے کہ انسان جب طرب و نشاط میں آتا ہے تو باوجود صحت ہوش و حواس کے ایسی حرکتیں کرگذرتا ہے جو بُری معلوم ہوتی ہیں مثلاً سر ہلانا ہاتھ بجانا زمین پر پاؤں پٹکنا وغیرہ جو ایک عقل والے کرتے ہیں اور راگ ایسی حرکتوں کا باعث ہوتا ہے۔ بلکہ اس میں قریب قریب شراب کا خاصہ ہے کہ عقل کو ڈھانک لیتا ہے۔ لہٰذا ضروری ہے۔ کہ اس سے منع کیا جاوے **محمد بن منصور** کے سامنے قصیدے سننے والوں کا تذکرہ آیا کہنے لگے کہ یہ لوگ خدا کی طرف سے دھوکا کھائے ہوئے ہیں اگر اللہ تعالےٰ سے حسن معاملت اور صدق نیت رکھتے تو وہ اُن کے دلوں میں ایسی باتیں القا فرماتا کہ یہ لوگ بیہودہ باتوں میں پڑنے سے باز رہتے۔

ابو عبد اللہ بن بطہ عکبری نے کہا مجھے ایک شخص نے گانا سننے کی نسبت سوال کیا میں نے اُس کو ممانعت کی اور بتایا کہ غنا کو علما برا سمجھتے ہیں اور بیہودہ لوگ اچھا جانتے ہیں ایک گروہ اس حرکت کے مرتکب ہیں جن کو صوفیہ کہتے ہیں اور اہل تحقیق نے ان کا نام احمق برے لوگ کم ہمت والے بدعت کے طریقوں والے رکھا ہے۔ یہ لوگ زہد کا اظہار کرتے ہیں۔ اور اُن کی سب باتیں تیرہ دلی کی ہیں امید و بیم سے آزاد ہو کر شوق و محبت کا جھوٹا دعوی کرتے ہیں امردوں اور عورتوں سے گانا سُنکر طرب میں آتے ہیں اور تالیاں بجاتے ہیں اور بیہوش اور مردہ بن جاتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی شدت محبت اور کثرت شوق میں اُن کا یہ حال ہو گیا نعوذ باللہ یہ جاہل جو کچھ کہتے ہیں ایسی باتوں سے اللہ تعالیٰ نہایت پاک اور برتر ہے۔

فصل

(اُن شبہات کے بیان میں جن سے گانا سننے کو جائز بتانے والے دلیل لاتے ہیں)۔ ایک تو حضرت عائشہ کی حدیث ہے کہ اُن کے پاس دو لڑکیاں دف بجا رہی تھیں۔ اور بعض الفاظ حضرت عائشہ کے یہ ہیں کہ میرے پاس حضرت ابوبکر آئے

وعندی جاریتان من جواری الانصار یغنیان بما تقاولت به الانصار یوم بعاث فقال ابوبکر امزمور الشیطن
فی بیت رسول اللہ صلعم فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دعہما یا ابابکر ان لکل قوم عیدا وھذا عیدنا وقد سبق ذکر ھذا الحدیث
ومنہا حدیث عائشۃ رضی اللہ عنہا انہا زفت المرأۃ الی رجل من الانصار فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم یا
عائشۃ ما کان معہم من اللھو فان الانصار یعجبہم اللھو وقد سبق ومنہا حدیث فضالۃ بن عبید عن النبی
صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال للہ اشد اذنا الی الرجل الحسن الصوت بالقرآن من صاحب القینۃ الی قینتہ قال
ابو الطاہر وجہ الحجۃ انہ ثبت تحلیل استماع الغنا اذ لا یجوز ان یقاس علی محرم ومنہا حدیث ابی ھریرۃ
عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال ما اذن اللہ لشیء ما اذن لنبی یتغنی بالقرآن ومنہا حدیث خطب عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم
انہ قال فصل ما بین الحلال والحرام ضرب الدف فالجواب اما حدیث عائشۃ فقد سبق الکلام علیہا وبینا انہم
کانوا ینشدون الشعر وسمی ذلک غنا لنوع تشبث فی الانشاد وترجیع ومثل ذلک لا یخرج الطباع عن
الاعتدال وکیف یحتج بذلک الواقع فی الزمان السلیم عند قلوب صافیۃ علی ھذہ الاصوات المطربۃ
الواقعۃ فی زمان کدر عند نفوس قد تملکہا الھوی ما ھذا الا مغالطۃ للفہم اولیس قد صح فی الحدیث

ف

ترجمہ اُس وقت انصار میں سے دو لڑکیاں میرے پاس وہ اشعار گا رہی تھیں جو جنگ بعاث کے روز انصار نے فخریہ پڑھے تھے۔
حضرت ابوبکر بولے کہ رسول اللہ کے گھر میں شیطان کے آواز کا کیا کام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابوبکر ان کو مجھ نہ کہو ہر قوم
میں عید ہوتی ہے آج ہماری عید ہے اس حدیث کا ذکر پیشتر گذر چکا عائشہ رضی اللہ عنہا کی ایک یہ حدیث ہے کہ ایک عورت
ایک انصاری کے ساتھ بیاہی گئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عائشہ ان کے ساتھ لہو کی چیزوں میں سے کیا کیا تھا کیونکہ انصار
لوگ لہو کو پسند کرتے ہیں یہ حدیث بھی مذکور ہو چکی ایک فضالہ بن عبید کی حدیث ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ
خوش الحانی سے قرآن شریف پڑھنے والے کی طرف اُس سے بھی زیادہ کان لگاتا ہے کہ کوئی اپنی گانیوالی لونڈی کا گانا سنتا ہو
ابوطاہر نے کہا کہ اس حدیث سے دلیل لانے کی وجہ یہ ہے کہ گانا سننے کا جواز ثابت ہو گیا کیونکہ جائز چیز کو حرام چیز پر قیاس کرنا جائز
نہیں ایک حدیث ابوہریرہ کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے کسی چیز کی طرف ایسی توجہ نہیں فرمائی جیسے توجہ ایسے
نبی کی طرف فرمائی جو قرآن کے ساتھ تغنی کرتا ہو یعنی خوش آوازی اور ایک حدیث خاطب کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔
حلال و حرام میں فرق دف بجانے سے ہوتا ہے جواب ان شبہات کا یہ ہے کہ عائشہؓ کی حدیث پر گفتگو پیشتر ہو چکی اور ہم بیان
کر چکے کہ وہ لڑکیاں شعر پڑھتی تھیں اور اُس کو غنا سے تعبیر فرمایا کرتے اس میں ایک قسم کا ٹھیراؤ اور ترجیع بھر لیا جاتا تھا اور اس قسم
کے گانے کے لئے یہ تین اعتدال سے باہر نہیں ہوتیں اور بجز اس گانے کے جو شعر خوانی تھا جو ایسے زمانہ میں واقع ہوا جو قلبے سے
محفوظ تھا اور صاف قلوب کے سامنے گایا گیا کیونکر صحت ہو گی ایسے راگ گانے پر جو آجکل کی کدورت آمیز زمانے کی طرب انگیز اور آلاتِ رنج
گانے میں جن کو ایسے لوگ سنتے ہیں جو ہوائے نفسانی کے بندے ہیں یہ صرف سمجھ کا مغالطہ ہے بھلا کیا حدیث صحیح میں نہیں آیا

عن عائشة رضی اللہ عنہا قالت لو رای رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما احدث النساء منعهن المسجد کما منعت نساء بنی اسرائیل قلت لعمرة اوانهن منعن قالت نعم ینبغی للمفتی ان یزن الاحوال کما ینبغی للطبیب ان یزن الزمان والسن والبلد ثم یصف علی مقدار ذلک واین الغناء مما تقاولت به الانصار یوم بعاث من غناء مرد مستحسن بآلات مستطابة وصناعة یجذب الیها النفس وغزلیات یذکر فیها الغزال والعزالة فهل یثبت هناک طبع هیمنة بل یزعج شوقا الی المستلذ ولا یدعی انه لا یجد ذلک الا کاذب او خارج عن حد الادمیة ومن ادعی اخذ الاشارة من ذلک الی الخالق فقد استعمل فی حقه ما لا یلیق به علی ان الطبع مشفقة الی ما یجد من الهوی **وقد اجاب** ابو الطیب الطبری عن هذا الحدیث انه قال هذا احتجنا لان ابا بکر سمی ذلک مزمور الشیطان ولم ینکر النبی صلی اللہ علیه وسلم علی بکر قوله وانما منعه من التغلیظ فی الانکار بحسن رفقه لا سیما وهو العهد **وقد** کانت عائشة صغیرة فی ذلک الوقت ولم ینقل عنها بعد بلوغها الادمن الغناء **وقد** کان ابن اخیها القاسم بن محمد ینهی الغناء وینهی من سماعه وقد اخذ العلم عنها **قال المصنف** وبما اللهو المذکور فی حدیث الاخر فلیس بصریح فی الغناء فیجوز ان یکون انشاد الشعر او غیره **واما** التشبیب بمن تستمع الی الفتنة

ترجمہ کہ حضرت عائشہ نے کہا اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ملاحظہ فرماتے کہ عورتوں نے کیسی کیسی نئی باتیں نکالی ہیں تو اُن کو مسجد میں آنے سے روک دیتے فتوی دینے والے کو چاہیے کہ لوگوں کے احوال کا اندازہ کرے جس طرح طبیب کو لازم ہے کہ وقت اور عمر اور شہر کا اندازہ کر کے اُسی مقدار پر علاج کرے اور بھلا کہاں اُن اشعار کا گانا جو انصار نے جنگ بعاث کے روز باہم پڑھے تھے اور کہاں خوبصورت امرد کا راگ جسکو خوش آیندہ آلات پر گاتا ہے اور اپنا ہنر دکھاتا ہے جس کی طرف نفس کھنچتا ہے اور وہ غزلیں گاتا ہے جن میں ہرن اور ہرنی کا ذکر ہوتا ہے ایسے مقام پر طبیعت کیونکر قایم رہ سکتی ہے ہرگز نہیں بلکہ شوق سے لذیذ چیز کیطرف بیتاب ہو جاتی ہے اور اس امر کا دعوی کہ مجھ پر ایسی حالت نہیں گذرتی وہی شخص کریگا جو کہ جھوٹا یا حد آدمیت سے گذرا ہوا ہوگا اور جو کوئی یہ دعوی کرے کہ میں ان غزلیات سے خالق کی طرف اشارہ لیتا ہوں وہ اللہ تعالی کے حق میں ایسی چیز عمل میں لاتا ہے جو اُس کی ذات کے شایان نہیں ۔ علاوہ ازیں طبیعت اُسی طرف مشتاق ہوگی جو خواہش اس میں پائی جاتی ہے **ابو الطیب طبری** نے اس حدیث سے یہ جواب بھی دیا ہے کہ یہ حدیث ہمارے لئے حجت ہے کیونکہ حضرت ابوبکر نے اس گانے کا نام شیطان رکھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر پر انکار نہیں فرمایا فقط بوجہ خوش اخلاقی کے خاص کر عید کے دن کا لحاظ کر کے انکار میں تشدد کرنے سے منع فرمایا اور حضرت عائشہ اس وقت میں کم سن تھیں اور بعد بالغ ہونیکے اُن سے بجز راگ کی مذمت کے اور کچھ منقول نہیں اور ان کے بھتیجے قاسم بن محمد غنا کو بُرا کہتے تھے اور اُس کے سننے سے منع کرتے تھے انہوں نے بھی حضرت عائشہ سے علم حاصل کیا ہے **مصنف** نے کہا دوسری حدیث میں جو لہو کا ذکر ہے یہ غنا کے بارے میں صراحت نہیں ہے بلکہ ممکن ہے کہ شعر وغیرہ کا پڑھنا مراد ہو جاتی رہی وہ حدیث جس میں کہ لونڈی کی طرف کان لگانے کی ساتھ تشبیہ دی گئی ہے +

فلا یمتنع ان یکون المشبه حراما فان الانسان لو قال وجدت للعسل لذة الخمر کان کلاما صحیحا وانما وقع التشبیه بالاصفاء فی الحالین فیکون احدهما حراما او حلالا لا یمنع من التشبیه **وقد** قال علیه السلام انکم لترون ربکم کما ترون القمر لیلة البدر فشبه ایضاح الرویة بایضاح الرویة وانکان وقع الفرق بان القمر فی وجه یحیط به نظر الناظر والحق منزه عن ذلک **والفقهاء** یقولون فی ماء الوضوء لا ینشف لاعضاء لانه اثر عبادة فلا یمس مسه کدم الشهید فقد جمعوا بینهما من جهة انفاقهما فی کونهما عبادة وان افترقا فی الطهارة والنجاسة فاستدلال ابن طاهر بالقیاس لایکون الاعلی مبادی فقه الصوفیة **واما** قوله یتغنی بالقرآن فقد فسره سفیان بن عیینة فقال معناه یستغنی به **وقد** فسره الشافعی فقال معناه یحزن ویترنم **وقال** غیرهما یجعله مکان غنا الرکبان اذا ساروا **واما** الضرب بالدف فقد کان جماعة من التابعین یکسرون الدفوف وما کانت هکذا فکیف لو رأوا هذه **وکان** الحسن البصری یقول لیس الدف من سنة المرسلین فی شئ **وقال** عبید القاسم بن سلام من ذهب به الی الصوفیة فهو خطأ فی التاویل علی رسول الله صلی الله علیه وسلم فانما معناه عندها اعلان النکاح واضطراب الصوت به والذکر فی الناس **قال المصنف** قلت ولو حمل علی الدف حقیقة

ترجمہ تو اس مین کچھ قباحت نہین کہ مشبہ بہ حرام ہو کیونکہ انسان اگر یون کہے کہ مینے شہد مین شراب کا مزا پایا تو یہ کلام صحیح ہوگا حدیث مین صرف دونون حالت مین کان لگانے کے ساتھ تشبیہ واقع ہوئی ہے پھر ایک چیز کا حرام اور دوسری کا حلال ہونا تشبیہ کے لئے مانع نہین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جگہ فرمایا ہے تم اپنے پروردگار کو اس طرح دیکھوگے جیسے چاند کو چودھوین تاریخ مین دیکھتے ہو یہان بھی صرف صاف طور پر دیکھنے مین تشبیہ دی گئی ہے گو کہ باہم فرق واقع ہے کیونکہ چاند ایسی چیز ہے جسکو دیکھنے والے کی نگاہ احاطہ کرلیتی ہے اور اللہ تعالی اس سے منزہ و پاک ہے **فقہاء** وضو کے پانی کی نسبت کہتے ہین کہ اعضا پر سے پونچھنا نہ چاہئے کیونکہ وہ عبادت کا اثر ہے اُس کا پونچھنا مسنون نہین جس طرح شہید کا خون نہین پونچھا جاتا یہان خون اور پانی کو اس لیئے جمع کردیا کہ عبادت ہونے کی رو سے دونون متفق ہین گو کہ طہارت اور نجاست کے حکم مین جدا جدا ہین اس بیان سے معلوم ہوا کہ ابن طاہر کا یہ استدلال کہ قیاس ہمیشہ مباح چیز پر ہوا کرتا ہے صوفیہ کی فقہ دانی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا کہ قرآن سے پڑھنے مین غنا کرے اس کے معنی سفیان بن عیینہ نے یہی لئے ہین کہ خوش آوازی سے پڑھے **شافعی** نے یہ تفسیر کی ہے غنا کی آواز سے ترنم کے ساتھ پڑھے ان دونون کے سوا دوسرے علما اس غنا کو ایسا گردانتے ہین جیسے اونٹون پر چلنے والے رات کو گاتے چلتے ہین باقی دف کا بجانا تابعین کی ایک جماعت دفون کو توڑ ڈالا کرتے تھے حالانکہ اسوقت ایسے دف نہ تھے جیسے آج کل ہین اگر ان دفون کو دیکھتے خدا جانے کیا کرتے **حسن** بصری کہتے ہین کہ پیغمبرون کی سنت مین سے دف کسی چیز مین داخل نہین **ابو عبید القاسم** بن سلام نے کہا صوفیہ مین سے جو دف کو جائز رکھتے ہین وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حجت لاتے ہین خطا پر ہین کیونکہ ہمارے نزدیک اُس کے معنی بس نکاح کا اعلان ہوا اور سب مین بس کا شور مچ جائے اور لوگون مین چرچا ہونے لگے **مصنف** کہا اگر دف کو حقیقی معنون پر بھی محمول کیا جائے

علی انہ قد قال احمد بن حنبل ارجوان لا یکون بالدف باس فی العرس ونحوہ واکرہ الطبل وعن عامر بن سعید البجلی قال طلبت ثابت بن سعید وکان بدریا فوجدتہ فی عرس لہ قال واذا جواریغنین ویضربن بالدفوف الا تنہی عن ھذا قال لا ان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم رخص لنا فی ھذا وحدثنا القاسم عن عائشۃ قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اظھروا النکاح واضربوا علیہ بالغربال یعنی الدف **قال المصنف** قلت وکلما احتجوا بہ لا یجوز ان یستدل بہ علی جواز ھذا الغنی المعروف المؤثر فی الطباع **وقد** احتج لھم اقوام مفتونون بحب التصوف بما لا حجۃ فیہ فمنھم ابو نعیم الاصفھانی قال کان البراء بن مالک یمیل الی السماع ویستلذ الترنم **قال المصنف** وانما ذکر ابو نعیم ھذا عن البراء لانہ روی عنہ انہ استلفت یوما فترہ فانظر الی ھذا الاحتجاج البارد فان الانسان لا یخلو من ان یترنم فان الترنم من سماع الغنی المطرب **وقد** استدل لھم محمد بن طاہر باشیاء لو لا ان یعتبر علی مثلھا لجعلھا فیعتبر ایضا ذکرھا لانہا لیست بشیء **فمنھا** انہ قال فی کتابہ **باب الاقتراح علی القوال** والسنۃ فیہ فجعل الاقتراح علی القوال سنۃ واستدل بما رواہ عمر بن الشرید عن ابیہ قال استنشدنی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم من شعر امیۃ فانشدتہ مائۃ قافیۃ

ترجمہ تو کچھ حرج نہیں بنا برآنکہ احمد بن حنبل نے کہا۔ اُمید ہے کہ دف مین بیاہ شادی کے دن کوئی ڈر نہ ہو اور طبل میرے نزدیک مکروہ ہے عامر بن سعید بجلی نے کہا مین نے ثابت بن سعید کو ایک بار تلاش کیا وہ اہل بدر مین سے تھے مجھ کو ایک شادی کی محفل مین ملے وہان کچھ لڑکیان گاتی تھین اور دف بجاتی تھین مین نے کہا آپ اس سے منع نہین کرتے وہ بولے کہ نہین منع کرتا کیونکہ ہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے موقع پر اس کی اجازت فرمائی ہے قاسم نے حضرت عائشہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم نکاح کا اظہار کرو اور اُس کے لیے غربال یعنی دف بجاؤ **مصنف** نے کہا۔ جن حدیثون سے ان لوگون نے حجت پکڑی ہے اُن سے اس مشہور غنا کے جواز پر جو طبیعتون مین اثر کرتا ہے استدلال نہین لا سکتے **صوفیہ** کے لئے کچھ لوگون نے جو تصوف کی محبت مین مفتون ہو گئے ایسے اقوال سے حجت پکڑی ہے جن سے حجت نہین نکلتی **ابو نعیم اصفہانی** نے کہا براء بن مالک سماع کے مائل تھے اور ترنم کو لذیذ سمجھتے تھے **مصنف** نے کہا ابو نعیم نے براء سے صرف یہی روایت کیا ہے کہ وہ ایک روز لیٹے اور ترنم کیا۔ اس بار حجت لانے پر غور کرنا چاہیے۔ کوئی انسان ایسا نہین جو ترنم نہ کرے بھلا کہان ترنم اور کہا طرب انگیز راگ **محمد بن طاہر** نے صوفیہ کے لئے ایسی چیزون سے دلیل پکڑی ہے کہ اگر اُن اشیاء پر جاہلون کے پھسل پڑنے کا خوف نہ ہوتا تو ذکر کرنے کی قابل نہ تھین کیونکہ محض مہملات ہین۔ ایک اُن مین سے یہ ہے کہ ابو طاہر نے اپنی کتاب مین ایک باب باندھا ہے جس مین قوال سے فرمایش کرنا سنت قرار دیا ہے اور اس حدیث سے استدلال کیا ہے کہ عمرو بن شرید نے اپنے باپ سے روایت کیا کہ مجھ سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے امیہ کے اشعار پڑھنے کو فرمایا آپ ہر شعر پر ھی ھی یعنی اور پڑھو فرمانے لگے حتی کہ مین نے سو شعر پڑھے

وقال ایضا باب الدلیل علی استماع الغزل قال العجاج سالت ابا هریرة طاف الخیالان فهاجا سقما فقال ابو هریرة کان ینشد مثل هذا عند رسول الله صلی الله علیه وسلم قال المصنف قلت فانظر الی احتجاج ابن طاهر بما تعجبه کیف یحتج بجواز انشاد الشعر علی جواز ان یغنی به وما مثاله الا کمثل من قال یجوز ان یضرب بالکف علی طهر العود فجاز ان یضرب باوتاره او قال یجوز ان یعصر العنب ویشرب فی یومه فجاز ان یشرب بعد ایام فقد نسی ان انشاد الشعر لا یطرب کما یطرب الغنا وحدثنا ابو محمد التمیمی قال سالت الشریف یا علی بن ابی موسی الهاشمی عن السماع فقال ما ادری ما اقول فیه غیر انی حضرت ذات یوم شیخنا الحسن عبد العزیز بن الحارث التمیمی سنة سبعین وثلثمائة فی دعوة علی اصحابه حضرها ابو بکر الابهری شیخ المالکیین وابو القاسم الدارکی شیخ الشافعیین وابو الحسن طاهر بن الحسین شیخ الحنفیین وابو الحسن ابن سمعون شیخ الوعاظ والزهاد وابو عبد الله بن مجاهد شیخ المتکلمین وصاحبه ابو بکر بن الباقلانی وذا شیخنا ابو الحسن التمیمی شیخ الحنابلة فقال ابو علی سقط السقف علیهم لم یبق بالعراق من یفتی فی حادثة نازلة ومعهما ابو عبد الله غلام قلما وکان یقرأ القرآن بصوت حسن فقیل له قل شیئا فقال وهم یسمعون شعر خطت انا ملها فی بطن قرطاس

ترجمہ نیز ابو طاہر نے ایک باب باندھا ہے جس میں غزل سننے کی دلیل یہ لکھی ہے کہ عجاج نے کہا میں نے ابو ہریرہ سے اس قسم کے اشعار کی نسبت دریافت کیا مصرع طاف الخیالان فهاجا سقما یعنی دو صورتیں خواب میں نظر آئیں اور مرض کو برانگیختہ کیا۔ ابو ہریرہ نے جواب دیا ایسے اشعار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں پڑھے جایا کرتے تھے مصنف نے کہا ابو طاہر کے حجت لانے پر غور کرنا چاہیئے کہ کس قدر تعجب خیز ہے یہ شخص شعر پڑھنے کے جواز سے اس کے گانے پر کیونکر استدلال لاتا ہے اس کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی کہے چونکہ عود کی پشت پر ہاتھ مارنا جائز ہے لہذا اس کی تاروں کو بھی ہاتھ سے بجانا جائز ہوا۔ یا یوں کہے انگور کو نچوڑ کر اسی روز پی لینا جائز ہے لہذا بعد کئی دن کے پینا بھی جائز ہوا۔ ابو طاہر کو یہ نہیں یاد رہا کہ شعر پڑھنا ایسا طرب انگیز نہیں جیسا غنا نشاط میں ڈالتا ہے ابو محمد تمیمی نے کہا میں نے شریف ابو علی بن موسی ہاشمی سے سماع کے بارے میں پوچھا جواب دیا کہ میں نہیں جانتا اس بارے میں کیا حکم دوں بجز اس کے کہ ایک روز ۳۷۰ھ تین سو ستر ہجری میں شیخ ابو الحسن عبد العزیز بن حارث کے یہاں میں ایک دعوت میں گیا جس میں انہوں نے اپنے اصحاب کو مدعو کیا تھا اس دعوت میں ابو بکر ابہری شیخ مالکیہ اور ابو القاسم دارکی شیخ شافعیہ اور ابو الحسن طاہر بن حسین شیخ اہل حدیث اور ابو الحسن بن سمعون شیخ واعظین وزہاد اور ابو عبد اللہ بن مجاہد شیخ متکلمین اور ابو بکر باقلانی اور یہ ہمارے شیخ ابو الحسن تمیمی شیخ حنبلیہ موجود تھے ابو علی نے کہا کہ اگر ان سب بزرگوار دین پر چھت ٹوٹ پڑی تو عراق میں کوئی ایسا عالم نہ رہے جو حادثہ میں سنت کے مطابق فتوی دے اس دعوت میں انکے ساتھ ابو عبد اللہ غلام قلما بھی تھا وہ بڑی خوش الحانی سے قرآن شریف پڑھا کرتا تھا اس مجلس میں کسی نے اس سے کہا کوئی چیز اس وقت گاؤ اس نے چند اشعار گائے یہ جتنے بزرگ جمع تھے سب سن رہے تھے ان اشعار کا ترجمہ یہ ہے معشوقہ کی انگلیوں نے کاغذ پر کچھ ایک خط لکھا

رسالة معتبرا بالناس ان زرقد یتك قف لی غیر محتشم - فان حیاءك لی قد شاع فی الناس - وکان قولی لمن ادی رسالتها - قف لی لا تمشی علی العینین والراس - فقال ابو علی فعند ما رأیت هذا لا یمکننی ان اقف فی هذه المسالة تحظر ولا اباحة **قال المصنف** وهذه حکایة ان صدق فیها محمد بن طاهر فان شیخنا ابن ناصر الحافظ کان یقول لیس محمد بن طاهر بثقة حملت هذه الابیات علی انه انشدها لانه غنی بها بقضیب وهذه اذا کان ذلك لم یکره ثم فیها کلام محتمل قوله لا یمکننی ان اقول فیها بحظر ولا اباحة لانه ان کان مقلدا لهم فینبغی ان یفتی بالاباحة و ان کان ینظر فی الدلیل فما یلزمه من حضور هم شهر یقدر صحتها فلا انباع المذهب اولی لا رباب المذاهب **وقد ذکرنا عن ابی حنیفة** ومالك والشافعی واحمد رحمهم الله ما یکفی فی هذا وشیدنا هذا **وقال** ابن طاهر فی کتابه باب اکراه الموهم القول وافراد الموضع له **واحتج** بان النبی صلی الله علیه وسلم رمی بردة کانت علیه الی کعب بن مالك لما انشده بانت سعاد وانما ذکرت هذا لیعرف قدر فقه هذا الرجل واستنباطه والا فالزمان اشرف من ان یضیع بمثل هذا الخلیط **حدثنا** ابراهیم بن عبد الله وکان الناس یتبرکون به قال حدثنی الزبیری قال مررنا

ترجمہ اور یہ رسالہ معتبر بالناس تمہارا وہ خط جو تو نے ہوش کی حالت میں نہیں بلکہ بیہوشی کی حالت میں تحریر کیا تھا) اس میں لکھا تھا کہ میں تجھ پر قربان جاؤں میرے پاس آ اور غرور کا برتاؤ میرے ساتھ نہ کر کیونکہ میرا تجھ سے عشق رکھنا تمام لوگوں پر ظاہر ہو گیا جس نامہ بر نے معشوق کا خط مجھ کو لا کر دیا میں نے اس سے یہ کہا تھا کہ ذرا ٹھیرو میں سر آنکھوں سے وہاں چلنے کو تیار ہوں ابو علی نے کہا جب ایسے یہ واقعہ دیکھا ہے غنا کے ممنوع یا مباح ہونے کی نسبت کچھ کہہ نہیں سکتا **مصنف** نے کہا اس حکایت کے روایت کرنے میں اگر محمد بن طاہر سچے بھی ہوں کیونکہ شیخ ابن ناصر حافظ کہتے ہیں کہ محمد بن طاہر ثقہ نہیں تو یہ اشعار اس امر پر محمول ہونگے کہ اس لڑکے نے پڑھے تھے نہ یہ کہ خود وہ چنگ بجا کر گائے تھے کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو ابو علی ضرور اس کو منع کرتے علاوہ بریں یہ جملہ عجیب خلل آمیز ہے کہ میں غنا کے ممنوع یا مباح ہونے کی نسبت کچھ نہیں کہہ سکتا کیونکہ اگر ابو علی ان بزرگوں کے مقلد تھے تو مباح ہونے کا فتوے دینا چاہیئے اور اگر دلیل پر غور کرتے تھے تو اس محفل میں ان علما کے موجودگی سے اس پر کیا لازم آتا کیا یہ مکلف مجتہد اذا ذہب کے صحیح ہو گیا بلکہ اہل مذہب کے لئے اپنے مذہب کا اتباع کرنا بہتر ہے ہم ابو حنیفہؒ اور مالکؒ اور شافعیؒ اور احمدؒ رحمہم اللہ سے کافی بیان اس امر میں کر چکے اور اس کی تائید میں بھی بہت کچھ لکھ چکے **ابن طاہر** نے اپنی کتاب میں ایک باب باندھا جس میں قول کی غرت کرنا اور اس کے لئے محفلیں خاص جگہ مقرر کرنا بیان کیا اور اس حدیث سے حجت پکڑی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی چادر جس کو آپ اوڑھے ہوئے تھے کعب بن مالک کی طرف پھینکدی جب انہوں نے آپ کے سامنے قصیدہ بانت سعاد پڑھا تھا **مصنف** نے کہا ابن طاہر کے یہ اقوال ہمنے اس لئے ذکر کر دئے ہیں تاکہ اس شخص کی فقہ دانی کا اندازہ معلوم ہو جاوے ورنہ زمانہ اس سے اشرف ہے کہ ایسی تخلیط کی طرف توجہ کی جاوے **ابراہیم بن عبد اللہ** جن کو لوگ متبرک جانتے تھے کہتے ہیں کہ مجھ سے زبیری نے بیان کیا کہ ہم ایک

مع الشافعی و ابراهیم بن اسماعیل علی دار قوم وجاریة تغنیهم **شعر** خلیلی مابال المطیا کانما ۔ نراها علی الاعقاب تنکفر فقال الشافعی میتلوا بنا نسمع فلما فرغنا قال الشافعی لابراهیم ایطریك هذا قال لا قال فمالك حتی **قال المصنف** قلت وهذا محال عن الشافعی لان الرواة مجهولون وابوطاهر لا یوثق به ۱۲ وقد کان الشافعی یجعل من هذا کله ویدل علی صحة ما ذکرنا ما اخبرنا به ابوالقاسم الجریری عن ابی طالب الطبری قال انما سماع اللغو من المراة التی لیست بمحرم فان اصحاب الشافعی قالوا لا یجوز سواء کانت مرة او مملوکة **قال** وقال الشافعی وصنا بجاریة اذا جمع الناس لسماعها فهو سفیه یرد شهادته ثم غلظ القول فیه فقال وهو دیاثة **قال المصنف** انما جعل صاحبها سفیها فاسقا **قال المصنف** وقد اخبرنا محمد بن القاسم البغدادی عن ابی عبدالرحمن السلمی قال اشتری سعد بن عبدالله الدمشقی جاریة قوالة للفقراء فکانت تقوالهم القصائد **قال المصنف** وقد ذکر ابو طالب المکی فی کتابه قال ادرکنا مروان القاضی ولجوارلیسمعن التلحین قد اعددهن للصوفیة **قال** وکانت لعطاء جاریتان یلحنان فکان اخوانه یستمعون الیهما **قال المصنف** اما سعد الدمشقی فرجل جاهل والحکایة عن عطاء محال وکذب وان صحت الحکایة عن مروان فهو فاستو

ترجمہ شافعی اور ابراہیم بن اسماعیل کے ہمراہ ایک جماعت کے مکان کی طرف گذرے اُن لوگون کو ایک لونڈی ایک شعر گاکر سُنا رہی تھی جس کا ترجمہ یہ ہے میرے دوستو معشوقہ سے بچھڑتے وقت سواریون کو کیا ہو گیا مین دیکھتا ہون کہ وہ پیچھے کی طرف مڑی آتی ہین شافعی کہنے لگے آؤ اس طرف چل کر سنین جب وہ لونڈی گا چکی شافعی نے ابراہیم سے کہا تم کو اس سے طرب آتا ہے۔ جواب دیا نہیں بولے کہ تمکو حس نہیں ہے **مصنف** نے کہا شافعی سے ایسی روایت محال ہے کیونکہ اس کے راوی سب مجہول ہیں اور ابوطاہر ثقہ نہیں اور شافعی کا مرتبہ اس سے بہتر تھا ہمارے دعوے کی دلیل یہ ہے کہ ابوالقاسم جریری نے کہا کہ ابوطالب طبری کہتے ہیں غیر محرم عورت سے گانا سننے کی نسبت اصحاب شافعی کہتے ہیں کہ جائز نہیں خواہ وہ عورت حرہ ہو یا مملوکہ ہو طبری نے کہا شافعی کہتے ہیں جس لونڈی کا مالک لوگون کو جمع کر کے انکو لونڈی کا گانا سناوے تو بیوقوف ہے اسکی شہادت رد کی جائیگی پھر شافعی نے اس بارے مین تشدد سے گفتگو کی اور دیانت کا حق ادا کیا **مصنف** نے کہا شافعی نے اس لونڈی کے مالک کو بیوقوف یعنی فاسق قرار دیا ہے محمد بن قاسم بغدادی نے ابوعبدالرحمن سلمی سے روایت کیا کہ سعد بن عبدالله دمشقی نے فقرا کے لئے ایک گانے والی لونڈی خریدی وہ اُن کو قصیدے سنایا کرتی تھی **ابوطالب مکی** نے اپنی کتاب مین ذکر کیا ہے کہ ہم نے مروان قاضی کو دیکھا ہے اُن کے یہان الحان سے گانا سنانے والی لونڈیان تھین جن کو انہون نے صوفیہ کے لئے تیار کر رکھا تھا ابوطالب نے کہا عطاء کے پاس دو لونڈیان گانے والی تھین علما کے اصحاب اُن کا گانا سنا کرتے تھے **مصنف** نے کہا سعد دمشقی بیشک جاہل آدمی ہے لیکن عطاء کی نسبت ایسی حکایت کرنا محال اور دروغ ہے اور مروان کی حکایت اگر صحیح ہو تو وہ فاسق ہے

والدليل على ما قلنا ذكرنا عن الشافعي فهؤلاء القوم جهلوا العلم فمالوا الى الهوى **وقد انبانا** زاهر بن طاهر قال انبانا ابو عثمان الصابوني وابو بكر البيهقي قالا اخبرنا الحاكم ابو عبد الله النيسابوري قال اكثر ما التقيتنا وفاكهة بن عيسى المروزي في دار ابي بكر الابرسي للسماع من هزارة رحمها الله تعالى فانها كانت من مستورات القوالات **قال المصنف** قلت وهذا اقبح شئ من مثل الحاكم كيف خفي عليه انه لا يحل ان يسمع من امرأة ليست بمحرم ثم يذكر هذا في كتاب تاريخ نيسابور وهو كتاب علم من غير تحاش عن ذكر مثله لقد كفاه هذا فتحاشى عن ذكره **قال المصنف** انقول نبكر اخبرنا به اسماعيل السمرقندي برفعه قال كان عون بن عبد الله يقص فاذا فرغ امر جارية له تقص وتضرب قال صغيرة فارسلت اليه اوارد ان ارسل اليه انك من اهل بيت صدق والله لم يبعث نبيه بالحق وان صنيعك هذا صنع احمق **فالجواب** انا لا نظن بعون انه امر الجارية ان تقص على الرجال احب ان يسمعها منفردة او هي ملكه فقال له صغيرة الفقير هذا القول وكره ان نظرت الجارية له فما ظنك ان يسمعهن الرجال وقد ذكر ابو طالب المكي ان عبد الله بن جعفر كان يسمع الغنا **قال المصنف** وانما كان يسمع انشاد جاريه **وقد ذكر** ابن طاهر الحكاية التي ذكرها عن الشافعي وقد ذكرها ايضا بحكاية احمد حنبل رواها من طريق عبد الرحمن السلمي عن ابي العباس

ترجمہ جو کچھ ہم نے شافعی سے نقل کیا ہے اس قوم کا یہ حال ہے کہ علم سے نادان رہے اور خواہش نفسانی مین پڑ گئے **زاہر بن طاہر** نے ابو عثمان صابونی اور ابو بکر بیہقی سے روایت کیا کہ حاکم ابو عبداللہ نیشاپوری نے کہا مین اور فارس بن عیسے اکثر ابو بکر ابرسیمی کے مکان مین یکجا ہو کر مسماۃ ہزارۃ کا گانا سنا کرتے تھے خدا اس پر رحم کرے وہ پردہ نشین گانے والیون مین سے تھی **مصنف** نے کہا۔ حاکم ایسے شیخ سے ایسی حرکت ہونا نہایت قبیح ہے حاکم سے یہ بات کیونکر مخفی رہی کہ غیر محرم عورت کی آواز سننا جایز نہین۔ پھر حاکم سے اور زیادہ تعجب یہ کہ بیباک ہو کر اس واقعہ کا بیان کتاب تاریخ نیشاپور مین لکھا وہ ایک علمی کتاب ہے جس مین ایسے واقعہ کے ذکر کرنے سے کنارہ کشی لازم تھی حاکم کی عدالت مین فرق آنے کے لیئے یہ قصہ کافی ہے **اسماعیل** سمرقندی نے مرفوعاً بیان کیا۔ کہ عون بن عبداللہ وعظ کہا کرتے تھے جب فارغ ہوتے تو اپنی لونڈی کو حکم دیتے وہ وعظ سناتی اور طرب مین لاتی۔ مغیرہ کہتے ہین مینے عون کے پاس کسی کو بھیجا یا بھیجنا چاہا اور کہا کہ تم خاندان صدق و صفا سے ہو اللہ نے اپنے نبی کو حماقت سکھلانے کے واسطے مبعوث نہین فرمایا اور تمہاری یہ حرکت احمقون کی حرکت ہے۔ **مصنف** نے کہا ہم عون کی نسبت گمان نہین کر سکتے۔ کہ انہون اپنی لونڈی کو آدمیون کے سامنے وعظ کہنے کا حکم دیا ہوگا بلکہ یہ چاہا ہوگا کہ تنہائی مین خود اس کا وعظ سنین اور وہ لونڈی ان کی مملوکہ تھی مغیرہ نے اُن سے کہا اس بات سے درگذر کرو اسکو بھی روانہ رکھا کہ خود عون اس لونڈی کے گانے سے طرب حاصل کرین چہ جائیکہ غیر لوگ عورتون کی آواز سنین **ابو طالب** مکی نے کہا عبداللہ بن جعفر غنا سنا کرتے تھے **مصنف** نے کہا صرف اپنی لونڈیون سے اشعار پڑھوا کر سنتے تھے **ابن طاہر** نے اس حکایت کے بعد جو شافعی سے نقل کی ہے ایک حکایت احمد بن حنبل سے روایت کی ہے جس کو ہم نے بھی ذکر کیا ہے ابو طاہر نے وہ حکایت اس طریق سے روایت کی ہے۔ کہ عبدالرحمن سلمی نے ابو العباس

الفرغانی قال سمعت صالح ابن احمد بن حنبل یقول کنت احب السماع وکان ابی احمد یکرہ ذلک فوعدت لیلۃ ابن الخبازۃ فمکث عندی الی ان علمت ان ابی قد نام واخذ یغنی فسمعت حسّ ابی فوق السطح فصعدت فرأیت ابی یسمع وذیلہ تحت ابطہ نیبختر علی السطح کانہ یرقص قال المصنف قلت ھذا قد بلغتنا من طرق ففی بعض الطرق اخبرنا ابوبکر بن مالک القطیعی حکی عن عبد اللہ بن احمد قال کنت ادعو ابن الخبازۃ وکان ابی ینھانا عن التغییر فکنت اذا کان عندی اکتمہ من ابی لئلا یسمع وکان ذات لیلۃ عندی وکان یقول فعرضت لابی عندنا حاجۃ وکنا فی زمان فجاء فسمعہ یقول فتسمع فوقع فی سمعہ شیء من قولہ فخرجت لانظر فاذا ابی فی اھبا وجائیا فرد الباب ودخلت فلما کان من الغد قال لی ابی اذا کان مثل ھذا الوقع ھذا الکلام او بمعناہ قال المصنف قلت وھذا ابن الخبازۃ کان ینشد القصائد الزھدیۃ التی فیھا ذکر الآخرۃ ولذلک استمع الیہ احمد قولہ من قال یتزحزح قال الانسان عن الطریق فیمیل یمینا وشمالا وقد ذکرنا الحدیث فی السطح وفی بن طاھر الرد بین ھذا اللفظ وقد اجتمع ابو بکر المکی علی جواز السماع منا مات وقسم السماع الی انواع وھو تقسیم صوفی لا اصل لہ وقد ذکرنا ان من ارادہ علی ان یسمع الغناء لا یؤثر عندہ

ترجمہ فرغانی سے ذکر کیا کہ وہ کہتے ہین مینے صالح بن احمد بن حنبل سے سُنا بیان کرتے تھے کہ مجھکو سماع کا شوق تہا اور میرے باپ احمد بن حنبل اُس سے نفرت رکھتے تہے مینے ابن خبازہ سے ایک رات وعدہ لیا وہ میرے پاس ٹھیرا رہا جتنے کہ جب مینے جانا۔ میرے باپ کی آنکھ لگ گئی ابن خبازہ گانے لگا مینے کوٹھے کی چھت پر اپنے باپ کی آہٹ پائی مین اوپر چڑھا اپنے باپ کو دیکھا کہ گاسن رہے ہین اور اپنا دامن بغل مین دبائے ہوئے ٹہل رہے ہین گویا اُن پر رقص کی حالت طاری ہے مصنف کہا ہم کو یہ قصہ کئی طریقون سے پہونچا ہے ایک طریق یہ ہے ابوبکر بن مالک قطیعی نے کہا کہ عبداللہ بن احمد نے بیان کیا کہ مین ابن خبازہ کو بلایا کرتا تہا اور میرے باپ جملونکو تغییر سے منع کیا کرتے تہے میرا یہ قاعدہ تہا کہ جب ابن خبازہ میرے پاس ہوتا تو اس کو اپنے باپ سے چھپا دیتا تاکہ کہین وہ اس کا گانا نہ سن لین۔ ایک رات وہ میرے پاس تھا اور کچھ گا رہا تہا میرے باپ کو ہمارے پاس آنے کی کچھ ضرورت پیش آئی۔ ہم اس وقت بالاخانے مین تھے مین دیکھنے کے لیئے باہر نکلا دیکھتا کیا ہون کہ میرے باپ ادہر سے ادہر جاتے ہین اُدہر سے ادہر آتے ہین مینے دروازہ بند کر لیا اور اندر ہو گیا جب صبح ہوئی مجہ سے بولے کہ بیٹا اگر تم ایسا گانا سنتے ہو تو یہ کلام تو بہت خوب ہے یا کوئی ایسا ہی جملہ تعریف کا زبان پر لائے مصنف نے کہا یہ ابن خبازہ زہدیہ قصیدے پڑہا کرتا تہا جن مین عقبے کا ذکر ہوتا تہا اسی لیئے احمد نے اُس طرف کان لگائے اور یہ جو روایت کیا گیا کہ احمد ادہر اُدہر ٹہلتے تھے تو انسان کو طرب بے قرار کر ہی دیتا ہے لہذا داہنی جانب اور بائین جانب جھکنے لگتا ہے اور ہم نے سلسلے اور ابن طاہر کا حال بیان کر دیا۔ یعنی قابل اعتبار نہین ہین جنہون نے ان دونون روایتون سے غل مچایا ہے۔ ابو طالب مکی نے صوفیہ کے لئے جواز سماع پر منامات یعنی خواب کے وقوعات سے حجت پکڑی ہے اور سماع کی کئی قسمین نکالی ہین یہ تقسیم ایک صوفی کی ہے۔ جس کی کوئی اصل نہین اور ہم بیان کر چکے کہ جو شخص اس بات کا دعوے کرے کہ وہ راگ سُنتا ہے اُس کا کچھ اثر نہین پڑتا۔

تحریک النفس الی الھوی فھو کاذب وعن ابی علی الطبری قال قال بعضھم انا لا نسمع الغنا بالطبع الذی یشترک
فیہ الخاص والعام قال وھذا نجاھل منہ عظیم لامرین احدھما انہ یلزمہ علی ھذا ان یستبیح العود والطنبور وسائر
الملاھی لانہ یسمعہ بالطبع الذی لا یشارکہ فیہ احد من الناس فان لم یستبح ذلک فقد نقض قولہ وان استباحہ
فقد فسق والثانی ان ھذا المدعی لا یخلو من ان یدعی انہ فارق طبع البشر وصار بمنزلۃ الملائکۃ فان
قال ھذا فقد عرض علی طبعہ وعلی کل عاقل کذبہ اذا رجع الی نفسہ ووجب ان لا یکون لہ ثواب
علی ترک اللذات والشھوات وھذا لا یقولہ عاقل وان قال انا علی طبع البشر المجبول علی الھوی والشھوۃ
قلنا لہ فکیف تسمع الغناء المطرب بغیر طبعک او تطرب لسماعہ لغیر معنی فی شئ فی نفسک سئل
ابو علی الرودباری عمن سمع الملاھی ویقول ھی لی حلال لانی قد وصلت الی درجۃ لا یؤثر فی اختلاف الاحوال
فقال نعم قد وصل الیہ ولکن الی السقر قال المصنف فان قیل قد بلغنا عن جماعۃ انھم تسمعوا من المنشد
شیئا فاخذ وا علی مقصودھم فانتفعوا بہ قلنا لا ننکر ان یسمع الانسان بیتا من الشعر وکلمۃ فیاخذ ھا
اشارۃ تعجبہ بمعناھا لان الصوت مطرب کما سمع بعض المریدین صوت مغنیۃ تقول کل یوم یتلون غیرھذا الیل اجمل

ترجمہ اور اس کے نفس کو ہوا کی طرف حرکت نہین ہوتی یہ دعوے جھوٹا ہے ابو علی طبری نے کہا بعض صوفیہ کہتے ہین کہ ہم راگ کو اس طبیعت سے نہین سنتے جس مین خاص عام مشترک ہین ابو علی طبری کہتے ہین کہ اس دعوے مین دو وجہ سے ان لوگون کو بہت بڑا تجاہل ہے ایک تو اس بنا پر ان کو یہ لازم آتا ہے کہ عود اور طنبورا اور تمام ملاہی کو مباح کر لین کیونکہ یہ لوگ ایسی طبیعت سے سنتے ہین جسمین دوسرا کوئی ان کا شریک نہین اب اگر یہ لوگ تمام ملاہی کو مباح نہ کرین تو انکا دعوی ٹوٹ گیا اور اگر مباح بتائین تو فاسق ہین دوسرے یہ دعوے کرنیوالے دو حال سے خالی نہین یا تو اس امر کا دعوی کرین کہ وہ بشری طبیعت سے علیحدہ ہوکر بمنزلہ فرشتون کے ہوگئے اگر یہ دعوی ہے تو ان لوگون نے اپنی طبیعتون کو معرض اعتراض بنایا اور ہر اہل عقل کو انکی نفسون پر خیال کرنے سے ان کا کذب و دروغ معلوم ہوگیا اور یہ بات بھی لازم آئی کہ ان لوگون کو لذات و شہوات کے ترک کرنے پر کچھ ثواب عوعلمند آدمی کبھی ایسا دعوی نہین کر سکتا یا یہ لوگ کہنے لگین کہ ہم مین بھی بشری طبیعت موجود ہے جسکی سرشت و خمیر مین ہوا و شہوت داخل ہے ہم کہین گے کہ پھر تم بغیر طبیعت کے کیونکر راگ سنتے ہو یا بغیر کسی قسم کی نفسانی خواہش کے گانا سنکر کیونکر طرب مین آتے ہو ابو علی رودباری سے کسی نے ملاہی سننے والون کی نسبت سوال کیا کہ یہ لوگ کہتے ہین ہم ایسے درجہ پر پہونچ گئے کہ حالتون کے مختلف ہونے سے ہم مین کچھ اثر نہین ہوتا ابو علی نے جواب دیا ہان قسم ہو کہ یہ لوگ ضرور پہونچ گئے ہین مگر جہنم مین پہونچے ہین مصنف نے کہا اگر کوئی کہے کہ ہم نے سنا ہے کچھ لوگون نے کوئی شعر سنا اور اسکو اپنے مقصود کے موافق اخذ کر کے اس سے نفع حاصل کیا تو جواب یہ ہے کہ ہم اس امر کا انکار نہین کرتے کہ انسان کوئی شعر یا کلمہ سنکر اس سے اشارہ اخذ کرے اور اس کے معنی پر غور کر کے بیقرار ہو جاوے کیونکہ آواز مین طرب انگیزی پائی جاتی ہے چنانچہ کسی مرید نے ایک گانیوالی عورت کو یہ شعر گاتے ہوئے سنا کل یوم یتلون غیر ھذا الیل اجمل

فصاح فمات فهذا لم يقصد سماع المرأة ولم يلتفت الى التحليل وانما قتله المعنى ثم ليس سماع كلة ابيات كما استعد لسماع الابيات الكثيرة للطربة مع انضمام الضرب بالقضيب والتصفيق الى ذلك ثم ان ذلك السامع لم يقصد السماع ولو سألنا هل يجوز لى ان اقصد سماع ذلك منعناه **وقال المصنف** وقد احتج ابو حامد الطوسى باشياء نزل فيها عن رتبته من انهم مجمعون على انه قال ما يدل على تحريم السماع نص ولا قياس وهذا لم يقله سلفنا **وقال** لا وجه لتحريم شئ طيب فاذا كان موزونا فلا يحرم ايضا واذا لم يحرم الا ما لم يكرم المجموع فان افراد المباحات اذا اجتمعت كان المجموع مباحا قال ولكن ينظر فيما يفهم من ذلك فان فيه امرا محذورا وحرم نثره ونظمه وحرم التغني **قال المصنف** قلت واني لا اتعجب من هذا الكلام فان الوتر بمفرده والعود وحده من غير ترنم ضرب لم يحرم ولم يطرب فاذا اجتمعا وضربهما على وجه مخصوص حرم ايضا وكذلك سماع الغناء جائز بمفرده فاذا انضم اليه شرب خمر حرم فكذلك هذا المجموع حين طرب يخرج عن الاعتدال فيمنع من ذلك **قال** ابن عقيل الاصوات على ثلاثة اضرب محرم ومكروه ومباح فالمحرم الزمر والنائ والسرنا والطنبور والمعزفة والرباب وتمثال **نص** احمد على تحريم ذلك ويلحق به الجرانوق لانه ضرب يطرب ويخرج عن حد الاعتدال

ترجمہ یہ شعر سنتے ہی نعرہ مارا اور مرگیا اس مرید نے عورت کے گانا سننے کو قصد نہ کیا تھا اور نہ الحان کی طرف متوجہ ہوا تھا بلکہ صرف معنی نے اُس کو مار ڈالا علاوہ ازین ایک شعر یا کلمہ کا سننا ایسا نہین جیسا بہت سے طرب انگیز اشعار سننے کیلئے تیاری کرنا اور اس گانے کے ساتھ باجے اور تالیان بجانا پھر اس مرنے والے مرید نے قصداً وہ شعر نہ سُنا تھا اگر ہم سے کوئی پوچھے کہ میرے لئے قصد کرکے شعر کا سننا جائز ہے ہم اُس کو منع کرینگے **ابو حامد طوسی** نے صوفیہ کیلئے بہت سی چیزون سے حجت پکڑی ہے جنہین وہ عقل و فہم کے رتبہ سے اوتر آئے ہین ماحصل اون کے تمام کلام کا یہ ہے کہ سماع کے حرام ہونے پر کوئی نص اور قیاس دلالت نہین کرتا **مصنف** نے کہا جواب اس کا وہی ہے جو ہم پیشتر بیان کر چکے **ابو حامد** کہتے ہین عمدہ آواز کے حرام ہونے کی کوئی وجہ نہین۔ پھر اگر وہ موزون ہو جب بھی حرام نہین اور جس حالت مین افراد حرام نہوئے تو مجموعہ حرام نہین کیونکہ مباحات کے افراد جب مجتمع ہون تو وہ مجموعہ مباح ہی ہوگا مگر ہان اسکے مفہوم پر غور کیا جائیگا اگر اس مین کوئی امر ممنوع ہے تو اس کا نثر اور نظم سب حرام ہوگا اور آواز سے اس کا گانا بھی حرام ہوگا **مصنف** نے کہا۔ مجھکو اس کلام پر تعجب آتا ہے کیونکہ تار منفرد طور پر یا صرف عود بغیر تار کے اگر بجایا جائے تو نہ حرام ہوگا اور نہ طرب پیدا کرے گا اور جب دونون یکجا ہوے اور خاص طور پر بجائے گئے حرمت آگئی اور طرب پیدا ہوا علی ہذا القیاس انگور کے عرق کا پینا جائز ہے مگر جب اسمین سرور پیدا ہوا تو حرام ہوگیا لہذا اسی طرح سماع مجموعی طور پر طرب خارج از اعتدالی کا باعث ہوتا ہے اس وجہ سے ممنوع ہے ابن عقیل نے کہا آوازین تین قسم کی ہین حرام اور مکروہ اور مباح حرام تو بانسلی اور نے اور شہنائی اور طنبور اور چغانہ اور رباب اور اس قسم کے سب باجے ہین احمد نے قطعی طور پر ان سب باجون کو صریح حرام کہا ہے اور چنگ و چغانہ کو بھی انہین مین شامل کیا ہے کیونکہ یہ باجے طرب لاتے ہین اور اعتدال سے خارج کر دیتے ہین

وتفعل فی طباع الغالب من الناس مایفعلہ المسکر وسواء استعمل علی حزن تھیجہ او سرور کان النبی صلی
اللہ علیہ وسلم نہی عن صوتین احمقین صوت عند نغمۃ وصوت عند مصیبۃ والمکروہ القضیب لکنہ
لیس بطرب فی نفسہ وانما یطرب ما تبعہ وھو تابع للقول والقول مکروہ ومن اصحابنا من یحرم القضیب کما تحرم الات اللھو
فیکون فیہ وجھان کما لو قول نفسہ والمباح الدف وقد ذکرنا عن احمد انہ قال ارجو ان لا یکون بالدف بأس فی العرس ونحوہ و
اکرہ الطبل وقال ابو حامد من احب اللہ وعشقہ واشتاق الی لقائہ فالسماع فی حقہ مؤکد لعشقہ قال المصنف رحمہ اللہ
وھذا قبیح ان یقال ان اللہ تعالی یعشق ثم ای توکید لعشقہ فی قول المغنی شعر ذھبی اللون تحسب من وجنتیہ النار
تقتدح قال المصنف قلت وسمع ابن عقیل بعض الصوفیۃ یقول ان مشائخ ھذہ الطائفۃ کلما وقعت طباعھم حرفا
الی اللہ بالانا شن فقال ابن عقیل لا کرامۃ لھذا القائل انما تحدی القلوب بوعد القرآن ووعیدہ وسنۃ
الرسول فاما تحریک الطباع بالحان فقاطع عن اللہ والشعر یتضمن صفۃ الخلوق والمعشوق مما یتحد دعنہ
فتنۃ ومن سولت لہ نفسہ التقاط العیر محاسن البشر وحسن الصور فمفتون بل ینبغی
النظر الی المحال التی احالتنا علیہ اللہ بل والحمار والریاح

ترجمہ اور اکثر لوگوں کی طبیعت میں نشہ کا عمل کرتے ہیں اور ان باجوں کا استعمال غم و مصیبت میں ہو یا عیش و خوشی میں یکساں ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو حماقت آمیز آوازوں سے منع فرمایا ہے ایک نغمہ کی آواز دوسرے غم کا نوحہ اور مکروہ لکڑیوں کا بجانا ہے کیونکہ یہ فی نفسہ طرب انگیز نہیں بلکہ طرب لانیوالی وہ چیز ہے جو اس کے تابع ہے یعنی جب گانے کے ساتھ بجائے اور گانے کی آواز مکروہ ہو اور ہمارے بعضے اصحاب اسکو بھی دیگر آلات لہو کی طرح حرام کہتے ہیں تو اسمیں قولوں کی طرح دو وجہیں ہیں مباح دف ہے احمدؒ سے ہم روایت کر چکے کہ انھوں نے کہا میں امید کرتا ہوں کہ بیاہ شادی میں دف بجانے میں کوئی ڈر نہ ہو اور طبل میرے نزدیک مکروہ ہے ابو حامد نے کہا جو شخص خدا سے محبت رکھے اور اس کا عاشق اور اس کی ملاقات کا مشتاق ہو تو اس کے حق میں سماع اس کے عشق کا تاکید کرنیوالا ہو کا مصنفؒ نے کہا یوں کہنا بہت ہی قبیح ہے کہ اللہ تعالیٰ معشوق ہو علاوہ ازیں اس شعر میں کونسی اس کے عشق کی تاکید پائی جاتی ہے جس کا یہ ترجمہ ہے طلائی رنگ معشوق گویا اس کے رخسار دن سے شعلہ برستا ہے ابن عقیل نے کسی صوفی کو سنا کہتا تھا کہ گروہ صوفیہ کے مشائخ کی طبیعتیں جب ٹھیر جاتی ہیں اوسیوقت غزلخوان اشعار سنا کر ان کو اللہ تعالیٰ کی طرف روانہ کر دیتا ہے ابن عقیل بولے کہ اس صوفی کا قول قابل وقعت نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کی طرف قرآن کے وعد و وعید اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی حدیث سے قلوب متوجہ ہوتے ہیں اور خوش آوازی سے طبیعتوں کا حرکت میں آنا اللہ تعالیٰ سے دور کرتا ہے اور شعر تو مخلوق اور معشوق کی تعریف کو شامل ہوتا ہے جس سے نیا فتنہ اوٹھتا ہے جس شخص کو اس کے نفس نے یہ بات اچھی کر دکھائی کہ بشری خوبیوں اور اچھی صورتوں سے عبرت حاصل کرنا چاہیئے وہ فتنہ میں پڑا ہوا ہے بلکہ ہم کو وہ چیزیں عبرت کی نگاہ سے دیکھنی چاہیں جنکی طرف ہمکو توجہ دلائی گئی ہے وہ اونٹ اور گھوڑے اور ہوائیں

ونحو ذلك فانها منظورات لا تهيج طبعا بل تورث استعظاما للفاعل واناخذ عكم الشيطان فصرتم
عبيد شهواتكم ولم تقنعوا حتى قلتم هذه الحقيقة زنادقة فنى عباشرها فى زى زهاد مشبهة يعتقدان
ان الله يعشق ويهام فيه ويؤلف ويونس به ويئس النوهم لان الله سبحانه خلق الذات مشاكلة حتى
تتوانس وتتلام باصولها العنصرية وتراكيبها الثلثة فى الاشكال الحديثة فمن ههنا جاء التلام والميل و
العشق بعضها بعضا وعلة التقارب فى الصورة يتأكد الانس والوجد منا بالمألان فيه ماء وهو بالنبات
انس لقوته من الحيوانية بالقوة النامية وهو بالحيوان انس لمشاركته فى اخص النوع واقربه
اليه فاين المشاركة للخالق والمخلوق حتى يحصل الميل اليه والشوق والعشق وما الذى بين الطين
والماء وبين خالق السماء من المناسبة وانما هؤلاء يصورون الباء صورة تثبت فى القلوب ماذا الله تعالى الصنم شكله
الطبع والشيطان وليس لله وصف تميل اليه الطباع ولا يشتاق اليه الانفس وانما مباينة الالهية للحدث اوجبت فى الانفس هيبة
وحشمة فما يدعيه عشاق الصوفية لله فى محبته الله انما هو وهم اغرض وسوسة سكنت فى العقل اقلقهم الشوق اليها فانها هم الروح
تحرك الطبع الهيما ما ينال الهائم فى العشق فنعوذ بالله من الهواجس الردية والعوارض الطبعية ،،،،،،،،

ترجمہ اور اسی قسم کی چیزین ہین کیونکہ یہ چیزین ایسی ہین جن سے طبیعت مین ہیجان نہیں پیدا ہوتا بلکہ فاعل کی عظمت یاد دلانے کا
باعث ہوتی ہین تم لوگون کو فقط شیطان نے بہکا دیا ہی لہذا تم اپنی نفسانی خواہشون کے بندے ہو گئے اور پھر اسپر بھی تم نے قناعت
نہ کی حتی کہ اسکو حقیقت کہکر زندیقانہ الفاظ کے قائل ہو گئے تم لوگ عبادت کرنیوالون کے لباس مین زندیق ہو اور اس سے بدتر
زاہدون کی صورت مین شریر ہو بلکہ فرقہ مشبہہ و مجسمہ سے ہو تمہارا اعتقاد ہے کہ اللہ تعالیٰ معشوق ہی اور اسکے والہ و شیدا ہو سکتے ہین اور
اس سے الفت اور اُنس ہوتا ہے یہ بڑا بڑا توہم ہے کیونکہ اللہ نے ذوات واجناس کو باہم ہمشکل پیدا فرمایا ہے اسلئے اُن مین باہم اُنس
ہوا کرتا ہے وہ آپس میں بلحاظ اپنے عنصری اصول اور اشکال حادثہ کی مثلی ترکیب کے متحد ہین لہذا ایک کو دوسرے سے موافقت اور رغبت
اور عشق ہے اور جسقدر صورت مین تقارب ہوگا اُسی قدر اُنس زیادہ ہوگا انسان کو پانی سے اس لیے عشق ہے کہ اسمین پانی کا جزو
موجود ہی اور سبزہ سے اسلیئے رغبت ہی کہ اوسمین حیوانی قوتون مین سے نشوونما کی قوت پائی جاتی ہے اور حیوان سے اسلیئے اُنس ہوگا کہ وہ اخص
اقرب نوع مین انسان کا شریک ہے مگر خالق اور مخلوق مین کہان سی مشارکت آگئی کہ خالق کی طرف رغبت اور شوق اور عشق پیدا ہو بھلا
آب و خاک اور خالق افلاک مین باہم کونسی مناسبت ہی یہ لوگ صرف ایک صورت اللہ تعالیٰ قرار دے لیتے ہین وہ اُنکے دلون مین قرار پکڑ جاتی
ہو وہ ہرگز خدا نہین بلکہ ایک بت ہی جسکو طبیعت اور شیطان نے تراشا ہو اللہ تعالیٰ مین ایسا وصف نہین جسکی طرف طبائع مائل اور نفوس مشتاق
ہون بلکہ شان الوہیت چونکہ بالکل مخلوق کے خلاف ہی اسلیئے صوفیون اسکی ہیبت اور عظمت کا باعث ہوئی صوفیہ مین سے عاشقان خدا بنکر جس
چیز کا دعوی محبت الٰہی مین کرتے ہین وہ ایک وہم ہی جو اُسکو پیش آیا اور ایک صورت ہی جو ذہن مین جم گئی اسکیلیئے یہ لوگ مشتاق و بیقرار ہین
اور یہ شوق درجۂ طبیعت اور سرشت ثانیہ بن گئی جسطرح عاشق گرفتہ کا حال ہوتا ہی ہم ہر قسم کی خراب وسوسون اور طبعی عوارض

التی یجب بحکم الشرع محوها عن القلوب کما یجب کسر الاصنام فصل قال المصنف وقد کان جماعة من قدماء الصوفیة ینکرون علی المبتدی التماسهم لعلمهم بما یتبدی من قلبه حدثنی عبد الله بن صالح قال قال لی جنید اذا رأیت المرید یسمع السماع فاعلم ان فیه بقایا من اللعب حدثنی المرتعش قال سمعت الحسن التوزی یقول لبعض اصحابه اذا رأیت المرید یسمع القصائد یمیل الی الرقاهیة فلا ترجو خیره قال المصنف هذا قول مشائخ القوم وانما یرخص المتأخرون لما لهم وقعدک شر هم من وجهین احدهما سوء ظن العوام بقدماءهم کانهم یظنون ان الکل کانوا هکذا والثانی جرؤ العوام علی اللعب فلیس للعاجز فی لعبه الا ان یقول فلان یفعل کذا وفلان یفعل کذا فصل قال المصنف وقد ینشب حب السماع بقلوب خلق منهم فاتره علی قراءة القرآن ولاذاك الا لتمکن هوی باطن وغلبة طبع وهم یظنون غیر هذا وعن ابی حاتم السجستانی قال سمعت ابا نصر السراج یقول حکی لی بعض اخوانی عن ابی الحسین الدراج قال قصدت یوسف بن الحسین بن حسن الرازی من بغداد فلما دخلت الری سألت عن منزله فدلوا علی منزله یقول

ایش تقول بذاك الزندیق فبینما انا ادری حتی علی الانصراف فبتُّ تلك اللیلة فی مسجد ثم قلت جئت الی هذه البلدة فلا اقل من زیارته فلم ازل اسأل عنه حتی دللت الی مسجده

ترجمہ جن کا بحکم شریعت دلوں سے محو کرنا ایسا واجب ہے جیسے بتوں کا توڑنا فصل مصنف کہتے ہیں متقدمین صوفیہ میں سے ایک جماعت مبتدی کے لیئے سماع کا انکار کرتے تھے کیونکہ اُن کو معلوم تھا کہ مبتدی کے دل میں کس چیز کا جوش پیدا ہوگا عبد اللہ بن صالح کہتے ہیں مجھ سے جنید نے کہا جب تم مرید کو دیکھو کہ سماع سنتا ہے تو جان لو کہ ابھی اس میں کچھ لہو ولعب کا مادہ باقی ہے مرتعش نے کہا میں نے ابو الحسن ثوری سے سُنا وہ اپنے ایک ہمنشین سے کہتے تھے جب تم مرید کو دیکھو کہ قصائد سنتا ہے خوشحالی و راحت کا راغب ہے تو اس سے خیر و فلاح کی امید نہ رکھو مصنف نے کہا صوفیہ کے مشائخ کا تو یہ قول ہے لیکن متاخرین نے لہو ولعب کی محبت کے سبب سے اُس کی اجازت دی ہے اس میں دو قباحتیں پیدا ہوئیں ایک تو یہ کہ عوام لوگ متقدمین صوفیہ کے ساتھ سوء ظن رکھینگے کیونکہ وہ خیال کرتے ہیں کہ سب کے سب ایسے ہی تھے دوسرے عوام کو لہو ولعب پر دلیر کر دیا کیونکہ عامی کیلئے لہو ولعب میں یہی حجت ہے۔ کہ فلان ایسا کرتا ہے اور فلان ایسا کرتا ہے فصل مصنف نے کہا صوفیہ کی جماعت کثیر کے دلوں میں سماع کی محبت قرار پکڑ گئی ہے حتی کہ قرآن پڑھنا چھوڑ کر اس کو اختیار کرتے ہیں یہ سب باتیں اسی وجہ سے ہیں کہ یہ لوگ ہوائے نفسانی اور غلبہ طبیعت سے مجبور ہیں اور اپنے خیال میں کچھ اور سمجھے ہوئے ہیں ابو حاتم سجستانی نے کہا کہ میں نے ابو نصر سراج سے سنا کہتے تھے مجھ سے میرے ایک دوست نے بیان کیا کہ ابو الحسین دراج کہتے ہیں میں بغداد سے یوسف بن حسین کی ملاقات کو چلا جب رے میں پہونچا اونکا مکان دریافت کیا جس شخص سے اونکا پتا پوچھتا تھا وہ یہی جواب دیتا تھا کہ اوس زندیق کو کیا پوچھتے ہو یہ باتیں سُنکر میں بہت دلگیر ہوا حتی کہ واپس لوٹ جانیکا ارادہ کیا اس رات ایک مسجد میں شب باش رہنے کا اتفاق ہوا پھر میں نے اپنے دل میں سوچا کہ میں اس شہر میں آیا ہوں کم از کم اُن سے ملکر ضرور جاؤنگا یہ سوچکر میں انکا پتہ دریافت کرتا رہا یہاں تک کہ جس مسجد میں وہ رہا کرتے تھے اس میں پونچا ۔

وھو قاعد فی المحراب وبین یدیہ رجل علی یدہ مصحف وھو یقرأ فدنوت فسلمت فرد السلام وقال من این قلت من بغداد قصدت زیارۃ الشیخ فقال تحسن ان تقول شیئا فقلت نعم وقلت رأیت تبغی دائما فی قطیعتی ولو کنت ذا حزم لھدمت ما تبنی فاطبق المصحف ولم یزل یبکی حتی ابتلت لحیتہ وتوبہ حتی رحمتہ من کثرۃ بکائہ ثم قال لی یا بنی لولوم اھل الری علی قولھم یوسف بن الحسین زندیق ومن وقت الصلوٰۃ ھو ذا اقرأ القرآن لم تقطر من عینی قطرۃ وقد قامت علی القیامۃ بھذا البیت وحدثنا عبد الرحمن السلمی قال خرجت الی مرو فی حیات الاستاذ ابی سھل الصعلوکی وکان لہ قبل خروجی ایام تجمع بالغدوات مجلس دون القران والختمات فوجدتہ عند خروجی قد رفع ذلک المجلس وعقد لابن العقابی فی ذلک الوقت مجلس القول یغنی الغناء فدخلنی من ذلک شیء فکنت اقول قد استبدل المجلس الختمات مجلس القول فقال لی یوما ای شیء یقول الناس فقلت یقولون رفع مجلس القران ووضع مجلس القول فقال من قال لاستاذہ لم لم یفلح قال المصنف قلت ھذہ عادۃ الصوفیۃ یقولون الشیخ یسلم لہ حالہ ومالنا احد نسلم الیہ حالہ فان الادمی یرد عن مرادتہ بالشرع والعقل والبھائم بالصوت

ترجمہ دیکھا کہ محراب مین بیٹھے ہوئے ہین سامنے ایک رجل ہے اور ہاتھہ مین قرآن شریف لیئے ہوئے پڑھہ رہے ہین مینے قریب جاکر سلام علیک کیا سلام کا جواب دیا اور پوچھا کہ کہان سے آئے ہو مینے کہا بغداد سے آپ کی زیارت کا ارادہ کرکے چلا آتا ہون کہنے لگے کہ تم کوئی چیز خوش الحانی سے پڑہنا جانتے ہو مینے کہا ہان اور یہ شعر پڑہا رایتک تبغی دائما فی قطیعتی ولو کنت ذا حزم لھدمت ما تبنی یعنی اے محبوب مین دیکھتا ہون کہ تو مجھسے قطع تعلق کرنے کی بنیاد ڈالتا ہے اگر تو دور اندیش ہوتا تو اس بنیاد کو منہدم کردیتا یہ شعر سنکر اونہون نے قرآن شریف بند کردیا اور اسقدر روتے رہے کہ اُنکی داڑہی تر ہوگئی اور کپڑے بھیگ گئے اور مجکو اُنکے زیادہ رونے پر رحم آیا پھر مجھسے بولے کہ بیٹا ئے کے رہنے والے مجکو یون کہہ کہ کے ملامت کرتے ہین کہ یوسف بن حسین زندیق ہے اور نماز کے وقت سے یہ حالت ہے کہ میں یہان بیٹھا ہوا قرآن شریف پڑہ رہا ہون اور ایک قطرہ آنسو کا میری آنکہہ سے نہین ٹپکا اور تمہارا یہ شعر سُنکر مجہپر قیامت نازل ہوگئی عبد الرحمن سلمی کہتے ہین مین استاد ابو سہل صعلوکی کی حیات مین مرو کی طرف چلا گیا تہا میرے وہان جانے سے پہلے اُستاد کے یہان کچہہ دن مقرر تہے جنمین ہر صبح لوگ جمع ہوتے تھے اور قرآن خوانی اور ختم کی مجلس ہوا کرتی تھی جب مین چلنے لگا تو دیکہا کہ وہ مجلس اٹہا دیگئی اور اُس کی جگہ اوسی وقت مین ابن عقابی کے نام سے قوالی کی مجلس منعقد کی گئی مجہ کو اس حرکت سے کھٹک پیدا ہوئی اپنے جی مین کہا کرتا تہا کہ قرآن اور ختم کی مجلس کے بدلے مین قوالی اور راگ کی محفل قایم کی گئی ہے ایک روز اُستاد پوچھنے لگے کہ لوگ آپسمین کیا چہمیگوئیان کرتے ہین مینے کہا یون کہتے ہین کہ قرآن کی مجلس اٹہا لی گئی اور راگ کی محفل جمائی گئی اُستاد یہ سُنکر بولے کہ جو کوئی اپنے اُستاد سے یون کہیگا کہ ایسا کیون کیا وہ فلاح نہ پائیگا مصنف نے کہا یہ صوفیہ کی عادت ہے کہ کہتے ہین اپنے آپ کو بالکل پیر کے حوالے کردیا ہے حالانکہ کوئی شخص ایسا نہین جسکے سپرد ہم اپنے آپکو کردین کیونکہ آدمی شریعت اور عقل کے روز سے اپنی آفت کو دور کرتا ہے اور چوپائے چیخ چلا کر اپنا کام نکالتے ہین ۔

فصل وقد اعتقد قوم من الصوفية ان هذا الغنى الذى ذكرناه عن قوم تحريمه وعن آخرين كراهته مستحب فى حق قوم **وسمعت** ابا على الدقاق يقول السماع حرام على العوام لبقاء نفوسهم فيه للذاتها بحملهم مجاهداتهم مستحب لاصحابنا الخ وقد ذكرناه **قال المصنف** قلت وهذا غلط من خمسة اوجه **احدها** انا ذكرنا عن ابى حامد الغزالى انه يباح سماعه لكن ابا سعد ابو محمد كان اعرف من هذا القائل **والثانى** ان طباع النفوس لا تتغير فانما يباح لمجاهدة يكف عنها فمن ادعى بغير الطباع ادعى المحال فاذا جاز ان يحرك الطباع واذن مع الغنى كان يكفها عن عادتها العادة **والثالث** العلماء اختلفوا فى تحريمه واباحته فليس فيهم من نظر فى السماع لعلمهم ان الطباع يسأم فمن ادعى خروج طبعه عن طباع الآدميين ادعى المحال **والرابع** ان الاجماع انعقد على انه ليس بمستحب وانما غايته الاباحة فادعاء الاستحباب خروج عن الاجماع **والخامس** انه يلزم عن هذا ان يكون سماع العود مباح او يستحب عن من تغير طبعه لانه انما حرم لانه يؤثر فى الطبع ويدعوها الى الهوى فاذا امن ذلك فينبغى ان يباح وقد ذكرناها عن ابى الطيب الطبرى **فصل قال المصنف** وقد ادعى قوم منهم ان السماع قربة الى الله عز وجل **قال** ابو طالب المكى حدثنا بعض اشياخنا عن الجنيد انه قال تنزل الرحمة على هذه الطائفة فى ثلثة مواطن

ترجمہ **فصل مصنف** نے کہا یہ غنا جسکے بارے میں ہم بیان کر چکے ہیں کہ کچھ علما کے نزدیک حرام ہے اور کچھ مکروہ بتاتے ہیں صوفیہ میں سے ایک جماعت کا عقیدہ ہے کہ یہی غنا ایک قوم کے حق میں مستحب ہے ابو علی دقاق کہتے ہیں عوام کیلئے سماع حرام ہے کیونکہ ان کے نفوس زندہ ہیں اور زاہدوں کے لئے مباح ہے کیونکہ وہ مجاہدے اور نفس کشی کرتے ہیں اور ہمارے اصحاب کے حق میں مستحب ہے کیونکہ اُن کے عمل زندہ ہیں **مصنف** نے کہا یہ قول پانچ وجہ سے غلط ہے ایک یہ کہ ابو حامد غزالی سے ہم روایت کر چکے کہ سماع ہر ایک کے لئے مباح ہے اور ان ابو علی سے ابو حامد زیادہ عارف تھے دوسرے نفوس کی طبائع میں اختلاف نہیں ہے مجاہدہ کا صرف یہ فائدہ ہے کہ طبائع کے عمل کو روکتا ہے جو شخص طبائع کے بدل جانے کا دعوی کرے وہ ایسا امر محال کا مدعی ہے اور جب طبیعت کو حرکت میں لانے والی ایک چیز موجود ہوئی اور اس کے روکنے والی چیز باقی رہی تو عادت پھر عود کر آئیگی تیسرے سماع کی حرمت اور اباحت میں علما کا اختلاف ہے کسی عالم نے سننے والے کی حالت پر نظر نہیں کی کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ سب طبیعتیں یکساں نہیں ہیں اب جو کوئی یہ دعوے کرے کہ اسکی طبیعت آدمیوں کی طبیعت سے خارج ہے تو امر محال کا دعوی کرتا ہے چوتھے اس بات پر علما کا اجماع منعقد ہے کہ سماع مستحب نہیں ہے غایت مافی الباب یہ ہے کہ مباح ہو اب استحباب کا دعوی کرنا اجماع سے خارج ہونا ہے پانچویں لازم آتا ہے جس شخص کی طبیعت میں تغیر آگیا ہو اس کے لیے عود کا سننا مباح یا مستحب ہو کیونکہ عود اسلئے حرام ہے کہ طبیعتوں میں اثر کرتا ہے اور انکو ہوائے نفسانی کیطرف بلاتا ہے جب یہ خوف نہ رہا تو مباح ہونا چاہیے حالانکہ اسکی نسبت ہم ابو الطیب طبری سے نقل کر چکے ہیں **فصل مصنف** نے کہا ان میں سے ایک قوم کا دعوی ہے کہ سماع سے قربت الٰہی ہوتی ہے ابو طالب مکی نے کہا کہ ہمسے ہمارے بعض شیوخ نے بیان کیا کہ جنید کہتے ہیں کہ اس گروہ پر تین وقت میں رحمت نازل ہوتی ہے

عند الاكل لانهم لا ياكلون الا عن فاقة وعند المذاكرة لانهم يتجاوزون فى مقامات الصديقين واحوال النبيين وعند السماع لانهم يستمعون بوجد ويشهدون حقا قال المصنف قلت وهذا ان صح عن الجنيد واحسنا به كان محمولا على ما يسمعونه من القصائد الزهدية فانها يوجب الرقة والبكاء فاما ان ينزل الرحمة عند وصف سعدى ولبنى ويحمل ذلك على صفات البارى سبحانه فلا يجوز اعتقاد هذا ولو صح اخذ الاشارة من ذلك كانت الاشارة مستغرقة فى جنب غيبة الطباع ويدل على ما حملنا الامر عليه انه لم يكن ينشد فى زمان الجنيد مثل ما ينشدون اليوم الا ان بعض المتاخرين قد حمل كلام الجنيد على كل ما يقال وقد نقل عنهم ان الدعاء عند حدو الحادى وعند حضور الخمر اجابة يحاب فى ذلك انهم يعتقدون انه قربة يتقرب بها الى الله تعالى وقال وهذا اكفر لان من اعتقد الحرام والمكروه قربة كان بهذا الاعتقاد كافرا قال والناس بين تحريمه والكراهية وقال صالح المرى ابطا المصرع نهضة صريع هوى يدعبه الى الله قربة واثبت الناس قدما يوم القيمة اخذهم بكتاب الله وسنة نبيه عليه السلام وسمعت عليان السائح يقول سمعت ابا الحارث الاولاسى يقول رأيت ابليس فى المنام على بعض سطوح الاولاس

ترجمہ ایک کہانے کے وقت کیونکہ یہ لوگ بغیر فاقہ کے نہیں کھاتے دوسرے جب باہم مذاکرہ الٰہی کرتے ہیں کیونکہ اسحالت میں وہ صدیقوں کے مقامات اور نبیا کے احوال طے کرتے ہیں تیسرے سماع کے وقت کیونکہ وہ وجد کیساتھ سنتے ہیں اور ان کو شہود حق حاصل ہوتا ہے مصنف نے کہا میں کہتا ہوں کہ یہ نقل اگر بیشید رہ سے صحیح ہے اور اس کو ہم اچھا جانیں تو قضا زہیہ کے سماع پر محمول ہے کیونکہ وہی باعث رقت و زاری ہیں لیکن یہ بات کہ سعدی اور لبنی کی تعریف کے وقت نزول رحمت ہو اور اسکو صفات الٰہی پر حمل کریں تو یہ اعتقاد جائز نہیں اور اگر اس سے اشارہ لے لینا صحیح خیال کریں تو یہ اشارہ غلبہ طبیعت کے پہلو میں مستغرق ہوگا ہمنے اس امر کو جس بات پر محمول کیا ہے اس کی دلیل یہ ہے کہ جنید کے زمانہ میں ایسے اشعار نہ پڑھے جاتے تھے جیسے آجکل گائے جاتے ہیں مگر بعض متاخرین نے جنید کے قول کو ہر قوالی پر محمول کیا ہے اسی گروہ سے نقل ہے کہ شعر خوان کے شعر گانے کے وقت اور مزمار بجانے کے وقت دعا قبول ہوتی ہے اور یہ اس وجہ سے کہ وہ اپنے عقیدہ میں اس کو قربت سمجھتے ہیں جس سے تقرب الٰہی ہوتا ہے مصنف نے کہا یہ کفر ہے کیونکہ جو شخص حرام یا مکروہ کو قربت الٰہی خیال کرے اس اعتقاد سے کافر ہو جائیگا۔ اور کہا کہ علماء سماع کو حرام بتاتے ہیں یا مکروہ کہتے ہیں صالح المری نے کہا کہ گر پڑنے والوں میں زیادہ دیر کر کے وہ شخص اٹھے گا جسکو ہوائے نفسانی نے پچھاڑا ہے۔ اور وہ اسکو قربت الٰہی سمجھتا ہے۔ اور زیادہ ثابت قدم قیامت کے دن وہ شخص ہے جو کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کو لیے ہوئے ہے اور میں علیان سائح سے سنا کہتے تھے کہ میں نے ابو الحارث اولاسی سے سنا بیان کرتے کہ میں نے شیطان کو خواب میں اولاس کی کسی ایک چھت پر دیکھا

فائدہ ذکر جہر کے وقت ابلیس کا دف و بانسری بجانا ابو الحارث اولاسی کا ابلیس کو بصورت رقص بر سطح اولاس

وانا علی سطح وعلی یمینہ جماعۃ وعلی یسارہ جماعۃ وعلیھم ثیاب لطاف فقال الطائفۃ منھم قولوا وغنوا فاستغرقنی طیبہ حتی ھممت ان اطرح نفسی من السطح ثم قال ارقصوا فرقصوا اطیب ما یکون ثم قال لی یا ابا الحارث ما اصبت منکم شیئا ادخل بہ علیکم الا ھذا ذکر تلبیس ابلیس علی الصوفیۃ فی الوجد قال المصنف ھذہ الطائفۃ اذا سمعت الغنا تواجدت وصفقت وصاحت ومزقت الثیاب وقد لبس ابلیس علیھم فی ذلک وبالغ وقد اجتمعوا بما اخبرنا بہ ابو نصر عبد اللہ بن علی السراج الطوسی قال وقد قیل انہ لما نزلت وان جھنم لموعدھم اجمعین صاح سلمان الفارسی صیحۃ ووقع علی أسہ ثم خرج ھاربا ثلثۃ ایام واحتجوا بما اخبرنا بہ عن ابی وائل قال خرجنا مع عبد اللہ ومعنا الربیع بن خیثم فمرنا علی حداد فقام عبد اللہ ینظر الحدید فی النار فنظر الربیع الیھا فمال لیسقط ثم ازعبد اللہ مضی حتی اتینا علی القون علی شاطئ الفرات فلما رآہ عبد اللہ والنار تلھب فی جوفہ قرأ ھذہ الآیۃ اذا رأتھم من مکان بعید سمعوا لھا تغیظا وزفیرا الی قولہ ثبورا کثیرا فصعق الربیع واحتملناہ الی اھلہ ورابطہ عبد اللہ حتی صلی الظھر

ترجمہ اور مین بھی ایک چھت پر تھا ایک جماعت اوسکے داہنی طرف تھی اور ایک بائین جانب اور وہ عمدہ عمدہ لباس پہنے تھے انمین سے ایک گروہ نے کہا کہ کچھ بولو اور گاؤ مین اس راگ کی خوش آیندگی اور ذوق سے ایسا بیخود ہوگیا کہ ارادہ کیا کہ اپنے آپ کو چھت سے نیچے گرادون پھر شیطان نے کہا کہ ناچو وہ نہایت ہی عمدہ ناچ ناچے پھر شیطان مجھ سے بولا کہ اے ابو الحارث مینے اس رقص وغنا کے سوا تم لوگون سے کوئی ایسی چیز نہین پائی جس کی وجہ سے تم پر دخل پاسکون ۱۲ (وجد مین صوفیہ پر تلبیس ابلیس کا بیان) مصنفؒ نے کہا یہ لوگ جب راگ سنتے ہین تو وجد کرتے ہین اور تالیان بجاتے ہین اور شور مچاتے ہین اور کپڑے پھاڑتے ہین حالانکہ یہ سب انکو ابلیس نے فریب دیا ہے اور اپنا حیلہ کمال کو پہونچا دیا ہے اور حجت اس قوم کی وہ حدیث ہے جو ہم کو ابو نصر عبداللہ بن علی سراج طوسی سے پہونچی ہے اونہون نے کہا کہ کہتے ہین جب یہ آیت نازل ہوئی وان جھنم لموعدھم اجمعین یعنی ان سب کفار کی وعدہ گاہ جہنم ہے۔ تو سلمانؓ فارسی نے زور سے ایک نعرہ مارا اور سر کے بل گر پڑے پھر بھاگ کھڑے ہوئے اور تین دن تک غائب رہے اور یہ وہ حدیث حجت ہے جو اونہین سے ہم کو پہنچی ہے کہ ابو وائلؒ نے کہا کہ ہم عبداللہ کے ساتھ جا رہے تھے اور ہمارے ساتھ ربیع بن خیثم تھے ہمارا گذر ایک لوہار کے پاس ہوا عبداللہ کھڑے ہوکر اس کے لوہے کو دیکھنے لگے جو آگ مین تھا ربیع نے بھی لوہا دیکھا اور لڑکھڑا کر گرنے لگے پھر عبداللہ آگے بڑھے یہانتک کہ فرات کے کنارے ایک لوہار کی بھٹی پر آئے اسمین آگ کو شعلہ مارتے ہوئے دیکھکر عبداللہ نے یہ آیت پڑہی اذا رأتھم من مکان بعید سمعوا لھا تغیظا وزفیرا الی قولہ ثبورا کثیرا یعنی جب آتش دوزخ دور سے اہل دوزخ کو دیکھے گی تو ان کو اوس کے جوش وخروش کی آواز سنائی دیگی۔ اور جب اسکے کسی مقام تنگ مین کئی کئی ایک ایک زنجیر مین جکڑ کر ڈالے جائینگے تو اسوقت واویلا پکارینگے آج ایک واویلا کیا پکارتے ہو بہت سے واویلا پکارو یہ آیت سنکر ربیع غش کھاکر گرے ہم لوگ انکو اٹھا لائے عبداللہ بھی اُن کے پاس رہے یہانتک کہ ظہر کی نماز پڑہی

فلم یفق ثم الی العصر فلم یفق ثم الی المغرب فافاق فرجع عبد اللہ الی اھلہ **قالوا** وقد اشتھر عن خلق کثیر من العباد
انھم کانوا اذا سمعوا القرآن **فمنھم** من یموت **ومنھم** من یصعق ویغشی علیہ **ومنھم** من یصیح وھذا
کثیر فی کتب الزھد **فالجواب** اما ماذکروہ عن سلمان فمحال وکذب ثم لیس لہ اسناد والآیۃ نزلت بمکۃ
وسلمان انما اسلم بالمدینۃ ولم ینقل احد من الصحابۃ مثل ھذا اصلا **واما** حکایۃ الربیع بن خیثم فان
راویھا عیسی بن سلیم وفیہ معرو بالحدیث باسناد عن ابی جعفر بن موسی العقیلی قال احمد بن حنبل عیسی بن
سلیم عن ابی وائل لا اعرفہ **وحدثنا** ابن آدم قال سمعت حمزۃ الزیات قال لسفیان انھم یروون عن الربیع بن خیثم
انہ صعق فقال ومن یروی ھذا انما کان یرویہ ذلک القاص یعنی عیسی بن سلیم فلقیتہ فقلت لہ عمن ترویٰ
ھذا منکرا علیہ **قال المصنف** قلت فھذا سفیان الثوری ینکر ان یکون الربیع بن خیثم جری لہ ھذا لان الرجل کان
من السنۃ الاول وھما کان فی الصحابۃ من یجری لہ مثل ھذا او التابعین **ثم نقول** علی تقدیر الصحۃ ان الانسان قد یغشی علیہ من
الخوف فیسکت الخوف ویسکت فیبقی کالمیت وغلبۃ الصالح انہ لو کان علی طاعۃ وقع لانہ غائب فاما من یدعی الوجد یتحفظ من ان تزل
قدمہ ثم یتعدی الی الخنی الثیاب وفعل المنکرات فی الشرع فانا نعلم قطعا ان الشیطان یلعب بہ

ترجمہ اُن کو ہوش نہ آیا پھر عصر کی نماز ادا کی جب بھی افاقہ نہوا بعد مغرب وہ سنبھلے تو عبد اللہ اپنے گھر واپس آئے صوفیہ کہتے ہیں
کہ اکثر سے بندگان خدا کی نسبت مشہور ہے کہ جب اونہون نے قرآن شریف سُنا تو کوئی مرگیا کوئی پچھاڑ کر گرا کوئی بیہوش ہوگیا
اور کوئی نعرہ زن ہوا اس قسم کی باتین کتب زہد مین بہت سی ہین **الجواب** سلمان رضؓ کی نسبت جو کچھ ذکر کیا ہی غلط ہے اور محض
دروغ ہے پھر اس حدیث کی کوئی اسناد بھی نہین اور آیت مذکورہ مکہ مین نازل ہوئی ہے اور سلمان مدینہ مین اسلام لائے۔
اور کسی صحابی نے ایسا قصہ ہرگز نقل نہین کیا باقی رہی ربیع بن خیثم کی حکایت تو اُسکا راوی عیسے بن سلیم ہے جس مین ضعف
ہے اور احمد بن حنبل کہتے ہین کہ عیسے بن سلیم کا ابو وایل سے روایت کرنا مجھے معلوم نہین اور ہم سے ابن آدم نے بیان کیا۔ کہ
حمزہ زیات سے سُنا کہ اُنہون نے سفیان سے کہا کہ لوگ ربیع بن خیثم کی نسبت روایت کرتے ہین کہ وہ بیخود ہوکر گر پڑے سفیان
نے جواب دیا کہ جو شخص یہ بیان کرتا ہے تو اس قصہ کو یعنی عیسے بن سلیم ہی نے اپنی آنکھون دیکھا ہوگا حمزہ کہتے ہین پھر مین عیسے بن
سلیم سے ملا اور اُن سے کہا کہ تم یہ حدیث کس سے روایت کرتے ہو تو اونہون نے نہ پہچانا **مصنف** کہتا ہے کہ مین کہتا ہون کہ سفیان
ثوری ایسا علم انکار کرتا ہے کہ ربیع بن خیثم پر یہ حالت گذری ہو کیونکہ وہ شخص سلف کے طریقہ پر تھا اور صحابہ مین کوئی ایسا نہین
ہوا جسپر ایسا واقعہ گذرا ہو اور نہ کوئی تابعین مین تھا پھر ہم کہتے ہین کہ برتقدیر صحت کے بھی یہ بات ہے کہ انسان کو کبھی
خوف سے غش آجاتا ہے تو خوف اس کو ساکن اور ساکت کردیتا ہے پس وہ مردہ ایسا رہ جاتا ہے اور صادق کی علامت یہ ہے
کہ اگر دیوار پر ہو تو نیچے گر پڑے کیونکہ وہ اپنے آپ مین نہین مگر جو شخص کہ وجد کا مدعی ہے اور اپنے قدم کو لغزش سے محفوظ
رکھتا ہے اور اسپر بھی جو صدمہ کیسا ہی بڑا پڑتا ہو اور ایسی حرکتین کرتا ہو جس سے شریعت مین انکار ہو تو ہم یقینا جانتے ہین کہ اسکیساتھ شیطان کھیل کرتا ہے

وعن احمد بن عطاء انه قال كان للشبلي في الجمعة نظرة ومن بعدها صيحة ضاح يوما صيحة يشوش من حوله من الخلق وكان بجنب حلقته حلقة ابو عمران الاشيب فجرد ابو عمران اهل حلقه **قال المصنف** واعلم وفقك الله ان قلوب الصحابة كانت اصفى القلوب وما كانوا يزيدون عند الوجد على البكاء والخشوع فجرى من بعض غرائبهم نحو ما انكرناه فبالغ رسول الله صلى الله عليه وسلم في الانكار عليه **وحدثنا** ثابت عن انس انه قال وعظ رسول الله صلى الله عليه وسلم يوما فاذا رجل قد صعق فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم من ذا الملبس علينا ديننا ان كان صادقا فقد شهر نفسه وان كان كاذبا فمحقه الله **وقال** انس لقد رأينا وقد وعظنا رسول الله صلى الله عليه وسلم ذات يوم حتى سمعت للقوم حنينا حين اخذتهم الموعظة وما سقط منهم احد **قال المصنف** قلت هذا حديث العرياض بن سارية وعظنا رسول الله صلى الله عليه وسلم موعظة ذرفت منها العيون ووجلت منها القلوب قال ابو بكر الاجري ولم يقل هم ختارا ولا ضربنا صدورنا كما يفعل كثير من الجهال الذين تلاعب بهم الشيطان **وعن** حصين بن عبد الرحمن قال قلت لاسماء بنت ابي بكر كيف كان اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم عند قراءة القرآن قالت كانوا كما نعتهم الله او كما وصفهم الله عز وجل تدمع عيونهم

ترجمہ۔ احمد بن عطا کہتے ہیں کہ شبلی جمعہ کے روز ایک تیز نگاہ ڈالا کرتے تھے اور بعد اس کے ایک چیخ مارتے تھے تو ایک روز نعرہ مارا اور اپنے گرد کی مخلوق کو تیز نظروں سے دیکھنے لگے انکے حلقہ کے پہلو میں ابو عمران الاشیب کا حلقہ تھا انہوں نے اپنے حلقہ والوں کو وہاں سے علیحدہ کر لیا **مصنف** نے کہا کہ خدا سب کو توفیق دے جان لینا چاہیئے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کے قلوب نہایت ہی مصفا تھے اور یہ حضرات وجد میں زاری اور تضرع سے زیادہ اور کچھ نہ کرتے تھے اون میں سے بعض اعراب صحرا نشینوں پر ایسا بھی گذرا جس کا ہم نے انکار کیا ہے تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس حالت کے انکار میں تاکید فرمائی **ثابت** نے ہم کو انس سے حدیث سنائی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک روز وعظ فرما رہے تھے یکایک ایک آدمی غش کھا کر گر پڑا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ کون ہے جو ہمارے دین کو ہم پر مشتبہ کرتا ہے اگر صادق ہے تو اپنے آپ کو شہرت دی اور اگر کاذب ہے تو خدا اسکو غارت کرے **انس** نے کہا کہ ہم نے دیکھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک روز ہمیں وعظ سنایا یہانتک کہ بیٹے لوگوں کے رونے کی آواز سنی جسوقت کہ وعظ نے اثر کیا اور ان میں سے کوئی گر پڑا انہیں **مصنف** نے کہا کہ یہ حدیث عرباض بن ساریہ کی ہے کہ ایکبار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمکو وعظ سنایا جس سے دل خوف کھا گئے اور آنکھوں سے آنسو بھر آئے **ابو بکر الاجری** کہتے ہیں کہ راوی نے یوں تو نہیں بیان کیا کہ ہم نے شور مچایا اور اپنی چھاتیاں کوٹیں جیسا طریق اکثر وہ جہال کرتے ہیں جنکے ساتھ شیطان کھیلتا ہے **حصین بن عبد الرحمن** سے روایت ہے کہ میں نے اسماء بنت ابی بکر سے پوچھا کہ صحابہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حالت قرآن شریف سنتے وقت کیا ہوتی تھی جواب دیا کہ اُن کا حال وہی ہوتا تھا جیسا اللہ تعالے نے ان کا ذکر کیا۔ یا یوں کہا کہ وصف کیا ہے ان کی آنکھیں اشک آلود ہو جاتی ہیں

وتقشعر جلودهم فقلت لها ان هٰهنا رجالا اذا قرئ على احدهم القرآن يغشى عليه فقالت اعوذ بالله من الشيطان الرجيم وعن ابی جازم قال مر ابن عمر برجل ساقط من هل العراق فقال ما شأنه فقالوا انه اذا قرئ عليه القرآن يصيبه هذا فقال ان الخشية لله عز وجل وما سقط وحدثنا سفيان بن عيينة عن عبيد الله بن ابی يزيد عن ابن عباس انه ذكر الخوارج وما يلقون عند تلاوة القرآن فقال انهم ليسوا باشد اجتهادا من اليهود والنصارى وهو يصلون وقيل لانس بن مالك ان ناسا اذا قرئ عليهم القرآن يصعقون فقال ذاك فعل الخوارج وبلغ عبد الله بن الزبير ان ابنه عاما رأى قوما يتصعقون عند القرآن فقال له يا عام لا عرفن ما صحبت الذين يتصعقون عند القرآن لاوسعك جلدا ومن رواية اخرى عن عامر بن عبد الله بن الزبير قال جئت الى ابی فقال اين كنت فقلت وجدت اقواما لما وجدت خيرا منهم يذكرون الله عز وجل فما زال احدهم حتى يغشى عليه من خشية الله فقعدت معهم فقال لا تقعد معهم بعدها فرأني كأنه لم يأخذ ذلك فيّ فقال رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم يتلو القرآن ورأيت ابا بكر وعمر يتلون القرآن

ترجمہ ان کے جسم پر رونگٹے کھڑے ہو جاتے تھے مینے کہا کہ یہاں پر اکثر ایسے آدمی ہین کہ جب اُنمین سے کسی کے سامنے قرآن شریف پڑہا جاتا ہے تو اسکو غش آجاتا ہے اسمارہ نے کہا اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم ابو حازم سے روایت ہے کہ ابن عمر کا گذر ایک عراقی آدمی پر ہوا جو گرا ہوا پڑا تھا دریافت کیا کہ اس کا کیا حال ہے لوگون نے کہا کہ جب اس کے سامنے قرآن شریف پڑہا جاتا ہے تو اسکی یہ کیفیت ہو جاتی ہے ابن عمر بولے کہ ہم لوگ ضرور اللہ سے ڈرتے ہین مگر گرتے پڑتے نہین سفیان بن عیینہ نے ہم سے حدیث بیان کی کہ عبید اللہ بن ابی یزید نے ابن عباس سے روایت کیا کہ انہون نے خوارج کا تذکرہ کیا اور تلاوت قرآن کے وقت جو انپر گذرتا تھا بیان کیا پس کہا کہ وہ لوگ نماز ادا کرتے وقت محنت کشی مین یہود و نصاریٰ سے بڑھکر نہین انس بن مالک سے کسی نے کہا کہ بعض لوگ ایسے ہین کہ جب اُن کے سامنے قرآن شریف پڑہا جاتا ہے تو بیہوش ہو کر گر پڑتے ہین جوابدیا کہ یہ خوارج کا فعل ہے عبد اللہ بن زبیر کو خبر ہوئی کہ اُن کے بیٹے عامر ایک قوم مین جا کر بیٹھے ہین جو قرآن پڑہتے وقت گر پڑتے ہین اونے کہا کہ اے عامر خبردار آیندہ مجکو یہ نہ معلوم ہو کہ تم ایسے لوگون مین گئے تھے جو قرآن پڑہتے وقت بیہوش ہو جاتے ہین ورنہ مین کوڑے سے تمہاری خبر لونگا دوسری روایت مین یون ہے کہ عامر بن زبیر نے کہا کہ مین اپنے باپ کے پاس آیا انہون نے پوچھا تم کہان تھے مینے جواب دیا کہ ایسے لوگون کو مینے دیکھا کہ انسے بہتر کسی کو نہین پایا وہ اللہ تعالےٰ کا ذکر کرتے تھے ہر ایک ان مین سے کانپتا تھا یہانتک کہ اُسکو خدا کے خوف سے غش آجاتا تھا مین بھی اُن کے ساتھ بیٹھگیا تب باپنے کہا کہ اب کبھی اُن کے ساتھ مت بیٹھو اتنا کہکر انہون نے معلوم کیا کہ مجھپر اس قول کا اثر نہین ہوا تو کہا مینے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تلاوت قرآن کرتے دیکھا ابو بکر و عمر کو قرآن پڑہتے دیکھا ۔

فلا یصیبهم هذا افتراهم اخشع لله تعالی من ابی
بکر وعمر فرأیت ان ذلک کذلک
فترکتهم فقال یا بنی بل قال تفیض اعینهم
من الدمع وقال تقشعر جلودهم **واخبرنا**
جریر بن حازم انه شهد محمد بن سیرین فقیل
له ان ههنا رجالا اذا قرئ علی احدهم
القرآن غشی علیه فقال محمد بن سیرین
یقعد احدهم علی جدار ثم یقرأ علیه القرآن من اوله الی آخره
فان وقع فهو صادق **قال** ابو عمر وکان محمد ابن سیرین
یذهب الی ان هذا تصنع ولیس بحق من قلوبهم **وعن** الحسن
انه وعظ یوما فتنفس رجل فی مجلسه فقال الحسن ان کان لله فقد
شهرت نفسک وان کان لغیر الله فقد هلکت **وقال** الفضیل بن
عیاض لابنه وقد سقط یا بنی لئن کنت صادقا لقد
فضحت نفسک ولئن کنت کاذبا لقد اهلکت نفسک
ومن روایة اخری انه قال یا بنی ان کنت صادقا فقد اظهرت کلمات

ترجمہ اوپر یہ کیفیت نہیں طاری ہوتی تھی کہا یہ لوگ ابوبکر و عمر سے زیادہ خوف خدا رکھتے ہیں پس میں نے جان لیا کہ ٹھیک بات یہی ہے اور ان لوگوں کو ترک کیا پھر میرے باپ نے کہا کہ بیٹا بلکہ خدا نے تو یوں فرمایا ہے تفیض اعینہم من الدمع یعنی ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے ہیں اور فرمایا ہے تقشعر جلودھم یعنی ان کے جسم پر رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں جریر بن حازم نے کہا کہ خبر دی کہ وہ محمد بن سیرین کے پاس تھے اُن سے پوچھا گیا کہ یہاں پر کچھ ایسے لوگ ہیں کہ جب اُن میں سے کسی کے سامنے قرآن پڑھا جاتا ہے تو اس کو غش آجاتا ہے محمد بن سیرین نے جواب دیا کہ ان میں سے کوئی دیوار پر بیٹھ جائے پھر تم اُس کے سامنے قرآن اول سے آخر تک پڑھو اگر زمین پر گر پڑے تو صادق ہے **ابو عمر** نے کہا کہ محمد بن سیرین کا یہ مذہب تھا کہ یہ سب بناوٹ ہے اور حق نہیں کہ اُن کے دلوں میں اثر ہو **حسن** سے روایت ہے کہ انہوں نے ایک روز وعظ بیان کیا ایک شخص نے مجلس وعظ میں سانس بھری حسن نے کہا کہ اگر خدا کے لیئے ہے تو تو نے اپنے آپ کو مشہور کیا اور اگر غیر خدا کے لیئے ہے تو تو ہلاک ہو گیا **فضیل بن عیاض** نے اپنے بیٹے سے کہا جو اسیطرح گر پڑے تھے کہ اے بیٹا اگر تم سچے ہو تو تم نے اپنے آپ کو رسوا کیا اور اگر جھوٹے ہو تو اپنی جان کو ہلاک کیا دوسری روایت میں یوں ہے کہ انہوں نے کہا کہ بیٹا اگر صادق ہو تو فضیحت ہو کہ تم ہارے

وان کنت کاذبا فقد اشرکت بالله فصل قال المصنف فان قال قائل انما نعرض الکلام فی الصادقین لا فی اهل الریاء فما تقول فی من ادرکه الوجد ولم یقدر علی دفعه فالجواب ان اول الوجد انزعاج فی الباطن فان کف الانسان نفسه لئلا یطلع علی حاله یئس الشیطان منه فعنه کما قال ایوب السختیانی اذا تحدث فرق قلبه مسح انفه وقال ما اشد الزکام وان اهمل الانسان نفسه ولم یبال بظهور وجده واحب اطلاع الناس علی حاله نفخ فیه الشیطان فازعجه وقد ینفخ کما روی عن ابن اخی زینب عن زینب امرأة عبد الله قالت جاء عبد الله ذات یوم فقام عند عجوز ترقینی من الحمرة فادخلتها تحت السریر قالت فدخل فجلس الی جنبها وفی عنقی خیط فقال ما هذا الخیط قلت خیط لی فیه رقیة فاخذه فقطعه ثم قال ان آل عبد الله لاغنیاء عن الشرک سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول ان الرقی والتمائم والتولة شرک قالت فقلت له لم تقول هذا وقد کانت عینی تقذف وکنت اختلف الی فلان الیهودی یرقیها فکان اذا رقاها سکنت قال انما ذاک من عمل الشیطان کان ینخسها بیده فاذا رقیتها کف عنها انما کان یکفیک ان تقولی کما قال رسول الله صلی الله علیه وسلم اذهب الباس ربالناس اشف وانت الشافی لا شفاء الا شفاءک شفاء لا یغادر سقما

ترجمہ اور اگر کاذب ہو تو تم نے خدا کے ساتھ شرک کیا فصل مصنف رح نے کہا اگر کوئی کہے کہ کلام صادقین مین کیا جاتا ہے ریاکارون کا ذکر نہین اس شخص کے بارے مین کیا کہتے ہو جسپر وجد طاری ہوا اور وہ اُس کے دفعیہ پر قادر نہین تو جواب یہ ہے کہ شروع وجد مین ایک اندرونی حرکت اور یکبش ہوتا ہے اگر انسان اپنے آپ کو باز رکھے اور روکے رہے تاکہ کسیکو اس کے حال کی خبر نہو تو شیطان اس سے ناامید ہوکر دور ہو جاتا ہے چنانچہ کہتے ہین کہ ایوب سختیانی جب حدیث بیان کرتے تھے اور اُن کے دل کو رقت ہوتی تھی تو اپنی ناک پونچھتے تھے اور کہتے تھے کہ زکام کسقدر سخت ہے اور اگر انسان اپنے آپ کو بے قابو چھوڑ دے تو شیطان اس مین اپنی سانس بھر دیتا ہے بقدر اس کے پھولنے کے انسان بیقرار ہوتا ہے چنانچہ زینب کے بھتیجے سے روایت ہے کہ زینب حضرت عبداللہ کی بی بی کہتی ہین کہ ایک روز عبداللہ باہر سے آئے میرے پاس ایک بڑھیا بیٹھی تھی جو میرا سر جھاڑ رہی تھی مینے اُسکو چارپائی کے تلے چھپا لیا عبداللہ آکر میرے پاس بیٹھ گئے تو میری گردن مین ایک ڈورا دیکھا پوچھا کہ یہ ڈورا کیسا ہے مینے کہا یہ میرے واسطے پڑھکر پھونکا گیا ہے عبداللہ نے وہ ڈورا لیا اور توڑ ڈالا اور بولے کہ آل عبداللہ شرک سے مستغنی ہین مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا آپ فرماتے تھے کہ فسون اور تعویذ اور تولہ شرک ہے زینب کہتی ہین مینے کہا تم یون کیون کہہ رہے ہو حالانکہ ایک دفعہ میری آنکھ مین درد ہوتا تھا۔ اور مین فلان یہودی کے پاس جایا کرتی تھی وہ جھاڑ دیا کرتا تھا تو درد تھم جاتا تھا عبداللہ نے کہا کہ یہ صرف شیطان کی کاروائی تھی وہ آنکھ مین کچھ اپنے ہاتھ سے چونک دیتا تھا پھر جب یہودی جھاڑتا تھا تو رک جاتا تھا تمہارے لیے یہی کافی تھا کہ جسطرح رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اوسطرح کہتین اذهب الباس رب الناس اشف وانت الشافی لا شفاء الا شفاءک شفاء لا یغادر سقما

قال المصنف التولة ضرب من السحر يحبب المرأة الى زوجها **فصل** فان قال قائل
فقد فرض الكلام فيمن اجتهد فى دفع الوجل فلم يقدر وغلبه الامر فمن اين يدخل الشيطان
فالجواب انا لا ننكر ضعف بعض الطباع عن الدفع الا ان علامة الصادق انه
لا يقدر على ان يدافع ولا يدرى ما يجرى عليه فهو من جنس قوله تعالى وخر موسى
صعقا **قيل** قرئ على عبد الله بن وهب كتاب اهوال القيامة فخر مغشيا عليه فلم يتكلم بكلمة
حتى مات بعد ذلك بايام **قال المصنف** قلت وقد مات خلق كثير عن سماع الموعظة و
غشى عليهم **قلنا** هذا التواجد الذى يظهر حركات المتواجدين وقوة صياحهم وتخبيطهم
فظاهره انه متعمل والشيطان معين عليه **قال المصنف** فان قيل فهل فى حق المخلص نقص
بهذه الحالة الطارية عليه قيل نعم من جهتين **احدهما** انه لو قوى العلم امسك
والثانى انه قد خولف به طريق الصحابة والتابعين ويكفى هذا نقصا **وحدثنا**
سفيان بن عيينة قال سمعت خلف بن خوشب يقول كان جواب
يرد عند الذكر فقال له ابراهيم ان كنت تملكه فما ابالى ان لا اعتد به

ترجمہ مصنفؒ نے کہا کہ تولہ جادو کی قسم سے ہے جس سے شوہر کو بی بی کی محبت ہو جاتی ہے **فصل** اگر کوئی کہے
کہ ہم اس شخص کے بارے مین کلام کرتے ہین جو وجد کے دفعیہ کی محنت سے کوشش کرتا ہے مگر قدرت نہین رکھتا۔
اور مغلوب ہو جاتا ہے پھر کہان سے شیطان آگھسا تو جواب یہ ہے کہ ہم اس کا انکار نہین کرتے کہ بعض طبیعتین دفعیہ مین
کمزور ہین لیکن صادق کی پہچان یہ ہے کہ دفع کرنے پر قادر نہین ہوتا اور نہین جانتا کہ اس پر کیا گذری پس وہ اس قبیل
سے ہے جیسا اللہ تعالےٰ نے فرمایا **وخر موسى صعقا** **فصل** عبد اللہ بن وہب کے روبرو اہوال قیامت
کی کتاب پڑہی گئی وہ غش کہا کر گر پڑے اور کوئی کلمہ مونہہ سے نہین نکالا یہانتک کہ اس کے بعد چند روز مین انتقال
کر گئے **مصنفؒ** نے کہا کہ مین کہتا ہون اکثر لوگ وعظ سنکر مر گئے اور بیہوش ہو گئے ہین ہم کہتے ہین کہ وجد کرنا
جو مکاروں کی حرکتون کو شامل ہے اور زور سے چیخنا اور کج مج چلنا بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ بناوٹ ہے اور شیطان
ان لوگون کا یار و مددگار ہے **مصنفؒ** نے کہا کہ اگر کہا جائے کہ کیا صاحب اخلاص کا حق اسپر حالت طاری ہونے سے کم
ہو جائے گا۔ تو جواب دیا جائے گا۔ کہ ان دو وجہ سے ایک یہ کہ اگر اس کا علم قوی ہوتا تو ضبط کرتا دوسرے
صحابہ و تابعین کے طریقہ کے خلاف کیا گیا۔ اور یہی نقص اور کمی کا فی ہے سفیان بن عیینہ سے ہم کو حدیث
پہونچی۔ اونہون نے کہا مین نے خلف بن خوشب سے سنا ہے کہ جواب وعظ کے وقت کا نپتے تھے۔
ان سے ابراہیم نے کہا کہ اگر تم قابو رکھتے ہو تو مین کچھ پرواہ نہین کرتا ہون کہ تم کو حقیر سمجھون

وان کنت لا تملکه فقد خالفت من کان قبلک وفی روایۃ اخری فقد خالفت من ھو خیر منک قال المصنف ابراھیم ھو النخعی لفقیہ وقد کان متمسکا بالسنۃ شدید الاتباع الاثر وقد کان اجاب من الصلحین البعداء عن التصنع و ھذا خطاب ابراھیم لہ فکیف عن من لا یخفی حالہ فی التصنع فصل فاذا طرب اھل التصوف لسماع الغنا صفقوا قیل کان ابن بنان یتواجد وکان ابو سعید الخراز یصفق قال المصنف والتصفیق منکر یطرب ویخرج عن الاعتدال و یتلزء عن مثلہ العقلاء ویتشبہ فاعلہ بالمشرکین فیما کانوا یفعلونہ عند البیت من التصدیۃ وھی التی ذمھم اللہ عز وجل علیھا فقال تعالی وما کان صلاتھم عند البیت الا مکاء وتصدیۃ فالمکاء الصفیر والتصدیۃ التصفیق قال المصنف قلت وفیہ ایضا تشبہ بالنساء والعاقل یانف من ان یخرج عن الوقار الی افعال الکفار والنسوۃ فصل فاذا قوی طربھم رقصوا وقد احتج بعضھم بقولہ تعالی لایوب ارکض برجلک قال المصنف قلت وھذا احتجاج باسرد لانہ لو کان امر رکوب الرجل فربما کان لھم فیہ شبھۃ وانما امر ضرب الرجل لینبع الماء قال ابن عقیل ان اللہ لا الہ فی ھیتلے امر عند کشف البلاء بان یضرب برجلہ الارض لینبع الماء اجاز من الرقص ولئن جاز ان یکون تحریک رجل قد انحلھا تحکم الھوا ء

ترجمہ اور اگر اختیار نہیں رکھتے تو اپنے سے پہلے والوں کے خلاف کرتے ہو دوسری روایت میں ہے کہ تم اون لوگوں کی مخالفت کرتے ہو جو تم سے بہتر تھے مصنفؒ نے کہا کہ یہ ابراہیم وہی نخعی فقیہ ہیں بڑے سنت کے پابند اور نہایت اثر کے متبع تھے اور جواب نیک لوگوں میں سے اور بناوٹ سے دور تھے ابراہیم کا یہ خطاب ایسے شخص سے ہے پھر وہ انسان کس شمار میں ہے جس کی تصنع اور بناوٹ کا حال پوشیدہ نہیں فصل پھر جب اہل تصوف سماع سنکر سرور میں آتے ہیں تو تالیاں بجاتے ہیں کہتے ہیں کہ حضرت بنان وجد کرتے تھے اور حضرت ابو سعید الخراز تالیاں بجاتے تھے مصنفؒ نے کہا کہ تالیاں بجانا بُرا اور منکر ہے۔ جو طرب میں لاتا ہے اور اعتدال سے باہر کر دیتا ہے اہل عقل ایسی باتوں سے دور رہتے ہیں اور ایسا کرنیوالا مشرکین کی مشابہ ہے جیسا کہ انکا فعل بیت اللہ کے پاس آکر تالیاں بجانا تھا اسی کی مذمت اللہ تعالیٰ نے بیان فرمائی وما کان صلاتھم عند البیت الا مکاء وتصدیۃ یعنی مشرکین کی نماز بیت اللہ کے پاس آکر یہی ہے کہ فریاد کرتے ہیں اور تالیاں بجاتے ہیں۔ مصنفؒ نے کہا کہ نیز اس میں عورتوں سے مشابہت ہے اور عاقل آدمی اس بات سے پرہیز کرتا ہے کہ وقار کو چھوڑ کر مشرکین اور عورتوں کی حرکتیں اختیار کرے فصل پھر جب انکو کامل سرور ہوتا ہے تو رقص کرتے ہیں ان میں سے بعض نے یوں حجت پیش کی ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ارکض برجلک یعنی اے ایوب اپنا پاؤں زمین پر مار مصنفؒ نے کہا میں کہتا ہوں کہ یہ حجت لانا بارد ہے کیونکہ اگر یہ فرمان خوشی کے مارے زمین پر پاؤں مارنے کو ہوتا تو ان کے لئے شبہ ہو سکتا تھا پاؤں مارنیکا حکم تو فقط اس لیے تھا کہ پانی نکل آئے ابن عقیل کہتے ہیں کہ ایک مریض آدمی کا قصہ جسکو مصیبت دور کرنے کے وقت حکم دیا گیا کہ اپنا پاؤں زمین پر مار تاکہ معجزہ سے پانی نکل آوے رقص کی دلیل کہاں سے ہو گیا اور اگر ایسا جائز ہو کہ اس پاؤں کا ہلانا

دلالۃ علی جواز الرقص فی الاسلام جاز ان یجعل قولہ تعالیٰ لموسیٰ اضرب بعصاک الحجر دلالۃ علی ضرب الخادم بالقضبان نعوذ باللہ من التلاعب بالشرع واحتج بعض قاصریہم بان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لعلی انت منی وانا منک فجعل وقال لجعفر اشبہت خلقی وخلقی فجعل وقال لزید انت اخونا ومولانا فجعل ومنہم من احتج بان الحبشۃ رقصت والنبی صلی اللہ علیہ وسلم ینظر الیہم فالجواب اما الجعل فھو نوع من المشی یفعل عند الفرح فان ھو والرقص وکذلک رقص الحبشۃ نوع من المشی یتسبب بفعل اللقاء للحرب واحتج لھم ابو عبد الرحمن السلمی علی جواز الرقص بروایۃ عن ابراھیم بن محمد الشافعی ان سعید بن المسیب مر فی بعض زقۃ مکۃ فسمع الاخضر الحدی یتغنی فی دار العاص بن وائل بھذا البیت تضوع مسکا بطن نعمان ان مشت ۔ بہ زینب فی نسوۃ عطرات ۔ فلما رأت رکب النمیری اعرضت ۔ وھز من ان یلقیند خدرات ۔ قال فضرب برجلہ الارض زمانا وقال ھذا مما یلذ سماعہ وکانوا یروون الشعر لسعید بن المسیب قال المصنف قلت ھذا اسناد مقطوع مظلم لا یصح عن سعید بن المسیب ولا ھذا شعرہ کان ابن المسیب اوقر من ھذا وھذا من الابیات المشہورۃ لمحمد بن عبد اللہ بن نمیر النمیری الشاعر ولیس نمیریا وانما نسب الی اسم جدہ وھو ثقفی وزینب التی تشبب بھا بنت یوسف اخت الحجاج وسأل عبد الملک بن مروان عن الرکب ما کان فقال کانت احمرۃ عجافا

ترجمہ اسلام مین رقص کے جواز پر دلالت کرے تو جائز ہوگا کہ اللہ تعالیٰ کا حضرت موسیٰ کو یہ فرمان اضرب بعصاک الحجر یعنی اپنی لاٹھی پتھر پر مار وکھڑیون سے تاشے بجانے پر دلالت کرے ۔ نعوذ باللہ من التلاعب بالشرع بعض کم عقلون نے اس حدیث سے حجت نکالی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی سے فرمایا تم میرے ہو اور مین تمہارا ہون یہ سُنکر حضرت علی رفتار جعل چلے آپ نے حضرت زید سے فرمایا کہ تم ہمارے بھائی ہو اور آزاد کردہ ہو زید سُنکر جعل چال چلے بعض صوفیہ نے یون حجت پکڑی ہے حبشیون نے رقص کیا تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُن کی طرف دیکھتے تھے جواب یہ ہے کہ جعل ایک قسم کی رفتار ہے کہ آدمی خوشی کی حالت مین جھومتا ہوا چلتا ہے ۔ تو کہان وہ چال اور کہا یہ رقص اور علی ہذا القیاس حبشیون کا رقص کرنا ایک قسم کی چال تھی جس کی جنگ مین مقابلہ کے لئے مشق کرتے ہین صوفیہ کے لئے جواز رقص پر ابو عبد الرحمن السلمی نے یون احتجاج کیا ہے ۔ کہ ابراہیم بن محمد شافعی سے روایت ہے کہ سعید بن المسیب مکہ کی کسی گلی مین گذرے تو اخضر گویئے کو سُنا کہ عاص بن وائل کے گھر مین یہ شعر گا رہا تھا جنکا ترجمہ یہ ہے بطن نعمان مشک سی مہک اُٹھے اگر وہان زینب عطر مین بسی ہوئی عورتون کے ہمراہ گذری پھر جب نمیری کی سواریان دیکھے ۔ تو منہ پھیر لے اور وہ عورتین نمیری کی ملاقات سے پرہیز کرنے والی ہون راوی کہتا ہے کہ یہ سُنکر سعید بن مسیب نے تھوڑی دیر اپنا پاؤن زمین پر مارا اور کہا یہ وہ چیز ہے جسکا سُننا لذت بخش ہے لوگ یہ شعر سعید بن مسیب کے بیان کرتے ہین مصنف نے کہا کہ مین کہتا ہون یہ اسناد مقطوع اور مظلم ہے ابن مسیب سے صحیح نہین اور نہ یہ اُن کے شعر ہین ایسی باتون سے ابن مسیب زیادہ عالی وقار تھے یہ اشعار محمد بن عبد اللہ بن نمیر نمیری شاعر کے مشہور ہین وہ نمیری نہین تھا اپنے دادا کیطرف منسوب ہے ۔ اور ثقفی ہے اور زینب جسکی نسبت اسکے حق گیجاتی ہے وہ یوسف کی بیٹی حجاج کی بہن ہے اُس سے عبد الملک بن مروان نے پوچھا تھا کہ تیرے شعر مین یہ سواریان کیا چیز ہین جواب دیا کہ تمہارے پاس کچھ

حملت علیها قطرانا من الطائف فضحک واٰمر الحجاج ان لا یؤذیه قال المصنف ثم لو قدر ان ابن المسیب ضرب برجله الارض فلیس فی ذلک حجة علی جواز الرقص فان الانسان قد یضرب الارض برجله او ید قها بید لشئ یسمعه ولا یسمی ذلک رقصا فما اقبح هذا التعلیق وان ضرب الارض بالقدم مرة او مرتین من رقصهم الذی یخرجون به عن سمت العقلاء ثم دعونا من الاحتجاج تعالوا انتقاضی الی العقول ای معنی فی الرقص الا اللعب الذی یلیق بالاطفال وما الله فیه من تحریک القلوب الی الاخرة هذه والله مکابرة باردة ولقد حدثنی بعض المشائخ عن الغزالی انه قال الرقص حماقة بین الکتفین لا تزول الا بالتعب وقال ابن عقیل قد نص القرآن علی النهی عن الرقص فقال تعالی ولا تمش فی الارض مرحا وذم المختال والرقص شدة المرح والبطر ولسنا الذین قسنا النبیذ علی الخمر لاتفاقهما فی الاطراب السکر فما بالنا لا نقیس القضیب والطنبور والشعر علی الطنبور والمزمار والطبل لاجتماعهما فی الاطراب وهل شئ یذهب بالعقل والوقار ویخرج عن سمت الحلم والادب اقبح من رقص لحیته فکیف اذا کانت شیبة ترقص وتصفق علی وقاع الالحان والقضبان خصوصا ان کانت اصوات نسوان ومردان وهل تحسن عین بین یدیه الموت والسوال والحشر والصراط

ترجمہ جن پر طائف سے رال بار کر کے لایا تھا عبد الملک ہنس پڑا اور حجاج کو حکم دیا کہ اسے ایذا نہ دے مصنفؒ نے کہا پھر اگر ہم مان بھی لیں کہ ابن المسیب نے اپنے پاؤں زمین پر مارے تو یہ جواز رقص پر حجت نہیں کیونکہ اکثر اوقات آدمی اپنا پاؤں زمین پر مارتا ہے یا کوئی چیز سنکر زمین کو ٹھونکتا ہے اور اسکو رقص نہیں کہتے پس یہ تعلیق کسقدر قبیح ہے اور کیا پاؤں کا ایک یا دو بار زمین پر مارنا اور کجا ان لوگوں کا وہ رقص کہ اہل عقل کے طریقہ سے باہر چلے جاتے ہیں پھر ہم احتجاج سے درگذر کر کے بلاتے ہیں کہ آؤ ہم تم عقل کے پاس چل کر قضیہ فیصل کریں رقص میں کونسی بات ہے بجز اس کے کھیل ہے جو لڑکوں کے لائق ہے اور یہ جو دعوے ہے کہ اس میں قلوب کو آخرت کی طرف تحریک ہوتی ہے تو یہ بات بیحد از بردستی ہے بعض مشائخ نے مجکو غزالیؒ سے خبر پہونچائی کہ انہوں نے کہا رقص ایک حماقت ہے دونوں شانوں میں جو بغیر محنت کے زائل نہیں ہوتی ابن عقیل نے کہا کہ قرآن میں قطعی طور پر رقص سے ممانعت ہے اللہ تعالےٰ نے فرمایا ولا تمش فی الارض مرحا یعنی زمین پر خوش ہوتا ہوا نہ چل اللہ تعالیٰ نے مختال یعنی اترا کر چلنے والے کی مذمت فرمائی اور رقص نہایت ہی خوشی اور اترانا ہوتا ہے بھلا کیا ہم وہی لوگ نہیں کہ ہم نے نبیذ کو شراب پر قیاس کیا ہی بوجہ اس کے کہ سرور لانے اور نشہ پیدا کرنے میں دونوں متفق ہیں پر ہمیں کیا ہو گیا کہ لکڑی بجانا اور اس کے ساتھ اشعار گانا طنبورا اور مزمار اور طبل پر قیاس نہ کریں کیونکہ دونوں طرب و سرور لانے میں متحد ہیں اور کیا ڈاڑھی والے آدمی سے کوئی شے جو عقل و وقار کو عیب لگاوے اور علم و ادب کے طریقہ سے نکال دے قبیح تر ہوگی پھر کیا کہا جاوے جبکہ بڈھے الحان اور لکڑیوں کے بجنے پر رقص کریں اور تالیاں بجائیں خاصکر اگر عورتوں اور مردوں کی آوازیں ہوں اور کیا تم پسند کرتے ہو کہ جس شخص کے سامنے موت اور سوال اور حشر اور صراط ہوں

ترجمہ پھر اس کا ٹھکانا بہشت و دوزخ دونمین سے ایک جگہ ہو وہ رقص سے یون اوچھلے جیسے چوپائے اچھلتے ہین اور اس طرح تالیان بجائے جس طرح عورتین بجاتی ہین خدا کی قسم مینے اپنے زمانے مین وہ مشائخ دیکھے ہین جن کا مسکرانے مین بھی کوئی دانت ظاہر نہین ہوا پھ جائیکہ ان کو ہنسی آئے باوجودیکہ مین ہمیشہ اُن کی صحبت مین رہا جیسے شیخ ابوالقاسم بن زیدان اور عبدالملک بن بشران اور ابوطاہر بن علاف اور جنید اور دینوری فصل جبکہ صوفیہ مین بحالت رقص خوب طرب قرار پکڑتا ہو ان مین سے ایک کنتی بٹھی ہوئے کو کھینچ لیتا ہے کہ اسکی ساتھ اوٹھکڑا ہوا اور ان کے مذہب مین یہ بات جائز نہین کہ جسکو کھینچا جائے وہ بیٹھا رہے جب وہ کھڑا ہوتا ہے تو اسکی پیروی کی وجہ سے باقی لوگ بھی اوٹھ کھڑے ہوتے ہین پھر اگر کوئی ان مین سے اپنا سر کھول لیتا ہے تو باقی بھی اس کی موافقت مین اپنے سرون کو ننگا کر لیتے ہین اور عاقل آدمی پر پوشیدہ نہین کہ سر کھولنا قبیح ہے اور اس مین آہیت کا دور کرنا اور ترک ادب ہے صرف مناسک حج مین اللہ تعالے کے آگے اظہار عبودیت اور عاجزی کے لئے واقع ہوتا ہے فصل جب انکا سرور زیادہ ہوتا ہے تو کپڑے اوتار کر گانے والے پر پھینکدیتے ہین بعض تو اوسی طرح سالم و درست پھینکدیتے ہین اور بعض انکو پہاڑ ڈالتے ہین پھر پھینکتے ہین اور ان کے لئے بعض جہال نے یہ حجت پکڑی ہے کہ وہ اپنے آپ سے گذر جاتے ہین لہذا ملامت نکرنا چاہئے کیونکہ جب موسی علیہ السلام کو اپنی قوم کی گوسالہ پرستی کا غم ہوا تو توریت کے تختے پھینکدیے اور اُن کو توڑ ڈالا اور کچھ خبر نہ تھی کہ کیا کیا جواب یہ ہے کہ ہم کہتے ہین موسی علیہ السلام کی نسبت اس امر کی تصحیح کسنے کی کہ انہون نے تختے اس طرح پھینکے جیسے کوئی توڑ ڈالنا چاہتا ہے اور قرآن شریف مین جو مذکور ہے تو انکا ڈالدینا ہی بس یہی کافی ہے یہ بات کہانسے نکلی کہ وہ ٹوٹ گئے ہم یہ کیونکر کہدین کہ انہون نے توڑنے کا قصد کیا تھا پھر اگر موسی علیہ السلام کے بارے مین اسکو صحیح بھی مان لیں تو ہم کہین گے کہ وہ اسوقت بیخود تھے کہ اگر اس گھڑی ان کے سامنے آگ کا دریا بھی ہوتا تو اس مین داخل ہو جاتے ؛

ومن يصحح لهولاء غيبتهم وهم يعرفون المغنى من غيره ويحذرون من بقربه لو كانت عندهم تركيف يقاس احوال الانبياء احوال هؤلاء السفهاء ولقد رأيت شابا من الصوفية يمشي في الاسواق يصيح والعوام يضحكون خلفه وهو يدبر ويخرج الى الجمعة فيصير صحيحا ثم يصلي الجمعة فيسكت عن صلوته ان كانت وقت صلوته غائبا فقط بطل وضوءه وان كان حاضرا وهو متصنع وكان هذا الرجل جلدا لا يعمل شيئا بل يدار له بزنبيل في كل يوم فيجمع له ما يأكلون هو واصحابه فهذه حالة المتأكلين لا المتوكلين ثم لو قدرنا ان القوم صحيحون عن غيبة فان تعرضهم بما يغلظ على العقول من سماع ما يطرب منهي عنه كالتعرض بكل ما غالبه الاذى وقد سئل ابن عقيل عن تواجدهم وتخريق ثيابهم فقال خطأ حرام قد نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن اضاعة المال وعن شق الجيوب فقال له قائل فانهم لا يعقلون ما يفعلون قال ان حضروا هذا الامكنة مع علمهم ان الطرب يغلب عليهم فيزيل عقولهم اثموا بما يدخل عليهم من التخريق وغيره مما يفسد ولا يسقط عنهم خطاب الشرع لانهم غاطبون قبل الحضور بتجنب هذه المواضع التي تفضي الى ذلك كما هم منهيون عن شرب المسكر فاذا سكروا وجب منهم اتلاف الاموال لم يسقط الخطاب لسكرهم هذا الطرب الذي يسميه اهل التصوف وجدا ان صرفوا فيه فليسكر طيبوا ازكنيوا افسدوا مع الصحو

ترجمہ اس گروہ کی نسبت بیخودی کون صحیح بتاتا ہے حالانکہ یہ لوگ گانے والے کو غیبوں سے تمیز کر لیتے ہیں اور ان کے پاس کنوان ہو تو اس سے بچتے ہیں پھر انبیاء علیہم السلام کے احوال ان احمقوں پر کیونکر قیاس کئے جا سکتے ہیں صوفیہ میں سے میں نے ایک جوان کو بازار میں دیکھا کہ شور مچاتا تھا اور عوام لوگ اوسکے پیچھے جاتے تھے وہ غصے میں بھرا بڑا تا تھا اور نماز جمعہ کے لئے جاتا تھا کئی نعرے مارتا تھا اور پھر جمعہ کی نماز پر پڑھتا تھا نماز سے خاموش ہو جاتا تھا اب اگر یہ شخص نماز پڑھنے کیحالت میں غائب و بیخود تھا تو اس کا وضو باطل ہو گیا اور اگر ہوش تھا تو وہ محض بناوٹ ہے اور یہ شخص تن و توش والا تھا کوئی کام نہ کرتا تھا ہر روز اس کے واسطے ایک زنبیل گھر گھر پھیری جاتی تھی تو اسقدر کھانا جمع ہو جاتا تھا کہ وہ اور اسکے ساتھی کھاتے تھے پس یہ حالت کھانے والوں کی ہے توکل کرنیوالوں کی نہیں پھر اگر ہم مان لیں کہ یہ لوگ بیخودی کیوجہ سے شور کرتے ہیں تو انکا ایسی طرب انگیز چیز کے سننے کو جانا جو عقل پر پردہ ڈالتی ہے ممنوع اور منہی ہے جیسا کہ ہر اس چیز کے پاس جانا جسمیں آزار غالب ہو ابن عقیل سے ان لوگوں کے وجد کرنے اور کپڑے پھاڑنے کے بارے میں پوچھا گیا جواب دیا کہ خطا ہے حرام ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مال ضائع کرنے اور گریبان پھاڑنے سے منع فرمایا پوچھنے والے نے ابن عقیل سے پوچھا کہ وہ لوگ بالکل نہیں جانتے کہ کیا کرتے ہیں جواب دیا کہ اگر باوجود اس علم کے طرب اُنپر غالب ہو گا اور ان کی عقل زائل کر دیگا وہ ان مقاموں میں حاضر ہوں گے تو گنہگار ہوں گے بوجہ اس حالت کے جو اپنے گذرتی ہے کپڑے پھاڑنا وغیرہ جسمیں شی کا فاسد کرنا ہے اور اُن سے خطاب شرعی ساقط نہ ہو گا کیونکہ وہ اس مجلس میں حاضر ہونیسے پہلے مخاطب ہیں کہ ان مقامات سے باز رہیں جہاں ایسی حالت کو پہنچیں جسطرح انکو نشہ کی چیز پینے سے منع کیا گیا ہے اب اگر وہ نشہ میں سرشار ہو جاویں اور اس حالت میں انسے مال ضائع کرنا سرزد ہو تو خطاب الٰہی بوجہ اُنکے مست و بیخود ہونیکے ساقط نہ ہو گا یہ طرب اور سرور جسکو اہل تصوف وجد کہتے ہیں اگر اس میں صادق ہیں تو طبیعت پر نشہ غالب ہو گیا اور اگر کاذب ہیں تو باوجود ہوش میں ہونیکے مال ضائع کرتے ہیں

فلا سلامة فيه مع الحالين وتجنب مواضع الريب واجب واحتج لهم ابن طاهر في تخريجهم الثياب لحديث عائشة قالت نصبت حجلة لي فيها رقم فمدها النبي صلى الله عليه وسلم فشقها قال المصنف فانظر الى فقه هذا الرجل المسكين كيف يقيس حال من يمزق ثيابه فيفسدها وقد نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن اضاعة المال على مد ستر البيت فانشق لا عن قصد فشم لو قدرنا انه قصد شقه جاز على وجه العقوبات في المنهيات كما امر بكسر الدنان في الخمر فان ادعى محرز ثيابه انه غائب قلنا الشيطان غيبك لانك لو كنت مع الحق لحفظك الحق لا يفسد وعن ابي عمران الجوني قال وعظ موسى بن عمران يوما فشق رجل منهم قميصه فاوحى الله عز وجل الى موسى عليه السلام قل لصاحب القميص لا يشق قميصه بل ينشرح لي عن قلبه فصل وتكلم مشايخ الصوفية في الخرق المرمية فقال محمد بن طاهر الدليل على ان الخرقة اذا طرحت صارت ملكا لمن طرحت بسببه حديث جرير جاء قوم مجتابي النمار فحرض رسول الله صلى الله عليه وسلم على الصدقة فجاء رجل من الانصار بصرة فتتابع الناس حتى رأيت كومين من ثياب وطعاما قال والدليل على ان الجماعة اذا طرحت مواعيد تفرقي الخرق اسهم حديث ابي موسى قال قدمنا بعد خيبر ثلث فاسهم لنا

ترجمہ بہرحال دونوں صورتوں میں سلامتی نہیں اور شک و شبہ کے مقامات سے بچنا واجب ہے ابن طاہر نے اس قوم کے لئے اس حدیث سے حجت پکڑی ہے کہ حضرت ام المؤمنین عائشہؓ نے فرمایا میں نے اپنے لئے ایک حجلہ نصب کیا تھا جس میں نقش اور بیل بوٹے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے کھینچا اور چاک کر دیا مصنفؒ نے کہا اس بیچارے غریب آدمی کے فقہ پر غور کرنا چاہیئے کہ جو شخص اپنے کپڑے پھاڑتا ہے حالانکہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے مال ضائع کرنے سے منع فرمایا ہے اوس کی حالت کو اس پر قیاس کرتا ہے کہ گھیرنے کے لئے پردہ کھینچا جائے اور بلا قصد پھٹ جائے اگر یہی مان لیں کہ آپ نے اُسکے چاک کر دینے کا قصد کیا تھا تو بروجہ تنبیہ جائز ہے جیسا کہ ممنوعات میں کیا جاتا ہے چنانچہ آپ نے شراب کے بارے میں اُس کے مٹکے توڑ ڈالنے کا حکم دیا تھا اب اگر کپڑے پھاڑنیوالا آدمی یہ دعوٰی کرے کہ وہ بیخود ہے تو ہم جواب دینگے کہ تجکو شیطان نے بیخود بنا دیا۔ اگر تو حق کے ساتھ ہوتا تو محفوظ رہتا کیونکہ حق فاسد نہیں ہوتا ابو عمران الجونی نے کہا کہ ایک روز موسےٰ بن عمران علیہ السلام نے وعظ بیان کیا سامعین میں سے ایک شخص نے اپنا کرتا پھاڑ ڈالا تو اللہ تعالیٰ نے حضرت موسےٰ کو وحی بھیجی کہ اس کرتے والے سے کہدو کہ کرتا نہ پھاڑے بلکہ میرے لئے اپنا قلب صاف کرے فصل مشائخ صوفیہ نے پھینکے ہوئے خرقوں کے بارے میں کلام کیا ہے محمد بن طاہر نے کہا کہ اس بات کی دلیل کہ خرقہ جب پھینکا جاتا ہے اس شخص کی ملک ہو جاتا ہے جسکی وجہ سے پھینکا گیا حضرت جریر کی یہ حدیث ہے کہ کچھ لوگ پوستین پہنے ہوئے آئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو صدقہ کی ترغیب دی ایک انصاری ایک تھیلی لائے انکو دیکھکر اور لوگ بھی پے در پے لانے لگے حتی کہ میں نے دو ڈھیر غلہ اور کپڑوں کے دیکھے ابن طاہر نے کہا کہ اس امر کی دلیل کہ جب لوگ خرقوں کی تقسیم ہونیکے وقت آئیں تو انکا حصہ لگایا جائیگا حضرت ابو موسیٰ کی حدیث ہے کہ ہم لوگ خیبر کے بعد تین دن آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارا حصہ لگایا۔

قال المصنف قلت لقد تلاعب هذا الرجل بالشريعة واستخرج بسوء فهمه ما يظنه يوافق مذهب المتاخرين من الصوفية فانا ما عرفنا هذا في ائمتهم وبيان فساد استخراجه ان هذا انما خرق الثوب ومحق به ان كان حاضرا فما جاز له تخريقه وان كان غائبا فكذلك يزعم ان توبه كالشئ الذي يقع من الانسان ولا بد له منه ولا يجوز لاحد ان يتملكه ان رماه في حال حضوره لا على احد فلا وجه لتملكه ولو رماه على المغنى لم يملكه لان التمليك لا يكون الا بعقد شرعي الرمي ليس بعقد ثم نقول انه ملك للمغنى فما وجه تصرف الباقين فيه ثم اذا تصرفوا فيه خرقوه خرقا وذلك لا يجوز لوجهين احدهما انه تصرف فيما لا يملكونه والثاني انه اضاعة للمال ثم ما وجه سهام من لم يحضر فاما حديث ابي موسى فقال العلماء منهم الخطابي يحتمل ان يكون رسول الله صلى الله عليه وسلم اعطاه عن رضي ممن شهد الوقعة او من الخمس الذي هو حق من حضر ولا يعطي من الخرق لمن جاء وهذا مذهب خارج عن اجماع المسلمين وما اشبه ما وضع هؤلاء بآرائهم الفاسدة الا بما وضعت الجاهلية من احكام البحيرة والسائبة والوصيلة والحامي قال ابن طاهر جمع مشائخنا على ان الخرقة المرقعة وان تمزق من الخرق الصحاح والطاقات ان ذلك كله يكون حكمه الجمع يعملون فيه بآراء المشائخ واحتجوا بقولهم الخرقة لمن شد الخرقة وخالفهم شيخنا ابو اسمعيل الانصاري فجعل الخرقة على ضربين

ترجمہ مصنفؒ کے کہا کہ یہ شخص شریعت کے ساتھ کھیل کرتا ہے اور کج فہمی سے جو باتین متاخرین صوفیہ کے مذہب کے موافق پاتا ہے نکالتا ہی کیونکہ ہمنے متقدمین صوفیہ مین یہ باتین نہین دیکھین اور اس شخص کے استخراج کی قباحت کا بیان یہ ہے کہ وہ شخص جسنے چاک شدہ خرقہ پھینکا ہے اگر اپنے آپ مین تھا تو اسکو اسکا چاک کرنا جائز نہ تھا اور اگر اُن کے خیال کے مطابق خودی سے گذرا ہوا تھا تو اس کا کپڑا اس چیز کی مانند ہوگا جو بیخبری مین انسان سے گر پڑے کسی دوسرے کو جائز نہین کہ اس کا مالک بنے اور اگر اس شخص نے بحالت ہوش اپنا کپڑا پھینکا مگر کسی آدمی پر نہین ڈالا تو اس کے مالک بنجانے کی کوئی وجہ نہین کیونکہ بغیر عقد شرعی کے کسیکو مالک نہین بنا سکتے اور پھینکدینا عقد نہین ہی پھر ہم مانتے ہین کہ وہ کپڑا لگانے والے کی ملکیت ہی تو اور لوگون کے اوسمین تصرف کرنے کی کیا وجہ ہے پھر جب اسمین تصرف کرتے ہین تو اس کے کئی ٹکڑے کر دیتے ہین اور یہ دو وجہون سے جائز نہین اول یہ کہ وہ ایسی چیز مین تصرف کرتے ہین جس کے مالک نہین اور دوم یہ کہ مال کا ضائع کرنا ہی پھر جو شخص موجود نہین اس کا حصہ لگانیکی کیا وجہ ہے اگر حضرت ابو موسی کی حدیث کو کہا جائے تو خطابی وغیرہ علمانے کہا ہے کہ یہان احتمال ہوسکتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کو جانہ ین جنگ کی خوشی سے دیا ہو۔ یا اس پانچوین حصہ مین سے عطا کیا ہو جو آپ کا حق تھا اور بنا بر مذہب صوفیہ یہ کپڑے کی ٹکڑی ہر ایک آنیوالے کو ملتے ہین اور یہ مذہب اجماع مسلمین سے خارج ہے اگر سچ پوچھئے تو یہ لوگ جو کچھ اپنی بیہودہ رایون سے مقرر کرتے ہین کسقدر اس حالت سے ملتی جلتی ہے جو زمانہ جاہلیت کے بایسمین بحیرہ اور سائبہ اور وصیلہ اور حام کے احکام کی قسم سے بیان کی گئی ہی ابن طاہر نے کہا کہ ہمارے مشائخ نے اجماع کیا ہے کہ چاک شدہ خرقے اور جو کچھ ان کے ساتھ درست خرقے انکے موافق ہون وہ سب کے سب مجموع کے حکم پر ہین مشائخ اس مین جسطرح چاہین تصرف کرین اور انکی حجت حضرت عمر کا یہ قول ہی کہ غنیمت اس کے لیے ہو جو حاضر تھا اور ہمارے مذہب مین ہمارے شیخ ابو اسمعیل انصاری کے خلاف ہین وہ خرقون کے دو حصے کرتے ہین

ماکان مجروحا قسم علی الجمع وما کان سلیما دفع الی القتول و احتج بحدیث سلمۃ من قتل القتیل
قالوا سلمۃ بن الاکوع قال لہ سلیہ اجمع فالقتل اتم وجد من جھۃ القتول فالسلیہ یقال المصنف نضر
اللہ وجھہ اخوانی عصمنا اللہ وایاکم من تلبیس ابلیس لی تلاعب ھؤلاء الجھلۃ بالشریعۃ واجماع مشائخھم
الذین لا یستاھون بعبرۃ فان مشائخ الفقہاء اجمعوا علی ان الموھوب لمن وھب لہ سواء کان مجروحا او
سلیما ولا یجوز لغیرہ التصرف فیہ لان سلب القتیل کلما علیہ فما بالھم جعلوہ ما رمی بہ ثم ینبغی
ان یکون الامر علی عکس ما قالہ الانصاری لان المجروح مزالتیاب ما کان بسبب الوجد فینبغی ان یکون
المجروح المغنی دون السلیم وکان قولھم ھذا محال وھذیان وحکی ابو عبد اللہ التکریتی الصوفی عن ابی الفتوح الاسفرائنی وکنت
قد رأیتہ وانا صغیر السن وقد حضر فی جمع کثیر ربانا وھناک الخ واللہ صیاد وقاف بحلاجل فقام یرقص حتی وضعت عمامتہ فبقی مکشوف الرأس
تعالی الی التکریتی یا قریب یا مجیب ثم ذکر ان الرقص فی الخف خطأ عند الکل فانفرد وخلعہ ثم نزع ممطرا کان علیہ فوضعہ بین یدیہ کفارۃ
لذلک فیجب ان یتوبوا عما قد تسموہ خرقا قال ابن طاھر والدلیل علی ان الذی یصرح الخرقۃ لا یجوز ان یشتریھا من الجمع

ترجمہ جو پاک شدہ دین سب کو تقسیم کیے جائیں اور جو سالم و درست ہیں قاتل کو دیئے جائیں اور حضرت سلمہ کی
حدیث سے جو ہمارے اصحاب نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ فلاں مقتول کو کس نے قتل کیا۔
لوگوں نے عرض کیا کہ سلمہ نے مارا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ سلمہ کی کو اسکا سارا رخت ملے گا پس یہاں پر قتل فقط
قوال ہی طرف سے پایا گیا ہے لہذا رخت اسی کو ملے گا مصنف نے کہا میرے بھائیو خدا ہمیں تمہیں ابلیس
سے محفوظ رکھے ذرا ان نادانوں کے شریعت کے ساتھ کھیل کرنے کو غور کرو اور ان کے مشائخ کا اجماع دیکھو جو اونٹ
کی مینگنی پر اعتبار نہیں کرتے کیونکہ مشائخ فقہا اسپر اجماع کرتے ہیں کہ ہبہ کردہ چیز اس شخص کی ہے جسے ہبہ کی گئی خواہ ٹوٹی پھوٹی
ہو یا صحیح و درست ہو۔ اور غیر موہوب لہ کو اس میں تصرف کرنا جائز نہیں پھر یہ سمجھو کہ مقتول کا رخت تو وہ ہے
جو اس کے جسم پر ہے ان لوگوں کو کیا ہو گیا کہ رخت اسی کو کہتے ہیں جو پھینک دیا گیا پھر زیبا تو یوں ہے کہ انصاری
کے قول کے برعکس عمل درآمد ہو کیونکہ کپڑوں میں جو پھٹے ہوئے ہیں وہ بسبب وجد کے ہیں۔ لہذا یوں چاہئے کہ قوال کو پھاڑ
شدہ میں اور درست نہ دیں غرضکہ اس بارے میں اس فریق کے تمام اقوال بیہودہ اور خرافات ہیں ابو عبد اللہ
تکریتی صوفی نے مجھ سے بیان کیا کہ میں نے صغیر سنی میں ابو الفتوح اسفرائنی کو دیکھا ہے وہ ایک مجلس صوفیہ میں بہت
بڑی جماعت میں موجود تھے جہاں ڈھول باجا اور دف اور گھنگرو بجتے تھے ابو الفتوح اونچکر رقص کرنے لگے یہاں تک
کہ انکا عمامہ گر پڑا وہ اسی طرح کھلے سر رہے تکریتی نے کہا کہ ابو الفتوح نے ایک روز رقص کیا اور سوزہ پہنے ہوئے تھے پھر جب
آیا کہ سوزہ سمیت رقص کرنا صوفیہ کے نزدیک خطا ہے تو دونوں نے سوزہ اتار ڈالا پھر ایک پیراہن جو پہنے ہوئے تھے اتارا اور اس گناہ
کے کفارہ میں جماعت کے سامنے کہدیا لوگوں نے اسکو پارہ پارہ کر کے باہم تقسیم کر لیا ابن طاہر نے کہا کہ جو خرقہ پہننے کا حق نہ رکھتا ہو

حدیث عمر لا تعودن فی صدقتک **قال المصنف** انظر الی بعد هذا الرجل عن فهم معنی الحدیث فان الخرقة المطروحة باقیة علی ملک صاحبها فلا تحتاج الی ان یشتریها **فصل** واما تقطیعهم الثیاب المطروحة خرقا وتفریقها **فقل** بینا انه ان کان صاحب الثواب رماه الی المضغم لیملکه بنفس الرمی حتی یملکه ایاه فاذا ملکه ایاه فما وجه تصرف الغیر فیه **ولقد** شهدت بعض فقهائهم یخرق الثیاب ویقسمها ویقول هذه الخرق ینتفع بها ولیس هذا بتفریط فقلت وهل التفریط الا هذا **ورأیت** شیخا اخر منهم یقول خرقت خرقا فی بلدنا فاصاب رجل منها خریقة فعملها کنفا فباعها بخمسة دنانیر فقلت له ان الشرع لا یجیز هذه الرعونات لمثل هذه النوادر فاعجب من هذین الرجلین ابو حامد الطوسی فانه قال یباح لهم تمزیق الثیاب اذا خرقت قطعا مربعة تصلح لترقیع الثیاب والسجادات فان الثوب یمزق حتی یخاط منه قمیص ولا یکون ذلک تضییعا ولقد عجبت من هذا الرجل کیف استلبه حب مذهب التصوف عن اصول الفقه ومذهب الشافعی فنظر الی انتفاع خاص ثم ما معنی قوله مربعة فان المطاولة

ترجمہ اس کی دلیل حضرت عمرؓ کی یہ حدیث ہے کہ صدقہ کرکے واپس نہ لو مصنفؒ نے کہا کہ دیکھنا چاہیئے کہ یہ شخص حدیث کے معنی سمجھنے سے کس قدر دور ہے کیونکہ خرقہ تو ہنوز اپنے مالک کی ملک میں باقی ہے اسکو خریدنے کی حاجت نہیں **فصل** باقی رہا یہ کہ صوفیہ پھینکے ہوئے کپڑے کو ٹکڑے کرتے ہیں اور باہم بانٹتے ہیں تو ہم بیان کر چکے کہ اگرچہ مالک لباس نے اس کو تو اس کی طرف پھینکا ہے لیکن فقط پھینکدینے سے اس کو دے نہیں دیا کہ وہ اس کا مالک بن بیٹھا پھر جب وہ تو اس کا مالک بن گیا تو غیر کے تصرف کی اسمیں کیا وجہ ہے **بعض** فقہائے صوفیہ کے پاس میں گیا جو خرقہ پھاڑتے تھے اور تقسیم کرتے تھے اور کہتے تھے کہ ان خرقوں سے نفع اوٹھایا جاتا ہے اور یہ کوئی تفریط نہیں میں نے کہا کہ اس کے سوا اور تفریط کسے کہتے ہیں اسی طرح ایک اور شیخ کو میں نے دیکھا جو کہتے تھے کہ میں نے اپنے شہر میں خرقے پھاڑ کر تقسیم کئے ایک خرقہ ایک آدمی کو ملا اسنے اسکا ایک دوسرا لباس بنا کر پانچ دینار میں فروخت کر دیا۔ میں نے اون سے کہا ان نادر باتوں کے لئے شریعت یہ رعونتیں جائز نہیں رکھتی پھر ان دونوں شیخوں سے زیادہ تعجب ابو حامد طوسی پر ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ صوفیہ کو کپڑوں کا پارہ پارہ کرنا جائز ہے بشرطیکہ مربع ٹکڑے پھاڑے جائیں۔ جو کہ کپڑوں اور جانمازوں میں پیوند لگانے کے کام آسکیں۔ کیونکہ ایسا ہوتا ہے کہ کپڑا پھاڑ ڈالا جاتا ہے اور اس کا کرتا بنا لیا جاتا ہے۔ اور اس کو تضییع نہیں کہتے۔ میں اس شخص پر تعجب کرتا ہوں۔ کہ مذہب تصوف کی محبت نے اس کو اصول فقہ اور مذہب شافعی سے کیسا مسلوب الحواس کر دیا۔ کہ خاص انتفاع پر نظر رکھتا ہے۔ پھر اس کے کیا معنی کہ مربع ٹکڑے ہوں طول میں

ینتفع بہا ثم لو فرق الثوب یضاف فہی لا ینتفع بہا ولو کسر لسیف نصفین لا ینتفع بالنصف بخلاف الشرع تیلیح الفوائد العامۃ ولیسی ما ینقص عنہا الا انتفاع اتلافا ولہذا نہی عن کسر الدراہم الصحیحۃ لانہ یذہب منہ قیمتہ بالاضافۃ الی الکسور فلیس العجب فی تلبیس ابلیس علی الجہال منہم بل علی الفقہاء الذین اختاروا ابداع الصوفیہ علی حکم ابی حنیفۃ والشافعی **فصل** ولقد ہربوا فیما ابتدعوا واقاموا لہم اعذارہن الی ہواہم مال **ولقد** ذکر محمد بن طاہر فی کتابہ فقال باب لسنۃ فی اخذ شیء من المستغفر واحتج بحدیث کعب بن مالک فی توبتہ یخزیک الثلث ثم قال باب الدلیل علی ان من وجبت علیہ غرامۃ فلم یؤدہا الزموہ اکثر منہا واستدل بحدیث معاویۃ بن حیدۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال فی الزکوۃ من منعہا فانا اخذہا وشطر مالہ قال المصنف قلت فانظر الی تلاعب ہؤلاء وجہلہم ہذا الحجۃ لہم وتسمیۃ ما یلزمہ یعضہم مما تلزمہ غرامۃ وتسمیۃ ذلک واجبا ولیس لنا غرامۃ ولا واجبا الا بالشرع ومتی اعتقد الانسان ما لیس بواجب واجبا فقد کفر ومن مذہبہم کشف الرأس عند الاستغفار وہذہ بدعۃ لتسقط المروۃ وتنافی الوقار ------

ترجمہ پھاڑنے سے بھی نفع اوٹھا سکتے ہین اور تلوار کے اگر توڑکر برابر برابر دو ٹکڑے کر لئے جائین تو ایک ٹکڑے سے نفع نہین اُٹھا سکتے علاوہ ازین شریعت عام فائدون کو دیکھتی ہے اور جس چیز کے انتفاع مین نقصان آئے اُسکو تلف کر دینا کہتے ہین اسی لئے ثابت درہم کا توڑنا ممنوع ہے کیونکہ ٹوٹنے کی وجہ سے اس کی قیمت کم ہوجاتی ہے شیطان اگر جہال صوفیہ کو فریب مین لے آئے تو کچھ تعجب نہین تعجب تو ان عالموں پر ہے جنہون نے ابو حنیفہ اور شافعی کے حکم کو چھوڑ کر صوفیہ کی بدعتین اختیار کی ہین **فصل** ان صوفیہ نے جو بدعتین ایجاد کین ہین اُن مین عجیب عجیب باتین نکالین ہین اور جو لوگ ان کی خواہش نفسانی کی جانب مائل ہوئے ہین اونہون نے ان کے لئے عذر ڈہونڈے ہین **محمد بن طاہر** نے اپنی کتاب مین ایک باب باندہا ہے جس کا عنوان یہ ہے **باب** توبہ کرنیوالے سے کچھ تاوان لینے کے بارے مین سنت کیا ہے اور کعب بن مالک کی حدیث سے حجت لی ہے کہ اُن کی توبہ کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارے لئے تہائی مال صدقہ دینا کافی ہے پھر کہا باب سبا کی دلیل ہین کہ جس شخص پر تاوان واجب ہو اور وہ اس کو ادا نہ کرے تو تاوان سے زیادہ اس پر لازم کردین اور معاویہ بن حیدہ کی حدیث سے دلیل پکڑی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زکوۃ کے حق مین فرمایا کہ جو شخص زکوۃ کو روکے گا مین اس سے زکوۃ اور اس کا آدھا مال لونگا مصنف نے کہا مین کہتا ہون کہ ان لوگون کے کھیل کرنے کو دیکھو اور اس صوفیہ کے لئے حجت لانے والے کی جہالت پر غور کرو کہ جو چیز اونہون نے ایک شخص پر خود مل کر لازم کر دی اس کا نام تاوان رکہا ہے اور اس کو واجب بتاتے ہین حالانکہ ہمارے واسطے کسی شے کا تاوان ہونا اور واجب ہونا فقط شریعت کی طرف سے ہے اور جبکہ انسان غیر واجب کو واجب اعتقاد کریگا تو یہ اعتقاد اسکو کافر بنا دیگا **صوفیہ** کا مذہب ہے کہ استغفار و توبہ کیوقت سر کھولے حالانکہ یہ بدعت اور خلاف مروت ہے

ولم یرد الشرع بکشفه فی الاحرام ما کان یکون له وجه واما حدیث کعب بن مالک فانه قال ان من توبتی ان انخلع من مالی فقال له رسول الله صلی الله علیه وسلم یجزیک ان تمسک الثلث لاعلی سبیل الالتزام له وانما یترع عن ذلک واخذ منه ان الزم الشرع تارک الزکوة ما یزید علیها عقوبة من الزامهم المزید غرامة لاتجب علیه فاذا امتنع ضاعفوها ولیس لهم الالزام انما یفید بالزام الشرع وحده وهذا کله یحمل وتلاعب بالشریعة فهؤلاء الخوارج علیها حقا ذکر تلبیس ابلیس علی کثیر من الصوفیة فی صحبة الاحداث قال المصنف اعلم ان اکثر الصوفیة المتصوفة قد سدوا علی انفسهم باب النظر الی النساء الاجانب لبعدهم عن مصاحبتهن وامتناعهم من مخالطتهن واشتغلوا بالتعبد عن النکاح واتفقت صحبة الاحداث لهم علی وجه الارادة وقصد الرفقة فاما لهم ابلیس ایهم واعلم ان المتصوفة فی صحبة الاحداث علی سبعة اقسام القسم الاول احبث القوم وهم ناس یشتبهون بالصوفیة ویقولون بالحلول عن ابی نصر عبد الله بن علی السراج قال بلغنی ان جماعة من الحلولیة زعموا ان الحق اصطفی اجسادا حرمها بمعانی الربوبیة ومنهم من قال هو حال فی المستحسنات وذکر ابو عبد الله بن خفیف ان طائفة من الصوفیة قالوا ان الله زین الدنیا واجاز ان یکون وصفه الادم ولم یاکونحالا فی الصور الحسنة حتی یستشهدوا فی رویتهم الغلام الاسود

ترجمہ اور احرام کی حالت مین سر کھولنے کے لئے اگر شریعت نہ وارد ہوتی تو کوئی اور وجہ نہ تھی باقی رہی یہ حدیث کہ کعب بن مالک نے کہا میری توبہ یہ ہو کہ اپنے مال مین سے کچھ نکالون رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تہائی مال کافی ہے یہ فرمانا کوئی لازم کردینے کی راہ سے نہ تھا صرف گناہ سے پاک کرنا تھا اور اُنسے مال لے لیا گیا اور کہا شریعت کا یہ لازم کرنا کہ جو شخص زکوة نہ دے تو سزا کے طور پر اس سے اور زیادہ لیا جاوے اور کہان اس قوم کا یہ تاوان کے طور پر زیادتی کا لازم کرنا پھر اگر وہ نہ دے تو اسکو دوچند کردیتے ہین۔ حالانکہ اُن کو لازم ہی کردینا نچاہیئے۔ لازم کردینا فقط شریعت کے اختیار ہے۔ اور یہ سب حرکتین نادانی اور شریعت کے ساتھ کھیلنا ہے درحقیقت یہ لوگ شریعت پر حملہ کرنیوالے ہین (**اکثر صوفیہ کو نوجوانون کی صحبت کے بارہ مین تلبیس ابلیس کا بیان**) جاننا چاہیئے کہ اکثر صوفی نے اپنے اوپر نوجوان عورتون کو دیکھنے کا دروازہ بند کرلیا ہے لہذا وہ اونکی مصاحبت سے دور رہتے ہین اور اُن کے ساتھ اختلاط کرنے سے باز رہتے ہین اور نکاح کو چھوڑکر عبادت الٰہی مین مشغول ہوجاتے ہین اور ارادت کے طور پر اور تعلیم زہد کی غرض سے اونکے ساتھ نوجوانونکی صحبت کا اتفاق ہوتا ہے ابلیس اونکو ان کی طرف مائل کردیتا ہے اور جاننا چاہیئے کہ نوجوانون کی صحبت کے بارے مین صوفیہ سات قسم کے ہین اول سب سے زیادہ خبیث ہین یہ وہ لوگ ہین جو صوفیہ کی مانند بنتے ہین اور حلول کے قائل ہین **ابو نصر عبد اللہ بن سراج** کہتے ہین مجھے خبر ملی ہے کہ حلولیہ گروہ مین سے ایک جماعت کا یہ خیال ہے کہ اللہ تعالےٰ نے بہت سے جسمون کو اپنے حلول کرنے کے لئے اختیار فرمایا ہے اور یہ ربوبیت کے معنی ہین بعض کہتے ہین کہ اللہ تعالیٰ کا حلول خوبصورت اشیا مین ہے ابو عبد اللہ ابو خفیف نے ذکر کیا ہے کہ صوفیہ کی ایک جماعت کا قول ہے کہ وہ اللہ تعالےٰ کو دنیا مین دیکھتے ہین اور اس بات کو جائز رکھتے ہین اللہ آدمی کی صفت مین ہو اور اچھی صورتون مین اسکے حلول کرنے سے انکار نہین کرتے حتی کہ بسا اوقات جنسی لڑکے کو دیکھتے ہین اور

والقسم الثانی قوم یتشبهون بالصوفیة فی ملبسهم ویقصدون والقسم الثالث قوم یمیلون النظر الی المستحسن وقد صنف ابو عبد الرحمن السلمی کتابا سماہ سنن الصوفیة فقال فی آخر الکتاب **باب** فی **جوامع رخصهم** ذکر فیه الرقص والغنا والنظر الی الوجه الحسن وذکر فیه ما روی عن النبی صلی الله علیه وسلم انه قال ثلاثة تجلو البصر النظر الی الخضرة والنظر الی الماء والنظر الی الوجه الحسن قال المصنف هذان الحدیثان لا اصل لهما عن رسول الله صلی الله علیه وسلم اما الحدیث الاول فاخبرنا به عبد الاول بن عیسی عن نافع عن ابن عمر ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال اطلبوا الخیر عند حسان الوجوه قال یحیی بن معین ومحمد بن عبد الرحمن لیس بشیء قال المصنف قد ورد هذا الحدیث من طرق قال العقیلی لا یثبت عن رسول الله صلعم فی هذا شیء واما الحدیث الآخر فانبانا ابو منصور بن خیرون عن ابن عبید الریحانی قال سمعت ابا الفتح وهب بن وهب یقول کنت ادخل علی الرشید وابنه القاسم بین یدیه فکنت ادمن النظر الیه فقال ارانک تدمن النظر الی القاسم تریدان تجعل انقطاعه الیک قلت اعیذک بالله یا امیر المؤمنین ان ترمینی بما لیس فی وانما دمانی النظر الیه فان جعفر الصادق حدثنا عن ابیه عن جده علی بن الحسین عن ابیه عن جده قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ثلاثة یزدن فی قوة البصر النظر الی الخضرة والی الماء الجاری والی الوجه الحسن

ترجمہ دوسری قسم وہ لوگ ہیں جو صوفیہ کیساتھ اپنی لباس میں تشبیہ اختیار کرتے ہیں۔ اور ان سے قربت رکھتے ہیں۔ اور تیسری قسم وہ لوگ ہیں۔ جو اچھی چیز کو دیکھنا مباح جانتے ہیں **ابو عبد الرحمن السلمی** نے ایک کتاب موسوم بسنن الصوفیہ تصنیف کی ہے آخر کتاب میں اس عنوان کا باب باندھا ہے (**باب** ان چیزوں کے بیان میں جن کے لئے صوفیہ کے نزدیک رخصت ہے) اس باب میں رقص اور غنا اور اچھی صورت کا دیکھنا بیان کیا ہے اور وہ حدیث لکھی ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے۔ کہ فرمایا تم خیر کو اچھی صورتوں کے پاس طلب کرو اور نیز فرمایا کہ تین چیزیں بینائی کو جلا بخشتی ہیں سبزہ دیکھنا پانی دیکھنا اچھی صورت دیکھنا **مصنف** نے کہا کہ ان دونوں حدیثوں کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی اصل نہیں ہے پہلی حدیث کی اسناد میں ہے کہ **عبد الاول** بن عیسے نے نافع سے خبر دی وہ ابن عمر سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خیر کو اچھی صورتوں کے پاس ڈھونڈو **یحیی بن معین** کہتے ہیں کہ رواۃ حدیث میں محمد بن عبد الرحمن کوئی چیز نہیں **مصنف** نے کہا کہ یہ حدیث کئی طریقوں سے روایت کی گئی ہے **عقیلی** کہتے ہیں کہ اس بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ ثابت نہیں اور باقی رہی دوسری حدیث اس کی اسناد یہ ہے کہ ہم سے ابو منصور بن خیرون نے بیان کیا انسے ابن عبید ریحانی نے کہا کہ میں ابو الفتح وہب بن وہب سے سنا کہتے تھے کہ میں ہارون رشید کے پاس جایا کرتا تھا اور اس کے سامنے اس کا بیٹا قاسم ہوتا تھا میں اسکی طرف ٹکٹکی لگائے رہتا تھا ہارون رشید نے کہا کہ میں تجکو دیکھتا ہوں کہ تو قاسم ہی کی طرف نگاہ رکھتا ہے کیا تیرا یہ ارادہ ہے کہ قاسم تیرا ہی ہو رہے میں نے کہا اے امیر المؤمنین خدا کی پناہ مجکو اس بات کی تہمت نہ لگائیے جو میرے جی میں نہیں اور میری قاسم کی طرف نظر جمائے رہتا ہوں تو مجھے امام جعفر صادق نے بیان کیا کہ اُن کے باپ ان کے دادا علی بن حسین سے روایت کرتے تھے اور اُن کے باپ نے ان کے دادا حضرت علی سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تین چیزیں ہیں جنکا دیکھنا بینائی کی قوت زیادہ کرتا ہے سبزہ اور بہتا ہوا پانی اور اچھی صورت ۔

قال المصنف قلت هذا حديث موضوع ولا يختلف العلماء في البختري انه كذاب وضاع ثم قد كان ينبغي لابي عبد الرحمن السلمي اذا ذكر النظر الى المستحسن ان يقيده بالنظر الى وجه الزوجة والمملوكة فاما اطلاقه فخيبة سوء وقال شيخنا محمد بن ناصر الحافظ كان ابن طاهر المقدسي قد صنف كتابا في جواز النظر الى المرد وقال المصنف قلت الفقهاء يقولون من ثارت شهوته عند النظر الى الامرد حرم عليه ان ينظر اليه ومتى ادعى الانسان انه لا يثور شهوته عند النظر الى الامرد المستحسن فهو كاذب وانما ابيح على الاطلاق لئلا يقع الحرج لكثرة المخالطة بالمنع فاذا وقع الالحاح في النظر دل على العمل مقتضى ثوران الهوى قال سعيد بن المسيب اذا رايتم الرجل يديم النظر الى غلام امرد فاتهموه النسم الربيع قوم يقولون نحن لا ننظر نظر شهوة وانما ننظر اعتبارا ولا يضرنا النظر وهذا محال منهم فان الطبع تتساوى فيه الاحاد تميزه عن ابناء جنسه في الطبع ادعى المحال وقد كشفنا هذا اول كلامنا في السماع حدثنا ابو حمزة الصوفي عن عبد الله بن الزبير الحنفي قال كنت جالسا مع النضر الغنوي وكان من المبرزين العابدين فنظر الى غلام جميل فلم تزل عيناه واقفتين عليه حتى دنا منه فقال له سالتك بالسميع وغرة الربيع وسلطانه المنيع الا وقفت علي اروى من النظر اليك فوقف قليلا ثم ذهب يمضي فقال له سالتك بالحكيم المجيد

ترجمہ مصنفؒ نے کہا میں کہتا ہوں کہ یہ حدیث موضوع ہے اور ابو البختری کے بارے میں علماء کا کچھ اختلاف نہیں کہ وہ جھوٹا اور حدیث بنانیوالا ہے پھر ابو عبد الرحمن سلمی کو یوں چاہیے تھا کہ جب اچھی چیز کا دیکھنا ذکر کیا تھا تو اسکو بی بی اور مملوکہ لونڈی کا پہرہ دیکھنے پر موقوف رکھتا بالکل مطلق رکھنا ظاہر کرتا ہے کہ انکو بدی سے محبت ہے محمد بن ناصر الحافظ ہمارے شیخ نے بیان کیا کہ ابن طاہر مقدسی نے ایک کتاب تصنیف کی ہے جس میں امردوں کو دیکھنے کا جواز لکھا ہے مصنفؒ نے کہا کہ جس شخص کی شہوت امرد کی طرف دیکھنے میں حرکت میں آئے تو اُس کو دیکھنا حرام ہے اور جب انسان یہ دعوی کرے کہ خوبصورت امرد کے دیکھنے سے اس کی شہوت کو جوش نہیں ہوتا تو وہ جھوٹا ہے اور مطلق طور پر اس لئے مباح کر دیا گیا کہ لامحالہ بچوں سے خلط ملط بکثرت ضرور ہوتا ہے تو اس میں حرج و مشکل نہ پڑے اور جب دیکھنے میں مبالغہ واقع ہو تو یہ حرکت دلیل ہے کہ خواہش نفسانی کے جوش کا تقاضا ہے سعید بن مسیبؒ نے کہا جب تم کسیکو دیکھو کہ امرد لڑکے کو نظر جما کر دیکھ رہا ہے تو اسکو تہمت لگا دو۔ چوتھی قسم وہ گروہ ہے جو کہتے ہیں کہ ہم شہوت کی نگاہ سے نہیں دیکھتے بلکہ عبرت حاصل کرنے کی غرض سے نظر کرتے ہیں اور ہم کو اس دیکھنے سے کوئی نقصان نہیں پہنچتا حالانکہ انکا یہ قول غلط ہے کیونکہ سب طبیعتیں مساوی نہیں ہیں جو شخص یہ دعوی کرے کہ وہ طبیعت میں اپنے ہمجنسوں سے جدا ہے تو ایک محال کا دعوے کرتا ہے اس بات کو ہم پہلے سماع کے بیان میں وضاحت کے ساتھ لکھ چکے ہیں ابو حمزہ صوفی نے ہمسے بیان کیا کہ عبد اللہ بن زبیر حنفی نے کہا کہ میں ابو نضر غنوی کی پاس بیٹھا تھا اور وہ ایک خوش شکل جوان نے ایک حسین لڑکے کو دیکھا ان کی دونوں آنکھیں اس لڑکے کی طرف گڑ کر رہ گئیں یہانتک کہ اس کے قریب ہو گئے اور اس سے کہنے لگے کہ میں تجھے سوال کرتا ہوں کہ خدا سمیع اور اسکی عزت رفیع اور سلطان منیع کے واسطے میرے آگے کھڑا رہ میں جی بھر کر تجھے دیکھ لوں لڑکا تھوڑی دیر کھڑا رہا پھر چلنے لگا تو اس سے کہنے لگے کہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ اوس حکیم و مجید

الکریم المبدئ المعید الا وقفت فوقفت ساعۃ فاقبل یصعد النظر فیہ ویصوبہ ثم ذھب لیمضی فقال سألتک بالواحد الاحد الجبار الصمد الذی لم یلد ولم یولد الا وقفت فوقف ساعۃ فنظر الیہ طویلا ثم ذھب لیمضی فقال سألتک باللطیف الخبیر السمیع البصیر وعز لا یس لہ نظیرا الا وقفت فوقف ساعۃ فاقبل ینظر الیہ ثم طرق رأسہ الی الارض ومضی الغلام فرفع رأسہ بعد طویل وھو یبکی **وقال** لقد ذکرنی ھذا النظر ربی لیہ وجھا جلّ عن التشبیہ وتقدس عن التمثیل وتعاظم عن التحدید واللہ لاجھدن نفسی فی بلوغ رضاہ بجاھدی فی جمیع اعدائہ ومواکاتی لاولیاءہ حتی اصیر الی ما ارادتہ من نظری الی وجھہ الکریم بہائہ العظیم **ولوددت** انہ قد ارانی وجھہ وحبسنی فی النار ما دامت السموت والارض ثم غشی علیہ **وحدثنا** محمد بن عبد اللہ الفراری قال سمعت خیر النساج یقول کنت مع محارب بن حسان الصوفی فی مسجد الخیف وھو یناجی اللہ اذ اقبل الینا غلام جمیل من اھل المغرب فرأیت محاربا ینظر الیہ نظرا انکرتہ فقلت لہ بعد ان قام انک نظرت الی ھذا الغلام نظرا لا ینظر الا المفتون فقال لی تفرد ھذا یا شھم فی القلب الطرف ام تعلم انہ قد منعنی مرارا لوقع عرفی شراک ابلیس قلت وما ھن قال ستر الایمان وعفۃ الاسلام واعظمھا عندی الحیاء من اللہ ان یطلع علیّ وانا حائم

ترجمہ اور کریم ومبدی ومعید کے واسطے کھڑا رہ۔ وہ لڑکا کھڑی پھر کھڑا رہا، اس کو سر سے پاؤں تک دیکھنے لگے پھر وہ چلنے لگا تو اس سے کہنے لگے کہ میں تجھ سے ہوں کہ اس واحد احد اور جبار وصمد کے واسطے جو لم یلد ولم یولد ہے کھڑا رہ۔ لڑکا کچھ دیر کھڑا رہا۔ انہوں نے خوب دیکھا پھر چلنے لگا تو بولے میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ اس لطیف وخبیر اور سمیع وبصیر اور خدائے بے شبہ ونظیر کے واسطے ذرا کھڑا رہ لڑکا کھڑا ہو گیا وہ اس کی طرف دیکھتے رہے پھر اپنا سر زمین کی طرف جھکایا اور وہ لڑکا چلا گیا بہت دیر کے بعد سر اوپر اٹھایا تو رو رہے تھے اور کہتے تھے کہ اس لڑکے کے چہرے کی طرف دیکھنے سے مجھکو ذات یاد آگئی جو تشبیہ سے عالی اور تمثیل سے پاک اور حد وحدود سے مبرا ہے خدا کی قسم میں اس کی رضا جوئی کے لئے اپنی جان کو اس کے دشمنوں سے جہاد کی مشقت میں ڈالونگا اور اس کے دوستوں سے محبت رکھونگا یہانتک کہ میری مراد حاصل ہو یعنی اس کی اچھی صورت اور پاکیزہ طلعت دیکھنے پاؤں (یعنی قیامت میں) اور مجھے تمنا ہے کہ کاش وہ مجھے اپنا دیدار دیکھنے دے اور تا قیام زمین وآسمان مجھکو آگ میں قید رکھے یہ کہہ کر غش کھا کر گر پڑے **محمد بن عبد اللہ** فراری نے ہم سے بیان کیا۔ کہ میں نے خیر نساج سے سنا کہتے تھے کہ میں مسجد خیف میں احرام باندھے ہوئے۔ محارق بن حسان صوفی کے ساتھ تھا کہ اہل مغرب میں سے ایک خوبصورت لڑکا ہمارے پاس آ بیٹھا تو میں نے محارق کو دیکھا کہ اس لڑکے کی طرف اس طور سے نظر کرتے تھے جسکو میں نے کہ وہ جانا جب وہ لڑکا چلا گیا تو میں نے اُن سے کہا کہ تم حالت احرام میں ہو اور یہ مہینہ حرمت کا ہے اور یہ شہر مبارک حرمت والا ہے اور مشعر حرام میں موجود ہو اس حال میں میں نے تم کو دیکھا کہ اس لڑکے کو ایسی نگاہ سے دیکھتے تھے کہ مفتونوں کے سوا اسطرح کوئی نہیں دیکھتا محارق نے جواب دیا کہ اے پُر شہوت دل اور آنکھ والے کیا تو مجھسے یوں کہتا ہے کیا تو نہیں جانتا کہ مجھ کو دام ابلیس میں پھنسنے سے تین چیزیں روکتی ہیں میں نے پوچھا وہ کیا چیزیں ہیں کہا ایمان کا پردہ اور اسلام کی عفت اور سب سے بڑی چیز اللہ تعالیٰ سے شرمانا ہے کہ وہ اس پر مطلع نہ ہو کہ میں اس بُری بات کی طرف راغب ہوں

علی منکرہا فی عنفوان صباہ حتی اجتمع الناس علینا قال المصنف انظروا الی جہل الاحمق الاول ورمزہ الی التشبیب وان تلفظ بالتنزیہ والی حماقۃ ہذا الثانی الذی ظن ان المعصیۃ ہی الفاحشۃ فقط وما علم ان نفس النظر بشہوۃ یحرم ومعاناۃ نفسہ اثر الطبع بدعواہ التی تدل بہا شہوتہ للنظر وقد حدثنی بعض العلماء ان صبیا امرد حکی لہ قال قال لی فلان الصوفی وہو یحدثنی یا بنی للہ الیک اقبال والتفات حیث جعل حاجتی الیک وحکی ان جماعۃ من الصوفیۃ دخلوا علی احمد الغزالی وعندہ امرد وہو خارج الیہ وبینہما مودۃ وہو ینظر الی دنانیرہ فلما جلسوا قال بعضہم لعلنا کدرنا فقال ای واللہ فصالح الجماعۃ علی سبیل التواجد وحکی لی ابو الحسین بن یوسف انہ کتب الیہ فی رقعۃ انک تحتاج الی مالک الترکی فقرأ الرقعۃ ثم استدعی الغلام فصعد بہ الی المنبر فقبل عینیہ وقال ہذا جواب الرقعۃ قال المصنف قلت لا عجب من فعل ہذا الرجل والقائہ جلباب الحیاء عن وجہہ وانما العجب من البہائم الحاضرین کیف سکتوا عن الانکار علیہ ولکن الشریعۃ بردت فی قلوب کثیر من الناس وانبانا ابو الطیب الطبری قال بلغنی عن ہذہ الطائفۃ التی تسمع السماع انہا تضیف الیہ النظر الی وجہ الامرد

ترجمہ جس سے اوسنے مجکو منع فرمادیا یہ کہکر پیچھا چھوڑا کہ پڑے یہانتک کہ لوگ ان کے گرد جمع ہوگئے مصنفؒ نے کہا مین کہتا ہون کہ مذکور القبل احمق کی جہالت کو دیکھنا چاہئے اور اسکی تشبیب کی رمز پر غور کرنا چاہئے اگرچہ تنزیہ کا قائل ہے اور اس دوسرے کی حماقت پر نظر کرنا چاہئے کہ فقط فعل فاحش ہی کو گناہ خیال کرتا ہے اور یہ نہین جانتا کہ نفس شہوت سے نگاہ ڈالنا حرام ہے اور اپنی ذات سے طبیعت کا اثر اس دعوی سے زائل کردیا جس سے اسکی نظر شہوت کو لذت حاصل ہوتی تھی بعض علمانے مجھ سے کہا کہ ایک والد نے مجھ سے بیان کیا کہ فلان صوفی جو مجھ سے محبت رکھتا تھا کہنے لگا اے بیٹا تجھپر اللہ تعالی کی خاص عنایت و توجہ ہے کہ مجکو تیرا محتمند بنایا نقل کرتے ہین کہ صوفیہ کی ایک جماعت احمد غزالی کے پاس گئی تو ان کے پاس ایک امرد لڑکا دیکھا وہ اُس کے ساتھ خلوت مین بیٹھے تھے اور دونون کے بیچ مین ایک گلاب کا پھول تھا احمد کبھی گلاب کو دیکھتے تھے اور کبھی لڑکے کو جب وہ صوفیہ آکر بیٹھے تو ان مین سے کسی نے کہا کہ غالبا ہم لوگون نے آکر آپ کو مکدر کیا جواب دیا کہ ہان ہان بیشک خدا کی قسم پھر سب نے ملکر وجد و حال کے طور پر نعرہ مارا ابو الحسین بن یوسف نے مجھ سے بیان کیا کہ انہون نے احمد غزالی کو ایک رقعہ مین لکھا کہ تم اپنے ترکی غلام کو چاہتے ہو۔ انہون نے رقعہ پڑھا اور غلام کو بلایا۔ اور ساتھ لیکر منبر پر چڑھے اور اسکی دونون آنکھون کا بوسہ لیکر کہا کہ اس رقعہ کا جواب یہ ہے مصنفؒ نے کہا کہ اس شخص کی یہ حرکت اور اپنے چہرہ سے پردہ شرم و حیا اوٹھا دینا تو کوئی تعجب کی بات نہین تعجب تو ان گدھون پر ہے جو وہان حاضر تھے کہ انہون نے کیونکر اعتراض کرنے سے خاموشی اختیار کی ہے لیکن افسوس کہ شریعت کی گرمی اکثر لوگون کے دلون مین سرد ہوگئی ابو الطیب طبری نے ہم سے بیان کیا کہ اس قوم کی نسبت جو لوگ سنتے ہے مجکو خبر ملی ہے کہ یہ لوگ سماع کے ساتھ امرد کی طرف نظر کرنے کو بھی حلال کرتے ہین۔

وربما زینته بالحلی والمصبغات من الثیاب والحواشی وتزعم انہا ایمان والنظر الیہم اعتبار واستدلال بالصنعۃ علی الصانع وھذا النہایۃ فی متابعۃ الھوی ومخادعۃ العقل ومخالفۃ العلم قال اللہ تعالی وفی انفسکم افلا تبصرون وقال افلا ینظرون الی الابل کیف خلقت وقال اولم ینظروا فی ملکوت السموات والارض فعدلوا عما امرھم اللہ بہ من الاعتبار الی ما ذکرھم عنہ وانما یفعل ھذا الطائفۃ ما ذکرناہ تعتبر اول الاوان الطیبۃ والمآکل الشھیۃ فاذا اشتغلت منہا نفوسھم طالبتہم بما یتبعہا من السماع والرقص والاستماع بالنظر الی وجوہ المرد ولو انہم تعقلوا من الطعام لم یجیبوا الی السماع ونظر قال ابو الطیب وقد اخبر بعضہم فی شعرہ عن احوال المستمعین للغناء وما یجدونہ فی حال السماع فقال اذکرونا وقد اجتمعنا علی طیب السماع الی الصباح ودارت بیننا کاسا کأنہا قبس فاسکرت النفوس بغیر راح فلم ترقیہم الا نشاطا سرورا والسرور ھناک صاح اذا بکی اخر الذی اخر الذی فیہ مناد الوحا الوحا یا ملاح ولم نملک سوی الہجیر شیئا بادرناہا لاحظ ملاح قال فاذا کان السماع تائبین فی قلوبھم

ترجمہ اور بسا اوقات امرد کو زیورات اور رنگین کپڑوں اور زرین لباس سے آراستہ و پیراستہ کرتے ہین اور گمان کرتے ہین کہ یہ حرکت عین ایمان ہے اور امرد کو دیکھنے سے عبرت حاصل ہوتی ہے اور صنعت سے صانع پر استدلال لاتا ہے حالانکہ ان باتون مین نہایت ہی خواہش نفسانی کا بندہ ہونا اور عقل کو فریب دینا اور علم کے خلاف کرنا ہے قال اللہ تعالی وفی انفسکم افلا تبصرون یعنی اللہ تعالے کی آیتین خود تمہاری ذاتون مین موجود ہین کیا تمہین نظر نہین آتا اور فرمایا افلا ینظرون الی الابل کیف خلقت کیا اونٹ کی طرف نظر نہین کرتے کہ کس طور پر پیدا کیا گیا ہے اور فرمایا اولم ینظروا فی ملکوت السموات والارض کیا زمین و آسمان کی کائنات پر غور نہین کرتے جس چیز سے عبرت حاصل کرنے کا حکم اللہ تعالے نے دیا تھا اُس کو چھوڑ کر یہ لوگ اس مین پڑ گئے جس سے منع فرمایا اور اصل یہ ہے کہ یہ گروہ فقط عمدہ عمدہ غذائین اور لذیذ کھانے کھا کھا کر مذکورہ حرکتین کرتے ہین جب غذاؤن سے ان کے جی خوب بھر جاتے ہین تو بیاض اور راگ اور خوبصورت امرد کو دیکھنا اس قسم کی خواہشون مین پڑ جاتے ہین اور اگر کہین کھانا نہ کھائین تو سماع اور نظر کے پاس نہ جائین ابو الطیب نے کہا کہ راگ سننے والون کا حال اور جو کچھ سماع کی حالت مین اپنی کیفیت گذرتی ہے کسی صوفی نے چند اشعار مین صاف کہول دیا ہے ان اشعار کا ترجمہ یہ ہے جس حال مین کہ ہم صبح تک دل پسند راگ سننے کو جمع ہوئے ہین تو کیا اب بھی اپنے وقت کو یاد کرین ہم مین راگون کے پیالون کا دور چل رہا ہے جن سے ہماری جانین بغیر شراب کے نشہ مین سرشار ہو گئین محفل مین جو ہے سرور کی مارے نشہ مین ہے اور اس مجلس مین فقط سرور ہی سو شیار رہی اس محفل مین جب لہو لعب کا منادی پکارتا ہے کہ لکین معشوقون کی طرف چلو تو لذت و لطف اوٹھاؤ تو ملا جواب دیتا ہے کہ حاضر ہوا اور سماع کے پاس دل خوشنودہ کے سوا کچھ نہین جسکو ہمنے نگہ دیر رہا دین ابو الطیب کہتے ہین جبکہ سماع کی تاثیر دلون مین یہ ہے

ماذکرہ ھذا القائل فکیف یجدی السماع نفعا ویفید فائدۃ وقال ابن عقیل قول من قال لا اخاف من رؤیۃ
الصور المستحسنۃ لیس بشیء فان الشریعۃ جاءت عامۃ الخطاب لا یتمیز الا خواص وایات القرآن تنکر ھذا
الدعاء قال اللہ تعالی قل للمؤمنین یغضوا من ابصارھم وقال افلا ینظرون الی الابل کیف خلقت والی
السماء کیف رفعت والی الجبال کیف نصبت فلم یحل بالنظر الا علی ما لا میل للنفس الیہا ولا حظ للھوی فیہا
بل عبرۃ لایمان جما شتھی ولا یعتریہا لذۃ فاما صور الشہوات فانہا تعتبر عن العبر بالشھوۃ وکل صورۃ
معرۃ لا ینبغی ان ینظر لانہا قد تکون سببا للفتنۃ ولذلک ما بعث سبحانہ امرأۃ بالرسالۃ ولا جعلہا قاضیا
ولا اماما ولا مؤذنا کل ذلک لانہا محل فتنۃ وشہوۃ وربما قطعت عزما قصدتہ الشریعۃ بالنظر فکل من
قال انما اخذ من الصور المستحسنۃ عبر الذ بناہ وکل من میز نفسہ بطبیعۃ تخرجہ عن طباع عنا بالدعوی کذبنا فانا
خدع الشیطان المدعین القسم الخامس قوم صحبوا القرآن ومنعوا انفسہم من الفواحش یعتقدون فی ذلک مجاھدۃ وما علموا ان
ارتفاع حجبہم والنظر الیہم بشھوۃ معصیۃ وھذا من خذلان الیقوبۃ المذمومۃ وقد کان ماوقع علیہ اخبرنا ابو الحسن علی بن ثابت قال انشدنا ابو علی الوزیر یار

ترجمہ جو اس شاعر نے بیان کی تو پھر سماع کیونکر کوئی نفع پہونچا سکتا ہے اور کوئی فائدہ بخش سکتا ہے ابن عقیل نے کہا۔ جو
شخص یون کہتا ہو کہ مجھ کو اچھی صورتون کے دیکھنے سے کچھ خوف نہین تو اُس کا یہ قول کوئی چیز نہین ہے کیونکہ شریعت
کا خطاب ہر ایک کے لیے عام طور پر ہے کسی کو ممتاز نہین کیا۔ اور قرآن شریف کی آیتین ایسے دعوٰی کا انکار کرتی ہین اللہ نے فرمایا
قل للمومنین یغضوا من ابصارھم یعنی اے رسول ان اہل ایمان سے کہدیجئے کہ اپنی آنکھین نیچی رکھا کرین اور فرمایا
افلا ینظرون الی الابل کیف خلقت الخ یعنی کیا اونٹ کو نہین دیکھتے کہ کس صورت پر مخلوق ہوا۔ اور آسمان کی طرف نگاہ
نہین اٹھاتے کہ کس طرح بلند کیا گیا۔ اور پہاڑون پر نظر نہین کرتے کہ کیونکر نصب کئے گئے پس انہین صورتون کا دیکھنا جائز ہوا
جن کی طرف نفس کو کچھ رغبت نہین اور جن مین خواہش نفسانی کا کچھ حصہ نہین بلکہ یہ وہ عبرت ہے جس مین ذرا بھی شہوت کی آمیزش
اور لذت کا طلاؤ نہین لیکن شہوت انگیز صورتون کی تو یہی تعبیر کی جائیگی کہ شہوت کے ساتھ عبرت حاصل کی جاتی ہے اور ہر ایک
صورت باعث گناہ ہے اس قابل نہین کہ اُسپر نگاہ ڈالی جائے کیونکہ اکثر فتنہ کا سبب ہوتی ہے اسی لئے اللہ تعالیٰ نے کسی عورت کو
پیغمبر بنا کر مبعوث نہین فرمایا اور نہ اسکو قاضی یا امام یا مؤذن بنایا یہ سب کچھ اسی واسطے ہے کہ عورت آفت اور شہوت کی محل ہے۔
اور اکثر اوقات عورت کو دیکھنے سے شریعت کا مقصود منقطع ہو جاتا ہے اب جو شخص یون کہے کہ مین اچھی صورتون سے عبرت لیتا ہون
تو ہم اسکو جھوٹا بتائینگے اور جو کوئی اپنے آپ کو بہیمت مین ہماری طبیعتون سے ممتاز سمجھے ہم اس کے دعوٰی کو باطل کرینگے یہ باتین
صرف شیطان کا مکر و فریب ہے کہ دعوٰی کرنیوالون کو دھوکا دیکر کہا ہی پانچوین قسم کے صوفیہ وہ مین جو لڑکون سے صحبت رکھتے ہین اور اپنے
نفس کو فواحش سے روکتے ہین اور اسکو مجاہدہ و نفس کشی اعتقاد کرتے ہین اور یہ نہین جانتے کہ فقط لڑکون سے صحبت رکھنا اور انکی طرف
شہوت سے دیکھنا ہی گناہ ہے اور اُسپر بڑے صوفیون کی خصلتین ہین اور ان کے قدما جو اسی مذہب کے تھے احمد بن علی بن ثابت نے ہمکو خبر دی کہ ابو علی

اثره فی روض المحاسن مقلتی واضع نفسی ان تنال محرابه واحمل من ثقل الهوی ما لو انه
علی الجبل الصلد الاصم تهدما قال المصنف وسیاتی حدیث یوسف بن الحسین وقوله وعاهدت ربی ان لا اصحب احدا ما امکنه
فضیحنی الی قوام القدر وغیر الیسیر وعن ابی المختار الضبی قال حدثنی ابی قال قلت لابی الکیست الاندلسی وکان من
الاولیاء ارض الله حدثنی بعجب ما رایت من الصوفیة قال صحبت رجلا منهم یقال له عمر خاکان من سبا فاسلم وتصوف
رایت معه غلاما جمیلا لا یفارقه وکان اذا جاء اللیل قام فصلی ثم ینام الی جانبه ثم یقوم فزعا فیصلی ما قدر ثم یعود فینام الی جانبه ایضا حتی یفعل ذلک
مرارا فی اللیلة فاذا اقبل السحر او کاد یسفر او تنور فجر رفع یدیه فقال اللهم انک تعلم ان اللیل قد مضی علی سلیما
لم اقترف فیه فاحشة ولا کتبت علی لحظة فیه معصیة وان الذی امرنی بقبلی لو حملته الجبال لتصدعت او کان بالارض لتدکدکت
یقول یا لیل اشهد بما کان منی فیک فقد منعنی خوف الله عز وجل عن طلب الحرام وتعرض الآثام ثم یقول
لسیده انت تجمع بیننا علی تفرق وبیننا یوم تجمع فیه الاسباب فاقمت معه مدة طویلة فما رایته الا یفعل ذلک
فی کل لیلة واسمع هذا القول منه فلما هممت بالانصراف من عنده قلت اسمعتک تقول اذا انقضی اللیل عنک

ترجمہ میں اپنی آنکھوں کو حسن خوبی کے باغ میں سیر کراتا ہوں اور اپنے نفس کو حسن علم کے تمرکب ہونے سے باز رکھتا ہوں
اور میں عشق و محبت کا اتنا بوجھ اٹھائے ہوئے ہوں کہ اگر سخت اور مضبوط پہاڑ اٹھائے تو منہدم ہو جائے۔ مصنف نے کہا کہ
عنقریب یوسف بن الحسین کی حدیث اور ان کے اس قول کا بیان آئیگا کہ میں نے اپنے خدا سے سوا یہ عہد کیا کہ کسی نوجوان حسین
کے پاس نہ بیٹھوں گا پھر سبھی قدر اور تھوڑی بھری آنکھیں دیکھ کر عہد توڑ ڈالا۔ ابو المختار الضبی کہتے ہیں کہ میں نے ابو الکیست
صوفی سے کہا اور وہ بڑے سیاح آدمی تھے۔ کہ صوفیوں کی اپنی دیکھی ہوئی کوئی عجیب بات ہمیں
کہنے لگے کہ صوفیہ میں سے ایک شخص کی جسکا نام عمر خاکان تھا وہ پیارا موسی تھا پھر مسلمان
اور صوفی بن گیا میں نے اسکے ساتھ ایک خوبصورت لڑکا دیکھا جسے وہ کبھی جدا نہ کرتا تھا اور جب رات آتی تھی تو وہ اٹھتا
پھر اسکے پہلو میں لیٹتا تھا۔ پھر گھبرا کر اٹھتا تھا پھر جب صبح روشن ہو جاتی یا قریب صبح ہونیکے ہوتا تو وہ تڑپتا تھا پھر اسکی
لیٹتا تھا حتی کہ یہ حرکت رات میں بارہا کرتا تھا پھر جب صبح روشن ہو جاتی یا قریب صبح ہونیکے ہوتا تو وہ تڑپتا تھا پھر اسکی
طرف دونوں ہاتھ اٹھا کر کہتا تھا کہ خداوندا تو خوب جانتا ہے کہ آج کی رات مجھ پر ساتھی سے گذری اس رات میں نے کوئی
بدکی خواہش نہیں کی اور گناہ کا نہیں نے میرے نامۂ اعمال میں کوئی گناہ نہیں لکھا حالانکہ اس لڑکے کی محبت میرے دل
پوشیدہ ہے اگر اسکو پہاڑ بھی اٹھائیں تو ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں اور اگر زمین اٹھائے تو شق ہو جائے پھر کہتا تھا
اسکی گواہ رہنا مجھکو اللہ کی خواہش حرام کی اور گناہ کے تعرض سے باز رکھا ہے کہ اے خدا
رکھنا اور جس روز سب احباب اکٹھے ہونگے مجھکو جدا نہ کرنا۔ ابو المختار کہتے ہیں میں صوفی کے پاس
تھا اور میں اسکی یہی باتیں سنتا تھا پھر جب میں اس کے پاس سے واپس آنے کا ارادہ کیا تو اس سے کہا کہ یہ کیا بات ہے کہ جب رات گذر جاتی ہے

کذا وکذا فقال اوتسمعنی قلت نعم قال فواللہ یا اخی ما لی الا ذاری من قلبی ما لو دار ر سلطان من رعیته لکان من اللہ حقیقا بالمغفرة فقلت وما الذی یدعوك الی ھذه الحالة من تخاف علی نفسك العنت من قبله وقال ابو محمد بن جعفر بن عبد اللہ الصوفی قال ابو حمزة الصوفی رأیت ببیت المقدس فتی من الصوفیة یحب غلاما مدة طویلة فمات الفتی وطال حزن الغلام علیه حتی صار جلدا وعظما فاتی الفتی وا لکمد ظاهر علیه فقلت له یوما لقد طال حزنك علی صدیقك حتی اظن انك لا تسلو بعدا بدا فقال کیف اسلو عن رجل اجل اللہ تعالی ان یعصیه معی طرفة عین وصانی عن نجاسة الفسق فی طول صحبتی له وخلوتی معه فی اللیل والنهار قال المصنف ھؤلاء قوم راھم ابلیس لعنه اللہ یتجدد بین مصارع الفواحش فحسن ظهورا یاتهم فجلوا لذة النظر والصحبة والمحادثة وعزموا علی مقاساة النفس فی صدھا عن الفاحشة فان صدقوا وتم لهم ذلك فقد اشتغل القلب الذی ینبغی ان یکون شغله باللہ تعالی بغیره ومضی الزمان الذی ینبغی ان یخلو فیه القلب بما ینفع فی الاخرة بمعاهدة الطبع وکفاه عن الفاحشة وھذا کله جعل وخروج عن ادلی التفرغ فان اللہ تعالی امر بغض البصر لانه طریق الی القلب لیسلم القلب ممن شاب یخاف منه

ترجمہ تو میں تجکو اسطرح باتیں کرتا ہوا سنتا ہوں کہنے لگا کہ کیا تم سنکر تے ہو میں نے کہا ہاں جوابدیا کہ اے بھائی خدا کی قسم میرے دل میں اس لڑکے کی اتنی محبت ہے کہ اگر اسقدر محبت بادشاہ کو اپنی رعایا سے ہو تو اللہ تم کی طرف سے آمرزش کا حقدار ہو جاوے میں نے کہا کہ پھر یہ تو بتاؤ کہ جس شخص کی طرف سے تجکو اپنے نفس پر فسق وفجور میں مبتلا ہونیکا خوف ہے تو اسکے ساتھ صحبت ہی رکھنے کی کیا ضرورت ہے۔ ابو محمد بن جعفر بن عبد اللہ صوفی کہتے ہیں کہ ابو حمزہ صوفی نے بیان کیا کہ میں نے بیت المقدس میں ایک جوان صوفی کو دیکھا کہ ایک مدت دراز تک ایک لڑکے سے صحبت رکھتا رہا پھر وہ صوفی مر گیا اس لڑکے کو اسکے مرنیکا نہایت غم ہوا یہانتک اسکے رنج میں لاغر ہو گیا کہ اسکی جسم پر فقط کھال اور ہڈی رہگئی ایک روز میں نے اس سے کہا کہ تم کو اپنے دوست کا بڑا صدمہ ہوا حتی کہ میں خیال کرتا ہوں کہ تجکو اسکی بعد کبھی قرار نہو گا جوابدیا کہ ایسے شخص کے بعد مجکو کیا قرار آئے جسکے لئے اللہ نے مقرر کر دیا تھا کہ آج مدت میری ساتھ طوعاً ہو جاوے اور پھر باوجود اسقدر طول صحبت اور کثرت خلوت شب وروز کے مجکو فسق وفجور کی نجاست سے محفوظ رکھا مصنف نے کہا کہ اس قوم کو جب شیطان نے دیکھا کہ اس کے ساتھ فواحش کی طرف نہیں جھکتے تو ان کی نظروں میں فواحش کے شروعات کو آراستہ دی لہذا انہوں نے نظر کرنے اور صحبت رکھنے اور ہم کلام ہونے سے لذت اٹھانا شروع کیا اور فاحشہ سے بچنے میں نفس کی مخالفت کا عزم کیا اب اگر وہ صادق اور پورے ہیں تو انکو ضرور ہے کہ وہ دل جس کو بالکل خدا سے لگانا چاہیئے غیر خدا کے ساتھ مشغول ہو گیا۔ اور وہ وقت جس میں طبیعت کی جانکشی اور ریاضت سے دل کو ان باتوں کی طرف متوجہ ہونا چاہیئے جو آخرت میں فائدہ بخشیں فقط فاحشہ سے باز رہنے میں صرف ہوا اور یہ سب نادانی اور آداب شریعت سے باہر آنا ہی کیونکہ اللہ تعالے نے آنکھیں نیچی رکھنے کا حکم فرمایا ہے۔ یہی ایک طریقہ ہے جس سے دل بلا خوف وخطرہ اللہ تعالی کی جانب متوجہ ہو جاتا ہے ۔

ومثل هؤلاء الا كمثل من اقبل الى سباع وغيضة متشاغلة عنه لا تراه فانا رها عليه وحاربها وقاوا ها فيا بعد سلامته من جراحه ان لم يهلك فصل وفي هؤلاء من قويت مجاهدته مدة ثم ضعفت فدعته نفسه الى الفاحشة فامتنع حينئذ من صحبة المرد وعن الحرة قالت محمد بن العلاء الدمشقي لم هجرت ذلك الفتى الذي كنت اراه معك بعد ان كنت له مواصلا واليه مائلا قال والله لقد فارقته عن غير قلى ولا ملل قلت ولم فعلت ذلك قال رايت قلبي يميل عني الى امراد اخلو به وقرب مني لو اتيته سقطت من عين الله تعالى فهجرته لذلك تنزيها لله تعالى ولنفسي من مصارع الفتن فصل وفيهم من تاب واطال البكاء على الطلاق نظر اخبرنا عبيد الله قال سمعت اخي ابا عبد الله محمد بن محمد يقول سمعت خير النساج يقول كنت مع امية بن الصلت الصوفي فنظر الى غلام فقرأ وهو معكم اينما كنتم والله بما تعملون بصير ثم قال وابن الفرار من سجن الله قد حصنه بملائكته غلاظ شداد تبارك الله ما اعظم ما استخفنا من نظرنا الى هذا الغلام

ترجمہ اور ان لوگون کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی شخص درندون مین گذرا جو غافل اور اس سے بیخبر ہے اور اسکو نہ دیکھتے تھے اُسنے ان کو شکار را اور انسے مقابلہ کرنے لگا اس صورت مین اگر وہ شخص ہلاک نہو گا تو مجروح ہونے سے تو ہرگز نہین بچ سکتا فصل صوفیہ مین اکثر ایسے بھی ہین جن کا مجاہدہ ایک مدت تک قوی رہا پھر کمزور ہوگیا اور ان کے نفس نے بدی کی خواہش کی تو اس وقت امردون کی صحبت ترک کردی ابو حمزہ کہتے ہین کہ مین نے محمد بن علاء دمشقی سے پوچھا جو صوفیہ کے سرگروہ تھے اور مین نے ایک مدت تک ان کو ایک خوبصورت لڑکے کے ساتھ چلتا پھرتا دیکھا تھا پھر انھون نے اس سے علیحدگی اختیار کی تھی مینے کہا کہ آپ نے اس نوجوان کو کیون چھوڑ دیا جس کو مین آپ کے ہمراہ دیکھا کرتا تھا اور آپ اس سے بہت ملے جلے رہتے تھے اور اس کے بڑے مائل تھے جوابدیا کہ خدا کی قسم مینے اس کو دشمنی اور ملال خاطر سے نہین چھوڑا مینے کہا کہ آخر آپنے ایسا کیون کیا کہنے لگے کہ جب مین اس کے ساتھ تنہائی مین ہوتا تھا اور وہ میرے پاس بیٹھتا تھا تو مینے اپنے دل کو دیکھا کہ مجکو ایسے امر کی ترغیب دیتا تھا کہ اگر اس کا مرتکب ہو جاتا تو اللہ تعالیٰ کی نظرون سے گر جاتا اس لیے مین نے اسکو چھوڑ دیا تاکہ اللہ تم عتاب فرمائے اور میرا نفس فتنون کے مقامات سے سلامت رہے فصل اکثر صوفیہ مین ایسے لوگ بھی ہین جو تائب ہوگئے اور نظر اوٹھا کر دیکھنے پر بہت دیر تک روتے رہے عبید اللہ نے ہم سے بیان کیا کہ مینے اپنے بھائی ابو عبد اللہ محمد بن محمد سے سنا کہتے تھے کہ مجھ سے خیر النساج نے ذکر کیا کہ مین امیہ بن صلت صوفی کے ہمراہ تھا اتفاقاً انھون نے ایک لڑکے کی طرف دیکھا اور یہ آیت پڑھی هو معكم اينما كنتم والله بما تعملون بصير یعنی جہان کہین تم ہوگے خدا تمہارے ساتھ ہے اور جو کچھ تم کرتے ہو وہ سب دیکھتا ہے۔ پھر کہنے لگے کہ اللہ تعالے کے قید خانہ سے کون بھاگ سکتا ہے حالانکہ اُسنے اس قید خانے کو کرخت اور سخت فرشتون سے محفوظ کر رکھا ہے اللہ اکبر میرا اس لڑکے کی طرف دیکھنا کتنا بڑا اللہ کا امتحان ہے ✦

لما شهت كفضاً اليه الابنار وقعت على خضرة في وسطها فما التقطوها ولا تركت ثم قال استغفر الله من بلاء جنت عيناي على قلبي لقد خفت ان لا انجو من معرته ولو وافيت القيامة بعمل سبعين صديقا ثم بكى حتى كاد ان يقضى فسمعته يقول في بكائه ؎ يا طرف لا شغلتك بالبكا ؎ عن انظر الى البلاء ! فصل وفيهم من تلاعب به المهزمن شدة المحبة قال ابو حمزة الصوفي كان عبد الله بن موسى من دهساء الصوفية وجههم فنظر غلام حسن في بعض الاسواق فبلي به فكان هيعقله عليه مبالغة وحبا فكان يقف كل يوم في طريقه حتى يراه اذا اقبل واذا انصرف فطال به البلاء واقعده عن الحركة الضنى فكان لا يقدر ان يمشي خطوة فاتيته يوما لاعوده فقلت يا ابا محمد ما اقعدتك وما هذا الامر الذي بلغ بك ما اراى فقال اصبر امتحنني الله تعالى بها علم اصبر على البلاء فيها ولم يكن لي بها طاقة وربي نبا ستصغر الانسان هو عند الله اعظم من كبير وحقير من تعمد النظر الحرام ان يطول به الاستقام ثم بكى فقلت ما يبكيك فقال اخاف ان يطول في النار شقائي فانصرفت عنه وانا احمد الله لما رأيت به من سوء الحال

ترجمہ یہ ہے اس طرف دیکھنے کی مثال ایسی ہے جیسے کسی روز ہوا چل رہی ہو اور نیستان میں آگ لگجائے ایسی حالت میں وہ آگ جو کچھ پائیگی باقی نہ چھوڑیگی پھر کہنے لگے کہ میری آنکھوں نے میرے دل پر جو کچھ بلا ڈالی ہیں اس سے خدا کی بخشش کا خواستگار ہوں اور مجکو اس امر کا خوف ہو کہ اسکے گناہ سے مخلصی نہ پاؤں اور اسکی معصیت سے نجات نہ ملے اگرچہ میں قیامت کے روز ستر صدیقوں کے عمل لیکر جاؤں یہ کہکر رونے لگے حتے کہ قریب مرنیکے ہو گئے میں نے سنا کہ روتے وقت یہ شعر پڑھتے تھے جسکا ترجمہ یہ ہے۔ اے آنکھ میں تجکو گریہ وزاری میں مشغول رکھونگا کیونکہ تو ہی اس بلا انگیز نگاہ کا باعث ہوئی فصل اکثر صوفیہ ایسے ہیں کہ شدت محبت کی وجہ سے انکو مرض نے آگھیرا ابو حمزہ صوفی نے کہا کہ عبداللہ بن موسیٰ صوفی کے دوستدار اور سرگروہ تھے انہوں نے کسی بازار میں ایک حسین لڑکے کی طرف دیکھا اور ایسے مبتلا ہو گئے کہ عشق و محبت کی وجہ سے یہ حالت ہو گئی کہ عقل زائل ہو جائے ہر روز اسکے راستے میں کھڑے ہوا کرتے تھے اور جب وہ جاتا تھا تو اسکو دیکھتے تھے اسیطرح انکا عشق بڑھ گیا اور لاغری نے ان کو چلنے پھرنے سے بٹھا دیا یہ حال ہو گیا کہ ایک قدم نہیں چل سکتے تھے میں ان کے پاس ایک روز عیادت کے لیے گیا اور پوچھا کہ اے ابو محمد تمہارا کیا قصہ ہے اور یہ کیا آفت ہے جو میں دیکھتا ہوں کہ تمپر نازل ہوئی جواب دیا کہ یہ وہ امور ہیں جنمیں مبتلا کرکے اللہ نے میرا امتحان کیا میں نے اس بلا پر صبر نہ کیا اور مجھ میں ان کے سہنے کی طاقت نہ تھی اور ہیچ ہے ایسے گناہ ہیں جسکو انسان حقیر سمجھتا ہے اور وہ خدا کے نزدیک گناہ کبیرہ سے بھی بڑا ہے اور جو شخص نظر حرام میں پڑجائے وہ اس امر کا سزاوار ہے کہ مدت دراز تک ایسے امراض میں گرفتار رہے یہ کہکر رونے لگے میں نے پوچھا تم کیوں روتے ہو کہنے لگے کہ میں ڈرتا ہوں کہ کہیں میں بدنصیب مدت دراز تک دوزخ میں نہ گرفتار رہوں راوی نے کہا کہ یہ باتیں کرکے میں ان کے پاس سے چلا آیا اور انکی بری حالت دیکھکر محجوب ہوا تھا +

قال ابو حمزہ ونظر محمد بن عبد اللہ بن الاشعث الدمشقی وکان من خیار عباد اللہ الی غلام جمیل فغشی علیہ فحملوہ منزلہ واعتادہ السقم حتی قعد من رجلیہ وکان لا یقوم علیہا ما زمانا طویلا فکنا نأتیہ نعودہ ونسألہ عن حالہ و امرہ وکان لا یخبرنا بقصتہ ولا بسبب مرضہ وکان الناس یتحدثون بحدیث نظرہ فبلغ ذلک الغلام فاتاہ عائدا فہش الیہ وتحرک وضحک فی وجہہ واستبشر برؤیتہ فما زال یعودہ حتی قام علی رجلیہ وعاد الی حالتہ فسألہ الغلام یوما المصیر معہ الی منزلہ فابی ان یفعل فلم یزل الغلام یسألہ ان یتحول الیہ فسألتہ فابی ان یفعل فقلت للشیخ وما الذی تکرہ من ذلک فقال لست بمعصوم من البلاء ولا آمن من الفتنۃ واخاف ان یقع علیّ من الشیطان محبتہ فیجر بینی وبینہ معصیۃ فاکون من الخاسرین فعمل وفیہم من دعتہ نفسہ الی الفاحشۃ فقتل نفسہ حکی ابو عبد اللہ الحسین بن محمد الدامغانی قال کان ببلاد فارس صوفی کبیر فابتلی بحدث فلم یملک نفسہ ان دعتہ الی الفاحشۃ فراقب اللہ فندم علی ہذہ الہمۃ وکان منزلہ علی مکان عال ودورہ منزلہ بحر من الماء فلما اخذتہ الندامۃ صعد السطح ورمی نفسہ الی الماء وقرأ

ترجمہ۔ ابو حمزہ کہتے ہین کہ محمد بن عبد اللہ بن اشعث دمشقی خدا کے نیک بندون مین سے تھے اونہون نے ایک حسین لڑکے کو دیکھا اور غش آگیا لوگ اُن کو ان کے مکان پر اوٹھا کر لائے۔ پھر وہ بیمار ہوگئے حتی کہ اون کے پاؤن چلنے پھرنے سے رہ گئے اور بالکل اُن سے پاؤن کے سہارے کھڑا نہ ہوا جاتا تھا ایک زمانہ دراز تک یہی کیفیت رہی ہم لوگ ان کی عیادت کو جایا کرتے تھے اور ان کا حال اور قصہ دریافت کرتے تھے وہ ہمکو اپنی کیفیت نہین بتاتے تھے اور نہ بیماری کا سبب بیان کرتے تھے اور لوگ اُن کے اس لڑکے کی طرف دیکھنے کا قصہ کہا کرتے تھے یہ باتین اس لڑکے کے کان تک پونہچین وہ ان کی عیادت کو آیا اُس کو دیکھکر خوش ہوگئے اور حرکت کرنے لگے اور اس کی صورت دیکھکر ہنسے اور اس کے دیدار سے شادان ہوئے وہ لڑکا ہمیشہ اونکی عیادت کرتا رہا یہانتک کہ وہ اپنے پاؤن کے سہارے کھڑے ہونے لگے اور اپنی اصلی حالت پر آگئے ایک روز اس لڑکے نے ان سے اپنی ہمراہ اپنے مکان پر چلنے کے لیئے کہا اونہون نے انکار کیا اس لڑکے نے مجھ سے درخواست کی کہ اُون سے اُسکے گھر پر نتقل کرنے کو کہون میں نے اون سے کہا وہ انکار کرنے لگے میںنے پوچھا کہ آپ وہان جانیمین کیا قباحت سمجھتے ہین جواب دیا کہ مین بلا سے محفوظ اور فتنے سے مامون نہین ہون مین ڈرتا ہون کہ ایسا نہو شیطان مجھپر محبت ڈال دے اور میرے اور اسکے درمیان کوئی گناہ واقع ہو اور مین اہل خسران سے ہوجاؤن فصل بعض صوفیہ ایسے ہین جن کو اون کے نفس نے فحش کی طرف بلایا انہون نے اپنے تئیں ہلاک کر دیا ابو عبد اللہ حسین بن محمد الدامغانی نقل کرتے ہین کہ بلاد فارس کے طرف ایک بڑا نامی صوفی تھا اتفاقاً ایک نوجوان پر مبتلا ہوگیا پھر اپنے نفس پر قابو نہ پاسکا یہانتک کہ فحش کا خواہشمند ہوا پس مراقبہ مین گیا اور اپنے ارادہ پر پشیمان ہوا اسکا مکان ایک اونچی جگہ پر تھا اور اسکے عقب مین ایک دریا رواں تھا جب ندامت ہوئی تو مکان کی چھت پر گیا اور دریا مین کود پڑا۔ اور یہ آیت پڑھی ۔

فتوبوا الی بارئکم فاقتلوا انفسکم فغرق فی الماء قال المصنف فانظر الی ابلیس کیف درّج ھذا المسکین من رؤیۃ الامر الی دمان النظر الیہ الی ان امکن المحبۃ من قلبہ الی ان حرّضہ علی الفاحشۃ فلما رأی استعصامہ حسّن لہ بالجھل قتل نفسہ ولعلّہ ھمّ بالفاحشۃ ولم یعزم والھمۃ معفو عنھا لقول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عفو لامتی عما حدّثت بہ انفسھا ما لم تعمل او تتکلم وانہ قد ندم علی ھمتہ والندم توبۃ فاراہ ابلیس ان من تمام الندم قتل النفس کما فعل بنو اسرائیل واولئک امروا بذلک بقولہ فاقتلوا انفسکم ونحن نھینا عنہ بقولہ تعالی ولا تقتلوا انفسکم فلقد اتی بکبیرۃ عظیمۃ وفی الصحیحین عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال من تردّی من جبل فقتل نفسہ فھو یتردی فی نار جھنم خالدا مخلدا فیھا ابدا فصل وفیھم من فرق بینہ وبین حبیبہ فقتل حبیبہ بلغنی عن بعض الصوفیۃ انہ کان فی رباط عند نا ببغداد ومعہ صبی فی البیت الذی ھو فیہ فشنّعوا علیہ وفرقوا بینھما فدخل الصوفی الی الصبی ومعہ سکین فقتلہ وجلس عند ہ یبکی فجاء اھل الرباط فرأوہ فسألوہ عن الحال فافتضحوا بقتل الصبی فرفعوہ الی صاحب الشرطۃ فاقر فجاء والد الصبی

ترجمہ فتوبوا الی بارئکم فاقتلوا انفسکم یعنی اے بنی اسرائیل خدا کے آگے توبہ کرو اپنے آپکو ہلاک کرو پھر پانی مین ڈوبے مصنف نے کہا ابلیس کو دیکھو کہ اول تو اس بیچارے کو یہ کہا یا کہ امرد کو دیکھے پھر یہانتک اکساہٹ پر آمادہ کیا کہ ہر وقت اوسی کو دیکھتا رہے یہانتک کہ اس کے دل مین امرد کی محبت قائم کردی حتی کہ اسکو فحش کی عرض دلائی پھر جب اُسکو محفوظ رہجانا دیکھا تو جہالت سے یہ اُسکو اچھا کر دکھایا کہ اپنے آپ کو قتل کرڈالے بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس شخص نے فحش کا فقط دل مین ارادہ کیا تھا اور قطعی قصد نہ کیا تھا اور محض نیت گناہ کی کرنا شریعت مین معاف ہے بوجہ ارشاد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ میری امت سے وہ گناہ معاف کر دیئے گئے جن کا صرف خیال دل مین آتا ہے پھر وہ شخص اپنے اس ارادہ پر نادم بھی ہوا تھا اور ندامت خود توبہ ہی لیکن شیطان نے اس کو یون سوجھایا کہ کمال توبہ خودکشی ہے جو بنی اسرائیل کا عمل تھا حالانکہ وہ خدا کی طرف سے مامور تھے جیسا کہ فرمایا فاقتلوا انفسکم یعنی اپنے آپ کو مارڈالو اور ہم لوگ اس فعل سے منع کئے گئے ہین چنانچہ ارشاد ہے ولا تقتلوا انفسکم یعنی خودکشی مت کرو غرضکہ یہ صوفی بڑے گناہ کبیرہ کا مرتکب ہوا صحیحین مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ جو شخص پہاڑ سے پنجوگرے اور اپنے آپکو ہلاک کرے تو وہ آتش دوزخ مین گرتا ہی ہمیشہ ہمیشہ کے لیے وہین رہیگا فصل بہت سے صوفیہ ایسے ہین کہ کسی صوفی کو اسکے حبیب سے علیحدہ کر دیا گیا تو اُسنے اپنے محبوب کو مارڈالا مجھے ایک صوفی کی نسبت سُنا ہی کہ وہ بغداد مین ایک رباط مین رہا کرتا تھا اور جس کمرہ مین وہ رہتا تھا وہین اسکے ساتھ ایک لڑکا تھا لوگون نے اُسپر تشنیع کی اور دونون مین جدائی کردی وہ صوفی ایک چھری لیکر اس لڑکے کے پاس گیا اور اُسکو مارڈالا اور اسکے پاس بیٹھکر رونے لگا رباط والی آئے اور یہ حال دیکھا کیفیت پوچھی اُسنے لڑکے کے مارڈالنے کا اقرار کیا لوگ اسکو پکڑکر کوتوالی لے گئے۔ وہان بھی اقرار کیا اس لڑکے کا باپ آیا ++++++

فجعل الصوفی یبکی ویقول له باللہ علیک الا ما اقدتنی به فقال الآن قد عفوت عنك فقام الصوفی فذهب الی قبر الصبی فجعل یبکی علیه فلم یزل یبکی عن الصبی ویهدی الیه الثواب فصل ومن هؤلاء من قارب الفتنة فوقع فیها ولم یمنعه دعوی الصبر والمجاهدة حدثنا ادریس بن ادریس قال حضرت بمصر قوما من الصوفیة ولهم غلام امرد یغنیهم قال فغلب علی رجل منهم امر فلم یدر ما یصنع فقال یا هذا قل لا اله الا الله فقال الغلام لا اله الا الله فقال اقبل الفم الذی قال لا اله الا الله القسم السادس قوم لم یقصدوا صحبة المردان وانما یتوب الیصبی ویزهد ویصحبهم علی طریق الارادة فیلبس علیهم ابلیس ویقول لا تمنعوه من الخیر ثم یتکرر نظرهم الیه لا عن قصد فیثیر فی القلب الفتنة الی ان ینال الشیطان منهم قدر ما یمکنه ورما وثقوا بدینهم فاستفزهم الشیطان فرماهم الی قبیح المعاصی کما فعل ببرصیصا وقال المصنف وقد ذکرنا قصته فی اول الکتاب وغالطهم من جهة تعرضهم بالفتن وصحبة من لا توصف الفتنة فی صحبتهم القسم السابع فوم علموا ان صحبة المردان والنظر الیهم حرام لا یجوز غیر انهم لیس یصبروا عن ذلك وعن عبد الرحمن محمد بن الحسین ؛

ترجمہ صوفی رونے لگا اور کہنے لگا کہ تجھکو خدا کا واسطہ دیتا ہون کہ مجھ سے اپنے لڑکے کا بدلہ لے لے اوس نے کہا کہ اب مین نے معاف کیا صوفی وہان سے اُٹھا اور لڑکے کی قبر پر آیا اور اس کے لئے روتا رہا پھر عمر بھر اوس لڑکے کی طرف سے حج کرتا رہا اور اُس کو ثواب بخشتا رہا فصل صوفیہ مین ایسے بھی ہین جو فتنے کے قریب ہوے اور اس مین مبتلا ہو گئے اور صبر و مجاہدہ کے دعوے نے اُن کو باز نہ رکھا ادریس بن ادریس کہتے ہین کہ مین مصر مین صوفیہ کی ایک جماعت پر گذرا ان کے پاس ایک امرد لڑکا تھا جو ان کو گانا سُناتا تھا ان مین سے ایک شخص پر اس کا جوش غالب آیا اور اس کو کوئی تدبیر نہ سوجھی بولا کہ اے لڑکے کہو لا الہ الا اللہ لڑکے نے لا الہ الا اللہ کہا وہ صوفی کہنے لگا کہ جس مونہہ سے لا الہ الا اللہ کہا ہے اس مونہہ کا بوسہ لے لون چھٹی قسم کے وہ صوفی ہین کہ امردون کی صحبت کا قصد نہین کرتے بلکہ خود لڑکا توبہ کرتا ہے اور دنیا سے بے رغبت ہو جاتا ہے اور صوفیہ کے ساتھ بطور ارادت رہتا ہے شیطان اُن کو فریب دیتا ہے اور کہتا ہے کہ اس لڑکے کو خیر و نیکی سے باز نہ رکھو پھر ملتا قصد اُن کی نگاہ بار بار اس پر پڑتی ہے لہذا دل مین فتنہ اثر کرتا ہے یہانتک کہ شیطان اپنی قدرت کے موافق اون سے اپنا مطلب نکال لیتا ہے اور بسا اوقات ان لوگون کو اپنے دین پر وثوق ہوتا ہے اور شیطان اُن پر دخل پاکر اعلی درجہ کے گناہ مین پھنسا دیتا ہے جیسا کہ برصیصا کے ساتھ کیا مصنف رح نے کہا کہ برصیصا کا قصہ ہم نے شروع کتاب مین ذکر کیا ہے ۔ اور اُن کی غلطی یہہ ہے ۔ کہ وہ فتنون کے سامنے ہو جاتے ہین اور ایسے شخص سے صحبت رکھتے ہین جس کی صحبت مین فتنہ کا خوف ہے ۔ ساتوین قسم کے وہ صوفیہ ہین ۔ جو جانتے ہین کہ امردون سے صحبت رکھنا اور ان پر نگاہ ڈالنا حرام ہے ۔ مگر وہ ضبط نہین کر سکتے ابو عبد الرحمن محمد بن حسین کہتے ہین +

كلما رأيتموني فعلت فاصلوا الا صحبة الاحداث فانه افتن الفتن ولقد عاهدت ربي اكثر من مائة مرة ان لا اصحب حدثا
فنسختها على حسن الخدود وقوام القدود وغنج العيون وما سألني الله معرة معصية وانشد لصريع الغواني
ان ورد الخدود والحداق النجال وما في الشعور من تحوان واعوجاج الاصداغ في ظاهر الخد وما في
الصدور من رمان تركتني بين الغواني صريعا فلهذا ادعى صريع الغواني قال المصنف هذا الرجل قد ضجر في
نفسه في شيء ستر الله عليه واخبر انه كلما رأى فتنة تفضل الله به وان عزائم التصوف
حمل النفس على المشاق ثم ظن بجهله ان المعصية هي الفاحشة فقط ولو كان له علم لعلم ان
صحبتهم والنظر اليهم معصية فانظر الى الجهل كيف يصنع بأربابه وحكي
عن ابي مسلم الخشوعي انه نظر الى غلام جميل فاطال ثم قال سبحان الله ما اهجم طرفي
على مكروه وادمنه على سخط سيدي واغراه بما قد نهى عنه والجمه بالام الهي قد حذرني منه لقد نظرت الى
هذا نظرا احسب الا انه سيفضحني عند جميع من قد عرفني في عرصة القيامة ولقد تركني نظري
هذا واما استحيي من الله سبحانه وان غفر لي فرضعف

ترجمہ کہ تم مجھ کو جو کام کرتے دیکھو وہ سب کرو۔ لیکن ایک نوجوان سے صحبت نہ رکھو کیونکہ یہ بڑا بھاری فتنہ ہے میں نے اپنے
پروردگار کے سامنے سو بار سے زیادہ عہد کیا کہ نوجوان سے صحبت نہ رکھوں گا پھر گورے گورے رخسارے اور سیدھے سیدھے
قامت اور غمزہ بھری آنکھیں دیکھ کر وہ عہد و پیمان توڑ ڈالے اور خدا حسینوں کے ساتھ مجھکو کسی گناہ کے بارے میں نہیں
پوچھیگا اصریع الغوانی کے چند شعر کہے جن کا ترجمہ یہ ہے۔ پھول ایسے رخسارے اور بڑی بڑی آنکھیں اور گل بابونہ
ایسے دانت اور رخسارون پر خمدار زلفین اور سینون پر میوہائے انار ان سب چیزون نے مجھکو حسین عورتون میں پچھاڑ کر گرایا
اسی لئے مجھکو صریع الغوانی (خوبصورت عورتون کا پچھاڑا ہوا) کہتے ہیں مصنفؒ نے کہا کہ میں کہتا ہون کہ ابو عبد الرحمن نے
ایسے گناہ کے بارے میں جسکو اللہ تعالیٰ نے پوشیدہ رکھا تھا۔ اپنے آپ کو رسوا کیا اور لوگون کو خبر دی کہ وہ جب کسی فتنے کو دیکھتا ہے
تو اللہ توڑ ڈالتا ہے تصوف کی وہ اہم باتیں کہان گئیں کہ نفس پر محنتین اور جفائیں برداشت کرتے ہیں پھر اگرچہ یہ شخص اپنی
جہالت سے گمان کرتا ہی کہ معصیت لفظ فحش کو کہتے ہیں لیکن اگر اسکو علم ہوتا تو جان لیتا کہ حسینون کی صحبت اور انکی طرف دیکھنا
بھی معصیت ہی جہالت پر غور کرنا چاہیے کہ جاہلون کے ساتھ کیا کیا کرتی ہے ابو مسلم خشوعی کی نسبت بیان کرتے ہیں کہ انہون نے بہت
تک ایک خوبصورت لڑکے کو دیکھا پھر کہنے لگے کہ سبحان اللہ میں اپنی آنکھ کو مکروہ چیز پر ڈال رہا ہون اور اپنے مالک کی نافرمانی کر رہا ہون
اور نگاہ کو ممنوع شے کی طرف متوجہ کرتا ہون اور جس امر سے پرہیز لازم ہے اودہر جھکاتا ہون میں نے اس لڑکے کو ایسی نظر سے دیکھا
جسکو میں سمجھ رہا ہے کچھ نہیں خیال کرتا کہ قیامت کے میدان میں مجھکو سب پہچاننے والون کے سامنے ذلیل و رسوا کریگی مجھکو اس نظر نے
ایسی حالت میں کر دیا کہ گو اللہ تعالیٰ مجھ کو بخش دے مگر اس سے شرمندہ ہی رہونگا۔ یہ کہہ کر بیہوش ہو کر گر پڑے۔

فصل وکل من فاتہ العلم تخبط فان حصل لہ وفاتہ العمل بہ کان اشد تخبیطا ومن استعمل آداب الشرع فی قولہ تعالی قل للمؤمنین یغضوا من ابصارھم سلم والبدایۃ مما یصعب امرہ فی النہایۃ وقد ورد النہی فی الشرع عن مجالسۃ المردان واوصی العلماء بذلک عن عمرو بن ازھر عن ابان عن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تجالسوا ابناء الملوک فان الافئدۃ تشتاق الیھم کما تشتاق الی الجواری العواتق وحدثنا الاعمش عن ابی صالح عن ابی ھریرۃ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لا تمکنوا اعینکم من ابناء الملوک فان لھم فتنۃ اشد من فتنۃ العذاری وقد مر وقد عبد القیس علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وفیھم غلام امرد ظاھر الوضاءۃ فاجلسہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم وراء ظھرہ وقال کان خطیئۃ داود النظر وعن ابی ھریرۃ قال نھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان یحد الرجل النظر الی الغلام الامرد وقال عمر بن الخطاب ما انا علی عالم ذی سبع ضار بأخوف علیہ من غلام امرد وحدثنا عبد الخبر بن ابی السائب عن ابیہ قال لانا اخوف علی عابد من غلام من تسعین عذراء وحدثنا ابو علی الروذباری قال سمعت جنیدا یقول جاء رجل الی احمد بن حنبل ومعہ غلام حسن الوجہ

ترجمہ فصل جو شخص علم سے بے بہرہ رہیگا وہ مذبذب خبط مین پڑے گا۔ اور جس کو علم ہو اور اس پر عمل نکرے وہ نہایت ہی خبط کرے گا اور حسب فرمان باری تعالے قل للمومنین یغضوا من ابصارھم یعنی مومنون سے کہہ دو کہ اپنی نگاہین نیچی رکھین جو شخص آداب شریعت پر عملدرآمد کرے گا وہ ابتدا ہی مین جان لے گا کہ اس کا معاملہ انتہا مین کیسا سخت ہوگا۔ اور شریعت مین امردون کی ہمنشینی سے ممانعت آئی ہے۔ اور علمانے اس سے حد سے زیادہ کرنے کے لیئے وصیت فرمائی ہے عمرو بن ازہر نے ابان سے روایت کی کہ انس نے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم شہزادون کے پاس نہ بیٹھو کیونکہ ان کا فتنہ دوشیزہ لڑکیون کے فتنے سے بھی سخت ہے ابوہریرہ سے بھی ایسا ہی منقول ہے وفد عبد القیس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین آئے ان مین ایک امرد لڑکا روشن چہرہ تھا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کو اپنی پشت مبارک کے پیچھے بٹھایا اور فرمایا کہ حضرت داؤد کی خطا نگاہ ہی تھی ابوہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا کہ آدمی کسی امرد لڑکے کو نظر بھر کر دیکھے۔ عمر بن الخطاب رضے اللہ عنہ نے فرمایا۔ کہ مجھکو کسی عالم پر ایذا رسان درندے کا بھی اسقدر خوف نہین۔ جتنا امرد لڑکے کی طرف سے ڈر ہے عبد العزیز بن ابی السائب نے اپنے باپ سے روایت کی کہ وہ کہتے تھے کہ مین عابد شخص پر ایک امرد لڑکے کے بارے مین ستر باکرہ لڑکیون سے بھی زیادہ ڈرتا ہون ابو علی روذباری نے کہا کہ مین نے جنید سے سنا کہتے تھے۔ کہ احمد بن حنبل کے پاس ایک شخص آیا اسکے ساتھ ایک خوبصورت لڑکا تھا۔

فقال له من هذا فقال ابنی قال احمد لا یجیئ به معک مرة اخری فلما قام فقال له محمد بن عبد الرحمن الحافظ وفی روایة الخطیب فقیل له ایها الشیخ انه رجل ستور وابنه افضل منه فقال احمد الذی قصدنا الیه من هذا الباب لیس یمنع ستره ما علی هذا رأینا شیأ خبرناه به خبرونا عن اسلافهم **وقیل** ان حسن بن البزاز اتی ابا احمد بن حنبل ومعه غلام حسن الوجه فتحدث معه فلما اراد ان ینصرف قال له یا عبید الله یا ابا علی لا تمش مع هذا الغلام فی طریق فقال له انه ابن اختی قال وان کان لا یملک الناس فیک **وعن** فتح الموصلی انه قال صحبت ثلثین شیخا کانوا یعدون من الابدال کلهم اوصانی عند فراقی ایاهم ان تقوا معاشرة الاحداث **وقیل** ان سلاما الاسود نظر الی رجل ینظر الی حدث فقال له یا هذا اتق علی حالک عند الله عز وجل فانک لا تزال فی اجاره ما دمت له معظما **وکان** ابو منصور عبد القادر بن طاهر یقول من صحب الاحداث وقع فی الاحداث **وقال** اخبرنا ابو عبد الرحمن السلمی قال قال مظفر القرمیسینی من صحب الاحداث علی شرط السلامة والنصیحة اداه ذلک الی البلا فکیف من صحبهم علی غیر وجه السلامة **فصل** وقد کان السلف یبالغون فی الاعراض عن المرد **وقد** روینا عن رسول الله صلی الله علیه وسلم انه اجلس الشاب الحسن الوجه وراء ظهره

ترجمہ پوچھا کہ یہ لڑکا کون ہے جواب دیا۔ کہ میرا بیٹا ہے۔ کہنے لگے کہ اب دوبارہ اس کو اپنے ہمراہ نہ لانا جب کھڑا ہوا۔ تو محمد بن عبد الرحمن حافظ نے کہا اور خطیب کی روایت مین ہے کہ اُنسے کہا گیا کہ اللہ تعالیٰ شیخ کو توفیق دے شخص پردہ نشین کا سا ہے اور اُس کا بیٹا اُس سے بڑھکر ہے تو امام احمد نے کہا کہ ہم نے اس بارے مین جو کچھ چاہا ہے ان دونون کے پردہ نشین ہونیکے لیے مانع نہین یون ہی ہمکو شیوخ نے اسلاف سے خبر دی حسن بن البزاز کی نسبت سُنا ہو کہ احمد بن حنبل کے پاس گئے اور اُن کے ساتھ ایک خوبصورت امرد لڑکا تھا اور ان سے باتین کرین جب اوٹھکر جانے لگے تو ان سے ابو عبد اللہ نے کہا کہ اے ابو علی اس لڑکے کے ساتھ کسی رستہ مین نہ چلا کرو کہنے لگے کہ یہ تو میرا بھانجا ہے جواب دیا کہ خواہ بھانجا ہی کیون نہ ہو لوگ تمہارے بارے مین ہلاک نہون (یعنی تم کو لوگ متہم کرینگے) اور شجاع ابن مخلد سے روایت ہے کہ انہون نے بشر ابن حارث کو کہتے ہوئے سُنا کہ ان نوعمرون سے پرہیز کرو فتنے موصلی کہتے ہین کہ مین تیس مشائخ سے ملا جو ابدال شمار کیے جاتے تھے سر ایک نے مجکو بروقت رخصت وصیت کی کہ نوجوانون کی ہمنشینی سے بچتے رہنا سلام الاسود کی نسبت کہتے ہین کہ کسی آدمی کو دیکھا جو ایک نوجوان کو دیکھ رہا تھا کہنے لگے کہ اے فلان اپنے مرتبے کا خیال کر کے اللہ تعالےٰ سے خوف کر کیونکہ تو جبتک خدا کی تعظیم بجا لاتا رہیگا صاحب رتبہ و جاہ رہیگا اور ابو منصور عبد القادر ابن طاہر کا قول ہے کہ جو شخص نوجوانون سے صحبت رکھیگا مکروہات مین پڑ جائیگا سلام نے کہا کہ ہم سے ابو عبد الرحمن سلمی نے بیان کیا کہ مظفر قرمیسینی نے کہا کہ جو کوئی بشرط سلامت و نصیحت نوجوانون سے صحبت رکھیگا تو بلا مین گرفتار ہو جائیگا پھر اس شخص کا کیا پوچھنا جو بغیر شرط سلامت ان سے صحبت رکھے **فصل** اگلے لوگ امردون سے پرہیز رکھنے کی بابت بہت تاکید کرتے تھے ہم روایت کر چکے ہین کہ رسول صلعم نے خوبصورت نوجوانون کو اپنے پس پشت بٹھلایا ●

وکان سفیان لا یدع امرد ایجالسه وقد روی ابراهیم بن هانئ عن یحیی بن معین قال ما رأیت امرد صحیحا ولا احمد بن حنبل فوطریق وعن ابی یعقوب قال کنا مع ابی نصر بن الحارث فوقفت علیه جاریة ما رأینا احسن منها فقالت یا شیخ این مکان باب حرب فقال لها هذا الباب الذی یقال له باب حرب ثم جاء بعدها غلام ما رأینا احسن منه فسئله فقال یا شیخ این مکان باب حرب فاطرق الشیخ رأسه وغمض عینیه فقلنا للغلام تعالی ای شئ تزید فقال باب حرب فقلنا بین یدیك فلما غاب قلنا للشیخ یا اباناصر جاءتك جاریة فاجبتها وکلمتها وجاءك غلام فلم تکلمه فقال نعم بین وعن سفیان الثوری انه قال مع الجاریة شیطان ومع الغلام شیطانان فخشیت علی نفسی من شیطانیه وفی روایة ومع الغلام بضعة عشر شیطانا وحدثنا ابو القاسم قال حدثنا علی محمد الحسین صاحب یحیی بن معین وکان یقال انه ما رفع راسه الی السماء منذ اربعین سنة وکان معنا غلام حدث فی المجلس بین یدیه فقال له قوم حذائی فاجلسه من خلفه وعن ابی اسامة قال کنا عند شیخ یقرأ فبقی عند غلام یقرأ علیه فاعرضت القیام فاخذ بثوبی قال صبرحتی یفرغ هذا الغلام وکره ان یخلو مع الغلام وحدثنا ابو علی الرودباری قال قال لی ابو العباس احمد المؤدب یا باعلی من این لنا هذه الصوفیة عندنا هذا الانس بالاحداث فقلت له یا سیدی

ترجمہ **سفیان** کسی امرد کو اپنے پاس نہ بیٹھنے دیتے تھے ابراہیم بن ہانی نے روایت کیا کہ یحیی بن معین نے کہا کہ کبھی ایسا نہیں ہوا کہ ایک رستے مین کوئی امرد لڑکا میرے ساتھ چلنے کی طمع کرے۔ اور روما احمد بن حنبل بھی ہون **ابو ایوب** نے کہا کہ ہم ابو نصر بن حارث کے ساتھ تھے اُن کے سامنے ایک لڑکی جس سے زیادہ خوبصورت ہمنے نہین دیکھی آکر کھڑی ہوئی اور پوچھنے لگی کہ اے شیخ باب حرب کس مقام پہ ہے اُنہون نے جواب دیا کہ یہی سامنے بھاٹک ہے جسکو باب حرب کہتے ہین بعد اُس کے ایک لڑکا کہ کبھی ایسا حسین دیکھنے مین نہین آیا آکر پوچھنے لگا کہ اے شیخ باب حرب کدہر ہے ابو نصر نے سر جھکا لیا اور اپنی آنکھین بند کرلین مجھ لڑکے سے کہا کہ یہان آؤ کیا پوچھتے ہو بولا کہ باب حرب کہان ہے ہم نے جواب دیا کہ تمہارے آگے ہے جب وہ لڑکا چلا گیا تو ہمنے شیخ سے سوال کیا کہ اے ابو نصر آپ کے پاس دو لڑکی آئی تو آپ نے اسکو جواب دیا اور لڑکا آیا تو اس سے کلام نہ کیا کہنے لگے کہ ان سفیان ثوری سے روایت ہی کہتے ہین کہ لڑکی کے ساتھ ایک شیطان ہوتا ہے اور امرد کے ساتھ دو شیطان مین اپنے نفس پر اُس کے دو شیطانون سے ڈر گیا اور ایک۔ روایت مین ہے کہ لڑکے کے ساتھ کچھ اوپر سو شیطان ہوتے ہین **ابو القاسم** نے ہم سے بیان کیا کہ ہم محمد بن حسین کے پاس جو یحیی بن معین کے ساتھی تھے گئے اور کہا جاتا تھا کہ اونہون نے چالیس برس سے آسمانی طرف سر اونچا نہین دیکھا جب ہم اُن کے پاس گئے تو ہمارے ساتھ ایک نوجوان لڑکا مجلس مین اُن کے سامنے تھا اُس سے کہا کہ میرے آگے سے اوٹھ جا اور اسکو اپنے پیچھے بٹھایا اور ابو اسامہ نے بیان کیا کہ ہم ایک شیخ کے پاس تھے جو حدیث بیان کرتے تھے اُن کے پاس ایک لڑکا رہگیا کہ اُنکو حدیث سُناتا تھا مینے اوٹھنا چاہا اونہون نے میرا دامن تھام لیا اور کہنے لگے کہ تھیر اس لڑکے کو فارغ ہوجانے دو پھر اس لڑکے کے ساتھ خلوت مین بیٹھنا پسند کیا **ابو علی رودباری** نے ہم سے بیان کیا کہ ہمسے ابو العباس احمد المؤدب نے پوچھا کہ اے ابو علی ہمارے زمانہ کے صوفیون نے نوجوانون سے اُنس رکھنا کہان سے نکالا مینے جواب دیا کہ اے صاحب

انت بهم اعرف وقد یصحبهم السلامة فی کثیر من الامور فقال هیهات قد رأینا من کان اقوی ایمانا منهم اذا رأی الحدث قد اقبل یفر کفراره من الزحف وانما ذلک علی حسب الاوقات التی یغلب الاحوال علی اهلها فیاخذها عن تصرف الطباع ما اکثر الخطرا ما اکثر الغلط **فصل** وصحبة الاحداث اقوی محبائل ابلیس التی یصید بها الصوفیة **حدثنا** عبد الرحمن السلمی قال سمعت ابا بکر الرازی یقول قال یوسف بن الحسین نظرت فی فات الخلق فعرفت مقدار توا وراًیت اٰفة الصوفیة فی صحبة الاحداث ومعاشرة الاضداد وارفاق النسوان **وعن** المخرمی البصری یقول رایت ابلیس فی النوم فقلت له کیف رأیتنا فرقنا عن الدنیا ولذاتها واموالها فلیس لک الینا طریق فقال کیف رأیت ما اشتملت به قلوبکم من استماع الغنا ومعاشرة الاحداث **قال** ابو سعید وقل من یتخلص من هذا من الصوفیة **فصل** وعقوبة النظر الی المرد ان **عن** عبد الله بن الحلا قال کنت واقفا انظر الی غلام نصرانی حسن الوجه فمر بی ابو عبد الله البلخی فقال ایش وقوفک فقلت یا عم اما تری هذه الصورة کیف یعذبه بالنار فضرب بیده بین کتفی وقال لتجدن غبها ولو بعد حین قال فوجدت غبها بعد اربعین سنة انسیت القرآن **وعن** ابی الادیان قال کنت مع شیخ ابی بکر الرقاق فمر حدث فنظرت الیه فرآنی وانا انظر الیه

ترجمہ تم ان لوگون کو عرب پہچانتے ہو اکثر امور مین اُن کے ساتھ سلامتی رہتی ہے کہنے لگے کہ بیشبہات ہم نے ان بزرگون کو دیکھا ہے جوان لوگون سے زیادہ قوی ایمان رکھتے تھے کہ جب کسی نوجوان کو دیکھا تو ایسے بھاگے جیسے کوئی جنگ عرب سے بھاگتا ہے اور یہ سب باتین صرف اُن اوقات کے موافق ہین کہ اکثر لوگونپر احوال غالب ہوجاتے ہین اور طبیعتون کے تصرف حادی ہوتے ہین کمال خطر کی بات اور نہایت ہی غلطی ہے **فصل** نوجوانون کی صحبت ابلیس کا بڑا مضبوط جال ہے جس سے وہ صوفیون کو شکار کرتا ہی **عبد الرحمن** سلمی نے ہم سے **نقل** کیا کہ مین نے ابوبکر رازی سے سُنا کہ یوسف بن حسن نے کہا کہ مینے خلقت کی آفات پر غور کیا تو معلوم ہوگیا کہ کہان سے آئی ہین اور صوفیہ کی آفتین مینے نوجوانون کی صحبت اور ناجنس کی ہمنشینی اور عورتون کی رفاقت مین پائین **مخرمی** بصری کہتے تھے کہ مینے شیطان کو خواب مین دیکھا اور کہا کہ کیون تونے ہمکو کیسا پایا ہمنے دنیا اور اُسکی لذتون اور دولتون سے منہ پھیر لیا اب تجکو ہمپر قابو نہین کہنے لگا کہ تم کو کچھ خبر بھی ہے تمہارے دل راگ سننے پر اور نوجوانون کی صحبت پر کیسے مائل ہین **ابو سعید** کہتے ہین کہ اس بلا سے صوفیہ بہت کم نجات پاتے ہین **فصل** (امرد کی طرف دیکھنے کی سزا کا بیان) **ابو عبد اللہ بن الحلا** کہتے ہین۔ کہ مین کھڑا ہوا ایک خوبصورت نصرانی لڑکے کو دیکھتا تھا اتنے مین ابو عبد اللہ بلخی میرے سامنے گذرے پوچھا کیسے کھڑے ہو مینے کہا تعجب آپ اس صورت کو دیکھتے ہین کہ کیونکر آتش دوزخ مین عذاب کیا جائے گا۔ اونہون نے اپنے دونون ہاتھ میرے شانون کے بیچ مین مارے۔ اور کہا کہ اس کا نتیجہ تجھ کو ملے گا۔ اگرچہ کچھ مدت گذر جائے مین نے چالیس برس کے بعد اُس کا ثمرہ پایا کہ قرآن شریف مجھ کو یاد نہ رہا **ابو الادیان** کہتے ہین۔ کہ مین نے اپنے استاد ابوبکر رقاق کے ساتھ تھا ایک نوجوان لڑکا سامنے آیا مین اس کو دیکھنے لگا استاد نے مجھ کو اس کی طرف دیکھتے ہوئے دیکھ لیا ۔

فقال یا بنی لتجدن غبه ولو بعد حین فبقیت عشرین سنة وانا ارعی فیما احرز ذلك الغب فمضت لیلة وانا
متفکر فیه فاصبحت وانا انسیت القرآن کله واخبرنا ابوبکر الکتانی قال رأیت بعض اصحابنا فی المنام
فقلت ما فعل الله بك قال عرض علی سیاتی وقال فعلتك کذا وکذا افقلت نعم ثم قال وفعلت کذا وکذا فاستحییت
ان اقر فقلت انی استحیی ان اقر فقال انی قد غفرت لك ما اقررت فکیف بما استحییت فقلت له ما کان ذلك
الذنب فقال مر بی غلام حسن الوجه فنظرت الیه وفی روایة لما استحییت او تعنی فالعرق حتی سقط لحمی وجهی
وقد بلغنا عن ابی یعقوب البطائحی انه قال کان معی شاب حسن الوجه یخدمنی فجاء نی انسان من بغداد صوفی فکان
کثیر الالتفات الی ذلك الشاب فکلمت احد علیه لذلك فمضت لیلة من اللیالی فرأیت سرب العزة فی المنام فقال
یا یعقوب لم تم تنهه واشار الی البغدادی عن النظر الی الاحداث فوعزتی انی لا اشغل بالاحداث الا من باعه
من قربی قال ابو یعقوب فانتبهت وانا اضطرب فحکیت الرویا للبغدادی فصاح صیحة ومات
فغسلناه ودفناه واشتغل قلبی به فرأیته بعد شهر فی النوم فقلت ما فعل الله بك قال
وبکی حتی خفت ان لا اجد ثم عفی عنی قلت انما مدت النفس لیسیر انی هذا الباب

ترجمہ فرمایا کہ بیٹا بعد جیسے تم اس کا نتیجہ پاؤ گے میں بیس برس تک منتظر رہا وہ نتیجہ نہ دیکھا ایک رات اسی سوچ بچار میں سو رہا جب صبح کو اٹھا۔ تو تمام قرآن شریف بھول گیا تھا ابوبکر کتانی نے ہم سے بیان کیا کہ مینے اپنے ایک رفیق کو خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ تمہارے ساتھ خدا نے کیا معاملہ کیا۔ جواب دیا کہ مجھ پر میری برائیاں پیش کیں اور کہا کہ تو نے ایسا ایسا کیا مینے کہا ہاں پھر پوچھا کہ تو نے ایسا ایسا بھی کیا تو مجھ کو اسکے اقرار سے شرم آئی مینے جواب دیا کہ اسکے اقرار کرنے سے شرماتا ہوں فرمایا کہ جب ہم نے تیرے اقرار کر وہ گناہ بخش دیئے تو جس پر تجھ کو شرم آئی کیونکر نہ بخشیں مینے اُن سے پوچھا کہ وہ گناہ کیا تھا بولے کہ ایک خوبصورت لڑکا میرے سامنے گزرا تھا مینے اُسکو دیکھا تھا ایک روایت مین یوں آیا ہے کہ جب مین شرمندہ ہوا تو پسینہ آگیا یہانتک کہ میرے چہرے کا گوشت گر پڑا ابو یعقوب طبری سے ہمکو روایت پہونچی ہے کہ اونہون نے کہا میرے پاس ایک خوبصورت جوان رہا کرتا تھا جو میری خدمت کیا کرتا تھا ایک بار میرے پاس بغداد سے ایک صوفی آدمی آیا وہ اکثر اسی لڑکے کی طرف دیکھا کرتا تھا مین اس حرکت سے اس کو منع کیا کرتا تھا ایک رات مین سویا اور اللہ رب العزت کو خواب مین دیکھا مجھسے فرمایا کہ تم نے اس شخص یعنی بغدادی کو نوجوانون کے دیکھنے سے منع کیون نہین کیا مجھکو اپنی عزت کی قسم ہے کہ اس شخص کو نوجوانون کی جانب شغول کرتا ہون جسکو اپنے قرب سے دور رکھتا ہون ابو یعقوب کہتے ہین کہ مین بیدار ہوا اور نہایت بیقرار تھا اس بغدادی سے خواب بیان کیا اس نے زور سے ایک چیخ ماری اور مر گیا ہم نے اُسکو غسل دیا اور دفن کیا اور سیدھا جی اسی مین لگا رہا بعد ایک مہینے کے مینے اُسکو خواب مین دیکھا۔ پوچھا کہ اللہ تعالے نے تمہارے ساتھ کیا کیا۔ جواب دیا کہ مجھ پر زجر و توبیخ فرمائی۔ یہانتک کہ مجھکو خوف ہوا کہ نجات نہ ملے گی۔ پھر میرا قصور معاف کر دیا گیا مین کہتا ہون کہ مینے اس بارے مین تھوڑی سی تطویل کی ہے

الا بما تقربه اليه الاكثرين فمن اراد الزيادة فيه وفيما يتعلق باطلاق البصر وجميع اسباب الهوى فلينظر
وكتابنا المسمى بذم الهوى وفيه غاية المراد من جميع ذلك **ذكر تلبيس ابليس على الصوفية فى ادعاء**
التوكل وقطع الاسباب وترك الاحتراز فى الاموال حدثنا احمد بن ابى الحوارى قال سمعت ابا
سليمان الدارانى يقول لو توكلنا على الله صابنينا الحيطان ولاجلنا الباب لدار غلفا غافة اللصوص **وعن** ذى النون
المصرى انه قال سافرت سنين وما عرض التوكل الا وقتا واحدا ركبت البحر فكسر المركب فتعلقت بخشبة من خشب
المركب فقالت نفسى ان حكم الله عليك بالغرق فما ينفعك هذه الخشبة فخليت الخشبة فطفيت على
الماء فوقعت الى الساحل **وسمعت الجنيد** يقول سالت ابا يعقوب الزيات عن مسئلة فى التوكل فاخرج
درهما كان عنده فرماني فقال التوكل حقه تو قال استحييت ان اجيبك وعندى شئ **وذكر** ابو نصر السراج فى كتاب اللمع قال
جاء رجل الى عبد الله بن الجلاء فسأله عن مسئلة التوكل وعنده جماعة فلم يجبه ودخل البيت فاخرج اليهم صرة فيها اربعة دوانيق وقال اشتروا بها
شيئا فجاء الرجل عن سؤاله فقبل فوك فقال استحييت من الله ان اتكلم فى التوكل وعندى اربعة دوانيق **قال السراج** سهل بن
عبد الله من طعن فى الاكتساب فقد طعن على السنة ومن طعن على التوكل فقد طعن على الايمان

ترجمہ کیونکہ اکثر لوگون کے نزدیک اس مین عام لوگ مبتلا ہین اور جو شخص اس سے بھی زیادہ چاہے اس بارے مین اور نظر ڈالنے
اور خواہش نفسانی کے تمام اسباب کے بارے مین تو چاہئے کہ ہماری کتاب ذم الہوی کو دیکھے کیونکہ اسمین ان سب باتون کی بابت
پوری بحث ہی **توکل کے دعوے کرنے اور اسباب کے قطع کرنے اور مال جمع کرنا چھوڑ دینے مین صوفیہ**
پر تلبیس ابلیس کا بیان احمد بن ابی الحواری نے ہمسے بیان کیا کہ مینے ابو سلیمان دارانی سے سنا کہتے تھے کہ اگر ہم اللہ تعالی
پر توکل کرتے تو دیوارین نہ بناتے اور چورون کے خوف سے گھر کے دروازے پر قفل نہ لگاتے **ذوالنون مصری** کہتے ہین کہ
مینے برسون سفر کیا مگر میرا توکل درست نہین رہا بجز ایک وقت کے کہ مین دریا کے سفر مین تھا کشتی ٹوٹ گئی مینے اس کے تختون
مین سے ایک تختہ پکڑ لیا میرے جی نے مجھ سے کہا کہ اگر اللہ تعالی نے تیرے ڈوب جانے کا حکم فرما دیا ہے تو یہ تختہ تجھکو کچھ نفع نہ دیگا
مینے وہ تختہ چھوڑ دیا اور پانی پر تیر کر کنارے آ لگا **جنید** سے مینے سنا کہتے تھے کہ مینے ابو یعقوب زیات سے توکل کے بارے مین
ایک مسئلہ پوچھا انہون نے ایک درم جو ان کے پاس تھا نکالا پھر مجھکو مسئلہ کا جواب دیا پھر بولے کہ مجھ اس بات سے شرم
آئی کہ میرے پاس کچھ مال موجود ہو اور مین تم کو توکل کے مسئلہ کا جواب دون **ابو نصر السراج** نے کتاب اللمع مین بیان کیا ہے کہ
عبد اللہ بن جلاء کے پاس ایک آدمی کوئی توکل کا مسئلہ پوچھنے آیا اون کے پاس اونکے مریدین بیٹھے تھے اسکو کچھ جواب نہ دیا اور گھر
مین گئے اس جماعت کے سامنے ایک تھیلی نکال لائے جسمین چار دانگ تھے اور بولے کہ انکا کچھ خرید لاؤ بعد ازان اس شخص کو مسئلے
کا جواب دیا لوگون نے اس بارے مین انسے سوال کیا کہنے لگے کہ مجھکو اللہ تعالی سے شرم آئی کہ توکل مین کلام کرون اور میرے پاس چار دانگ ہون
سہل سہل بن عبد اللہ نے کہا کہ جو شخص پیشہ پر طعن کرے تو اسنے گویا سنت پر طعن کیا اور جو توکل پر طعن کرے تو اسنے ایمان پر طعن کیا

قال المصنف قلة العلم اوجبت هذا التخليط ولو عرفوا ماهية التوكل علموا انه ليس بينه وبين الاسباب تضاد وذلك ان التوكل اعتماد القلب على الله وحده وذلك لا ينافض حركات البدن فى التعلق بالاسباب ولا ادخار المال فقد قال عز وجل ولا تؤتوا السفهاء اموالكم التى جعل الله لكم قياما اى قواما لابدانكم وقال عليه السلام نعم المال الصالح للرجل الصالح وقال عليه السلام لان تخلف ورثتك اغنياء خير من ان تدعهم عالة يتكففون الناس واعلم ان الذى امر بالتوكل امر باخذ الحذر وقال خذوا حذركم وقال واعدوا لهم ما استطعتم من قوة قال وقد ظاهر رسول الله صلى الله عليه وسلم بين درعين وشاور وشاور وانتقى فى الغار ومن حرسنى الليلة وامر بغلق الباب وفى الصحيحين من حديث جابر ان النبى صلى الله عليه وسلم قال اغلق بابك وقد اخبر ان التوكل لا ينافى الاحتراز وحدثنا ابو قرة قال سمعت انس بن مالك يقول جاء رجل الى النبى صلى الله عليه وسلم فقال يا رسول الله اعقلها واتوكل او اطلقها واتوكل قال اعقلها وتوكل وقال سفيان فى تفسير هذا الحديث تفسير التوكل ان يرضى بما يفعل به وقال ابن عقيل يظن اقوام ان الاحتياط والاحتراز ينافى التوكل وان التوكل هو اهمال العوائق

ترجمہ مصنف نے کہا کہ کم علمی کی وجہ سے یہ تخلیط کی اور اگر یہ لوگ توکل کی حقیقت پہچانتے تو جان لیتے کہ توکل اور اسباب میں باہم مخالفت نہیں کیونکہ توکل یہ ہے کہ دل فقط اللہ پر بھروسہ کرے اور یہ بات اسکے خلاف نہیں کہ بدن کو اسباب کے ساتھ تعلق رکھنے میں اور مال جمع کرنے میں جنبش ہو اللہ تعالے نے فرمایا ولا تؤتوا السفهاء اموالكم التى جعل الله لكم قياما یعنی تم احمقوں کو اپنے وہ مال مت دو جن کو اللہ تعالے نے تمہاری زندگی کا سہارا بنایا ہے۔ قیاما کے یہ معنی ہیں کہ تمہارے ابدان اُن کی وجہ سے قائم ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اچھا وہ مال نیک ہے جو نیک آدمی کے کام آوے۔ اور فرمایا کہ اپنے وارثوں کو تونگر چھوڑنا اس سے بہتر ہے کہ اون کو محتاج چھوڑ کر مرے کہ لوگوں کے آگے ہاتھ پھیلاتے پھریں اور جاننا چاہیے کہ جس نے توکل کا حکم دیا ہے اُسی نے ہتھیار باندھنے کو فرمایا ہے اور ارشاد کیا خذوا حذركم یعنی اپنے اسلحہ لے لو اور فرمایا واعدوا لهم ما استطعتم من قوة یعنی کفار کے لئے جسقدر قوت ہو سکے بہم پہونچاؤ۔ اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اوپر تلے دو زرہیں زیب بدن فرمائیں اور طلیعوں سے مشورہ لیا اور غار میں پوشیدہ ہوئے اور ایک مقام پر فرمایا تھا۔ کہ آج کی رات میری نگہبانی کون کریگا اور دروازہ بند کر دینے کا حکم دیا صحیحین میں جابر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنا دروازہ بند کر لیا کرو اور آپ نے خبر دیدی کہ توکل احتراز کے منافی نہیں ابو قرہ نے بیان کیا کہ ابن نے انس بن مالک سے سُنا کہتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک آدمی آیا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ میں اپنی اونٹنی کو باندھوں اور توکل کروں یا اسکو چھوڑ دوں اور توکل کروں فرمایا کہ ہاں باندھ کر اور توکل کر سفیان نے کہا توکل کی تعریف یہ ہے کہ جو کچھ اس کے ساتھ کیا جاوے اسپر راضی رہے ابن عقیل کہتے ہیں کہ ایک قوم کا یہ گمان ہے کہ احتیاط اور احتراز توکل کے خلاف ہے اور توکل صرف اسی کا نام ہے

واطراح التحفظ وذلك هذا العلماء العجز والتفريط الذي يقتضيه من العقلاء التوبيخ والتقبيح ولم يامر الله عز وجل بالتوكل الا بعد التحرز واستفراغ الوسع في التحفظ **فقال سبحانه وتعالى** وشاورهم في الامر فاذا عزمت فتوكل على الله فلو كان التعلق بالاحتياط تاركا في التوكل لما حض الله تعالى نبيه حين قال له وشاورهم في الامر فهل المشاورة الا استفادة الرأي الذي منه يوجد التحفظ والتحرز من العدو ولم يقنع في الاحتياط بان يكله الى رايهم واجتهادهم حتى نص عليه وجعله عاما في نفس الصلوة وهي اخص العبادات **وقال** فلتقم طائفة منهم معك وليأخذوا اسلحتهم وبين علة ذلك **بقوله** ودالذين كفروا لو تغفلون عن اسلحتكم وامتعتكم فيميلون عليكم ميلة واحدة **ومن** علم الاحتياط هكذا لا يقال ان التوكل عليه ترك ما علم لكن التوكل التفويض فيما لا وسع فيه ولا طاقة **قال عليه السلام** اعقلها وتوكل ولو كان التوكل ترك التحرز لخص بخير الخلق صلى الله عليه وسلم في خير الاحوال وهي حالة الصلوة **وقد** ذهب الشافعي الى وجوب حمل السلاح حينئذ لقوله فليأخذوا اسلحتهم فالتوكل لا يمنع من الاحتراز والاحتياط فان موسى عليه السلام لما قيل له ان الملأ يأتمرون بك فاخرج وبينا صلى الله عليه وسلم خرج من مكة لخوف من المتواعدين عليه

ترجمہ اور اپنی حفاظت چھوڑ دے علماء کے نزدیک یہ عجز اور تفریط ہے جسکو اہل عقل خراب اور برا جانتے ہیں اور اللہ تعالے نے بعد محافظت اور پوری کوشش صرف کرنیکے توکل کا حکم فرمایا ہے ارشاد ہوا ہے وشاورھم فی الامر فاذا عزمت فتوکل علی اللہ یعنی آپ صحابہ سے اپنے امور میں مشورہ لیجئے پھر جب مستقل ارادہ ہو تو خدا پر توکل کیجئے اگر احتیاط کا پابند ہونا توکل میں نقص ڈالتا ہی تو اللہ تعالے اپنے نبی کو خاص نکرتا جیسا کہ فرمایا وشاورھم فی الامر مشورہ کرنا تو اسی کا نام ہی کہ جس شخص میں دشمن سے نگہداشت اور تحفظ کا مادہ ہو اس سے رائے لی جاوے اور پھر احتیاط کے بارے میں اتنا ہی نہیں کیا کہ اسکو صحابہ کی رائی اور اجتہاد پر چھوڑ دیا ہو بلکہ اسپر قطعی حکم لگا دیا اور نماز میں جو خاص ترین عبادت ہے اسکو کرکے قرار دیا فرمایا فلتقم طائفة منهم معك الخ یعنی چاہئے کہ صحابہ کی ایک جماعت نماز میں آپ کے ساتھ کھڑی ہو اور اپنے اپنے ہتھیار لئے رہیں پھر اسکی علت بیان فرمائی ودالذین کفروا الخ یعنی کفار چاہتے ہیں کہ تمکو تمہارے اسلحہ اور رخت سے غافل پاکر ایک بارگی تم پر ٹوٹ پڑیں اب جو شخص احتیاط کو اسطور سے جان لیگا تو یہ نہیں کہا جائیگا کہ توکل کرنا اس چیز کو چھوڑ دینا ہے جسکو جانتے تھے بلکہ توکل یہ ہے کہ جس امر میں اپنی وسعت اور طاقت نہیں۔ اسکو خدا پر چھوڑ دیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اونٹنی کو باندھ رکھو اور توکل کرو اور اگر توکل یہ ہوتا کہ اپنی نگہداشت ترک کرے تو بہترین خلائق صلی اللہ علیہ وسلم بہترین احوال یعنی حالت نماز میں اس صفت کے ساتھ مخصوص ہوتے شافعی رح کا مذہب ہے کہ اسوقت میں ہتھیار رہا ندھے رہنا واجب ہے بقولہ تعالے فلیاخذوا اسلحتھم پس توکل احتراز اور احتیاط کا مانع نہیں جب موسے علیہ السلام سے کہا گیا ان الملأ یاتمرون بک یعنی رئیس لوگ تمہارے گرفتار کرنے کا مشورہ کرتے ہیں تو آپ شہر سے نکل گئے اور ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم اپنے بارے میں تدبیر سوچنے والوں کی خوف سے باہر تشریف لیگئے

و وقاه ابوبکر رضی اللہ عنہ بسد انقاب الغار واعطی القوم التحرز حقہ ثم توکلوا **وقال تعالٰی** فی باب الاحتیاط لاتقصص رؤیاک علی اخوتک **وقال** لاتدخلوا من باب واحد **وقال** فامشوا فی مناکبہا وھذا لان الحرکۃ للذب عن النفس استعمالا لنعمۃ اللہ وکما ان اللہ تعالٰی یرید اظہار النعمۃ المبتدأۃ یرید انظہار دوائمہ فلا وجہ لتعاطی ما اودع اعتمادا علی ما جادیہ لکن یجب استعمال ما عندک ثم اطلب ما عندہ **وقد جعل سبحانہ** للطیر والبہائم اسلحۃ تدفع بہا عنہا الشر ولکا لمخلب والظفر والناب والحمۃ **وخلق** للآدمی عقلا یقودہ الی حمل الاسلحۃ ویہدیہ الی التحصن بالابنیۃ والدروع ومن عطل نعمۃ اللہ بانک الاحتراز فقد عطل حکمۃ کمن یترک الاغذیۃ والادویۃ ومات جوعا او مرضا ولا ایلہ ممن یدعی العقل والعلم ویستسلم للبلاء انما ینبغی ان یکون اعضاء المتوکل فی الکسب وقلبہ ساکن منوض الی اللہ متع او اعطی لانہ یری ان اللہ لا یتصرف الا بحکمۃ ومصلحۃ فمنعہ عطاء فی المعنی کم زین للعجزۃ عجزھم وسولت لھم انفسھم ان التفریط توکل فصار فی الخسر ورھم

ترجمہ اور غار میں حضرت ابوبکر صدیق رضہ نے انکو اسکے سوراخ بند کرکے بچایا اور صحابہ احتیاط کا پورا حق بجالائے پھر توکل کیا اللہ تعالٰی نے احتیاط کے باب میں فرمایا لاتقصص رویاک علی اخوتک یعنی حضرت یعقوب نے حضرت یوسف علیہما السلام سے کہا کہ اپنا خواب اپنے بھائیوں سے بیان نکرنا اور فرمایا لاتدخلوا من باب واحد یعنی حضرت یعقوب نے اپنے بیٹوں سے کہا کہ مصر میں جاکر سب ایک دروازے سے داخل نہ ہونا اور فرمایا فامشوا فی مناکبہا یعنی زمین کے اونچے مقاموں پر چلو اور یہ احتیاط اسلئے ہے کہ اپنی ذات سے ضرر دور کرنیکے واسطے حرکت کرنا اللہ تعالٰی کی نعمت کا عمل میں لانا ہے اور جس طرح اللہ تعالٰی اپنی عطا کی ہوئی نعمت کا اظہار چاہتا ہے۔ اسیطرح اپنی ودیعتوں کا اظہار بھی چاہتا ہے لہذا اسکی کوئی وجہ نہیں کہ اسکی عنایت ہی پر بھروسا کرکے اسکی ودیعت کو مہمل چھوڑ دے بان پہلے جو تمہارے قبضہ میں ہے اسکو عمل میں لاؤ پھر جو اللہ تعالٰی کے پاس ہے اُسکو طلب کرو اللہ تعالٰی نے پرندوں اور چرپایوں کو وہ اوزار عطا فرمائے ہیں جن کے ذریعہ سے وہ اپنے سے شر کو دور کرتے ہیں مثلاً پنجے اور ناخن اور دانت اور منقار اور آدمی کے لیے عقل پیدا کی جو اسکو اسلحہ باندھنے کی ہدایت کرتی ہے اور مکان اور زرہ وغیرہ کے ذریعے سے محفوظ رہنے کی راہ سوجھتی ہے پھر جو شخص احتیاط کو ترک کرکے اللہ تعالٰی کی نعمت کو بیکار کردے تو گویا اُسنے خدا کی حکمت کو معطل کیا جیسے کوئی شخص غذا اور دوا چھوڑ دے اور بھوک اور بیماری میں مرجائے اور اس شخص سے زیادہ کوئی احمق نہیں جو عقل وعلم کا دعوے کرے اور بلا کے سامنے گردن جھکادے بلکہ شایان یہ ہے کہ توکل کرنیوالے کے اعضا وجوارح کسب وپیشہ میں لگے رہیں اور دل اطمینان کے ساتھ خدا کے سپرد رکھے اب چاہے وہ عطا کرے یا نکرے کیونکہ ایسا شخص یقینا جانیگا کہ خدا کا تصرف حکمت ومصلحت سے ہوتا ہے اسکا عطا نہ کرنا بھی حقیقت میں عطا کرنا ہے عاجز لوگوں کے لئے اُن کی عجز اور انکی نفسوں نے اس امر کو اچھا اور آراستہ کرکے دکھایا کہ تفریط

بمنابة من اعتقد التهور شجاعة والخور حزما ومتى وضعت اسباب فاهملت كان ذلك جهلا بحكمة الواضع
مثل وضع الطعام للشبع والماء للري والدواء للمرض فاذا ترك الانسان ذلك اهوانا بالسبب ثم دعا وسأل
فربما قيل له قد جعلنا لعافيتك سببا فاذا لم تتناول له كان اهمالا لعطائنا فربما لم نعافك بغير سبب
لاهوانك بالسبب وماهذا الا بمنابة من بين قراحه وماء الساقية رفسه بمسحاة فاخذ يصلي صلوة الاستسقاء
طلبا للسقي فانه لا يستحسن منه ذلك شرعا ولا عقلا وقال المصنف فان قال قائل كيف احترز مع
القدر قيل له وكيف لا تحترز مع الامر من المقدر فالذي قدر هو الذي امر وقد قال تعالى خذوا حذركم
قيل كان عيسى عليه السلام يصلي على راس جبل فاتاه ابليس فقال له انت الذي تزعم ان كل شئ
بقضاء وقدر قال نعم قال فالق نفسك من الجبل وقل قد رعاني فقال يا لعين ان الله تختبر العبد والرب
لا يختبر وان الله قصر في معنى ما ذكرنا من تلبيسه عليهم فترك الاسباب انه قد لبس على خلق كثير منهم بازالة التوكل
بناء الكسب قال سهل بن عبد الله التستري من طعن في التوكل فقد طعن في الايمان ومن طعن في الكسب فقد طعن في السنة و
حدثنا محمد بن عبد الله الرازي قال سأل رجل اباعبد الله بن سالم وانا اسمع انحن مستعبدان في بالكسب

ترجمہ جیسا کی کو شجاعت اور سستی کو دور اندیشی خیال کرے اور جیکہ اسباب بنائے گئے ہون اور بیکار چھوڑ دیئے جائین تو یہ بنانیوالے کی
حکمت کا نہ جاننا ہی جیسے کہ کھانا پیٹ بھرنے کا سبب اور پانی پیاس بجھانے کا سبب اور دوا بیماری کے لئے موضوع ہین اب جو شخص
آدمی سبب کو حقیر سمجھکر ان سے دست بردار ہو پھر دعا مانگے اور سوال کرے تو اسکو جواب ملیگا کہ ہم نے تیری عافیت کے لئے
سبب بنا دیا تھا جبکہ تو نے اسکو نہ اختیار کیا تو ہماری بخشش کو مہمل جانا اکثر اوقات تجھکو بغیر کسی سبب کے ہم عافیت نہ دینگے
کیونکہ تو سبب کو تو ذلیل گردانتا ہے اور اسکی مثال ایسی ہو کہ کوئی شخص اپنی کھیتی کے پختہ ہونے پر خوش ہوتا ہے اور اس کھیت مین
ایک نہر سے پانی آتا ہے جو اسکے پاس جاری ہے اب یہ شخص ٹیلے پر چڑھکر بارش مانگنے کے لئے نماز استسقا پڑھنے لگے تو اسکی
یہ حرکت نہ شریعت کے رو سے اچھی ہے اور نہ عقل کے لحاظ سے مصنف نے کہا اگر کوئی یون کہے کہ جب ہر ایک امر مقدر ہے
تو احتراز کیونکر ہو سکتا ہی جواب دیا جائیگا حکم اور فرمان موجود ہین تو کیونکر احتراز نہ کیا جائے اسلئے کہ جسنے مقدر کیا ہے اُسی نے
حکم دیا ہے اور فرمایا ہے خذوا حذرکم کہتے ہین کہ حضرت عیسے علیہ السلام ایک پہاڑ کی چوٹی پر نماز ادا کر رہے تھے ان کے پاس شیطان
آیا اور کہنے لگا کہ تمہارا یہی عقیدہ ہے کہ ہر شئے قضا و قدر سے ہوتی ہے حواب دیا کہ ہان بولا کہ اچھا تو پھر تم اپنے آپکو پہاڑ سے نیچے گرا دو
اور سمجھ لو کہ میرے لئے یہ مقدر تھا حضرت عیسے نے کہا کہ اے لعین اللہ تعالی بندونکو آزماتا ہے بندے اللہ تعالی کو نہین آزماتے
فصل اور اسی معنی مین ہے کہ ترک اسباب کے بارہ مین ابلیس نے لوگون پر تلبیس کی ہی یہ ہے کہ بتونپر ابلیس نے یہ تلبیس کی ہے کہ توکل کسب کے
خلاف ہے سہل بن عبد اللہ التستری کا قول ہے کہ جس نے توکل پر طعن کیا اسنے ایمان پر طعن کیا اور جسنے کسب پر طعن کیا اسنے سنت پر
طعن کیا محمد بن عبد اللہ الرازی نے ہمسے بیان کیا کہ میری موجودگی مین ایک آدمی نے ابو عبد اللہ بن سالم سے سوال کیا کہ ہم کسب کو عبادت سمجھیں

امر بالتوکل فقال التوکل حال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والکسب سنۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وانما سن الکسب لمن ضعف عن التوکل وسقط عن درجۃ الکمال التی ھو حالہ فمن اطاق التوکل فالکسب غیر مباح لہ بحال الا کسب معاونۃ لا کسب اعتماد علیہ ومن ضعف عن حال التوکل التی ھو حال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابیح لہ طلب المعاش فی الکسب لئلا یسقط عن درجۃ سنۃ حتی لیسقط عن درجۃ حالہ وعن یوسف بن الحسین یقول اذا رأیت المرید یشتغل بالرخص والکسب فلیس یجیئ منہ شیء قال المصنف ھذا کلام قوم ما فھموا معنی التوکل وظنوا انہ ترک الکسب وتعطیل الجوارح عن العمل وقد بینا ان التوکل فعل القلب فلا ینافی حرکۃ الجوارح ولو کان کل کاسب لیس بمتوکل کان الانبیاء غیر متوکلین فقل کان آدم حراثا ونوح نجارا وزکریا نجارا وادریس خیاطا وابراھیم ولوط زراعین وصالح تاجرا وکان داؤد یعمل الخوص بیدہ ویاکل من ثمنہ وکان موسی وشعیب ومحمد رعاۃ قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم کنت ارعی غنما لاھل مکۃ بالقراریط فلما اغناہ اللہ جعل بعافرض لہ من الفیء لم یحتج الی الکسب وقد کان ابوبکر الصدیق وعثمان وعبد الرحمن وطلحۃ ومحمد بن سیرین ومیمون بن مھران بزازین وکان الزبیر وعمرو بن العاص وخالد بن خریز

بسنۃ الخلفاء واصحابہ وتابعین

ترجمہ یا کہ توکل کو جواب دیا کہ توکل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حال ہے اور کسب آپکی سنت ہے اور کسب اسی شخص کیواسطے مسنون ہے جو توکل کرنیمین ضعیف ہی اور درجہ کمال یعنی حال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے ساقط ہے لہذا جو کوئی توکل کی طاقت رکھے اُسکو کسب کسی حال مین مباح نہین مگر یہ کہ بطور مدد پہونچنے کے کسب کرے نہ یہ کہ کسب پر بھروسا کرے اور جو شخص توکل کرنیمین جو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حال ہے کمزور ہو اُسکو بذریعہ کسب طلب معاش کرنا جائز ہے تاکہ درجہ سنت نبوی سے نہ گرپڑے یہانتک کہ حالت نبوی کے درجہ سے ساقط ہوجاوے یوسف بن الحسین سے روایت ہی کہ کہتے تھے کہ جب تم کسی مرید کو دیکھو کہ شروع مین جو چیز مین آسان کی گئی ہین اُن کو تلاش کرتا ہے اور کمائی کرنے مین مشغول ہوتا ہے تو اس سے کچھ نہو گا مصنف کہتے ہین یہ کلام اس قوم کا ہے جو توکل کے معنی نہین سمجھے اور یہ گمان کیا کسب کا چھوڑنا اور عمل سے جوارح کا معطل کرنا توکل ہی اور ہم بیان کرچکے ہین کہ توکل دل کا فعل ہی لہذا جوارح کی حرکت کے منافی نہین اور اگر ایسا ہوتا کہ جو کسب کرے وہ توکل کرنیوالا نہین ہی تو انبیا علیہم السلام گویا توکل کرنیوالے ہی نہ تھے حضرت آدم علیہ السلام کاشتکار تھے اور حضرت نوح اور زکریا علیہم السلام بڑھئی کا کام کرتے تھے اور حضرت ادریس علیہ السلام کپڑے سیتے تھے اور حضرت ابراہیم اور لوط علیہ السلام کھیت بوتے تھے اور حضرت صالح علیہ السلام سوداگر تھے اور حضرت داود علیہ السلام زرہین اپنے ہاتھ سے بناتے تھے اور اسکی قیمت سے بسر کرتے تھے اور حضرت موسی اور شعیب اور ہمارے نبی علیہم الصلوۃ والسلام نے بکریان چرائین ہین ہمارے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مین مکہ والون کی بکریان چند قیراط پر چرایا کرتا تھا پھر جب اللہ تعالی نے مال غنیمت سے غنی کردیا تو آپ کو کسب کی ضرورت نہ رہی اور حضرت ابوبکر صدیق اور عثمان اور عبد الرحمن اور طلحہ اور محمد بن سیرین اور میمون بن مہران کپڑے بیچا کرتے تھے اور حضرت زبیر اور عمرو بن عاص اور خالد بن خریز

کزنیجا رین وکان سعد بن ابی وقاص یبری النبل وکان عثمان بن طلحۃ خیاطا وما زال التابعون ومن بعدھم یکتسبون ویرون ذلک
وحدثنا عطاء بن السائب قال لما استخلف ابوبکر اصبح غادیا الی السوق وعلی رقبتہ اثواب یتجر بہا فلقیہ عمر وابو عبیدۃ فقالا
لا تفعل ھذا وقد ولیت امور المسلمین قال فمن این اطعم عیالی وعن میمونۃ لما استخلف ابوبکر جعلوا لہ الفین فقال زیدونی فان لی
عیالا وقل شغاتہ عن التجارۃ فزادوہ خمسمائۃ قال المصنف لو قال رجل للصوفیۃ من این اطعم عیالی قالوا لہ قد
اشرکت ولو سئلوا عمن یخرج الی التجارۃ لقالوا لیس یتوکل ولا یتوکل وکل ھذا لجھلھم بمعنی التوکل والیقین ولو کان احدھم
یخلق علیہ الباب یتوکل قرب امر دعواہ ولکنھم بین امرین اما الطلب من الناس فمنھم من یسعی الی الدنیا مستغنیا ما
منھم من یبعث غلامہ فیدور بالزنابیل فیجمع لہ واما الجلوس فی الرباط فی ھیئۃ المساکین وقد علم ان الرباط
لا یخلو من فتوح کما لا یخلو الدکان من ان یقصد للبیع والشراء وعن سھل بن ھاشم عن ابراھیم بن ادھم
قال کان سعید بن المسیب من لزم المسجد وترک الحرفۃ وقل ما
یاتیہ فقد الحف فی السوال

ترجمہ کزنیز رنوگری کرتے تھے اور حضرت سعد بن ابی وقاص تیر بناتے تھے اور حضرت عثمان بن طلحہ درزی کا کام کرتے تھے اور تمام تابعین اور ان کے بعد والے ہمیشہ کسب کرتے رہے اور کسب کرنیکا حکم دیتے رہے عطاء بن السائب نے ہمسے بیان کیا کہ جبحضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے تو دوسرے روز صبح کو بازار کی طرف چلے اور آپ کے سر پر کپڑوں کی گٹھری تھی جن کی آپ تجارت کرتے تھے۔ رستے میں حضرت عمر اور ابو عبیدہ رضی اللہ عنہما ملے پوچھنے لگے کہ آپ کہاں تشریف لیجاتے ہیں جواب دیا کہ بازار جاتا ہوں وہ کہنے لگے کہ آپ امور مسلمین کے والی اور مختار ہو کر ایسا کرتے ہیں فرمایا کہ آخر میں اپنے اہل وعیال کو کہاں سے کھلاؤں اور میموں کہتے ہیں کہ جب حضرت ابوبکر خلیفہ ہوئے تو صحابہ نے مل کر حضرت ابوبکر کے لئے دو ہزار درہم سالانہ مقرر کر دیئے آپ نے کہا کہ اس سے اور زیادہ کر دو کیونکہ میرا کنبہ بہت ہے اور تجارت سے تم نے مجکو دوسری طرف لگا دیا صحابہ نے پانسو اور بڑھا دیئے مصنف نے کہا کہ اگر کوئی آدمی ان صوفیہ سے کہے کہ میں اپنے اہل وعیال کو کہانسے کھلاؤں تو وہ جواب دینگے کہ تو مشرک ہے اور اگر ان سے پوچھا جائے کہ جو شخص سوداگری کے لیئے جائے اس کا کیا حکم ہے تو کہینگے کہ وہ توکل کرنیوالا اور یقین کرنیوالا نہیں ان لوگوں کی یہ سب باتیں فقط اسوجہ سے ہیں کہ توکل اور یقین کے معنی نہیں جانتے اور اگر کوئی ان میں سے اپنے اوپر دروازہ بند کرے اور توکل کرے تو ان کے دعوی کی حال کہلجائے لیکن ان لوگوں کی حالت دو حال سے خالی نہیں یا لوگوں سے مانگنا تو بعض وہ لوگ ہیں جو دنیا کے لئے کوشش کرتے ہیں اور لوگوں سے اپنی خدمت لیتے ہیں اور بعض وہ ہیں جو اپنے خادم کو بھیجتے ہیں وہ کشکول لے کر گھومتا ہے اور کھانا جمع کرتا ہے اور رباط میں مسکینوں کی صورت بنا کر بیٹھنا اور یہ بات معلوم ہے کہ رباط فتوح سے خالی نہیں جسطرح دکان اس امر سے خالی نہیں کہ خرید و فروخت کا قصد کیا جاتا ہے سہل بن ہاشم نے ابراہیم بن ادہم سے روایت کیا کہ سعید بن مسیب نے کہا جو شخص مسجد میں بیٹھ رہے اور کسب و حرفہ چھوڑ دے اور پھر جو چیز اسکے پاس لائیں اسکو قبول کر لے تو اس شخص نے گوگزرا کر سوال کیا

ولقد كان ابو تراب يقول لاصحابه من لبس منكم مرقعة فقد سأل ومن قعد في خانكاه او مسجد فقد سأل وقال المصنف وقد كان السلف ينهون عن التعرض لهذه الاشياء ويأمرون بالكسب وقد قال عمر بن الخطاب رضي الله يا معشر القراء ارفعوا رؤسكم فقد وضح الطريق فاستبقوا الخيرات ولا تكونوا عيالا على المسلمين وعن محمد بن عاصم قال بلغني ان عمر بن الخطاب كان اذا رأى فتى فاعجبه حاله سأل عنه هل له حرفة فان قيل له لا قال سقط من عينه وحدثنا قتادة عن سعيد بن المسيب قال كان اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم يتجرون في بحر الشام منهم طلحة بن عبيد الله وسعيد بن زيد وحدثنا ابو القاسم قال سألت احمد بن حنبل فقلت ما تقول في رجل جلس في بيته او في المسجد وقال لا اعمل شيئا حتى يأتيني رزقي فقال احمد هذا رجل جهل العلم انما سمعت قول النبي صلى الله عليه وسلم جعل الله رزقي تحت ظل رمحي وبعث اخرجكم الطير فقال تغدو خماصا فذكر انها تغدو في طلب الرزق قال الله تعالى واخرون يضربون في الارض يبتغون من فضل الله وقال لا جناح عليكم ان تبتغوا فضلا من ربكم وكان اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم يتجرون في البر والبحر ويعملون في نخيلهم ولنا القدوة بهم وقد ذكرنا فيما مضى عن احمد ان رجلا قال له اريد الحج على التوكل

ترجمہ ابو تراب۔ اپنے مریدوں سے کہا کرتے تھے کہ جس نے پیوند لگا لباس پہنا تو وہ ضرور سائل ہے اور جو خانقاہ یا مسجد میں بیٹھ رہا وہ بھی ضرور سائل ہے مصنف نے کہا کہ میں کہتا ہوں اگلے بزرگ لوگ اس قسم کی باتوں میں پڑنے سے منع کرتے تھے۔ اور کسب کا حکم دیتے تھے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اے قاریوں کی جماعت ذرا اپنے سر اوٹھاؤ کیونکہ رستہ بالکل روشن ہے نیکیوں کے لئے سبقت کرو اور مسلمانوں کے محتاج بنکر نہ رہو محمد بن عاصم سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ جب کسی جوان آدمی کو دیکھکر اس کی حالت سے خوش ہوتے تو اس کا حال دریافت کرتے کہ آیا کوئی پیشہ کرتا ہے اگر لوگ کہتے کہ اسکا کچھ پیشہ نہیں ہے تو فرماتے کہ وہ شخص میری نظر سے گر گیا قتادہ سے روایت ہے کہ سعید بن مسیب نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب رضی اللہ عنہم بحر شام کی طرف تجارت کو جایا کرتے تھے منجملہ اُن کے حضرت طلحہ بن عبید اللہ اور سعید بن زید ہیں ابو القاسم نے ہم سے بیان کیا کہ میں نے احمد بن حنبل سے پوچھا کہ آپ ایسے شخص کے بارے میں کیا کہتے ہیں جو اپنے گھر میں یا مسجد میں بیٹھ رہے اور کہے کہ میں کچھ پیشہ نہ کرونگا میرا رزق خود بخود میرے پاس آئیگا احمد بن حنبل نے جواب دیا کہ یہ شخص علم نہیں رکھتا کیا تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نہیں سُنا کہ میرا رزق میرے نیزہ کے سایہ تلے ہے اور ایک اور حدیث ہے جسمیں آپ نے پرندوں کا ذکر کیا کہ وہ صبح کے وقت بھوکے ہوتے ہیں اور فرمایا علی الصباح تلاش رزق میں جاتے ہیں قال اللہ تعالیٰ واخرون یضربون فی الارض یبتغون من فضل اللہ یعنی دوسرے وہ لوگ ہیں جو زمین میں سفر کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل کی جستجو کرتے ہیں اور فرمایا لا جناح علیکم ان تبتغوا فضلا من ربکم یعنی تم پر اس میں کوئی گناہ نہیں کہ اپنے پروردگار کا فضل تلاش کرو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب تری و خشکی میں تجارت کے لیئے پھرتے تھے اور اپنے باغوں میں کام کرتے تھے ہم کو صحابہ ہی کی پیروی کرنی چاہیئے اور ہم سابق میں امام احمد کا قول لکھ چکے ہیں کہ ایک شخص نے ان سے کہا میں توکل پر حج کو جانا چاہتا ہوں

فقال له فاخرج فی عیر القافلة قال فقال فعلی جراب الناس توکلت وحدثنا ابوبکر المروزی قال قلت لابی عبدالله
هؤلاء المتوکلون یقولون نقعد ونرزق فقال هذا قول ردی خبیث الیس قد قال الله تعالی اذا
نودی للصلوٰة من یوم الجمعة فاسعوا الی ذکر الله وذروا البیع فقال اذا قال لا اعمل وجیئی الیه بشیء قد عملوا الکسب
لای شیء یقبله من غیره وعن صالح انه سأل ابا یعنی احمد بن حنبل عن التوکل فقال التوکل حسن ولکن ینبغی
للرجل ان لا یکون عیالا علی الناس ینبغی ان یعمل حتی یغنی نفسه وعیاله ولا یترک العمل قال وسئل ابی وانا شاهد
عن قوم لا یعملون ویقولون نحن متوکلون فقال هؤلاء مبتدعة وکان ابن عیینة یقول هم مبتدعة
فقال ابوعبدالله هؤلاء قوم سوء یریدون تعطیل الدنیا وحدثنا المروزی قال سألت ابا
عبدالله عن رجل جلس فی بیته وقال اجلس حتی یجیئنی الیت وقال ان لا اطلع علی ذلک احدا فقال
لو خرج فاحترف کان احب الیّ فاذا جلس خفت ان یخرج جلوسه الی غیره اقل الی
شیء یخرجه قال الی ان یکون یتوقع الی ان یرسل الیه وعن ابی بکر المروزی قال سمعت رجلا یقول
لابی عبدالله احمد بن حنبل انی فی کفایة قال الزم السوق تصل به الرحم وتعود به علی قرابتک

ترجمہ فرمایا کہ پھر قافلہ کو چھوڑ کر جاؤ اس نے کہا یہ تو نہیں ہو سکتا جواب دیا کہ پھر کیا لوگوں کے تھیلوں پر توکل کر کے چلے ابوبکر مروزی نے ہم سے بیان کیا کہ میں نے ابوعبداللہ سے کہا کہ آجکل توکل کرنیوالے کہتے ہیں کہ ہم ایک جگہ بیٹھ جاتے ہیں ہمارا روزی رسان خدا ہے جواب دیا کہ یہ قول ہی پوچ ہے کیا اللہ تم نے نہیں فرمایا اذا نودی للصلوٰة من یوم الجمعة الخ یعنی جب جمعہ کی اذان ہو تو اللہ تعالی کی عبادت کے لئے جلدی کرو اور خرید و فروخت چھوڑ دو پھر بولے کہ جب ایک شخص یہ کہتا ہے کہ میں کوئی پیشہ نہ کروں گا تو جب کوئی چیز کسب اور پیشہ کے ذریعہ سے حاصل کر کے اس کے پاس کوئی دوسرا آدمی لے جاتا ہے تو اسکو وہ قبول کیوں کرتا ہے صالح سے روایت ہے کہ انہوں نے اپنے باپ یعنی احمد بن حنبل سے پوچھا کہ توکل کیسا ہے جواب دیا کہ توکل اچھا ہے لیکن آدمی کو چاہیے کہ لوگوں کے ذمے نہ ہو بلکہ چاہئے کہ کسب کرے تاکہ خود بھی اور اسکی اہل و عیال بھی خوشحال رہیں اور حرفہ کو نہ چھوڑے نیز صالح کہتے ہیں کہ میری موجودگی میں میرے باپ سے اس قوم کی نسبت سوال کیا گیا جو پیشہ نہیں کرتے اور کہتے ہیں کہ ہم اہل توکل ہیں جواب میں فرمایا کہ یہ لوگ اہل بدعت ہیں ابن عیینہ کہا کرتے تھے کہ یہ لوگ بدعتی ہیں ابوعبداللہ نے کہا کہ یہ لوگ برے ہیں جو کہ دنیا کو بیکار رکھنا چاہتے ہیں مروزی نے ہم سے بیان کیا کہ ابوعبداللہ سے میں نے اس آدمی کے بارے میں پوچھا جو اپنے گھر میں بیٹھے رہے اور کہے کہ میں گوشہ گزیں ہوتا ہوں اور صبر کر کے گھر بیٹھ رہتا ہوں اور کہے کہ اس امر کی کسی کو خبر نہ دونگا ابوعبداللہ نے جواب دیا ہے کہ اگر یہ آدمی گھر سے نکلتا اور حرفہ کرتا تو مجھ کو اچھا معلوم ہوتا اور جبکہ ایک جگہ بیٹھ رہا تو میں ڈرتا ہوں کہ یہ بیٹھ رہنا اسکو کسی دوسری چیز کا مرتکب نہ بنا دے بیٹے کہا وہ دوسری کیا چیز ہے کہنے لگے کہ کہیں ایسا نہ ہو اس بات کی توقع کرے کہ لوگ اسکے پاس کچھ لے کے آئیں اور ابوبکر مروزی کہتے ہیں کہ میں نے ایک شخص کو سنا کہ ابوعبداللہ احمد ابن حنبل سے کہہ رہا تھا کہ میں خوشحالی میں ہوں فرمایا کہ بازار کو اختیار کر تو اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ اپنے اقارب پر احسان اور اہل عیال کو خوشحال کرے گا

وقال لآخر اعمل وتصدق بالفضل على قرابتك وقال احمد بن حنبل قد امرتهم يعني اولاده ان يختلفوا الى السوق و
ان يتعرضوا للتجارة وعن الفضل بن محمد بن زياد قال سمعت ابا عبد الله يامر بالسعي وكان يقول ما احسن الاستغناء
عن الناس وكان يقول احب الدراهم الى درهم من تجارة واكرهها عندي الدراهم من صلة الاخوان قال المصنف وقد كان
ابراهيم بن ادهم يحصد ويسقي الخواص بالقفط وحذيفة المرعشي يضرب اللبن قال الزعفراني التسبب لا يقدح في التوكل لان الله تعالى رتب الاشياء
بعضها على بعض ولم تنقض الثقة بالله ولما قيل لموسى عليه السلام ان الملأ يأتمرون بك ليقتلوك خرج ولما
جاء واحتاج الى عفة نفسه اجر نفسه ثماني سنين وقد قال تعالى فامشوا
في مناكبها وهذا الان الحركة استعمال لنعمة الله وهي القوى فاستعمل ما
عندك ثم اطلب ما عنده وقد يطلب الانسان من ربه وينسى ماله
عنده من الذخائر فاذا تأخر عنه ما يطلبه يسخط فتراه يضع يده على عقار
واثاثا فاذا ضاق به القوت واجتمع عليه دين فقيل له لو بعت عقارك فقال كيف
افرط في عقاري واسقط عند الناس جاهي وانما يفعل هذا الجاهلات المعتادات

ترجمہ اور ایک دوسرے شخص سے کہا کہ کام کر اور حاجت سے زائد کو اپنے اہل قرابت پر صدقہ کر احمد بن حنبل نے کہا کہ میں نے اپنی
اولاد کو حکم دیا ہے کہ بازار میں آئیں جائیں اور تجارت میں لگے رہیں اور فضل ابن محمد ابن زیاد کہتے ہیں کہ میں نے ابو عبد اللہ
کو بازار کے اختیار کرنے کا حکم کرتے ہوئے سنا اور اکثر کہا کرتے تھے کہ لوگوں سے بے نیاز ہو کر رہنا کیا اچھی بات ہے اور کہتے تھے
کہ میرے نزدیک درہموں میں سے وہ درہم اچھا ہے جو تجارت سے حاصل ہوا اور برادر وہ ہے جو احباب کے احسان سے ملا۔
مصنف نے کہا کہ ابراہیم بن ادہم کھیتی کاٹا کرتے تھے اور سلیمان خواص خوشہ چین تھے اور حذیفہ مرعشی اینٹیں بناتے تھے ابن
عقیل نے کہا کسی سبب پر عمل کرنے سے توکل نہیں ٹوٹتا کیونکہ انبیاء کے مرتبہ سے اپنی ترقی چاہنا دین کی بربادی ہے موسیٰ علیہ
السلام سے جب کہا گیا کہ ان الملا یاتمرون بک الخ یعنی رئیس لوگ تمہارے قتل کا مشورہ کرتے ہیں حضرت موسیٰ وہاں سے بھاگ
نکلے بعد اس کے جب بھوک لگی اور اپنے نفس کے پاک رکھنے کی ضرورت پڑی تو آٹھ برس کے لئے اپنے آپ کو اجرت میں دیدیا
اللہ تعالیٰ نے خود فرمایا فامشوا فی مناکبہا یعنی زمین کی بلندیوں میں سفر کرو یہ ارشاد اس لئے ہے کہ جنبش کرنا گویا اللہ تعالیٰ
کی نعمت کو عمل میں لانا ہے اور اسکی نعمت قوائے انسانی ہیں لہذا جو تمہارے پاس ہے پہلے اُس کا استعمال کرو پھر خود اسکے پاس سے
اسکو ڈھونڈو بسا اوقات انسان اللہ تعالیٰ سے طلب فضل کرتا ہے اور جبکہ رزق دیرہ و مال اس کے پاس ہے اس کو بھول جاتا ہے
پھر جب کہ اس کے طلب برآنے میں تاخیر ہوتی ہے تو ناراض ہو جاتا ہے تم بعض لوگوں کو دیکھتے ہو کہ ان کے پاس زمین اور جائداد
ہوتی ہے پھر جب اس پر روزی تنگ ہوتی ہے اور قرض بہت ہو جاتا ہے تو اس سے کہا جاتا ہے کہ کاش تم اپنی زمین بیچ ڈالتے۔ تو کہتا ہے
کہ میں اپنی جائداد میں کیونکر کمی کروں اور لوگوں کے سامنے اپنا مرتبہ کیوں گھٹاؤں اور اس قسم کی حماقتیں صرف عادات سے ہوتی ہیں۔

واما قعدوا عن الکسب استثقالا له فکانوا بین امرین قبیحین اما تضییع العیال فترکوا الفرائض والتزین باسم انه متوکل فحینئذ غلبهم المکتسبون فضیقوا علی عیالهم لاجلهم واعطوهم وهذه الرذیلة لم تدخل قط الاعلی دنی النفس والا فارجل کل الرجل من لم یضیع جوهرة الذی وعد الله ایتاءه للکسل او لاسم یتزین به بین الجهال فان الله تعالی قد یحرم الانسان المال ویرزق جوهرة یتسبب به الی تحصیل الدنیا بقبول الناس علیه فصل وقد تشبث القاعدون عن المکسب بتعللات قبیحة منها انهم قالوا لابد ان یصل رزقنا الینا وهذا وغایة القبح فان الانسان لو ترک الطاعة وقال لا اقدر بطاعتی ان اغیر ما قضی الله علی فان کنت من اهل الجنة فانا من اهل الجنة او من اهل النار فانا من اهل النار قلنا له هذا یرد الامر کلها ولو صح لاحد ذلک لم یخرج ادم من الجنة لانه کان یقول ما فعلت الا ما قضی علی ومعلوم انا مطالبون بالامر بالقدر ومنها انهم یقولون این الحلال حتی یطلب وهذا قول جاهل فان الحلال لا ینقطع ابدا لقوله علیه السلام الحلال بین والحرام بین ومعلوم ان الحلال اما اذن الشرع فی تناوله وانما قولهم هذا لجمع للکسل ومنها انهم قالوا اذا کسبنا اغنا الطلبة والعصاة وحدثنا ابو عثمان بن الاکامی قال سمعت ابراهیم الخواص یقول

ترجمہ اور بعض لوگ جو کسب سے دست بردار ہو گئے ہیں وہ حرفہ کو ایک گرانبار سمجھکر ایسا کر بیٹھے لہذا دو بری باتوں میں پڑ گئے یا تو اپنے اہل وعیال کو ضائع کیا اور فرائض کو چھوڑ دیا اور یا اسلیے کہ ایسا کیا کہ جسکا نام توکل کے نام سے زینت حاصل کرے لہذا کسب کرنے والے اُسکے اہل وعیال پر ترس کھاتے ہیں اور اُن کی دعوتیں کرتے ہیں اور ان کو کچھ دیتے ہیں اور یہ رذیل عادت بجز دنی الطبع کے کسی میں نہیں ہوگی ورنہ انسان کامل وہ آدمی ہے جو اپنے اس جوہر کو جو اللہ تعالے نے اُسکو بخشا ہی ہر ایک پر احسان کرنیکے لیے ضائع کرے نہ یہ کہ لوگوں میں ایک نام پیدا کرے جس سے جاہلوں میں زینت پکڑے کیونکہ کبھی اللہ انسان کو مال سے محروم کر دیتا ہی اور ایک ایسا جوہر عطا فرماتا ہی جس سے وہ ایسا سبب نکالتا ہی کہ لوگوں کے نزدیک مقبول ہو کر دنیا حاصل کرتا ہے **فصل** جو لوگ کسب کرتے بیٹھ رہے ہیں وہ دلائل قبیحہ سے حجت پکڑتے ہیں ان میں ایک دلیل یہ بیان کرتے ہیں کہ جو ہمارا رزق ہی وہ ضرور ہم کو ملے گا حالانکہ یہ بات نہایت قبیح ہی کیونکہ انسان اگر عبادت چھوڑ دے اور کہنے لگے کہ میں اپنی عبادت سے اللہ کی تقدیر کو نہیں بدل سکتا اگر اللہ نے مجھکو اہل جنت سے لکھدیا ہی تو اہل جنت سے ہونگا اور اگر اہل دوزخ سے لکھدیا ہی تو دوزخ میں جاونگا ہم اس شخص کو جواب دینگے کہ تمہارا یہ قول تو تمام احکام الٰہی کو رد کرتا ہی اور اگر کسی کے لیے ایسا کہنا جائز ہوتا تو حضرت آدم جنت سے نہ نکلتے کیونکہ وہ یوں کہہ سکتے تھے کہ مینے وہی کام کیا جو میری لئے مقدر تھا اور یہ بات معلوم ہے کہ ہم لوگوں سے جو باز پرس ہوگی وہ امر کی وجہ سے ہوگی نہ بوجہ تقدیر کے یہ لوگ ایک دلیل یوں لاتے ہیں کہ روزی حلال کہاں ہے جو ہم طلب کریں اور یہ قول کسی جاہل کا ہے کیونکہ رزق حلال کبھی منقطع نہو گا کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حلال ظاہر ہے اور حرام ظاہر ہے اور یہ سب جانتے ہیں کہ حلال وہ روزی ہے جس کے لینے کی اجازت شریعت نے دیدی ہو اور ان لوگوں کا یہ قول فقط سُست آدمی کی حجت ہی ایک دلیل انکی یہ ہی کہ جب ہم کسب کرینگے تو غلہ اور گنہگاروں کی مدد کرینگے **ابو عثمان بن الآدمی** نے ہمسے بیان کیا کہ مینے ابراہیم خواص سے سُنا کہتے تھے

طلبت المعاش لاکل الحلال فقصدت السمك فوقعت فی الشبکة سمکة فاخرجتها ثم طرحت الشبکة فوقعت اخری فهممت بها ثم ذهبت فهتف بی هاتف لم تجد لك معاشا الا ان تاتی الی من یذکرنا فتقتلهم قال فرمیت الشبکة وترکت الصید قال المصنف هذه القصة ان صحت فان الهاتف ابلیس لان الله تعالی اباح الصید فلا یعاقب علی اباحته وکیف یقال له تعال الی من یذکرنا فتقتله وهو الذی اباح قتله وکسب الحلال ممدوح ولو ترکنا الصید وذبح الانعام لانهمانذکر الله تعالی لم یکن لنا معاش تقیم قوی الابدان لانه لا یقیمها الا الحرف فالتحری من اخذ السمك او ذبح الحیوان مذهب البراهمة فانظر الی الجهل ما یصنع والی ابلیس کیف یفعل قیل لفتح الموصلی انت صیاد بالشبکة لم تصطد العیال فقال اخاف ان اصطاد مطیعا لله فوجد فی الماء فاطمه عاصیا لله علی وجه الارض قال المصنف ان صحت هذه الحکایة عن فتح فهو من التحلل البارد المخالف للشرع والعقل لان الله تعالی اباح الکسب وندب الیه فاذا قال قائل لم حرمت خبز الشعیر وقد کان کثیرا فارغا لانه یجوز لنا ان نبیع الخبز الیهود والنصاری اللهم وقفنا لما یرضیك عنا برحمتك ذکر تلبیس ابلیس علی الصوفیة فی ترك التداوی قال المصنف لا یختلف العلماء ان التداوی مباح وانما رای بعضهم التوکل ترکه وقد ذکرنا کلام الناس فی هذا وبیّنا ما اخبرنا فی کتاب بقاء المنافع فی الطب

ترجمہ: ایک روز حلال کی غرض سے طلب معاش کے لیئے نکلا اور مچھلی کے شکار کا ارادہ کیا جال میں ایک مچھلی آئی میں نے اسکو نکال لیا پھر جال ڈالا دوسری مچھلی پڑی میں نے اسکو پھینک دیا پھر واپس لوٹا تو مجھکو ایک ہاتف نے آواز دی کہ اے فلان کیا تیرے لئے فقط یہی معاش رہگیا ہے کہ ان جانداروں کو پکڑے جو ہمارا ذکر کرتے رہتے ہیں اور تو ان کو مار ڈالتا ہے یہ آواز سنکر میں نے جال پھینکدیا اور شکار چھوڑ دیا۔ مصنف نے کہا کہ یہ قصہ اگر صحیح ہے تو یہ ہاتف شیطان ہے کیونکہ اللہ تعالی نے شکار کو مباح کر دیا ہے لہذا مباح کی ہوئی چیز پر عذاب نفرمائیگا اور کیونکر کسی سے کہا جا سکتا ہے کہ تم ایسی چیز کو کیوں ستاتے ہو جو ہمارا ذکر کرتی ہے حالانکہ خود اسی نے اس چیز کا قتل کرنا جائز کر دیا ہے اور کسب حلال عمدہ چیز ہے اب اگر ہم شکار کرنا اور چوپایوں کا ذبح کرنا سوجہ سے چھوڑ دیں کہ وہ ذکر خدا کرتے ہیں تو ہمارے لئے وہ شئے نہیں رہتی جو قوائے بدن کو قائم رکھے کیونکہ ان کا قائم رکھنے والا صرف گوشت ہے پس مچھلی پکڑنے اور حیوان کے ذبح کرنے سے پرہیز کرنا برہمنوں کا مذہب ہے لہذا جہالت کو دیکھنا چاہیئے کیا کرتی ہے اور شیطان کیسا دھوکا دیتا ہے فتح موصلی سے کسی نے کہا کہ تم ماہی گیری کرتے ہو پھر اپنے بال بچوں کے لئے شکار کیوں نہیں کرتے جواب دیا کہ مجھکو یہ خوف ہے کہ پانی میں خدا کی عبادت کرنے والوں کو شکار کرکے لاؤں اور پھر زمین پر خدا کے نافرمان بندوں کو کھلاؤں مصنف نے کہا کہ فتح موصلی کی یہ حکایت اگر درست ہے تو یہ عذر بارد ہے شرع اور عقل کے خلاف ہے کیونکہ اللہ تعالی نے کسب کو مباح فرمایا ہے اور لوگوں کو کسب کیطرف بلایا ہے اب اگر کوئی کہنے والا کہے کہ بسا اوقات میں روٹی پکاتا ہوں اور اسکو ایک گنہگار کھا جاتا ہو تو یہ بات لغو ہوگی کیونکہ ہمارے لئے جائز ہے کہ روٹی یہود و نصاری کے ہاتھ فروخت کریں الٰہی اپنی رحمت سے ہمکو اس چیز کی توفیق دے جس سے تو راضی ہے (علاج کرنیکے بارے میں صوفیہ پر تلبیس ابلیس کا بیان) مصنف نے کہا کہ علماء کا اسمیں کچھ اختلاف نہیں کہ معالجہ کرنا جائز ہے فقط بعض کی رائے یہ ہے کہ ترک علاج عمدہ ہے جسنے اس بارے میں لوگوں کا کلام اور جو کچھ ہم کو خبر ملی ہے اپنی کتاب

والمقصود ههنا ان نقول اذا ثبت التداوی مباح بالاجماع مندوب الیه عند بعض العلماء فلا یلتفت الی قول قوم قد رأوا ان التداوی خارج عن التوکل لان الاجماع علی انه لا یخرج من التوکل وقد صح عن رسول الله صلی الله علیه وسلم انه تداوی وامر بالتداوی ولم یخرج بذالک عن التوکل ولا اخرج من لم یتداوی من التوکل وفی الصحیح من حدیث عثمان بن عفان رضی الله عنه ان النبی صلی الله علیه وسلم رخص اذا اشتکی الرجل منکم او به قرحة او جرح قال اضبط وفی هذا الحدیث دلیل علی فساد قول اهل التصوف والجهال ان التوکل لا یصح الا بترک العلاج به جملة بل واجب اذا لم یعلم طلب العافیة من غیر من بیده العافیة والضر والنفع وفی طلب النبی صلی الله علیه وسلم لاعرابی علاجه بالصبر دلیل علی ان معنی التوکل غیر ما قاله الذین ذکرنا قولهم وان ذلک غیر مخرج فاعله من الرضی بقضاء الله کما ان من عرض له جوع الکلب لا یخرجه فرعه الی الغذاء من التوکل والتزهد بالتشاغل عن الله تعالی لم یزل اداء الاثر الیه دواء الاله الموت وجعل اسبابا لدفع الداء کما جعل الاکل سببا لدفع الجوع وقد کان قادرا ان یخلقه بغیر هذا ولکنه خلقهم ذوی حاجة فلا یفهم عنهم اذی الجوع الا بما جعله سببا لدفعه عنهم فکذا الداء العارض ذکر تلبیسه علی الصوفیة فی الوحدة والعزلة قال المصنف سکان خیار السلف یوثرون الوحدة والعزلة عن الناس

ترجمہ اس مقام پر صرف اسقدر مقصود ہے کہ ہم یہ بیان کریں جب علاج کرنیکی اباحت بالاجماع ثابت ہوگئی اور بعض علماء کے نزدیک مستحسن ٹھہرا تو ہم اوس قوم کے قول کیطرف توجہ نہ کرینگے جو کہتے ہیں علاج کرنا توکل سے خارج ہے کیونکہ اتفاق اس امر پر ہے کہ یہ بات توکل سے خارج نہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بروایت صحیح ثابت ہے کہ آپنے علاج کیا اور علاج کرنے کا حکم فرمایا اور اسکی وجہ سے توکل سے نہیں نکلے اور نہ اسکو توکل سے نکالا جسنے انکو دوا کرنیکا حکم کیا صحیح بخاری میں بروایت حضرت عثمانؓ آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت دی کہ حالت احرام میں اگر آشوب چشم کی شکایت ہو تو ایلوے کا لیپ کرے طبری نے کہا کہ اس حدیث میں توکل کرنے والوں اور عبادت کرنے والوں کے اس قول کے فاسد ہونے پر دلیل ہے کہ جو شخص کسی مرض کیوجہ سے اپنے جسم کا کسی دوا سے علاج کری تو اسکا توکل صحیح نہیں ہے کیونکہ ایسا کرنا ان کے نزدیک جس ذات پاک کے قبضے میں عافیت ہے اور نفع و نقصان ہے اسکو چھوڑکر دوسرے سے عافیت طلب کرتا ہے اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے جو رفع تکلیف کے لئے احرام باندھنے والے کے حق میں آنکھوں کا علاج ایلوے کے ساتھ مطلق فرمایا تو اس بات کی قوی دلیل ہے کہ توکل کے معنی وہ نہیں جو ان لوگوں نے بیان کئے ہیں جنکا قول ہمنے نقل کیا ہے اور اس امر کی دلیل ہے کہ علاج کرنیوالا رضا بقضائے الٰہی سے خارج نہیں ہوتا جیسے کسی شخص کو جوع الکلب کا عارضہ ہو تو اسکا غذا کیلئے بیقرار ہونا اسکو رضا بقضا اور توکل سے خارج نہیں کرتا کیونکہ اللہ نے موت کے سوا جو بیماری پیدا کی ہے اسکی دوا بھی ضرور اتاری ہے اور مرض دور کرنیکے اسباب بنائے ہیں حسبطرح کھانے کو بھوک کے زائل کرنیکا سبب قرار دیا حالانکہ وہ قادر تھا کہ مخلوق کو بغیر اسکے بھی زندہ رکھ لیکن اسنے مخلوق کو اہل حاجت بناکر پیدا کیا ہے لہذا اسنے بھوک کی تکلیف اسی چیز سے دور ہوگی جسکو اس کے زائل کرنیکا سبب بنایا یہی حالت مرض لاحق کی ہے۔

(تنہائی اور گوشہ نشینی کے بارے میں صوفیہ پر تلبیس ابلیس کا بیان) اگلے نیک لوگ جو تنہائی اور لوگوں سے علیحدگی اختیار کرتے تھے

اشتغالا بالعلم والتعبد الا ان عزلة القوم لو تقطعهم عن جمعة ولا جماعة ولا عيادة مريض ولا شهود جنازة ولا قيام بحق وانما هي عزلة عن الشر واهله ومخالطة البطالين وقد لبس ابليس على جماعة من المتصوفة فنهم من اعتزل في جبل كالرهبان يبيت وحده ويصبح وحده ففاتته الجمعة وصلاة الجماعة ومخالطة اهل العلم وعمومهم اعتزل في الاربطة ففاتهم السعي الى المساجد وتوطأ واعلى فراش الراحة وتركوا الكسب وقد قال ابو حامد الغزالي في كتاب احياء مقصود الرياضة تفريغ القلب وليس ذلك الا بالخلوة في مكان مظلم فان لم يكن مكان مظلم فليغط راسه في جيبه او ليتدثر بكساء او ازار وفي مثل هذه الحالة يسمع نداء الحق ويشاهد جلال الحضرة الربوبية قال المصنف انظر الى هذه الترتيبات واعجب كيف تصدر من فقيه ومن اين له ان الذي يسمعه نداء الحق وان الذي يشاهده جلالة الربوبية وما يومنه ان يكون مايراه من الوساوس والخيالات الفاسدة والظاهر ممن يستعمل التغفل في المطعم فانه يخاف عليه المالخوليا وقد يسلم الانسان في مثل هذه الحالة من الوساوس لان انه اذا انخنث بثوبه ونحوه عليه يخايل الاشياء لان في الدماغ ثلث قوى قوة يكون بها التخيل وقوة يكون بها التفكر وقوة يكون بها الذكر وموضع التخيل البطن الاول من بطون الدماغ وموضع التفكر البطن الاوسط من بطون الدماغ وموضع الحفظ المؤخر

ترجمہ تو اسلئے تھا کہ علم پڑھنے میں اور خدا کی عبادت میں مشغول ہوں گمان لوگوں کی گوشہ نشینی میں یہ بات نہ تھی کہ جمعہ و جماعت میں شامل ہوں مریض کی عیادت نہ کریں جنازہ کیساتھ نہ جائیں کسیکو حق بات نہ بتائیں یہ گوشہ نشینی محض اسلیے ہوتی تھی کہ شر سے یعنی فساد والوں سے محفوظ رہیں بُرے لوگوں سے اختلاط نہ کریں صوفیہ کی ایک جماعت کو شیطان نے دھوکا دیا لہذا انہیں سے بعض تو کسی پہاڑ پر راہبوں کی طرح سے الگ جا رہے رات دن اکیلے رہتے ہیں جمعہ اور نماز جماعت کو فوت کرتے ہیں اہل علم سے نہیں ملتے جلتے عوام صوفیہ رباطوں میں رہتے ہیں اور مسجد میں نماز کے لئے نہیں آتے اور بستر راحت پر پڑے ہوئے ہیں اور کسب کو چھوڑ رکھا ہے ابو حامد غزالی نے کتاب احیاء العلوم میں بیان کیا ہے کہ ریاضت سے مقصود یہ ہے کہ دل یکسو ہو جائے اور یہ بات جبھی حاصل ہو گی کہ آدمی ایک تاریک مکان میں تنہا ہے اور اگر مکان تاریک نہو تو اپنا سر گریبان میں ڈالے یا کسی چادر وغیرہ سے لپٹے اس حالت میں وہ آواز حق سنیگا اور حضرت ربوبیت کی جلال کو مشاہدہ کریگا مصنف نے کہا کہ ان ترتیبوں پر غور کرنا چاہئے اور تعجب یہ ہے کہ ایک فقیہ شخص سے یہ کیونکر صادر ہوتا ہے اور اسکو یہ کیونکر معلوم ہوا۔ کہ جو وہ سنتا ہے۔ وہ آواز حق کی ہے اور جس کا وہ مشاہدہ کر رہا ہے جلال ربوبیت ہی ہے۔ یوں سمجھنے سے کیا مانع ہے کہ جس چیز کا اسکو وجدان ہوا وہ وسوسے اور فاسد خیالات ہیں۔ حالانکہ جو شخص ضرورت سے کم کھاتا کھائے۔ اسکے حق میں یہ بات ظاہر ہے کیونکہ اس پر مالیخولیا غالب ہوتا ہے اور بعض اوقات ایسی حالت میں آدمی وساوس سے محفوظ بھی رہتا ہے۔ مگر جب کہ وہ چادر اوڑھ لے اور آنکھیں بند کرلے تو اکثر چیزیں خیال میں آتی ہیں۔ کیونکہ دماغ میں تین قوتیں ہیں ایک خیال کی قوت ہے دوسری فکر کی اور تیسری ذکر کی خیال کا مقام دماغ کے پردوں میں سے اگلے کے دو پردے ہیں اور فکر کا مقام درمیانی پردہ ہے اور ذکر و حفظ کا مقام پیچھے کا پردہ ہے جبکہ آدمی اپنا سر چھپاتا ہو

فاذا المرق الانسان وغمض عينيه جال الفكر والتخيل وعن ابي عثمان بن الادمي قال كان ابو عبيد البسري اذا كان
اول يوم من شهر رمضان يدخل البيت ويقول لامرأته طيني باب البيت والقمي لي كل ليلة من الكوة رغيفا
فاذا كان يوم العيد دخلت فوجدت ثلثين رغيفا في الزاوية ولا اكل ولا شرب ولا تهيأ للصلوة يبقى على طهر
واحد الى اخر الشهر قال المصنف هذه الحكاية عندي بعيدة من الصحة من وجهين احدهما بقاء الادمي شهرا او
لا يحدث ولا يتوضأ والثاني ترك المسلم الصلاة الجمعة والجماعة وهي واجبة لا يجوز تركها فان صحت هذه الحكاية فما
ابقى بابليس لونا في التلبيس بقية وعن ابي عبد الله النيسابوري قال سمعت ابا الحسن البوشنجي الصوفي غير مرة يعاتب
ترك الجماعة والجمعة والتخلف عنها فيقول ان كانت الفضيلة في الجماعة فان السلامة في العزلة فتأمل وقد جاء النهي عن
الانفراد لما يجب للبعد عن العلم والجهاد للعدو وحدثنا القاسم عن ابي امامة قال خرجنا مع رسول الله صلى الله عليه وسلم
في سرية من سراياه قال فمر رجل بغار فيه شيء من ماء قال فحدث نفسه ان يقيم في ذلك الغار فيقوته ما كان فيه ويصيب من
من النقاء ويتخلا من الدنيا ثم قال لو اني اتيت نبي الله صلى الله عليه وسلم فذكرت ذلك له فان اذن لي فعلت والا لم افعل فاتاه فقال يا
نبي الله اني مررت بغار فيه ما يقوتني من الماء والبقل فحدثتني نفسي بان اقيم فيه وأتخلى من الدنيا فقال انبي صلى الله عليه وسلم

ترجمہ اور آنکھیں بند کر لیتا ہے تو فکر اور خیال کا جولان ہوتا ہے ابو عثمان بن الآدمی نے کہا کہ ابو عبید بسری کا قاعدہ تھا کہ رمضان
شریف کی پہلی تاریخ ہوتی تو گھر میں جاکر اپنی بی بی سے کہتے تھے کہ میرے حجرے کے دروازے کو مٹی سے بند کر دو اور ہر رات روزن کی راہ سے
مجھکو ایک روٹی دیدیا کرنا پھر جب عید کا دن آتا تو ان کی بی بی اوس گھر میں جاکر دیکھتی تھیں تو گوشہ میں تیس روٹیاں پاتی تھیں وہ
نہ کھاتے تھے نہ پیتے تھے اور آخر ماہ مبارک تک ایک وضو سے رہتے تھے مصنف نے کہا کہ یہ قصہ میرے نزدیک دو وجہ سے بعید از صحت
ہے اول یہ کہ ایک مہینے تک انسان کیونکر رہ سکتا ہے کہ نہ محدث ہو اور نہ وضو کرے دوسرے مسلمان ہو کر جمعہ اور جماعت کی نماز چھوڑ دینا
حالانکہ یہ واجب ہے اور اسکا ترک کرنا جائز نہیں پھر اگر یہ حکایت درست بھی ہو تو اس شخص کے حق میں شیطان نے دھوکا دیئے ہیں
کوئی بات اٹھا نہیں رکھی اور ابو عبد اللہ نیشاپوری کہتے ہیں کہ میں نے بارہا ابو الحسن بوشنجی صوفی کو سنا کہ جمعہ اور جماعت سے پیچھے
رہ جانے اور ترک کرنے پر انکو سرزنش کیا جاتا تھا تو کہتے تھے کہ اگر فضیلت جماعت میں ہے تو سلامت تنہائی میں ہے فصل ایسی علیحدگی
کے بارے میں جس کی وجہ سے علم اور جہاد کفار سے دور ہو جاوے نہی وارد ہوئی ہے قاسم نے ابو امامہ سے روایت کیا کہ ہم رسول اللہ صلے
اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ایک لشکر میں جاتے تھے ہم میں سے ایک آدمی کا گذر ایک غار پر ہوا جسمیں تھوڑا سا پانی تھا اس شخص نے اپنے
جی میں کہا کہ میں اس غار میں مقام کروں اور جو کچھ اسمیں ہے اسکو قوت مقرر کروں اور اسکے گرد جو سبزی پتی ہیں اُنپر بسر کروں گا
اور دنیا سے الگ ہو جاؤنگا پھر کہا کہ بہتر یہ ہے کہ میں جاکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کروں اگر آپ اجازت دینگے تو میں ایسا کرونگا ورنہ
نہیں کرونگا غرض کہ وہ شخص آپکی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ میں ایک غار پر گذرا وہاں پر پانی اور سبزی اسقدر موجود
ہے جس سے میں بسر کر سکتا ہوں میرے جی میں آتا ہے کہ وہاں قیام کروں اور دنیا سے علیحدہ ہو جاؤں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

انی لم ابعث بالیھودیۃ ولا بالنصرانیۃ ولکنی بعثت بالحنیفیۃ السمحۃ والذی نفس محمد بیدہ لغدوۃ او روحۃ فی سبیل اللہ
خیر من الدنیا وما فیھا ولمقام احدکم فی الصف خیر من صلاتہ ستین سنۃ ذکر تلبیس ابلیس علی الصوفیۃ
فی التخشع ومطاطاۃ الراس اقامۃ الناموس قال المصنف اذا سکن الخوف القلب وجب
خشوع الظاھر ولا یملک صاحبہ دفعہ فتراہ مطرقا ساکتا بامتن تلا وقد کانوا یجتھدون فی ستر ما یظھر منھم من
ذلک وکان محمد بن سیرین یضحک بالنھار ویبکی باللیل ولسنا نامر العالم بالانبساط بین العوام فان ذلک یؤذیھم فقد
ورد عن علی علیہ السلام انہ قال اذا ذکر تم العلم فاکظموا علیہ ولا تخلطوہ بضحاک فتمجہ القلوب ومثل ھذا لا
یسمی مریا لان قلوب العوام تضیق عن التاویل للعالم اذا تنسم فی المباح فینبغی ان یتفاھم بالصمت والادب وانما
المذموم تکلف التخاشع والتباکی ومطاطاۃ الراس لیری الانسان بعین الزھد وتھیأ للمصافحۃ وتقبیل الید
یا قبل لہ ادع لنا فینبغی ان یتھیأ للدعاء کانہ یستنزل الاجابۃ وقد ذکرنا عن ابراھیم النخعی انہ قیل لہ ادع لنا
فکرہ ذلک واشتد علیہ وقد کان فی الخائفین من جملۃ الخوف علی شدۃ الذل والحیاء فلم یرفع راسہ الی السماء ولیس ھذہ الفضیلۃ
لانہ تخشع فوق خشوع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وفی صحیح مسلم من حدیث ابی موسی قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کثیرا ما یرفع راسہ الی السماء

ترجمہ کہ میں نصرانیت اور یہودیت کے لیے مبعوث نہیں ہوا بلکہ شریعت خالص اور آسان دین کے ساتھ مبعوث ہوا ہوں قسم اس ذات پاک کی جسکے قبضے میں محمد کی جان ہے کہ خدا کی راہ میں صبح شام ایک بار قدم اٹھانا دنیا و مافیہا سے بہتر ہے اور تمہارے لیے جماعت کی صف میں کھڑا ہونا ساٹھ برس نماز پڑھنے سے بہتر ہے **تلبیس ابلیس کا بیان صوفیہ پر خشوع اور سر جھکانے اور ناموس قائم رکھنے** کے بارے میں مصنفؒ نے کہا جبکہ خوف الٰہی دلمیں قرار پکڑ جاتا ہے تو ظاہر میں خشوع اور عجز و نیاز کا باعث ہوتا ہے کہ انسان اسکو ضبط نہیں کرسکتا اسلئے سر جھکائے اور باادب اور منکسر رہتا ہے سلف صالحین ایسی باتوں کے چھپانے میں کوشش کرتے تھے محمد بن سیرین دنیں ہنسا کرتے تھے اور رات کو رویا کرتے تھے ہمارا مقصود یہ نہیں کہ عالم کو عوام میں بیٹھکر بے تکلفی کرنا چاہیئے بلکہ اس سے تو انکو تکلیف ہوگی علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ فرمایا جب تم علم کا ذکر کیا کرو تو وقار قائم رکھو اور علم کو ہنسی کے ساتھ خلط نکرو تاکہ اسکو لوگ دلوں سے نکال نہ پھینکیں اس قسم کی حالت کو ریا نہیں کہتے کیونکہ عوام کے قلوب عالم کو کسی فعل مباح میں مبتلا دیکھکر تاویل کرنے سے عاجز ہیں لہذا چاہیئے کہ خاموشی اور ادب کیساتھ انکے سامنے رہے مذموم تو یہ ہے کہ بناوٹ سے خشوع ظاہر کرے اور رونی صورت بنائے اور سر جھکائے تاکہ لوگ اسکو بڑا زاہد سمجھیں اور مصافحہ اور ہاتھ پر بوسہ دینے کے لئے دوڑیں اور بسا اوقات جب اس سے کہا جائے کہ ہمارے لئے دعا کیجئے تو دعا مانگنے کے لئے تیار ہو جائے گویا کہ وہ اجابت کو اتارتا ہے ابراہیم نخعی کی نسبت ہم بیان کر چکے کہ ان سے کہا گیا ہمارے لئے دعا کیجئے تو ان کو بہت برا معلوم ہوا اور سخت ناگوار گذرا بہت سے خوف کرنیوالے ایسے ہیں جو خوف کے مارے نہایت ذلت اور شرم سے بسر کرتے ہیں اور آسمانکی طرف سر نہیں اٹھاتے حالانکہ یہ کوئی فضیلت میں داخل نہیں کیونکہ رسول اللہ علیہ وسلم کے خشوع سے بڑھکر کوئی خشوع نہیں صحیح مسلم میں حضرت ابو موسیٰؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکثر سر مبارک آسمانکی جانب اوٹھاتے تھے

وفی الحدیث دلیل علی استحباب النظر الی السماء لاجل الاعتبار بایاتها وقد قال اللہ عز وجل اولم یروا الی السماء فوقھم کیف بنیناھا وقال قل انظروا ماذا فی السموات والارض وفی ھذا رد علی المتصوفین بان احدھم یبقی سنین لا ینظر الی السماء وقد ذم اللہ ھؤلاء الی ابتداھم الرمز الی التشبیہ ولو علموا ان اطراقھم کرفعھم فی باب الحیاء من اللہ لم یفعلوا ذلک غیر ان شغل ابلیس لتلک بالجھالۃ فاما العلماء فھو بعید عنھم بشدید الخوف منھم لا انھم یعرفون جمیع امرہ ولا یحترزون من فنون مکرہ وعن ابی مسلمۃ من عبد الرحمن قال لم یکن اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منحرفین ولا متوابین وکانوا یتناشدون الشعر فی مجالسھم ویذکرون امر جاھلیتھم فاذا اراد احد منھم علی شیء من امر دینہ دارت حمالیق عینیہ کانہ مجنون وقد نظر عمر الی الخطاء اشار قد نکس راسہ فقال لہ یا ھذا ارفع راسک فان الخشوع لا یرید علی ما فی القلب اظھر للناس خشوعا وقوما فی قلبہ فاما اظھر نفاقا علی نفاق قیل ان رجلا تنفس عندہ عمر بن الخطاب کانہ یتحازن فلکزہ عمر وقال لکمہ عن ابی خیثمۃ غزایۃ قال قالت الشفاء بنت عبد اللہ ورات فتیانا یقصرون فی المشی ویتکلمون رویدا فقالت ما ھذا قالوا نساک فقالت کان واللہ عمر اذا تکلم اسمع واذا مشی اسرع واذا ضرب اوجع وھو الناسک حقا

ترجمہ اور اس حدیث میں اسبات پر دلیل ہے کہ آیات آسمانی سے عبرت حاصل کرنیکیلئے آسمان کی طرف نظر کرنا مستحب ہے و قال اللہ تعالیٰ اولم یروا الی السماء فوقھم کیف بنیناھا یعنی کیا اپنے اوپر آسمان کو نہیں دیکھتے کہ ہمنے اسکو کس طرح بنایا ہے اور فرمایا۔ قل انظروا ماذا فی السموات والارض یعنی دیکھو تو نہیں اور آسمان میں کیا کیا خدا کی نشانیاں ہیں ان آیتوں میں صوفیہ پر رد ہے اس دعوی کا کہ فلاں صوفی نے کئی سال تک آسمان کی طرف نظر نہیں اوٹھائی اس قوم نے اپنی بدعتوں کے ساتھ تشبیہ کی رمز کو بھی ملایا ہے اور اگر یہ علم رکھتے کہ خدا سے شرمانے کے بارے میں ان کا سر جھکانا سر اٹھانے کی برابر ہے تو ایسا نہ کرتے لیکن ابلیس کا شغل تو یہ ہے کہ جاہلوں کے ساتھ کھیل کرتا ہے باقی رہے علماء تو انسے ابلیس دور رہتا ہے اور بہت ڈرتا ہے کیونکہ وہ اسکی تمام کیفیت سے واقف ہیں اور اس کے مکر و فن سے احتراز کرتے ہیں ابو مسلمۃ بن عبد الرحمن سے روایت ہے کہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منحرف اور شرمیلے نہ تھے اور اپنی مجلسوں میں شعر اشعار پڑھا کرتے تھے اور اپنی جاہلیت کی حالت بیان کیا کرتے تھے پھر جب کسی کے سامنے اسکے امر دین کا ذکر آتا تھا تو اس کی آنکھوں کے ڈھیلے ایسے پھرتے تھے گویا کہ وہ دیوانہ ہے کہتے ہیں کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے کسی شخص کو دیکھا کہ سر جھکائے ہوئے تھا فرمایا اے فلاں اپنا سر اوٹھا کیونکہ جسقدر خشوع دلمیں ہو اس سے زیادہ نہیں ہوتا اور جس شخص نے اپنے دلی خشوع سے زیادہ لوگوں کے سامنے خشوع ظاہر کیا تو اس نے نفاق پر نفاق ظاہر کیا کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضہ کے سامنے کسی شخص نے سانس بھری گویا کہ وہ غمگین بنا تو آپ نے اسکو گھونسا مارا یا لات ماری ابن ابی خیثمہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ شفا بنت عبد اللہ نے کچھ لوگوں کو دیکھا جو آہستہ چلتے تھے اور نرم آواز سے گفتگو کرتے تھے۔ پوچھنے لگیں کہ یہ کیا بات ہو حاضرین بولے کہ عابد لوگ ہیں کہنے لگیں کہ والد حضرت عمر رضہ جب گفتگو کرتے تھے تو سب کو سنتے تھے اور جب چلتے تھے تو تیز قدم اٹھاتے تھے اور جب کسیکو مارتے تھے تو درد اٹھا دیتے تھے حالانکہ آپ سچے عابد تھے

قال المصنف وقد كان السلف يستترون احوالهم ويتصنعون بترك التصنع وقد ذكرنا عن ايوب السختياني انه كان في ثوبه بعض الطول ليستر حاله وكان سفيان الثوري يقول لا اعتد بما ظهر من عمل وقال لصاحبه وراءه يصلي ما اجوك تصلي والناس يرونك ومر ابو امامة برجل ساجد فقال يا لها من سجدة لو كانت في بيتك وقال رجل في مجلس الحسين بن عمارة اه قال لجعل يبصر ويقول من هذا حتى ظننا انه لو عرفه امر به وعن حرملة قال سمعت الشافعي رحمه الله تعالى قال يقول ودع الذين اذا ابتلوا تنكسوا واذا اخلوا فهم ذئاب خفاف وقال ابراهيم بن سعد كنت واقفا على راس الماء من فقال لي يا ابراهيم قلت لبيك قال عشرة من اعمال البر لا تصعد الى الله لا يقبل منها شيئا قلت ما هي يا امير المؤمنين فقال بكاء ابراهيم بن بريهة على المنبر وخشوع عبد الرحمن بن اسحق وتقشف ابن سماعة وصلاة ابن حفصويه بالليل وصلاة عياش الضحى وصيام ابن السندي الاثنين والخميس وحديث ابي رجاء وقصص بن مرجى وصدقة حفصويه وكتاب التيمي لعلي بن قريش ذكر تلبيس ابليس على الصوفية في ترك النكاح قال المصنف النكاح صحة خوف العنت واجب ومن غير خوف العنت سنة مؤكدة عند جمهور الفقهاء وذهب ابو حنيفة واحمد بن حنبل انه حينئذ افضل من جميع النوافل لانه سبب في وجود الولد

ترجمہ مصنف نے کہا کہ سلف اپنا احوال چھپاتے تھے۔ اور ترک تصنع میں تصنع کرتے تھے۔ ایوب سختیانی کی نسبت ہم بیان کر چکے کہ ان کے لباس میں کسی قدر طول تھا تاکہ حال پوشیدہ رہے سفیان ثوری کہا کرتے تھے کہ میرے جو اعمال ظاہر ہو گئے انکو شمار نہیں کرتا سفیان رح نے کسیکو نماز پڑھتے دیکھکر کہا کہ اس نماز کا تجکو کیا اجر ملیگا جسے آدمی دیکھ رہے ہیں ابو امامہ نے کسی شخص کو سجدہ میں دیکھکر کہا کہ یہ سجدہ کیا خوب ہوتا اگر تیرے گھر میں ہوتا حسین بن عمارہ کی مجلس میں کسی نے آہ کی لوگ کہتے ہیں کہ حسین اسکو دیکھنے لگے اور پوچھنے لگے کہ یہ کون آدمی ہے حتی کہ خیال کیا کہ اگر اس شخص کو پہچان جائینگے تو اسکے بارے کچھ حکم لگائینگے حرملہ سے روایت ہے کہ شافعی رح کو یہ شعر پڑھتے تھے جسکا ترجمہ یہ ہے ایسے لوگونکو ترک کرو جو کہ جسوقت تمہارے پاس آئیں تو سمجھکر کہ لیں اور جب علیحدہ ہوں تو چالاک بھیڑیئے بنجائیں ابراہیم بن سعید نے کہا کہ میں خلیفہ ماموں رشید کی مجلس میں کھڑا تھا مجھے آواز دی کہ اے ابراہیم پینے جواب دیا ہاں حضور کہا کہ دس اعمال نیک ایسے ہیں کہ خدا کے پاس نہیں پہنچتے ہیں اور انمیں سے کچھ بھی اللہ تعالی کی جناب میں مقبول نہیں پینے پوچھا یا امیر المؤمنین وہ کیا ہیں جواب دیا کہ ابراہیم بن بریہہ کا منبر پر جھکر رونا اور عبد الرحمن بن اسحق کا خشوع اور ابن سماعہ کا چہرہ درویشی سے متغیر ہو جانا اور ابن حفصویہ کا رات کو نماز پڑھنا اور عیاش کا چاشت کی نماز ادا کرنا اور ابن سندی کا پیر اور جمعرات کے دن روزہ رکھنا اور ابی رجا کا حدیث بیان کرنا اور مرجی کی قصہ گوئی اور حفصویہ کا صدقہ اور یعلی بن قریش کی کتاب التیمی (حیلہ پرستی نکاح کے بارے میں تلبیس ابلیس کا بیان) مصنف رح نے کہا کہ خوف زنا کی حالت میں نکاح کرنا واجب ہے اور اگر زنا کا خوف نہو۔ تو سنت موکدہ ہے یہی جمہور فقہا کا مذہب ہے اور امام ابو حنیفہ رح اور احمد بن حنبل رح فرماتے ہیں کہ نکاح ایسی حالت میں تمام نوافل سے افضل ہے کیونکہ وجود اولاد کا سبب ہے

وقال علیہ السلام تناکحوا تناسلوا وتعالیٰ النکاح من سنتی فمن لم یعمل بسنتی فلیس منی وعن سعد بن ابی وقاص قال ولقد رد رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی عثمان بن مظعون التبتل ولو اذن لہ لاختصینا وعن انس بن مالک ان نفرا من
اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سألوا ازواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن عملہ فی السر فاخبرنہم فقال
بعضہم لا اتزوج النساء وقال بعضہم لا آکل اللحم وقال بعضہم لا انام اللیل علی فراش وقال بعضہم اصوم
ولا افطر فحمد اللہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم واثنی علیہ فقال ما بال اقوام قالوا کذا وکذا لکنی اصلی وانام و
اصوم وافطر واتزوج النساء فمن رغب عن سنتی فلیس منی وعن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال ان خیر ھذہ الامۃ
اکثرھا نساء وقال شداد بن اوس تزوجوا فان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اوصانی ان لا القی اللہ عز وجل عزبا
وحدثنا ھمد بن راشد عن مکحول عن رجل عن ابی ذر قال دخل علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رجل یقال لہ
عکاف بن بشر التمیمی فقال لہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم ھل لک من زوجۃ قال لا قال ولا جاریۃ قال ولا جاریۃ قال وانت
موسر بخیر قال وانا موسر بالخیر انک اذن من اخوان الشیاطین لو کنت من النصاری لکنت من رھبانھم ان سنتنا النکاح شرارکم
عزابکم وارذل موتاکم عزابکم اما الشیاطین او بیر سوم للشیاطین من سلک ابلغ فی الصالحین من ترک النساء

ترجمہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نکاح کرو اور نسل بڑھاؤ اور فرمایا کہ نکاح میری سنت ہے اب جو شخص میری سنت سے مونہ موڑیگا
وہ مجھ سے نہیں سعد بن ابی وقاص کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان بن مظعون کو ترک نکاح سے منع فرمایا اور اگر آپ انکو اجازت
دیدیتے تو ہم لوگ خصی ہو جاتے انس سے روایت ہے کہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں سے ایک جماعت نے ازواج مطہرات
سے دریافت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں کیونکر عمل فرماتے ہیں ازواج مطہرات نے بیان کیا تو صحابہ میں سے بعض نے کہا
کہ میں عورتوں سے نکاح نہ کرونگا بعض نے کہا میں گوشت نہ کھاؤنگا بعض کہنے لگے کہ میں رات کو بچھونے پر نہ سوؤنگا بعض نے عہد کیا
کہ ہمیشہ روزہ رکھونگا کبھی افطار نہ کرونگا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ باتیں سنکر خطبہ پڑھا اور حمد و ثنا کے بعد فرمایا کہ یہ لوگ کس
قسم کے ہیں جو ایسا ایسا ارادہ کرتے ہیں میں تو رات کو نماز بھی پڑھتا ہوں اور سوتا بھی ہوں اور روزہ بھی رکھتا ہوں اور افطار بھی کرتا ہوں اور
عورتوں سے نکاح بھی کرتا ہوں جو شخص میری سنت سے برگشتہ ہوگا وہ مجھ سے نہیں ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اس امت میں سب سے
افضل ترین وہ تمہارے نبی ہیں سب سے زیادہ خصی یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شداد بن اوس نے کہا کہ میری شادی کر دو کیونکہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھکو وصیت فرمائی ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کے سامنے بن بیاہا جاؤں محمد بن راشد نے ہمسے بیان کیا کہ مکحول نے
ایک آدمی سے روایت کیا کہ ابو ذر نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک شخص آیا جسکا نام عکاف بن بشر تمیمی تھا رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عکاف تمہارے کوئی بی بی ہے عرض کیا نہیں فرمایا کہ کوئی لونڈی ہے جواب دیا نہیں پھر استفسار فرمایا کہ تم فارغ البال ہو
کہا ہاں میں تو خوشحال ہوں ارشاد فرمایا کہ تو اس وقت شیطان کا بھائی ہے اگر تو نصاریٰ میں سے ہوتا تو کوئی راہب ہوتا ہماری سنت نکاح ہے تم
لوگوں میں سے برے لوگ بن بیاہے اور مرنے والوں میں رذیل تر وہ ہیں جو بن بیاہے ہیں صالحین کے لیے شیاطین کی پاس ترک نکاح سے بڑھکر اور کوئی چیز زیادہ

واخبرنا ابوبکر المروزی قال سمعت ابا عبد اللہ احمد بن حنبل یقول لیس الغربۃ من امر الاسلام فی شیء فان النبی صلی اللہ علیہ وسلم تزوج بامرأۃ عشرۃ وعاشر عشرۃ نسوۃ ومات عن تسع ثم قال لو کان بشر بن الحارث تزوج کان قد تم امرہ کلہ ولو ترک الناس النکاح لم یعمروا ولم یجیء اولاد ولکن کذا وکذا ولقد کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یصبح وما عندہ شیء وکان یختار الفواکہ ویحث علیہ وینہی عن التبتل فمن رغب عن فعل النبی صلی اللہ علیہ وسلم فہو علی غیر الحق ویعقوب علیہ السلام تزوج فولد لہ وولد النبی علیہ الصلوٰۃ والسلام قال حبب الی النساء قلت فان ابراہیم بن ادہم یحکی عنہ انہ قال لربیعۃ احب ان لا تلقانی ان اتزلہن حتی اصبح فقال وتقسانی بنیات الطریق انظری ایاک اللہ ما کان علیہ محمد واصحابہ ثم قال لبکاء الصبی بین یدی ابیہ یطلب منہ خبزا افضل من کذا وکذا ابن یلحق المسبد الخرب فتعمل وقد لبس ابلیس علی کثیر من الناس فمنعہم من النکاح فترکوا ولا التفات الا الی اللہ وہو اعلم انما جعل اللہ النکاح اوثق نوع تستولد بہ فقد خاطر بایمانہم ان لم یکن بعاجل عقوبۃ فبآجل وفی الصحیحین عن جبیب ابی حریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال فی بضع احدکم صدقۃ قالوا یا رسول اللہ ایاتی احدنا شہوتہ ویکون لہ فیہا اجر قال ارایت لو وضعہا فی حرام

ترجمہ: ابوبکر المروزی نے ہمسے بیان کیا کہ میںنے احمد بن حنبل سے سنا کہتے تھے کہ بن بیاہا رہنا اسور اسلام سے کسی امر میں داخل نہیں کیونکہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چودہ نکاح کئے اور نو بی بیاں چھوڑ کر وفات پائی پھر کہا کہ اگر بشر بن الحارث شادی کر لیتے تو ان کے سب کام پورے ہو جاتے اور اگر آدمی نکاح کرنا چھوڑ دیتے تو زمانہ کی عمر نہ ہوتی اور نہ وہ ہوتا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حالت تھی کہ اکثر اوقات آپ کے گھر میں کچھ کھانے پکانے کو نہ ہوتا تھا اسپر بھی آپ نکاح کو پسند فرماتے تھے اور لوگوں کو اسکی ترغیب دیتے تھے اور ترک نکاح سے منع فرماتے تھے اب جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل مبارک سے پھر جاوے وہ کبھی حق پر نہیں یعقوب علیہ السلام نے غم و ملال کی حالت میں بھی نکاح کیا اور آپ کی اولاد ہوئی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھکو عورتوں کی محبت دی گئی ہے ابراہیم بن ادہم سے نقل ہے کہ ایک نے انسے شکایت کی کہ میں نے بیاہ کیا تو عیال کی وجہ سے بلا میں پڑ گیا ہنوز اس نے کلام پورا نہ کیا تھا کہ ابراہیم نے اسکو بلند آواز سے ڈانٹا اور کہا کہ ہم نے راہ دیکھ لی ہے خدا تجھے عافیت میں رکھے تو اس طریقہ پر نظر کر جسپر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم و آپکے اصحاب تھے پھر کہا کہ بچے کا اپنے باپ سے روکر روٹی مانگنا ایسی اور ایسی فضیلت رکھتا ہے یہ باتیں بن بیاہے عابد کو کب حاصل ہیں فصل ابلیس نے لکثر صوفیہ کو دھوکا دیا اور انکو نکاح سے باز رکھا لہذا قدمائے صوفیہ نے عبادت میں مشغول ہونے کی وجہ سے نکاح کو ترک کیا اور سمجھے کہ نکاح عبادت الٰہی سے پھیر دیتا ہے یہ لوگ اگر نکاح کی حاجت رکھتے تھے یا کسی قسم کا رجحان اسطرف تھا تو ضرور اپنے جسم اور دین کو خطرہ میں ڈالا اور اگر انکو نکاح کی ضرورت نہ تھی تو فضیلت سے محروم رہے صحیحین میں حضرت ابوہریرہ نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا کہ آپ نے فرمایا تمہارے عضو مخصوص میں بھی صدقہ ہے صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم میں سے ایک شخص اپنی خواہش پوری کرتا ہے اسپر بھی اجر ملتا ہے فرمایا بھلا یہ تو بتا کہ اگر اس خواہش کو حرام میں پوری کرتا۔

اکان یا تو قالوا لنعم قال فتحسبون بالشر کا تحسبو بالخیر ومنهم من قال النکاح یوجب النفقة و الکسب صعب وهذه حجة الرفه عن تعب الکسب وفی الصحیح من حدیث ابی هریرة عن رسول الله صلی الله علیه وسلم انه قال دینار انفقته فی سبیل الله ودینار انفقته فی رقبة ودینار تصدقت به ودینار انفقته علی اهلك افضلها الدینار الذی انفقته علی اهلك ومنهم من قال النکاح یوجب المیل الی الدنیا فرویناعن ابی سلیمان الدارانی انه قال اذا طلب الرجل الحدیث اوسافر فی طلب المعاش تزوج فقد رکن الی الدنیا قال المصنف وهذا کله مخالف للشرع وکیف لا یطلب الحدیث والملائکة تضع اجنحتها لطالب العلم وکیف لا یطلب المعاش وقد قال عمر بن الخطاب لان اموت من سعی یجوا طلب کفاف وجهی احب الی من ان اموت غازیا فی سبیل الله وکیف لا یتزوج وصاحب الشرع یقول تناکحوا تناسلوا فما ادری هذه الاوضاع الا علی خلاف الشرع قال ابوحامد ان جماعة من الصوفیة ترکوا النکاح لیقال زاهد والعلم یعظم الصوفی اذا لم یکن له زوجة فیقولون ما عرف امراة قط وهذا رهبانیة تخالف شرعنا وقال التکریتی ینبغی ان لا یشغل المرید نفسه بالتزویج فانه یشغله عن السلوك ویانس بالزوجة من انس بغیر الله شغل عن الله قال المصنف

ترجمہ تو کہنہ کار ہوتا عرض کیا ہاں فرمایا کہ پھر تم کو گ برائی کو شمار کرتے ہو اور خیر کا خیال نہیں رکھتے صوفیہ مین سے بعض کا قول ہے کہ نکاح کی وجہ سے نان ونفقہ لازم آتا ہے اور کسب کرنا دشوار ہے یہ حجت فقط کسب کی محنت سے جان چرانے کے لئے ہے صحیح بخاری مین حضرت ابوہریرہ سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک دینار وہ ہی کہ تم خدا کی راہ میں صرف کرتے ہو ایک دینار وہ ہے جو غلام وبردہ کے لئے نچھر کرتے ہو ایک دینار وہ ہی جو صدقہ دیتے ہو ایک دینار وہ ہی جو اپنے اہل وعیال پر صرف کرتے ہو سب سے افضل وہی دینار ہی جو اپنے اہل وعیال پر خرچ کرتے ہو صوفیہ مین سے بعض وہ ہیں جو کہتے ہیں کہ نکاح دنیا کی رغبت کا باعث ہوتا ہے ابوسلیمان دارانی سے ہم روایت کرتے ہیں کہ کہا جسوقت آدمی حدیث طلب کرے یا طلب معاش مین سفر کرے تو وہ دنیا کیطرف جھکتا ہی مصنف نے کہا کہ یہ سب شریعت کے مخالف ہے بھلا حدیث کیونکر نہ طلب کیجائے حالانکہ طالب علم کے لئے فرشتے اپنے پروں کو بچھا دیتے ہیں اور طلب معاش کیون نہ کیا جائے حالانکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اگر میں ایسی حالت میں مروں کہ اپنی محنت سے اپنی روزی تلاش کرتا ہوں تو مجھکو اس سے زیادہ پسند ہے کہ خدا کی راہ میں غازی ہوکر مروں اور بھلا شادی کسطرح نہ کی جائے حالانکہ صاحب شرع نے فرمایا ہے کہ تم نکاح کرو اور نسل بڑھاؤ میرے نزدیک یہ سب اوضاع خلاف شریعت ہیں ابوحامد نے کہا کہ صوفیہ میں سے ایک جماعت نے نکاح ترک کر دیا ہے تاکہ زاہد مشہور رہوں اور عوام لوگ صوفی کی بہت تعظیم کرتے ہیں جبکہ اسکی کوئی بی بی نہو اور کہتے ہیں کہ فلان بزرگ نے کبھی عورت کی شکل بھی نہیں دیکھی حالانکہ یہ رہبانیت اور خلاف ہماری شریعت کے ہے تکریتی نے کہا مرید کو چاہیئے کہ اپنے آپ کو شادی کی طرف مشغول نہ کرے کیونکہ نکاح اسکو سلوک سے باز رکھیگا اور جو رو سے مانوس ہوگا اور جو شخص غیر خدا سے مانوس ہوا وہ خدا تعالے سے پھر گیا مصنف نے کہا

والی لا تعجب من کلامه اذا علم ان من قصد عفاف نفسه اووجد ولدا وعفاف زوجته فانه لم یخرج عن
جادة السلوك اوتری الانس الطبعی بالزوجة ینافی انس القلوب بطاعة الله والله سبحانه قد منّ علی الخلق بقوله
جعل لکم من انفسکم ازواجا لتسکنوا الیها وجعل بینکم مودة ورحمة وفی الحدیث الصحیح عن جابر ان النبی صلی الله علیه وسلم
قال له هلا تزوجت بکرا تلاعبها وتلاعبك وما کان لیدله علی ما یقطع انسه بالله اتری رسول الله صلی الله علیه وسلم
لما کان ینبسط الی نسائه ولیسابق عائشة کان خارجا من الانس بالله هذه کلها جهالات یا لعلم **فصل**
واعلم انه اذا دام ترك النکاح لشباب الصوفیة اخرجهم الی ثلثة انواع **النوع الاول** المرض بحبس الماء
فان الماء اذا طال احتقانه تصاعد الی الدماغ ومنه سمیة قال ابوبکر محمد بن زکریا
الرازی اعرف قوما کانوا کثیرا المنی فلما منعوا انفسهم من الجماع لضرب من التقلیس
قلت شهواتهم وبردت ایدانهم وعشر حرکاتهم وهضمهم لکنزهم المنی قال ورایت رجلا ترك
الجماع فقدت شهوة الطعام وصار ان اکل القلیل لم یستمرء وتقیأ فلما اعاد ته من الجماع سکنت عنه هذه الاعراض
والنوع الثانی الفرار الی المتروك فان منهم خلقا کثیرا صابروا ترك النکاح فاجتمع الماء فانقلق فرجعوا

ترجمہ مجھکو اس شخص کی کے کلام سے سخت تعجب ہے اسکو آتی خبر نہیں کہ جو انسان اپنے نفس کی عفت اور اولاد ہونا چاہیگا اور اپنی بی بی کی عصمت قائم رکھنے کی کوشش کریگا تو وہ راہ سلوک سے خارج نہوگا بھلا کیا جو روسے طبعی انس ہونا عبادت خدا کیطرف انس دلی ہونے کے منافی ہے حالانکہ خود اللہ تعالے نے مخلوق پر احسان فرمایا ہے چنانچہ ارشاد ہوتا ہے جعل لکم من انفسکم ازواجا الخ یعنی اللہ تمہیں میں سے تمہارے لئے جوڑے پیدا کئے تاکہ تم کو انسے آرام ملے اور تم میں باہم محبت اور رحمت پیدا کر دی حدیث صحیح میں جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھسے فرمایا کہ اے جابر تمنے باکرہ سے شادی کیوں نہیں کی تاکہ تم اسکے ساتھ کھیلتے وہ تمہارے ساتھ کھیلتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت جابر کو ایسی چیز کی ہدایت کرتے جو ان کو انس الٰہی سے جدا کر دیتی خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ازواج مطہرات کیساتھ خوش طبعی فرماتے تھے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ دوڑتے تھے بھلا کیا یہ امور انس الٰہی سے خارج تھے۔ بلکہ یہ سب جہالت کی باتیں ہیں **فصل** جاننا چاہیئے کہ جو جوان جوان صوفیہ جبکہ ترک نکاح پر مداومت کرتے ہیں تو ان کی تین قسمیں ہوجاتی ہیں قسم اول جیسں منی کی مرض میں گرفتار ہوجاتے ہیں کیونکہ منی جب مدت دراز تک بند رہتی ہے تو اس کا زہریلا اثر دماغ کو چڑھ جاتا ہے **ابوبکر محمد** ابن زکریا رازی کہتے ہیں کہ میں ایک قوم کو پہچانتا ہوں کہ انمیں منی بہت تھی پھر جب اونہوں نے فلسفیت کی وجہ سے اپنے آپکو روکا تو انکی شہوتیں کم ہوگئیں اور ان کے جسموں میں برودت آگئی اور انکی حرکات اور ہضم میں دشواری پڑ گئی کیونکہ خزانہ منی پھر انہوں نے کہا اور میں نے ایک شخص تارک جماع کو دیکھا کہ اسکی خواہش طعام زائل ہوگئی تھی اور یہ حالت ہوگئی تھی کہ اگر تھوڑا سا کھاتا تھا تو اسکو ہضم نہیں ہوتا تھا اور قے کر دیتا تھا پھر جب اپنی جماع کی عادت کیطرف رجوع کیا تو یہ بیماریاں فوراً زائل ہوگئیں دوسری قسم یہ کہ جس چیز کو وہ ترک کرتے ہیں اسپر تل جاتے ہیں صوفیہ میں بہت سے ایسے ہیں کہ ترک نکاح پر صبر کیا اور منی جمع رہی پھر حرکت میں آئی

ولا مسوا من الدنیا اضعافا فرواسنه فکانوا کمن اطال الجوع ثم اکل ما تراہ فی قسم التصبر النوع الثالث الانحراف فی صحبۃ الصبیان فان قوما منہم ایسوا انفسہم من النکاح فاقلقہم ما اجتمع عندہم فصاروا یتاحون الی صحبۃ المردان فصل وقد تلبس ابلیس علی قوم منہم تزوجوا وقالوا انما لنا شہوۃ فان اراد وان الاغلب فی طلبنا النکاح ارادۃ السنۃ جاز ان زعموا انہ لا شہوۃ لہم فی نفس الامر فحال ظاہر فصل وقد حمل الجہال قوما فجبوا انفسہم وزعموا انہم فعلوا ذلک حیاء من اللہ تعالی وہذہ غایۃ الحماقۃ لان اللہ تعالی شرف الذکر علی الانثی بہذہ الآلۃ وخلقہا لتکون سببا للتناسل والذی یجب نفسہ یقول بلسان الحال الصواب ضد ہذا ثم قطعہم الآلۃ لا یزیل شہوۃ النکاح من النفس فما حصل لہم مقصود ہم ذکر تلبیس ابلیس علی الصوفی فی ترک طلب الاولاد وعن ابی الحواری قال سمعت ابا سلیمان الدارانی یقول الذی یرید الولد احمق لا للدنیا ولا للآخرۃ ان اراد ان یاکل اونیاما اویجامع نغص علیہ واذا اراد ان یتعبد شغلہ قال المصنف وہذا غلط عظیم وبیانہ انہ لما کان مراد اللہ تعالی من ایجاد الدنیا ایصالنا دوامہا الی ان یقضی اجلہا وکان الآدمی غیر ممتد البقاء فیہا الا الی مدۃ یسیرۃ اخلف اللہ تعالی مثلہ

ترجمہ اور دنیا سے جسقدر بچا گئے تھے اوس سے کئی حصہ زیادہ میں گرفتار ہوگئے ان کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی شخص بہت دیر تک بھوکا رہا پھر جسقدر بھوک کی مدت میں چھوڑا تھا سب کھایا تیسری قسم یہ کہ لڑکوں کی صحبت اختیار کرتی ہیں اکثر صوفیہ میں سے وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے آپکو نکاح سے ناامید کردیا اور سنی نے مجتمع ہوکر ان کو مضطرب کیا تو ان کی یہ حالت ہوگئی کہ امردوں کی صحبت سے راحت حاصل کرنے لگے فصل صوفیہ میں سے ایک جماعت کو شیطان نے فریب دیا کہ انہوں نے نکاح کیا اور کہنے لگے ہم شہوت کے خیال سے نکاح نہیں کرتے اگر اس قول سے ان کی یہ مراد ہے کہ طلب نکاح سے زیادہ تر ہمارا مقصود ادائے سنت ہے تو جائز ہے اور اگر یہ مطلب ہے کہ نفس نکاح کی ہمارن کو خواہش نہیں تو دروغ ظاہر ہے فصل بعض لوگوں کو جہل نے اس بات پر آمادہ کیا کہ انہوں نے عضو تناسل کو کاٹ ڈالا اور محبوب ہوگئے اور خیال کرتے ہیں کہ انہوں نے خدا تعالی سے شرمانے کیوجہ سے ایسی حرکت ظاہر کی حالانکہ یہ نہایت حماقت ہے کیونکہ اللہ تعالی نے جنس ذکور کو جنس اناث پر اسی عضو کے سبب سے شرف بخشا ہے اور یہ عضو اس لیے پیدا کیا کہ نسل قائم رہے اب جو شخص اپنے آپ کو محبوب بناتا ہے گویا زبان حال سے کہتا ہے کہ راہ صواب اس کے خلاف ہے پھر اس کے اس عضو کے کاٹ ڈالنے سے نفس سے شہوت نکاح زائل نہیں ہوتی لہذا اسکا مطلب حاصل نہ ہوا (طلب اولاد ترک کرنیکے بارے میں صوفیہ پر تلبیس ابلیس کا بیان) ابو سلیمان دارانی نے کہا کہ جو شخص اولاد کی خواہش رکھتا ہے وہ احمق ہے نہ دنیاوی نفع ہے نہ دینی فائدہ ہے کیونکہ اگر کھانا اور سونا اور جماع کرنا چاہیگا تو اس لڑکے کی وجہ سے اس کے عیش میں خلل آئیگا اور اگر خدا کی عبادت کا ارادہ کریگا تو وہ لڑکا اسکو مشغول کردیگا مصنف نے کہا کہ یہ بہت بڑی غلطی ہے جسکا بیان یہ ہے کہ ایجاد دنیا سے اللہ تعالی کی مراد چونکہ یہ تھی کہ میعاد مقرر تک مداومت پائی جاوے اور انسان کے قیام کا زمانہ دنیا میں بہت کم مدت تک ہے لہذا اللہ تعالی نے آدمی میں سے اسی کی مثل پیدا کرنا چاہا

فحثه على سببه فى ذلك تارة من حيث الطبع بايقاد نار الشهوة وتارة من باب الشرع لقوله تعالى وانكحوا الايامى منكم وقول الرسول صلى الله عليه وسلم تناكحوا تناسلوا فانى اباهى بكم الامم يوم القيامة ولو بالسقط وقد طلب الانبياء الاولاد تسبب الصالحون الى وجود هم وندب جماع حث منه ولد مثل ابى حنيفة رحمه الله وابى يوسف ومحمد رحمهما الله والشافعى واحمد بن حنبل فكان خيرا من عباد القرن وقد جاء الخبر بانا بة المباضع والمنفق على الاولاد ومزيى له ولد فمن يخالف ولد ابعد الا فمن اعرض عن طلب الاولاد خالف المسنون والافضل وانما يطلب طريق الراحة وقلة الجنيد الاولاد عقوبة فهو حلال فما ظنكم بعقوبة شهوة الحرام قال المصنف وهذا غلط فان تسمية المباح عقوبة لا يحسن لانه لا يستباح شئ ثم يكون ما يتحد منه عقوبة ولا يندب الى شئ الا وحاصله مثوبة

ذكر تلبيس ابليس على الصوفية فى الاسفار والسياحة - قد لبس على خلق كثير منهم الى السياحة الى المكان معروف وفى طلب علم واكثر هو خير من هذا الوجه ولا يستحب زاد اويدع بذلك الفعل التوكل لكم يفوته من رفيقه وفضيلة وهيهات انه نوذ لك على غاية ان يقرب بذلك من الولاية وهو من العصمة الخالفين واما السياحة والخروج لا الى مكان مقصود فقد نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن السعى وغيره ارب

ترجمہ پس اسکو اس کے سبب پر برانگیختہ کیا کبھی طبعی طور پر آتش شہوت بھڑکا دی اور کبھی از روے شرع حکم فرمایا وانکحوا الایامی منکم یعنی بن بیاہوں کی شادی کرو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نکاح کرو اور نسلیں بڑھاؤ کیونکہ میں قیامت کے دن تمہاری کثرت کی وجہ سے اور امتوں پر فخر کرونگا خواہ حمل کا گرا ہوا بچہ ہی کیوں نہ ہو خود انبیا علیہم السلام نے اولاد طلب کی ہے اور صالحین نے وجود اولاد کے لئے اسباب پیدا کئے ہیں بسا اوقات مباشرت وجماع کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اس سے ایسا لڑکا پیدا ہوتا ہے جیسے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور ابو یوسف اور محمد رحمہما اللہ اور شافعی اور احمد رحمہما اللہ ایسا جماع ہزار برس کی عبادت سے بہتر ہو جاتا ہے خود حدیث شریف میں وارد ہوا ہے کہ جو روے جماع کرنیوالا اور اولاد کو نفقہ دینے والا اور جس شخص کا لڑکا مر جائے اور جو شخص اولاد چھوڑ کر مرے ثواب پاتے ہیں اب جو شخص طلب اولاد سے روگردانی کرے تو سنت اور افضل کے خلاف کرتا ہے اور صرف آرام کا طریقہ چاہتا ہے جنید کا قول ہے کہ اولاد شہوت حلال کا عذاب ہے پھر شہوت حرام کے عذاب کو تم کیا کچھ خیال کرتے ہو مصنف نے کہا کہ یہ غلط ہے کیونکہ مباح کا نام عذاب رکھنا برا ہے اسلئے کہ جو چیز مباح ہے اس سے جو نتیجہ نکلے تو عذاب کیونکر ہوگا شریعت جس امر کی طرف پکارتی ہے اسکا حاصل تو ثواب ہوا کرتا ہے (سفر وسیاحت کے بارے میں صوفیہ پر تلبیس ابلیس کا بیان) اکثر صوفیہ کو شیطان نے فریب دیا تو ان کو سیاحت کے لیے نکالا نہ تو کسی خاص مقام کا ارادہ ہوتا ہے نہ طلب علم کی غرض ہوتی ہے بہت سے تنہا نکلتے ہیں اور اپنے ساتھ زاد سفر نہیں لیتے اور اس حرکت سے توکل کا دعوی کرتے ہیں اکثر فرائض اور فضائل ان سے فوت ہو جاتے ہیں اور وہ خیال کرتے ہیں کہ اس سیاحت میں عبادت پر قائم ہیں اور اسکی بدولت ولایت کے قریب ہو جاتے ہیں حالانکہ یہ لوگ نافرمان اور مخالف ہیں سفر وسیاحت اور کسی خاص مقام پر جانا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے بغیر حاجت کے دوڑ دھوپ سے منع فرمایا

وقال علیہ السلام لا زمام ولا خرام ولا رہبانیۃ ولا تبتل ولا سیاحۃ فی الاسلام قال ابن قتیبۃ الزمام
فی الانف حلقۃ من شعر تجعل فی احد جانبی المنخرین واراد ھو صلی اللہ علیہ وسلم ما کان عباد بنی اسرائیل یفعلونہ
من خرق التراقی وزمر الانوف والتبتل ترک النکاح والسیاحۃ مفارقۃ الامصار والذھاب فی الارض وروی
ابو داؤد فی سننہ من حدیث ابی امامۃ ان رجلا قال یا رسول اللہ ائذن لی السیاحۃ فقال علیہ السلام ان سیاحۃ
امتی الجھاد فی سبیل اللہ قال المصنف قد ذکرنا فیما تقدم فی حدیث عثمان بن مظعون انہ قال یا رسول اللہ ائن لی نفسی
تحدثنی ان اسیح فی الارض فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مھلا یا عثمان فان سیاحۃ امتی الغزو فی سبیل اللہ و
الحج والعمرۃ وقد روی ابو اسحاق بن ابراھیم عن احمد بن حنبل انہ سئل عن الرجل یسیح تعبدا احب الیک
او المقیم فی الامصار قال ما السیاحۃ من الاسلام فی شئ ولا من فعل النبیین ولا الصالحین فصل واما الخروج
علی الوحدۃ فقد نھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان یسافر الرجل وحدہ وعن ابی ھریرۃ انہ قال ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
لعن راکبا لیلا وحدہ وثلاثۃ وحدھم فصل وقد یعیشون باللیل ایضا علی الوحدۃ وقد نھی عن ذلک فعن ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم لو یعلم الناس ما فی الوحدۃ ما سار احد وحدہ باللیل ابدا وقال علیہ السلام اذا ھلوا الخمر اذا ھدات اللیل فان اللہ غیورحیا یبث من حلقہ ما شاء

ترجمہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ زمام اور خرام اور رہبانیت اور تبتل اور سیاحت یہ چیزیں اسلام میں نہیں۔
ابن قتیبہ نے کہا کہ زمام نکیل ڈالنے کو کہتے ہیں اور خرام بالو نکا حلقہ ہوتا ہے جو اونٹ کے نتھنوں کی ایکطرف ڈالا جاتا ہے آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کی مراد اس سے وہ ہے جو کہ بنی اسرائیل میں عبادت کرنیوالے کیا کرتے تھے کہ گلے کی ہنسلی میں حلقہ ڈالتے تھے
اور ناک میں نکیل ڈالتے تھے اور تبتل کے معنی ترک نکاح ہیں اور سیاحت یہ ہے کہ شہر کو چھوڑ دے اور روئے زمین میں گھومتا
پھرے ابو داؤد نے سنن میں حدیث ابو امامہ سے روایت کیا کہ ایک آدمی نے عرض کیا یا رسول اللہ مجکو سیاحت کی
اجازت دیجئے آپ نے فرمایا کہ میری امت کی سیاحت جہاد فی سبیل اللہ ہے مصنف نے کہا کہ حضرت عثمان بن مظعون کی حدیث
ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ اونہون نے کہا کہ یا رسول اللہ میرا جی چاہتا ہے کہ میں زمین میں سیاحت کروں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا تمہارے عثمان ٹھہرو کیونکہ میری امت کی سیاحت جہاد اور حج اور عمرہ ہے اسحق بن ابراہیم نے احمد بن حنبل سے روایت
روایت کیا کہ کسی نے اُن سے دریافت کیا کہ جو شخص سیاحت کی ساتھ عبادت کرے آپ کو پسند کہ تے ہیں یا جو شخص شہر میں مقیم ہے
احمد بن حنبل نے جواب دیا کہ سیاحت نہ اسلام میں سے کوئی چیز ہے اور نہ انبیا و صالحین کا فعل ہے فصل
باقی رہا تنہا سفر میں جانا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تنہا سفر کرنے سے منع فرمایا ابو ہریرہ سے روایت
ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تنہا جنگل میں چلنے والے پر لعنت کی فصل صوفیہ راکبو تنہا چلتے ہین
حالانکہ یہ ممنوع ہے کیونکہ ابن عمر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر لوگ تنہائی کا نقصان جانتے تو کبھی کوئی شخص
راکبو تنہا نہ نکلتا اور فرمایا کہ جب رات قرار پکڑے تو تم نہ نکلا کرو کیونکہ رات میں اللہ تعالیٰ جو کچھ چاہتا ہے اپنی مخلوق میں سے پھیلاتا ہے

فصل قال المصنف وفيهم من جعل دابه السفر والسفر لا يراد لنفسه قال النبي عليه الصلاة والسلام السفر قطعة من العذاب فاذا قضى احدكم نهمته من سفره فليتعجل الى اهله لمن جعل دأبه السفر فقد جمع بين تضييع العمر وتعذيب النفس وكلاهما مقصود فاسد قيل ان ابا حمزة الخراساني كان يقول لقد بقيت في عناء محرما اسافر كل سنة الف فرسخ تطلع الشمس عليّ وتغرب كلما احللت احرمت اللهم نسئلك التوفيق لما يرضيك عنا ذكر تلبيسه عليهم في دخول الفلاة بغير زاد قال المصنف قد لبس على خلق كثير منهم فاوهموا ان التوكل ترك الزاد وقد بينا فساد هذا فيما تقدم الا انه قد شاع هذا في جهلة القوم وجاء حتى القصاص يحكون ذلك عنهم على سبيل المدح لهم بما يتضمن ذلك تحريض المبتدين على مثل فعالك وبأفعال وليك وصلاح هؤلاء لها فسدت الاحوال وخفيت على العوام طريق الصواب والاخبار عنهم بذلك كثيرة وانا اذكر منها نبذة اخبرنا علي بن سهل البصري قال اخبرنا ابو حمزة الصوفي قال خرجت حاجا فلما توسطت البادية اذا انا بفلا سعيد فقلت يا عجبا بادية بيداء عراض قفراء وغلام صغير فاسرعت فلحقته فسلمت عليه ثم قلت يا بني انك غلام صغير لم تجر عليك الاحكام قال يا عم قد مات من كان اصغر سنا مني فقلت وسّع خطاك فان الطريق بعيد حتى تلحق المنزل فقال يا عم على المشي وعلى الله السبلاغ

ترجمہ فصل مصنف نے کہا کہ اکثر صوفیہ وہ ہیں جنہوں نے سفر اپنا شیوہ بنا رکھا ہے حالانکہ سفر فی نفسہ مقصود نہیں ہوا کرتا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سفر ایک عذاب کا ٹکڑا ہے جب تم سفر میں اپنی حاجت پوری کر چکو تو اپنے گھر جلدی آؤ اب جو شخص سفر کو اپنا شیوہ بنالے تو وہ اپنی جان کو بھی عذاب میں ڈالتا ہے اور اپنی عمر بھی ضائع کرتا ہے اور یہ دونوں مقصود فاسد ہیں کہتے ہیں کہ ابو حمزہ خراسانی نے بیان کیا کہ میں احرام کی حالت میں رنج و مشقت اٹھاتا رہا ہر برس ہزار فرسخ سفر کرتا تھا آفتاب مجھ پر طلوع کرتا تھا اور غروب ہوتا تھا جب میں حلال ہوتا تھا تو پھر احرام باندھ لیتا تھا۔ الٰہی ہم تجھ سے اس چیز کی توفیق چاہتے ہیں جو تجھ کو راضی کرے (بغیر زاد سفر کے ویرانوں میں جانے کے بارے میں صوفیہ پر تلبیس ابلیس کا بیان) مصنف رح نے کہا کہ ابلیس نے صوفیہ کی جماعت کثیر کو دھوکا دیا اور انکو شبہ میں ڈالا کہ ترک زاد سفر کو توکل کہتے ہیں ہم پیشتر اس کا فساد بیان کر چکے لیکن یہ بات جہلائے قوم میں شائع ہے اور احمق قصہ گو بطور رمز کے صوفیہ کی حکایتیں ایسے توکل کی نسبت کرتے ہیں گویا اس حرکت پر مبتدیوں کو ترغیب دیتے ہیں اس قوم کی ایسی حرکتوں سے اور ان جاہلوں کی تعریف سے حالات خراب ہو گئے اور راہ صواب عوام سے پوشیدہ ہو گیا اس بارے میں اس قوم کی نقلیں بہت ہیں ہم اونمیں سے تھوڑی سی بیان کرتے ہیں علی بن سہل بصری نے بیان کیا کہ فتح موصلی نے مجھ سے ذکر کیا کہ میں حج کو چلا جب ٹھیک میدان میں پہونچا تو ناگاہ ایک چھوٹا لڑکا دیکھا جسنے بھی میں کہا کہ اللہ اکبر یہ فیفا میدان اور یہ ویران زمین اور یہاں یہ چھوٹا بچہ میں قدم بڑھا کر اس کے پاس گیا اور اسکو سلام کیا پھر اس سے کہا کہ بیٹا تم چھوٹے بچے ہو احکام شریعت تم پر جاری نہیں ہوئے کہنے لگا کہ اے بزرگوار مجھ سے بھی چھوٹی عمر کے بچے مر چکے ہیں میں نے کہا کہ قدم بڑھا کر چلو کیونکہ رستہ دور ہے تاکہ تم منزل تک پہونچ جاؤ وہ بولا کہ چچا جان سیر اختیار چلنا ہے اور چلنا کے اختیار پہونچا دیتا ہے + + + + + + + + + + + +

اما قرأت قوله تعالى والذين جاهدوا فينا لنهدينهم سبلنا فقلت له ما لا ارى معك زادا ولا راحلة قال يا عم زادي يقيني وراحلتي رجلي قلت سألتك على الخبز والماء قال يا عم اخبرني لو ان اخا من اخوانك او صديقا من صدقائك دعاك الى منزله كنت تستحسن ان تحمل معك طعاما فتاكله في منزله فقلت ازودك فقال ابيك عني يا بطال هو ليطعمنا ويسقينا قال فتح فما رأيت صغيرا اشد توكلا ولا رأيت كبيرا اقل زهدا منه **قال المصنف** عمل هذه الحكاية تفسد الامور ويظن ان هذا هو الصواب ويقول الكبير اذا كان الصغير قد فعل هذا فانا احق بفعله منه وليس العجب من الصبي بل من الذي لقيه كيف لم يعرفه ان هذا الفعل منكر وان الذي استدعاك المرك بالتزود ومن ماله يزود ولكن قد مضى على هذا اكابر القوم فكيف الصغار **سئل** ابو عبد الله بن الجلاء عن هؤلاء الذين يدخلون البادية بلا زاد ولا عزم زاعمين انهم متوكلة فيموتون في البيداء فقال هذا فعل رجال الحمق فان ماتوا فالدية على القاتل **قال المصنف** هذه فتوى جاهل بالشرع اذ لا خلاف بين فقهاء الاسلام انه لا يحل دخول البادية بغير زاد وان من فعل ذلك فمات بالجوع فانه عاص لله سبحانه وتعالى مستحق لدخول النار وكذلك اذا تعرض لما يغلب العطب فان الله تعالى جعل النفوس وديعة عندنا وقال

ترجمہ کیا تم نے اللہ تعالیٰ کا فرمان نہیں پڑھا کہ والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا یعنی جو لوگ ہمارے لئے محنت اٹھاتے ہیں ہم اُن کو اپنی راہیں بتاتے ہیں میں نے پوچھا کہ یہ کیا وجہ کہ میں تمہارے پاس توشہ اور سواری نہیں دیکھتا جو ابدیا کہ اے چچا توشہ میرا یقین ہے اور سواری میری امید ہے میں نے کہا کہ میں تم سے روٹی اور پانی کے بارے میں پوچھتا ہوں کہنے لگا کہ اے چچا یہ تو بتایئے کہ اگر آپ کو کوئی آپ کا بھائی یا دوست اپنے مکان پر بلائے تو آپ یہ پسند کرتے ہیں کہ اپنے ساتھ اپنے گھر سے کھانا لیجایئے اور اس کے مکان پر جاکر کھایئے میں نے اس سے کہا کہ میں تم کو توشہ دیدوں کہنے لگا کہ اے جھوٹے میرے پاس سے دور ہو اللہ تعالیٰ ہم کو کھلاتا پلاتا ہے فتح موصلی کہتے ہیں کہ اس لڑکے سے زیادہ میں نے کوئی چھوٹا بچہ صاحب توکل اور کوئی بڑا آدمی اس سے بڑھکر زاہد نہیں دیکھا **مصنف** رح نے کہا کہ ایسی حکایتیں امور کو فاسد کرتی ہیں اور خیال ہوتا ہے کہ یہی راہ صواب ہے اور بڑا آدمی کہنے لگتا ہے کہ جب چھوٹے بچے نے ایسا کیا تو میں اس سے زیادہ مستحق ہوں کہ ایسا کروں اس لڑکے پر تو کچھ تعجب نہیں بلکہ عجب تو اس شخص پر ہے جو اس سے ملا اسنے اسکو کیوں نہ بتایا کہ یہ جو حرکت وہ کر رہا ہے خلاف شرع ہے اور کیوں نہ کہا کہ جس نے تجھکو بلایا ہے اسی نے توشہ لینے کا حکم دیا ہے اور اسی کے مال میں سے توشہ لیا جاتا ہے لیکن قباحت تو یہ ہے کہ بڑوں کا خود یہی طریقہ ہے چھوٹوں کا کیا ذکر **ابو عبد اللہ بن الجلاء** سے کسی نے ان لوگوں کے بارے میں سوال کیا جو بغیر توشہ اور اسباب کے جنگل میں جاتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ وہ اہل توکل ہیں اور وہیں جنگلوں میں مرجاتے ہیں جواب دیا کہ یہ کام احمق لوگوں کا ہے اگر وہ مر جائیں تو خونبہا قاتل پر ہوگی **مصنف** رح نے کہا کہ یہ فتوی ایسے شخص کا ہے جو شریعت سے ناواقف ہے کیونکہ فقہائے اسلام کے نزدیک بلا خلاف جنگل میں بغیر توشہ کے جانا جائز نہیں اور جس شخص نے ایسا کیا اور بھوک کا مارا مر گیا تو وہ اللہ تعالیٰ کا نافرمان ہے اور دوزخ میں پہنچنے کا مستحق ہے اور اسی طرح جبکہ ایسی چیز کا سامنا کرے جس سے گمان غالب ہلاکت کا ہو کیونکہ اللہ نے نفوس کو ہمارے پاس امانت رکھا ہے۔ اور فرمایا ہے ✣ ✣ ✣

ولا تقتلوا انفسکم وقد تکلمنا فیما تقدم فی وجوب الاحتراز من المؤذی ولو لم یکن للمسافر غیر زاد الا انه خالف امر الله فی قوله وتزودوا وعن ابی عبد الله بن خفیف قال خرجت من شیراز فی السفرة الثالثة من شیراز فمت فی البادیة وحدی واصابنی من الجوع والعطش ما اسقط من استی ثمانیة و انت تشنع کله قال المصنف هذا قد حکی عن نفسه ما ظاهره طلب الملام علی ما فعل والذم لا محالة وعن ابی حمزة الصوفی یقول انی لا استحیی من الله ان ادخل البادیة وانا اشبع وقد اعتقدت التوکل لئلا یکون شبعی زادا تزودته قال المصنف وقد سبق الکلام علی مثل هذا فان هؤلاء القوم ظنوا ان التوکل ترک الاسباب ولو کان هذا کما ظنوا لکان رسول الله صلی الله علیه وسلم لما خرج الغار قد خرج من التوکل کما ترکوا لما خرج لطلب الخضرة وحوتها اهل الکهف حین خرجوا واستصحبوا دراهم وانما خفی معنی التوکل علی هؤلاء فجهلوا وقد اعتذر لهم ابو طالب فقال یجوز دخول المفازة بغیر زاد بشرطین احدهما ان یکون الانسان قد راض نفسه بحیث یمکنه الصبر عن الطعام اسبوعا ونحوه والثانی ان یمکنه التقوت بالحشیش ولا تخلو البادیة من ان یلقاه احد بعد اسبوع او ینتهی الی حلة او حشیش یرجی به قلت اقبح ما فی هذا القول انه صدر من فقیه فانه قد لا یلقی احدا وقد یفضل وقد یمرض فلا یصلح له الحشیش

ترجمہ لا تقتلوا انفسکم یعنی اپنی جانوں کو ہلاک نکرو ہم اس بارے میں پہلے ہی کلام کر چکے ہیں کہ آزار دینے والی چیز سے پرہیز کرنا واجب ہے، اگرچہ یہ حکم اس مسافر کے لئے نہیں جو بقیہ توشہ سفر کرے لیکن اس فرمان باری تعالیٰ کے خلاف کرتا ہے کہ تزودوا یعنی تم توشہ لیکر سفر کیا کرو۔ عبد اللہ بن خفیف نے کہا کہ میں تیسرے سفر میں شیراز سے چلا اور جنگل میں تنہا سویا بھوک اور پیاس کی تکلیف مجھکو اسقدر پہونچی۔ کہ میرے آٹھ دانت گر پڑے اور سارے بال جھڑ گئے مصنف رح نے کہا کہ اس شخص نے اپنا قصہ ایسا بیان کیا جس سے بظاہر اپنے فعل پر مدح چاہتا ہے حالانکہ ذم کا زیادہ سزاوار ہے ابو حمزہ صوفی نے کہا کہ مجھ کو خدا سے حیا آتی ہے کہ آسودہ شکم ہو کر جنگل کو جاؤں اور توکل کا دعوی کروں ایسا نہو کہ میری شکم سیری ایک توشہ ہو جائے جو مکان سے لیکر چلا تھا مصنف نے کہا کہ اس قسم کے بارے میں پیشتر کلام ہو چکا ہے ان لوگوں کا خیال ہے کہ توکل ترک اسباب کا نام ہے اگر ایسا ہوتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب توشہ باندھکر غار کو تشریف لے گئے تھے توکل سے نکل جاتے اسیطرح حضرت موسیٰ جب خضر علیہ السلام کی تلاش کو نکلے اور مچھلی ساتھ لے گئے اور اصحاب کہف جب شہر سے چلے اور کچھ درم پاس رکھتے تھے اصل یہ ہے کہ اس قوم کی سمجھ میں توکل کے معنی ہی نہیں آئے لہذا جاہل رہے ابو طالب نے ان لوگوں کے لئے عذر نکالا ہے اور کہا ہے کہ جنگل میں بغیر توشہ کے جانا دو شرط سے جائز ہے ایک یہ کہ انسان کو اپنے نفس پر اسقدر اعتماد ہو۔ کہ کھانے سے کم و بیش ایک ہفتہ تک صبر کر سکے دوسرے یہ کہ اس کے لئے ممکن ہے کہ وہ گھاس پتی کھا سکے جنگل اس بات سے خالی ہو کہ یا تو بعد ایک ہفتہ کے اسکو کوئی آدمی مل جائے یا جنگل میں اترے ہوئے لوگوں یا گھاس کے پاس پہونچ جائے جس سے اپنا وقت کاٹ لے میں کہتا ہوں بہت بری بات اس قول میں یہ ہے کہ ایک عالم سے صادر ہوا ہے کیونکہ کبھی کسی سے ملاقات نہیں ہوتی ہے اور کبھی رستہ بھول جاتا ہے اور کبھی بیمار پڑ جاتا ہے تو اس کے لئے گھاس موافق نہیں ہوتی ہے۔

وقد یلقی من لا یطعمه و یتعرض بمن لا یضیفه و تفوته الجماعة قطعا و قد یموت و لا یلیه احد تم قد ذکرنا ما جاء فی الوصاة وما المحرج الی هذا الحرمان یعتمد فیها علی عادة او لقاء شخص او الی خبز الخشیش و ای فضیلة فی هذه الحالة حتی یخاطر فیها بالنفس و این امر الانسان ان یتقوت بحشیش و من فعل هذا من السلف و کان هؤلاء یجربون علی الله سبحانه هل رزقهم فی البادیة و من طلب الطعام فی البریة فقد طلب سالما تجربه العادة الا تری ان قوم موسی لما سألوا من تقلها و ثناتها قیل لهم اهبطوا مصرا و ذلک ان الذی طلبوه فی الامصار فهؤلاء القوم علی غایة الخطاء فی مخالفة الشرع و العقل العمل بوفاق النفس حدثنا عکرمة عن ابن عباس رض قال کان اهل الیمن یحجون و لا یتزودون و یقولون نحن متوکلون فیحجون و یاتون الی مکة فیسألون الناس فانزل الله تعالی و تزودوا فان خیر الزاد التقوی و عن محمد بن موسی الجرجانی قال سألت محمد بن کثیر الصنعانی عن الزهاد الذین لا یتزودون و لا یتعلمون و لا یلبسون الخفاف فقال اسألتنی عن اولاد الشیاطین و لم تسألنی عن الزهاد فقلت له فای شئ الزهد قال التمسک بالسنة و التشبه باصحاب محمد صلی الله علیه وسلم و سئل احمد بن حنبل عن الرجل یدخل المفازة بغیر زاد فانکره انکارا شدیدا و قال اف اف لا و لا یعبأ بهذا من الابزاد و رفقاء و قافلة

ترجمہ اور کبھی ایسے شخص سے ملاقات ہوتی ہے جو اس کو کھانا نہیں دیتا اور اس شخص کے پاس جاتا ہے جو اس کی مہمانداری نہیں کرتا ہے اور یقیناً جماعت فوت ہوتی ہے ہو سکتا ہے کہ وہ شخص مر جائے اور کوئی آدمی اس کے پاس نہ آئے علاوہ ازیں ہم ذکر کر چکے کہ تنہا سفر کرنا کیا حکم رکھتا ہے اور کیا حاجت ہے ان مصیبتوں کے برداشت کرنے کی کہ بھروسہ کرے عادت پر یا کسی شخص کی ملاقات پر یا گھاس کی روٹی پر اور کونسی فضیلت ہے اس حالت میں کہ انسان اپنے آپ کو ہلاکی میں ڈالے اور کہاں انسان کو حکم ہے کہ وہ گھاس کو کھانا مقرر کرے اور سلف میں سے کس شخص نے یہ کیا ہے اور گویا کہ یہ لوگ اللہ تعالیٰ کا تجربہ کرتے ہیں کہ آیا اُن کو جنگل میں روزی دیتا ہے یا نہیں۔ اور جو شخص جنگل میں کھانا طلب کرتا ہے وہ غیر عادی چیز کو تلاش کرتا ہے کیا تم کو خبر نہیں کہ موسیٰؑ کی قوم نے جب ساگ اور ککڑی کی درخواست کی تو اُن کو حکم ہوا اهبطوا مصرا یعنی شہر میں اوترو اور یہ ارشاد اسی لئے ہوا تھا کہ جو چیزیں انہوں نے طلب کی تھیں وہ شہروں ہی میں ہوتی ہیں لہٰذا یہ لوگ نہایت خطا پر ہیں اور شرع اور عقل کے مخالف ہیں اور موافق نفس کے عمل کرتے ہیں عکرمہ نے ابن عباس سے روایت کیا کہ اہل یمن حج کو آتے تھے اور توشہ ساتھ نہ لاتے تھے اور کہتے کہ ہم اہل توکل ہیں وہ لوگ حج کرتے تھے اور مکہ میں آتے تھے اور لوگوں سے سوال کرتے تھے اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی وتزودوا فان خیر الزاد التقوی یعنی اپنی ساتھ توشہ لایا کرو کیونکہ بہتر توشہ پرہیزگاری ہے محمد بن موسیٰ جرجانی نے کہا میں نے محمد بن کثیر صنعانی سے اون زاہدوں کے بارے میں سوال کیا جو نہ سفر میں توشہ لیجاتے ہیں اور نہ جوتا اور موزہ پہنتے ہیں جواب دیا کہ تم نے مجھ سے اولاد شیاطین کی نسبت سوال کیا ہے زاہدوں کے بارے میں نہیں پوچھا میں نے کہا زہد کیا چیز ہے بولے کہ رسول اللہ صلعم کی سنت پر عمل کرنا اور صحابہ رضؓ کی مشابہت کرنا احمد بن حنبل سے اُس آدمی کے بارے میں پوچھا گیا جو بغیر توشہ کے جنگل میں جاتا ہے امام نے سخت انکار کیا اور کہا اُف اُف نہیں ہیں بغیر توشہ اور زاد راہ اور ساتھیوں کے ہرگز نہ جانا چاہئے

وجاء رجل الی ابی عبد اللہ احمد بن حنبل فقال رجل یرید سفرا ایما احب الیک یحمل معہ زادا او یتوکل فقال لہ ابو عبد اللہ یحمل معہ زادا او یتوکل حتی لا یستشرف للناس فیعطونہ قال الخلال واخبرنی ابراھیم بن الخلیل ان احمد بن نصر حدثھم ان رجلا سال ابا عبد اللہ ایخرج الرجل الی مکۃ متوکلا لا یحمل معہ شیئا قال کا یعجبنی فمن این یاکل فقال یتوکل فیعطیہ الناس قال فاذا لم یعطوہ الیس یستشرف لھم فیعطوہ لا یعجبنی ھذا الی یبلغنی ان احدا من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والتابعین فعل ھذا وجاء رجل الی احمد بن حنبل من اھل خراسان فقال یا ابا عبد اللہ معی دراھم اجیر بہ فقال لہ احمد اذھب الی باب الکرخ فاشتر بھذا الدراھم صنانا واحمل علی راسک حتی یصیر عندک ثلثمائۃ فجر قال یا ابا عبد اللہ ما تری مکاسب الناس قال احمد انظر الی ھذا الخبیث یرید ان یفسد علی الناس معائشھم قال یا ابا عبد اللہ انا اتوکل قال قد دخل البادیۃ وخل اوضع الناس فاوضع الناس قال کذبت لست انت متوکل فادخل انت وحدک فلا انک متوکل علی جراب الناس سیاتی ما یجری للصوفیۃ فی اسفارھم وسیاحاتھم من الافعال الخالفۃ للشرع عن ابی حمزۃ الصوفی قال سافرت مستروحا التوکل فبینا انا سیر ذات لیلۃ والنوم فی عینی اذ وقعت فی بئر فرایتنی قد حصلت فیھا فلم اقدر علی الخروج لبعد مرتقاھا فجلست فیھا فبینا انا جالس اذ وقف علی رأس البئر رجلان

ترجمہ ابو عبد اللہ احمد بن حنبل کے پاس ایک شخص آیا اور کہا کہ ایک شخص سفر کرنا چاہتا ہے آپ کیا پسند کرتے ہیں توشہ ساتھ لیجاوے۔ یا توکل کرے۔ جواب دیا کہ توشہ ساتھ لیجائے یا ایسا توکل کرے کہ لوگوں کے سامنے گردن نہ اٹھائے تاکہ اُسے کچھ دیں خلال نے کہا کہ مجھ سے ابراہیم ابن خلیل نے بیان کیا کہ احمد ابن نصر نے لوگوں سے بیان کیا کہ ایک شخص نے ابو عبد اللہ سے پوچھا کہ آدمی توکل پر مکے کو جاوے اور اپنے ساتھ کچھ نہ لیجاوے فرمایا کہ مجھ کو اچھا نہیں معلوم ہوتا ہے کہا ئیگا کہاں سے تو اسنے کہا کہ توکل کریگا تو لوگ اسے دینگے فرمایا جب لوگ اسے نہ دینگے تو لوگوں کی طرف نظر نہ اوٹھائیگا تاکہ لوگ اُسے دیں یہ مجھ کو اچھا نہیں معلوم ہوتا ہے مجھے کوئی ایسی حدیث نہیں پہنچی کہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا تابعین نے ایسا کیا ہو **احمد بن حنبل** کے پاس ایک خراسانی آیا اور کہنے لگا کہ اے ابو عبد اللہ میرے پاس ایک درم ہے اُسکو لیکر جم کو جاؤں امام نے اس سے کہا کہ تم باب الکرخ کی طرف جاؤ اور اس درم کی بوری خرید و اور سر پر رکھکر بیچتے پھرو اسیطرح جب تمہارے پاس تین سو درم ہو جائیں تو حج کو جاؤ۔ وہ بولا کہ اے ابو عبد اللہ۔ آپ لوگوں کے لئے پیشہ و کسب کیا خیال کرتے ہیں امام نے کہا دیکھو یہ خبیث کیا کہتا ہے کیا تو یہ چاہتا ہے کہ لوگوں کے لئے ان کے معاش فاسد کر دے وہ کہنے لگے کہ اے ابو عبد اللہ ہم توکل کرتے ہیں امام نے پوچھا کہ توجنگل کو اکیلا جائیگا یا لوگوں کے ہمراہ جواب دیا کہ لوگوں کے ساتھ جاؤنگا امام نے کہا کہ تو سمجھتا ہے توکل کرنیوالا نہیں اکیلا جاوے نہ تو صرف لوگوں کے تھیلوں پر توکل کرتا ہے (**بیان ان حالات کا جو افعال صوفیہ سے سفر و سیاحت میں خلاف شریعت سرزد ہوے**) ابو حمزہ صوفی نے کہا کہ میں نے ایک سفر توکل پر کیا ایک رات میں چلا جا رہا تھا اور میری آنکھیں نیند بھری ہوئی تھی کہ یکایک ایک کنوئیں میں گر پڑا تو میں نے اپنے آپ کو دیکھا کہ کنوئیں میں موجود ہوں۔ اور اسمیں سے نکل نہ سکتا تھا کیونکہ اسکا کنارہ بہت اونچا تھا لہذا میں اسمیں بیٹھ گیا وہیں بیٹھا ہوا تھا کہ اتنے میں اس کنوئیں پر دو آدمی آکھڑے ہوئے۔

فقال احدهما لصاحبه نجوز ونترك هذه البئر في طريق المسلمين فقال الآخر فما تصنع قال فدارت نفسي
ان اقول انا فيها فوديت تتوكل علينا وتشكو بلانا الى سوانا قال فسكت فمضينا ثم رجعا ومعهما شيء فجعلا
على راسها غطوها به فقالت لي نفسي امنت طلبها ولكن حصلت فيها سميعا نا فمكثت يوما وليلتي فلما كان الغد
شيء يهتف بي ولا اراه تمسك بي شديدا فمددت يدي فوقعت على شيء خشن فتمسكت به فعلاها وطرحني فانكلت
فوق الارض فاذا هو سبع فلما رايته لحق نفسي من ذلك ما يلحق مثله فهتف بي هاتف يا ابا حمزة
استنقذناك من البلاء يا البلاء وكفيناك ما تخاف بما تخاف قال وعن ابن المالكي يقول قال ابو حمزة الحراساني حججت
ستة من السنين فبينا انا اسير في الطريق وقعت في بئر فنازعتني نفسي ان استغيث فقلت لا والله لا استغيث
فما استتممت هذا الخاطر حتى برا سل البئر رجلان فقال احدهما للآخر تعال نسد راس البئر في هذه الطريق
فانا يقصب وسادية فهممت فقلت الى من هو اقرب اليك منهما وسكت حتى طمر راس البئر فاذا بشيء قد
جاء فكشف عن راس البئر وولى رجليه وكانه يقول في همتم له تعلق فتعلقت به فاخرجني فنظرت فاذا هو سبع
فهتف بي هاتف وهو يقول يا ابا حمزة اليس هذا احسن

ترجمہ ایک نے دوسرے سے کہا کہ چلو ہم چلیں اور اس کنوئیں کو مسلمانوں کے رستے میں چھوڑ دیں دوسرے نے کہا پھر اور کیا کریں گے
میرے جی میں آیا کہ پکار اٹھوں کہ میں کنوئیں میں ہوں آواز آئی کہ تو ہم پر توکل کرتا ہے اور ہماری دی ہوئی بلا کی فریاد غیر کے پاس لیجاتا
ہے لہذا میں خاموش رہا وہ دونوں آدمی چلے گئے بعد اسکے پھر واپس آئے اور کوئی چیز اپنے ساتھ لائے اور اس چیز کو کنوئیں کے
مونہہ پر رکھکر ڈھانک دیا مجھے میرے نفس نے کہا کہ کنوئیں کے بند کرنے سے تو تجھ کو نجات ملی لیکن اب تو اس کنوئیں میں قید رہنگیا میں
دن رات برابر وہاں رہا جب اگلا روز ہوا تو کسی چیز نے مجھ کو آواز دی اور وہ نظر نہ آتی تھی کہ مجھکو زور سے پکڑ لیا میں نے اپنا ہاتھ بڑھایا
تو ایک سخت چیز پر پڑا اپنے اسکو پکڑ لیا تو اسنے اوپر اٹھایا اور مجھ کو زمین پر پھینکدیا پھر میں نے غور سے زمین پر دیکھا تو وہ ایک درندہ
تھا جب میں نے یہ حال دیکھا تو مجھپر وہی کیفیت گذری جو ایسی حالت میں گذرتی ہے ہاتف نے آواز دی کہ اے ابو حمزہ میں نے تجکو بلا کے
ذریعہ سے بلا سے نجات دی اور بذریعہ خوفناک چیز کے خوفناک امر سے کفایت کی اور ابن مالکی کہتے ہیں کہ ابو حمزہ خراسانی نے کہا کہ میں نے ایک
سال حج کیا تو میں راستے میں جارہا تھا کہ یکایک ایک کنوئیں میں گر پڑا تو میرے نفس نے مجھ سے مخالفت کی کہ میں فریاد کروں تو میں نے کہا
کہ واللہ ہرگز فریاد نہیں کرونگا تو میں نے اپنے ارادے کو پورا نہیں کیا تھا کہ کنوئیں کے سر پر دو شخص گذرے تو ایک نے دوسرے
سے کہا کہ آؤ اس راستے میں کنوئیں کا سر بند کریں تو وہ رسل اور ستون لائے تو میں نے بولنے کا ارادہ کیا تو میں نے کہا کہ یہ تو اس
شخص سے جو بہ نسبت ان دونوں کے تجھسے زیادہ قریب ہے اور چپکا رہا یہانتک کہ انہوں نے کنوئیں کا سر بند کر دیا۔ پھر
یکایک ایک چیز آئی اور اسنے کنوئیں کا سرا کھولا اور اپنے دونوں پیر لٹکا لے اور گویا کہ وہ اپنی بولی میں کہتا تھا کہ لٹک جاؤ میں اسکے
سلسلہ لٹک گیا تو مجھ کو اسنے نکال لیا تو میں نے دیکھا تو وہ درندہ تھا تو مجھ کو ایک شخص نے پکارا جو کہہ رہا تھا کہ اے ابو حمزہ کیا یہ بہتر نہیں ہے

فجيناك من التلف بالتلف وعن ابي عبد الله محمد بن نعيم يحكي عن ابي حمزة الصوفي الدمشقي انه لما خرج من البئر انشا يقول ؎ نهاني حيائي منك ان اكشف الهوى واغنيتني بالقرب منك عن الكشف ترائيت لي بالغيب حتى كانني يبشرني بالغيب انك في الكف اراك في ومن هيبتي اياك وحشة وتونستي بالعطف منك وبالطف وتحيي محبانك بحبك فتفه وذا عجب كون الحيوة مع الحتف قال المصنف اختلفوا في ابي حمزة هذا الواقع في البئر فقال ابو عبد الرحمن السلمي هو ابو حمزة الخراساني وكان من قران الجنيد وقد ذكرنا في رواية اخرى انه دمشقي وقال ابو نعيم الحافظ هو ابو حمزة البغدادي واسمه محمد بن ابراهيم ذكره الخطيب في تاريخه وذكر له هذه الحكاية وايهما كان فانه مخطئ في فعله مخالف للشرع في سكوته معين لنفسه على نفسه وقد كان يجب عليه ان يصيح ويمنع من طم البير كما يجب عليه ان يدفع عن نفسه من يقصد قتله وقوله لا استغيث كقول القائل لا آكل الطعام ولا اشرب الماء وهذا جهل من فاعله ومخالفة للحكمة في وضع الدنيا فان الله تعالى وضع الانبياء على الحكمة فجعل للادمي يدا يدفع بها ولسانا ينطق به وعقلا يهديه الى دفع المضار واجتلاب المصالح وجعل الاغذية والادوية لمصلحة الآدميين فمن اعرض عن استعمال ما خلق له وارشد اليه فقد زضاد الشرع وعطل حكمة الصانع فان قال جاهل فكيف احترز من القدر قلنا وكيف لا نحترز مع امر القدر

ترجمہ ہم تو تلف سے بواسطہ تلف کے رہائی بخشی اور ابو عبد اللہ محمد ابن نعیم ابو حمزہ صوفی دمشقی کی حکایت بیان کرتے ہیں کہ جب وہ کنوئیں سے نکلے تو چند شعر پڑھے جنکا ترجمہ یہ ہے۔ مجکو حیا مانع آئی کہ عشق کا اظہار کروں اور تیرے قرب کی وجہ سے مجکو اظہار عشق کی ضرورت نہیں تو مجکو غیب میں ایسا معلوم ہوا کہ گویا یا وجود غیب کے مجھ کو بشارت ملتی تھی کہ تو سامنے ہے میں تجکو دیکھتا ہوں اور تیری ہیبت کے مارے تجکو وحشت ہوتی ہے اور تو لطف و عنایت سے مجکو مانوس کرتا ہے تو اس عاشق کو زندہ کرتا ہے جسکو عشق میں ہلاک کرتا ہے اور یہ تعجب کی بات ہے کہ ہلاکت کے ساتھ زندگی ہے مصنف نے کہا کہ ان ابو حمزہ کی نسبت جو کنوئیں میں گر پڑے تھے اختلاف ہے۔ ابو عبد الرحمن سلمی نے کہا کہ ابو حمزہ خراسانی ہیں جو جنید کے ہمعصر تھے اور دوسری روایت میں ہم ذکر کر چکے کہ وہ دمشقی ہیں ابو نعیم حافظ نے کہا کہ وہ ابو حمزہ بغدادی ہیں اور ان کا نام محمد ابن ابراہیم ہے اور اُن کو خطیب نے اپنی تاریخ میں ذکر کیا ہے اور ان کی اس حکایت کو بھی ذکر کیا ہے بہرحال کوئی ہو ان اس خلاف شرع حرکت میں خطا کی کیونکہ کنوئیں میں خاموش بیٹھے رہے حالانکہ پکارنا اور کنوئیں کی آفت سے چھوٹنا واجب تھا جس طرح اگر کوئی شخص کسیکو قتل کرنا چاہے تو اسکا روکنا واجب ہے اور یوں کہنا کہ میں فریاد نہ کروں گا ایسا ہے جیسے کوئی کہے کہ میں کھانا نہ کھاؤنگا اور پانی نہ پیونگا حالانکہ جو ایسا کرے وہ جاہل ہے اور یہ حرکت باعتبار وضع عالم کے خلاف حکمت ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اشیاء کو حکمت پر وضع کیا ہے آدمی کو ہاتھ دیئے ہیں تاکہ ان سے روکے اور زبان دی تاکہ گفتگو کرے اور عقل بخشی جو اسکی رہبری کرتی ہے تاکہ نقصان کو اپنے سے دور کرے اور منفعتوں کو حاصل کرے غذائیں اور دوائیں آدمیوں کی مصلحت کے لئے مخلوق فرمائی ہیں۔ اب جو شخص اُن چیزوں کے استعمال سے روگردانی کرے جو اس کے لئے پیدا کی گئیں اور اُسکو اسکی طرف ہدایت کی گئی تو وہ امر شریعت کو بیہودہ سمجھتا ہے اور صانع کی حکمت کو بیکار کرتا ہے اگر کوئی جاہل کہے کہ قضا و قدر سے کیونکر احتراز کریں ہم جواب دینگے کہ کیونکر احتراز نہ کریں جبکہ خود مقدر

وقد قال الله تعالى خذوا حذركم وقد اختفى رسول الله صلى الله عليه وسلم في الغار وقال لسراقة اخفِ عنا واستأجر دليلا الى مكة ولم يقل اخرج على التوكل وما زال يبني مع الاسباب ويقلبه مع المسبب وقد احكمنا هذا الاصل فيما تقدم وقول ابي حمزة فنوديت من باطني هذا من حديث النفس الجاهلة التي قد استقر عندها بالعقل ان التوكل ترك التمسك بالاسباب لان الشرع لا يطلب من الانسان ما نهاه عنه وهلا نا قرأ باطنه في صدق وتعلقه بذلك وتمسكه بما دلّ عليه لا بل هذا اكد لان افعل اكد من القول فهلا سكن حتى يحمل بلا سبب فان قال هذا بعثه الله تعالى قلنا والذي جاز على البرّ ضربته واللسان المستغيث من خلقه فانه لو استغاث كان مستعملا للاسباب التي خلقها الله تعالى للنفع عنه فلم يلم وانما بسكوته عطل الاسباب ودفع الحكم فصلح لومه واما تخليصه بالسند فان صح هذا فقد يتفق مثله ثم لا ننكر ان الله تعالى يلطف بعبده وانما ننكر فعله المخالف للشرع وعن الجنيد قال قال لي محمد السمين كنت في طريق الكوفة بقرب الصحراء التي بطريقنا والطريق منقطع فرأيت على الطريق رجلا قد سقط ومات ورأيت عليه سبعة او ثمانية من السباع يتناهش لحمه ويحمل بعضها على بعض فلما رأيتهم كان نفسي اضطربت

ترجمہ خذوا حذرکم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غار میں جاکر پوشیدہ ہوئے اور آپ نے سراقہ سے فرمایا تھا کہ ہمارا حال چھپانا اور مکہ تشریف لیجانے کے لیے آپ نے ایک رہبر کو اجرت پر لیا اور یوں نہ فرمایا کہ ہم توکل پر چلے چلیں ہمیشہ ظاہر میں اسباب پر نظر فرمائی اور باطن میں مسبب پر بھروسا کیا اسکا بیان ہم پیشتر اچھی طرح مکمل کر چکے ہیں ابو حمزہ کا یہ قول کہ مجھکو میرے باطن سے آواز آئی اس نفس نادان کی گفتگو ہے جس کے نزدیک جہالت سے یہ بات قرار پاگئی کہ توکل یہ ہے کہ اسباب کو اختیار کرنا چھوڑ دے کیونکہ شریعت اس امر کی درخواست نہیں کرتی جس سے منع کرے پس ابو حمزہ کے باطن نے اسوقت نہ روکا جب ہاتھ بڑھایا اور اس چیز کو پکڑا اور اسکے ساتھ لٹک رہے کیونکہ یہ بھی تو اس ترک اسباب کے دعوے کے خلاف ہے جو انہوں نے کیا تھا اور یوں کہنے میں کہ میں کھوئیں ہوں اور اس چیز کے پکڑنے میں جس سے لٹکے کیا فرق ہے بلکہ یہ پکڑنا اس کہنے سے بڑھکر ہے کیونکہ فعل من بہ نسبت قول کے زیادہ تاکید ہوتی ہے ابو حمزہ ٹھہرے کیوں نہ رہے تاکہ بلا سبب اوپر آجاتے لکھا کیوں کہا جائے کہ اس چیز کو خدا نے میرے لئے بھیجدیا تھا تو ہم کہینگے کہ جو آدمی کنوئیں پر گذرا تھا اُسے کس نے بھیجا تھا اور ربان کو جو فریاد کرتی ہے کس نے پیدا کیا اگر فریاد کرتے تو اُن اسباب کو استعمال میں لاتے جنکو اللہ تعالے نے دفع ضرر کے لئے پیدا کیا ہے لہذا قابل ملامت نہیں اور خاموش رہکر تو اسباب کو بیکار کر دیا اور حکمتوں کو دور کیا لہذا وہ قابل ملامت ہے اور شیر یا درندہ کے ذریعہ سے رہائی پانا اگر صحیح ہو تو یہ اکثر اتفاق ہوتا ہے پھر ہم اسکا انکار نہیں کرتے کہ اللہ تعالے اپنے بندے پر احسان فرماتا ہے ہم تو فعل مخالف شرع کا انکار کرتے ہیں جنید نے کہا کہ مجھ سے محمد بن سمین نے بیان کیا کہ میں کوفے کے راستے میں اس میدان کے قریب تھا جو ہمارے راستہ میں پڑتا ہے اور راستہ میں کوئی آتا جاتا نہیں - میں نے سر راہ ایک اونٹ مرا ہوا پڑا پایا - اور دیکھا کہ اسکو آٹھ درندے نوچ نوچ کر کھاتے تھے اور باہم ایک دوسرے پر حملہ کرتا تھا جب میں نے اسکو دیکھا تو میرا نفس بیقرار ہوا

وكانوا على قارعة الطريق فقالت لي نفسي تميل يمينا او شمالا فابيت عليها الا ان اعبر عليهم فحملتها على
ان مشيت حتى وقفت عليهم بالقرب منهم كاحدهم ثم رجعت الى نفسي لانظر كيف هي فاذا الروع معي طابع
فابيت ان ابرح وهذه صفتي فقعدت بينهم ثم نظرت بعد قعودي فاذا الروع معي فابيت ان ابرح وهذه صفتي فوضعت
جنبي فنمت مضطجعا فغشيني النوم فنمت وانا على تلك الهيئة والسباع في المكان الذي كانوا عليه فمضى وقتي وانا نائم فاستيقظت فاذا
السباع قد تفرقت ولم يبق منها شيء واذا الذي كنت اجد قد زال فقمت وانا على تلك الهيئة فانصرفت قال المصنف
فهذا الرجل قد خالف الشريعة في تعرضه بالسباع ولا يحل لاحد ان يتعرض لسبع او حية بل يجب عليه ان يفر منه وفي الصحيحين ان
النبي صلى الله عليه وسلم قال اذا وقع الطاعون وانتم بارض فلا تقدموا عليه وقال صلى الله عليه وسلم فر من المجذوم فرارك من الاسد ومر
عليه السلام بجائط لسائل فاسرع وهذا الرجل قد اراد من طبعه ان لا يزعج وهذا شيء ما سلم منه موسى عليه السلام فانه لما رأى
الحية خاف وولى مدبرا فان صح ما ذكره في بعيد الصحة لان طباع الادميين تتساوى فمن قال له انها السبع بطبعه لكن بناه كما لو قال لا
اشتهي النظر الى المستحسن فكانه قهر نفسه حتى نام بينهم استسلاما للهلاك لظنه ان هذا هو التوكل
وهذا الظن خطأ لانه لو كان هذا التوكل ما نهى عن مقارفة ما يخاف شره ولعل السباع اشتغلت عنه

ترجمہ اور وہ سب بالکل سر راہ تھے میرے نفس نے مجھ سے کہا کہ دہنے بائیں مڑ کر نکل جا مینے نفس کی بات نہ سنی اور کہا کہ درندوں میں
ہو کر نکلوں گا پھر نفس کو ابھارا اور چلکر درندوں کے سامنے کھڑا ہو گیا اور اتنا قریب ہو گیا کہ گویا ان میں مل گیا پھر اپنے نفس کی طرف
رجوع کیا کہ دیکھوں اب اس کی کیا کیفیت ہے تو خوف دہراس میں پایا مینے وہاں سے ہٹ جانے سے انکار کیا اور درندوں میں بیٹھ
گیا پھر لیٹ کر بھی اپنے نفس کو خائف اور ہراساں پایا مینے اوٹھنے سے انکار کیا اور وہیں لیٹ رہا اوسی حالت میں مجھکو نیند آگئی تو میں
اسی طرح پر سو گیا اور درندے جہاں تھے وہیں تھے تو مجھ پر سونیکی حالت کچھ وقت گذرا بعد سونے کے میری آنکھ کھلی تو درندے چلے گئے
تھے اور کوئی باقی نہ رہا تھا اور میرا خوف بھی زائل ہو گیا تھا اسی ہیئت سے میں اٹھا اور اپنا راستہ لیا مصنف نے کہا کہ اس شخص نے جو
درندوں سے تعرض کیا تو یہ خلاف شریعت ہے کسی شخص کے لئے درندے یا سانپ کے سامنے ہو جانا جائز نہیں بلکہ اس کے آگے سے
بھاگنا واجب ہے صحیحین میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کسی شہر میں طاعون پھیلا ہو تم وہاں نہ جاؤ اور نیز آپ
نے فرمایا کہ مجذوم آدمی سے ایسا دور بھاگو جیسے شیر سے بھاگتے ہو اور نیز آپ ایک دیوار کے تلے سے گذرے جو جھک پڑی تھی آپ نے
تیزی سے قدم اوٹھائے اور اس شخص نے وہاں پر اپنی طبیعت سے اس امر کی درخواست کی کہ مضطرب نہ ہو حالانکہ یہ ایسی شے ہے کہ جس سے
حضرت موسیٰ بھی سلامت نہ رہے کیونکہ جب عصا کو سانپ دیکھا تو پیچھے ہٹ گئے اگر اس شخص کا بیان درست ہے تو صحت سے دور ہے کیونکہ آدمیوں کی
طبیعتیں برابر ہیں جو شخص یوں کہے کہ میں اپنی طبیعت سے درندے سے نہیں ڈرتا تو ہم اسکو جھوٹا کہینگے جیسے کوئی کہے کہ میں اچھی چیز کو
خواہش سے نہیں دیکھتا گویا اس شخص نے اپنے نفس پر قہر کیا یہانتک کہ اپنے آپکو ہلاکت کی سپرد کر کے درندوں میں سو رہا اس خیال سے کہ یہی توکل ہے
حالانکہ یہ علم خیالی ہے کیونکہ اگر یہ توکل ہوتا تو جس چیز کے شر سے خوف ہو اسکے پاس جانے سے منع نہ کیا جاتا اور عجب نہیں کہ درندوں سے دوراندیش کرنیکی

وجہ سے اس شخص کو خائف کر دیا ہو

فانه قد کان ابو تراب النخشبی من کبار القوم فلقیته السباع فی البریة فخشیته فمات ثم لا ینکر ان الله تعالی لطف به ونجاه بحسن ظنه فیه غیر انا نبین خطأ فعله للعالم الذی اذا سمع هذه الحکایة ظن انها غریبة عظیمة ویقین قوی وربما فضل حالته علی حالة معاصری ذهره من الحیة وعلی حالة نبینا صلی الله علیه وسلم اذ مر بجدار مائل فهرول علی حالة ابی بکر رضی الله عنه اذ سد خروق الغار اتقاء للاذی وهیهات ان تعلو مرتبة هذا المخالف للشرع علی مرتبة الانبیاء والصدیقین بمتخیل لحظه الفاسد من ان ما فعله هو التوکل وعن محمد بن عبد الله الفرغانی قال سمعت مؤمل المغالی یقول کنت مع اصحاب محمد بن السمیذع فسافرت معه ما بین تکریت والموصل فبینا نحن فی برتیة نسیر اذ زیل السبع من قریب فجزعت وتغیرت وظهر ذلک علی وجهی وهممت ان ابادر فضبطنی قال یا مؤمل التوکل هاهنا لیس فی السبع الجامع قال المصنف لا شک ان التوکل لیظهر اثره عند المتوکل فی الشدائد ولکن لیس من شرطه الاستسلام للسبع فانه لا یجوز قال الخواص حتی بعض المشایخ انه قیل لعلی الرازی ما لنا لا نراک مع ابی طالب المکی قال کنا معا فوضع فیه سبع فما نظر الی ولم اغم طرفی وقال الیوم تصحبنی بعد هذا الیوم قال المصنف لقد تعدی هذا الرجل اذ اراد من صاحبه تغییر ما طبع علیه لیس ذلک الیه ولا یطابه الشرع

ترجمہ کیونکہ کبار صوفیہ میں سے ابو تراب نخشبی تھے اون کو جنگل میں درندے ملے اور پہاڑ ڈالا اور مرگئے پھر اسبات کا انکار نہیں کیا جاتا ہے کہ اللہ تعالے نے اپنے مہربانی کی اور اون کے حسن ظن کی وجہ سے اُن کو نجات دی ہم تو صرف اُن کے فعل کی خطا بیان کرتے ہیں عامی آدمی کے لیئے کہ جب وہ اس حکایت کو سنے گا تو خیال کریگا کہ بڑی عزیمت اور قوی یقین ہے اور بسا اوقات اس شخص کی حالت کو حضرت موسیٰ کی حالت پر فضیلت دیگا کہ سانپ کو دیکھکر بھاگے اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی حالت سے بڑھا دیگا کہ جب جھکی ہوئی دیوار سے ہوکے گذرے تو تیزی سے قدم اوٹھائے اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی حالت سے افضل جانیگا کہ غار کے سوراخوں کو اذیت کے خوف سے بند کیا تھا حالانکہ اس مخالف شرع کا مرتبہ جو اپنے ظن فاسد سے خیال کرتا ہے کہ جو کچھ کیا وہی توکل ہے انبیاء اور صدیقین کے مرتبہ سے ہرگز نہیں بڑھ سکتا محمد بن عبید اللہ فرغانی نے کہا کہ میں مؤمل مغازلی سے سنا بیان کرتے تھے کہ میں محمد بن سمیع کے ہمراہیوں میں تھا اونکی ساتھ تکریت اور موصل کے درمیان سفر میں تھا ایک بار جنگل میں چلے جا رہے تھے کہ قریب آکر ایک شیر بڑکا را میری حالت متغیر ہوگئی اور میں ڈر گیا اور خوف کے آثار میرے چہرے پر نمایاں ہوئے اور میں نے آگے بڑھ چلنے کا قصد کیا محمد بن سمیع نے مجھکو تھاما اور کہا کہ اے مؤمل توکل کا کام یہاں ہے مسجد جامع میں نہیں مصنف نے کہا کہ بیشک توکل کا اثر متوکل کے نزدیک سختیوں ظاہر ہوتا ہے لیکن توکل کی شرطوں میں سے یہ نہیں کہ اپنے آپ کو شیر کے حوالے کردے کیونکہ یہ ناجائز ہے خواص نے کہا کہ مجھ سے بعض مشائخ نے بیان کیا کہ علی رازی سے کسی نے کہا کہ ہم آپ کو ابو طالب جرجانی کے ساتھ کیوں نہیں دیکھتے جوابدیا کہ ایکبار ہم دونوں ایک مقام میں تھے جہاں درندے تھے جب ابو طالب نے مجھکو دیکھا کہ نیند نہیں آئی تو سنکا دیا اور کہا آج کے بعد تو میرے پاس نہ آنا مصنف نے کہا کہ اس شخص نے اپنی ہمراہی پر زیادتی کی کہ اس ایسی چیز کا بدلنا چاہا جو اسکی طبیعت میں داخل ہو اور اسکے اختیار میں نہیں اور شریعت بھی اسے

وما قال لعلی هذه الحالة موسیٰ حین هرب من الحیة فهذا کله مبناه علی الجهل وعن احمد بن علی قال حج الدینوری اثنی عشرة حجة حافیا مکشوف الراس وکان اذا دخل فی رجله شوکة یمسح رجله بالارض ویمشی ولا یتطأ الارض من صحة توکله قال المصنف انظروا الی ما یصنع الجهل باهله لیس من طاعة الله سبحانه ان یقطع الانسان ثلاث البایة حافیا لانه یؤذی نفسه غایة الاذی ولا مکشوف الراس وای قربة تحصل بهذا ولو لا وجوب کشف الراس فی حالة الاحرام لامکن کشفه معنی ومن الذی امره ان لا یخرج الشوک من رجله وای ملائکة تقع بهذا ولو ان رجله انتفخت بما یبقی فیه من الشوک وتلف کان قد اعان علی نفسه وهلاکه الرجل بالارض لادفع بعض شر الشوک فهلا دفع البلا بالاخراج وان التوکل من هذه الافعال المخالفة للعقل والشرع لانها یقتضیان جلب المنافع للنفس ودفع المضار عنها وقد اجاء الشرع لمن ادرکه ضر فی راسه ان یحلق راسه وهو محرم یفدی وعن العباس بن محمد الدوری یقول سمعت ابا عبید یقول انی لاتبین عقل الرجل اذا رایته یمشی فی الظل وعن علی بن عبد الله بن جهضم قال اسعت ابا بکر الرقی یقول حدثنی ابو بکر الدقاق قال خرجت فی وسط السنة اکمة واناحدث السن فی وسطی نصف جبل وعلی کتفی نصف جبل فرمت عینی فی الطریق وکنت امسح دموعی بالجبل فاقرح الجبل الموضع وکان یخرج الدم مع الدموع فمن شدة الارادة وقوة سرعة بحالی

ترجمہ اور حضرت موسیٰ بھی اس حالت پر فرار ہوئے جب سانپ سے بھاگے اس تمام امر کی بنیاد جہالت پر ہے احمد بن علی نے کہا کہ دینوری نے بارہ حج پا برہنہ اور سر کھلے کئے جب ان کے پاؤں میں کوئی کانٹا لگتا تھا تو پاؤں کو زمین سے رگڑتے تھے اور چل چلتے تھے کانٹا نکالنے کے لئے زمین کی طرف نہ جھکتے تھے تاکہ توکل صحیح رہے مصنف نے کہا کہ غور کرو جاہلوں کے ساتھ جہل کیا کیا کرتا ہے یہ کوئی اللہ کی فرمانبرداری نہیں کہ انسان پا برہنہ پنجل کو ٹوٹے کرے کیونکہ اس سے جان کو سخت تکلیف ہوتی ہے اور سر کشادہ جانا بھی عبادت میں دخل نہیں اور اس سے کوئی قربت نہیں حاصل ہوتی اگر احرام کی حالت میں سر کھلے رہنا واجب ہوتا تو سر ننگا رکھنے کے کوئی معنی نہ تھے اس شخص کو کسنے حکم دیا تھا کہ اپنے پاؤں سے کانٹا نہ نکالے اور اس سے کونسی طاعت واقع ہوتی ہے اور اگر پاؤں کانٹے کی وجہ سے ورم کر آتا اور ضائع ہو جاتا تو اس شخص نے اپنے نفس کو خود تکلیف میں ڈالا اور پاؤں کو زمین سے رگڑنا بھی تو کچھ تکلیف کانٹے کی دفع کر ہی دیتا ہے پھر باقی کانٹا خود کیوں نہ نکالا توکل میں اور ان افعال مخالف عقل وشریعت میں بڑا فرق ہے کیونکہ عقل وشریعت کا حکم ہے کہ اپنے نفس کو نفع پہونچائے اور نقصانات اس سے دور کرے خود شرع نے اجازت دی ہے کہ جس شخص کو احرام میں کوئی ضرر پہونچے تو احرام کی حرمت توڑ ڈالے۔ اور فدیہ دے عباس ابن محمد دوری کہتے ہیں کہ ابو عبید سے میں نے سنا کہتے تھے کہ آدمی کی عقل میں یہ کب آتا ہے کہ دھوپ چھوڑ دے اور سایہ میں چلے علی ابن عبد اللہ بن جہضم نے کہا کہ میں نے ابو بکر رقی سے سنا کہتے تھے کہ مجھ سے ابو بکر دقاق نے بیان کیا کہ میں نصف سال گذرنے پر مکہ کی طرف چلا اور ان دنوں میں نوجوان تھا اور میرے پاس ایک جھول تھا جس کو آدھا کمر سے باندھا تھا اور آدھا کاندھے پر ڈالا تھا راستے میں میری آنکھیں دکھنے آگئیں۔ میں اپنے آنسوؤں کو اس جھول سے پونچھتا تھا۔ جھول نے اس مقام کو زخمی کر دیا اور آنسوؤں کے ساتھ خون نکلنے لگا میں غایت ارادت اور کمال سرعت کی وجہ سے مجھ

لم افرق بین الدمع والدم وذهبت عینی فتلک الحجة وکانت الشمس اذا اثرت فی ید قبلت یدی ووضعتها علی عینی سرورا منی بالبلاء وقال ابوبکر الرازی قلت لابی بکر الدقاق وکان بفرجین ما سبب ذهاب عینک قال کنت ادخل البرایة علی التوکل فجعلت علی نفسی ان لا اکل لاهل المنازل فیئا تورعا فسألت احدی عینی علی خبز من الجوع قال المصنف اذا سمع مبتدئ هذا الرجل ظن ان هذه مجاهدات وقد جمعت فنونا من المعاصی والمخالفات منها خروجه فی نصف السنة علی الوحدة ومنها بلازاد ولبا سه الجلد ومنها ذهاب عینه وظنه ان ذلک یقربه الی الله سبحانه وانما یتقرب الی الله سبحانه بما شرعه لا بما نهی عنه ولو ان انسانا قال لرجل اضرب نفسی بحسا لانها عصت اتقرب بذلک الی الله کان عاصیا وشر وهذا الرجل بهذا خطأ قبیح لانه انما یفرح بالبلاء اذا کان بغیر سبب الانسان فلو ان انسانا کسر رجل نفسه ثم فرح بهذه المصیبة کان نهایة فی الجهالة ثم ترکه السوال وقت الاضطرار وحمله علی النفس شدة الجاعة حتی سالت عینه ثم تسمی هذا تورعا حماقات الزهاد اشرها الجهل البعد عن العلم وقد قال سفیان الثوری من جاع فلم یسأل حتی مات دخل النار قال المصنف فانظر الی کلام الفقهاء ما احسنه ووجهه ان الله تعالی قد جعل الجائع مکنة التسبیب فاذا اعدم الاسباب الظاهرة

ترجمہ اور آنسوؤں کو علیحدہ نہ کرتا تھا اس حجر میں میری آنکھ جاتی رہی جب دھوپ میرے ہاتھ میں اثر کر جاتی تھی تو میں اپنے ہاتھ کو بوسہ دیتا تھا اور اپنی آنکھ پر رکھ لیتا تھا کیونکہ میں بلا سے بہت خوش تھا ابوبکر رازی نے کہا میں نے ابوبکر دقاق سے پوچھا وہ یک چشم تھے کہ تمہاری آنکھ جاتے رہنے کا کیا سبب ہے جواب دیا کہ میں توکل پر چنگل کو چھایا کرتا تھا اپنے اپنے جی میں عہد کیا کہ کار وانیوں سے مانگ کر کچھ نہ کھاؤنگا۔ تاکہ تورع قائم رہے بھوک کی تکلیف سے میری ایک آنکھ خسارے پر بر آئی مصنف نے کہا کہ مبتدی آدمی جب اس شخص کا قصہ سنیگا تو سمجھیگا کہ یہ مجاہدہ ہے حالانکہ یہ حرکت بہت قسم کے گناہوں اور شریعت کے خلافوں کو جامع ہے۔ ایک شخص نصف سال گذرنے پر تنہا چلا پھر بغیر توشہ کے سفر کیا اور جھول کا لباس بنایا اور اس سے اپنی آنکھ پونچھی پھر یہ خیال کیا کہ اس سے اللہ تعالی کی قربت حاصل ہوتی ہے حالانکہ قربت الٰہی امر مشروع میں ہے امر ممنوع سے نہیں ہوتی اگر کوئی آدمی کہے کہ میں اپنے نفس کو لکڑی سے مارونگا کیونکہ وہ خدا تعالی کا نافرمان ہے تو عاصی ہوگا اور اس شخص کا اس حالت پر خوش ہونا خطائے قبیح ہے کیونکہ بلا سے اسوقت خوش ہونا چاہئے کہ بغیر سبب کے نازل ہو اگر کوئی آدمی خود اپنے پیر توڑ ڈالے اور پھر اس مصیبت سے خوش ہو تو نہایت احمق ہوگا پھر حالت اضطرار میں اس شخص کا سوال نہ کرنا اور اپنے نفس پر بھوک کی سختی برداشت کرنا حتے کہ اس کی آنکھ بہ گئی۔ پھر اس کا نام تورع رکھنا سب خلاف ہے۔ زاہدوں کی حماقتیں ہیں۔ جن کو جہالت اور لاعلمی نے پیدا کیا ✦

سفیان ثوری نے کہا جو بھوکا ہو۔ اور سوال نہ کرے۔ یہانتک کہ مرجائے تو دوزخ میں جائے گا مصنف نے کہا۔ کہ فقہا کے کلام کو دیکھنا چاہیئے کہ کیسا اچھا ہے اسکی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالے نے بھوک کو سبب پیدا کرنے کی قدرت دی ہے۔ جب اسباب ظاہری نہ رہیں

فله قدرة السوال التی هی الکسب فی تلک الحال فاذا ترکه فقد فرط فی حفظ نفسه التی هی ودیعة عنده واستحق العقاب وقد روی لنا فی هذا عین هذا الرجل ما هو اظرف مما ذکره فعن ابی علی الروذباری یحکی عن ابی بکر الدقاق قال استضفت حیا من العرب فرأیت جاریة حسناء فخطرت الیها فقلعت عینی التی نظرت بها الیها فقالت مثلک من نظر الیه قلت فانظری الی رجل هذا الرجل المسکین بالشریعة والتعبد لانه ان کان نظر الیها من غیر تعمد فلا اثم علیه وان کان تعمد فقالت صغیرة قد یکفی فیها السلام فضم الیها کبیرة وهی قلع عینه ولم تتب منها لانه اعتقد قلعها قربة الی الله تعالی ومن اعتقد المحذور قربة فقد انتهی خطاءه الی الغایة ولعله سمع تلک الحکایة عن بعض بنی اسرائیل انه نظر الی امرأة فقلع عینه وتلک مع بعد صحتها دیاجازت فی شریعتهم واما شریعتنا فانها قد حرمت هذا وکان هؤلاء القوم ابتکروا شریعة سموها بالتصوف وترکوا شریعة محمد رسول الله صلی الله علیه وسلم وقد روی عن بعض عباد الصوفیة مثل هذا عن شعرانة انه کان فی جیرانها امرأة صالحة فخرجت ذات یوم الی السطوفراها بعض الناس فافتتن بها وتبعها یا بدارها فقالت له المرأة ای شیء تریده منی قال فتنت بک فقالت ما الذی استحسنت منی قال عینیک قالت ادخلت الدار واقلعت عینیها وخرجت الی خلف الباب ورمتیهما الیه وقالت له خذهما فیا رأیت الله فیک

ترجمہ تو اسکو سوال کرنیکی قدرت ہے جو اس حالت میں بمنزلہ مکسب کے ہوجاتی ہے اب جو وہ اسکو چھوڑ دیگا تو اس نے نفس کی محافظت میں کمی کی اور نفس اس کے پاس ایک امانت ہے لہذا عذاب کا مستحق ہوا اور اس شخص کی آنکھ جانیکے بارہمیں جو نذکور ہوا اس سے بھی بڑھکر منقول ہے ابو علی رودباری ابو بکر دقاق کی حکایت بیان کرتے ہیں کہ میں عرب کے ایک قبیلے کا مہمان ہوا تو میں نے ایک خوبصورت لڑکی دیکھی تو میں نے اسکی طرف نظر کی تو میں نے اپنی آنکھ نکال ڈالی جس سے اسکی طرف دیکھا تھا تو اس نے کہا کہ تم جیسا اللہ کیواسطے دیکھنا ہی میں کہتا ہوں دیکھو اس شخص کی جہالت کو جو شریعت اور عبادت میں غریب ہے کیونکہ اگر اسنے اسکی طرف بلا قصد دیکھا تھا تو اسپر کچھ گناہ نہیں اور اگر قصداً دیکھا تھا تو صغیرہ گناہ کیا جسمیں ندامت کافی تھی تو اس نے اس کے ساتھ ایک کبیرہ گناہ ملا دیا اور وہ اپنی آنکھ کا نکالڈالنا ہی اور اس سے توبہ نہیں کی کیونکہ اس نے اعتقاد کر لیا کہ اسکا نکالڈالنا قربت الٰہی ہے اور جو شخص کہ امر ممنوع کو قربت سمجھے تو اسکی خطا انتہا کو پہونچ گئی اور شاید اس نے یہ حکایت بعض بنی اسرائیل سے سنی کہ اس نے ایک عورت کو دیکھا تو اپنی آنکھ نکالڈالی اور یہ حکایت باوجود بعد صحت کے ممکن ہے کہ ان کی شریعت میں جائز ہو اور ہماری شریعت نے اسکو حرام کر دیا اور گویا کہ اس قوم نے خود ایک شریعت ایجاد کر کے اسکا نام تصوف رکھا اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت چھوڑ دی بعض صوفیہ عابدہ عورتوں سے بھی اس قسم کی حکایتیں نقل کی گئیں ہیں شعرانہ نے کہا کہ ہماری پڑوس ایک صالحہ عورت رہتی تھی ایک روز بازار کو گئی کسی آدمی نے اسکو دیکھا اور فریفتہ ہوگیا اور اس کے مکان تک اس کے پیچھے پیچھے آیا اس عورت نے اس سے کہا کہ اے شخص تو نے مجھ سے کیا چاہا ہے: بولا کہ میں تجھ پر مفتون ہوگیا پوچھنے لگی کہ تجکو میری کونسی چیز پسند آئی اسنے کہا کہ تیری آنکھیں اچھی ہیں وہ عورت گھر میں گئی اور اپنی آنکھیں نکال ڈالیں اور دروازے کے پاس آکر اس شخص کی طرف پھینکیں اور کہا کہ یہ آنکھیں لیجا اور تجکو برکت نہ دے

قال المصنف فانظروا اخواني كيف يتلاعب بالبيس بالجهلة فان ذلك الرجل الى صغيرة بالنظر اليها وانت بكبيرة ثم انها نظنت انها فعلت طاعة ثم كان ينبغي ان لا تكلم رجلا وقد وجد من القوم ضد هذا كما يروى عن ذي النون وغيره انه قال لقيت امرأة بالبرية وقلت لها وقالت لي قد انكرت عليه امرأة متيقظة فمن محمد بن يعقوب الفرجي عن ذي النون قال رأيت امرأة تجوا رض البحر فنادتها فقالت وما للرجال ان يكلموا النساء لو لا ضعف عقلك لوما بتك بشئ وقال اسماعيل بن محمد دخل ابراهيم الهروي مع سبتة البرية فقال سبتة الطرح ما معك من العلائق قال فطرحتها كلها وابقيت دينارا فخط خطوات ثم قال الطرح ما معك لا تشغل سرك قال فاخرجت الدينار ورفعته اليه فطرحه ثم خط خطوات وقال الطرح ما معك قلت ليس معي شئ قال بقي سرك مشتغل ثم ذكرت ان معي سنجة شسوع فقلت ليس معي الا هذه قال فاخذها فطرحها ثم قال امش فمشينا فما احتجت ان شسع في البداية الا وجدته مطروحا بين يدي فقال لي كذا من عامل الله بالصدق قال المصنف هذه الافعال خطا ورمي المال حرام والعجب ممن يرمي ما يملك ويأخذ ما لا يدري من اين هو وسمعت علي بن محمد المصري يقول سمعت ابا سعيد الخراز يقول دخلت البادية مرة بغير زاد

ترجمہ مصنف نے کہا میرے بھائیو دیکھو تو سہی کہ شیطان جاہلوں کے ساتھ کیسا کھیل کرتا ہے یہ آدمی تو اُس عورت کیوجہ سے گناہ صغیرہ ہی میں پڑا تھا مگر وہ اس کی وجہ سے گناہ کبیرہ کی مرتکب ہوئی اور پھر یہ سمجھی کہ اُسکی یہ حرکت گویا عبادت ہی علاوہ ازیں اسکو یہ بھی تو چاہیئے تھا کہ غیر آدمی سے بات نکرتی اور صوفیہ سے اس کے خلاف بھی پایا گیا چنانچہ ذوالنون وغیرہ کہتے ہیں کہ میں جنگل میں ایک عورت سے ملا اور نے مجھ سے باتیں کی اور میں نے اس سے گفتگو کی انہیں بزرگ پر ایک بیدار دل عورت نے انکار چنانچہ محمد ابن یعقوب فرجی کہتے ہیں کہ ذوالنون کہتے ہیں کہ دریائی جیسی زمین میں میں نے ایک عورت دیکھی اور اسکو پکارا وہ بولی کہ مردوں کو عورتوں سے بات کرنیکا کیا کام اگر تمہاری عقل میں فتور نہ ہوتا تو میں تم کو کچھ جواب نہ دیتی اسمٰعیل بن محمد نے کہا کہ ابراہیم ہروی ہمراہ سبتہ کے صحرا کو گئے سبتہ نے ان سے کہا کہ علایق دنیاوی میں سے جو کچھ تمہارے پاس ہو اوسے پھینکدو ابراہیم کہتے ہیں کہ میں نے تمام چیزیں پھینکدیں اور ایک دینار رکھ لیا چند قدم چلکر سبتہ نے کہا کہ جو کچھ تمہارے پاس ہو پھینکدو اور میرے باطن کو پراگندہ نکرو میں نے دینار نکالکر ان کو دیا انہوں نے پھینکدیا پھر چند قدم چلکر کہا کہ جو کچھ تمہارے پاس ہو پھینکدو میں نے کہا میرے پاس کچھ نہیں انہوں نے کہا میرا باطن ابتک پراگندہ ہے پھر مجھے یاد آیا کہ میرے پاس ایک تسمہ کا دستہ ہی ہے میں نے کہا کہ میرے پاس فقط یہ دستہ ہے انہوں نے مجھ سے دستہ لیکر پھینکدیا اور کہا کہ اب چلو ہم دونوں چلا کئے رستہ میں مجکو جب کہیں تسمہ کی ضرورت ہوئی تو جنگل میں اپنے سامنے پڑا پایا سبتہ نے مجھ سے کہا کہ دیکھو جو اللہ تعالیٰ کی ساتھ صدق معاملت سے پیش آتا ہے اس سے یہ سلوک کیا جاتا ہے مصنف نے کہا یہ سب حرکتیں خطا ہیں اور مال کا پھینکدینا حرام ہے اور تعجب اس شخص پر آتا ہے جو اپنی ملوک چیز کو پھینکتا ہو اور اس چیز کو لیتا ہو کہ اتنا بھی نہیں جانتا کہ وہ کہاں سے آئی علی بن محمد مصری سے میں نے سنا کہتے تھے کہ مجھ سے ابوسعید خراز نے بیان کیا کہ میں ایکمرتبہ بغیر توشہ کے جنگل میں داخل ہوا

فاصابتنی فاقة فرأیت الرحلة مریعا فرت لوصولی ثم فکرت فی نفسی انی سکنت واتکلت علی غیر فالیت ان لا ادخل الرحلة الا ان احل الیها فحضرت نفسی فی الرحل واخرجت جسدی فیها الی صدری فسمعت صوتا فی نصف اللیل عالیا یا اهل الرحلة ان لله ولیا حبس نفسه فی هذا الرحل فالحقوه فجاء جماعة فاخرجونی وحملونی الی القریة قال المصنف لقد تنطع هذا الرجل علی طبعه فاراد منه ما لم یوضع علیه لان فی طبع الادمی الهشاشة الی ما یحبه ولا لوم علی العطشان اذا هش الی الماء ولا علی الجائع اذا هش للطعام وکذلک کل من هش الی محبوبه وقد کان النبی صلی الله علیه وسلم اذا قدم من سفر فلما اته المدینة اسرع السیر حبا للوطن ولما خرج من مکة یلتفت شوقا الیها وکان بلال یقول اللهم عتبة وشیبة اذا خرجونا من مکة ویقول الا لیت شعری هل ابیتن لیلة بواد وحولی اذخر وجلیل فنعوذ بالله من الاعراض عن العمل بمقتضی العلم والعقل ثم حبسه نفسه عن صلاة الجماعة قبیح واسے شئے فی هذا من التقرب الی الله سبحانه انما هو جهل محض وعن کبر بن محمد قال کنت عند ابی الخیر التیناوری فبسطنی بحادثتها لی فذکر بدایته الی ان ساکته عن سبب قطع یده فقال یدی جنت فقطعت

ترجمہ مجھ کو فاقہ گذرا مین نے دور سے منزل کو دیکھا میں اپنے وہاں پہونچنے پر خوش ہوا پھر اپنے جی میں سوچا کہ مینے برا کیا - اور غیر خدا پر بھروسہ کیا لہذا مینے قسم کھائی کہ بغیر کسی کے لیجائے ہوئے مرحلہ مین نہ جاؤنگا مین نے وہیں بالو میں اپنے لیے ایک گڑھا کھودا اور اپنے بدن کو سینے تک اسمین پوشیدہ کیا آدہی رات گذرنے پر مینے ایک بلند آواز سنی کہ اے اہل قریہ ایک اللہ کا ولی اپنے آپ کو اس ریگ بیابان مین چھپائے ہوئے ہے اس کی خبر لو۔ اس گاؤن سے ایک جماعت آئی - اور مجھ کو گاؤن میں اٹھا لیگئی مصنف نے کہا کہ اس شخص نے اپنی طبیعت پر ظلم کیا کیونکہ اس سے وہ کام چاہا جسکے لئے وہ بنائی نہیں گئی کیوں کہ آدمی کی طبیعت مین داخل ہے کہ جس چیز کو محبوب رکھتا ہی خوشی سے اسکی طرف جاتا ہے اگر پیاسا پانی کی طرف اور بھوکا کھانے کی جانب شوق ... جائے تو قابل ملامت نہیں علی ہذا القیاس ہر ایک شخص جو اپنی محبوب چیز کی طرف خوش ہوکر دوڑے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر سے تشریف لاتے تھے اور مدینہ ظاہر ہوتا تھا تو اوبہ محبت وطن کے چلنے میں تیزی فرماتے تھے - اور جب مکہ سے واپس ہوتے تھے تو کمال شوق کے سبب سے اسکو مڑکر دیکھتے تھے بلال رضی اللہ عنہ مدینہ میں فرمایا کرتے تھے کہ عتبہ اور شیبہ پر اللہ تعالے لعنت کرے اوہمون نے ہم کو مکہ سے نکال دیا اور شعر پڑہتے تھے جس کا ترجمہ یہ ہے - کاش یہ معلوم ہوتا کہ کوئی رات ایسی لگیگی کہ مین وادی مکہ مین شب باش ہونگا اور میرے گرد اذخر اور جلیل (دو گھاس ہوتے ہین) ہونگے - اب جو شخص مقتضائے علم و عقل پر عمل کرنے سے اعراض کرے تو اس سے خدا بچائے علاوہ ازین اپنے آپ کو نماز جماعت سے باز رکھنا مابین قبیح ہے - اسبات مین کیا تقرب الٰہی ہے یہ تو محض جہالت ہے بکر بن محمد کہتے ہیں کہ مین ابو الخیر تیناویری کے پاس تھا وہ بلا تکلف مجھ سے باتین کرنے لگے تو اپنی ابتدا کا ذکر کیا یہانتک کہ مینے ان سے انکے ہاتھ کٹ جانیکا سبب پوچھا - جواب دیا کہ اسنے قصہ یہ ہوا کہ مین

ثم اجتمعت به مع جماعة فسئلوه عن ذلك فقال سافرت حتى بلغت اسكندرية فاقمت بها اثنى عشرة سنة وكنت قد بنيت بها كوخا فكنت اجيء اليه من قبل الليل وافطر على ما اقتضته المرابطون واوراحم الكلا على قامة السفر واكل من البرد والشتاء فتوقرت في سرى يا بالخير تزعم انك لا تراحم الخلق في اقواتهم وتشير الى التوكل وانت في وسط القوم جالس فقلت الهي وسيدي وغرتك لا ملائك يدي الى شيء مما تبتغيه الارض حتى تكون الموصل الى رزقه من حيث لا اكون انا فيه فاقمت اثنى عشر يوما اصلي الفرض والسنة ثم عجزت عن السنة فاقمت اثنى عشر يوما اصلي الفرض لا غير ثم عجزت عن القيام فاقمت اثنى عشر يوما اصلي جالسا ثم عجزت عن الجلوس فرايت ان اطرحت نفسي فلجأت الى الله تبارك وتعالى وقلت الهي وسيدي افترضت علي فرضا تسالني عنه وقسمت لي رزقا وضمنته لي تفضل علي بوزقي ولا تواخذني بما اعتقدته معك فوعزتك لاجتهدن الى ان حللت عقدا عقدته معك فاذا بين يدي قرصان بينهما شيء فكنت اجده على الدوام من الليل الى الليل فرطوبت بالمسير الى الشعر فسرت حتى دخلت فوجدت في الجامع قاصا يذكر قصة زكريا والمنشار وان الله اوحى اليه حين فر فقال ان صعدت الي سلك انه لا يحوتك من ديوان النبوة فصبر حتى قطع شطرين قلت لقد كان زكريا صبارا الهي وسيدي لان ابتليتني لاصبرن

ترجمہ پھر ایک جماعت کے ساتھ ان کے پاس گیا تو لوگون نے ان سے اوسکے بارے مین پوچھا تو کہا کہ مینے ایک سفر کیا تھا یہانتک کہ اسکندریہ پونچا اور وہان بارہ برس رہا مینے وہان ایک مکان بنایا اور مین وہان رات کی رات آیا کرتا تھا اور رباط والون کے شکار پر افطار کرتا اور دستر خوان کا جو ٹھا کتون سے پھینن لاتا اور جاڑے مین جڑین کہا لیتا تو میرے باطن مین مجھ آواز دی گئی کہ اے ابو ابچہ تیرا خیال یہ ہے کہ مخلوق کو ان کی روزی کے بار یمین زحمت نہین دیتا اور توکل پر سفر کرتا ہے۔ حالانکہ تو قوم کے بیچ مین بیٹھا ہے عرض کیا کہ اے میرے معبود اور آقا تیری عزت کی قسم کہ مین اپنے ہاتھ اس چیز کی طرف نہ بڑہاونگا جو زمین سے پیدا ہوتی ہے یہانتک کہ ایسی جگہ سے مجھکو رزق پہونچے کہ میرا اس مین کچھ دخل نہو اتو بارہ روز تک فقط فرض و سنت ادا کرتا رہا پھر سنت بھی نہ پڑہ سکا تو بارہ روز تک فقط فرض ادا کرتا رہا پھر مین قیام سے عاجز ہو گیا تو بارہ روز تک قیام کیا پھر بیٹھکر نماز پڑہتا رہا۔ پھر بیٹھنے کی طاقت نرہی مینے دیکھا کہ مینے اپنے آپ کو گرا دیا۔ پھر مینے اپنے اندرون سے اللہ تعالے سے التجا کی اور عرض کیا۔ کہ اے میرے معبود اور آقا تو نے مجھپر فرض مقرر کیا۔ جسکے بارے مین تو مجھ سے سوال کریگا اور میرے لئے روزی مقدر کی ہے کا تو ضامن ہوا ہے اپنے فضل و کرم سے مجھکو روزی پہونچا۔ اور تیرے ساتھ جو مینے عقیدہ کیا ہے اس کے بارے مین مجھسے مواخذہ نکر تیری عزت کی قسم ہے کہ مین کوشش کرونگا کہ تیرے ساتھ جو عہد کیا ہے اسکو نہ توڑون یکایک مینے دیکھا کہ میرے آگے دو روٹیان تھین اور ان مین کچھ سالن تھا مین ہمیشہ وہ کھانا پاتا رہا اور ایک رات سے دوسری رات تک سپر بسر کرتا رہا پھر مجھ سے مطالبہ کیا گیا کہ قلعہ کیطرف جاؤن مین چلا شہر مین آیا تو جامع مسجد مین ایک واعظ کو دیکھا کہ حضرت زکریا علیہ السلام کا قصہ بیان کرتا تھا کہ جب ان کے سر پر آرہ چلا تو اللہ تعالی نے وحی فرمائی کہ اگر مجھ تک تیری آہ کی آواز آئی تو تیرا نام دفتر نبوت سے مٹا دونگا زکریا نے صبر کیا حتی کہ دو ٹکڑے کر ڈالے گئے مینے کہا نی الحقیقت زکریا بڑے صابر تھے اے میرے معبود اور میرے آقا اگر تو میرا امتحان کریگا تو مین صبر کرونگا +

وسرت حتی خلفت انطاکیۃ فرای بعض اخوانی وعلوانی اردبل الثغر فلما رانی سیفا وترسا وحربۃ قد خلت الثغر وکنت حینئذ اخشی اللہ عزوجل ورواء السوء خیفۃ اللہ وجعلت مقامی فی غابۃ اکون فیہا بالنہار واخرج باللیل الی شاطئ البحر فاعزل الحربۃ علی الساحل واسند الترس الیہا محرابا اتقلد سیفی واصلی الی الغداۃ فاذا اصلیت الصبح غدوت الی الغابۃ فکنت فیہا بالنہار اجم فبدرت فی بعض الایام فعثرت بشجرۃ فاستحسنت ثمرہا ونسیت عقد اللہ وقسمی بہا فمالی لا اراک الی شیء مما تبنت الارض فمددت یدی فاخذت بعض الثمرۃ قبیلا انا امضغہا ذکرت العقد فرمیت بہا فی فمی وجلست ویدی علی راسی فدار بی فرسان وقالوا قم فاخرج الی الساحل فاذا امیر وحولہ خیل ورجال وبین یدیہ جماعۃ سودان کانوا یقطعون الطریق وقد اخذہم وافترقت الخیل فی طلب من ہرب منہم فجاءنی اسود معہ سیف وترس وحربۃ فلما قدمت الی الامیر قال الیس انت قلت عبد من عبید اللہ فقال للسودان تعرفونہ قالوا لا قال بلی ہو ریئسکم وانما تفدونہ بانفسکم لاقطعن ایدیکم وارجلکم فقدموہم ولم ازل یقدم رجلا رجلا وتقطع یداہ ورجلہ حتی انتہی الیّ فقال تقدم فمددتہا فقطعت ثم قال مد رجلک فمددتہا ورفعت راسی الی السماء فقلت الٰہی فی ایدی حنت فرجلی الیسری عملت

ترجمہ پھر میں وہاں سے چلا اور انطاکیہ میں داخل ہوا میرے بعض احباب نے دیکھا اور جانا کہ میں حدود قلعہ کا ارادہ رکھتا ہوں تو مجھ کو ایک تلوار اور ایک ڈھال اور ایک کوڑا دیا تو میں قلعہ میں داخل ہوا اسوقت میں اللہ تعالیٰ سے شرم رکھتا تھا کہ دشمن کے خوف سے دیوار کے پیچھے چھپ جاؤں میں نے اپنا مقام ایک جنگل قرار دیا تھا کہ دن میں وہاں رہتا تھا اور رات کو دریا کے کنارے جاتا تھا اور ساحل پر اپنے اوزار حرب گاڑتا تھا اور ڈھال کو محراب کی طرح اُن کے سہارے کھڑا کرتا تھا اور تلوار کو حمایل کر کے صبح تک نماز پڑھتا تھا بعد ادائے نماز صبح کو پھر اسی جنگل کی طرف چلا جاتا تھا اور دن بھر وہیں رہتا تھا ایک روز میں نکلا اور مجھ کو ایک درخت ملا اسکے پھل مجھکو اچھے معلوم ہوئے اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ جو عہد کیا تھا وہ بھول گیا اور قسم یاد نہ رہی کہ کسی چیز کیطرف ہاتھ نہ بڑھاؤنگا جو زمین سے پیدا ہوتی ہے میں نے دست درازی کی اور کچھ پھل توڑے میری مونہہ میں تھا اور سکو کھا رہا تھا کہ وہ عہد و قسم یاد آئی میں نے جو کچھ مونہہ میں تھا پھینکدیا اور میں سر پر ہاتھ رکھکر بیٹھگیا میرے پاس کچھ سوار آئے اور بولے کہ کھڑا ہو مجھ کو ساحل کیطرف لیگئے کیا دیکھتا ہوں کہ ایک سردار ہے اور اس کے گرد سوار اور پیادے ہیں اور اس کے سامنے ایک حبشیوں کی جماعت تھی جو رہزنی کرتے تھے اور سردار نے ان کو پکڑا تھا اور جو بھاگ گئے تھے ان کی تلاش میں سوار اور پیادے دہر گئے ہوئے تھے انہوں نے مجھکو بھی تلوار اور ڈھال اور اوزار حرب دیکھکر حبشی جانا جب میں سردار کے سامنے آیا تو اُسنے پوچھا کہ تو کون ہے میں نے کہا کہ خدا کے بندوں میں سے ایک بندہ ہوں پھر حبشیوں سے دریافت کیا کہ تم اسکو پہچانتے ہو وہ بولے کہ نہیں سردار نے کہا کہ کیوں نہیں وہ تو تمہارا سردار ہے تم اپنی جانیں دیکر اسکو بچانا چاہتے ہو میں تمہارے ہاتھ پاؤں کاٹونگا ڈاکو آگے بڑھائے گئے ایک ایک آدمی آگے بڑھایا جاتا تھا اور اسکے ہاتھ پاؤں کاٹے جاتے تھے یہانتک کہ میری نوبت آئی مجھے کہا کہ آگے آکر اپنا ہاتھ بڑھا میں نے ہاتھ سامنے کر دیا اور وہ کاٹا گیا پھر کہا کہ پاؤں سامنے لا میں نے پاؤں بڑھایا اور اپنا سر آسمان کی طرف اٹھایا اور عرض کیا اے میرے معبود اور آقا میرے ہاتھ نے تو گناہ کیا تھا مگر میرے پاؤں نے کیا خطا کی

فاذا بفارس قد وقف علی الحلقة ورمی بنفسه الی الارض وصاح ایش تعملون تریدون ان تنطیق الخضراء علی الدنیا
هذا رجل صالح یُعرَف بابی الخیر فرمی الامیر نفسه واخذ یبکی المقطوعة من الارض فقبلها وتعلق بی یقبل
صدری ویبکی ویقول اسألتک بالله اجعلنی فی حل فقلت قد جعلتک فی حل من اول ما قطعتها هذه یدین جنت
فقطعت قال المصنف فانظروا رحمکم الله الی علم العلم کیف صنع بهذا الرجل وقد کان من اهل الخیر ولو کان عنده
علم العلم ان ما فعله حرام علیه ولیس لابلیس علیّ علی العباد واز هدها اکبر من الجهل وبالاسناد قال دخلنا المصیصة
مع الحاتم الاصم فاعتقد یاکل فیها شیئا فقال لاصحابه اترکوا وجلس فاتته سفرة یاکل فیها شیئا فاکل والبواب الشاطر جاء الیه لیسأله فوضع بین یدیه
فقال کل فلم یجبه فقال له ثلاثا فلم یجبه فقال هذا مجنون فاصلح لقمة واشار بها الی فمه فلم یفتح فمه ولم یکلمه
فاخرج مفتاحا کان معه فی کمه وقال کل وفتح فاه بالمفتاح ودس اللقمة فی فمه فاکل ثم قال له ان احببت
ان ینفعک الله به فاطعم اولئک واشار الی اصحابه وعن القاضی احمد بن سیار قال حدثنی رجل من المصیصة
قال صحبت شیخا من الشیوخ انا وجماعة فی سفر فجری حدیث التوکل والاسراف وضعف النفس فیها وقوته
فقال الشیخ علیّ علیّ وحلف ایمانا عظیمة لا ذقت ماکولا

ترجمہ:- میں ایک سوار آیا اور حلقہ میں آکر کھڑا ہوا اور زمین پر اپنے آپ کو گرا کر چلایا کہ اے لوگو یہ کیا کر رہے ہو کیا تم یہ چاہتے ہو کہ زمین آسمان ملکر ایک ہو جائیں یہ شخص مرد صالح ابو الخیر کے مشہور ہی سردار یہ سنکر زمین پر گر پڑا اور میرا دست بریدہ زمین سے اوٹھا کر بوسہ دینے لگا اور مجھکو لپٹ کر میرے سینہ اور ہاتھوں کو چومنے لگا اور کہا کہ خدا کے لیئے مجھکو معاف فرمایئے میں نے کہا کہ جب تم نے ہاتھ کاٹنا شروع کیا تھا میں جبھی معاف کر چکا کیونکہ اس ہاتھ نے گناہ کیا تھا اس لئے کاٹا گیا مصنف نے کہا غور کرنا چاہیئے کہ یہ علمی نے اس شخص کے ساتھ کیا کیا حالانکہ اہل خیر میں سے تھا اگر یہ شخص علم رکھتا تو جانتا کہ جو کچھ اسنے کیا وہ اُسپر حرام تھا عابدوں اور زاہدوں کے حق میں ابلیس کا معاون جہل سے زیادہ کوئی نہیں اسناداً روایت ہے کہ راوی نے کہا ہم حاتم اصم کے ساتھ مصیصہ میں داخل ہوئے حاتم نے عہد کیا کہ میں کچھ نہ کھاؤنگا جبتک خود میرا منہ نہ کھولا جائے اور کھانے کی چیز اس میں نہ رکھی جائے اپنے ہمراہیوں سے کہا کہ تم اوہر اوہر چلے جاؤ اور خود بیٹھ گئے نو دن تک بیٹھے رہے۔ اور کچھ نہ کہا جب دسواں روز ہوا تو انکے پاس ایک شخص آیا اور ان کے سامنے کوئی کھانیکی شے رکھی اور کہا کہ اسے کھاؤ حاتم نے کچھ جواب نہ دیا تو اس نے تین مرتبہ کہا اس نے جواب نہ دیا تو اس نے کہا کہ یہ دیوانہ آدمی ہے ایک لقمہ درست کر کے ان کے مونہہ کی طرف لیگیا۔ حاتم نے اپنا مونہہ نہ کھولا اور نہ اس سے کلام کیا اور اس شخص نے ایک کنجی نکالی جو اس کی آستین میں تھی اس مفتاح سے انکا مونہہ کھولکر کہا کہ کھاؤ اور لقمہ ان کے مونہہ میں ٹھونس دیا حاتم نے کھایا پھر اس شخص سے بولے کہ اگر تم چاہتے ہو کہ خدا تعالیٰ اس کھانے سے تمکو نفع پہونچائے تو ان لوگوں کو کھلا دو اپنے ہمراہیوں کی طرف اشارہ کیا قاضی احمد بن سیار نے کہا کہ صیصہ میں سے ایک شخص نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک سفر میں ایک شیخ کے ساتھ میں اور چند لوگ تھے توکل کا کچھ ذکر آیا۔ اور رزیلوں کا اور نفس کے ضعف و قوت کا درباره توکل تذکرہ ہوا شیخ نے کہا کہ میرے ساتھ آؤ میرے ساتھ آؤ۔ یہ کہہ کر بڑی سخت قسمیں کھائیں۔ کہ میں کوئی کھانے کی چیز نہ چکھوں گا۔

اوتبعث لہم فالوذج حارًا ولا اکلنہ الا بعد ان یحلف علیّ قال وکنا عطشی فی الصحراء فقالت لہ الجماعۃ الاخر جاھل ومشینا فانتہینا الی قریۃ وقد مضی یوم ولیلتان لم یطعم فیہا شیئا فقارقتہ الجماعۃ غیرہ فصار نفسہ فی مسجد القریۃ مستسلما للموت ضعفا فاقمت علیہ فلما کان فی الیوم الرابع وقد انصرفت اللیل وکاد الشیخ یتلف اذا بباب المسجد قد فتح واذا جاریۃ سوداء معہا طبق مغطّی فلما رأتنا قالت انتم غرباء او من اھل القریۃ فقلنا غرباء فکشفت الطبق فاذا بجام الفالوذج یفور حارًا فقالت کلوا فقلت لہ کل فقال لا افعل فرفعت الجاریۃ یدہا فصفقت صفقۃ عظیمۃ وقالت واللہ لان لم تاکل لاصفعنک ھکذا الی الان تاکل فقال کل معی فاکلنا حتی فرغ الجام فمست الجاریۃ بالاقراص فقلت للجاریۃ ما خبرک وخبر ھذا الجام فقالت انا جاریۃ لرئیس ھذہ القریۃ وھو رجل حاد طلیق منا جام فالوذج فقدمنا فصلیہ لہ فطال الامر علیہ فاستعجلنا فقلنا نعم فعد فاستعجلنا فقلنا نعم فحلف بالطلاق ان لا یاکلہ ھو ولا احد ممن ھو فی داری ولا احد من اھل القریۃ ولا یاکلہ الا رجل غریب فخرجنا نطلب الفقراء فی المساجد فلم نجد الا ایتم ولوم یاکل ھذا الشیخ لقتلتہ ضربًا الی ان یاکل لئلا تطلق سیدتی من زوجہا فقال الشیخ کیف لنا اذا اراد ان یسرق فقال المصنف باشیخنا جاھل اعتقد کرامۃ وافعل الرجل افراق القبیح فانہ یجر علی اللہ ویتلی علیہ مجلدا علی نفسہ

ترجمہ حتی کہ گرم گرم فالودہ کا پیالہ میرے پاس بھیجا جائے اور اس کو نہ کھاؤنگا یہانتک کہ مجھ کو قسم دی جائے ہم لوگ صحرا کی طرف چلے جارہے تھے شیخ کو ایک دوسری جماعت نے کہا کہ جاہل ہے ہم چلتے چلتے ایک گاؤں میں پہونچے ایک دن اور دو راتین گذر گئیں شیخ نے کچھ نہ کہا یا جماعت نے ان کو چھوڑ دیا فقط میں اُن کے ساتھ رہا اس گاؤں کی مسجد میں وہ لیٹ رہے اور ضعف کے مارے گویا اپنے آپ کو موت کے سپرد کر دیا میں اُن کے پاس رہا جب چوتھا دن ہوا اور آدھی رات گذری اور شیخ مرنے کے قریب ہوئے کہ یکایک مسجد کا دروازہ کھلا اور ایک سیاہ فام لڑکی ایک طبق سرپوش دار لیئے ہوئے آئی اور جب اُسنے ہمکو دیکھا تو پوچھنے لگی کہ تم مسافر ہو یا گاؤں والے ہمنے کہا کہ مسافر ہیں اس نے وہ طبق کھولا اور ایک فالودہ کا پیالا جو گرمی کیوجہ سے جوش مارتا تھا نکالا اور کہنے لگی کہ کھاؤ میں نے شیخ سے کہا کہ اُسکو کھائے جوابدیا کہ میں نہیں کھاؤنگا لڑکی نے اپنا ہاتھ اٹھایا اور زور سے طمانچہ مارا اور کہنے لگی کہ واللہ اگر تو نہ کھائیگا۔ تو ہم یونہیں تجھے طمانچے مارتے رہینگے حتی کہ تو کھائے شیخ نے مجھ سے کہا کہ میرے ساتھ کہا ہم دونوں نے کھایا اور پیالا خالی کر دیا جب اُسنے جانیکا ارادہ کیا تو میں نے اس لڑکی سے پوچھا کہ تو کون ہے اور یہ پیالا کیسا ہے وہ بولی کہ میں اس گاؤں کے رئیس کی لونڈی ہوں وہ ایک تند مزاج شخص ہے جسنے فالودہ کا پیالا مانگا ہم اس کے لئے فالودہ تیار کرنے لگے تو اس میں دیر لگی پھر اُسنے جلدی کی تو ہم نے کہا بہت اچھا اُسنے جلدی کی تو ہم نے کہا بہت اچھا تو اس نے طلاق کی قسم کھائی کہ یہ پیالا نہ میں کھاؤنگا اور نہ کوئی گھر کا اور نہ کوئی گاؤں کا اور فقط مسافر آدمی کھائے ہم مسجدوں میں فقیروں کو تلاش کرنے لگے تمہارے سوا کوئی نہ ملا اور اگر یہ شیخ نہ کہتا تو اُسکو برابر مارتی حتی کہ کہلیتا تاکہ میری سیدہ کو اُنکے شوہر کیجانب سے طلاق نہ پڑتی شیخ نے مجھ سے کہا کہ کیوں تمنے دیکھا جب خدا رزق پہونچانا چاہتا ہے تو یوں دیتا ہے مصنف نے کہا کہ بسا اوقات جاہل آدمی اس قصہ کو سنکر اعتقاد کریگا کہ یہ کرامت ہے حالانکہ اس شخص نے بوجھ کیا برے سے برا ہے کیونکہ اللہ تعالی کا تجربہ کرتا ہے اور اسپر قسم کھاتا ہے اور اپنے نفس پر جرمہ کرتا ہے

وهذا لا يجوز له ولا ننكر ان يكون لطف به الا انه فعل ضد الصواب وبما كان النفاذ ذلك مرة يا لانه يعتقد انه قد
اكرم وازله منزلة وكذلك حكاية حاتم الذى قبلها فانها ان صحت دلت على جهل بالعلم وفعل لما لا ينبغى لانه ظن ان
التوكل انما هو ترك التسبب فلو عمل بمقتضى واقعه لم يضع الطعام ولم يبلغ ثم راى قرية فى هذا الفعل البارد
وما الى غالبه الا من لما يتوليا وهذا الا من تلاعب بليس بالجملة لقلة علمهم بالشرع وعن ابى اسحاق ابراهيم
بن احمد الطبرى قال قال لى جعفر الخلدى وقفت بعرفة ستا وخمسين وقفة منها احدى وعشرين على المذهب فقلت
لابى اسحاق اى شئ اراد بقوله على المذهب فقال يصعد الى قنطرة اليأسرية فينقض كيف شئت يعلم انه ليس معه زاد
ولا ماء ويلبى وليسير قال المصنف وهذا مخالف للشرع فان الله تعالى يقول وتزودوا ورسول الله صلى الله عليه
وسلم قال تزودوا ويمكن ان يقال ان هذا الا دمى لا يحتاج الى شئ فى مدة اشهر فان احتاج فعطب اتوان سأل الناس او
تعرض لهم لم يف ذلك بدعوى التوكل وان ادعى انه يكرم ويرزق بلا سبب فنظره الى انه مستحق لذلك محنة
ولو تبع الشرع وحمل الزاد كان اصلح له على كل حال ومن عجيب ما بلغنى ان ابا شعيب المقعد وكان قد حج سبعين رحلا
احرم وكاجة من عند صخرة بيت المقدس ودخل بادية تبوك على التوكل فلما كان فى جحفة الاخيرة

ترجمہ اور یہ اس کے لئے جائز نہیں تھا ہم اس کا انکار نہیں کرتے کہ اللہ تعالیٰ نے اُسپر مہربانی فرمائی مگر بات یہ ہے کہ اس شخص نے خلاف صواب کیا
اور بسا اوقات اس کا جاری کر نا روا ہوتا ہے کیونکہ وہ عقیدہ رکھتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے اُسکا اکرام کیا اور اس کا کوئی رتبہ ہے اور ایسی ہی
حکایت حاتم رازی کی ہے جو پہلے گذری کیونکہ اگر وہ صحیح ہو تو یہ علمی اور ناجائز کام کرنے پر دلالت کرتا ہے کیونکہ اونھوں نے گمان کیا کہ توکل اسباب
کے ترک کر دینے کا نام ہے اگر وہ اپنے واقع کے مقتضی پر عمل کرتے تو نہ کھانے کو چاتے اور نہ بیٹھتے پھر اس بے فائدہ کام کیلئے کسی قریہ آنہی سے
اور میں ان اکثر بانزلہ یا بیغولیا سمجھتا ہوں اور یہ جاہلوں کے ساتھ شیطان کا کھیل ہے اُن میں علم شرع کی کمی کیوجہ سے اور ابو اسحاق
ابراہیم بن احمد طبری کہتے ہیں کہ مجھ سے جعفر خلدی نے ذکر کیا کہ میں عرفات پر چھپن بار وقوف کیا جنمیں اکیس مرتبہ موافق مذہب تھا میں نے
ابو اسحاق سے دریافت کیا کہ موافق مذہب سے انکی کیا مراد تھی جواب دیا کہ یاسریہ کے پل پر چڑھتے تھے اور اپنی دونوں آستینیں جھاڑ دیتے
تھے تاکہ سب جان جائیں کہ اُن کے ساتھ توشہ اور پانی کچھ نہیں پھر تلبیہ پکارتے تھے اور چلتے تھے مصنف نے کہا کہ یہ مخالف شرع ہے
کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وتزودوا یعنی اپنے ساتھ توشہ لو خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم توشہ ہمراہ لے گئے ہیں یوں کہنا ممکن نہیں کہ
یہ آدمی مہینوں کی مدت تک کسی چیز کی حاجت نہیں رکھتا۔ پھر اگر وہ حاجتمند ہوا اور ہلاک ہو گیا تو گنہگار ہو گیا اور اگر لوگوں سے تعرض
کریگا اور ان سے کچھ مانگیگا تو دعوی توکل کے لیے یہ بات وافی نہ ہوگی اور اگر یہ ادعا کرے کہ خدا تعالیٰ اُسکا اکرام فرمائیگا اور بلا سبب
اسکو رزق پہونچا گا تو اسکی نظر اسیر ہے کہ وہ اس اکرام کا خود کو حقدار سمجھتا ہے بہرحال اگر وہ شریعت کی پیروی کرتا اور توشہ باندھتا
تو اس کے لیے عین صلاح تھا ابو شعیب مقعد کی نسبت مجھ کو بہت تعجب انگیز واقعہ معلوم ہوا کہ اونھوں نے پیادہ پا چلکر ستر
حج کئے ہر ایک حج بین بیت المقدس کے ٹیلے سے احرام باندھا اور میدان تبوک میں توکل پر داخل ہوئے جب اخری حجر کو گئے تھے

رای کلبا فی البادیۃ یلھث عطشا فقال من بشر سبعین نجمۃ بشربۃ ماء فسقی الکلب فقال احد ھما لصاحبہ لا تعلم ان اصلع قال فی کل ذات کبد حرّی اجر فذلت وانما ذکرت مثل ھذا الاشیاء لیتنزہ العاقل فی مبلغ علم ھؤلاء وفھمھم التوکل وغیرہ فخالفتھم کلھا امر الشرع ولیت شعری کیف یصنع من یخرج منہ ولا ماء معہ بالوضوء والصلوٰۃ وان تخرق ثوبہ ولا ابرۃ معہ فکیف یفعل وقد کان بعض مشائخھم یامر المسافر باخذ العدۃ قبل السفر **قال المصنف** ولقد کان ابراھیم الخواص مجردا فی التوکل یدقق فیہ وکان لا یفارقہ ابرۃ وخیوط وکرکرۃ ومقراضا فقیل لہ لم تجمع ھذا وانت تمنع من کل شیء فقال مثل ھذا لا ینقص التوکل لان اللہ تعالی علینا فرائض والفقیر لا یکون علیہ الا ثوب واحد فربما یتخرق ثوبہ وان لم تکن معہ ابرۃ وخیوط تبقی عورتہ فیفسد علیہ صلوٰتہ وان لم تکن معہ کرکرۃ تفسد طھارتہ واذا رأیت الفقیر لا کرکرۃ ولا ابرۃ ولا خیوط فاتھمہ فی صلوٰتہ **ذکر تلبیس ابلیس علی الصوفیۃ اذا اقدموا من سفر قال المصنف** من مذھب القوم ان المسافر اذا اقدم فدخل الی الرباط وفیہ جماعۃ لم یسلم علیھم حتی یدخل المیضاۃ فاذا توضأ صلی رکعتین ثم سلم علی الشیخ ثم سلم علی الجماعۃ وھذا مما ابتدعوہ متاخروھم علی خلاف الشریعۃ فان فقھاء الاسلام اجمعوا علی ان من دخل علی قوم

ترجمہ تو رستے مین دیکھا کہ جنگل مین ایک کتا پیاس کے مارے زبان نکال رہا ہے پکار کر بولے کہ کون ہی جو ایک گھونٹ پانی کے بدلے ستر حج خریدے ایک شخص نے پیاس بجھانے بھر پانی اُن کو دیا انھون نے کتے کو پلایا اور کہا کہ یہ عمل ستر حج سے بہتر ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر ذی روح کے ساتھ نیکی کرنے مین اجر ملتا ہے مین کہتا ہون کہ مینے ان امور کا اسواسطے ذکر کیا ہی کہ دانا سمجھ کرے ان لوگون کے مبلغ علم کی اور توکل وغیرہ کے بارے مین ان کے فہم کی اور احکام شرع کے بارے مین ان کی مخالفت کی اور مین نہین جانتا کہ ان مین سے جو شخص خالی ہاتھ باہر نکلے تو وضو اور نماز کے بارے مین کیا کریگا اور اگر کپڑا پھٹ جائے اور اس کے پاس سوئی نہو تو کیا کریگا اور ان کے بعض مشائخ مسافر کو سفر کے پہلے سامان لے لینے کا حکم کرتے تھے **مصنف** نے کہا کہ ابراہیم خواص توکل مین یکتا تھے اس مین بال کی کہانی نکالتے تھے مگر سوئی اور ڈورا اور مسکینہ اور قینچی کو کبھی اپنے سے جدا نکرتے تھے اُن سے کسی نے کہا کہ آپ یہ چیزین کیون جمع کرتے ہین حالانکہ آپ ہر شے سے منع کرتے ہین جواب دیا کہ ایسی چیزون سے توکل مین نقصان نہین آتا کیونکہ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے فرائض ہین اور فقیر کے جسم پر صرف ایک کپڑا ہوتا ہی بسا اوقات اس کا کپڑا پھٹ جاتا ہی اگر اس کی پاس سوئی ڈورا نہ ہو تو اس کی شرمگاہ کھل جائے اور نماز فاسد ہو اور اگر اس کے ساتھ مسکینہ یا لوٹا نہو تو اُس کی طہارت فاسد ہوگی جب تم کسی فقیر کو بغیر سوئی اور ڈورے اور لوٹے کے دیکھو تو نماز کے بارے مین اُس کو متہم کرو **تلبیس ابلیس کا بیان صوفیہ پر جب سفر سے واپس آتے ہین** مصنف نے کہا اس قوم کا مذہب ہی کہ مسافر جب سفر سے آئے اور رباط مین داخل ہو اور وہان پر لوگ ہون تو ان کو سلام نکرے بلکہ پہلے وضو کرنے کے مقام پر جائے وہان وضو کرے اور دو رکعت نماز پڑھے پھر شیخ کو سلام کرے بعد ازان لوگون کو سلام کرے یہ بدعت خلاف شریعت متاخرین صوفیہ نے نکالی ہی کیونکہ فقہاے اسلام نے اجماع کیا ہی کہ جو شخص جماعت پر داخل ہو

سن له ان یسلم علیهم سواء کان علی طهارة اولم یکن الا ان یکونوا اخذوا هذا من مذهب الاطفال فانه اذا قیل للطفل لم لا تسلم علینا یقول ما غسلت وجهی بعد او لعل الاطفال علموا من هؤلاء المبتدعین وقد قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لیسلم الصغیر علی الکبیر والمار علی القاعد والقلیل علی الکثیر اخرجاه فی الصحیحین و من مذهب القوم تغییر القادم من السفر انبانا ابو نصر عنه طاهر بن محمد عن ابیه قال باب السنة فی تغییر القادم من السفر اول لیلة لتعبه واحتج بحدیث عمر قال دخلت علی النبی صلی الله علیه وسلم وغلام له حبشی یقبض ظهره فقلت ما شأنك یا رسول الله قال ان الناقة اقتحمت بی قال المصنف انظروا الی الحواشی فی فقه هذا المحتج فانه کان ینبغی ان یقول باب السنة فی تغییر من رمت به ناقته ویکون السنة تغییر الظهر لا القادم ومن این له انه کان فی سفر وانه عشر اول لیلة فیحمل تغییر النبی صلی الله علیه وسلم کما اتفق لاجل الظهر سنة لقد کان ترك استخراج هذا الفقه احسن من ذکره ومن من هیم عمل دعوة القادم قال ابن طاهر باب اتخاذهم العشرة للقادم واحتج بحدیث عائشة رضی الله عنها ان رسول الله صلی الله علیه وسلم سافر سفرا فلما رجع جاریة من قریش فزارته فلما ان قامت تضرب فی بیت عائشة رضی الله عنها بدف

ترجمہ سنت ہی کہ ان کو سلام کرے خواہ باوضو ہو یا نہ ہو ایسا معلوم ہوتا ہی کہ صوفیہ نے یہ مذہب چھوٹے لڑکوں سے لیا ہی کیونکہ اگر جب کسی بچے سے کہتے ہیں کہ تم نے ہمکو سلام کیوں نہیں کیا تو جواب دیتا ہی کہ میں نے ابھی اپنا مونہ نہیں دھویا اور شاید کہ یہ بات لڑکوں نے انہیں بدعتیوں سے سیکھی ہی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ چھوٹے کو چاہیئے کہ بڑے کو سلام کرے اور چلنے والا بیٹھے ہوئے کو سلام کرے اور تھوڑی لوگ زیادہ جماعت کو سلام کریں یہ حدیث صحیحین میں ہی نیز صوفیہ کا مذہب ہی کہ جب کوئی سفر سے آئے تو اسکی چپی کرنا چاہیئے چنانچہ ابو نصر رحمہ طاہر بن محمد نے ہمکو خبر دی کہ ان کے باپ نے اپنی تصنیف میں ایک باب باندھا ہے جسمیں بیان کیا کہ جو سفر سے آئے تو بوجہ ماندگی کے پہلی رات اسکی چپی کرنے میں سنت طریقہ کیا ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث سے حجت پکڑی ہے کہ کہتے ہیں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا ایک آپ کا غلام حبشی آپ کی پشت مبارک دبا رہا تھا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا حال ہی فرمایا کہ اونٹنی نے مجھ کو گرا دیا مصنف نے کہا میری بہائی اس شخص کے حدیث مذکور سے سند پکڑنے پر غور کرو اسکو اس مضمون کا باب باندھنا چاہیئے تھا کہ جس شخص کو اونٹنی گرا دے اسکی چپی کرنا کس طرح سنت ہی اور جو گا سنت دبانا بیٹھ کا نہ قدم کا اور کہانسے ان کو ثابت ہوا کہ آپ سفر میں تھے اور دبائے گئے اول رات میں۔ علاوہ ازیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پیٹھ دبانا جیسا کہ اتفاق ہوا تھا بوجہ درد پشت کے سنت کہنا چاہیئے ایسے قصہ کے ذکر کرنے سے اس کے استخراج کا چھوڑ دینا بہتر ہے نیز صوفیہ کا مذہب ہے جو سفر سے آئے اس کی دعوت کی جائے ابن طاہر نے ایک باب باندھا جسمیں بیان کیا کہ صوفیہ سفر سے آنیوالے کے لئے عیش بنائیں اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سے حجت پکڑی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک سفر کیا قریش میں سے ایک لڑکی نے سنت مانی کہ اللہ تعالی آپ کو بخیریت واپس لائے تو میں حضرت عائشہ کے گھر میں دف بجاؤنگی۔

فلما رجع قال التضرب قال المصنف قد بينا ان الدف مباح وما تلدت هذه الا مباحا اما ان تفي به فكيف يحتج بهذا على الغناء والرقص عند قدوم المشائخ ذكر تلبيس ابليس على الصوفية اذا ابتلاهم ميت له في ذلك تلبيسات الاول انهم يقولون لا نبكي على هالك ومن بكى على هالك خرج عن طريق اهل الحق قال ابن عقيل وهذه دعوى يرد عليه الشرع في احاديث خرافة ويخرج عن العادات والطباع فهو ان خرج عن المزاج المعتدل فينبغي ان يطلب العلاج بالادوية المعتدلة للمزاج فان الله تعالى اخبر عن نبي كريم فقال وابيضت عيناه من الحزن وقال يا اسفا على يوسف وبكى رسول الله صلى الله عليه وسلم عند موته وله وقال ان العين لتدمع وقال واكرباه وقالت فاطمة رضي الله عنها واكرب ابتاه فان قيل عمر انكر على المغيرة بن شعبة حين بكى على اخيه زيد وقال ما كنت حقيقا منك بهذا فقال اعرابي اتبكي على زيد وقد قال الشعر فاذهب فانت طليق فقال تميم لو ساعدني اخوك على مارثيته وكان مالك مات على الكفر وزيد قتل شهيدا فقال عمر اعرابي احمق بك كمثل تعزيتك تميما تزال الابل الغليظة الاكباد تحن الى مألفها من الاعطان والاشخاص وترغوا للفصلان

ترجمہ جب آپ تشریف لائے تو آپ نے فرمایا کہ ہاں دف بجانے کے متعلق مصنف نے کہا کہ ہم بیان کر چکے کہ دف مباح ہے چونکہ اس لڑکی نے ایک امر مباح کی نذر کی تھی آپ نے فرمایا کہ اپنی نذر پوری کر اس حدیث سے سفر کے واپس آنے کے وقت ناچ اور گانے پر کیونکر حجت پکڑی جا سکتی ہے۔

(تلبیس ابلیس کا بیان صوفیہ پر جب ان کے یہاں کوئی مر جائے) اس بارے میں شیطان کے بہت سے تلبیسات ہیں تلبیس اول یہ کہ وہ کہتے ہیں کہ ہم کو کسی مرنے والے پر رونا نچاہیے جو شخص کسی مردہ کو رویا تو اہل عرفان کے طریق سے نکل گیا ابن عقیل نے کہا کہ یہ دعوی شریعت پر زیادتی ہے اور یہ بات کم عقلی کی ہے اور عادات اور طبائع سے خارج ہے اور مزاج معتدل سے پھر جانے کی باتیں ہیں لہذا پہلے سے کہ ایسے شخص کا علاج ان دواؤں سے کیا جائے جو مزاج کو اعتدال پر لائیں خود اللہ تعالیٰ نے ایک نبی بزرگ یعنی حضرت یعقوب کی نسبت خبر دی ہے وابیضت عیناہ من الحزن الخ یعنی غم کے مارے روتے روتے ان کی دونوں آنکھیں سفید ہو گئیں اور کہتے تھے کہ یا اسفا علی یوسف یعنی ہائے افسوس یوسف کیسا چلا گیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے بیٹے کی موت پر روئے اور فرمایا کہ آنکھیں ضرور آنسو بہاتی ہیں۔ اور فرمایا واکرباہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وفات پاتے وقت کہا تھا واکرب ابتاہ آپ نے انکار نہیں فرمایا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تمیم کو سنا کہ اپنے بھائی کا مرثیہ پڑھتا تھا جسکے ایک شعر کا ترجمہ یہ ہے ہم دونوں بھائی ایک مدت دراز تک ایسے ساتھ رہے جیسے جذیمہ بادشاہ کے دو مصاحب تھے حتے کہ لوگ خیال کرتے تھے اب کبھی جدا نہ ہونگے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ کاش میں بھی شاعر ہوتا تو اپنے بھائی زید کا مرثیہ کہتا تمیم نے جواب دیا کہ اگر میرا بھائی اس طرح مرتا جسطرح آپکے بھائی نے قضا کی تو میں اوسکا مرثیہ نہ کہتا تمیم کا بھائی مالک کفر پر مرا تھا اور حضرت زید نے شہادت پائی تھی حضرت عمر نے فرمایا کہ اے تمیم کسی نے میرے بھائی کی تعزیت ایسی نہیں کی جیسی تو نے کی علاوہ ازیں خیال کرنا چاہیے کہ اونٹ ایسا سخت کلیجے والا جانور اپنی جائے مالوفہ اور اپنے آرامگاہ اور اپنے آدمیوں کیلئے زاری کرتا ہے اپنے بچے کے لئے بیقرار ہو جاتا ہے۔

وحمام الطير رجم وكل ما خوذ بالملاء فلا يبان يتضرعون لربهم كما المساء والمطربات وزعم المخربات فهو الى الجماد
اقرب **وقال** بان النبي صلى الله عليه وسلم عن العيب في الخروج عن سمت الطبع فقال لله در ابن ادم ولله
املك نزع الله الرحمة من قلبك وجعل يلتفت الى مكة لما خرج فالمطالب بما يخرج عن الشرائع وينبو عن الطباع
جاهل ايطالب بجهل **وقد** قنع الشرع منا ان لا نلطم خدا ولا نخرق جيبا فاما دمعة سائلة وقلب حزين فلا عيب في
ذلك **التلبيس الثاني** انهم يعملون عند موت الميت دعوة يسمونها سماعا يغنون فيها ويرقصون ويلعبون
ويقولون نفرح للميت اذا وصل الى ربه **والتلبيس** في هذا عليهم من ثلثة اوجه احدها ان المسنون ان يتخذ لاهل
الميت طعام لاشتغالهم بالمصيبة عن اعداد الطعام لانفسهم وليس من السنة ان يتخذ اهل الميت طعام
يبعثونه الى غيرهم ولا اصل في اتخاذ الطعام لاهل الميت ما احدثنا به سفيان بن عيينة عن جعفر بن خالد عن ابيه
عن عبد الله بن جعفر قال لما جاء نعي جعفر قال النبي صلى الله عليه وسلم اصنعوا لاهل جعفر طعاما فانهم قد
جاءهم ما شغلهم **قال الترمذي** هذا حديث حسن صحيح **والثاني** انهم يفرحون للميت ويقولون وصل
الى ربه ولا وجه للفرح لانا لا نتيقن انه غفر له وما يؤمنا ان نفرح له وهو في المعاد بين

ترجمہ اور پرندے شور مچاتے ہیں جو کوئی بلا میں مبتلا ہوگا وہ ضرور ہی تضرع وزاری کریگا اور جس شخص کو خوشی اور خوش کن باتیں
نہ ہلا دیں اور غم کی باتیں متغیر نکر دیں وہ قریب جماد کے ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مقتضائے طبیعت سے خارج ہونیکا
عیب ظاہر فرمایا اس شخص سے فرمایا جو کہتا تھا کہ میں آجتک اپنی اولاد میں سے کسی کا بوسہ نہیں لیا کہ اللہ تعالیٰ نے تیرے دل میں سے رحمت
نکال لی اور آپ جب مکہ سے نکلے تو اسکی طرف توجہ ہوتے جاتے تھے تو جو شخص ایسی بات چاہتا ہے جو شریعت سے خارج اور طبیعت سے
دور ہے وہ جاہل ہے جہالت کو چاہتا ہے شریعت نے ہمسے اسیقدر خواہش کی ہے کہ ہم مونہہ نہ پیٹیں اور گریبان نہ پھاڑیں لیکن آنسو
بہانا اور دل میں غم رکھنا کوئی عیب نہیں تلبیس دوم یہ کہ صوفیہ کسی کے مرجانے کے بعد ایک دعوت کرتے ہیں جسکا نام عرس رکھا
ہے اسمیں راگ گاتے ہیں اور رقص کرتے ہیں اور کھیلتے کودتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم اس بات کی خوشی مناتے ہیں کہ میت
اپنے پروردگار سے جا ملی اس امر میں تین وجہ سے اس قوم کو شیطان نے فریب دیا ہے ایک یہ کہ مسنون یوں ہے کہ اہل میت کو کھانا
کھانا پکا کر پہونچایا جائے کیونکہ وہ لوگ بوجہ مصیبت کے کھانا تیار کرنے سے معذور ہیں لیکن یہ کوئی سنت نہیں کہ خود اہل میت کھانا
پکائیں اور غیروں کے پاس بھیجیں اہل میت کو کھانا پہونچانے کے لئے وہ حدیث اصل ہے کہ سفیان بن عیینہ نے بیان کیا کہ ہم سے
جعفر بن خالد نے روایت کیا کہ میرے باپ نے عبداللہ بن جعفر سے خبر دی کہ جب جعفر کی خبر موت آئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا کہ جعفر کے اہل وعیال کو کھانا پکا کر پہونچاؤ کیونکہ آج اُن کو ایسا صدمہ ہوا کہ وہ مجبور ہیں ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث حسن اور صحیح ہے
دوسرے یہ کہ صوفیہ میت کے لئے خوشیاں مناتے ہیں اور کہتے ہیں کہ وہ اپنے پروردگار سے ملا حالانکہ خوش ہونیکی کوئی وجہ نہیں
کیونکہ ہم یقین نہیں کر سکتے کہ وہ بخشا گیا یا نہیں اور یہ کوئی عقل کی بات نہیں کہ ہم اس کے لیے خوشی کریں اور وہ عذاب میں گرفتار ہو

وقد قال عمر بن زر لما مات ابنه لقد شغلني الحزن لك عن الحزن عليك وحدثنا خارجة بن يزيد الانصاري عن امه قالت لما مات عثمان بن مظعون دخل علينا رسول الله صلى الله عليه وسلم فقلت رحمة الله عليك ابا السائب فشهادتي عليك لقد اكرمك الله تعالى فقال النبي صلى الله عليه وسلم وما يدريك ان الله اكرمه والله ما ادري وانا رسول الله فقلت لا ادري بأبي انت وامي يا رسول الله فمن يكرمه الله بعده فقال اما هو فقد جاءه اليقين والله اني لارجو له الخير ما ادري والله ما يفعل بي ولا بكم قالت فوالله لا ازكي بعده احدا ابدا فاحزنني ذلك فنمت فرأيت عثمان بن مظعون تجري له عين تطرد فاتيت رسول الله صلى الله عليه وسلم فاخبرته فقال ذلك عمله يجري له

فيخبر جنبي بهذا عن الطبائع السليمة التي يتأثر عنها الفراق وخان كان مبناها قد غفر له فما الرقص واللعب بفكر وان كان

محل ما فان اثر الحزن ذكر تلبيس ابليس على الصوفية في ترك التشاغل بالعلم

قال المصنف اعلم ان اول تلبيس ابليس على الناس صده عن العلم لان العلم نور فاذا طفئ مصابيحهم خبط هم في الظلم كيف شاء وقد دخل على الصوفية في هذا الفن من ابواب احدها انه منع جمهورهم من العلم اصلا واراهم انه يحتاج الى تعب وكلف وحشر عندهم الراحة فلبسوا المرقع وجلسوا على بساط البطالة وقد قال الشافعي اسس التصوف على الكسل وبنا ما قال الشافعي ان مقصود النفس ما الرياسة واما التعب الذي يناله الرياسة واستجلاب المال بالعلوم يطول وقد يبين هل يحصل المقصود او لا يحصل والصوفية قد تعجلوا الرياسة فانهم يرون بين الزهد واستعجال الدنيا فانها انهم سرقيه ومن الصوفية من قوم الفقراء وذاك ان الاشتغال بالعلم يطالة وقتا ولو عنى تعلم شيئا بلا واسطة وقتا واما ابعد الطريق فهو طريق العلم فتقدم الاشتغال وقطعا بدنا وحمل الركاء

ترجمہ عمر بن زر نے جب اپنے بیٹے کا انتقال کیا کہا کہ میں تیرے انجام کے غم کی وجہ سے تیرے مرنے پر غم کرنے سے مجبور ہوں خارجہ بن یزید انصاری نے ام ہلال سے بیان کیا کہ جب عثمان بن مظعون نے انتقال کیا تو ہمارے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے میں نے سوقت عثمان کے بارے میں اتنا کہا کہ اے ابو السائب تجھ پر خدا کی رحمت ہو میں تیرے لئے شہادت دیتی ہوں کہ اللہ نے تیرا اکرام فرمایا رسول اللہ صلی اللہ پر سنکر فرمانے لگے کہ اے ام الہلال تم کیا جانتی ہو کہ اللہ نے انکا اکرام فرمایا تیرے یہ کہ صوفیہ اس دعوت عرس میں رقص کرتے ہیں اور کھیلتے ہیں اس حرکت سے گویا طبائع سلیمہ کی حد سے خارج ہو جاتے ہیں کیونکہ طبع سلیم پر فراق کا اثر ہوتا ہے پھر اگر انکا مردہ بخشا گیا ہے تو یہ رقص اور بازی کوئی شکر یہ نہیں اور اگر گرفتار عذاب ہے تو غم و ملال کے آثار کہاں ہیں **تحصیل علم کے شغل کو ترک کرنیکی نسبت صوفیہ پر تلبیس ابلیس کا بیان** مصنف نے کہا جاننا چاہئے کہ لوگوں کے لئے شیطان کا پہلا فریب یہ ہے کہ انکو علم سے باز رکھا کیونکہ علم ایک نور ہے جب شیطان نے انکے دماغ ہی بجھا دئے تو اندھیری میں جسطور سے چاہے انکو ٹیڑھا ترچھا لیجائے اس باب میں صوفیہ پر شیطان نے کئی جہت سے دخل پایا ایک یہ کہ انکی جماعت کثیر کو کلی طور پر علم سے باز رکھا اور انکو دکھلا دیا کہ علم میں رنج و محنت اٹھانیکی ضرورت ہے اور آرام و تن آسانی کو ان کے لئے عمدہ کر دکھایا لہذا انہوں نے مرقع پہن لیا اور فرش بطالت پر بیٹھ گئے شافعیؒ نے فرمایا کہ تصوف کی بنیاد کسی پر رکھی گئی ہے اور شافعی رح کے قول کا بیان یہ ہے کہ نفس کا مقصود یا ریاست ہے یا دنیا کا حاصل کرنا اور ریاست اور مال کا سمیٹنا بوجہ علوم کے دیر میں حاصل ہوتا ہے اور بدن کو رنج میں ڈالتا ہے خواہ مقصود حاصل ہو یا نہ ہو صوفیہ نے ریاست کو جلدی حاصل کیا کیونکہ وہ نگاہ زہد سے دیکھے جاتے ہیں اور دنیا کو حاصل کیا وہ انکے پاس خود چلی آتی ہے صوفیہ میں سے کچھ ایسے ہیں جو علماء کی مذمت کرتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ علم میں مشغول ہونا بطالت ہے اور کہتے ہیں کہ ہمارے علوم بلا واسطہ ہیں جب انہوں نے طلب علم میں بصد طریق دیکھا تو کرتاہ کپڑے پہن لئے اور پیوند لگے جبے سنبھالے اور لوما ساتھ لیا۔

واظهروا الزهد والثانی انه قنع قوم منهم بالیسیر فاتهم الفضل الکثیر فاقتنعوا باطراف الاحادیث واوهموا ان علو الاسناد والجلوس للحدیث کله ریاسة ودنیا وان للنفس فی ذلک لذة وکشف هذا التلبیس انه وان من مقام عال الا وله فضیلة وفیه مخاطرة فان الامارة والقضاء والفتوی کلها مخاطرة ولکن فضیلة عظیمة والشواب جزیل وفیه بیان یطلب الفضائل ویتقی ما فی ضمنها من الآفات واما ما فی الطبع من حب الریاسة فانه انما وضع لتحصیل هذه الفضیلة کما وضع حب النکاح لیحصل الولد ویا لعلم یقوم قصد العالم کما قال زید بن هارون طلبنا العلم لغیر الله فابی ان یکون الا لله ومعنا انه لنا علی الاخلاص ومن طالب نفسه بقطع ما فی طبعه لم یمکنه والثالث ان اوهم قوما منهم ان المقصود العلم وما فضلوا التشاغل بالعلم وفی الاعمال ثم ان العالم وان قصر سیر عمله فانه علی الجادة والعابد بغیر علم علی غیر الطریق والرابع انه اری خلقا کثیرا منهم ان العلم ما اکتسب من الباطن حتی ان یتخایل له وهو راسه فیقول حدثنی قلبی عن ربی وکان الشیطان یقول له اذا اطالبوک بعلم الوقت فابرز لهم علیهم العلم الخرق ما، وقد سموا علوم الشریعة الظاهر وسموا هواجس النفوس علم الباطن واحتجوا له بما اخبرنا به الحسن بن علی عن علی بن ابیطالب عن النبی صلی الله علیه وسلم

ترجمہ اور زہد کا اظہار کیا۔ دوسری جہت یہ ہے کہ کچھ صوفیہ نے مختصر علم پر قناعت کی لہذا افضل کثیر ان سے فوت ہو گیا صرف الفاظ حدیث پر قانع ہوئے اور وہم میں پڑ گئے کہ اسناد کا اعلیٰ ہونا اور حدیث کے لئے درس و تدریس میں بیٹھنا سب ریاست اور دنیا طلبی ہے اور نفس کو اس میں مزہ ملتا ہے اس شیطانی فریب کا دور کرنا اسطور پر ہے کہ جو مرتبہ بلند ہوگا اسمیں فضیلت بھی ہوگی اور خطرہ بھی ہوگا امارت اور قضا اور فتوی سب میں خطرہ ہے لیکن بہت بڑی فضیلت ہے اور ہمیشہ کانٹا گلاب کے ساتھ ہوتا ہے انسان کو چاہیئے کہ فضائل کو طلب کرے اور ان کے ضمن میں جو آفتیں ہیں ان سے بچا رہے یہ بات کہ طبعی طور پر ریاست کی محبت انسان میں رکھی گئی ہے تو وہ اسی فضیلت کے حاصل کرنیکو عطا ہوئی ہے جسطرح نکاح کی محبت طبعاً دی گئی تاکہ اولاد حاصل ہو اور عالم کا قصد علم ہی سے حاصل ہوتا ہے چنانچہ زید بن ہارون نے کہا کہ ہمنے علم کو غیر خدا کے لئے طلب کیا مگر علم ہمیشہ خدا ہی کا ہو کے رہا اسکا طلب یہ ہے کہ علم نے ہمکو اخلاص کی ہدایت کی اور جو شخص یہ چاہے کہ نفس سے اسکی طبعی خواہش زائل کر دے تو ممکن نہیں تیسری جہت یہ ہے کہ شیطان نے صوفیہ میں سے ایک قوم کو اس وہم میں ڈالا کہ مقصود اصلی عمل ہے یہ لوگ اتنا نہ سمجھے کہ علم میں مشغول ہونا پورا پورا عمل ہے پھر عالم اگر طریق عمل میں کوتاہی بھی کریگا تو راہ راست پر ہوگا اور عابد بے علم غیر طریق پر ہوگا چوتھی جہت یہ ہے کہ ابلیس نے ایک جماعت کثیر کو یہ پڑھا دیا۔ کہ علم وہ ہے کہ بذریعہ باطن حاصل ہوتا ہے حتی کہ ایک صوفی جسکے وسواس نے اس کے دل میں خیالات پراگندہ ڈالدئے کہتا ہے۔ کہ حدثنی قلبی عن ربی یعنی مجھ سے میرے دل نے بیان کیا کہ خدا فرماتا ہے اور شبلی رح ایک شعر پڑھتے تھے جس کا ترجمہ یہ ہے جب لوگ مجھ سے کتابی علم کے بارے میں درخواست کرتے ہیں تو میں اُن کو خرق و کرامت کا علم سکھاتا ہوں اور انہوں نے علوم شرعیہ کا نام علم ظاہر رکھا اور خطرات نفسانی کا علم باطن اور اسپر حجت اس حدیث سے پکڑتے ہیں کہ حسن بن علی نے علی بن ابی طالب سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

انه قال علم الباطن سر من سر الله عز وجل وحكم من حكم الله يقذفه الله في قلوب من يشاء من اوليائه
قال المصنف وهذا حديث لا اصل له عن رسول الله صلى الله عليه وسلم وفي اسناده مجاهيل لا يوثقون وعن
ابو موسى قال كان في ناحية ابي يزيد رجل فقيه عالم فقصد ابا يزيد وقال له قد حكي لي عنك عجائب فقال ابو يزيد وما
تسمع مني حتى تكثر فقال علمك هذا يا ابا يزيد عن من وعن ابن فقال ابو يزيد علمي من عطاء الله عز وجل
ومن حيث قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من عمل بما يعلم ورثه الله علم ما لا يعلم ومن حيث قال عليه السلام
العلم علمان علم ظاهر وهو حجة الله على خلقه وعلم باطن وهو العلم النافع وعلمك يا شيخ نقل من لسان
التعليم وعلمي من الله الهام من عنده فقال له الشيخ علمك عن الثقات عن رسول الله صلى الله عليه وسلم عن
عن جبريل عن ربه عز وجل فقال له ابو يزيد يا شيخ كان النبي صلى الله عليه وسلم علم عن الله لم يطلع عليه جبريل ولا ميكائيل قال نعم
ولكن اريد ان تصح عندك الذي تقول عن عند الله قال نعم ابينه لك قدر ما يستقر في قلبك معرفته فقال يا شيخ علمت
ان الله عز وجل كلم موسى بكلامه كلم محمدا صلى الله عليه وسلم وراه كفاحا وان حكم الانبياء وحي قال نعم قال اما علمت ان كلام
الصديقين والاولياء يلهمهم منه وفوائده من قلوبهم حتى انطقهم بالحكمة ونفع بهم الامة

ترجمہ نے فرمایا علم باطن ایک راز ہے اسرار الٰہی سے اور ایک حکم ہے احکام خدا سے اللہ تعالیٰ اس راز کو اپنے اولیا میں سے جسکے دل میں چاہتا ہے ڈالتا ہے مصنف نے کہا اس حدیث کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی اصل نہیں اور اس کی اسناد میں نامعلوم غیر معتبر لوگ ہیں ابو موسیٰ کہتے ہیں کہ ابو یزید کے پہلو میں ایک عالم فقیہ رہتے تھے وہ ابو یزید کے پاس گئے اور انسے کہا کہ مجھے بہت سی عجیب حکایتیں سنیں جو تم سے روایت کی گئیں جواب دیا کہ میری عجیب روایتیں جو تم نے نہیں سنیں ہیں وہ ہی زیادہ ہیں عالم نے کہا کہ اے ابو یزید تم نے یہ علم کس سے حاصل کیا اور کہاں سے لائے کہنے لگے کہ میرا علم عطائے الٰہی ہے اور اس مقام سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص جسقدر جانتا ہے اسپر عمل کریگا تو اللہ اسکو اس چیز کا علم بھی بخش دیگا جسکو وہ نہیں جانتا نیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ علم کی دو قسمیں ہیں ایک علم ظاہر جو خلق کے لئے اللہ تم کی حجت ہے اور دوسرا علم باطن یہی علم نافع ہے اے بزرگ تمہارا علم تو بزبان تعلیم کے منقول ہے اور میرا علم خدا کی طرف سے الہام ہے عالم نے جواب دیا کہ میرا علم ثقات سے ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں اور آپ جبریل سے اور جبریل اللہ تم سے بیان کرتے ہیں ابو یزید بولے کہ اے شیخ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ سے ایک اور علم پہنچا جسکو نہ جبریل جانتے ہیں اور نہ میکائیل خبر رکھتے ہیں عالم نے کہا سچ ہے مگر میں چاہتا ہوں کہ مجکو صحیح طور پر تمہارا علم معلوم ہو تاکہ جسکو تم خدا کے یہاں سے بتاتے ہو ابو یزید نے کہا کہ بہت اچھا میں تم سے اُسقدر بیان کرتا ہوں جسقدر کی معرفت تمہارے دل میں قرار پکڑ سکے پھر بولے کہ اے شیخ تم جانتے ہو کہ اللہ نے موسیٰ سے کلام کیا اور رسول اللہ صلعم سے گفتگو کی اور آنحضرت نے اللہ کو بے پردہ دیکھا اور انبیا علیہم السلام کا حکم وحی ہوتا ہے عالم نے جواب دیا کہ سچ ہے ابو یزید بولے کہ تم جانتے ہو کہ صدیقین اور اولیا کا کلام الہام الٰہی ہوتا ہے اور انکے دل میں خدا کی فوائد ہوتے ہیں۔ حتے کہ اللہ تعالیٰ ان کو زبان حکمت عطا فرماتا ہے۔ اور امت کو ان کی ذات سے نفع پہونچاتا ہے +

وما یؤکد ما قلت مالهم الله تعالیٰ ام موسیٰ ان تلقی موسیٰ فی التابوت فالقته والهم الخضر فی السفینة والغلام والحائط قوله تعالیٰ وما فعلته عن امری وکما قال ابوبکر لعائشة رضی الله عنهما از ابنة خارجة حاملة ببنت والهم عمر فنادی یاساریة الجبل وعن ابراهیم قال حضرت مجلس ابی یزید والناس یقولون فلان لقی فلانا واخذ من علمه وکتب منه الکثیرة فلان لقی فلانا فقال ابویزید مساکین اخذوا علمهم میتا عن میت واخذنا علمنا من الحی الذی لا یموت **قال المصنف** هذا الفقة فی الحکایة الاولیٰ من قلة العلم اذ لو کان عالما یعلم ان الالهام للشیٔ لا ینافی العلم ولا یقنع به عنه ولا ینکر ان الله تعالیٰ یلهم الانسان الشیٔ کما قال ان فی الامم محدثین وان یکن فی امتی فعمر والمراد بالتحدیث الهام الخیر الا ان هذا الملهم لو الهم ما یخالف العلم لم یجز له ان یعمل علیه واما الخضر فقد قیل انه نبی ولا ینکر للانبیاء الاطلاع بالوحی علی العواقب لیس الالهام من العلم فی شیٔ وانما ینبغی العلم والتقیٰ فیوفق صاحبهما للخیر ویلهم الرشد فاما ان یترک العلم ویقول ویعتمد علی الالهام والخواطر فلیس هذا بشیٔ اذ لو اهمل العقل وأعرضنا ما نفع فی النفس من الهام الخیر ووسوسة الشیطان واعلم ان الهام الملهم الحق والقلوب لا یکفی عن العلم المنقول

ترجمہ اور میرے اس دعوی کی تاکید یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ کی والدہ کو الہام فرمایا کہ موسیٰ کو تابوت میں ڈالدے انھوں نے ویسا ہی کیا اور خضر علیہ السلام کو الہام فرمایا کشتی اور لڑکے اور دیوار کے بارے میں نیز یہ قول الہام فرمایا کہ وما فعلته عن امری یعنی یہ سب باتیں میں نے اپنے جی سے نہیں کیں اور جیسا کہ حضرت ابوبکر رضؓ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ بنت خارجہ ایک لڑکی سے حاملہ ہے حضرت عمر رضؓ کو الہام فرمایا آپنے خطبہ میں کہا تھا کہ یاساریة الجبل الجبل یعنی اے ساریہ پہاڑ کو تھام اور ابراہیم کہتے ہیں کہ میں ابویزید کی مجلس میں حاضر ہوا لوگ بیان کرنے لگے کہ فلان نے فلان سے روایت کی اور اس سے علم حاصل کیا اور بہت سی حدیثیں نقل کیں اور فلان نے فلان سے ملاقات کی اور حدیث روایت کی ابویزید مسکرا بولے ان مسکینوں نے مرے ہوؤں کا علم مرے ہوؤں سے لیا اور ہمنے حی لا یموت سے علم حاصل کیا **مصنفؒ** نے کہا کہ پہلی حکایت میں جو ابویزید نے استہزا فقہ کیا ہے بوجہ کم علمی کے ہے کیونکہ اگر عالم ہوتے تو جان لیتے کہ کسی شیٔ کا الہام ہونا علم کے منافی نہیں اور الہام کے سبب علم سے فراغت نہیں ہو سکتی اور اس کا کوئی انکار نہیں کرتا کہ اللہ کی طرف سے انسان کو کسی چیز کا الہام ہوتا ہی چنانچہ حدیث شریف میں ہے کہ اور امتوں میں محدثین ہوئے ہیں اگر میری امت میں کوئی ہے تو عمر ہے محدث بتانے سے مراد الہام خیر ہے لیکن اس صاحب الہام پر اگر علم کے خلاف الہام ہو تو اسکو اسپر عمل کرنا جائز نہیں حضرت خضر علیہ السلام کی نسبت یہ بھی کہا جاتا ہے کہ وہ نبی ہیں اور اسبات کا انکار نہیں کیا جاتا کہ انبیاء کو بذریعہ وحی کے نتائج امور پر اطلاع ہو جاتی ہے اور الہام تو کچھ علم میں داخل بھی نہیں فقط علم اور تقویٰ کا ثمرہ ہے تو صاحب تقویٰ کو خیر کی توفیق دیجاتی ہے۔ تو اس کو رشد کا الہام ہوتا ہے باقی رہا علم کا ترک کرنا اور الہام اور خواطر پر بھروسا کرنا یہ کوئی چیز نہیں کیونکہ اگر علم نقلی نہو تو ہم ہرگز نہ پہچانیں کہ نفس میں جو بات القا ہوئی الہام خیر ہے یا شیطانی وسوسہ ہے اور جان لینا چاہئے کہ علم الہامی جو قلوب میں القا ہوتا ہے علم منقول سے کفایت نہیں کرتا۔

كما ان العلوم العقلية لا تكفي عن العلوم الشرعية فان العقلية كالاغذية والنقلية كالادوية ولا يخفى هذا عن هذا واما قولهم اخذ واعلم ميتا عن ميت اصح ما ينسب اليه هذا القائل انه سمع ما في ضمن هذا القول والا فهذا طعن على الشريعة وعن ابي حفص بن شاهين قال من الصوفية من راى الاشتغال بالعلم بطالة وقالوا نحن علمنا بلا واسطة قال وما كان المتقدمون في التصوف الا رؤساء في القران والفقه ولكن هؤلاء احبوا البطالة وقال ابو حامد الطوسي اعلم ان مثل اهل التصوف الى العلوم الالهامية دون التعليمية ولذلك لم يحرصوا على دراسة العلم وتحصيل ما صنفه المصنفون بل قالوا الطريق تقديم المجاهدات بحو الصفات المذمومة قطع العلائق كلها والاقبال على الله تعالى بكنه الهمة وذلك بان يقطع الالتفات عن الاهل والمال والولد والعلم وينخلع بنفسه في زاوية ويقتصر على الفرائض والرواتب ولا يفرق همه بقراءة القران ولا بالتامل في تفسيره ولا يكتب حديثا ولا يتغير فلا يزال يقول الله الله الى ان ينتهي الى حالة يترك تحريك اللسان فضلا عن القلب صورة اللفظ قال المصنف عز نصره على ان يعد هذا الكلام من فقيه فانه لا يخفى قبحه كانه على الحقيقة على لسان الشريعة الله حسبت تلاوة القران وطلب العلم وعلى هذا المذهب فقد فاتت فضائل علماء الاصفيا فانهم ما سلكوا هذه الطريق وانما اشتغلوا بالعلم

ترجمہ جیسا کہ علم عقلی علم شرعی سے کافی نہیں ہوتا کیونکہ علم عقلی بمنزلہ غذا کے ہے اور علم شرعی مثل دوا کے ہے غذا اور دوا میں سے ایک دوسرے کے قائم مقام نہیں ہو سکتا صوفیہ کا یہ قول کہ علما نے مرے ہوؤں کا علم مرے ہوؤں سے لیا اس قائل کو نہیں ہے کہ اس کی طرف نسبت کیا جاوے کہ وہ نہیں جانتا اس قول کے ضمن میں کیا قباحتیں ہیں ورنہ یہ صریح شریعت پر طعن کرنا ہے ابو حفص بن شاہین کہتے ہیں کہ کچھ ایسے صوفیہ ہیں جو علم میں مشغول ہونا بطالت خیال کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمارے علوم بلا واسطہ ہیں حالانکہ متقدمین جو اہل تصوف ہوئے ہیں وہ قرآن اور فقہ میں رئیس تھے کیا انہوں نے بطالت کو پسند کیا ابو حامد طوسی نے کہا جاننا چاہیے کہ اہل تصوف کی رغبت علوم الہام کی طرف ہوتی ہے علوم تعلیمی کی جانب نہیں ہوتی اسی لئے صوفیہ علم کی درس لینے اور مصنفوں کی تصنیفات حاصل کرنے کے حریص نہیں ہوتے بلکہ کہتے ہیں راہ راست یہ ہے کہ صفات مذمومہ کو مٹا کر اور تمام علائق سے قطع تعلق کر کے مجاہدات کو مقدم کرے اور کنہ ہمت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو اور یہ اسطور پر ہے کہ اپنے قصد کو اہل و عیال مال و اولاد اور علم سے علیحدہ کرے اور تن تنہا ایک گوشہ میں بیٹھے اور فرائض و واجبات کے ادا کرنے پر اکتفا کرے اور اپنے قصد کو تلاوت قرآن اور اس کی تفسیر کے سوچنے کے ساتھ متفرق نہ کرے اور حدیث وغیرہ نہ لکھے ہمیشہ اللہ اللہ کہتا رہے تا آنکہ ایسی حالت پر پہونچ جائے کہ زبان کو حرکت دینا بھی چھوٹ جائے پھر قلب پر سے لفظ کی صورت بھی محو ہو جائے مصنف نے کہا کہ مجھکو زیادہ تعجب اس بات کا ہے کہ ایسا کلام ایک فقیہ سے صادر ہوا کیونکہ اس تقریر میں جو قباحت ہے پوشیدہ نہیں گویا حقیقت میں اس نے شریعت کو بالکل طے کر دیا ہے وہ شریعت کہ تلاوت قرآن اور طلب علم پر برانگیختہ کرتی ہے اور اس مذہب کی بنا پر علماء کرام کے سب فضائل فوت ہو جاتے ہیں کیونکہ انہوں نے اس طریق کی پیروی نہیں کی صرف علم میں مشغول رہے ۔

وعلی ما قد رتب ابو حامد یخلو النفس بوسواسها وخیالاتها ولا یکون عندها من العلوم ما یطرد ذلک فیلعب بها ابلیس کما یلعب وبرویها الوسوسۃ محادثۃ ومناجاۃ ولا ینکر انہ اذا ظہر لقلب انصبت علیہ انوار الھدی ینظر نور اللہ الا انہ ینبغی ان یکون تطہیرہ بمقتضی العلم لا بما ینافیہ فان الجوع الشدید والسہر وتضییع الرئاسۃ فی التخییل امور ینھی الشرع عنہا فلا یستفاد من صاحب لشرع شیٔ بسبب نھی عنہ کما لا یستباح الرخص بسفر نھی عنہ ثم لا تنافی بین العلم والریاضۃ بل العلم یعلم کیفیۃ الریاضۃ ویعین علی تصحیحہا وانما تلاعب الشیطان بالقوم لما قالوا العلم واقبلوا علی الریاضۃ بما ینھی عنہ العلم والعلم بعید عنہم فتارۃ یفعلون الفعل المنھی عنہ وتارۃ یترکون ما غیرہ او منہ وانما کان یفتی فی ھذہ الحوادث العلم وقد غرلوہ فنعوذ باللہ من الخذلان ابنا ابن ناصر عن ابی علی بن البنا قال کان عندنا بسوق السلاح رجل کان یقول القرآن حجاب والرسول حجاب ولیس الا عبد ورب فافتتن جماعۃ فاھملوا العبادات واختفی خفاۃ القتل وعن ابی بکر بن حبیش عن ضرار بن عمرو قال ان قوما ترکوا العلم ومجالس اھل العلم واتخذوا محاریب فصاموا وصلوا حتی تبین جلدھم علی عظمہ وا خالفوا السنۃ فھلکوا فوالذی لا الہ الا ھو غیرہ ھو

ترجمہ اور جس بنا پر ابو حامد نے ترتیب دی ہے تو ایسا ہی ہوتا ہے کہ نفس اپنے وسواس اور خیالات کا ہو رہے اور اس کے پاس وہ علم نہ ہو جو ان وساوس کو دور کرے لہذا شیطان اسکے ساتھ خوب کھیل کھیلے گا اور وسوسہ کو کلام اور مناجات بنائیگا اور اس بات کا انکار نہیں کیا جاتا کہ جب قلب پاک ہوتا ہے تو انوار ہدایت اوسپر نزول کرتے ہیں اور وہ نور الٰہی سے دیکھتا ہے مگر یہ ضرور ہے کہ قلب کی پاکی حسب مقتضائے علم ہو منافی علم نہ ہو کیونکہ سخت بھوک اور بیداری اور خیالات میں وقت کا ضائع کرنا ایسے امور ہیں جن سے شریعت منع کرتی ہے صاحب شرع سے کوئی چیز اس سبب کے ذریعہ سے نہیں مل سکتی جس سے اس نے منع فرمادیا جسطرح رخصت پر عمل کرنا اس سفر میں مباح نہیں جس سے ممانعت آئی ہے پھر علم اور ریاضت میں کوئی منافات نہیں بلکہ ریاضت کی کیفیت عالم خوب جانتا ہے اور اسکے صحیح رکھنے کی کوشش کرتا ہے البتہ اس قوم کے ساتھ ضرور شیطان کھیلتا ہے جو علم سے دور ہیں اور ریاضت پر اس طریق سے متوجہ جس سے علم منع کرتا ہے اور اس قوم سے علم دور ہے لہذا کبھی وہ کام کر بیٹھتے ہیں جو ممنوع ہے اور کبھی ایسی حرکت بجالاتے ہیں جسکے خلاف کرنا بہتر ہے اور ان واقعات میں علم ہی فتوی دیتا ہے اور یہ لوگ علم سے برطرف ہیں اس رسوائی سے خدا محفوظ رکھے ابن ناصر نے ابو علی بن بنا سے روایت کیا کہ بازار اسلحہ میں ہمارے پاس ایک شخص تھا جو کہتا تھا کہ قرآن حجاب ہے اور رسول حجاب ہے بجز معبد اور رب کے کچھ نہیں اس قول سے ایک جماعت فتنہ میں پڑگئی اور عبادت کو بیکار کر دیا اور وہ شخص قتل کے خوف سے چھپ رہا اور ابو بکر ابن حبیش کہتے ہیں کہ ضرار ابن عمرو نے کہا کہ ایک قوم نے علم اور اہل علم کی مجلسوں کو چھوڑ دیا اور محرابوں کو اختیار کر لیا اور روزہ رکھنے اور نماز پڑھنے لگے حتی کہ ہڈیوں سے کھال جدا ہوگئی اور سنت کے خلاف کیا لہذا ہلاک ہوگئے قسم اس ذات پاک کی جس کے سوا کوئی دوسرا معبود نہیں

ما عمل عامل قط على جهل الا كان ما يفسد اكثر مما يصلح **فصل** وقد فرق كثير من الصوفية بين الشريعة والحقيقة وهذا جهل من قائله لان الشريعة كلها حقائق فان كانوا يريدون بذلك الرخصة والعزيمة فكلاهما شريعة وقد انكر عليهم جماعة من قدمائهم في اعراضهم عن ظواهر الشرع وعن ابي الحسن غلام شعوانة بالبصرة يقول سمعت الحسن بن سالم يقول جاء رجل الى سهل بن عبد الله وبيده محبرة وكتاب فقال يا سهل اريد ان اكتب شيئا ينفعني الله به فقال اكتب ان استطعت ان تلقى الله وبيدك المحبرة والكتاب فافعل فقال يا سهل افدني فائدة فقال الدنيا كلها جهل الا ما كان علما والعلم كله حجة الا ما كان عملا والعمل موقوف الا ما كان منه على السنة وتقوم السنة على التقوى وعن سهل بن عبد الله انه يقول احفظوا السواد على البياض فما احد ترك الظاهر الا تزندق وعن سهل بن عبد الله انه قال ما طريق الى الله افضل من العلم فما عدلت عن طريق العلم خطوة فتهت في الظلمات اربعين صباحا وعن ابي بكر الدقاق قال انا سعيد الخراز يقول كل باطن يخالف ظاهرا فهو باطل وعن ابي بكر الدقاق انه قال كنت مارا في تيه بني اسرائيل بخطمي ان علم الحقيقة ليس علم للشريعة فهتف بي هاتف من تحت شجرة كاذبة لا يتبعها التريعة فقلت كفرقال المصنف وقد بينه ابو حامد الغزالي في بعض كتب الاحياء فقال من قال ان الحقيقة تخالف الشريعة او الباطن يخالف الظاهر

ترجمہ جو عامل جہل پر عمل کریگا وہ ضرور جس قدر بگاڑیگا سنوارنے سے زیادہ ہوگا **فصل** اکثر صوفیہ نے شریعت و حقیقت میں فرق کیا ہے حالانکہ یہ قول فقط قائل کی نادانی ہے کیونکہ شریعت سب کی سب حقائق ہے پس اگر اس قول سے مراد عزیمت اور رخصت ہے تو وہ دونوں بھی شریعت میں خود قدمائے صوفیہ کی ایک جماعت نے ان لوگوں کے ظواہر شرع سے اعراض کرنے پر انکار کیا ہے ۔ ابوالحسن غلام شعوانہ بصرہ میں کہتے ہیں کہ ابوالحسن بن سالم نے بیان کیا کہ سہل بن عبداللہ کے پاس ایک شخص آیا اس کے ہاتھ میں دوات اور ایک بیاض تھی سہل سے کہا کہ میں آپ کے پاس اس غرض سے آیا ہوں کہ ایسی چیز لکھ لوں جس سے خدا نفع پہونچائے سہل نے کہا ان لکھو اگر ممکن ہو سکے کہ تم خدا سے ایسی حالت میں ملو کہ تمہارے ہاتھ میں دوات اور بیاض ہو تو ایسا ہی کرو وہ بولا کہ اے ابو محمد مجھے کوئی فائدے کی بات بتاؤ جواب دیا کہ دنیا سراپا جہل ہے بجز علم کے اور علم بالکل بیکار ہے جس پر عمل ہو اور عمل سب کا سب موقوف ہے بجز اس کے جو مطابق سنت ہو اور سنت تقوے پر قائم ہے اور سہل ابن عبداللہ کہتے ہیں کہ سیاہی کو سفیدی پر نگاہ رکھو جو شخص ظاہر کو جھوٹا دیکھتا ہے وہ زندیق ہو جائیگا سہل بن عبداللہ نے کہا کہ خدا سے ملنے کا طریق علم سے افضل کوئی نہیں میں نے طریق علم سے ایک قدم تجاوز نہ کیا ابوبکر دقاق نے کہا کہ میں نے ابوسعید خراز سے سنا ہے کہ جو باطن خلاف ظاہر ہو وہ باطل ہے تو چالیس برس ظلمات میں بھٹکتا رہا ابوبکر دقاق نے کہا کہ میں اس میدان میں پھرا جہاں بنی اسرائیل بھٹکتے پھرے تھے کہ میرے دل میں خطرہ گذرا کہ علم حقیقت شریعت کے خلاف ہے اتنے میں درخت کے تلے سے مجھکو ایک ہاتف نے آواز دی کہ جو حقیقت تابع شریعت نہ ہو وہ کفر ہے مصنف نے کہا کہ امام ابوحامد غزالی نے احیاء العلوم کی بعض کتابوں میں اسکو بیان کیا ہے اور کہا ہے کہ جو شخص یوں کہے کہ حقیقت خلاف شریعت ہے یا باطن خلاف ظاہر ہے

فصل الکفر اقرب منه الی الایمان وقال ابن عقیل جعلت الصوفیة الشریعة اسما وقالوا المراد منها الحقیقة قال وهذا قبیح لان الشریعة وضعها الحق لصلاح الخلق وتعبدا تهم فما الحقیقة بعد هذا سوی واقع فی النفوس من افکار الشیاطین وکل من لم یقم الحقیقة فی الشریعة فمغرور مخدوع **ذکر تلبیس ابلیس علی جماعة من القوم** فی دفنهم کتب العلم و القائها فی الماء **قال المصنف** قد کان جماعة منهم تشاغلوا بکتابة العلم ثم لبس علیهم ابلیس وقال المقصود العمل فدفنوا کتبهم وحدثنا ابراهیم بن یوسف قال رمی احمد بن ابی الحواری کتبه فی البحر وقال انتم الدلیل کتب والاشتغال بالدلیل بعد الوصول محال وعن یوسف بن الحسین یقول لقد طلبت احمد بن ابی الحواری العلم ثلثین سنة فلما بلغ منه الغایة حمل کتبه الی البحر فغرقها وقال یا علم لم افعل بک هذا تهاونا بک ولا استخفافا بالحقک ولکنی کنت اطلبک لاهتدی بک الی ربی فلما اهتدیت بک استغنیت عنک وبلغنا ان ابا الحسین بن الخلال کان احسن الفهم له صبر علی الحدیث وانه کان یتصفح ویری بالبیاض ثم رجع فکتب ولقد اخبرنی انه رمی بجملة من سماعاته القدیمة فی دجلة واول ما سمع علی ابی العباس الاصم وطبقته وکتب الکثیر وعن ابی طاهر الجنابذی

ترجمہ تو وہ بہ نسبت ایمان کے کفر سے زیادہ قریب ہے **ابن عقیل** نے کہا کہ صوفیہ نے شریعت نام کر دانا ہے اور کہتے ہیں کہ مراد اس سے حقیقت ہے ابن عقیل نے کہا کہ یہ قول قبیح ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے شریعت کو خلقت کی مصلحتوں اور عبادتوں کیلئے مقرر فرمایا ہے اب اس تحقیق کے بعد جسکو حقیقت کہتے ہیں وہ کچھ نہیں صرف ایک خیال ہے جو شیطان نے نفوس میں ڈال دیا ہے اور جو شخص شریعت کو چھوڑ کر حقیقت کو طلب کرے وہ فریب کھایا ہوا اور دھوکا دیا ہوا ہے (**علم کی کتابیں دفن کر دینے اور دریا میں بہا دینے کی نسبت صوفیہ کی ایک جماعت پر تلبیس ابلیس کا بیان**) مصنف نے کہا کہ صوفیہ میں سے ایک گروہ ایسا ہے جو مدت تک کتابت علم میں مشغول رہے پھر ان کو شیطان نے فریب دیا اور پٹی پڑھائی کہ مقصود اصلی عمل ہے لہذا انہوں نے کتابیں دفن کر دیں ابراہیم بن یوسف نے ہم سے بیان کیا کہ احمد بن ابی الحواری نے اپنی کتابیں دریا میں بہا دیں اور کہا کہ کتابیں عمدہ دلیل ہیں اور بعد وصول طلب کے دلیل میں مشغول ہونا محال ہے یوسف ابن حسین کہتے ہیں کہ احمد بن ابی الحواری نے تیس برس تک تحصیل علم کی تھی جب انتہا کو پہونچ گئے تو کتابیں لیکر دریا پر گئے ڈالیں اور کہا کہ اے علم میں نے تیرے ساتھ یہ معاملہ تجھ کو ذلیل اور ناقابل وقعت سمجھکر نہیں کیا بلکہ میں تجھکو اسلئے حاصل کرتا تھا تاکہ تیری وجہ سے اپنے پروردگار کا راستہ پالوں جب مجھ کو راہ لگ گئی تو تیری حاجت نہ رہی **ابوالحسین بن الخلال** کی نسبت ہم کو یہ خبر ملی ہے کہ بڑے صاحب فہم تھے اور حدیث کے لئے محنت کرتے تھے اور تصوف سیکھتے تھے۔ اور ایک مدت تک حدیث کو دریا برد کرتے تھے۔ پھر رجوع کر کے لکھتے تھے مجھ کو خبر پہونچی ہے۔ کہ انہوں نے اپنی تمام قدیمی سنی ہوئی حدیثیں دجلہ میں پھینکدیں ان کا اول سماع ابوالعباس اصم اور ان کے طبقہ سے ہے اور بہت سی حدیثیں انہوں نے لکھی تھیں اور ابوطالب طاہر جنابذی کہتے ہیں۔

والله كان موسى بن هارون يقرأ علينا فاذا فرغ من الجزء رحى باصله في الدجاجة ويقول قد اديته وعن ابي نصر الطوسي قال سمعت مشائخ الري يقولون وشرع ابو عبد الله المقري عن ابيه خمسين الف دينار سوى الضياع والعقار فخرج عن جميع ذلك وانفقها على الفقراء قال فسألت ابا عبد الله عن ذلك فقال احرصت وانا غلام حدث وخرجت الى مكة على الوصف حين لم يبق شئ رجع اليه وكان اجتهادي ان زهدت في الكتب وما جمعت من الحديث والعلم اشد على من الخروج من الدنيا والتقطع الاسفار والخروج عن ملكي وحدث عن محمد بن الحسين البغدادي قال سمعت الشبلي يقول اعرف من لم يدخل في هذا الشان حتى انفق جميع ماله وعرف في هذه الدجاجة سبعين قطارا مكتوبا بخطه وحفظ الموطا وقرأ بكذا وكذا رواية يعني بذلك نفسه قال المصنف وقد سبق القول بان العلم نور وان ابليس يحسن للانسان اطفاء النور ليتمكن منه في الظلمة ولا ظلمة كظلمة الجهل ولهذا ابليس ان عاون هؤلاء مطالعة الكتب فربما استدلوا بذلك على مكائده حسن لهم دفن الكتب واتلافها هذا فعل قبيح مخطأ وجهل بالمقصود بالكتب وبيان هذا ان اصل العلوم القرآن والسنة فلما علم الشرع ان حفظها يصعب امر بكتابة المصحف وكتابة الحديث

ترجمہ کہتے ہیں کہ موسیٰ بن ہارون ہم کو حدیث پڑھکر سناتے تھے جب جزو پورا ہوجاتا تھا تو بخشش اس کو دعا میں بہا دیتے تھے۔ اور کہتے تھے کہ میں نے اسکا حق ادا کر دیا۔ اور ابو نصر طوسی کہتے ہیں کہ مشائخ رے سے میں نے سنا ہے کہ ابو عبد اللہ مقری اپنے باپ کے ترکہ میں سے علاوہ اسباب اور زمین کے پچاس ہزار دینار کے وارث ہوئے تو تمام سے علیحدہ ہوگئے اور اسکو فقیروں پر خیرات کر دیا راوی کہتا ہے کہ میں نے ابو عبد اللہ سے اس بارے میں سوال کیا تو جواب دیا کہ ایک زمانے میں جب میں نوجوان لڑکا تھا تو میں نے احرام باندھا اور تنہا مکہ کی طرف نکلا اُسوقت کوئی ایسی چیز نہ رہی جس کے لئے میں پھر واپس آؤں۔ اور میری کوشش یہ تھی کہ کتابوں سے برطرفی اختیار کروں اور میں نے جو حدیث اور علم جمع کیا تھا وہ میرے لئے اس سے بھی سخت تر تھا کہ مکہ کی طرف جاؤں اور سفر طے کروں اور اپنی جائداد سے علیحدہ ہوں اور محمد بن الحسین بغدادی سے سنا گیا۔ بیان کرتے تھے کہ میں شبلی سے سنا کہنے لگے کہ میں ایسے شخص کو جانتا ہوں جو اس شان میں اسوقت داخل ہوا ہے کہ پہلے اپنا تمام مال خیرات کر چکا اور اس دجلہ میں ستر صندوق کتابوں سے بھرے ہوئے ہیں جنکو اسنے اپنے قلم سے لکھا تھا اور موعا حفظ کیا تھا اور فلاں فلاں کتاب پڑھی تھی شبلی کی مراد اس شخص سے خود اپنی ذات تھی مصنف نے کہا کہ پیشتر بیان ہوچکا کہ علم ایک نور ہے اور ابلیس انسان کو سمجھتا ہے کہ نور کا بجھا دینا بہتر ہے تاکہ اُسے تاریکی میں قابو پائے اور جہل کی تاریکی سے بڑھکر کوئی تاریکی نہیں جب ابلیس کو خوف ہوا کہ کہیں ایسا نہو۔ یہ لوگ پھر دوبارہ کتابوں کا مطالعہ کریں اور اس کے مکائد پر آگاہ ہوں تو ان کو کتابوں کا دفن اور ضائع کر دینا عمدہ کر دکھایا حالانکہ یہ سخت قبیح اور ممنوع ہے۔ اور کتابوں کے مقصود نہ جاننے کا نتیجہ ہے تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ علوم کی اصل قرآن اور سنت ہے جب شرع نے یہ جانا کہ اسکی نگہداشت دشوار ہے تو قرآن اور حدیث لکھنے کا حکم دیا +

فلما القرآن فان رسول الله صلى الله عليه وسلم كان اذا نزلت عليه اية دعا بالكاتب فاثبتها فكانوا يكتبون في العسب والرجاية ثم جمع القرآن بعد في المصحف ابوبكر رضي الله عنه ثم نسخ من ذلك عثمان بن عفان رضي الله عنه كما ذكرنا لحفظ القرآن الا يشتد منه شيء واما السنة فان النبي صلى الله عليه وسلم قصر الناس في بداية الاسلام على القرآن وقال لا تكتبوا عني سوى القرآن فلما كثرت الاحاديث وراى قلة ضبطهم اذن لهم في الكتابة فروى ابو هريرة ان رجلا شكى الى الرسول صلى الله عليه وسلم قلة الحفظ فقال استعن على حفظك بيمينك يعني الكتاب وروى عنه عبد الله بن عمرانه قال قيدوا العلم فقلت يا رسول الله وما تقييده قال الكتاب وروى عنه رافع بن خديج قال قلنا يا رسول الله انا نسمع منك اشياء افنكتبها قال اكتبوا ولا حرج قال المصنف وليعلم ان الصحابة ضبطت الفاظ رسول الله صلى الله عليه وسلم وحركاته وافعاله واجتمعت الشريعة من رواية هذا وعن هذا وقد قال رسول الله صلى الله عليه وسلم بلغوا عني وقال نضر الله امرأ سمع مقالتي فوعاها فادى كما سمعا وادية الحديث كما يسمع لا يكاد يصح الا من الكتاب لان الحفظ خوان وقد كان احمد بن حنبل يحدث بالحديث فيقال له امله علينا فيقول لا بل من الكتاب وقد قال علي بن المديني اما تراني سيدي احمد بن حنبل

ترجمہ قرآن کے بارے میں یوں ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر کوئی آیت نازل ہوتی تھی تو آپ کاتب کو بلواتے تھے اور وہ آیت لکھواتے تھے صحابہ آیتوں کو کھجوروں اور پتھر وغیرہ پر لکھا کرتے تھے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے قرآن شریف کو مصحف میں جمع کیا بعد ازاں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس سے نقلیں کیں یہ سب کچھ اسی لیے تھا کہ قرآن شریف محفوظ رہے اور اس سے کوئی چیز جدا نہ ہو باقی رہی سنت تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شروع اسلام میں لوگوں کو صرف قرآن شریف ہی پر موقوف رکھا اور فرمایا کہ قرآن کے سوا کچھ مجھ سے مت لکھو بعد ازاں جب حدیثیں بکثرت ہوئیں اور آپ نے قلت ضبط ملاحظہ فرمائی تو لکھ لینے کا حکم دیدیا ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر کمی حفظ کی شکایت کی آپ نے فرمایا کہ اپنے حفظ پر اپنے ہاتھ سے مدد لو یعنی لکھ لیا کرو عبد اللہ بن عمرو نے روایت کی کہ حضرت نے فرمایا علم کو مقید کرلو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ اسکا قید کرنا کیونکر ہے فرمایا کہ لکھ لو رافع بن خدیج نے روایت کی کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم لوگ آپ سے بہت سی باتیں سنتے ہیں آیا انہیں لکھ لیا کریں فرمایا لکھا کرو کوئی حرج نہیں مصنفؒ نے کہا کہ جاننا چاہیے صحابہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ اور حرکات اور افعال کو منضبط کیا ہے اور روایت در روایت پہونچکر شریعت جمع ہوئی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو مجھ سے سنو وہ دوسروں کو پہونچا دو اور نیز فرمایا کہ خدا اس شخص کو سرسبز رکھے جو مجھ سے کوئی بات سنے اور اسکو خوب نگاہ کرکے پھر جسطرح سنا تھا اسیطرح دوسرے کو پہونچا دے حدیث کو سنکر لفظ بلفظ اسیطرح بیان کرنا بغیر لکھ لینے کے مشکل ہے کیونکہ یادداشت پر بھروسا نہیں ہو سکتا۔

احمد بن حنبل کی نسبت کہتے ہیں کہ آپ حدیث بیان کیا کرتے تھے لوگ انسے کہتے تھے کہ آپ زبانی سنا دیا کیجئے جواب دیتے تھے کہ نہیں بغیر کتاب کے نہ بیان کرونگا علی بن المدینی نے کہا کہ مجھکو میرے آقا احمد بن حنبل نے حکم دیا ہے۔

الا احق الا من الکتاب فاذا کانت الصحابۃ قد رویت السنۃ وتلقفھا التابعین وسافر المحدثون وقطعوا شرق الارض وغربھا لتحصیل کلمۃ من ھھنا وکلمۃ وصحح ما صح وزیفوا ما لم یصح وجرحوا الرواۃ وعدلوا ھذا بین وصنفوا اخر من یغسل ذلک فیضیع التعب ولا یعرف حکم اللہ فی حادثۃ فما عوفیت الشریعۃ مثل ھذا فھل الشریعۃ من الشرائع قبلنا اسندا الی نبیھم وانما ھذہ خصیصۃ لھذہ الامۃ وقد رویت عن الامام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کونہ طاف الشرق والغرب فی طلب الحدیث انہ قال لابنہ ما کتبت عن فلان قد کرلہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یخرج یوم العید من طریق ویرجع من اخری فقال الامام احمد بن حنبل انا للہ سنۃ من سنن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لم تبلغنی وھذا قولہ مع اکثارہ وجمعہ فکیف بمن لم یکتب واذا کتب غسل افتری اذا غسلت الکتب وقعت علی من یعتمد فی الفتاوی والاحکام علی ذلک الزاھد وفلان الصوفی او علی الخواطر فیما یقع لھا تعوذ باللہ من الضلال بعد الھدی فصل ولا تخلو ھذہ الکتب التی دفنوا ھا ان یکون فیھا حق او باطل او قد اختلط الحق بالباطل فان کان فیہ باطل فلا لوم لمن دفنھا وان کان قد اختلط المحق بالباطل

ترجمہ کہ بغیر کتاب میں دیکھے حدیث نہ بیان کرو ں۔ اب جبکہ صحابہ نے سنت کو روایت کیا ہو اور ان سے تابعین نے لیا ہو۔ اور محدثین نے سفر کئے ہوں اور زمین کے مشرق و مغرب کو طے کیا ہو تاکہ ایک کلمہ یہاں سے حاصل کریں دوسرا لفظ وہاں سے لیں اور صحیح احادیث کی تصحیح کی اور غیر صحیح کو ناقص بتایا ہو اور راویوں میں جرح و تعدیل کی ہو اور سنن کو ترتیب دی ہو اور تصنیفیں کی ہوں پھر جو شخص اسکو دھو ڈالے وہ اس جانکاہی کو اکارت کرتا ہی اور کسی واقعے میں خدا کا حکم نہیں جانتا ہی ایسی باتوں میں کیا شریعت کی مخالفت کی گئی ہے کسی دوسری شریعت میں یہ بات نہیں پائی جاتی۔ کیا ہم سے پہلی شریعتوں میں کسی شریعت کی اسناد اس کے نبی تک پہونچی ہے ہرگز نہیں یہ خصوصیت فقط اسی امت کے لئے ہے امام احمد بن حنبل کی نسبت ہم بیان کر چکے کہ باوجودیکہ وہ طلب حدیث میں مشرق و مغرب پھرے تھے ایکبار اپنے بیٹے سے پوچھا کہ تم نے فلان شیخ سے کیا نقل کیا اُن کے بیٹے نے یہ حدیث سنائی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عید کے دن نماز کو ایک راستہ سے تشریف لیجاتے تھے اور دوسری راہ سے واپس ہوتے تھے امام احمد بن حنبل نے کہا کہ انا للہ وانا الیہ راجعون سنن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک سنت مجھکو نہیں پہنچی امام کا یہ قول ہے باوجود اسکے ہو کہ کثرت سے حدیثیں جمع کیں تھیں اب اس شخص کو کیا کہا جائے جو حدیث لکھتا ہی نہیں اور جب لکھتا ہے تو دھو ڈالتا ہی تم کہہ سکتے ہو کہ جب کتابیں دفن اور دریا برد کردی جائیں تو فتاوی اور نئے واقعات ظاہر ہونے کی حالت میں کس چیز پر اعتماد کیا جائے گا کیا فلان زاہد اور فلان صوفی سے فتوی لیا جائیگا یا نفس میں جو خطرات آتے ہیں اونپر بھروسا کیا جاسکتا ہے۔ ہدایت کے بعد گمراہی سے جو پناہ دے اور یہ کتابیں جنکو ان لوگوں نے دفن کیا تین حال سے خالی نہیں یا ان میں حق ہوگا یا باطل یا حق باطل کے ساتھ ملا ہوا ہوگا اگر ان میں باطل تھا تو جسنے دفن کیا اسپر کچھ ملامت نہیں اور اگر حق باطل سے ملا ہوا تھا

ولم یمکن تمییزہ کان عذرا فی تلافھا فان اقواما کتبوا عن ثقات وعن کذابین فاختلط الامر علیھم فدفنوا کتبھم وعلی ھذا یحمل ما یروی عن من دفن الکتب عن سفیان الثوری وان کان فیھا الحق والشرع فلا یحل اتلافھا بوجہ لکونھا ضابطۃ للعلم واموالا فیسیء من یقصد اتلافھا عن مقصودہ فان قال تشغلنی عن العبادۃ قیل لہ جوابک من ثلاثۃ وجہ احدھا انک لو فھمت لعلمت ان التشاغل بالعلم اوفی العبادات والثانی الیقظۃ اللتی وقعت لک لا تدوم فکانک وقد نمت علی ما فعلت بعد الفوت واعلم ان القلوب لا تبقی علی صفائھا بل تصدأ فتحتاج الی جلاءھا کما تنظر کتب العلم وقد کان یوسف بن اسباط دفن کتبہ ثم لم یصبر عن التحدیث فجعل یحفظ من حفظہ فخلط والثالث انا نقدر تمام یقظتک ودواھا والفراغ عن ھذہ الکتب فھل وھبتھا للمبتدی من الطلاب لم یصل الی مقامک اووقفتھا علی المنتفعین بھا فاما اتلافھا فلا یحل وقد روی المزنی عن احمد بن حنبل انہ سئل عن رجل افاد من کتبہ فقال ما یعجبنی ان یدفن العلم وعن المزنی یقول سمعت احمد بن حنبل یقول لا اعرف لمن دفن الکتب معنی

ذکر تلبیس ابلیس علی الصوفیۃ فی انکارھم علی من یشتغل بالعلم

ترجمہ اور اس کی تمیز ممکن نہ تھی تو ان کے ضائع کرنے کے لئے بھی عذر ہے کیونکہ بہت سے لوگوں نے معتبر اور جھوٹے دونوں قسم کے لوگوں سے حدیث لکھی تو اصل بات اوپر مختلط ہوگئی۔ تو انہوں نے ان کی کتابوں کو دفن کر دیا اور سفیان ثوری سے جو کتابوں کا دفن کرنا منقول ہے وہ اسی پر محمول ہے اور اگر انمیں حق اور شرع بھی تھی تو اسکا ضائع کرنا بالکل جائز نہیں کیونکہ وہ علم کے لئے قاعدہ اور مال نہیں اور جو شخص انکی ضائع کرنیکا قصد کرتا ہے تو چاہئے کہ اس کی غرض پوچھی جائے۔ اگر یوں کہے کہ کتابیں مجھکو عبادت سے دوسری جانب مشغول کر دیگی تو اسکا جواب تین طرح سے ہے ایک یہ کہ اگر تم کو سمجھ ہوتی تو جان لیتے کہ علم کا شغل رکھنا پوری پوری عبادت ہے دوسرے یہ کہ جو روشنضمیری تم کو حاصل ہوئی ہے یہ ہمیشہ نہیں رہ سکتی گویا کہ میں تمہیں دیکھ رہا ہوں وقت گذر جائیگا جب تم اپنی حرکت پشیمانی اور ٹھاریہ ہوا اور واضح ہو کہ دل ہمیشہ صفائی پر نہیں رہتے بلکہ زنگ آلود ہو جاتے ہیں تو اوقات جلا کرنے کی ضرورت ہوتی ہے جیسے علمی کتابوں کا دیکھنا۔ یوسف بن اسباط نے اپنی کتابیں دفن کر دی تھیں اور حدیث بیان کئے بغیر سینہ آتا تھا لہذا یاد داشت پر حدیث سنانے لگے اور غلط کر دیا تیسرے یہ کہ ہم مان لیتے ہیں کہ تمہاری روشندلی کامل ہے اور ہمیشہ رہیگی اور تم کو کتابوں کی ضرورت بھی نہیں مگر اہل طلب میں سے کسی مبتدی کو جو تمہارے مقام تک نہیں پہونچا وہ کتابیں ہبہ کیوں نہیں کر دیں یا ایسے لوگوں کو کیوں وقف نہیں کر دیں جو انسے نفع اوٹھائے کتابوں کا ضائع کرنا کسی حال میں درست نہیں مروزی نے احمد بن حنبل سے روایت کیا کہ اونسے اس شخص کے بارے میں پوچھا گیا جو یہ وصیت کرے کہ اسکی کتابیں دفن کر دی جائیں جواب دیا کہ میں اسکو پسند نہیں کرتا کہ علم کو دفن کر دیا جائے اور مروزی کہتے ہیں کہ میں نے احمد بن حنبل سے سنا کہتے تھے کہ میرے نزدیک کتابیں دفن کرنے کی کوئی وجہ نہیں جانتا

(علم میں مشغول رہنے والوں پر اعتراض کرنیکے بارے میں صوفیہ پر تلبیس ابلیس کا بیان)

قال المصنف لما انقسم هؤلاء بين متكاسل عن طلب العلم وبين ظان ان العلم هو الواقع في النفوس من متمرات التعبد وسمى ذلك العلم الباطن نهى عن التشاغل بالعلم الظاهر حدثنا ابو اسحٰق ابراهيم بن احمد بن محمد الطبري قال سمعت جعفر الخلدي يقول لو تركنا نحن الصوفية لجئتكم باسنادنا الى انبيا لقد مضيت الى عباس الدوري وانا حدث فكتبت عنه مجلسا واحدا وخرجت من عنده فاقيني بعض من كنت اصحبه من الصوفية فقال ايش هذا معك فاريته اياه فقال ويحك تدع علم الخرق وتاخذ علم الورق ثم خرق الاوراق فدخل كلامه في قلبي فلم اعد الى عباس قال المصنف وبلغني عن ابي سعيد الكندي قال كنت انزل رباط الصوفية واطلب الحديث في خفية بحيث لا يعلمون فسقطت الدواة يوما من يدي فقال لي بعض الصوفية استر عورتك وحدثنا ابو الحسين بن احمد الصفار قال كان بيدي محبرة فقال لي الشبلي غيب دواتك عني يكفيني سواد قلبي وسمعت علي بن محمد يقول وقفت ببغداد على حلقة الشبلي فنظر الي ومعي محبرة فاشتاط غضبا وقال اتريد ان تكتب الحرف وتترك الحق، وهمت البلاد لوجد الحق، فبيك هتكت قناع القراء، وعنك نطقت لك السن الطرق، اذا خاطبوا بعلم الاوراق، بشرت عليهم بعلم الخرق، قال المصنف نزل كبر المعاند الله الصدعن سبيله واوضح سبيل الله العلم لانه دليل على الله تبيان لاحكام شرعه

ترجمہ مصنف نے کہا کہ جب صوفیہ کی دو قسمیں ہوئیں ایک تو وہ جو طلب علم میں کاہل رہے دوسرے وہ جنہوں نے یہ گمان کیا کہ علم وہی ہے جو عبادت کے نتائج سے نفس میں القا ہوتا ہے اور اس کا نام علم باطن رکھا ہے لہذا اس قوم نے علم ظاہر میں مشغول ہونے سے منع کیا ہے ابو اسحاق ابراہیم بن احمد بن محمد طبری نے ہم سے بیان کیا کہ میں نے جعفر خلدی سے سنا کہتے تھے کہ اگر ہمیں چھوڑتے تو میں تمکو دنیا کی اسناد سناتا میں جس زمانے میں نوجوان تھا ایک بار عباس دوری کے پاس گیا اور ایک مجلس میں جسقدر حدیثیں انہوں نے بیان کیں لکھ لایا جب ان کے پاس سے اٹھ کے آیا تو رستے میں میرے ایک دوست جو صوفی تھے ملے پوچھنے لگے کہ تمہارے پاس یہ کیا ہے میں نے وہ کتاب دکھائی کہنے لگے وائے ہو تجھ پر علم خرق کو چھوڑ کر علم ورق کو اختیار کرتا ہے یہ کہکر اوراق کو پھاڑ ڈالا میرے دل میں انکا کلام گھر کر گیا پھر میں کبھی عباس کے پاس نہیں گیا مصنف نے کہا کہ ابو سعید کندی کی نسبت مجھے سنا ہی بیان کرتے تھے کہ میں صوفیہ کے رباط میں اترتا تھا اور خفیہ طور پر حدیث طلب کرتا تھا کہ ان کو خبر نہ ہوتی تھی ایک روز میری جیب سے دوات گر پڑی ایک صوفی نے مجھ سے کہا کہ اپنی شرمگاہ چھپا و ابو الحسین بن احمد صفار نے بیان کیا کہ میری ہاتھ میں دوات تھی شبلی نے دیکھکر کہا اپنی سیاہی مجھ سے پوشیدہ کرو مجھکو اپنے دل ہی کی سیاہی کافی ہے علی بن مہدی سے سنا کہ میں بغداد میں شبلی کے حلقہ میں جا کھڑا ہوا شبلی نے میری طرف دیکھا اور میری پاس دوات تھی دیکھکر نہایت شعار پڑھے جنکا ترجمہ یہ ہے۔ مینے لڑائی کے واسطے حرف کا لباس پہنا اور اندوہ و قلق کے مارے شہروں میں سر گشتہ پھرا۔ تیرے لئے مینے جہاد کا پردہ اٹھا دیا۔ اور جس سے گفتگو کی تیری ہی باتیں کی۔ جب لوگ مجھ سے علم ورق کے بارے میں درخواست کرتے ہیں تو میں ان کو علم خرق بتاتا ہوں مصنف نے کہا کہ اللہ تعالی کی سخت مخالفت یہ ہے کہ اسکے بندوں سے لوگوں کو روکا جاے اور اللہ تعالی کا بہت روشن رستہ علم ہے کیونکہ علم اللہ تعالی کا دلیل ہے اور احکام شریعت کا بیان

وایضاً لما یحبّہ ویکرھہ فالمنع منہ معاداۃ اللہ ولشرعہ ولکن الناھین عن ذلک ما فطنوا لما فعلوا **وقد** کان الامام احمد بن حنبل یری المحابر بایدی طلبۃ العلم فیقول اھذہ شرح الاسلام وکان ھو یحمل المحبرۃ علی کبرہ فقال لہ رجل الوصیتی یا ابا عبد اللہ فقال الی المقبرۃ **وقال** فی قولہ علیہ السلام لا تزال طائفۃ من امتی منصورین لا یضرھم من خذلھم حتی یقوم الساعۃ فقال احمد ان لم یکونوا اصحاب الحدیث فلا ادری من ھم **وقال** ایضاً ان لم یکونوا اصحاب الحدیث الابدال فمن یکون **وقیل لہ** ان رجلا قال فی اصحاب الحدیث انھم کانوا قوم سوء فقال احمد ھذا زندیق **وقال** الامام الشافعی رحمہ اللہ اذا رأیت رجلا من اصحاب الحدیث فکانی رأیت رجلا من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم **وقال** یوسف ابن اسباط طلبۃ الحدیث یدفع اللہ بھم البلاء عن اھل الارض **حدثنا** ابن مسروق قال رأیت کان القیامۃ قد قامت والخلق مجتمعون اذ نادی منادٍ الصلوۃ جامعۃ فاصطف لنا صفوفا فاتا سلک فتاملتہ فاذا بین عینیہ مکتوب جبرئیل امین اللہ فقلت این النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال مشغول بنصب الموائد لاخوانہ الصوفیۃ فقلت وانا من الصوفیۃ فقیل نعم ولکن شغلک کثرۃ الحدیث **قال المصنف** معاذ اللہ ان ینکر جبرئیل الاشتغال بالعلم وفی اسنادہ ھذہ الحکایۃ

ترجمہ اور اس امر کی توضیح ہے کہ اللہ تعالیٰ کس چیز کو پسند فرماتا ہے اور کس بات سے ناراض ہے اب علم سے منع کرنا اللہ تعالیٰ اور اس کی شریعت سے عداوت رکھنا ہے اور لیکن یہ منع کرنیوالے لوگ نہیں سمجھتے کہ کیا غضب کر رہے ہیں امام احمد بن حنبل طالب علموں کے ہاتھوں میں دواتیں دیکھ کر فرماتے تھے کہ یہ اسلام کی شرح ہیں اور باوجود بڑاپے کے دوات لیکر بیٹھتے تھے کسی شخص نے پوچھا اے ابو عبد اللہ یہ دوات کب تک ساتھ رہیگی جواب دیا کہ قبر تک ساتھ جائیگی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو یہ فرمایا ہے کہ میری امت کا ایک گروہ ہمیشہ فتحمند رہے گا جو لوگ اُن کو چھوڑ دینگے وہ ان کو کچھ نقصان نہ پہونچا سکینگے امام احمد بن حنبل نے کہا کہ یہ گروہ اگر اہل حدیث نہیں تو میں نہیں جانتا کہ پھر کون ہیں نیز امام نے کہا کہ ابدال اگر اہل حدیث نہونگے تو کون ہوگا کسی نے امام احمد سے کہا کہ فلان شخص اصحاب حدیث کی نسبت کہتا ہے کہ برے لوگ تھے جواب دیا کہ وہ شخص زندیق ہے اور امام شافعی نے فرمایا کہ میں جب اہل حدیث میں سے کسیکو دیکھتا ہوں تو گویا اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں سے ایک کو دیکھتا ہوں یوسف بن اسباط نے کہا کہ طالبان حدیث کی برکت سے اللہ تعالیٰ اہل زمین کی بلائیں دفع کرتا ہے ابن مسروق نے کہا میں نے خواب میں دیکھا کہ گویا قیامت قائم ہے اور لوگ جمع ہیں اتنے میں منادی نے ندا کی کہ اے لوگو نماز ہونیوالی ہے۔ سب نے صفیں باندھیں میرے پاس ایک فرشتہ آیا میں نے غور سے دیکھا تو اسکی آنکھوں کے درمیان لکھا ہوا تھا جبریل امین اللہ میں نے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہاں تشریف رکھتے ہیں جبریل نے جواب دیا کہ آپ اپنے صوفیہ بھائیوں کے لئے دسترخوان تیار کر رہے ہیں میں نے کہا کہ میں بھی تو صوفیہ میں سے ہوں کہنے لگے کہ ہاں تو بھی صوفی ہے مگر تجھکو کثرت حدیث نے دوسری جانب مشغول کر دیا مصنف نے کہا معاذ اللہ کہ جبریل علیہ السلام علم میں مشغول ہونے سے انکار کریں اور اس حکایت کی اسناد میں

ابن جهضم وكان كذابا ولعلها عمله واما ابن مسروق فحدثنا علي بن محمد بن نصر قال سمعت حمزة بن يوسف قال سمعت
الدارقطني يقول بوالعباس بن مسروق ليس بالقوي يأتي بالمعضلات ذكر تلبيس ابليس على الصوفية في كلامهم
في العلم قال المصنف علم ان هؤلاء القوم لما تركوا العلم وانفردوا بالرياضات على مقتضى آرائهم صاروا
عن الكلام في العلوم متكلموا بقاعاتهم فوقعت الاغاليط القبيحة منهم فتارة يتكلمون في تفسير القرآن وتارة في الحديث
وتارة في الفقه وغير ذلك وليسوقون العلوم الى مقتضى علومهم الذي انفردوا به والله سبحانه لا يحكي عن الرجال من اقوام قولهم الشرعية
يردون على المتخصصين ويثبتون اغلاطا فاحشة ذكر نبذة من كلامهم في القرآن قال حدثنا جعفر بن محمد
الخلدي قال حضرت شيخنا الجنيد وقد سأله ابن كيسان عن قوله تعالى ستقرئك فلا تنسى فقال الجنيد لا تنسى العلم قال
وسألته عن قوله ودرسوا ما فيه فقال له الجنيد تركوا العمل به فقال له يا فضل الله فاك قال المصنف اما قوله
لا تنسى العلم فتفسير لا وجه له والغلط فيه ظاهر لانه فسره على انه نهي وليس كذلك انما هو خبر لا نهي وتقديره فما تنساه انت
ولو كان نهيا كان مجزوما فتفسيره على خلاف اجماع العلماء وكذلك قوله تعالى ودرسوا ما فيه
انما هو من الدرس الذي هو التلاوة من قوله تعالى وبما كنتم تدرسون

ترجمہ ایک راوی ابن جہضم ہے جو کذاب تھا عجیب نہیں کہ اسکی من گھڑت ہو اور ابن مسروق کی نسبت علی بن محمد بن نصر نے بیان کیا کہ میں نے
حمزہ بن یوسف سے سنا کہتے تھے کہ میں نے دارقطنی سے سنا بیان کرتے تھے کہ ابوالعباس بن مسروق قوی نہیں اور معضلات روایت کرتا ہے
(علمی مسائل میں کلام کرنیمیں صوفیہ پر تلبیس ابلیس کا بیان) مصنف نے کہا جاننا چاہئے کہ اس قوم نے جب علم کو چھوڑ دیا
اور صرف اپنی رایوں کے مطابق ریاضتوں کے ہو رہے تو علوم کے بارے میں گفتگو کرنے سے نہ رہ سکے لہذا اپنے واقعات بیان کئے اور
صحیح غلطیاں انسے سرزد ہوئیں کبھی تو تفسیر میں گفتگو کرتے ہیں اور کبھی حدیث میں اور کبھی فقہ میں کبھی اور علوم میں تمام علوم کو اپنے اسی
علم کیطرف لیجاتے ہیں جو انکو حاصل ہوا ہے اور اللہ سبحانہ تعالیٰ ایسوں سے عالی نہیں کہتا جو اسکی شریعت کی حفاظت کریں اور
جو فنون جو اپنے ہیں اور علمی کو پسند الہی کی نسبت خبر دیں (قرآن میں جو صوفیہ نے کلام کیا اسکا تھوڑا سا بیان) جعفر بن
محمد خلدی نے بیان کیا کہ میں اپنے شیخ جنید کی خدمت میں حاضر ہوا ابن کیسان نے انسے اس آیت کا مطلب دریافت کیا ستقرئک
فلا تنسی یعنی اے محمد ہم تم کو پڑھائینگے اور تم بھولوگے جنید نے کہا کہ مطلب یہ ہے کہ اسپر عمل کرنا مت بھولو جعفر نے کہا کہ کسی نے
جنید سے اس آیت کے معنی پوچھے و درسوا ما فیہ یعنی جو اسمیں لکھا ہے پڑھا جنید نے کہا معنی یہ ہیں کہ اسپر عمل کرنا چھوڑ دیا۔ تو
اسنے کہا اللہ تعالیٰ تمہارے منہ کی مہر توڑے مصنف نے کہا کہ جنید کی یہ تفسیر کہ اسپر عمل کرنا مت بھولو بے وجہ ہے جسمیں صریح غلطی
ہے کیونکہ یہ تفسیر اس بنا پر کہ لا تنسی صیغہ نہی ہے حالانکہ یہ جملہ خبر یہ ہے نہی نہیں اور ما تنسی کے معنی نہیں ہے کیونکہ اگر نہی ہوتا تو حالت
جزمی میں واقع ہوتا غرض یہ تفسیر اجماع علماء کے خلاف ہے اسی طرح اسکی تفسیر کہ درسوا ما فیہ یہ درس سے نکلا ہے
جو یعنی تلاوت ہے جیسا دوسری جگہ فرمایا وبما کنتم تدرسون۔

لامن درس الشیء الذی ھو ھلاکہ **وحدثنا** محمد بن جریر قال سمعت ابا العباس ابن عطا وقد سئل عن قولہ تعالٰی فنجیناک من الغم قال ینجیناک من الغم بقومک وقتنناک بنا عمن سوانا **قال المصنف** وھذہ جرأۃ عظیمۃ علی کلام اللہ تعالٰی ولنسبتہ الکلیم الی الافتتان بمحبۃ اللہ سبحانہ وجعل محبتہ بفتن غایۃ فی القباحۃ **وسئل** ابن عطاء عن قولہ تعالٰی واما ان کان من المقربین فروح وریحان وجنۃ نعیم فقال الروح النظر الی وجہ اللہ والریحان الاستماع کلاھما وجنۃ نعیم ھو ان لا یحجب فیھا عن اللہ تعالٰی **قال المصنف** ھذا کلام باطل واقع علی خلاف المفسرین وقد جمع ابو عبد الرحمن السلمی فی تفسیر القرآن من کلامھم الذی اکثرہ ھذیان لا یحل تحلیدین سماعہ ما حقائق التفسیر **ومن کلامھم** انھم قالوا انما سمیت فاتحۃ الکتاب بذلک لانھا اوائل ما فتحنا بہ من خطابنا فان تادبت بذلک والا حرمت لطائف ما بعد **قال المصنف** وھذا قبیح لانہ لا یختلف المفسرون ان الفاتحۃ لیست من اوائل ما نزل وقال فی قولہ الانسان ایۃ اقامت غرقا **قال المصنف** وھذا قبیح لانہ لیس من آمر اذا لو کان کذلک کانت المیم المشددۃ **وقال** فی قولہ تعالٰی وان یاتوکم اسارٰی قال ابو عثمان غرقا والذین قال الاوسطی غرقا فی رؤیتہا فعالھم **وقال الجنید** اسارٰی فی اسباب الدنیا یھدیھم الی قطع العلائق

ترجمہ اس قول کا یہ ہے نہیں نکلا کہ درس اس جزو درس کا معنے ہلاکت کے ہیں محمد بن جریر نے کہا میں نے ابو العباس بن عطا سے سنا انسے کسی نے اس آیت کے معنی پوچھے فنجیناک من الغم یعنی ہم نے تجھکو غم سے نجات دی اور تجھکو آزمایا ابو العباس نے کہا یعنی تمہاری قوم کے غم سے تجھکو نجات دی اور اپنے ماسوا سے جدا کر کے تجھکو اپنا مفتون بنالیا **مصنف** نے کہا کہ اللہ تعالٰی کے کلام پر یہ بڑی بھاری جرأت ہے اور حضرت موسٰی کی نسبت کہنا کہ عشق الٰہی کے فتنے میں پڑ گئے اور خدا کی محبت کو فتنہ قرار دینا نہایت ہی قبیح بات ہے **ابن عطا** سے کسی نے اس آیت کے معنی پوچھے واما ان کان من المقربین فروح وریحان وجنۃ نعیم جواب دیا کہ روح کے معنی ہیں دیدار خدا کا دیکھنا ریحان اسکا سننا جنۃ نعیم وہ مقام ہے کہ اسمیں اللہ تعالٰی کا کوئی حجاب نہو **مصنف** نے کہا یہ کلام فی الواقع مفسرین کے خلاف ہے اور ابو عبد الرحمن سلمی نے قرآن کی تفسیر میں صوفیہ کے بعض کلام بیہودہ جمع کئے ہیں جنمیں اکثر بیہودہ باتیں ہیں جو جائز نہیں ہیں انکا نام رکھا ہے حقائق التفاسیر صوفیہ کی تفاسیر میں سے ایک یہ بھی ہے کہ کہتے ہیں کہ الحمد کو فاتحۃ الکتاب اسلئے کہتے ہیں کہ یہ شروعات ہیں جن سے ہمنے اپنے خطاب کو شروع کیا ہے اگر تم نے اسکا ادب کیا۔ تو خیر ورنہ مابعد کے لطائف سے محروم رہجاؤ گے + **مصنف** نے کہا یہ توجیہ قبیح ہے کیونکہ مفسرین بلا اختلاف کہتے ہیں کہ سورۂ فاتحہ اوائل میں نازل نہیں ہوئی صوفیہ میں سے کسی نے کہا ہے کہ انسان جو کہتا ہے آمین معنی یہ ہیں کہ ہم قصد کر کے تیری طرف آتے ہیں **مصنف** نے کہا یہ معنی قبیح ہیں کیونکہ یہ لفظ آمّ یہ تشدید میم سے نہیں اگر ایسا ہوتا تو میم کو مشدد ہونا چاہیے تھا **قولہ تعالٰی** وان یاتوکم اسارٰی یعنی اگر کفار تمہارے پاس قید ہو کر آئیں۔ ابو عثمان نے کہا کہ اساری کے معنی ہیں گناہوں میں ڈوبے ہوئے **واسطی** نے کہا یہ مطلب ہے کہ اپنے افعال پر نظر کرنے میں غرق ہیں **جنید** کہتے ہیں مراد یہ ہے کہ اسباب دنیا میں گرفتار ہیں اللہ تعالٰی قطع علائق کی ان کو ہدایت کرتا ہے

قلت انما الآية على وجه الانكار ومعناها اذا اسرتموهم فدونكم واذا احاربتموهم فقتلتموهم وهؤلاء قد اسرهم على ما يوجب المدح وقال محمد بن علي يحب التوابين من توبتهم وقال الثوري يقبض ويبسط لايأس وقال في قوله ومن دخله كان آمنا اي من هواجس نفسه ووساوس الشيطان وهذا غاية في القبح لان لفظ الآية لفظ الخبر ومعناها الامر وتقديرها من دخل الحرم فآمنوه وهؤلاء قد فسروها على الخبر ثم لا يصح هو لانه كم من داخل الحرم وآمن من هواجسه لا الوسواس وذكر في قوله تعالى ان تجتنبوا كبائر ما تنهون عنه قال ابو تراب هي الدعاوي الفاسدة والجار ذي القربى قال سهل هو القلب والجار الجنب النفس وابن السبيل الجوارح وقال في قوله وهم بها قال ابو بكر الوراق الهمان لها ويوسف ما هم بها قالت وهذا خلاف ما يصح القرآن وقوله ما هذا بشرا قال محمد بن علي ما هذا باهل ان يدعى الى المباشرة وقال الزنجاني الرعد صفقات الملائكة والبرق زفرات افئدتهم والمطر بكاؤهم وقال في قوله تعالى ولله المكر جميعا قال الحسن لا مكر بين فيه من مكر الحق بعباده حيث اوهم ان لهم سبيلا اليه بحال والحدث اقران مع القدم

ترجمہ میں کہتا ہوں کہ آیت توانکار کے طور پر وارد ہوئی ہے اور معنی اس کے یہ ہیں کہ جب تم کفار کو قید کرو (اور پہراوں کو چھوڑنا چاہو) تو ان سے فدیہ لیلو اور جب ان سے جہاد کرو تو ان کو قتل کرو اور ان لوگوں نے اسکی طرح پر تفسیر کی جس سے مدح ثابت ہوتی ہے اور محمد بن علی نے کہا کہ دوست رکھتا ہوں ان لوگوں کو جو اپنی توبہ سے توبہ کرتے ہیں اور نوری نے کہا تنگ اور کشادہ کرتا ہے اپنے واسطے قولہ تعالیٰ ومن دخله كان آمنا یعنی جو حرم میں داخل ہوا وہ امن میں ہے کہتے ہیں کہ مطلب یہ ہے کہ نفسانی خیالات اور شیطانی وسوسوں سے محفوظ ہے اور یہ نہایت قبیح ہے کیونکہ لفظ آیت کے خبر کے ہیں اور معنی اس کے امر کے ہیں اور تقدیر اسکی یہ ہے من دخل الحرم فآمنوه یعنی جو حرم میں داخل ہوا اسکو امن دو ان لوگوں نے اس کی تفسیر امنا بفتحہ الف وکسرہ میم بیان کے علاوہ ازیں ان کی تفسیر پر آیت درست نہیں رہتی بہت سے لوگ حرم میں داخل ہوتے ہیں اور امن نفسانی اور وساوس شیطانی سے نہیں بچتے قولہ تعالیٰ ان تجتنبوا کبائر ما تنهون عنه یعنی اگر تم ممنوعات کے کبائر سے اجتناب کروگے ابو تراب نے کہا کہ کبائر سے مراد فاسد دعوے ہیں سہل کہتے ہیں کہ قرآن شریف میں والجار ذی القربی سے مراد قلب ہے اور الجار الجنب نفس ہے اور ابن السبیل جوارح ہیں قولہ تعالیٰ وهم بها یعنی یوسف نے زلیخا کا قصد کیا ابوبکر وراق نے کہا کہ دونوں قصد زلیخا کے ہیں میں کہتا ہوں کہ یہ نص قرآن کے خلاف ہے اور یوسف نے اس کا قصد نہیں کیا تھا قولہ تعالیٰ ما هذا بشرا یعنی یوسف آدمی نہیں محمد بن علی کہتے ہیں کہ معنی یہ ہیں یوسف اس قابل نہیں کہ مباشرت کی طرف بلایا جائے زنجانی نے کہا رعد ملائکہ کی دست زنی کی آواز ہے اور برق ان کے دلوں کے شعلے ہیں اور بارش ان کی آہ وبکا ہے قولہ تعالیٰ ولله المكر جميعا حسین نے کہا کہ خدا کے مکر سے بڑھکر اس کے بندوں کے واسطے کوئی فریب نہیں کہ ان کو شبہ میں ڈالدیا ہے کہ ایک حال میں وہ خدا کا رستہ پاسکتے ہیں یا حدوث کو قدم کے ساتھ مقارنت ہے۔

قال المصنف ومن تامل معنی هذا علم انه کفر محض لانه یشیر الی انه کالهزل واللعب ولکن الحسین هو الحاجر وهذا یلیق بذلک وقال فی قوله لعمرک ای لعمارتک سرک بمشاهدتنا قلت وجمیع الکتاب من هذا الجنس ولقد همممت ان اثبت منه ههنا کثیرا فرأیت الزمان یضیع فی کتابة شیء بین الکفر والخفاء والطغیان وهو جنس ما حکینا عن الباطنیة فمن اراد ان یعرف جنس ما فی هذا الکتاب فهذا انموذجه ومن اراد الزیادة فلینظر فی ذلک الکتاب وقال ابو حامد الطوسی فی کتاب ذم المال فی قوله تعالی واجلبنی وبنی ان نعبد الاصنام قال انما عنی الذهب والفضة اذ رتبة النبوة اجل من ان یخشی علیها عن تعبد الاصنام قال وانما عنی بعبادته حبه والاختیار به قال المصنف وهذا شیء لم یقله احد من المفسرین وقد قال شعیب وما یکون لنا ان نعود فیها الا ان یشاء الله ربنا ومعلوم ان میل الانبیاء الی الشر امر ممتنع لاجل العصمة لانه مستحیل ثم قد ذکر مع نفسه من یتصور فی حقه الاشتراک فجاز ان یدخل نفسه معهم فقال واجنبنی وبنی ومعلوم ان العرب اولاده وقد عبد اکثرهم الاصنام وقال ابو حمزه الخراسانی

مصنف نے کہا کہ اس تفسیر کے معنی جو شخص سمجھیگا جان لیگا کہ یہ کفر محض ہے کیونکہ اس سے پایا جاتا ہے کہ گویا اللہ تعالیٰ مذاق اور کھیل کرتا ہے لیکن یہ مفسر حسین حلاج ہیں انسے ایسا جملہ کچھ بعید نہیں اور آیت لعمرک کی یوں تفسیر کی کہ تمہاری عمارت کی قسم ہے کہ تمہارا بھید میرے مشاہدے میں ہے میں کہتا ہوں کہ ساری کتاب اسی قسم کی ہے اور پینے چاہا کہ ان میں سے بہت سا نقل کروں تو پینے دیکھا کہ زمانہ ایک ایسی شئے کو لکھنے میں برباد ہوتا ہے جس میں کچھ کفر ہے اور کچھ خطا اور کچھ بیہودہ باتیں اور وہ اس قسم کی باتیں ہیں جو ہم نے فرقہ باطنیہ سے نقل کیں جو شخص اس کتاب کی حالت دیکھنا چاہے تو یہ اسکا نمونہ دیکھ لے اور جو شخص زیادہ چاہے تو وہی کتاب دیکھ لے ابو حامد طوسی نے کتاب ذم مال میں اس آیت کی تفسیر میں کہا ہے واجنبنی وبنی ان نعبد الاصنام یعنی مجھکو اور میری اولاد کو بتوں کی عبادت سے دور رکھ مراد بسیم وزر ہے کیونکہ نبوت کا رتبہ اس سے اعلیٰ ہے کہ اسپر عبادت اصنام کا خوف ہو اور کہا کہ عبادت سے مراد مال و دولت کی محبت اور اسپر فریفتہ ہونا ہے مصنف نے کہا کہ یہ ایسے معنی ہیں جو کسی مفسر نے نہیں بیان کئے شعیب نے اس آیت کی تفسیر میں کہا ہے وما یکون لنا ان نعود فیها الا ان یشاء الله ربنا یعنے ہم بغیر خدا کی مرضی کے کیوں شرک میں پڑنے لگے یہ امر معلوم ہے کہ انبیا کا شرک میں پڑنا غیر ممکن ہے کیونکہ وہ معصوم ہیں لیکن امر مستحیل نہیں علاوہ ازیں آیت مذکورہ میں تو حضرت ابراہیم کی ساتھ ایسے لوگونکا ذکر ہے جن سے شرک سرزد ہو سکے لہذا جائز ہے کہ انکی ساتھ اپنے آپ کو بھی شامل کر لیا اور فرمایا واجنبنی وبنی یعنی مجھے اور میری اولاد کو بچا حالانکہ یہ بات معلوم ہے کہ عرب حضرت ابراہیم کی اولاد ہیں اور ان میں سے بہتوں نے بت پرستی کی ہے اور ابو حمزہ خراسانی

[illegible] نے کہا [illegible]

قد یقطع باقوام فی الجنة فیقال کلوا واشربوا هنیئا بما اسلفتم فی الایام الخالیة شغلهم عنه بالاکل والشرب ولا مکر فوق هذا ولا حسرة اعظم منه **قال المصنف** انظروا وفقکم الله الی هذه الحماقة ولتسمیة المنعم به مکرا واضافة المکر بهذا الی الله سبحانه وعلی مقتضی قول هذا ان الانبیاء لا یاکلون ولا یشربون بل یکونون مشغولین بالله فما اجرأ هذا القائل علی مثل هذه الالفاظ القبائح وهل یجوز ان یوصف الله عز وجل بالمکر علی ما نعقله من معنی المکر واسمائه من مکره وخداعه انه یجازی الماکرین والخادعین وانی لا اتعجب من هؤلاء وقد کانوا یتورعون فی اللفظة والکلمة کیف انبسطوا فی تفسیر القرآن الی ما هذا احد **وقال** رسول الله صلی الله علیه وسلم من قال فی القرآن برأیه فاصاب فقد اخطأ **وقال** من قال فی القرآن برأیه فلیتبوأ مقعده من النار **قال المصنف** وقد رویت لبعض الحکایة عن بعضهم فیما یتعلق بالمکر انا لا نشعر من ذکرها لکنا نبه بها علی قبح ما یتخیله هؤلاء الجهلة **اخبرنا** ابو عبد الله بن خفیف قال سمعت رویما یقول اجتمع لیلة بالشام جماعة من المشائخ فقالوا ما شهدنا مثل هذه اللیلة وطیبتها

ترجمہ کہ قطعی طور پر بہت سے لوگوں کے ساتھ جنت میں فریب کیا جائیگا چنانچہ کہا جائیگا کلوا واشربوا هنیئا بما اسلفتم فی الایام الخالیة یعنی خوشی سے کھاؤ پیو یہ تمہارے گذشتہ زمانے کی خوش اعمالی کا نتیجہ ہے ابو محمد نے کہا کہ اہل بہشت کو اللہ تعالی نے کھانے پینے میں لگا کر اپنے سے دوسری جانب مشغول کر دیا اس سے بڑھکر کوئی مکر و فریب اور اس سے بڑی کوئی حسرت نہوگی۔ مصنف نے کہا بھائیو خدا تمکو توفیق خیر دے اس حماقت پر غور کرو کہ نعمت و احسان کا نام مکر و فریب رکھتے ہیں اور اسی مکر کو خدا کی طرف نسبت کرتے ہیں اس قول کی بنا پر لازم آتا ہے کہ انبیا علیہم السلام نہ کھائیں نہ پئیں بلکہ خدا کی طرف ہی مشغول رہیں۔ یہ شخص کیسے دلیر ہے ایسے الفاظ قبیح زبان پر لاتا ہے کیا یہ بات جائز ہے کہ ہم جو مکر کے معنی سمجھتے ہیں اس کے موافق اللہ تعالی کی صفت مکر قرار دیجائے اللہ تعالی کے مکر و فریب کے تو یہ معنی ہیں کہ وہ مکر و فریب کرنیوالوں کو بدلا دیتا ہے مگر ان لوگوں پر تعجب آتا ہے کہ ایک ایک لفظ اور ایک ایک کلمہ میں تورع اور احتیاط کرتے تھے تفسیر قرآن میں اس قدر بے تکلف کیونکر ہو گئے حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص قرآن شریف میں اپنی رائے سے کچھ کہے تو گو درست ہو مگر غلط ہے اور فرمایا جو کوئی قرآن شریف میں اپنی عقل سے گفتگو کرے تو دوزخ اپنا ٹھکانا سمجھ لے مصنف نے کہا کہ مکر کے متعلق بعض صوفیہ سے مجکو عجیب حکایت پہونچی ہے جس کے بیان کرنیسے میرے رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں لیکن ان جاہلوں کی خیالات کی قباحت پر تنبیہ کرنا ہوں ابو عبد اللہ بن خفیف نے کہا میں نے رویم سے سنا کہتے تھے کہ ایک رات ایک مشائخ کی جماعت شام میں جمع ہوئی باہم کہنے لگے کہ آج کی مانند عمدہ رات ہمنے کبھی نہیں دیکھی

فتعالوا نتذاکر فی مسئلۃ لئلا نذھب لیلتنا فقالوا نتکلم فی المحبۃ فانھا عمدۃ القوم فتکلم کل واحد من حیث ھو فکان فی القوم عمرو بن عثمان المکی فوقع علیہ النوم ولم یکن من عادتہ فقام وخرج الی محض اللہ فاذا الیلۃ مقمرۃ فوجد قطعۃ رق فاخذہ وحملہ الیھم وقال یا قوم اسکتوا فان ھذا جاءکم النظر واما فی ھذہ الرسالۃ فاذا فیھا مکتوب مکار وکلکم تدعون محبۃ فافترقوا فما اجتمعوا الا الموسم قال المصنف ھذہ الحکایۃ بعیدۃ الصحۃ وابن خفیف لا یوثق بہ وان صحت فان الشیطان القی ذلک الرق وان کانوا قد ظنوا انھا رسالۃ من اللہ تعالی یظنونھم الفاسد اقول وقد بینا ان معنی المکر المجازاۃ علی المکر فاما ان یقال عنہ مکار ففوق الحجاب وفوق الحکایۃ وعن الخلدی قال سمعت رویما یقول ان اللہ غیب اشیاء غیب مکرہ فی عملہ وغیب خداعہ فی لطفہ وغیب عقوباتہ فی باب کراماتہ قیل خرج ابو یزید لزیارۃ اخ لہ فلما وصل الی نھر جیحون التقی لہ حافۃ النھر فقال لہ سیدک الیوم ھذا المکر الخفی وعزتک ما عبدتک لھذا تم رجع ولم یعبر قال السھلکی وسمعت محمد بن احمد المذکر یذکر ان ابا یزید قال من عرف اللہ صار الجنۃ علیہ وبالا وصار الجنۃ علیہ وبالا قلت وھذہ جرأۃ عظیمۃ فی اضافۃ المکر الی اللہ تعالی وجعل الجنۃ التی ھی نھایۃ للطالب وبالا واذا کانت وبالا للعاصین فکیف یکون لاخیارھم وکل ھذا منبعثہ من قلۃ العلم وسوء الفھم وحدثنا احمد بن آل عباس

ترجمہ آؤ کسی مسئلہ کا چرچا کریں تاکہ ہماری رات فضول نہ جائے صلاح ہوئی کہ محبت کے بارے میں کلام کریں کیونکہ یہ مسئلہ بالاتفاق عمدہ ہے ہر ایک نے حسب حیثیت گفتگو کی اس جماعت میں عمرو بن عثمان مکی بھی تھے انکو خلاف عادت اسوقت پیشاب لگا وہ اٹھ کر باہر صحن میں آئے چاندنی رات تھی ایک ہرن کی کہال کا ٹکڑا پڑا ملا اس کو اٹھا کر جماعت کے پاس لائے اور کہا اے لوگو خاموش رہو یہ ٹکڑا تمہارا جواب ہے دیکھو اس میں کیا ہے دیکھا اس میں لکھا ہوا تھا کہ تم لوگ مکار ہو حالانکہ تم سب کے سب خدا کی محبت کا دعوی کرتے ہو یہ پڑھکر تمام متفرق ہوگئے اور پھر ایام حج ہی میں ایک جگہ ہوئے مصنف نے کہا کہ یہ حکایت صحت سے بعید ہے اور ابن خفیف غیر معتبر ہیں اور اگر صحیح ہو تو وہ کہال کا ٹکڑا شیطان نے ڈالا تھا اگر ان کا یہ خیال تھا کہ وہ خدا کی طرف سے کوئی تحریر تھی تو یہ خیال فاسد ہے ہم بیان کر چکے کہ مکر کے معنی یہ ہیں کہ مکر کا بدلہ دیتا ہے اگر اس بنا پر اسکو مکار کہا جائے تو سخت جہالت اور نہایت حماقت ہے خلدی نے کہا میں نے رویم سے سنا کہتے تھے کہ اللہ تعالی نے کچھ چیزوں کو کچھ چیزوں میں پوشیدہ رکھا ہے اپنے مکر کو اپنے علم میں اور اپنے فریب کو اپنے لطف میں اور اپنے عذاب کو اپنے اکرام میں چھپایا ہے ابو یزید کی نسبت کہتے ہیں کہ اپنے ایک بھائی کی ملاقات کو چلے جب نہر جیحوں پر پہونچے تو کنارے پر ٹھہر کر بولے اے میرے آقا یہ کیسا مکر خفی ہے تیری عزت کی قسم کہ میں نے اس لئے تیری عبادت نہیں کی بعد ازاں وہیں سے لوٹ آئے اور اس پار نہیں گئے سہلکی نے کہا کہ میں نے محمد ابن احمد واعظ سے سنا ذکر کرتے تھے کہ ابو یزید نے کہا کہ جو شخص خدا کو پہچانیگا وہ جنت کے لئے دربان ہوگا اور جنت اس کے لئے وبال ہوگی میں کہتا ہوں یہ بڑی جرأت ہے کہ اللہ تعالی کی طرف مکر کی نسبت کی جاوے اور جنت جو کہ اعلی مقصد ہے اسکو وبال ٹھہرایا جائے بھلا جب خدا شناسوں کو جنت وبال ہوئی تو دوسروں کے لئے کیا کہا جائے یہ سب باتیں کم علمی اور ناسمجھی کی ہیں احمد بن آل عباس

المهلبی قال سمعت طیفور وهو ابویزید یقول العارفون فی زیارة الله فی الاخرة علی طبقتین طبقة تزورہ ستة
شاءت ای شئت وطبقة تزورہ مرة واحدة ثم لا تزورہ ابدا فقیل له کیف ذلک قال اذا راٰی العارفون
اول مرة جعل لهم سوقا ما فیه شراء ولا بیع الا الصور من الرجال والنساء فمن دخل منهم السوق یرجع الی زیارة الله
ابدا قال ابویزید ألا تری انک یخدعک بالسوق وفی الاخرة یخدعک بالسوق فانت ابدا عبد السوق قال المصنف تسمیته
ثواب الجنة خدیعة وسببا للانقطاع عن الله جهل قبیح وانما یجعل لهم السوق ثوابا لاخذیعة فاذا اذن لهم فی اخذه
فی السوق ثم عوقبوا بمنع الزیارة سنة من السنات المئونة عقوبة ومن این له ان من اختار شیئا من ذلک السوق لم یعد الی زیارة
الله ولا یراه ابدا نعوذ بالله من هذا التخلیط والتحکم فی العلم والاخبار عن هذه الغائبات لا یعلمها الا نبی فمن
این علمها وکیف لا یکون کما قال ابوهریرة رضی الله عنه راوی الاحادیث یقول لسعید بن المسیب جعلنی الله
وایاک فی سوق الجنة اترادہ طلب ترک العقوبة بالبعد عن الله لکن بعد هؤلاء عن العلم وافتتنوا
بواقعاتهم الفاسدة اوجبت التخلیط ولیعلم ان الخواطر والواقعات انما هی ثمرات فمن کان عالما کانت
خواطرہ صحیحة لانها ثمرات علمه ومن کان جاهلا فثمرات الجهل کلها خطل

ترجمہ مہلبی نے کہا میں نے طیفور سے سنا جنکو ابویزید کہتے ہیں بیان کرتے تھے کہ آخرت میں جو عارفوں کو دیدار الٰہی ہوگا ان کے دو
طبقے ہونگے ایک تو وہ کہ جب چاہینگے اور جسطور سے چاہینگے دیدار کرینگے دوسرے وہ کہ صرف ایکبار انکو دیدار الٰہی ہوگا بعد
اسکے کبھی زیارت خدا نہ کرینگے کسی نے اُنسے پوچھا کہ کیونکر ہوگا جواب دیا کہ جب پہلی بار عارفین اللہ تم کو دیکھیں گے تو ان کیلئے
ایک بازار بنایا جائیگا جسمیں خرید و فروخت کچھ نہیں صرف مردوں اور عورتوں کی صورتیں ہونگی عارفوں میں سے جو اس بازار
میں داخل ہوجائیگا پھر کبھی دیدار الٰہی کی طرف نہ آئیگا ابویزید نے کہا دیکھو خدا تمکو دنیا میں بھی بازار کا فریب دیتا ہے اور آخرت میں بھی بازار
کا دھوکا دیگا لہذا تم ہمیشہ بازار ہی کے بندے رہے مصنف نے کہا ثواب جنت کا نام مکر و فریب رکھنا اور اللہ تعالی سے دور رہنے
کا سبب بتانا جہل قبیح ہے اُن لوگوں کے لئے جو بازار مقرر کیا جائیگا وہ فریب نہ ہوگا بلکہ ثواب ہوگا جب اس بازار کی چیزیں لینے کا اُن کو
حکم دیا جاوے پھر دیدار سے محروم رکھنے کی سزا دیجائے تو یہ ثواب گویا عذاب ہوا۔ اس شخص کو یہ کیونکر معلوم ہوا
کہ جو کوئی اوس بازار میں سے کچھ لے گا۔ وہ زیارت الٰہی کی طرف نہ آئے گا اور اسکو کبھی نہ دیکھے گا اس تخلیط اور
علم میں تحکم سے خدا بچائے۔ یہ غیب کی باتیں جن کو نبی کے سوا کوئی نہیں جانتا اس شخص کو کہاں سے معلوم ہوئیں
اور کیونکر ایسا نہ ہوگا جیسا کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے جو کثرت سے احادیث کے راوی ہیں سعید بن مسیب سے کہا کہ ہمکو تمکو اللہ تعالی
جنت کے بازار میں یکجا کرے کیا ابوہریرہ نے خدا سے دور رہنے کا عذاب گوارا کیا لیکن یہ لوگ علم سے دور رہے
اپنے واقعات فاسدہ پر قناعت کی جن سے حق باطل خلط ملط ہوگیا اور جاننا چاہئے کہ یہ واقعات اور خطرات نتیجے ہیں
لہذا جو شخص عالم ہوگا اسکے خطرات صحیح ہونگے کیونکہ اسکے علم کے نتائج ہیں اور جو جاہل ہوگا تو جہل کے نتیجوں کے سبب بُرے ہونگے

ومن کلامهم فی الحدیث وغیرہ ما حدث عبد اللہ بن احمد بن حنبل قال جاء ابو تراب النخشبی الی ابی فجعل الی یقول فلان ضعیف وفلان ثقة فقال ابو تراب یا شیخ لا تغتب العلماء فالتفت الی الیه وقال انه ویحك هذا نصیحة لیس هذا غیبة وعن ابی الحسن علی بن محمد الجنابذی یقول سمعت محمد بن فضل بن العباسی یقول کنا عند عبد الرحمن بن ابی حاتم وهو یقرء علینا کتاب الجرح والتعدیل فدخل علیه یوسف بن الحسین الرازی فقال یا ابا محمد ما هذا الذی تقرء علی الناس قال کتاب صنفته فی الجرح والتعدیل فقال وما الجرح والتعدیل فقال اظهر احوال اهل العلم من کان منهم ثقة او غیر ثقة فقال له یوسف بن الحسین استحییت لك یا ابا محمد هؤلاء القوم قد حطوا احلامهم فی الجنة صدقاته سنة وما تی سنة تذکرهم وتغتابهم علی رؤس الاشهاد فکیف عبد الرحمن وقال یا ابا یعقوب لو سمعت هذه الکلمة قبل تصنیفی هذا الکتاب لم اصنفه قلت عفا الله عن ابی حاتم فانه لو کان فقیها لرد علیه کما رد الامام احمد بن حنبل علی ابی تراب ولولا الجرح والتعدیل من الدین کان یعرف الصحیح من الباطل ثم لو ان القوم دخلوا الجنة لا یمنع ان یذکرهم بما فیهم وتسمیة ذلك غیبة محرمة نسوء ثم لا یدری الجرح والتعدیل ما هو کیف یذکر کلامه وینبغی لیوسف ان یشتغل بالعجائب التی تحکی عنه مثل هذا وعن ابی العباس بن عطاء یقول من عرف الله امسك عن رفع حوائجه الیه

ترجمہ اور حدیث وغیرہ میں کسیقدر ان کا کلام یہ ہے کہ عبداللہ ابن احمد ابن حنبل نے کہا کہ ابو تراب نخشبی میرے والد کے پاس آئے تو میرے والد کہتے تھے کہ فلان راوی غیر معتبر ہے اور فلان معتبر تو ابو تراب نے کہا اے شیخ علماء کی غیبت نکرو تو میرے والد ان کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا کہ تیرا فسوس یہ خیرخواہی ہے غیبت نہیں ہے۔ اور ابو الحسن علی بن محمد بخاری کہتے ہیں کہ میں نے ابو الفضل عباسی سے سنا کہتے تھے کہ ہم عبد الرحمن ابن ابو حاتم کے پاس تھے اور وہ ہم کو کتاب الجرح والتعدیل سنا رہے تھے تو ان کے پاس یوسف ابن حسین رازی آئے اور کہا اے ابو محمد یہ کیا ہے جو لوگوں کو تم سنا رہے ہو تو انہوں نے کہا کہ یہ ایک کتاب ہے جسکو میں نے جرح اور تعدیل میں تصنیف کی ہے تو انہوں نے کہا جرح اور تعدیل کیا چیز ہے تو انہوں نے کہا کہ اہل علم کے حالات ظاہر کرتا ہوں کہ کون ان میں سے معتبر تھا اور کون غیر معتبر تھا تو ان سے یوسف ابن حسین نے کہا کہ اے ابو محمد تمہارے بارے میں مجھے شرم آتی ہے یہ قوم ایک یا دو سو برس کی جنت میں داخل ہوئی اور تم دنیا میں انکا ذکر غیبت کے ساتھ کرتے ہو تو عبد الرحمن روئے اور کہا اے ابو یعقوب اگر اس کتاب کے تصنیف کرنے کے پہلے میں یہ بات سنتا تو اسکو تصنیف نکرتا میں کہتا ہوں کہ اللہ تعالی ابو حاتم کے گناہ معاف کرے اگر عالم ہوتے تو انکا جواب دیتے جیسا کہ امام احمد ابن حنبل نے ابو تراب کا جواب دیا اور اگر جرح و تعدیل نہوتی تو کھرا نسے صحیح اور غلط حدیثوں میں تمیز ہوتی پھر قوم کا جنت میں ہونا اس بات سے منع نہیں کرتا ہے کہ وہ ان کے نقصانات بیان کریں پھر اسکا نام غیبت رکھنا عورتوں کی بات ہے پھر جو شخص یہ بھانیگا کہ جرح اور تعدیل کیا چیز ہے اسکا کلام کیونکر قابل ذکر ہوگا اور یوسف کیلئے تو یہ لائق تھا کہ وہ ان عجیب باتوں میں مشغول رہتے جو مثل اس کے انسے منقول ہیں اور ابو العباس ابن عطاء کہتے ہیں کہ جو شخص اللہ تعالی کو پہچانیگا وہ اپنی حاجتوں کو اس کے پاس پیش کرنے سے رکجائے گا +

لما علم انه العالم باحواله قلت هذا من لباب السوال والدعاء وهو جواب بالعلم وعن ابی بکر الدقاق الصوفی
قال سمعت الشبلی وقد سأله شاب یا ابا بکر لم تقول الله ولا تقول لا الٰہ الا الله فقال الشبلی استحیی ان اوجه اثباتا
بعد نفی فقال الشاب لی حجة اقوی من هذا فقال اخشی ان اخذ فی حکمة المجد ولا صلاحیة الاقرار قال المصنف
انظروا الی هذا العلم الدقیق فان رسول الله صلی الله علیه وسلم کان یامر بقول لا الٰہ الا الله وبحث علیها وفی الصحیحین عنه انه کان یقول
فی دبر کل صلوة لا الٰہ الا الله وحده لا شریک له وکان یقول اذا قام لصلوة اللیل لا الٰہ الا انت وذکر الثواب العظیم لمن یقول
لا الٰہ الا الله فانظروا الی هذا الامام کیف اختار ما اختاره رسول الله صلی الله علیه وسلم ولقد بلغنی انه ما الحصر البدر
شهل وکلیهما سمع اذان المؤذن فقال احدهما سمع الله لمن حمده وسمع الآخر فقال لبیک وسعدیک فقیل له فی ذلک
فقال ان المؤذن اعان علیه ان یذکر الله وهو غافل وانا اخذ علیه الاجرة ولولاها ما اذنت ولذلک قلت طعنة
والکلب یذکر الله بلا ریاء فانه قال وان من شیء الا یسبح بحمده قال المصنف انظروا اخوانی عصمنا الله
وایاکم من الزلل الی هذا الفقه والاستنباط الطریف وعن الثوری انه رای رجلا قابضا علی لحیته بفتة
قال فقلت له نحیک عن لحیة الله فرفع یده الی الخلیفة

ترجمہ کیونکہ اس نے جان لیا کہ وہ اس کے حالات کو جانتا ہے میں کہتا ہوں کہ یہ سوال اور دعا کے دروازے کا بند کرنا ہے اور یہ علمی ہے اور ابوبکر دقاق صوفی نے کہا میں شبلی سے سنا کسی نے اس سے پوچھا کہ اے ابوبکر تم فقط اللہ کیوں کہتے ہو لا الٰہ الا اللہ کیوں نہیں کہتے جواب دیا کہ مجھے شرم آتی ہے کہ اثبات کو بعد نفی کے لاؤں اس شخص نے کہا کہ میں اس سے بڑھکر کوئی دلیل رکھتا ہوں شبلی نے جواب دیا کہ مجھ اس بات کا ڈر ہے کہ ایسا نہ ہو میں کلمہ انکار میں مبتلا رہوں اور وصل کا قرار ہونا چاہیئے۔
مصنف نے کہا اس نکتہ دانی پر غور کرنا چاہیئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا الٰہ الا اللہ کہنے کا حکم فرماتے تھے صحیحین میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب تہجد کے لیے کھڑے ہوتے تھے تو کہا کرتے تھے لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ
اور جب نماز کے لئے اٹھتے تو فرماتے لا الٰہ الا اللہ اور آپ نے بہت بڑا ثواب اس شخص کے لئے فرمایا ہے۔ جو کہے
لا الٰہ الا اللہ یہ شریعت پر زیادتی کرنا اور وہ امر اختیار کرنا جسکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اختیار نہیں فرمایا غور کرنے کے قابل ہے ابوالحسن ثوری کی نسبت مجھے سنا ہے لوگ کہتے ہیں کہ اونہوں نے موذن کی اذان سنی تو طعن سے کہا یہ بیٹھ کا زہر ہے پھر کتے کو بھونکتے سنا تو کہا لبیک وسعدیک لوگوں نے اس کا سبب پوچھا تو جواب دیا کہ موذن کے بارے میں مجھکو یہ خوف ہے کہ غفلت کے ساتھ ذکر الٰہی کرتا ہے اور اس کام پر اجرت لیتا ہے ورنہ اذان نہ دیتا لہذا میں نے طعن سے کہا اور کتا بلا ریا ذکر خدا کرتا ہے چنانچہ فرمایا وان من شیء الا یسبح بحمدہ یعنی ہر ایک چیز حمد الٰہی کی تسبیح پڑھتی ہے مصنف نے کہا بھائیو خدا ہم کو تمکو لغزشوں سے محفوظ رکھے اس فقہ دقیق اور اجتہاد ظریف پر غور کرو اور منقول ہے کہ ثوری نے ایک شخص کو اپنی داڑھی پکڑے ہوئے دیکھا تو اس سے کہا کہ خدا کی داڑھی سے اپنا ہاتھ کر دور کر تو یہ بات خلیفہ تک پہونچی

فلما دخل علیه قال بلغنی انه نبح کلب فقلت لبیک وفادی المؤذن فقلت طعنة قلت نعم قال الله تعالیٰ وان من شئ الا یسبح بحمده فقلت لبیک لانه ذکر الله والمؤذن یذکر الله وهو متلوث بالمعاصی غافل عن الله قال وقولک للرجل الخ یذکر عن لحیته الله قلت نعم لیس العبد ولحیته لله وکلما لله یبلوا الاخرة له قلت عدم العلم اوقم هولاء فی التخبیط وحاصل ما رجحه الی ان صفة الملک صفة الذات وحدیث انه کان للشبلی جلیس فاعلمه انه یرید التوبة فقال له بع مالک واقض دینک وطلق زوجک وایتم اولادک فانت منهم من التعلق بک لیعدوک فی الموقف فنفعل فجاء بکیسة قد جمعها فقال اطرحها بین ید الفقراء وکان معهم وعن محمد بن ادریس الشافعی یقول سمعت ابی یقول صحبت الصوفیة عشرین سنة فما استفدت منهم الا هذین الحرفین الوقت سیف وافضل العصمة ان لا تقدر کذا ذکر تلبیس ابلیس علی الصوفیة فی الشطح والدعاوی قال المصنف اعلم ان العلم یورث الخوف واحتقار النفس وطول الصمت واذا اعتبرت علماء السلف رأیت الخوف غالبا علیهم والدعاوی بعیدة عنهم کما قال ابوبکر لیتنی کنت شعرة فی صدر مؤمن وقال عمر عند موته الویل لعمر ان لم یغفر له وقال ابن مسعود لیتنی اذا مت لا ابعث وقالت عائشة لیتنی کنت نسیا منسیا

ترجمہ جب ابوالحسن خلیفہ کے سامنے آئے خلیفہ نے پوچھا کہ میں نے سنا ہے تمنے کتے کو بھونکتے سنکر لبیک کہا اور موذن کی آواز سنکر طعن کیا جواب دیا کہ ہاں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وان من شئ الا یسبح بحمدہ میں نے لبیک اس لئے کہا کہ کتے نے خدا کا ذکر کیا اور موذن خدا کا ذکر کرتا ہے حالانکہ گناہوں میں آلودہ اور خدا سے غافل ہے کہا اور تمہارا یہ قول کہ خدا کی ڈاڑھی سے اپنے ماتھہ کو دور کرینے جواب دیا ہاں کیا بندہ اور اسکی ڈاڑھی اللہ تعالیٰ کی نہیں ہے اور جو چیز دنیا اور آخرت میں ہے سب اس کی ہے میں کہتا ہوں کہ ابلیس نے ان لوگوں کو خبط میں ڈالا اور ان کو اس کی کیا حاجت پڑی کہ ملکیت کی صفت ذات کی صفت ہے شبلی کی نسبت سنا ہے کہ ان کا کوئی ہمنشیں تھا ایک روز اس نے شبلی سے کہا میں توبہ کرنا چاہتا ہوں شبلی نے کہا کہ اپنا مال بیچ ڈال اور قرض ادا کر اور اپنی بی بی کو طلاق دے اور اپنی اولاد کو یتیم کر اور اپنے تعلق سے انکو ناامید کر تاکہ تجھکو مرے ہوؤں میں شمار کریں وہ شخص کچھ ٹکڑے لایا جو اس نے جمع کئے تھے شبلی نے کہا یہ ٹکڑے فقیروں کو کے سامنے ڈالدے اور ان کے ساتھہ کہا اور محمد بن ادریس شافعی کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد سے سنا فرماتے تھے کہ میں نے بیس صوفیہ کی صحبت اختیار کی تو ان سے صرف یہی دو باتیں حاصل کیں کہ الوقت سیف یعنی وقت تلوار ہے اور افضل عصمت یہ ہے کہ تجھکو قدرت حاصل نہ ہو (شطحیات اور دعووں کے بارے میں صوفیہ پر تلبیس ابلیس کا بیان) مصنف رح نے کہا جاننا چاہئے کہ علم خوف اور کسر نفسی اور کثرت سکوت کا باعث ہوتا ہے جب تم علماء سلف کو آزماؤ گے تو انپر خوف غالب پاؤ گے اور دعووں سے دور دیکھو گے چنانچہ ابوبکر کہتے ہیں کہ کاش میں مومن کے سینے کا ایک بال ہوتا عمر نے نزع کی حالت میں کہا کہ اگر عمر بخشا نہ گیا تو اسپر افسوس ہے ابن مسعود نے کہا کاش میں مرکر ہوا ہوتا عائشہ نے کہا کاش میں بالکل بھلی بسری ہوگئی ہوتی۔

وقال سفیان الثوری لحماد بن مسلمۃ عند الموت ترجو ان یغفر لمثلی قال المصنف وانما صدر مثل ھذا عن ھؤلاء السادۃ لقوۃ علمھم باللہ وقوۃ العلم بہ یورث الخوف والخشیۃ قال اللہ عزوجل انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء وقال علیہ السلام انا اعرفکم باللہ واشدکم لہ خشیۃ ولما بعد عن العلم اقوام من الصوفیۃ لاحظوا اعمالھم واتفق لبعضھم من اللطف ما یشبہ الکرامات انبسطوا بالدعاوی کما روی عن ابی یزید البسطامی انہ قال وددت ان قد قامت القیامۃ حتی انصب خیمتی علی جھنم فسالہ رجل منا ولم ذاک یا ابا یزید فقال انی اعلم ان جھنم اذا رأتنی تخمد فاکون رحمۃ للخلق وعن ابی موسی الدیلمی قال سمعت ابا یزید یقول اذا کان یوم القیامۃ وادخل اھل الجنۃ الجنۃ واھل النار النار فاسألہ ان یدخلنی النار فیقال لہ لم ذلک قال حتی یعلم الخلائق ان بر ہ ولطفہ فی النار مع اولیائہ قال المصنف ھذا الکلام من اقبح الاقوال لانہ یتضمن تجھیلھا عظم اللہ امرھا فی القرآن فانہ تعالی بالغ فی وصفھا فقال فاتقوا النار التی وقودھا الناس والحجارۃ وقال اذا رأتھم من مکان بعید سمعوا لھا تغیظا وزفیرا الی غیر ذلک من الآیات وقد اخبر صلی اللہ علیہ وسلم ان نارکم ھذہ ما یوقد بنو آدم جزء من سبعین ۔

ترجمہ سفیان ثوری نے موت کے وقت حماد سے کہا کہ کیا تم امید کرتے ہو کہ مجھ ایسا شخص بخشا جائے مصنف نے کہا ان بزرگوار سے ایسے کلمات اسلئے صادر ہوئے کہ خدا تعالی کو خوب جانتے تھے اور خدا کو اچھی طرح جاننا خوف و دہشت کا باعث ہوتا ہے اللہ تعالی فرماتا ہے انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء یعنی اللہ تم سے فقط اہل علم ہی ڈرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تم سے زیادہ اللہ کو پہچانتا ہوں اور تم سے زیادہ اس سے ڈرتا ہوں صوفیہ کی جماعتیں چونکہ علم سے دور ہیں لہذا انہوں نے اپنے اعمال کا لحاظ کیا اور بعض سے جو اتفاقیہ کرامات کے مشابہ کچھ لطیفہ سرزد ہو گئے تو بلا تکلف بڑے بڑے دعوے کر بیٹھے چنانچہ ابو یزید کی نسبت بیان کرتے ہیں کہ کہتے تھے میں چاہتا ہوں کہ قیامت قائم ہوتا کہ اپنا خیمہ دوزخ پر نصب کروں تو ہم میں سے ایک شخص نے ان سے پوچھا کہ اے ابو یزید ایسا کیوں کرو گے جواب دیا کہ میں جانتا ہوں کہ دوزخ جب مجھکو دیکھیگا تو سرد ہو جائیگا لہذا میں مخلوق کے لئے رحمت ہو جاؤنگا ابو موسی دیلمی کہتے ہیں میں نے ابو یزید کو سنا کہتے تھے کہ جب قیامت کا دن ہوگا اور اہل جنت جنت میں اور اہل دوزخ دوزخ میں داخل ہو جائینگے تو میں خدا سے درخواست کرونگا کہ مجھ کو دوزخ میں داخل کرے لوگوں نے پوچھا کیوں کرو گے جواب دیا کہ اس لئے تاکہ مخلوق کو معلوم ہو جائے کہ اللہ تعالی کی عنایت و لطف اپنے اولیا پر دوزخیوں سے مصنف کہتے ہیں یہ کلام قبیح تر اقوال میں سے ہے کیونکہ یہ قول اس چیز کے حقیر جاننے پر شامل ہے جسکو اللہ تعالی امر عظیم قرار دیتا ہے اللہ تعالی نے دوزخ کی صفت میں مبالغہ فرمایا ہے چنانچہ ارشاد ہوتا ہے فاتقوا النار التی وقودھا الناس والحجارۃ یعنی اس آگ سے بچو جسکا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں نیز فرمایا اذا رأتھم من مکان بعید سمعوا لھا تغیظا وزفیرا جب دوزخ اہل دوزخ کو دور سے دیکھیگا تو ان کو اس کے جوش و خروش کی آواز سنائی دیگی اسیطرح اکثر آیات آئی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی اور فرمایا کہ یہ آگ جو بنی آدم جلاتے ہیں دوزخ کی حرارت کے ستر

جزء امن حرّ جھنم قالوا له الصحابة والله ان کانت لکافیة یارسول الله قال فانها فُضّلت علیها بتسعة و ستین جزءً اکلهن مثل حرّها اخرجاه فی الصحیحین وفی افراد مسلم من حدیث ابن مسعودؓ عن النبی صلے اللہ علیہ وسلم انه قال یؤتی بجھنم یومئذ لها سبعون الف زمام مع کل زمام سبعون الف ملك یجرّونها وعن کعب قال قال عمر بن الخطاب یا کعب خوفنا فقلت یا امیر المؤمنین اعمل عمل رجل لو قامت القیامة وقعت بعمل سبعین نبیا لا ازدرأت عملك فما تری فاطرق عمر ملیاً ثم افاق فقال زدنا یا کعب قلت یا امیر المؤمنین لو فتح من جھنم قدر مخرز ثور بالمشرق ورجل بالمغرب لغلا دماغه حتی یسیل من حرها فاطرق عمر ملیاً ثم افاق فقال زدنا یا کعب قلت یا امیر المؤمنین ان جھنم لتزفر یوم القیمة زفرة لا یبقی ملك مقرب ولا نبی مرسل الا خرّ جاثیا علی رکبتیه یقول رب نفسی نفسی لا اسئلك الیوم غیر نفسی وحدثنا ابن السائب عن زاذان قال سمعت کعبا الاحبار یقول اذا کان یوم القیامة جمع الله الاولین والاخرین فی صعید واحد ونزلت الملائکة فصادت صفوفا فیقول یا جبرئیل ائتنی بجھنم فیاتی بها جبریل فیقاد بسبعین الف زمام تحت کل زمام سبعون الف ملك فاذا کانت من الخلائق علی قدر رمانة عام فزفرت زفرة طارت لها افئدة الخلائق

ترجمہ جزؤں سے ایک جزو ہے صحابہ نے یہ سنکر عرض کیا یارسول اللہ عذاب کو تو یہی آگ کافی ہے فرمایا کہ وہ آگ اس آگ سے اوہتر حصے زیادہ ہے ہر حصہ اس آگ کی گرمی کے برابر ہے یہ حدیث صحیحین میں ہے صحیح مسلم میں ابن مسعود سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن دوزخ کو لائینگے اس روز اسکی ستر ہزار مہاریں ہونگی ہر مہار کے ساتھ ستر ہزار فرشتے اسکو کھینچتے ہونگے کعبؓ کہتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے فرمایا اے کعب ہمکو خوف کی باتیں سنا ئیے کہا یا امیر المومنین جسقدر ایک آدمی سے ہوسکتا ہے اسیقدر عمل کیجئے کیونکہ جب قیامت قائم ہوگی تو اگر آپ ستر نبیوں کے اعمال لیکر بھی آئینگے تو آپ کے اعمال ناقص ہونگے زیادہ کیا کہوں حضرت عمر نے دیر تک سر جھکایا پھر سر اوٹھا کر فرمایا اے کعب اور زیادہ بیان کرو کعب بولے۔ یا امیر المومنین اگر دوزخ میں سے بیل کے نتھنے کی برابر مشرق کی جانب کھلجائے اور ایک آدمی مغرب میں ہو تو اس کا دماغ پکنے لگے یہانتک کہ اسکی گرمی سے یہ نکلے حضرت عمر دیر تک سر جھکائے رہے پھر افاقہ میں آکر فرمایا اے کعب اور زیادہ سنا کعب نے کہا یا امیر المومنین قیامت کے دن دوزخ ایک سانس لے گی جس کی وجہ سے ہر ایک فرشتہ مقرب اور ہر ایک نبی مرسل گھٹنوں کے بل گر پڑے گا۔ اور عرض کرے گا رب نفسے نفسے اے خدا مجھے بچا مجھے بچا۔ آج اپنے سوا کسی کے لئے تجھے دزخوست نہیں کرتا **ابن السائب** نے زاذان سے روایت کیا اونہون نے کعب احبار سے سنا کہتے تھے کہ جب قیامت کا دن ہوگا۔ اللہ تعالےٰ سب اگلوں پچھلوں کو ایک میدان میں جمع فرمائے گا اور فرشتے اوترین گے اور صفیں باندہ کر کھڑے ہوں گے۔ اللہ تعالےٰ فرمائے گا۔ کہ اے جبرئیل میرے سامنے دوزخ کو لاؤ۔ جبریل اسکو لینے جائینگے۔ اور ستر ہزار مہاروں سے کھینچتے ہوئے لائینگے۔ یہان تک کہ جب مخلوق سے سو برس کی راہ پر کے فاصلہ پر ہوگی۔ تو ایک سانس لے گی جس سے مخلوقات کے دل اوڑ جائینگے ۔

ثم زفرت ثانیۃ فلا یبقی ملک مقرب ولا نبی مرسل الا جثی علی رکبتیہ ثم تزفر الثالثۃ فتبلغ القلوب الحناجر وتذھل العقول فیفزع کل امرء الی عملہ حتی ابراھیم الخلیل یقول لخلق لا اسئلک الا نفسی ویقول موسی بنجاتی لا اسئلک الا نفسی وان عیسی لیقول یا اکرم منتنی لا اسئلک الا نفسی ولا اسئلک مریم التی ولدتنی **قال المصنف** وقد روینا ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال یا جبریل مالی اری میکائیل لا یضحک فقال ما ضحک میکائیل منذ خلقت النار وما خلقت یعنی منذ خلقت النار مخافۃ ان اعصی اللہ فیجعلنی فیہا **وبکی** عبد اللہ بن رواحۃ یوما فقالت امرأتہ مالک تبکی فقال انبئت انی وارد ولم انبأ انی صادر **قال المصنف** فاذا کان ھذہ حالۃ الملائکۃ والانبیاء والصحابۃ وھم المطہرون من الادناس وھذا انزعاجھم لاجل النار فکیف ھذا عند المدعی ویقطع لنفسہ بالولایۃ وبالنجاۃ وھل قطع بالنجاۃ الا لقوم مخصوصین من الصحابۃ **وقد قال** صلی اللہ علیہ وسلم من قال انی فی الجنۃ فھو فی النار وھذا محمد بن واسع یقول عند موتہ یا اخوتاہ اتدرون این یذھب بی واللہ الذی لا الہ الا ھو الی النار او غیر **وحکی** رجل من اھل بسطام انہ سمع ابا یزید البسطامی یقول اللھم ان کان فی سابق علمک انک تعذب احدا من خلقک بالنار فعظم خلقی حتی لا تسع معی غیری

ترجمہ پھر دوسرا سانس لیگی جس سے تمام مقرب فرشتے اور مرسل نبی گھٹنوں کے بل گر پڑینگے پھر تیسرا سانس لیگی جس سے دل مونہہ کو آئینگے اور عقلیں زائل ہوجائینگی ہر شخص گھبرا کر اپنے عمل کو دیکھے گا حتی کہ ابراہیم خلیل اللہ کہینگے اے خداوند یعہ اپنی خلت کے آج اپنے سوا کسی کی نسبت درخواست نہیں کرتا اور موسی کہینگے بوسیلہ اپنی کلام کے آج اپنے سوا کچھ نہیں سوال کرتا عیسے کہینگے ببرکت اسکے کہ تو نے میرا اکرام فرمایا ہی آج اپنی جان کے سوا کسی کے لئے کچھ نہیں مانگتا حتی کہ مریم جس سے میں پیدا ہوا ہوں اُسکی نسبت بھی سوال نہیں کرتا **مصنف** نے کہا ہم روایت کر چکے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا اے جبرئیل کیا وجہ ہے کہ میں میکائیل کو ہنستے نہیں دیکھا عرض کیا جب سے دوزخ مخلوق ہوئی ہے میکائیل نہیں ہنسے اور جب سے دوزخ پیدا ہوئی ہے میرے آنسو نہیں تھمے اس ڈر سے کہ کہیں ایسا نہ ہو میں خدا تعالی کی نافرمانی کر بیٹھوں وہ مجھکو اس میں جھونکدے عبد اللہ بن رواحہ ایک روز رونے لگے ان کی بی بی نے پوچھا تم کیوں روتے ہو جواب دیا کہ مجھکو یہ تو خبر دی گئی ہے کہ دوزخ پر گذر ہوگا لیکن یہ نہیں بتایا گیا کہ اس سے نکل بھی جاؤنگا **مصنف** نے کہا کہ جب یہ حالت ملائکہ اور انبیا اور صحابہ کی ہو جو نجاستوں سے پاک تھے اور دوزخ کی وجہ سے ایسا گھبرائیں تو پھر یہ دعوی کرنیوالا دوزخ کو کیونکر سہل چیز سمجھتا ہی اور اپنی ذات پر ولایت اور نجات کا قطعی حکم لگاتا ہے حالانکہ نجات کا قطعی حکم صرف صحابہ میں سے ایک جماعت کیلئے لگایا گیا ہی اور رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ جو شخص دعوی کرے کہ میں مومن ہوں وہ دوزخی ہے اور محمد ابن واسع کو دیکھو کہ اپنی موت کیوقت کہتے تھے کہ بھائیو تم جانتے ہو کہ مجھکو کہاں لیجائینگے قسم اس ذات کی جسکے سوائے کوئی معبود نہیں میں نہیں جانتا کہ دوزخ کی طرف لیجائینگے یا دوسری طرف **اہل بسطام** میں سے ایک شخص نے نقل کیا کہ اسنے ابو یزید کو یوں دعا کرتے سنا کہ یا اللہ اگر تیرے علم ازلی میں مقدر ہو کہ تو اپنی مخلوق میں سے کسیکو عذاب کریگا تو میری خلقت کو بڑا دے حتی کہ میرے ساتھ کوئی دوسرا

قال المصنف اما ما تقدم من دعاویہ فما یخفی قبحھا واما ھذا القول فخطأ من ثلثۃ اوجہ احدھا انہ قال ان کان فی سابق علمک وقد علمنا قطعا انہ لابد من تعذیب خلق بالنار وقد سمی اللہ عز وجل منھم جماعۃ کفرعون و ابی لھب فکیف یجوز ان یقال بعد القطع والیقین ان کان والثانی قولہ فعظم خلقی فلو قال لاکذنع عن المؤمنین ولکنہ قال حتی لایسع غیرہ فاشفق علی الکفار ایضا وھذا تعاط علی رحمۃ اللہ والثالث لایخلو اما ان یکون جاھلا بقدر ھذہ النار واثقا من نفسہ بالصبر علیھا کلا الامرین معدوم منہ ولقد بلغنی عن سمنون انہ کان یسیء نفسہ بالکذاب بسبب ابیات الی قال فیھا ؎ ولیس لی فی سواک حظ ؎ فکیف ماشئت فامتحنی ؎ قال المصنف انہ لایقشعر جلدہ من ھذا کل من اقدم علی من یتقاوی وانما ھذا ثمرۃ الجھل باللہ سبحانہ ولو عرفوہ لم یسئلوا الا العافیۃ وقد قال من عرف اللہ کل لسانہ واخبرنا ابو یعقوب الخراط قال قال ابو الحسین النوری قال کان فی نفسی من ھذہ الکرامات شیء فاخذت من الصبیان قصبۃ وقمت بین زورقین وقلت وعزتک لئن لم یخرج لی سمکۃ فیھا ثلثۃ ارطال لاغیرھا ولا ینقص لاحرقن نفسی فقال فخرجت سمکۃ فیھا ثلثۃ ارطال قال فبلغ ذلک الجنید

ترجمہ مصنف نے کہا کہ ابو یزید کے پہلے دعوے جو مذکور ہو چکے ان کی قباحت تو پوشیدہ نہیں باقی رہا یہ قول سو تین وجہ سے خطا ہے ایک یہ کہ انہوں نے یوں کہا اگر تیرے علم ازلی میں مقدر ہو حالانکہ ہم قطعی جانتے ہیں کہ ایک مخلوق کو دوزخ کا عذاب ہوگا۔ ان میں سے ایک جماعت کا نام خود اللہ تعالی نے لیا ہے جیسے فرعون اور ابولہب پھر کیونکر جائز ہے کہ قطعی یقین کے بعد یوں کہا جائے کہ اگر تیرے علم میں مقدر ہو۔ دوسرے یوں کہنا کہ میری خلقت کو بڑھا دے اگر اس کے بعد یوں کہتے کہ تا میں مومنوں سے دوزخ کو دور رکھوں تو ایک بات تھی۔ مگر انہوں نے تو یوں کہا کہ میرے سوا اس میں دوسرا نہ سما سکے لہذا کفار پر بھی شفقت کی حالانکہ یہ خدا کی رحمت کو چھوڑ دینا ہے تیسری یہ کہ دو حال سے خالی نہیں یا تو اس آگ کی حقیقت نہیں جانتے یا اپنے نفس پر صبر کا وثوق ہوتا۔ حالانکہ دونوں سے ان میں ایک بھی بات نہیں سمنون کی نسبت مینے سنا ہے کہ وہ اپنا نام کذاب رکھتے تھے بوجہ چند اشعار کے جو انہوں نے کہے تھے ایک کا ترجمہ یہ ہے مجھے تیرے سوا کسی میں مزا نہیں ملتا تو جس طرح چاہے مجھکو آزمالے۔ تو اوسی وقت انکا پیشاب بند ہوگا۔ اس کے بعد وہ مکتبوں میں پھرا کرتے تھے اور ہاتھ میں ایک شیشہ ہوتا تھا جس میں ان کا پیشاب ٹپکتا تھا۔ اور لڑکوں سے کہتے تھے اپنے کذاب بچا کے لئے دعا کرو مصنف نے کہا اس قصے سے میرے بدن پر رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں دیکھو تو سہی یہ شخص کس کے سامنے دعوی کرتا ہے یہ سب جہالت کا نتیجہ ہے اگر اللہ کو پہچانتا تو بجز عافیت کے اس سے کسی چیز کا سوال نہ کرتا صوفیہ خود ہی کہتے ہیں کہ جو شخص خدا کو پہچانتا ہے اسکی زبان گونگی ہو جاتی ہے ابو یعقوب خراط نے بیان کیا کہ ابو الحسن نوری نے کہا کہ میرے دل میں ان کرامات کے بارے میں کچھ شبہ تھا مینے لڑکوں سے ایک نرسل لیا اور دو کشتیوں کے درمیان میں کھڑا ہوا اور کہا تیری عزت کی قسم اگر اسوقت میرے لئے ایک ابھی مچھلی نہ نکل پڑی جو پورے تین رطل سے کم ہو نہ زیادہ تو میں اپنے آپکو ڈبو دونگا کہا کہ پھر ایک مچھلی نکلی جو تین رطل کی تھی یہ خبر جنید کو ملی ؎

فقال کان حکمدان یخرج له افعی وعن محمد بن ابان قال سمعت ابا سعید الخراز یقول اکثر ذنبی الیه معرفتی ایاه قال المصنف هذا ان حمل علی معنی انی لما عرفته لم اعمل بمقتضی معرفته فعظم ذنبی کما یعظم جرم من علم وعصی والا فهو قبیح داخل قوم علی الشبلی فی مرضه الذی مات فیه فقالوا له کیف تجدک یا ابا بکر فانشأ یقول ارسلطان جبه قال لا اقبل الرشا فسلوه فدیته لم تقبل تحریشا وقال ابن عقیل وقد حکی عن الشبلی انه قال ان الله سبحانه ثم قال ولسوف یعطیک ربک فترضی والله لا ارضی محمد صلی الله علیه وسلم وفی النار من امته احد قال ان محمدا یشفع فی امته وانا اشفع بعدا فی النار حتی لا یبقی فیها احد قال ابن عقیل والدعوی الاولی الذی صلی الله علیه وسلم کاذبة فان النبی صلی الله علیه وسلم لا یرضی بعذاب الجبار دعوی باطلة واقدام علی جهل کیف وقد لعن فی الخمر عشرة فدعوی انه لا یرضی بتعذیب الله عز وجل للجبار دعوی باطلة واقدام علی جهل بحکم الشرع ودعواه بانه من اهل الشفاعة فی الکبار وانه یزید علی محمد صلی الله علیه وسلم کفر لان الانسان متی قطع لنفسه بانه من اهل الجنة کان من اهل النار فکیف وهو یشهد بانه علی مقام یزید علی المقام المحمود وهو الشفاعة وعن محمد بن الحسین السلمی قال وجدت فی کتاب ابی بخطه سمعت ابا العباس الدینوری یقول

ترجمہ اونہوں نے کہا اسکا حکم یہ ہے کہ ایک سانپ نکلے اور اسے کاٹ کھائے **محمد بن ابان** نے کہا میں نے ابو سعید خراز کو سنا کہتے تھے خدا کی یہاں میرا سب سے بڑا گناہ اسکی معرفت ہے **مصنف** نے کہا میں کہتا ہوں کہ اگر یہ قول اس معنی پر محمول ہو کہ جب مجھکو اسکی معرفت حاصل ہوئی تو میں نے اس معرفت کے موافق عمل نہیں کیا لہذا مجھ سے بڑا گناہ ہوا جیسے کوئی شخص جان بوجھکر نافرمانی کرے اس کا گناہ بڑا ہوگا یہ معنی ٹھیک ہو سکتے ہیں۔ ورنہ یہ قول قبیح ہے **شبلی** کی مرض موت میں کچھ لوگ اون کے پاس گئے پوچھنے لگے اے ابو بکر کیا کیفیت ہے شبلی نے دو شعر پڑھے جنکا ترجمہ یہ ہے ؎ اس کا بادشاہ عشق کہتا ہے کہ میں رشوت نہیں لیتا ہوں میں اس کے قربان جاؤں اس سے کہو کہ مجھ کو ویسے ہی قبول کرے ابن **عقیل** نے کہا شبلی سے نقل کرتے ہیں کہ وہ کہتے تھے اللہ تعالے فرماتا ہے ولسوف یعطیک ربک فترضی یعنی اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم تم کو خدا اسقدر دیگا۔ کہ تم راضی ہو جاؤ گے خدا کی قسم محمد صلے اللہ علیہ وسلم راضی نہ ہونگے جبتک ایک بھی ان کی امت میں سے دوزخ میں ہوگا۔ پھر شبلی بولے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کی شفاعت کرینگے۔ اور ان کے بعد میں شفاعت کرونگا یہانتک کہ کوئی دوزخ میں باقی نہ رہیگا ابن عقیل کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت پہلا دعوی کرنا غلط ہے کیونکہ یہ بات کہ رسول اللہ صلعم فاجروں کے عذاب پر راضی نہ ہونگے غلط دعوی اور جہالت پر پیشقدمی ہے یہ کیونکر ہو سکتا ہے حالانکہ شریر کے بارے میں آدمی ملعون ہو چکے ہیں پھر یہ دعوی کرنا کہ آپ فاجروں کے عذاب ہونے پر راضی نہونگے باطل ہے اور حکم شریعت کے خلاف پر اقدام ہے اور یہ دعوی کرنا کہ خود ہی اہل شفاعت ہے سب کی شفاعت کرینگے رسول اللہ صلعم کی شفاعت پر زیادہ بڑھ جائینگے کفر ہے کیونکہ انسان جب قطعی طور پر اپنے کو اہل جنت سمجھیگا وہ اہل دوزخ سے ہوگا پھر اس شخص کی نسبت بھلا کیا کہا جائے جو اپنے آپ کو یہ خیال کرتا ہے کہ تمام محمود سے بھی بڑھکر اسکو مقام ملیگا اور وہ مقام شفاعت ہے **محمد بن حسین سلمی** نے کہا میں نے اپنے باپکی کتاب میں خود انہیں کے ہاتھ کا لکھا ہوا دیکھا کہ میں ابو العباس دینوری سے سنا کہتے تھے

قد نقضوا المکان التصوف وهدموا سبیلها وغیروا معانیها باسامی احدثوها سموا الطمع قناعة وسوء الادب اخلاصا والخروج عن الحق شطحا والتلذذ بالمذموم طیبة وسوء الخلق ملوة والبخل جلادة واتباع الهوی ابتلاء الرجوع الی الدنیا وصولا والسوال عملا وبذاء اللسان ملامة وماهذا طریق القوم وقال ابن عقیل عبرت الصوفیة من الحرام بعبارات غیر الها الاسماء مع حصول المعنی فقالوا فی الاجتماع علی الطیبة والغناء والتخنکرة اوقات وقالوا فی المرد ان شهوة وفی المعشوقة اخت وفی المحبة مریدة وفی الرقص الطرب وجد وفی النغم اللعب والبطالة رباط وبهذا التغییر للاسماء لایباح **بیان جملة مرویة عن الصوفیة من الافعال المنکرة** قد سبق ذکر افعال کثیرة کلها منکرة وانما نذکر ههنا من اهاتها الافعال وعجائبها ذکر عن ابی الکرینی وکان استاذ الجنید انه اصابته جنابة وکان علیه مرقعة تخینة فجاء الی شاطئ الدجلة والبرد شدید فحرنت نفسه عن الدخول فی الماء لشدة البرد فطرح نفسه فی الماء مع المرقعة ولم یزل یغوص حتی خرج وقال لنفسه ان لا انزعها عن بدنی حتی یجف علیه فلم تجف علیه شهرا وانما ذکر هذا لنا لیتبین فضله فی ذلک جهال المتصوفة ان هذا الرجل عصی الله بشیء انما فعل وانما یعجب هذا الفعل العوام الحمقاء لا العلماء ولا یجوز لاحد ان یعاقب نفسه قد جمع هذا النفسه فنونا من التعذیب القاؤها فی الماء البارد وکونه فی مرتعة لایمکنه الحرکة فیها

ترجمہ کہ ان لوگوں نے تصوف کے ارکان توڑ ڈالے اور اسکی راہ کو منہدم کر دیا۔ اور اس کے معانی کو بدل ڈالا اور اپنی طرف سے نام تراش لئے طمع کا نام زہد رکھا اور بے ادبی کو اخلاص کہتے ہیں اور راہ حق سے خارج ہونا شطح ہے اور مذموم چیز سے لذت اٹھانا طیبہ ہے اور بد اخلاقی صولت ہے اور بخل جوانمردی ہے۔ اور اتباع ہوا امتحان ہے اور دنیا کی طرف رجوع کرنا وصول ہے اور بھیک مانگنا عمل ہے اور بدزبانی ملامت ہے حالانکہ یہ طریقہ قوم کا نہیں اور ابن عقیل نے کہا ہے صوفیہ نے حرام کو ایسی عبارتوں سے ادا کیا کہ ان کے نام تو بدل ڈالے اور معنی باقی رہے تو طرافت اور گانے وغیرہ پر جمع ہونیکو اوقات کہا اور ان لوگوں نے امردوں کو شہود کہا۔ اور معشوقہ کو بہن اور محبت رکھنے والی عورتوں کو مریدہ اور رقص وطرب وجد اور لعب اور بطالت کے ٹھکانے کو رباط حالانکہ ناموں کے بدلنے سے یہ چیزیں مباح نہیں ہوسکتیں **(چند افعال منکرہ کا بیان جو صوفیہ سے نقل کئے جاتے ہیں)** بہت سے افعال کا ذکر پہلے گذر چکا کہ وہ سب کے سب بُرے تھے اور یہاں پر ہم ان کے صرف بڑے بڑے اور عجیب فعل ذکر کرتے ہیں ابو الکرینی کی نسبت جو جنید کے استاد تھے بیان کرتے ہیں کہ انکو احتلام ہوا وہ ایک موٹی کپڑے کا خرقہ پہنے ہوئے تھی دجلے کے کنارے آئے سردی سخت تھی انکے نفس نے بوجہ سردی کے پانی میں داخل ہونیسے انکار کیا انہوں نے خرقہ سمیت اپنے آپ کو پانی میں ڈالدیا اور برابر غوطہ لگاتے رہے پھر نکلکر بولے کہ میں عہد کرتا ہوں جبتک میرے جسم پر یہ خرقہ خشک نہ ہو جائیگا نہ نکالونگا ایک مہینہ بھر تک وہ خرقہ خشک ہوا اس شخص نے اپنا یہ قصہ لوگوں کے سامنے اس لئے بیان کیا کہ اسکی بزرگی ظاہر ہو حالانکہ یہ جہل محض ہے کیونکہ اس شخص نے اپنی اس حرکت میں خدا تعالیٰ کی نافرمانی کی اس فعل سے عوام ناداں خوش ہوتے ہیں علما پسند نہیں کرتے اور کسی شخص کو جائز نہیں کہ اپنے نفس کو عذاب کرے اس شخص نے اپنی ذات کے لئے کئی قسم کے عذاب جمع کئے اپنے آپکو ٹھنڈے پانی میں ڈالنا اور ایسے خرقے میں ہونا کہ حسب خواہش حرکت نہ کر سکے

کما یرید ولعله قد بقی من معاینة لم یصل الماء لکثافة هذه المرقعة وبقاؤها علیه مبتلة شهرا وذلک یمنع لذة النوم وکل هذا خطأ واثم **قیل وکان** بین احمد بن الحواری وبین ابی سلیمان عقدان لا یخالفه فی شیء یامره به فجاءه یوما وهو یتکلم فی المجلس فقال الی التنور قد سجرناه فاما ان تقوم فاحابه فاعاد مرة او مرتین فقال له فی الثالثة اذهب واقعد فیه ففعل ذلک فقال ابو سلیمان الحقوه فان بینی وبینه عقدا ان لا یخالفنی فی شیء آمره به فقام وفاصوا معه فجاؤا الی التنور فوجدوه قاعدا فی وسطه فاخذ بیده واقامه منه فما اصابه خدش **قال المصنف** هذه الحکایة بعیدة عن الصحة ولو صحت کان دخوله فی النار معصیة **وفی الصحیحین** من حدیث علی کرم الله وجهه قال بعث رسول الله صلی الله علیه وسلم سریة واستعمل علیهم رجلا من الانصار فلما خرجوا وجد علیهم فی شیء فقال لهم الیس قد امرکم رسول الله صلی الله علیه وسلم ان تطیعونی قالوا بلی قال اجمعوا حطبا فجمعوا ثم دعا بنار فاضرمها ثم قال عزمت علیکم لتدخلنها فقال فهم القوم ان یدخلوها فقال لهم شابا انما فررتم الی رسول الله صلی الله علیه وسلم من النار فلا تعجلوا حتی تلقوا النبی صلی الله علیه وسلم فان امرکم ان تدخلوها فادخلوا فرجعوا الی النبی صلی الله علیه وسلم فاخبروه فقال لو دخلتموها ما خرجتم ابدا انما الطاعة فی المعروف

ترجمہ اور عجب نہیں کہ اسکو کثافت کی وجہ سے نیچے کے کچھ حصے میں پانی نہ پہونچا ہو۔ پھر اسی طرح بھیگا ہوا مرقعہ مہینے بھر تک جسم پر رہنا جس نے اسکو لذت خواب سے باز رکھا یہ سب چکر کھانا خطا اور گناہ ہے کہتے ہیں کہ احمد بن ابی الحواری اور ابو سلیمان میں باہم معاہدہ تھا کہ جو کچھ ابو سلیمان حکم کریں وہ اس کے خلاف نہ کریں ایک روز ابو سلیمان مجلس میں بیٹھے کچھ باتیں کر رہے تھے احمد آئے اور کہنے لگے کہ ہم تنور گرم کر چکے آپ کیا حکم کرتے ہیں ابو سلیمان نے کچھ جواب نہ دیا احمد نے پھر دوبارہ یا تین بار کہا تیسری مرتبہ ابو سلیمان بولے جاؤ اور تم تنور میں بیٹھ جاؤ۔ احمد نے ایسا ہی کیا۔ ابو سلیمان لوگوں سے بولے جاؤ اسکو جا کر دیکھو کیونکہ مجھ میں اوس میں باہم معاہدہ ہے کہ جو کچھ میں حکم کرونگا اسکے خلاف نہ کریگا یہ کہکر خود اٹھے اور لوگ بھی ان کے ساتھ اوٹھہ کھڑے ہوئے تنور پر آکے دیکھا تو اسکے بیچ میں احمد کو بیٹھا پایا ابو سلیمان نے ان کا ہاتھ پکڑا اور تنور سے نکالکر کھڑا کیا۔ دیکھا تو کچھ خراش بھی ان کو نہ پہنچی تھی **مصنف** رح نے کہا یہ حکایت صحت سے بعید ہے اور اگر صحیح بھی ہو تو اس شخص کا آگ میں داخل ہونا گناہ ہی **صحیحین** میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے ایک لشکر کا حکمران بھیجا اور انصار میں سے ایک شخص کو سردار بنایا جب وہ چلے تو رستے میں وہ انصاری کسی بات سے اوپر غصہ ہو گئے اور ان سے کہا کہ کیا تمکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم نہیں فرمایا کہ ہر بات میں میری اطاعت کرو سب بولے بیشک فرمایا ہے انہوں نے کہا کہ اچھا لکڑیاں جمع کرو لوگوں نے لکڑیاں اکٹھی کیں پھر آگ منگا کر سلگائی پھر کہا کہ میں تم کو قسم دیتا ہوں کہ اس آگ میں داخل ہو جاؤ لوگوں میں سے نے داخل ہونیکا قصد کیا ایک نوجوان شخص نے ان سے کہا کہ تم لوگ فقط آتش دوزخ ہی سے تو ڈرتے ہو کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھاگ آئے جلدی نکرو پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مل لو اگر آپ تمکو اس میں داخل ہونے کا حکم دیں تو داخل ہو جاؤ سب لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور آپ کو خبر دی آپ نے فرمایا کہ اگر تم اس آگ کے اندر چلے جاتے تو پھر کبھی باہر نہ آتے۔ فرمانبرداری صرف حکم شرعی میں کی جاتی ہے ۔

وحدثنا ابوالخیر الدنبلی قال کنت جالسا عند خیر الخباز فاتته امرأة وقالت اعطنی الذی دفعته الیک قال نعم فدفعه الیها فقالت کم الاجرة فقال درهمان قالت ما معی الشئ فانا قد تردد الیک مرارا فلم ارک وانا آتیک به غدا ان شاء الله تعالی فقال لها ان اتیتنی به ولم تجدینی فادخلی بیتی الدجلة فانی فاذا رجعت اخذه فقالت المرأة کیف تاخذ من الدجلة فقال لها خبر هذا التفتیش تفصل منک افعلی امرتک قالت ان شاء الله فمرت المرأة قال ابوالخیر فجئت من الغد وکان خیر غائبا واذا المرأة جاءت ومعها خرقة فیها درهمان فلم تر خیرا فقعدت ساعة ثم قامت ودمت بالخرقة فی دجلة فاذا سرطان قد تعلقت بالخرقة وصاحت وغاب بعد ساعة جاء خیر فرفع باب حانوته وجلس علی البساط یتوضا فاذا سرطان خرج من الماء تسعی ضرة والخرقة علی ظهرها فلما قرب من الشیخ اخذها فقلت له رأیت کذا وکذا فقال احب ان لا تتوج به حیا فاجبته الی ذلک قال المصنف صحة مثل هذا تبعد ولو صح لم یخرج هذا الفعل عن مخالفة الشرع لان الشرع قد امر بحفظ المال وهذا اضاعة وفی الصحیحین ان النبی صلی الله علیه وسلم نهی عن اضاعة المال وعن الاقتات الی قول من یقول هذا کرامة لان الله تعالی لا یکرم بخلافه وقد حکی ابوحامد الغزالی فی کتاب الاحیاء قال کان بعض الشیوخ فی بدایة ارادته یکسر عن القیام فالزم نفسه القیام علی رجلیه طول اللیل لتتمرن علی القیام فعوفی

ترجمہ ابوالخیر الدنبلی نے بیان کیا کہ میں خیر نساج کے پاس بیٹھا تھا ان کے پاس ایک عورت آئی اور بولی کہ لاؤ مجکو وہ رومال دو جو میں نے کل تم کو دیا تھا خیر نساج نے کہا بہت اچھا یہ کہکر وہ رومال اسکو دیا وہ بولی کہ اسکی اجرت کیا ہے کہا کہ دو درم عورت نے کہا اسوقت میرے پاس کچھ نہیں اور میں تمہارے پاس کئی مرتبہ آئی اور تم کو نہ دیکھا کل انشاء اللہ تم کو دیدونگی خیر نساج بولے کہ اگر تم میرے پاس اجرت لاؤ اور میں تم کو نہ ملوں تو دجلہ میں ڈالدینا جب میں آؤنگا لیلونگا عورت بولی کہ دجلہ سے تم کیونکر لیلوگے خیر نساج نے کہا اسکی تحقیق کرنا تم کو فضول ہے جسطرح میں کہتا ہوں وہ کرو عورت انشاء اللہ کہکر چلی گئی ابوالخیر کہتے ہیں کہ میں دوسرے روز علی الصباح پھر خیر کے پاس گیا خیر وہاں موجود نہ تھا تھے۔ وہ عورت آئی اور دو درم ایک کپڑے کے ٹکڑے میں باندھکر لائی تھی جب خیر نہ ملا تو تھوڑی دیر تک بیٹھی پھر کھڑی ہوی اور کپڑے کو دجلہ میں پھینکدیا۔ یکایک ایک کیکڑا نکلا اور اس کپڑے کو لیکر پانی میں چلا گیا کچھ دیر بعد خیر آئے اور اپنی دوکان کا دروازہ کھولا اور دجلہ کے کنارے بیٹھکر وضو کرنے لگے ناگاہ وہی کیکڑا پانی سے نکلکر ان کی طرف دوڑتا آیا اسکی پشت پر وہ کپڑے کا ٹکڑا تھا جب ان کے پاس آیا انہوں نے وہ ٹکڑا لیلیا ابوالخیر کہتے ہیں میں نے خیر نساج سے کہا کہ ایسا واقعہ میرے سامنے گذرا ہے خیر بولے میں چاہتا ہوں کہ میری زندگی میں کسی پر یہ قصہ ظاہر نہ ہو میں نے اس بات کو قبول کیا مصنف نے کہا اس حکایت کا صحیح ہونا بعید ہے اور اگر صحیح بھی ہو تو یہ حرکت شرع کی مخالفت سے خارج نہیں کیونکہ شرع نے مال کی نگہداشت کا حکم کیا ہے اور یہ مال کو ضائع کرنا ہے صحیحین میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مال کے تلف کرنے سے منع فرمایا اور اس شخص کے قول کی طرف توجہ نہیں کرتے جو کہتا ہو کہ یہ کرامت ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ ایسے شخص کو اکرام نہیں فرماتا جو اسکی شرع کے خلاف کرے ابوحامد غزالی نے کتاب احیاء العلوم میں نقل کیا ہے کہ کوئی بزرگ آغاز ارادت میں قیام کرنے میں کسل کرتے تھے انہوں نے اپنے اوپر لازم کر لیا کہ تمام رات سر کے بل کھڑا رہونگا تاکہ پھر نفس خوشی سے قیام کو آسان سمجھے

قال وعالج بعضهم حب المال بان باع جميع ماله ورمى في البحر خوف تفريقه على الناس عند الموت وربما ابدل قال وكان بعضهم يستاجر من يشتمه على ملأ من الناس ليعذب نفسه الحقير قال وكان آخر يركب البحر في الشتاء عند اضطراب الموج ليصير شجاعا قال المصنف العجب من جميع هؤلاء عند ابو حامد كيف يدرى هذه الاشياء ولم ينكرها وكيف ينكرها وقد اتى بها في معرض التعليم للمريدين فقال قيل لمن يورد هذه الحكايات ينبغي للشيخ ان ينظر الى حالة المبتدي فان رأى معه مالا فاضلا عن حاجته اخذه فصرفه في الخير وفرغ قلبه منه حتى لا يلتفت اليه وان رأى الكبر غلب عليه امره ان يخرج الى السوق للكدية والسؤال ويكلفه المواظبة على ذلك فان رأى الغالب عليه البطالة استخدمه في تعهد بيت الحمام وتنظيفه وكنس المواضع القذرة وبلازمة المطبخ ومواضع الدخان وان رأى شره الطعام غالبا عليه الزمه الصوم فان رأى غريزة الشهوة للصوم من نفسه الزمه قيام الليل وان رأى الغالب عليه الخمول والكسل الزمه الجهر بين الناس قال المصنف لا ادري من اين علم هذا كله فيما يرجع الى الاشياء التي ذكرها وكيف يحل لاحد ان يقوم على رأس عبد طول الليل فيمنعه من النوم وجهر بوتره ذلك ضرب من التحكم كيف يحكم به المالك في البحر وهو يعلم انه يسلم بلا سبب يوجب ذلك ويستاجر على ذلك وكيف يحل السؤال لمن يقدر ان يكتسب قال ورخص ما باع ابو حامد الفقه بالتصوف وعن الحسن بن علي الدامغاني قال كان جماعة اصحابنا

سترجمہ ایک جگہ ابو حامد لکھتے ہیں کہ بعض بزرگوں نے مال کی محبت کا علاج یوں کیا کہ اپنا تمام مال بیچ ڈالا اور اسکو دریا میں پھینکدیا اس لئے کہ اگر اسکو لوگو پر تقسیم کریں تو خوف ہے کہ کہیں جود و سخاوت کی رعونت نہ آجائے اور خیرات میں ریا نہ واقع ہو ایک مقام پر لکھتے ہیں۔ کہ بعض بزرگ اجرت پر ایسے شخص کو لیتے تھے کہ انکو بڑے آدمیوں کے ساتھ سامنے گالیاں دے تاکہ اُن کا نفس حلم و بردباری سیکھے۔ ایک اور مقام پر لکھتے ہیں کہ بعض لوگ جاڑے میں دریا کا سفر کرتے ہیں جب سچ زوروں پر ہوتی ہے تاکہ بہادر ہو جاویں مصنف نے کہا سب سے زیادہ تعجب ابو حامد پر آتا ہے کہ ان باتوں کو کیونکر جائز رکھتے ہیں اور ان پر انکار کیوں نہیں کیا اور مقام تعلیم میں انکا تذکرہ کیا اور ایک جگہ کہتے ہیں کہ شیخ کو مبتدی کی حالت دیکھنا چاہئے اگر اسکے پاس مال ضرورت سے زائد دیکھے تو اسکو لیکر کار خیر میں صرف کرے حتی کہ اس کی طرف وہ مبتدی کچھ توجہ نکرے اور اگر شیخ دیکھے کہ اسپر کبر و غرور غالب ہے تو اسکو حکم دے کہ بازار جاے اور سوال کرنیکی تکلیف اوٹھاہے پھر بھی اگر فساد دیکھے تو حمام اور باورچیخانہ اور بھاڑ وغیرہ جھونکنے کی خدمت اس سے لے اور اگر کھانیکی حرص اُسپر غالب پائے تو روزہ اُسپر لازم کرے اور اگر دیکھے کہ وہ بن بیاہا ہے اور روزہ سے اسکی شہوت فرو نہیں ہوتی تو اُسکو حکم کرے کہ ایک رات قطع پانی پر افطار کرے اور روٹی نہ کھاے اور دوسری رات صرف روٹی پر افطار کرے اور پانی نہ پیے اور گوشت سے اسکو بالکل باز رکھے مصنف نے کہا مجھے ابو حامد سے تعجب ہے کہ کیونکر ان باتوں کا حکم کرتے ہیں جو شرع کے خلاف ہیں کیونکر جائز ہے کہ آدمی تمام رات بل کھڑا رہے جس سے خون کا سیلان الٹا ہو جاے اور مرض شدید کا باعث ہو اور کیونکر جائز ہے کہ مال کو دریا میں پھینکدے اور کیونکر جائز ہے کہ بلا سبب مسلمان کو گالیاں دے اور بھلا مسلمان کے لئے کیا یہ جائز ہے کہ گالیاں دینے کیواسطے اجرت پر ایک شخص کو لے اور کیونکر جائز ہے کہ جو شخص کسب کرنے کی قدرت رکھتا ہو۔ وہ سوال کرے غرضکہ ابو حامد نے تصوف کے بدلے میں فقہ کو کس قدر ارزان فروخت کردیا حسن بن علی دامغانی سے منقول ہے کہ ایک شخص اہل بسطام میں سے تھا

لا ینقطع من مجلس ابی یزید ولا یفارقہ فقال ذات یوم انا منذ ثلاثین سنۃ اصوم الدھر واقوم اللیل و
قد ترکت الشھوات ولیس احد فی قلبی من ھذا الذی تذکرہ شیئا البتۃ فقال لہ ابو یزید لو صمت ثلث مائۃ سنۃ و قمت
ثلث مائۃ سنۃ ثابت علی قدمک لا تجد من ھذا العلم ذرۃ قال علم یا استاذ قال لانک محجوب بنفسک فقال لہ فھذا داء حتی
ینکشف ھذا الحجاب قال نعم ولکنک لا تقبل ولا تفعل قال بلی اقبل واعمل ما تقول قال ابو یزید اذھب الی الحجام و احلق
راسک ولحیتک وانزع عنک ھذا الثیاب وانزر بعباءۃ وعلق فی عنقک مخلاۃ واملأھا جوزا واجمع حولک صبیانا
وقل اعلی صوتک یا صبیانی من صفعنی صفعۃ اعطیتہ جوزۃ وادخل الی سوقک الذی تعظم فیہ وینظر الیک من عرفک
علی ھذہ الحالۃ فقال یا ابا یزید سبحان اللہ تقول لی مثل ھذا وتحسن ان افعل مثل ھذا فقال ابو یزید قولک سبحان اللہ شرک
قال کیف قال یا ابو یزید لانک عظمت نفسک فسبحتھا فقال یا ابا یزید ھذا لیس اقدر علیہ ولیس افعلہ ولکن دلنی علی غیرہ
حتی افعلہ فقال لہ ابو یزید ابتدئ بھذا اقبل کل شیء حتی یسقط جاھک فتذل نفسک ثم بعد ذلک اعرفک ما یصلح لک فقال لہ
اطیق ھذا قد قلت انک لا تقبل قال المصنف لبیت فی شرعنا بحمد اللہ شیء من ھذا بل فیہ تحریر ذلک والمنع منہ وقد قال نبینا صلی اللہ
علیہ وسلم لیس للمرء ان یذل نفسہ وقد فاتت الجمعۃ الخلیفۃ فلقی الناس راجعین فاستتر لئلا یرین التقصیر فی قصر الصلوٰۃ

ترجمہ ہوا ابو یزید کی مجلس سے کبھی جدا نہیں ہوتا تھا اور نہ اسکو چھوڑتا تھا ایک روز اس نے اسسے کہا کہ میں تیس برس سے وںکو ہمیشہ روزہ
رکھتا ہوں اور رات کو قیام کرتا ہوں اور نفس کی خواہشیں چھوڑ دیں لیکن آپ جو ذکر کرتے ہیں اس میں سے کوئی بات اپنے دل میں نہیں
پاتا ہوں تو ابو یزید نے اس سے کہا کہ میرے خیال میں اگر تو تین سو برس روزے رکھیگا اور تین سو برس قیام کریگا جب بھی تجھکو
ایک ذرہ اس سے حاصل ہوگا کہا اے استاد کیوں کہا تو اپنے نفس کی وجہ سے حجاب میں ہے کہا اس کے واسطے کوئی دوا بھی ہے جس سے
یہ حجاب جاتا رہے جواب دیا کہ ہاں ہے لیکن تو منظور نہ کریگا وہ کہنے لگا کہ میں قبول کرونگا اور جو کچھ آپ حکم دینگے اسپر عمل کرونگا ابو یزید نے کہا
کہ ابھی حجام کے پاس جاکر اپنا سر اور ڈاڑھی منڈوا ڈال اور یہ لباس اپنا نکالکر ایک چادر کا تہبند باندھ اور اپنے گلے میں ایک جھولی
ڈالکر اسکو اخروٹوں سے بھرلے اور اپنے چاروں طرف لڑکوںکو جمع کرکے بلند آواز سے پکار کہ جو مجکو ایک تھپڑ ماریگا اسکو ایک اخروٹ
دونگا اور اوس بازار میں جا جہاں تیری تعظیم ہوتی ہے وہ شخص سنکر بولا کہ اے ابو یزید سبحان اللہ آپ مجھ ایسے شخص کو یوں
ہدایت کرتے ہیں ابو یزید کہنے لگے کہ تیرا سبحان اللہ کہنا شرک ہے اوسنے پوچھا کہ یہ کیونکر ہے جواب دیا اسلئے کہ تونے اپنے نفس کی تعظیم کی اور
اس سے محبت رکھتا ہے کہا اے ابو یزید اسپر میں قادر نہیں ہوں اور نہ کرونگا لیکن اور کوئی بات بتائیے تاکہ اسکو کروں تو ابو یزید نے اوسے
کہا کہ تمام باتوں سے پہلے یہ کر تاکہ تیری عزت جاتی رہے اور تیرا نفس ذلیل ہوجائے پھر بعد اسکے جو تیرے لئے بہتر ہوگا بتاؤنگا کہا میں اسکی
قدرت نہیں رکھتا کہا میں نے پہلے ہی کہا تھا کہ تو قبول نہ کریگا مصنف نے کہا الحمد للہ کہ ہماری شریعت میں ایسی خرافات باتیں نہیں بلکہ
انکی حرمت اور ممانعت ہو ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمان کے لئے جائز نہیں کہ اپنے آپکو ذلیل کرے حلیفہ رضہ سے ایکبار جمعہ
فوت ہوگیا اونہوں نے جب آدمیوں کو نماز سے لوٹتے ہوئے آتے دیکھا تو چھپ گئے تاکہ نماز کی حق میں نقص کی نگاہ سے نہ دیکھے جائیں

وهل طالب لشرع احد بجواز النفس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من اتى شيئا من هذه الفاذورات فليستتر بستر الله
كل هذا للاتفاق على ان النفس لو امر بحمل المبيح ان ينتفعه كان قبيحا فعوذ بالله من هذه العقول الناقصة التي تطالب الشرع
بما لا يرضاه الشرع فينفر وكلي بوضاء من ابن الكريني قال تزلت في محلة فعرفت فيها باصلاح فنشب قلبي فدخلت الحمام وعينت على ثياب فاخرة
فسرقتها ولبستها ثم لبست خرقتي فوقها وخرجت فجعلت امشي قليلا قليلا فلحقوني فنزعوا مرقعتي واخذوا الثياب وصفعوني
واوجعوني ضربا فقلت بعد ذلك اعرف بلبس الحمام فسكنت نفسي قال المصنف واي حال اقبح من حال من خالف الشرع و
رأى المصلحة في المنهي عنه وكيف يجوز ان يطلب صلاح القلوب بفعل المعاصي وقد عدم في الشريعة ما يصلح به القلب حتى يستحل
ما لا يحل فهذا من جنس ما فعله الامراء الجهلة من قطع ما لا يجوز قطعه وتارة من لا يجوز قتله ويسمونه سياسة ومضمونه ان
الشريعة ناقصة السياسة وكيف يحل للمسلم ان يعرض نفسه لا يقال عنه سارق وهل يجوز ان يقصد هو دينه وعرضه جاهرا عند
الله في الآخرة ولو ان رجلا وقف مع امرأة في طريق يكلمها ويلمسها يقال عنه هذا فاسق كان عاصيا بذلك ثم كيف يجوز
التصرف في مال غيره بغير اذنه ثم في نص مذهب الشافعي ان من سرق من الحمام ثيابا عليها حافظ وجب قطع يده

ترجمہ ہمارے شریعت کے کسی سے یہ چاہتی ہے کہ نفس کا اثر مٹادے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ جو کوئی ان ناپاک امور میں سے کسی میں مبتلا ہو تو اسکو چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ سے بھی اس کی پردہ پوشی کرے گا یہ سب اسی لئے فرمایا کہ نفس کا جاہ و مرتبہ قائم کیا جائے اگر یہاں ذرا کسی کو ٹوکا کرتے کہ وہ ان کو چانٹے لگائیں تو بری بات ہوتی۔ ایسی ناقص عقلوں سے خدا پناہ دے جو مبتدی سے ان امور کی درخواست کریں جن سے شریعت راضی نہیں ابو حامد نے بیان کیا کہ ابن کرینی نے کہا کہ میں ایکبار ایک مقام پر اترا اور میں نے خیر و صلاح کی وہاں شہرت ہو گئی میں حمام میں گیا وہاں ایک لباس فاخرہ دیکھکر اسکو چرا لیا اور نیچے وہ لباس پہنکر اوپر سے اپنا خرقہ پہنا اور حمام سے نکلکر آہستہ آہستہ چلنے لگا لوگ میرے پاس آئے اور میرا خرقہ اوتارا اور وہ لباس مجھ سے چھین کر مجھکو پیٹا اس کے بعد میں نے کام کا پچھتاوا ہو گیا۔ اسوقت میرے نفس کو وار آیا مصنفؒ نے کہا اس شخص کی حالت سے کونسی حالت قبیح تر ہو گی جو شریعت کے خلاف کرے اور ممنوع میں مصلحت خیال کرے اور کیونکر جائز ہے کہ معاصی کا مرتکب ہو کر صلاح قلوب حاصل کرے کیا شرع میں دو چیز نہیں ملتی جس سے مطلع قلب حاصل ہو کہ امر ناجائز کو عمل میں لایا جائے یہ حرکت ایسی ہے جیسے بعض جاہل حکام کرتے ہیں کہ جسکا ہاتھ کاٹنا واجب نہیں اسکا ہاتھ کاٹ ڈالا جسکو قتل کرنا جائز نہیں اسکو مار ڈالا اور اسکو سیاست کہتے ہیں اسکا مطلب یہ ہوا کہ شریعت سیاست کیلئے کافی نہیں ہے مسلمان کو کیونکر جائز ہے کہ اپنے آپکو چور مشہور کرے بھلا کیا یہ جائز ہے کہ اس کے دین کو سست کہا جائے یا ایسی حرکتیں ان لوگوں کے سامنے کرے جو زمین پر خدا کی طرف سے شہادت دینے والے ہیں اگر کوئی آدمی سر راہ کھڑا ہو کر اپنی بی بی سے باتیں کرے تاکہ ناواقف لوگ اسکو فاسق کہیں تو اس حرکت سے گنہگار ہو گا پھر کیونکر جائز ہے کہ بیگمال میں بغیر اس کی اجازت کے تصرف کرے۔ پھر و شافعی کے مذہب میں نص ہے۔ کہ جو شخص حمام سے وہ کپڑے چرائے جن پر نگہبان موجود ہو اس کا ہاتھ کاٹ ڈالنا واجب ہے ✦ .....

ومن ارباب الاحوال حتی یعملوا بواقعاتھم کلا واللہ لنا شریعۃ لو رام ابو بکر الصدیق ان یخرج منہا الی العمل برایہ لم یتبع منہ فینبغی من ھذا الفقیہ المستدل عن الفقہ بالتصوف اکثر من تعجبی من ھذا المستدل للثیاب ومن الحضرمی یقول مکث ابو جعفر الحداد عشرین سنۃ یعمل کل یوم دینار وینفقہ علی الفقراء ویصوم ویخرج بین العشائین فیتصدق من الابواب ما یفطر علیہ **قال المصنف** لو علم ھذا الرجل ان المسئلۃ والصدقۃ لا یجوز لمن یقدر علی الاکتساب لم یفعل ولو قدر اجوازھا فاین انفۃ النفوس من ذل الطلب وعن ابن عمر رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تزال المسئلۃ باحدکم حتی یلقی اللہ عز وجل ولیس علی وجھہ مزعۃ لحم وعن الزبیر بن العوام قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لان یحمل الرجل حبلا فیحتطب ثم یجیئ فیضعہ فی السوق فیبیعہ ثم یستغنی بہ فینفقہ علی نفسہ خیر لہ من ان یسأل اعطی او منع وانفرد باخراج ھذا الحدیث البخاری واتفقا علی الذی قبلہ وعن عبد اللہ بن عمر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال لا تحل الصدقۃ لغنی ولا لذی مرۃ سوی ولمرۃ القوۃ واصلہا من فتل الحبل یقال مرر الحبل اذا فتلتہ فمعنی المرۃ فی الحدیث شدۃ اسر الخلق وصحۃ البدن التی یکون معہا احتمال الکد والتعب **وقال** الشافعی لا تحل الصدقۃ لمن یجد قوۃ یقدر بہا علی الکسب **وحکی** یونس ابن ابی بکر الشیبلی عن ابیہ انہ قام علی حائط السطح لیلۃ کاملۃ

ترجمہ کونسے لوگ صاحب احوال ہیں کہ لوگ ان کے واقعات پر عمل کریں ہرگز نہیں خدا کی قسم ہماری شریعت وہ شریعت ہے کہ اگر ابو بکر صدیق بھی چاہیں کہ اسکو چھوڑ کر اپنی راے پر عمل کریں تو ان کی بات نہ مانی جائیگی کہتے ہیں کہ ابو جعفر حداد نے بیس برس اس طرح گذارے کہ ہر روز ایک دینار کماتے تھے اور اسکو فقیروں پر خیرات کر دیتے تھے اور خود روزہ رکھتے تھے اور مغرب وعشا کے درمیان گھروں سے بھیک مانگ لاکر اسپر افطار کرتے تھے مصنفؒ نے کہا اگر یہ شخص جانتا کہ جو آدمی کسب کر سکتا ہے اسکو سوال کرنا اور صدقہ لینا جائز نہیں تو ایسا نہ کرتا اور اگر ہم اسکو جائز بھی مان لیں تو اس سوال کرنیسے نفسوں کی غیرت کہاں جاتی رہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا تم میں سے جو کوئی ہمیشہ سوال کرتا رہیگا قیامت کے دن خدا کے سامنے جائیگا۔ اور اسکے چہرے پر گوشت کا ٹکڑا بھی نہ ہوگا اور نیز آپ نے فرمایا کہ آدمی ایک رسی لے اور اس میں لکڑیاں باندھ لائے پھر اونکو بازار میں رکھکر بیچے اور اس سے تونگری حاصل کرکے اپنا خرچ چلائے تو اس کے لئے یہ بہتر ہوگا اس سے کہ لوگوں سے سوال کرے وہ اسکو کچھ دیں یا نہ دیں۔ یہ پچھلی حدیث فقط بخاری میں ہے اور اس سے پہلے والی حدیث متفق علیہ ہے عبد اللہ بن عمرو سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا صدقہ لینا نہ تو نگر کو جائز ہے اور نہ پوری قوت والے کو حدیث شریف میں ذی مرۃ کا لفظ آیا ہے مرۃ کے معنی قوت کے ہیں اور اصل میں رسی کی مضبوطی کے لئے آیا ہے بولا جاتا ہے مررت الحبل جبکہ رسی کو مضبوط بٹتے ہیں پس حدیث میں مرۃ کے معنی یہ ہیں کہ جسم مضبوط ہو اور بدن تندرست ہو جس تندرستی میں کوشش اور تعب کا برداشت کر سکے شافعیؒ نے کہا جو شخص ایسی قوت رکھتا ہے جس سے کسب پر قادر ہو اسکو صدقہ لینا جائز نہیں یونس بن ابی بکر الشیبلی نے اپنے باپ سے حکایت کی کہ وہ ایک رات تمام شب کوٹھی پر چھت کے کنارے کھڑے رہے

وقال یاعین لئن اطرقت لاومین بک الی الدار فمازال علی تلک الحال فلما اصبح قال یا بنی ما سمعت للیلۃ ذاکر الله الا دیکا یساوی دانقین **قال المصنف** هذا الرجل قد جمع بین شیئین لایجوز احدهما فی اطرته بنفسه فلو غلبه النوم وقع وکان معینا علی النفس ولاشک انه لو رمی بنفسه کان قد اتی معصیة عظیمة فتعرضه بالوقوع معصیة **والثانی** انه منع عینه حظها من النوم **وقد قال** علیه السلام **لجسدک علیک حقا وقال** اذا نعس احدکم فلیرقد **ومر بحبل** قد مدته زینب فاذا فترت امسکت به فامر بحله وقال لیصل احدکم نشاطه فاذا کسل او فتر فلیقعد **وقد** سبقت هذه الاحادیث فی کتابنا هذا **وحکی** لنا احمد بن ابی صابر الله قال وقفت علی الشبلی فوقیة الشعراء فی جامع المنصور والناس مجتمعون علیه فوقف علیه فی الحلقة غلام جمیل لم یکن بغداد فی ذلک الوقت احسن وجها منه یعرف بابن مسلم فقال له تنح فلم یبرح فقال له الثانیة تنح یا شیطان عنا فلم یبرح فقال له فی الثالثة تنح والا والله خرقت کلما علیک وکانت علیه ثیاب فی غایة الحسن تساوی جملة کبیرة فانصرف الفتی **قال الشبلی** طرحوا اللحم للبزاة علی ذروتی عدن لم تلمها البزاة اذ جعلوا یهم الرسن ابرزوا وجهک المجلی لاموا من افتتن لو اردوا صیانتی ستروا وجهک الحسن **قال** ابن عقیل من قال هذا فقد خطا طریق الشرع

ترجمہ اور بولے کہ اے آنکھ اگر تو جھپکی تو میں تجھکو صحن دار میں گراؤنگا غرض اسیطرح کھڑے رہے صبح کو مجھ سے کہنے لگے بیٹا آجکی رات مینے کسیکو ذکر الٰہی کرتے نہ سنا بجز ایک مرغ کے جو دو دانگ کے برابر تھا مصنف نے کہا اس شخص نے دو ناجائز حرکتیں ایک ساتھ کیں ایک تو اپنے نفس کو خطرے میں ڈالا اگر اسپر نیند غالب آجاتی تو گر پڑتا اور نفس کے ہلاک کرنے میں کوشش کرتا اور اسمیں شک نہیں کہ اگر وہ اپنے آپکو نیچے گرا دیتا تو بڑے گناہ کا مرتکب ہوتا اس کا گر پڑنے پر آمادہ ہونا معصیت ہے دوسرے یہ کہ اس شخص نے اپنی آنکھوں کو خواب کی راحت سے باز رکھا۔ حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم پر تمہارے بدن کا حق ہے اور فرمایا کہ جب کسی پر غنودگی غالب آجائے تو چاہئے کہ سو رہے اور نیز آپ نے ایک رسی دیکھی جو حضرت زینب نے تان رکھی تھی اور جب تھک جاتی تھیں تو اس رسی کو تھام لیتی تھیں آپ نے اس رسی کے کھول ڈالنے کا حکم فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ جب تک دل خوش رہے اسوقت تک نماز پڑھا کرو جب کسل ہو یا تھک جاؤ تو بیٹھ جایا کرو اکثر احادیث ہم اس کتاب میں پیشتر بیان کر چکے **محمد بن ابی صابر** دلال نے ہمسے بیان کیا کہ قبہ شعرا میں جامع منصور میں شبلی کے پاس میں کھڑا ہوا اور لوگ ان کے گرد جمع تھے اسی حلقہ میں ایک خوبصورت لڑکا آکر کھڑا ہو گیا جس سے زیادہ خوبصورت اسوقت تمام بغداد میں نہ تھا اسکا نام ابن مسلم تھا شبلی نے اس لڑکے سے کہا کہ الگ ہو جاؤ وہیں کھڑا رہا۔ پھر دوبارہ کہا کہ او شیطان الگ ہو جاؤ لڑکا نہ ٹلا تیسری بار کہا کہ چلا جا ورنہ جو کچھ تیرے جسم پر ہے سب جلا دونگا اوس لڑکے کے بدن پر بڑے اچھے قیمتی کپڑے تھے یہ سنکر وہ چلا گیا شبلی نے چند شعر پڑھے جنکا ترجمہ یہ ہے۔ کوہ عدن کی چوٹی پر بازوں کیلئے گوشت ڈالدیا۔ پھر بازو نکو ملامت کرینگے۔ اور انکو گرفتار کیا۔ تیری خوبصورت چہرہ کو بے پردہ کیا اور پھر جو فتوں ہوا اسکو ملامت کرنے لگے۔ اگر میرا محفوظ رکھنا چاہتے تو تیری پیارے چہرے کو چھپا دیتے **ابن عقیل** نے کہا جس شخص نے یہ شعر کہے اس نے طریق شرع سے خطا کی +

لا نه یقول ما خلق الله هذه الاشیاء الا للاستئناس بها ولیس کذلک انما خلقها للاعتبار والاستحسان فان الشمس خلقت
لتضئ لا لتعبد وعن ابی علی الدقاق یقول ان الشیء الکحل یکذا وکذا من الملح لیعتاد السهر لا یاخذه النوم قال المصنف
وهذا قبیح لا یحل للمسلم ان یؤذی نفسه وهو سبب للسهر لانی فیها اسقاط حق النفس والظاهر ان دوام
السهر والتقلل اخرجهم الی هذه الاحوال والافعال وعن حسین بن عبد الله القزوینی قال حکی لنا من کان معنا من السائحین انه قال اجتاز
علی قریة یوما ولحقتنی ضرورة فرایت قطعة ذهب مطروحة فی الطریق فاردت اخذها فلفظتها فترکتها ثم ذکرت الحدیث
الذی یروی ان الدنیا کانت ماعبیطا کلما قوت المسلم منها حلالا فاخذتها وترکتها فمضیت غیر بعید فاذا بجماعة فیها صبیان واحدهم
یتکلم علیهم فقال اله وسلم یجیء العبد حقیقة الصدق فقال اذا رمی القطعة من الشرق فاخرجتها من فمی ورمیتها
قال المصنف کان الغلام ان رمیه ایاها لیجیء والعجب انه رماها بقول صبی لا یدری ما
قال وحکی ابو هاشم ابن شفیق انه جاء الی ابی هاشم الزاهد وهو طرف کساء قد صره وقال
قال لی اسمه شفیق قال فوزنت دفعها الی فاخذ لی وقال احب ان تفطر علیها
فقال یا شفیق ما انت تحدث نفسک ان تبقی الی اللیل

[illegible] ابو هاشم زاہد کے پاس شفیق نامی آئے ان کی چادر میں کچھ بندھا ہوا تھا ابو ہاشم نے ان سے پوچھا کہ یہ تمہارے
ساتھ کیا چیز ہے۔ جواب دیا کہ چند بادام ہیں میرے بھائی نے میرے پاس بھیجے ہیں۔ اور کہا ہے۔ کہ میں چاہتا
ہوں تم ان سے روزہ افطار کرو ابو ہاشم بولے۔ کہ اے شفیق تم اپنے نفس سے گفتگو کرتے ہو کہ رات تک زندہ رہو گے

لا کلمتک ابدا فاغلق الباب فی وجهه ودخل **قال المصنف** انظر الی هذا الفقیه الذی کیف هجر مسلما علی فعل جائز بل مندوب لان الانسان مامور ان یستعد لنفسه وعیاله ما یفطر علیه واستعداد الشیء قبل مجیئ وقته حزم لا یذم **قال الله تعالی** واعدوا لهم ما استطعتم من قوة **وقد ادخر** رسول الله صلی الله علیه وسلم لازواجه قوت سنة **وجاء عن** منصف ما ادخروا ذخر ابا وام ینکر علیه فالجهل بالحلم افسد هؤلاء الزهاد **وعن** احمد بن ابی الحواری قال بلغنا ان رجلا منهم کان یاتی الهند فیخبر بالصابر قد اتی علیه مائة سنة قد مضی احد عینیه فقلت له یا سیدی ما بلغ من صبرک قال انی هویت النظر الی زینة الدنیا فلم احبنی فاستفی منها فعمدت عینی منذ ثمانین سنة ثم افتقروا **قال المصنف** کان الاصل ان ینظر الی الدنیا بقدر عین **فصل فی الصوفیة قوم یسمون الملامتیة** اتفقوا اللذین وقالوا مقصودنا ان نسقط من اعین الناس فنسلم من آفاتها وطلوعا عرفوا سقطوا جاههم عند الله بمخالفة الشرع **قال المصنف وفی القوم طبقة یظهرون للناس من انفسهم اقبح ما فیه وبکتمون احسن ما فیهم** فهم عند الله مراءون وعند الناس مراءون الا انا **قال المصنف** هذا من اقبح الاشیاء **وقد** قال رسول الله صلی الله علیه وسلم من ستر عبدا ستر الله علیه من فضائح یوم القیامة **وقال** فی حق ماعز هلا سترته بثوبک یا هزال

ترجمہ: تم نے کبھی بات نہ کی ہوگی یہ کہکر دروازہ بند کر لیا اور اندر چلے گئے **مصنف** نے کہا کہ اس باریک بیں فقیہ کو دیکھنا چاہئے کہ کیونکر ایک مسلمان کو ایسے فعل پر چھوڑ دیا جو جائز بلکہ مستحب تھا کیونکہ انسان مامور ہے کہ اپنے لئے افطاری کا سامان تیار کرے اور وقت آنے سے پیشتر کسی چیز کا تیار کرنا ضروری ہے اسی لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا واعدوا لهم ما استطعتم من قوة یعنی کفار کے لئے جس قدر ہو سکے قوت تیار کرو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ازواج مطہرات کیلئے ایک سال کا روزینہ ذخیرہ فرمایا تھا حضرت عمر رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں نصف مال لائے اور نصف ذخیرہ رکھ آئے آپ نے اپنے کوئی انکار نہیں فرمایا رحمانیہ نے ان زاہدوں کو فاسد کر دیا احمد بن ابی الحواری عمانی کہتے ہیں کہ ہم کو خبر ملی ہے کہ ہندوستان میں ایک شخص صابر کے نام سے مشہور تھا انہوں نے سو برس سے اپنی ایک آنکھ بند کر رکھی تھی ان سے پوچھا گیا کہ اے صابر تمہارے صبر کی انتہا کس قدر ہے جواب دیا کہ بیٹھے زینت دنیا کی طرف دیکھنا چاہا اور اس سے راحت لینا پسند نہ کیا لہذا اتنی برس ہوئے کہ اپنی آنکھ بند کر لی یہ ایک برس تک نہیں کھولی **مصنف** نے کہا اس شخص کا قصد یہ تھا کہ دنیا کو ایک آنکھ سے دیکھے **فصل** صوفیہ میں سے ایک فرقہ ہے جسکو ملامتیہ کہتے ہیں وہ گناہوں کی طرف جھک پڑے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمارا مطلب یہ ہے کہ لوگوں کی نظروں سے گر جائیں تاکہ جاہ کی آفتوں سے سلامت رہیں حالانکہ شریعت کی مخالفت کر کے ان لوگوں نے اپنا رتبہ خدا کے نزدیک بھی ساقط کر دیا اس قوم میں ایک طبقہ ہے جو اپنی قبیح حالات مخلوق پر ظاہر کرتے ہیں اور اچھی کیفیت چھپاتے ہیں لہذا گویا وہ خدا کے نزدیک اہل ولایت ہیں یہ اور خلقت کی نزدیک اہل آفت میں **مصنف** نے کہا یہ حالت تمام چیزوں سے قبیح تر ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنے پاستوں میں سے اگر کوئی شخص کسی میں مبتلا ہو جائے تو چاہئے کہ خدا کی پردہ پوشی سے چھپائے ماعز اسلمی کے حق میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے نزال

وجاء علیه بعض الصحابة وهو یکلم صفیة زوجته فقال له انها صفیة فقد علم الناس اتقاء عما یوجب سوء الظن فان المؤمنین شهداء الله فی الارض **وخرج** حذیفة الی الجمعة فاتته فرای الناس یرجعون فاستقبل لا یدری ظن الناس به **وقال** ابوبکر الصدیق رضی الله عنه لرجل قال له انی لمست امرأة وقبلتها فقال تب الی الله ولا تخبر احدا **وقال** رجل بعض الصحابة انی فعلت کذا وکذا من الذنوب فقال لقد ستر الله علیک لو سترت علی نفسک **فهؤلاء** القوم قد خالفوا الشریعة واردوا قطع ما جبلت علیه النفوس **فصل وقد انس فی الصوفیة اهل الاباحة** فتشبهوا بهم حفظا لدمائهم **وهو** یقسم قسمین **الاول** کفار فمنهم قوم لا یقرون بالله سبحانه ومنهم من یقر به ولکن یجحد النبوات ویری ان ما جاء به الانبیاء عقل وهؤلاء لما اراد الملاحدة انفسهم فی شهواتهم بما لم یجدوا شیئا یحتجون به لها ولیستترون به ویتأولون فیه اغراض النفوس کذهب الصوفیة فدخلوا فیه ظاهرا وهم فی الباطن کفرة ولیس لهؤلاء الا السیف **القسم الثانی** یقرون بالاسلام الا انهم ینقسمون قسمین **القسم الاول** مقلدون فی افعالهم لا شیاخهم من غیر اتباع دلیل ولا شبهة فهم یفعلون ما یامرونهم به ما رأوهم علیه **القسم الثانی** عرضت لهم شبهات فعملوا بمقتضاها والاصل الذی نشأ منه شبهاتهم ما هو النظر فی ذاهب الناس لیس علیهم ابلیس

ترجمہ ایک بار آپ صفیہ اپنی بی بی سے کچھ گفتگو فرماتے تھے بعض صحابہ کا ادھر گذر ہوا تو آپ نے انسے فرمایا کہ یہ عورت صفیہ ہے اس سے ظاہر ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو تعلیم دی کہ جو چیز بدگمانی کا باعث ہو اس سے دور رہیں کیونکہ اہل ایمان زمین پر خدا کی طرف سے شاہد ہیں **حذیفہ** رضہ جمعہ کی نماز پڑھنے چلے نماز آپکو نہ ملی لوگوں کو دیکھا کہ نماز پڑھ کر چلے آتے ہیں حذیفہ چھپ رہے تاکہ لوگ آپ کے متعلق بدگمان نہوں ابوبکر رضی اللہ عنہ سے ایک شخص نے بیان کیا کہ میں نے ایک عورت کو ہاتھ لگایا اور بوسہ لیا آپ نے اس سے فرمایا کہ توبہ کر اور کسی سے یہ حال بیان نکر **بعض صحابہ** سے کسی نے آکر بیان کیا کہ میں نے فلان فلان گناہ کئے انہوں نے جواب دیا کہ اگر تو خود چھپائے رکھتا۔ تو اللہ تعالی بھی تیری پردہ پوشی کرتا۔ اس قوم صوفیہ نے شریعت کے خلاف کیا اور یہ چاہا کہ نفوس میں جو بات فطری اور جبلی ہے اسکو دور کریں **فصل** صوفیہ میں اہل اباحت شامل ہوگئے اور اپنی جان بچانے کے لئے صوفیہ سے مشابہت کی ان لوگوں کی دو قسمیں ہیں ایک تو کافر ہیں جنمیں سے ایک فرقہ تو وہ ہے جو خدا تعالی کا اقرار نہیں کرتا اور دوسرا گروہ وہ ہے جو خدا کا اقرار کرتا ہے مگر نبوت کا انکار کرتا ہے اور کہتے ہیں کہ انبیا نے جو کچھ بیان کیا وہ محال ہے ان لوگوں نے جب اپنے نفسوں کو شہوات سے خوش نہ پایا تو صوفیہ کے مذہب کی برابر کوئی چیز انکو نہ ملی جس سے اپنی جانیں بچائیں اور یہ اغراض نفوس حاصل کریں لہذا بظاہر صوفیہ کے مذہب میں داخل ہوگئے حالانکہ باطن میں کافر ہیں انکا علاج بجز تلوار کے کچھ نہیں دوسری جماعت وہ ہے جو اسلام کا اقرار کرتی ہے اس مگر انکی دو قسمیں ہیں **قسم اول** وہ ہیں جو اپنے افعال میں اپنے شیوخ کی تقلید کرتے ہیں بغیر اسکے کہ دلیل کے پیچھے پڑیں اور کوئی شبہ لائیں لہذا جو کچھ پیر انکو حکم دیتے ہیں اور جو اپنے پیروں کو کرتے ہوئے دیکھتے ہیں وہ بھی وہی کرتے ہیں **قسم ثانی** وہ ہیں کہ انکو شبہات پیش آتے ہیں تو اس چیز کے مطابق عمل کرتے ہیں جو وہ بات جس سے انکو شبہات پیدا ہوئے ہیں یعنی جب انہوں نے لوگوں کے مذہب پر غور کرنیکا قصد کیا تو شیطان نے انکو فریب دیا۔

فاراهم ان الشبهة تعارض الحجم وان التمیز بعسیر وان المقصود اجل من ان ینال بالعلم وانما الظفر به
سرق یساق الی العبد لا بالطلب فسدّ علیهم باب النجاة الذی هو طلب العلم فصاروا یبغضون اسم العلم کما یبغض الرافضی
اسم ابی بکر وعمر رضی الله عنهما ویقولون العلماء حجاب والعلماء محجوبون عن المقصود بالعلم فان انکر علیهم
علم قالوا الایتاهم هذا موافق لنا فی الباطن وانما یظهر ضده ملحق به للعوام الضعاف العقول فان حلق
خلافهم قالوا هذا ابله مقید بقیود الشریعة محجوب عن المقصود ثم علموا علی شبهاتهم وقعت لهم ولو فطنوا
لعلموا ان علمهم یقتضی شبهاتهم علم فقد بطل انکارهم للعلم وانا اذکر شبهاتهم
وکشفها انشاء الله وهی ست شبهات **الشبهة الاولی** انهم قالوا اذا کانت
الامور مقدّرة فی القدم وان اقواما خصوا بالسعادة واقواما بالشقاوة والسعید لا یشقی والشقی لا یسعد و
الاعمال لا تزاد لانتهائها بالاختیار الی السعادة ودفع الشقاوة وقد سبقت وجوه الاعمال فلا وجه لاتعاب النفس فی عمل
ولا لکفها عنه فذلک المکتوب فی اللوح واقع لا محالة **وجوابهذه الشبهة** ان یقال لهم هذا رد جمیع الشرائع وابطال الاحکام جمیعا لکتب وتبکیت الانبیاء
کلهم فیما جاؤا به

ترجمہ اور دکھلا دیا۔ کہ دلائل میں پڑجانا یہی شبہ ہی اور تمیز کرنا دشوار ہی اور مقصود اصلی اس سے اعلیٰ و برتر ہی کہ علم سے مل جائے
اُس کا حاصل ہونا صرف امر تقدیری ہے جو خود بخود بندہ کو ملتا ہے کوئی طلب سے حاصل نہیں لہذا اوپر شیطان نے نجات کا دروازہ
جو کہ طلب علم ہے بند کر دیا اب انکی یہ حالت ہوگئی کہ علم کے نام سے ایسے ناراض ہوتے ہیں جسطرح رافضی حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کی
نام سے جلتے ہیں اور کہتے ہیں کہ علم حجاب ہے اور علما اُس سے محجوب ہیں جو علم سے مقصود ہے اگر کوئی عالم اوپر انکار کرتا ہے۔
تو اپنے پیروؤں سے کہتے ہیں کہ یہ باطن میں ہمارے موافق ہے۔ صرف ظاہر میں عوام ضعیف العقول کے دکھانیکو ہماری مخالفت
کرتا ہے پھر اگر خوب زور کے ساتھ اوذکا خلاف کرے۔ تو کہتے ہیں کہ یہ احمق ہے شریعت کی بیڑیوں میں جکڑا ہوا ہے مقصود اصلی
سے محجوب ہے۔ پھر جو کچھ شبہات اوذکو واقع ہوتے ہیں انہیں پر عمل کرتے ہیں اگر انکو عقل ہوتی تو جان لیتے کہ شبہات کے مطابق
انکا عمل کرنا بھی تو ایک علم ہے۔ لہذا علم کا انکار کرنا باطل ہوگیا ہم اُن کے شبہات ذکر کرتے ہیں اور ان کو کھولتے ہیں وہ شبہات یہ ہیں
پہلا شبہ یہ ہے کہ کہتے ہیں جب تمام امور ازل میں مقدر ہو چکے اور کچھ لوگ سعادت کے ساتھ کچھ لوگ شقاوت کے ساتھ
مخصوص ہوگئے اور نیک آدمی بد اور بد آدمی نیک نہیں ہو سکتا اور اعمال بذات خود مقصود نہیں ہوتے بلکہ صرف اس لئے ہیں
کہ سعادت حاصل کی جائے اور شقاوت کو دور کیا جائے حالانکہ اعمال کا وجود ہمیشہ سے پیشتر ہو چکا لہذا کوئی وجہ نہیں کہ نفس کو اعمال
کے رنج میں ڈالا جائے۔ اور لذتوں سے اُسکو روکا جائے کیونکہ جو کچھ تقدیر میں لکھا جا چکا ہے وہ لا محالہ واقع ہوگا۔

جواب اس شبہ کا یہ ہے کہ اس قوم سے کہا جائے کہ اس قول سے تو تمام شرائع رد ہوئی جاتی ہیں۔ اور سب احکام
باطل ٹھہرتے ہیں اور جمیع انبیا علیہم السلام جو کچھ لائے ہیں۔ گویا اُن کو سرزنش کرنا ہے

لانه اذا قال فی القرآن اقیموا الصلوٰۃ قال القائل لماذا انکنت سعید افمصیری الی السعادۃ وان کنت شقیا فما ینفعنی اقامۃ الصلوٰۃ وکذا اذا قال ولا تقربوا الزنا یقول القائل لماذا امنع نفسی ملذوذها والشقاوۃ والشقاوۃ قد فرغ منهما وقضی کذلک لفرعون ان یقول لموسیٰ حین قال له هل لک الی ان تزکی مثل هذا الکلام ثم یترقی الی الخالق فیقول لما فاتنا ارسالک الرسل وبیعث ما قدرته وما یفضی الی رد الکتب وتجهیل الرسل محال باطل وهذا هو الذی رده الرسول صلی الله علیه وسلم علی اصحابه حین قالوا افلا نتکل فقال اعملوا فکل میسر لما خلق له واعلم ان للادمی کسبًا هو اختیاره فعلیه یقع الثواب والعقاب فاذا خالف بان لنا ان الله قضی فی السابق بانه یخالف وانا نعاقبه علی خلافه لا علی قضائه ولهذا یقتل القاتل ولا یعتذر له بالقدر وانما رد هم الرسول صلی الله علیه وسلم عن ملاحظة القدر الی العمل لان الامر والنهی حال ظاهر والمقدر من ذلک امر باطن ولیس لنا ان نترک ما عرفنا من تکلیف لما لا نعلمه من المقتضی وقوله کل میسر لما خلق له اشارۃ الی اسباب القدر فان من قضی له بالعلم یسر له طلبه وحبه وفهمه ومن حکم له بالجهل نزع حب العلم من قلبه

ترجمہ کیونکہ جب کہا جائیگا کہ قرآن شریف مین آیا ہے اقیموا الصلوٰۃ یعنی نماز قائم رکھو کہنے والا کہیگا۔ کہ کیون ایسا کرون اگر مین سعید ہون تو میری بازگشت سعادت کی طرف ہوگی۔ اور اگر مین شقی ہون تو نماز قائم رکھنی سے مجھکو کچھ نفع نہ ہوگا۔ اسیطرح جب کہا جائیگا۔ کہ لا تقربوا الزنا یعنی زنا کے قریب نہ جاؤ سننے والا جواب دیگا کہ مین اپنے نفس کو اس کی لذت سے کیون باز رکھون سعادت اور شقاوت سے فراغت ہوچکی اور قضا و قدر فیصلہ کرچکی ہے علی ہذا القیاس ایسا ہی جواب فرعون بھی حضرت موسی کو دے سکتا تھا جب اونہون نے اس سے کہا تھا ھل لک الی ان تزکی یعنی کیا تو چاہتا ہے کہ پاک ہوجائے پہر اس سے بھی ترقی کرکے خالق تک پہونچے اور اس سے کہے کہ تو نے جو پیغمبر بھیجے اس سے کیا فائدہ جو کچھ تو نے حکم لگایا اور مقدر فرمایا وہ جاری ہوگا اور وہ بات جس سے تو نے روکنا اور رسولون کا جاہل ٹھہرانا لازم آئے وہ محال غلط ہے اور یہی وہ بات ہے جسکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رد کیا جب صحابہ نے آپ سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ کیا ہم لوگ تقدیر پر بہروسا نہ کریں فرمایا کہ تم عمل کرو جو شخص جس کے لئے پیدا ہوا ہے اسکو اسی کی توفیق ملے گی۔

جاننا چاہیے کہ آدمی کا ایک کسب ہوتا ہے جو اسکے اختیار میں ہے اسی پر ثواب اور عذاب واقع ہوتے ہیں جب وہ اس اختیاری امر میں خلاف کرتا ہے تو ہمکو معلوم ہوتا ہے کہ اللہ نے ازل میں مقدر فرمایا تھا کہ وہ خلاف کریگا صرف اس خلاف پر اسکو عذاب کریگا اپنی تقدیر پر سزا نہ دیگا اور اسی لئے قاتل کو قصاص میں قتل کیا جاتا ہے اور اسکا یہ عذر نہیں مانا جاتا کہ تقدیر میں یونہیں لکھا تھا رسول اللہ صلعم نے صحابہ کو صرف اسواسطے تقدیر پر نظر کرنیسے بٹاکر عمل میں لگا دیا کہ امر و نہی ظاہری حالت ہے اور جو کچھ انمیں سے مقدر ہے وہ امر باطن ہے ہمارا یہ منصب نہیں کہ جسقدر تکلیف شرعی ہم کو معلوم ہوئی اسکو چھوڑ دیں کیونکہ ہم نہیں جانتے قضا کیا جاری ہوئی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا کہ ہر شخص کو اسی کی توفیق ملیگی حواسکیلئے مقدر ہے اسمیں تقدیر کی طرف اشارہ ہے کیونکہ جس شخص کیلیے علم مقدر ہوچکا اسکو علم کی تلاش اور اس کی محبت اور اسکے سمجھنے کی توفیق ہوگی اور جسکیلئے جہل کا حکم ہوا اسکے دل سے علم کی محبت دور کردی جائیگی

وکذالک من قضی له بولد لیله الکلام ومن لم یقض له لم یتیسر له **الشبهة الثانیة** انهم قالوا ان الله سبحانه مستغن عن اعمالنا غیر متاثر بها معصیة کانت اوطاعة فلا ینفعه لنا ان نتعبل نفسنا فی غیر فائدة **وجواب هذه الشبهة** ان نجیب اولا بالجواب الاول ونقول هذا امر علی الشرع فیما امر به فکما قلنا للرسول لم رسلا فائدة فیما امرتنا به ثم نتکلم علی الشبهة فنقول من توهم ان الله تعالی ینتفع بطاعة اولیستضر بمعصیة اوینال بذلک غرضا فانما عرف الله تعالی لانه مقدس عن الاغراض والاعراض من انتفاع اوضرر وانما تنفع الاعمال بعود الی النفس کما قال الله تعالی ومن جاهد فانما یجاهد لنفسه ومن تزکی فانما یتزکی لنفسه وانما یامر الطبیب المریض بالحمیة لمصلحة المریض لا لمصلحة الطبیب وکما ان للبدن مصالح من الاغذیة ومضار فللنفس مصالح ومضار من العلم والجهل والاعتقاد والعمل فالشرع کالطبیب فهو اعرف لما یامر به من المصالح هذا من هب من علل واکثر العلماء قالوا فعال لا تعلل **وجواب اخر** اذا کان غنیا عن علمنا فهو غنی عن معرفتنا له وقد اوجب علینا معرفته فکذالک وجوب طاعته فینبغی ان ینظر الی امره لا الی الغرض یامر **الشبهة الثالثة** قالوا اذا ثبت سعة رحمة الله سبحانه وهو لا یجیء عنا فلا وجه لحرمان نفوسنا مرادها **والجواب کالجواب الاول**

ترجمہ اسی طرح بس کے لئے اولاد مقدر ہی اسکو نکاح کی توفیق ملیگی۔ اور بس کے لئے مقدر نہیں اس کو توفیق نہوگی **دوسرا شبہ** یہ ہے کہ وہ کہتے ہیں اللہ تعالے ہمارے اعمال سے مستغنی ہے خواہ معصیت ہو یا طاعت اللہ تعالی پر اس سے کچھ اثر نہیں پڑتا لہذا کیا ضرورت ہے کہ ہم بے فائدہ اپنی جانوں کو زحمت میں ڈالیں **جواب** اس شبہ کا اول تو وہی پہلا جواب ہے کہ ہم کہیں اس سے شریعت کے اُمور رد ہوے جاتے ہیں گویا ہمنے رسول یا اس کے بھیجنے والے یعنی خدا سے یوں کہا کہ تم جس چیز کا ہمکو حکم دیتے ہو اسمیں کچھ فائدہ نہیں یہ جواب دیکر ہم اس شبہ پر کلام کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ جس شخص کو وہم ہو کہ طاعت سے اللہ تعالی کو نفع پہونچتا ہی یا معصیت سے ضرر ہوتا ہی یا اسمیں اس کی کوئی غرض ہے تو اس شخص نے خدا کو نہیں پہچانا کیونکہ خدا تعالی اغراض اور نفع وضرر سے پاک ہی بات صرف یہ ہی کہ اعمال کا نفع خود ہمیں کو پہونچتا ہے چنانچہ فرمایا ومن جاهد فانما یجاهد لنفسه یعنی جو جہاد کریگا وہ اپنی ذات کیلئے جہاد کریگا ومن تزکی فانما یتزکی لنفسه یعنی جو گناہوں سے پاک رہیگا وہ اپنے واسطے پاک رہیگا طبیب جو مریض کو پرہیز بتاتا ہے تو مریض کی مصلحت کے لئے ہوتا ہے طبیب کا کوئی نفع نہیں جسطرح بدنکا نفع اور نقصان غذائیں ہیں اسیطرح نفس کا نفع ونقصان ہی علم اور جہل اور عقیدہ اور عمل ہیں پس شریعت بمنزلہ طبیب کے ہے جن مصلحتوں کا حکم شریعت نے دیا ہے انکو وہی خوب جانتی ہے یہ مذہب اون علما کا ہے جو علت نکالتے ہیں اور اکثر علمایوں کہتے ہیں کہ افعال الٰہی کیلئے کوئی علت نہیں دوسرا جواب اس شبہ کا یہ ہے کہ جب اللہ تعالی ہمارے اعمال سے مستغنی ہے۔ تو تو اس سے بھی مستغنی ہے کہ ہم اسکی معرفت حاصل کریں حالانکہ اپنی معرفت اسنے ہمپر واجب کردی ہے پس اسیطرح اسکی طاعت بھی واجب ہے لہذا اوسکے حکم پر نظر کرنا چاہئے یہ نہ دیکھنا چاہیئے کہ اس حکم سے غرض کیا ہی **تیسرا شبہ** وہ کہتے کہ اللہ کی رحمت کا وسیع ہونا ثابت ہی اور خدا سے عاجز ہونگا لہذا کیا ضرورت ہی کہ ہم اپنے نفسوں کو انکی مراد سے محروم رکھیں **جواب** اس کا وہی پہلا جواب ہے ✦

لان هذا القول یتضمن اطراح ماجاءت الرسل من الوعید والتهویل ماشدت فی التحذیر منه وبالغت فی ذکر عقابه
وهما ینکشف التلبیس فی هذا ان الله تعالی کما وصف نفسه بالرحمة ووصفها بشدید العقاب وسمی نری الانبیاء و
الاولیاء یبتلون بالامراض والجوع ویؤاخذون بالذل کیف وقد خافه من قطع له بالنجاة فالخلیل یقول یوم القیامة نفسی
نفسی والکلیم یقول نفسی نفسی وهذا عمر یقول الویل لعمر ان لم یغفر له **واعلم** انه من رجا الرحمة تعرض باسبابها فمن
اسبابها التوبة من الزلل کما ان من رجا ان یحصد الزرع وقد قال الله تعالی ان الذین آمنوا والذین هاجروا وجاهدوا
فی سبیل الله اولئك یرجون رحمة الله یعنی ان الرجاء لهؤلاء لا یلیق **واما** المصرون علی الذنوب وهم یرجون
الرحمة فرجاؤهم بعید **وقد** قال النبی صلی الله علیه وسلم الکیس من دان نفسه وعمل لما بعد الموت والعاجز من اتبع
نفسه هواها وتمنی علی الله الاماني **وقال** معروف الکرخی رجاؤك لرحمة من لا تطیعه خذلان وحمق **واعلم** انه لیس فی افعال الهی
شیء ما یوجب ان یؤمن عقابه فی افعاله بما یمنع الایاس من رحمته وکما لا یحسن الایاس مما یظهر من لطفه وخفیه لا یحسن الطمع بما

ببیل ومن اخذ اقتصاده وانتقامه

تغفرہ

ترجمہ کیونکہ یہ قول اس بات کو شامل ہے کہ انبیا علیہم السلام جو وعید لائے ہیں اور کس پشت و الدیا جائے اور جس چیز سے ڈرانے میں اور فہمون نے تشدد کیا ہے اور مبالغہ کے ساتھ اسکا عذاب بیان کیا اسکو ہیچ سمجھا جائے یہ شیطانی فریب اسطرح پر ظاہر ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات کو جسطرح رحمت کے ساتھ موصوف فرمایا ہے اسیطرح شدید العقاب بھی صفت بیان کی ہے ہم انبیا علیہم السلام کو دیکھتے ہیں کہ امراض اور فاقہ کی مصیبت میں مبتلا ہوتے ہیں اور لغزش پر انکا مواخذہ ہوتا ہے بھلا کیونکر ایسا نہ ہو جب وہ بزرگ اُس سے ڈرتے ہیں جن کے لئے قطعی طور پر نجات ہے حضرت ابراہیم خلیل اللہ قیامت کے دن نفسی نفسی کہینگے اور حضرت موسیٰ کلیم اللہ نفسی نفسی پکارینگے حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایسا شخص کہتا ہے الویل لعمر ان لم یغفر لہ یعنی افسوس ہے عمر کیلئے اگر بخشا نہ گیا اور جاننا چاہئے کہ جو شخص رحمت کی امید کرے اسکو چاہئے کہ اسباب اختیار کرے ان اسباب میں سے ایک یہ ہے کہ خطاؤں سے توبہ کرے اسکی مثال ایسی ہے جیسے کوئی کھیتی کاٹنے کا امیدوار ہو خود اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ان الذین آمنوا وھاجروا وجاھدوا فی سبیل اللہ اولئك یرجون رحمة اللہ یعنی جو لوگ ایمان لائے اور ہجرت کی اور خدا کی راہ میں جہاد کیا وہ رحمت الٰہی کے امیدوار ہیں مطلب یہ ہے کہ یہی لوگ اس قابل ہیں کہ رحمت خدا کی امید کریں باقی رہے وہ لوگ جو گناہوں پر اڑے ہوئے ہیں اور رحمت کی امید کرتے ہیں تو انکی امید بعید ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عاقل وہ ہے جو اپنے نفس کو ذلیل کرے اور آخرت کے لئے عمل کرے اور عاجز وہ ہے جو اپنے نفس اور خواہش کی پیروی کرے اور اللہ سے آرزوئیں رکھے اور مغفرت کی تمنا کرے **معروف کرخی** کا قول ہے کہ تو جس کی اطاعت نہیں کرتا اسکی رحمت کا امیدوار ہونا رسوائی اور حماقت ہے اور جاننا چاہئے کہ افعال الٰہی میں وہ بات نہیں جس سے لازم آئے کہ اسکے عذاب سے آدمی بیخوف ہو جائے البتہ اسکے افعال میں وہ بات ہے جو اسکی رحمت سے ناامید ہونیکی مانع ہے جسطرح ناامید ہونا خوب نہیں کیونکہ اسکا لطف احسان خلق پر ظاہر ہے اسیطرح طمع کرنا بھی اچھا نہیں کیونکہ اسکا کرنا اور بدلالتا عیان ہے

فان من قطع اشرف عضو بربع دینار لا یؤمن ان یکون عقابه غدا هکذا **الشبهة الرابعة** ان قوما منهم وقع لهم ان المراد بریاضة النفوس لیتخلص من اکدارها الردیة فلما راضوها مدة ثم انهوها وتعذر لها الصفا قالوا ما الناتج لنفسنا فی امر لا یحصل للبشر فترکوا العمل **وکشف هذه التلبیس** ان نحن ظنوا ان المراد قلع ما فی البواطن من الصفات البشریة مثل قمع الشهوة والغضب وغیر ذلک ولیس هذا مراد الشرع ولا یتصور ازالة ما فی الطبع بالریاضة وانما خلقت الشهوات لفائدة اذ لولا شهوة الطعام لهلک الانسان ولولا شهوة النکاح لقطع النسل ولولا الغضب لم یدفع الانسان عن نفسه ما یؤذیه وکذلک حب المال مرکوز فی الطبع لانه یوصل الی الشهوات وانما المراد من الریاضة کف النفس عما یونی من جمیع ذلک ورد ها الی الاعتدال **وقد مدح** الله عز وجل من نهی النفس عن الهوی وانما ینهی عن ما تطلبه لو کان طلبه قد زال عن طبعه وما احتاج الانسان الی نهیها **وقد قال** تعالی **والکاظمین الغیظ** وما قال والفاقدین الغیظ **والکظم** حبس الغیظ یقال کظم البعیر علی جرته اذا رددها فی حلقه فلم یخرج من دم النفس عن الحد یقتضی هیجان الغیظ فمن ادعی ازالة الریاضة فغیر الطباع ادعی المحال وانما المقصود بالریاضة کسر شر النفس واخضاعها لانها اصلها والمرتاض کالطبیب العاقل

ترجمہ جو شخص چوتھائی دینار کے بدلے اشرف عضو یعنی ہاتھ کو کاٹ ڈالے تو اس سے نڈر نہیں ہو سکتے کہ قیامت کو اسکا عذاب بھی ایسا ہی ہو **چوتھا شبہ** صوفیہ میں سے ایک قوم کا خیال ہے کہ نفسوں کو ریاضت میں ڈالنے سے یہ مراد ہے کہ ناقص کدورتوں سے نجات پائے لہذا جب انہوں نے ایک مدت تک ریاضت کی پھر انہوں نے دیکھا کہ صفا کا حاصل ہونا دشوار ہے تو بولے اوتھے کہ ہم کو کیا حاجت ہے کہ اپنی جانوں کو ایسے امر کے لئے رنج میں ڈالیں جو بشر کو حاصل نہ ہو یہ سمجھکر عملکو چھوڑ بیٹھے اس شیطانی فریب کا دور کرنا یوں ہے کہ ان لوگوں نے یہ گمان کیا ہے کہ جو اصل میں جو صفات بشری پائی جاتی ہیں انکا مٹا دینا مقصود اصلی ہے مثلاً شہوت اور غصہ وغیرہ کو بالکل نیست کرنے حالانکہ شریعت کی مراد یہ نہیں اور ممکن نہیں کہ یہ ریاضت سے طبعی چیز زائل ہو جائے خواہشیں کسی نکسی فائدے کے لئے پیدا کی گئیں ہیں کیونکہ اگر کھانیکی خواہش نہ ہوتی تو انسان ہلاک ہو جاتا اور اگر خواہش نکاح نہ ہوتی تو نسل منقطع ہو جاتی اور اگر غصہ نہ ہوتا تو انسان آزار دینے والی چیز کو اپنے سے دفع نہ کر سکتا اسیطرح مال کی محبت طبیعت میں جما دی گئی ہے کیونکہ مال خواہشوں تک پہونچنے کا ذریعہ ہے ریاضت سے مراد فقط یہ ہے کہ ان خواہشوں میں سے نفس کو جو تکلیف دے اس سے نفس کو روکے اور اعتدال پر رکھو اسلئے خود حق سبحانہ وتعالیٰ نے اس شخص کی تعریف کی ہے جو نفس کو خواہش سے باز رکھے کہ و نہی النفس عن الھوی نفس کو اسی چیز سے باز رکھا جا سکتا ہے جسکی طلب اسمیں موجود ہو اور جب اسکی طلب ہی اسکی طبیعت سے زائل ہو گئی تو انسان کو اس کے باز رکھنے کی حاجت نہیں نیز اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے والکاظمین الغیظ یعنی غصہ روکنے والے یوں نہ فرمایا والفاقدین الغیظ یعنی غصہ کھو دینے والے کظم کے معنی ہیں غصہ کو بٹانا بولا جاتا ہے کظم البعیر علی جرتہ جب اونٹ اپنی جگالی نگل جاوے اللہ نے اس شخص کی مدح فرمائی جو نفس کو اس بات سے روکے کہ جوش غضب کیموافق عمل کرے اب جس شخص کو یہ دعوی ہے کہ ریاضت سے طبیعتیں بدلجاتی ہیں تو یہ ایک امر محال کا دعوی ہے ریاضت سے مراد یہی ہے کہ نفس کے شر اور غضب کو توڑ ڈالنا یہ کہ بالکل نفس کو زائل کر دے ریاضت کرنیوالا ایسا ہے جیسے طبیب عاقل

عند حضور الطعام یتناول ما یصلحه ویکف عما یؤذیه وعادم الریاضة کالصبی لجاهل یاکل ما یشتهی ولا یبالی بما یجنی

الشبهة الخامسة ان قوما منهم داموا علی الریاضة مدة فرأوا انهم قد تجوهروا فقالوا لا بنالی الآن ما عملنا وانما الاوامر والنواهی رسوم العوام ولو تجوهروا اسقطت عنهم قالوا وحاصل النبوة ترجع الی الحکمة والمصلحة والمراد منها ضبط العوام ولسنا نحن من العوام فقد خلصنا فی حجو التکلیف لانا قد تجوهرنا وعرفنا الحکمة وهؤلاء رأوا ان من اثر تجوهرهم ارتفاع الحمیة عنهم حتی ان رتبة الکمال لا تحصل الا لمن رای اهله مع اجنبی فلم یقشعر جلده فان اقشعر فهو ملتفت الی حظ نفسه لم یکمل بعد اذ لو کمل لمات نفسه قسما الغیرة نفسا واسمها هذا الحمیة الذی هو وصف المخانیث کمال الایمان وکشف هذه **الشبهة** اذا امتلا الاشباح قائمة فلا سبیل الی ترک الرسوم الظاهرة من التعبد فان هذه الرسوم وضعت لمصالح الناس وقد یخلو صفاء القلب علی قلة الطبع ان الکدر یرسب مع الدرن علی الخبر ویرکد فاقل شئ یحرکه کالمدرة تقع فی الماء التی تثخنه حمأة ومثل الطبع الا لماء الذی یسقیه النفس والعقل یدا دولوان المداد علی عشرین فرسخا فاهل عادت السفینة تتخذ ومن ادعی بغیر طبعه کذب ومن قال لا انظر الی المستحسنة بشهوة لم یصلح کیف وهؤلاء لو فاتتهم لقمة او شتمهم شاتم لتغیروا فاین تاثیر العقل

ترجمہ کہ اس کے سامنے کھانا رکھا ہے وہ اسمیں سے جو اسکے لئے نافع ہوگا کھائیگا اور جو تکلیف دیگا اس سے باز رہیگا اور ریاضت کرنیوالا ایسا ہی جیسے نادان بچہ کہ جو جی میں آتا ہو کھاتا ہے اور گناہ کرنیکی کچھ پرواہ نہیں کرتا **پانچوان شبہ** ان میں سے ایک قوم وہ ہے جو ایک مدت ریاضت کرتے رہے لہذا انہوں نے اپنے آپ میں ایک جوہر پایا تو کہنے لگے کہ اب ہمکو اعمال کی پرواہ نہیں ہے اوامر و نواہی صرف عوام کے لئے رسمیں ہیں اگر عوام میں بھی جوہر آجائے تو انسے اعمال ساقط ہوجائیں کہتے ہیں کہ نبوت کا ماحصل حکمت اور مصلحت ہے جس سے مراد یہ ہے کہ عوام کو ضبط کیا جاوے اور ہم لوگ کچھ عوام میں سے نہیں کہ تکلیف شرعی کے احاطہ میں داخل ہوں کیونکہ ہمنے جوہر حاصل کر لیا اور حکمت کو خوب پہچان گئے اور اس قوم کی رائے ہے کہ جوہر حاصل کرنیکا اثر یہ ہے کہ محبت و غیرت بالکل دور ہوجاوے حتی کہ کمال کا مرتبہ فقط اس شخص کو حاصل ہوگا جو اپنی بی بی کو کسی اجنبی آدمی کے ساتھ دیکھے تو اسکے رونگٹے نہ کھڑے ہوں اگر اسکو حرارت آگئی تو حظ نفس کی طرف متوجہ ہے ابھی کامل نہیں ہوا کیونکہ اگر کامل ہوتا تو اسکا نفس مرجاتا اس قوم نے غیرت و حمیت کا نام تو نفس رکھا ہے اور بی غیرتی کو جو مخنثوں کا خاصہ ہے کمال ایمان کہتے ہیں اس شبہ کا ازالہ کرنا اسطور پر ہے کہ جبتک صورتیں قائم ہیں کسی صورت سے عبادت کی ظاہری رسمیں چھوٹ نہیں سکتیں کیونکہ یہ رسمیں لوگوں کی مصلحتوں کے لئے رکھی گئی ہیں اور صفائی قلب کدورت طبع پر غالب آجاتی ہے لیکن انسان ہمیشہ اعمال خیر میں رہتا ہے تو کدورت بیٹھ جاتی ہے اور ٹھہر جاتی ہے پھر ذرا سی چیز اسکو جنبش دیدیتی ہے جیسے ڈلا اس پانی میں پڑجائے جسکی تہ میں مٹی بیٹھی ہو طبیعت کی مثال ایسی ہی ہے جیسے پانی جسمیں نفس کی کشتی جاری ہے اور عقل مثل ملاح کے ہے اگر ملاح بیس فرسخ تک کشتی کو کھیتا رہے پھر چھوڑ دے تو کشتی نشیب کی جانب ہولیگی جو شخص طبیعت کی تبدیلی ہوجانیکا دعوی کرے وہ جھوٹا ہے اور جو یوں کہے کہ میں اچھی صورت کو شہوت سے نہیں دیکھتا وہ سچا نہیں اور یہ کیونکر ہوسکتا ہے جب ان لوگوں کی یہ حالت ہے کہ اگر ان سے ایک لقمہ فوت ہوجائے یا انکو کوئی گالی دے تو بدلجاتے ہیں اب عقل کی تاثیر کہاں جاتی رہی

والشهوات يقولون وقد رأينا اقواما منهم يصافحن النساء **وقد** كان رسول الله صلى الله عليه وسلم وهو المعصوم لا يصافح امرأة **وبلغنا** عن جماعة منهم انهم يؤاخون النساء ويخلون بهن تشريدا عن السلامة **وقد رأو** انهم سلموا من الفاحشة وفيها فاين السلامة من اثم الخلوة المحرمة والنظر الممنوع منه واين الخلاص من جولان الفكر الردي **وقد قال** عمر بن الخطاب رضي الله عنه لو خلا غلماني نخران لهمّ احدهما بالاخر يشير الى الشيخ والعجوز **وعن** ابن شاهين قال من الصوفية **قوم اباحوا** الفرج بادّعاء الاخوة فيقول احدهم للمرأة تواخيني على ترك الاعتراض فيما بيننا **قال المصنف** وقد ادعوا موت الشهوة وهذا لا يتصور مع حياة الادمي انما يضعف والانسان قد لا يقدر على الجماع ولكنه يشتهي اللمس والنظر ثم يقيد ان جميع ذلك ارتفع عنه ليس فيه الشرع عن النظر باق وهو هم **وعن** عبد الرحمن السلمي قيل لابي نصر الصباد ان بعض اصحابنا يجالس النساء ويقول انا معصومون في رؤيتهن فقال ما دامت الاشباح قائمة فان الامر والنهي باق والتحليل والتحريم فخاطب به ولن يجتري على الشهوات الا من هو متعرض للمحرمات **وقد قال** ابو علي الروذباري **وقد سئل** عمن يقول قد وصلت الى درجة لا يؤثر فيّ اختلاف الاحوال فقال قد وصل ولكن الى اسفل

ترجمہ یہ لوگ خواہش نفسانی کے تابع ہیں اور ہنسنے کی ثقہ قوم کو دیکھا کہ عورتوں سے مصافحہ کرتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم باوجودیکہ معصوم تھے عورتوں سے مصافحہ نہ فرماتے تھے ہمنے سنا ہے کہ صوفیہ میں سے ایک جماعت ہے جو عورتوں سے دوستی کرتے ہیں۔ اور ان کے ساتھ تخلیہ کرتے ہیں۔ پھر سلامت رہنے کے مدعی ہیں اور ان کا خیال ہے کہ یہ لوگ فواحش سے سلامت ہیں اور بیہمات اگر سلامت بھی رہے تو خلوت حرام اور ممنوع چیز کے دیکھنے سے کہاں سلامت رہے اور ناقص خیال کے دوڑانے سے اخلاص کہاں رہا عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر دو بوسیدہ ہڈیاں بھی خلوت میں تنہا ہوں تو ایک دوسرے کا قصد کریگی۔ بوسیدہ ہڈی کا اشارہ بڈھے اور بڑھیا کی طرف ہے ابن شاہین کہتے ہیں کہ صوفیہ میں سے ایک وہ قوم ہے۔ جنہوں نے اخوت کا دعوی کر کے شرمگاہوں کو مباح کر لیا ہے۔ انمیں سے ایک شخص کسی عورت سے کہتا ہے کہ تم میری منہ بولی بہن بن جاؤ تاکہ جو کچھ ہمارا تمہارا معاملہ ہو اوسپر کوئی اعتراض نہ کر سکے **مصنف** نے کہا کہ یہ لوگ شہوت کے مرجانے کا دعوے کرتے ہیں حالانکہ یہ باوجود آدمی کی زندگی کے ممکن نہیں۔ اتنی بات ہے کہ شہوت کمزور ہو جاتی ہے اور انسان کو جماع کی قدرت نہیں رہتی لیکن جب بیٹھ ہاتھ لگانے اور دیکھنے کی خواہش رکھتا ہے پھر اگر یہ بھی فرض کر لیا جائے کہ یہ سب خواہشیں اس سے دور ہو گئیں تو کیا نظر ڈالنے سے شریعت کی ممانعت باقی نہیں جو عام ہے اور عبد الرحمن سلمی کہتے ہیں کہ ابو نصر آبادی سے کہا گیا کہ بعض صوفیہ عورتوں کے پاس بیٹھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم معصوم ہیں۔ تو کہا کہ جبتک صورتیں قائم ہیں امر اور نہی باقی ہے اور حلال و حرام کا خطاب شرعی موجود ہے اور شبہات میں پڑ جانیکی جرأت وہی کریگا جو محرمات کا سامنا کریگا ابو علی رودباری سے کسی نے اس شخص کے بارے میں سوال کیا جو یوں کہتا ہے کہ میں ایسے درجہ پر پہنچ گیا ہوں کہ احوال کا اختلاف مجھ میں کچھ اثر نہیں کرتا جواب دیا کہ وہ ضرور پہونچگیا ہے مگر جہنم میں پہونچ میں گیا ہے۔

وقد ذکر عن ابو القاسم الجنید یقول لرجل ذکر المعرفة فقال لرجل اهل المعرفة بالله یصلون الی توک الحرکات من باب البر والتقرب الی الله فقال الجنید ان هذا اول قوم تکلموا باسقاط الاعمال وهذه عندی عظیمة والله یستر ویزنی احسن حالا من لذی یقول هذا وان العارفین بالله اخذ والاعمال عن الله والیه رجعوا فیها ولو بقیت الف عام لم انقص من اعمال البر ذرة الا ان یحال بی دونها لانه اولی فی معرفتی واقوی لحالی وقد قال ابو الحسن النوری من رایته یدعی مع الله عز وجل حالة یخرجه عن حد علم شرعی فلا تقربه ومن رایته یدعی حالة باطنة لا یدل علیها ولیشهد لها حفظ ظاهرها فالتمسه علی دینه **الشبهة السادسة** ان اقواما یا لغوا فی الریاضة فرأوا ما یشبه نوع کرامة او منامات صالحة او فتح علیهم کلمات لطیفة اثرها الفکر والخلوة فاعتقدوا انهم قد وصلوا الی المقصود فرفضوا الاوامر والنواهی وقالوا انما هی ادلة الوصول الی المقصود وقد وصلنا فما بقی لنا شیء ومن وصل الی الکعبة انقطع عنه السیر فترکوا الاعمال الا انهم یزینون ظاهرهم بالمرقعة والسجادة والرقص والوجد ویتکلمون بعبارات الصوفیة فی المعرفة والوجد والشوق وجوابهم هو جواب الذین قبلهم **قال** ابن عقیل اعلم ان الناس شردوا عن الله تعالی وبعدوا عن وضع الشرع الی اوضاعهم المخترعة

ترجمہ ابو القاسم جنید کی نسبت ذکر کیا جاتا ہے کہ ایک آدمی نے ان کے سامنے معرفت کا ذکر کرتے ہوئے کہا جو خدا کے عارف ہیں ایسے مقام پر پہونچ جاتے ہیں کہ نیکی اور تقرب الی اللہ وغیرہ تمام حسنات ترک کر دیتے ہیں۔ جنید نے جواب دیا کہ یہ قول اس قوم کا ہے جو اعمال کے ساقط کر دینے پر گفتگو کرتے ہیں۔ اور یہ بات میرے نزدیک بڑا گناہ ہے اس قول کے قائل سے اس شخص کا حال اچھا ہے۔ جو چوری اور زنا کرتا ہے۔ جو خدا کے عارف ہیں۔ انہوں نے خدا ہی سے اعمال لئے ہیں۔ اور ان میں اوسی کی طرف رجوع کیا ہے۔ اگر میں ہزار برس تک زندہ رہوں تو اعمال نیک سے ایک ذرہ کم نکروں جبتک مجھ میں اور اعمال خیر میں موت حائل نہو جائے نہ چھوڑوں۔ کیونکہ یہ اعمال میرے معرفت حاصل کرنے میں تاکید کرنیوالے ہیں اور ایک قوی حالت ہے ابو الحسن نوری نے کہا جس شخص کو تم دیکھو۔ کہ اللہ تم کے ساتھ ایسی حالت کا دعوی کرتا ہے جو اسکو علم شرعی کی حد سے خارج کر دے تو اسکے نزدیک نہ جاؤ۔ اور جس شخص کو دیکھو کہ باطنی حالت کا دعوی کرتا ہے اور اسپر اوسکی ظاہری حفاظت نہ دلالت کرتی ہے نہ شہادت دیتی ہے تو اسکو اسکے دین باریمیں تہمت لگاؤ **چھٹا شبہ** کچھ لوگوں نے خوب ریاضت کی اسمیں اونہوں نے کرامت کی قسم سے کچھ دیکھا یا اچھے خواب نظر آئے یا کلمات لطیفہ جو فکر و خلوت سے پیدا ہوئے اُنپر منفتح ہوئے اس سے وہ سمجھگئے کہ مقصود اصلی کو پہنچ گئے لہذا اوامر و نواہی کو ترک کر دیا اور کہنے لگے کہ اوامر و نواہی حصول مقصود کو ذریعے ہیں اور ہم مقصود پا چکے اب ہمکو کوئی چیز ضرر نہیں کرتی جو شخص کہ پہونچگیا اسکی سیر منقطع ہوگئی اس خیال سے اہلوگوں نے اعمال چھوڑ دیئے مگر اتنا ضرور ہے کہ یہ لوگ اپنے ظاہر کو خرقہ اور ریا نماز اور رقص اور وجد سے زینت دیتے ہیں۔ اور معرفت اور وجد اور شوق کے باریمیں صوفیہ کی طرح پر گفتگو کرتے ہیں۔ جواب اہلوگوں کا وہی ہے جو پیشتر والوں کا جواب ہے ابن عقیل نے کہا جاننا چاہئے کہ لوگ اللہ سے بھاگے اور طریق شریعت سے دور ہو کر اپنے ایجاد کردہ طریقوں میں پڑ گئے

فمنهم من عبد سواه تعظيما له عن العبادة وجعل تلك وسائل على زعمهم **ومنهم** من وصل الا انه اسقط العبادات وقال هذه اشياء نصبت للعوام لعدم المعارف وهذا نوع شرك فان الله لما علم ان معرفته ذات تعريف وجوها بعيدا ان يبقى من لم يعرف خوف بالنار لان الخلق قد عرفوا قدرها **وقال** لاهل المعرفة ويحذركم الله نفسه وعلم ان التعبدات اكثرها يقتضي الانس بالامثال ووضع الجهات والامكنة والابنية والجارحة للانسان والاستقبال فابان عن حقائق الايمان **فقال** تعالى ليس البران تولوا وجوهكم قبل المشرق والمغرب **وقال** نعم لن ينال الله لحومها فعلم ان المعول على المقاصد ولا يكفي بحذ المعارف من غير امتثال كما عول عليه الملحدة الباطنية وشطاح الصوفية **وقد** روي عن الشافعي رحمه الله قال لو ان رجلا تصوف اول النهار لا يأتي الظهر حتى يصير احمق **وعنه ايضا** انه قال ما لزم احد الصوفية اربعين يوما فعاد اليه عقله ابدا **وانشد الشافعي** رحمه الله ودع الدين اذا انوك تنكسوا ... واذا اعلوا كانوا اذا يخفافا **وقال** يحيى بن معاذ اجتنب صحبة ثلثة اصناف من الناس العلماء الغافلين والقراء المتصوفة الجاهلين وهؤلاء السلف كانوا ينفرون من ادنى بدعة ويحذرون عليها تمسكا بالسنة **ولقد** حدثنا ابو الفتح قال

ترجمہ ان میں اکثر ایسے ہیں۔ جو غیر خدا کی عبادت کرتے ہیں اور اسی عبادت کو خدا کی تعظیم جانتے ہیں اور اپنے خیال میں وسائل گردانتے ہیں۔ اور اکثر ان میں ایسے ہیں جو توحید کے قائل ہیں لیکن عبادات کو ساقط کر دیا۔ اور کہتے ہیں کہ یہ چیزیں عوام کیلئے مقرر ہیں کیونکہ وہ معارف سے محروم ہیں حالانکہ یہ ایک قسم کا شرک ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے جب یہ جانا کہ اسکی معرفت ایک قعر بعید اور مقام عالی رکھتی ہے اور جو نہیں جانتا اسکی سمجھ سے باہر ہے لہذا دوزخ کی آگ سے ڈرایا کیونکہ آگ کے جلا دینے کا اندازہ لوگ پہچانتے ہیں اور اہل معرفت سے فرمایا و یحذرکم اللہ نفسہ یعنی تم کو اللہ تعالیٰ خود اپنی ذات سے ڈراتا ہے اور جانا کہ عبادتیں ایسی ہیں کہ جو اس امر کی مقتضی ہیں کہ صورتوں کی ساتھ اور جہات اور مقامات اور مکانات اور پتھروں سے انسان کو انس ہو اور قبلہ رو ہونے سے مانوس ہو تو ایمان کی حقیقتیں ظاہر کیں اور فرمایا لیس البران تولوا وجوھکم الآیہ یعنی یہ کوئی نیکی نہیں کہ تم مشرق و مغرب کیجانب منہ کرو اور فرمایا۔ لن ینال اللہ لحومھا یعنی قربانیوں کے گوشت کی اللہ تعالیٰ کو ضرورت نہیں پس معلوم ہو گیا کہ مقصد علیہ مقاصد ہیں اور فقط معارف بغیر امتثال امر کے کافی نہیں جس طرح ملحدین باطنیہ اور اہل شطح صوفیہ نے اعتماد کیا شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ انہوں نے فرمایا۔ کہ اگر کوئی آدمی چاشت کے وقت صوفی بنے ظہر سے پہلے پہلے ضرور احمق ہو جائے گا۔ اور نیز شافعی علیہ الرحمہ نے فرمایا۔ کہ جو شخص چالیس روز صوفیہ کے پاس رہیگا پھر کبھی اسکی عقل اسکے پاس نہ آئیگی شافعی علیہ الرحمہ نے ایک شعر پڑھا جس کا ترجمہ یہ ہے ایسے لوگوں کو چھوڑ دو کہ جب تمہارے پاس آئیں تو سر جھکا لیں۔ اور مسکین بن جائیں۔ اور جب تنہا ہوں۔ تو چالاک دست بھیڑیے بن جائیں یحییٰ بن معاذ نے کہا تین قسم کے لوگوں کی صحبت سے پرہیز کرو ایک وہ علما جو غافل ہیں دوسرے وہ لوگ جو چرب زبان ہیں اور تیسرے وہ صوفیہ جو جاہل ہیں سلف وہ تھے کہ ذرا سی بدعت سے بھاگتے تھے اور اس کو چھوڑ کر سنت کو لازم پکڑتے تھے ابو الفتح نے ہم سے بیان کیا۔

جلس الفقہاء فی بعض الاربطۃ للعزاء بفقیہ مات فاقبل الشیخ ابو الخطاب الکلوذی الفقیہ متکئا علی عصی وقف بباب الرباط فقال بغر علی لورانی اصحابنا القدماء وانا ادخل ھذا الرباط قال المصنف علی ھذا کان اصحابنا و مشائخنا فاما ما فی زماننا ھذا فقد اصطلح الذئب والغنم وقال ابن عقیل ونقلتہ من خطہ قالوا ما ادم الصوفیۃ لوجوہ یوجب الشرع ذمہ من فعلھا منھا انھم اتخذوا منا خ البطالۃ وھی الاربطۃ فانقطعوا الیھا عن الجماعات فی المساجد فلا ھی مساجد ولا بیوت ولا خانات وصدوا فیھا للبطالۃ عن اعمال المعاش وندبوا انفسھم ندب البھائم للاکل والشرب والرقص والغناء وعولوا علی الترقیع المعتمد بہ والتحسین تلفیقا وشوازک بالوان مخصوصۃ ثم یقبلون الطعام والنفقات من الظلمۃ والفجار وغاصبی الاموال کالعداد والاجناد وارباب المکوس وتصحبھم المردان فی السماع تعم ضوء الشموع ویسمون الطرب وجدا والدعوۃ وقتا والغناء قولا وافتسام ثیاب الناس حکما ولا یخرجون عن بیت دعوا الیہ الا عن الزام دعوۃ اخری یقولون انھا وجبت واعتقاد ذلک کفر وفعلہ فسق ومن اعتقد المکروہ والحرام قربۃ کان بھذا الاعتقاد کافرا والناس بین تحریمہ وکراھتہ ویسلمون انفسھم الی شیوخھم ولو کان لنا شیخ نسلم الیہ حالہ لکان ذلک الشیخ ابا بکر الصدیق

ترجمہ کہ چند فقہا کسی رباط میں ایک فقیہ کی تعزیت کے لئے جو انتقال کر گیا تھا بیٹھے۔ اتنے میں شیخ ابو الخطاب الکلوذی فقیہ میرے ہاتھ کے سہارے وہاں آئے اور رباط کے دروازے پر کھڑے ہو کر بولے میری شان سے بعید ہے کہ میرے قدیمی اصحاب مجکو اس رباط میں داخل ہوتے ہوئے دیکھیں مصنفؒ نے کہا کہ ہمارے مشائخ و اصحاب کا یہی طریقہ رہا ہے مگر اس ہمارے زمانہ میں بھیڑیا اور بکری ایک ہو گئے اور میں نے ابن عقیل کی کتاب سے نقل کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ میں صوفیہ کو ان وجہوں سے برا کہتا ہوں جسکے کرنیوالے کو شریعت برا کہتی ہے انہیں میں یہ بھی ہے کہ انہوں نے رباطات کا گدر یعنی رباطیں اختیار کر لی ہیں۔ مسجدوں اور جماعتوں کو چھوڑ کر رباطوں کے ہو رہے پس یہ رباطیں نہ مسجدیں ہیں نہ گھر ہیں نہ سرائیں ہیں بطالت سے ان میں بیٹھ کر اعمال معاش سے جو آتا ہے کھاتے ہیں اور بہائم کی مانند کھانے پینے ناچ گانے پر اپنے آپکو جھکا رکھا ہے اور خرقہ پوشی اور حسن کی چمک دمک اور خاص رنگوں میں رنگے ہوئے کپڑوں پر اعتماد کیا ہے پھر ظالم اور بدکار اور مال غصب کرنیوالے مثلاً بنجر زمین پر محصول لگانے والے اور سپاہی چونگی لینے والے جو ان کو کھانا اور خیرات دیتے ہیں قبول کر لیتے ہیں اور گانے کے وقت ان کی صحبت میں امرد رہتے ہیں اور شمعیں روشن ہوتی ہیں۔ اور یہ لوگ طرب کو وجد اور دعوت کو وقت اور راگ کو قول اور لوگوں کے کپڑے بانٹ لینے کو حکم کہتے ہیں اور جس گھر میں ان کی دعوت ہوتی ہے اس میں سے بغیر دوسری دعوت لازم کئے ہوئے باہر نہیں آتے اور کہتے ہیں کہ دوسری دعوت واجب ہو گئی حالانکہ یہ عقیدہ رکھنا کفر اور ایسا کرنا فسق ہے اور جو شخص مکروہ و حرام کو قربت اعتقاد کریگا اس اعتقاد کیوجہ سے کافر ہو جائیگا اور اس دوسری دعوت کے لزوم کو بعض لوگ حرام اور بعض مکروہ بتاتے ہیں صوفیہ اپنے آپکو اپنے پیر کے حوالے کر دیتے ہیں ہم لوگوں کا اگر کوئی ایسا شیخ ہوتا کہ اپنا حال اس کے سپرد کر دیتے۔ تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہوتے ۔

وقد قال ان اعوجت فقومونی ولم یقل فسلوا الی ثم **انظر الی الرسول** صلی اللہ علیہ وسلم کیف اعترضوا علیہ
فهذا عمر یقول ما بالنا نقصر وقد امنا **واخر** یقول تنهانا عن الوصال وانت تواصل **واخر** یقول ربنا باعد
وانضج **ثم** ان اللہ تعالی یقول للملائکۃ **اتجعل** فیها **ویقول** موسی **اتهلکنا** بما فعل السفهاء منا وانما
هذه الکلمة جملتها الصوفیة ترفیها القلوب المتقلبین وسلطنة سلکوها علی الانبیاء والمریدین کما قال
تعالی فاستخف قومه فاطاعوه ولعل هذه الکلمة من القائلین منهم بان العبد اذا عرف لم یضره ما فعل
وهذه نهایة الزندقة لان الفقهاء اجمعوا علی انه لا حالة ینتهی الیها العارف الا ویبقی علیه التکلیف
کاحوال الانبیاء یضایقون فی الصغائر فالله الله فی الاصغاء الی هؤلاء الفراغ الذین جمعوا بین مدارع
العسال مرقعات وصوفیة بین اعمال الخلفاء الملحدة الاکل والرقص وسماع الوجد واهمال احکام الشرع ولم یتجاسر
الزنادقة ان ترفض الشریعة حتی جاءت المتصوفة فوضعوا اسماء فقالوا حقیقة وشریعة وهذا قبیح لان الشریعة ما وضعه الحق
لمصالح الخلق فما الحقیقة بعدها تسوی واقعی النفوس من القاء الشیاطین کام الحقیقة فی غیر الشریعة فهو رسم مخدوع

ترجمہ حالانکہ خود حضرت ابوبکر نے فرمایا کہ اگر میں کجی اختیار کروں تو تم لوگ مجھکو سیدھی پر لادیوں نہیں فرمایا کہ تم اسکو تسلیم کرو
پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر غور کرنا چاہیئے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم آپ پر کسطرح اعتراض کرتے تھے ایک حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہی ہیں کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کہا تھا کہ ہم ہر طرح امن میں ہیں پھر نماز کیوں قصر کریں ایک اور صحابی نے آپ سے عرض کیا تھا کہ ہم کو
تو آپ دور روزی بلا کر رکھنے سے منع فرماتے ہیں حالانکہ آپ رکھتے ہیں ایک دوسری صحابی بولے تھے کہ ہمکو تو آپ فسخ بیع کا حکم دیتے ہیں۔ اور
آپ فسخ نہیں فرماتے پھر اس سے آگے بڑھکر خود اللہ تعالیٰ سے فرشتے کہتے ہیں اتجعل فیہا یعنی کیا تو زمین پر ایسی مخلوق پیدا کریگا حضرت موسیٰ
کہتے ہیں اتہلکنا بما فعل السفہاء منا یعنی اے خدا کیا تو بیوقوفوں کی حرکات پر ہمکو ہلاک کریگا والتاہ صوفیہ کا یہ کلام کہ جو پیر کہو اُسے
تسلیم کرو صرف اپنے مقلدین کا دل خوش کرنیکو ہے اور ایک حکومت ہے جو اپنے پیروں اور مریدوں پر جماتے ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔
فاستخف قومه فاطاعوه یعنی لوگو سامری نے احمق بنالیا اونہوں نے اسکی اطاعت کرلی اور شائد یہ کلام بھی اونہیں لوگونکا ہے۔
جو کہتے ہیں کہ بندہ جب معرفت حاصل کرلیتا ہے تو پھر وہ جو چاہے کرے اسکو کچھ ضرر نہیں پہونچتا حالانکہ یہ قول کمال زندیقیت
ہے کیونکہ فقہا کا قول بالاتفاق ہے کہ عارف جسحالت پر ترقی کرتا ہے تکلیف شرعی میں اسپر سختی ہوتی ہے جیسے انبیا علیہم السلام کا حال ہے کہ صغائر
میں بھی اونپر گرفت ہوتی ہے اب خدا خدا کرنا چاہیئے بھلا اس قوم کی طرف کیا کوئی کان لگائے جو دین سے فارغ ہیں اور جنہوں نے ظالم ملاحدہ
کے لباس یعنی مرقعہ اور پشمینے اور عدلیفوں کے اعمال یعنی کھانا اور ناچ اور گانا اور وجد اور احکام شرع کا چھوڑ دینا اختیار کر رکھے ہیں۔
زنادقہ کی تو اتنی جرأت ہوئی کہ شریعت کو چھوڑ دیا جاوے اب صوفیہ آئے ہیں انہوں نے ایک نام مقرر کیا اور کہنے لگے کہ حقیقت اور ہے شریعت
اور ہے حالانکہ یہ قول قبیح ہے کیونکہ شریعت وہ ہے جسکو اللہ نے مخلوق کی مصلحتوں کے لیئے مقرر فرمایا ہے تو بعد اسکے سوا ان باتونکو جو شیطان
دلوں میں ڈالتا ہے اور کیا حقیقت ہوگی لہذا جو شخص شریعت کو چھوڑکر حقیقت کو طلب کریگا وہ بہکا ہوا اور دھوکا کھایا ہوا ہے +

وان سمعوا احادیث روی حدیثنا قالوا مساکین اخذوا علمهم میتا عن میت واخذنا علمنا عن الحی الذی لا یموت فمن قال حدثنی ابی عن جدی قلت حدثنی قلبی عن ربی فهلکوا بهذه الخرافات قلوب الاغمار واتفقت علیهم کاجهل الاموال لان الفقهاء کالاطباء والنفقه فی ثمن الدواء صعبة والنفقة علی هؤلاء کالنفقة علی المغنیات وبعضهم للفقهاء اکبر الزندقة لان الفقهاء یحصرونهم بفتاویهم عن ضلالهم وفسقهم والحق ثقیل کما یثقل الزکوٰة وما اخف جور المغنیات واعطاء الشعراء علی المدائح وکذلک بغضهم لاصحاب الحدیث وقد ابدوا ازالة العقل بالخمر بشیء سموه السماع والوجد والتعرض للوجد المزیل للعقل حرام کفاه الله الشریعة شرهذه الطائفة الجامعة بین رذائل الکبائش وطیبة فی العیش وخداع بالفاظ مغسولة لیس تحتها سوا اهمال التکلیف وهجران الشرع ولذلک خفوا علی القلوب ولا دلالة علی انهم باطل اوضح من محبة طباع ارباب الدنیا لهم کمحبتهم ارباب اللهو المغنیات **قال ابن عقیل** فان قال قائل نعم ارباب نظافة ومحاریب وحسن اخلاق **قال فقلت** لو لم یصفوا طریقة یجتذبون بها قلوب امثالکم لم یدم لهم عیش والذی وصفتهم به رهبانیة النصاری ولو رأیت نظافة اهل التطفیل علی الموائد ومخانیث بغداد ومأثمة المغنیات

ترجمہ صوفیہ اگر کسی کو سنتے ہیں کہ حدیث روایت کرتا ہے تو کہتے ہیں کہ ان بیچاروں نے اپنا علم مرے ہوؤں سے لیا ہے اور ہمنے اپنا علم زندہ باوید یعنی اللہ تعالیٰ سے حاصل کیا ہے لہذا اگر یہ کہتے ہیں حدثنی ابی عن جدی تو ہم کہتے ہیں حدثنی قلبی عن ربی غرض صوفیہ نے ایسی خرافات سے نادانوں کے دلوں کو ہلاک کر دیا اور اسی سبب سے جہال انکو مال دیتے ہیں کیونکہ فقہا بمنزلہ اطبا کے ہیں اور دوا کے لئے خرچ کرنا سخت ضرورت پر ہوا کرتا ہے اور ان صوفیہ کا دینا ایسے ہے جیسا گانیوالیوں کو دیا جاتا ہے اور صوفیہ کا علماء سے بغض رکھنا بڑی بددینی ہے کیونکہ علما لوگوں کو انکے فتووں کے ذریعہ سے ان کی گمراہی اور فسق روکرتے ہیں اور حق ہمیشہ گران گزرتا ہے جیسے زکوٰۃ دینا ناگوار ہوتا ہے اور گانے والی عورتوں کو اجرت اور شاعروں کو قصیدوں کے صلے دینا کسقدر سبک معلوم ہوتا ہے اور ایسے ہی صوفیہ کا اہل الحدیث سے بغض رکھنا ہے صوفیہ نے شراب سے عقل زائل کرنیکے بدلے میں دوسری چیز اختیار کی اور اسکا نام سماع اور وجد رکھا حالانکہ ایسے وجد میں پڑنا جو عقل کو زائل کردے حرام ہے اللہ تعالیٰ شریعت کو اس گروہ کے شر سے محفوظ رکھے جنمیں یہ باتیں جمع ہیں کہ مذہب پر خاک ڈالتے ہیں اور خوب عیش مناتے ہیں اور ایسے بیمعنی الفاظ سو لوگوں کو بہکاتے ہیں جو محض مہمل اور پرتکلف ہیں اور شرع کو چھوڑ بیٹھے ہیں اور اسی وجہ سے انکی عزت لوگوں کے دلوں میں کم ہوگئی اس قسم کے باطل ہونیپر اس سے زیادہ روشن کوئی دلیل نہیں کہ اہل دنیا کی طبیعتیں ایسے ایسی محبت رکھتی ہیں جیسے کھیل تماشے والوں اور گانیوالیوں سے ابن عقیل نے کہا اگر کوئی کہنے والا کہے کہ اچھے لوگ ہیں جو صاف ستھرے ہیں اور محرابوں میں پڑے رہتے ہیں اور بڑے خوش اخلاق ہیں میں جواب دونگا کہ اگر یہ لوگ ایسا طریقہ نہ اختیار کرتے جس سے تم ایسوں کے دل کھینچ لیں تو انکا عیش باقی نہ رہتا اور جس چیز کی تم انمیں تعریف کرتے ہو وہ نصاریٰ کی رہبانیت ہے اور اگر تم دسترخوان پر طفیلیوں کی اور بغداد کے مخنثوں کی صفائی ستھرائی اور گانے والیوں کی خوش خلقی و نرم خوئی دیکھو۔

النصرانیة

لعلمت ان طریقتہم طریقۃ الفکاھۃ والخداع وھل یخدع الناس الا بطریقۃ او لسان فاذا لم یکن للقوم قدم فی العلم ولا طریقۃ فبما یختنون قلوب ارباب الاموال واعلم ان حمل التکلیف صعب ولا اسھل علی اھل الخداعۃ من مفارقۃ الجماعۃ ولا اصعب علیھم من حجر ومنع صد عن اوامر الشرع ونواھیہ وما علی الشریعۃ اضر من المتکلمین والمتصوفین فھؤلاء یفسدون العقائد بتوھیمات شبہت العقول وھؤلاء یفسدون الاعمال ویھدمون قوانین الادیان یحبون البطالات وسماع الاصوات وما کان السلف کذلک بل کانوا فی باب العقائد عبید تسلیم وفی باب الاخرار باب جد والشغل بالمعاش اولی من بطالۃ الصوفیۃ والوقوف علی الظواھر احسن من توغل المتخیلۃ **وقد خبرت** طریقۃ الفریقین فغایۃ ھؤلاء الشک وغایۃ ھؤلاء الشطح **وقولھم عن اصحاب الحدیث** اخذوا علمھم میتا عن میت فقد طعنوا فی النبوات ومن قال حدثنی قلبی عن ربی فقد صرح انہ غنی عن الرسول صلی اللہ علیہ وسلم **ومنتھی صرح** بذلک فقد کفر وھذہ کلمۃ مدسوسۃ فی الشریعۃ تحتھا ھذہ الزندقۃ **ومن** راینا یوثر علی النقل علمنا انہ قد تعطل امر الشرع وما یومن ھذا القائل حدثنی قلبی عن ربی ان یکون ذلک من القاء الشیطان **فقد قال اللہ** وان الشیاطین لیوحون الی اولیاءھم وھذا ھو الظاھر لانہ ترک دلیل المعصوم

ترجمہ تو سمجھ جاوگے کہ ان لوگوں کا طریقہ مسخرے پن اور دغابازی کا ہے آدمیوں کو کسی طریقہ سے دھوکا دیتے ہیں یا زبان سے اور جب ایک قوم کو نہ علم سے بہرہ ہو اور نہ کوئی طریقہ آتا ہو تو وہ مال دولت والوں کے دل کس چیز سے اپنی طرف کھینچیں اور جان لینا چاہیے کہ تکلیف برداشت کرنا بہت مشکل ہے اور دھوکا دینے والوں کے لئے جماعت کی مفارقت سے زیادہ آسان اور شریعت کے اوامر و نواہی کی پابندی سے زیادہ دشوار کوئی چیز نہیں شریعت کو اہل کلام اور اہل تصوف سے بڑھکر کسی نے مضر نہیں پہونچایا اہل کلام تو عقلی شبہات کے وہم میں ڈالکر عقائد کو فاسد کرتے ہیں اور اہل تصوف اعمال میں فساد لاتے ہیں اور شرعی قوانین کو منہدم کرتے ہیں۔ بطالت اور خوش آوازی کو پسند کرتے ہیں۔ حالانکہ سلف ایسے نہ تھے بلکہ عقائد کے بارے میں تسلیم کے بندے تھے اور اعمال کے حق میں کمال جفاکش تھے صوفیہ کی بطالت سے اپنے معاش میں مشغول ہونا بہتر ہے اور ظواہر پر موقوف کرنا بیہودگی میں پڑنے سے اچھا ہے ان دونوں فریق کے طریق کو میں نے جانچا تو اہل کلام کی انتہا تو شک ہے اور اہل تصوف کا انجام شطح ہے **صوفیہ نے جو اہل** حدیث کی نسبت یوں کہا کہ انہوں نے مرے ہوؤں سے اپنا علم لیا ہے تو گویا نبوت پر طعن کیا اور جس نے یہ کہا کہ حدثنی قلبی عن ربی تو صریح ظاہر ہوا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مستغنی ہے اور جب یہ کلمہ یقیناً معلوم ہوا تو وہ شخص کافر ہو گیا اور شریعت کے نزدیک اس کلمے کے تحت میں یہ زندقہ پایا جاتا ہے اور ہم جس شخص کو دیکھیں گے کہ نقل پر حرفگیری کرتا ہے تو جان لینگے کہ اسنے امر شرع کو بیکار کر دیا۔ اور یہ شخص جو کہتا ہے حدثنی قلبی عن ربی اس بات سے کیوں بے خوف ہے کہ یہ شیطان کے القا سے ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وان الشیاطین لیوحون الی اولیائھم یعنی شیاطین اپنے اولیا کو وحی کرتے ہیں اور بظاہر یہی معلوم ہوتا ہے کیونکہ اس شخص نے معصوم کی دلیل چھوڑ دی۔

وعول على ما يلقى فى قلبه الذى لم يثبت حراسته من الوسواس وهؤلاء ليسوا ما يقربهم خاطر القال و
المخوايج على الشريعة كثيرا الا ان الله تعالى يردها بالنقلة حفظا لاصلها وبالفقها حفظا لمعناها وهم سلاطين
العلماء لا يتركون لكذاب رأسا يرتفع قال ابن عقيل والناس يقولون اذا احب الله بخراب بيت باجراء شر
الصوفية قال وانا اقول وبخراب دينه لان الصوفية قد اجاز والبس النساء الخرق من الرجال الاجانب
فاذا حضروا السماع والطرب فربما جرى فى خلال ذلك مغازلات واستحل بعض الاشخاص بعضا
فصارت الدعوة عرسا للشخصين فلا يخرج القوم الا وقد تعلق قلب شخص الى شخص ومال طبع الى طبع
وتنغير المرأة على زوجها فان طابت نفس الزوج سمى بالديوث وان حبسها طلبت الفرقة الى من تليس
منه المرقعة والاختلاط بمن لا يفيق للخناق ولا يجر على الطباع ويقال ثابت ثلاثة والبسها الشيخ
الخرقة وصارت من بناته ولم يقنعوا بان يقولوا هذا لعب وخطاء حتى قالوا هذا من مقامات
الرجال ومرت على هذه السنون وبرد حكم الكتاب والسنة فى القلوب هذا اكلام ابن عقيل رضى الله
عنه ولقد كان ناقدا بصيرا فقيها **عن ابى محمد** عبد الرحمن بن عمر التجيبى قال انشدنا الحسن بن على بن يسا

ترجمہ اور اسپر اعتماد کیا جو اس کے دل میں القا ہوتا ہے حالانکہ اس کے دل کا وسوسہ سے محفوظ رہنا ثابت نہیں ان لوگوں کے دل
میں جو بات آتی ہے اسکو خطرہ کہتے ہیں ابن عقیل کہتے ہیں کہ شریعت پر حملہ کرنے والے بہت ہیں لیکن اللہ تعالیٰ بذریعہ اہل نقل کے اس
کے اصل کی حفاظت کے لئے ان کو روکتا ہے اور بذریعہ فقہا کے اسکے معنی کی حفاظت کیلئے انکو روکتا ہے اور فقہا علما، دلائل شعائر
ہیں جن کے سامنے کذابوں کا سر نہیں اٹھتا ابن عقیل نے کہا لوگ کہتے ہیں کہ جو کوئی یہ چاہے کہ اجرت دیکر اپنا گھر خراب کرے
تو صوفیہ کی صحبت میں رہے اور میں کہتا ہوں کہ فقط گھر ہی نہیں بلکہ دین بھی خراب کرے کیونکہ صوفیہ نے عورتوں کو اجنبی مردوں کے کپڑے
پہنانا جائز رکھا ہی جب یہ لوگ سماع وطرب کے جلسہ میں ہوتے ہیں تو اکثر اس درمیان میں عورتوں سے باتیں ہوتی ہیں ایک شخص کی
آنکھیں ایک عورت کی طرف گڑ کر رہجاتی ہیں لہذا وہ دعوت کا جلسہ دو شخصوں کے لئے بزم شادی ہوجاتا ہے حاضرین محفل جانے نہیں پاتے
کہ ایک شخص کا دل دوسری پر آجاتا ہے اور ایک طبیعت دوسری طبیعت پر مائل ہوجاتی ہے اور عورت اپنے خاوند سے باگیتی ہے اب اگر
خاوند اس امر پر رضامند ہوگا تو اسکو دیوث کہا جائیگا اور اگر عورت کو روک رکھیگا تو وہ اس سے طلاق مانگیگی اور جس نے خرقہ پہنایا ہے اس
سے جائیگی اور ایسے شخص سے اختلاط رکھیگی جس میں حرارت کی طاقت ہو اور نہ طبیعت کو باز رکھ سکتا ہے اور لوگوں میں مشہور ہوجاتا ہے کہ
فلاں عورت نے توبہ کی شیخ نے اسکو خرقہ پہنایا تھا وہ اسکی بیٹیوں میں شامل ہوگئی اور اسی پر قناعت نہیں کرتے کہ یوں کہیں یہ لعب
اور خطا ہی بلکہ یوں کہتے ہیں کہ یہ مردوں کے مقامات ہیں اور ان عورتوں کے حق میں موت ہے اور کتاب وسنت کا حکم دلوں سے
اٹھ جاتا ہی۔ یہانتک ابن عقیل رحمہ اللہ کا کلام ہے حقیقت میں ابن عقیل بڑے نقاد اور اعلی درجہ کے فقیہ تھے۔ ابو محمد عبد الرحمن
بن عمر تجیبی کہتے ہیں کہ **حسین بن علی بن سیار** نے چند شعر کہے ہیں۔ جن کا ترجمہ یہ ہے +

رأيت قوما عليهم سمة الخبر يحمل الركاء مبتهله	اعتزلوا الناس في جوامعهم	سألت عنهم فقيل متكله	
صوفية للقضاء صابرة	ساكنة تحت حكمه نزله	فقلت اذ ذاك هؤلاء هم	البائس المزدوي هؤلاء رذله
فلم أزل خادما لهم زمنا	حتى تبينت انهم سفله	ان اكلوا كانوا اكلهم سرقا	او لبسوا كان شهرة مثله
سألت شيخهم الكبير مختبرا	عن فرضه لا تغالنه غفله	واسأله عن وصف شارٍ نجيح	مثل الاتراه قد جهله
علمهم بينهم اذا جلسوا	علم اراع الوعاء والخيله	الوقت والحال والحقيقة والـ	ـبرهان والعكس عندهم مثله
قد لبسوا الصوف كي يروم صلحا	وهم شرار الذياب في الخله	وجانبوا الكسب للمعاش لكي	يستأصلوا الناس شرها اكله
وليس من عفة ولا ورعٍ	لكن لتجميل راحة العطله	فقل لمن مال باختداعهم	اليهم تب فانهم بسطله
	واستغفر الله من كلامهم	ولا تعاود لعشرة الجهله	

قال الصوري وانشدني بعض شيوخنا

اهل التصوف قد مضوا	صار التصوف مخرقه	صار التصوف صيحة	وتواجدا ومطبقه
	كذبت نفسك ليس ذا	سنن الطريق الملحفة	
	تجري عليك صروفه	وهموم سرك مطرقه	

ترجمہ جینے ایک قوم کو دیکھا جو ظاہر میں اچھے لوگ ہیں شکیزہ یا لوٹا لئے پھرتے ہیں ۔ لوگوں سے برطرف ہو کر ایک جگہ بیٹھ رہتے ہیں لوگوں نے انکا حال پوچھا تو جواب ملا کہ اہل توکل ہیں ۔ صوفیہ ہیں اور قضای الٰہی پر صابر ہیں جو اسکا حکم نازل ہوا سپر ڈھرے ہوئے ہیں ۔ میں نے یہ سنکر جی میں کہا کہ دراصل یہی لوگ انسان ہیں اور ان کے سوا سب رذیل ہیں لہذا ایک زمانہ تک انکی خدمت کرتا رہا یہانتک کہ بعد میں ثابت ہوا کہ یہ لوگ کمینے ہیں ۔ اگر کھانے پر آمادہ ہوتے تو انکا کھانا اسراف ہے اور اگر پہنتے ہیں تو شہرت اور نمایش کیلئے ہوتا ہے ۔ ان کے پیرو اور ان کے بڑے سے امتحان کے طور پر اسکا فرض دریافت کرو تو ضرور غافل پاؤگے ۔ اور کسی متشوق نازوکر شمہ والے کی تعریف پوچھو تو ناواقف نہ دیکھوگے ۔ جب وہ باہم جمع ہو کر بیٹھتے ہیں تو انکا علم وہی ہے جو چرواہوں کمینوں اور رذیلوں کا علم ہے ۔ وقت اور حال اور حقیقت اور برہان اور عکس ان کے نزدیک سب برابر ہیں ۔ انہوں نے صوف کا لباس اس لیے پہنا ہے کہ نیک معلوم ہوں حالانکہ وہ شریر بھیڑیے اور حیلہ ساز ہیں ۔ کسب و معاش سے اسواسطے الگ ہو گئے ہیں کہ لوگوں کی بیکلفی کر کے انکا مال شرارت سے کھا جائیں کسب کا چھوڑ دینا کچھ عفت اور پرہیزگاری کے لحاظ سے نہیں بلکہ بیکاری کی راحت حاصل کرنیکی غرض سے ہے ۔ جو شخص انکی مکر کیوجہ انکی طرف مائل ہو اس سے کہدو کہ اسے دور ہو کیونکہ وہ اہل بطالت ہیں ، اور انکی کلام سے استغفار کرو اور پھر دوبارہ جاہلوں کی صحبت میں نہ جاؤ ۔ صوری کہتے ہیں کہ بعض شیوخ نے مجکو چند شعر سنائے جنکا ترجمہ یہ ہے جو اہل تصوف تھے وہ گذر گئے اب تصوف دروغگوئی ہو گیا ہے ۔ چیخنا اور وجد کرنا اور تالیاں بجانا تصوف رہ گیا ہے تو زمانے کی گردشیں انتظار ہی اور تیری دل کی خواہشیں رکی ہوئی ہیں تمہارا نفس تم سے جھوٹ بولتا ہے خبردار یہ طریق راست نہیں ہے ۔

الباب الحادی عشر فی ذکر تلبیس ابلیس علی المتدینین یشبہ الکرامات قال المصنف قد بینا فیما تقدم ان ابلیس انما یتمکن من الانسان علی قدر قلۃ العلم فکلما قل علم الانسان کثر تمکن ابلیس منہ وکلما کثر العلم قل تمکنہ منہ ومن العبّاد من یری ضوءا او نورا فی السماء فانکان فی رمضان قال رأیت لیلۃ القدر وانکان فی غیرہ قال قد فتحت لی ابواب السماء وقد یتفق للشیخ الذی یطلبہ فیظن ذلک کرامۃ وربما کان کرامۃ وربما کان اتفاقا وربما کان اختبارا وربما کان من خدع ابلیس والعاقل لا یسکن شیئا من ھذا ولو کان کرامۃ وقد ذکرنا فی باب الزھاد عن مالک بن دینار وحبیب العجمی انھما قالا ان الشیطان لیلعب بالقراء کما یلعب الصبیان بالجوز قال المصنف ولقد استغوی بعض ضعفاء الزھاد بان اراہ ما یشبہ الکرامات حتی ادعی النبوۃ کان یاتی رخامۃ فی المسجد فینقرھا بیدہ فتسبح وکان یطعمھم فاکھۃ الصیف فی الشتاء ویقول لھم خرجت اریکم الملائکۃ واشیاء کثیرۃ یلعب بہ الشیطان وکان رجل من اھل البصرۃ قد اتی بیت المقدس فدخل علی الحارث فاخذ فی التحمید ثم اخبرہ بامرہ وانہ یدعی مبعوث مرسل فقال لہ ان کلامک لحسن ولکن فی ھذا نظر قال فانظر فخرج البصری ثم عاد الیہ فقرأ علیک سلامہ فقال ان کلامہ لحسن وقد وقع فی قلبی

ترجمہ گیارھواں باب ان لوگوں پر تلبیس ابلیس کے بیان میں جو کرامت کے شابہ کیفیت کو دین سمجھتے ہیں **مصنف** نے کہا ہم پیشتر بیان کر چکے ہیں کہ ابلیس کم علمی کے مطابق انسان پر قابو پاتا ہے جسقدر انسان کا علم کم ہوگا اسیقدر ابلیس زیادہ قابو پائیگا اور جتنا علم زیادہ ہوگا اتنا ہی اسکا قابو کم ہوگا عبادت کرنیوالوں میں سے کسی کو روشنی یا نور آسمان پر نظر آتا ہے تو اگر یہ کیفیت ماہ رمضان میں ہوتی ہے تو کہتا ہے کہ یہ لیلۃ القدر ہے ورنہ کہتا ہے کہ آسمان کے دروازے کھل گئے تھے بعض اوقات جس چیز کی اسکو تلاش ہوتی ہے اتفاق سے وہ مجاتی ہے تو اسکو کرامت خیال کر لیتا ہے حالانکہ کبھی تو کرامت ہوتی ہے اور کبھی اتفاقیہ ایسا ہو جاتا ہے۔ اور کبھی امتحان ہوتا ہے اور کبھی شیطان کے فریب سے ہوا کرتا ہے اور عاقل کی ایسی باتوں سے تسکین نہیں ہوتی خواہ کرامت کیوں نہ ہو۔ ہم زاہدوں کے باب میں اسکا ذکر کر چکے ہیں مالک بن دینار اور حبیب عجمی کہتے ہیں کہ شیطان قاریوں کے ساتھ اسطرح کھیلتا ہے جیسے لڑکے اخروٹوں سے کھیلتے ہیں **مصنف** نے کہا کہ شیطان نے ایک کم عقل زاہد کو دھوکا دیا کہ اسکو کرامت کے شابہ کچھ شعبدہ دکھا دیا حتے کہ اسنے نبوت کا دعوی کیا وہ مسجد میں آکر فرش کو ہاتھ سے کریدتا تھا تو جو کنکریاں اس کے ہاتھ میں آتی تھیں تسبیح پڑھا کرتی تھیں اور وہ شخص لوگوں کو گرمی کے میوے جاڑوں میں کھلایا کرتا تھا۔ اور کہا کرتا تھا کہ آؤ تم کو فرشتے دکھا دوں اور بہت سی چیزیں دکھاتا تھا شیطان اس شخص کے ساتھ کھیل کرتا تھا اہل بصرہ میں سے ایک آدمی بیت المقدس کو گیا وہاں حارث سے ملا حارث نے پہلے حمد الٰہی کی پھر اپنا قصہ سنایا۔ اور کہا کہ میں نبی مرسل خدا کی طرف سے مبعوث ہوں بصری نے کہا۔ کہ تمہارا کلام تو اچھا ہے۔ لیکن یہ معاملہ غور طلب ہے اس نے کہا غور کر یہ کہہ کر وہاں سے چلا آیا۔ پھر دوبارہ اس کے پاس گیا اس نے اپنا کلام دہرایا۔ بصری نے جواب دیا۔ کہ تمہاری باتیں عمدہ ہیں۔ اور میرے دل میں گھر کر گئیں۔

وقد امنت بك هذا الدين المستقيم فامرهان لا يحجب عني فاقبل البصري يتردد اليه ويعرف مداخله ومخارجه وابن
يضرب حتى صار من اخص الناس به ثم قال له ائذن لي قال الى اين قال الى البصرة لكون اول داع لك
بها قال فاذن له فخرج مسرعا الى عبد الملك وهو بالبصرة فلما دنى من سرادقه صاح الفصيحي
فقال اهل العسكر وما نصيحتك قال نصيحة لامير المؤمنين فدنى من امير المؤمنين فامر عبد الملك
ان يدنوا له فدخل وعنده اصحابه قال وصاح النصيحة قال وما نصيحتك فقال اخلني ولا يكون عندك احد فاخرج
من كان عنده ثم قال ادن فدنى وعبد الملك على السرير قال ما عندك قال الحارث فلما ذكر الحارث طرح نفسه من السرير
ثم قال اين هو قال يا امير المؤمنين هو ببيت المقدس فذرعت مداخله ومخارجه فقص عليه قصته وكيف صنع به فقال وانت
اين بيت المقدس وامير ها هنا فرني بما شئت قال اجمع لي كل شمعة ببيت المقدس وادفع كل شمعة الى رجل وترتبهم على
ازقة بيت المقدس فاذا قلت اسرجوا فاسرجوا وتقدم البصري وحده الى منزل الحارث فاتى الباب فقال للحاجب استاذن لي
على نبي الله قال في هذه الساعة ما يؤذن عليه حتى يصبح قال اعلم فدخل عليه فاعلمه فامره بفتح الباب قال ثم صاح البصري
اسرجوا فاسرجت الشموع حتى كانت كالنهار ثم قال من مر بكم فاضبطوه فدخل هو الى الموضع الذي يعرفه

ترجمہ اور میں نے ایمان لے آیا تمہارا دین راست ہے حارث نے اسکو حکم دیا کہ مجھ سے غائب نہ رہنا بصری نے منظور کیا اور اس کے پاس جانے آنے
لگا اور اسکے اندر باہر کے سب بھید اسنے معلوم کر لئے یہاں تک کہ کہاں کہاں بھاگ کر گھسنا کاٹنا ہے یہاں تک کہ حارث کے خاص مقربوں سے ہو گیا۔
بعد اسکے اس سے بولا کہ اب آپ مجھ کو اجازت دیجے حارث نے پوچھا کہاں جانے کی اجازت مانگتے ہو جواب دیا کہ بصرے جا کر سب سے پیشتر
لوگوں کو آپ کے دین کی طرف بلاؤں حارث نے اجازت دی وہ شخص فوراً بصرہ میں عبد الملک کے پاس گیا جب عبد الملک کے خیمہ سے
قریب ہوا۔ تو چلا کر بولا کہ نصیحت نصیحت لشکر والوں نے پوچھا کہ کیسی نصیحت ہے۔ جواب دیا کہ امیر المؤمنین کے لئے ایک نصیحت لایا ہوں
عبد الملک کو اطلاع ہوئی حکم دیا کہ اسکو آنے کی اجازت دیں وہ شخص خیمہ میں داخل ہوا عبد الملک کے پاس اسکے اصحاب بیٹھے تھے کہتے ہیں کہ وہ چلایا
کہ نصیحت اس شخص نے کہا کہ خلوت کیجئے کوئی دوسرا آپ کے پاس نہ ہو عبد الملک نے سب کو باہر کر دیا اور کہا کہ قریب آکر بیان کرو وہ قریب آیا۔
عبد الملک تخت پر بیٹھا تھا پوچھا کہ کیا خبر لایا ہے جواب دیا کہ حارث کی خبر ہے عبد الملک نے جب حارث کا نام سنا تو اپنے آپ کو تخت سے گرا دیا اور پوچھا کہ وہ کہاں
ہے جواب دیا کہ یا امیر المؤمنین وہ بیت المقدس میں ہے اس کے اندر باہر کے سب ٹھانے معلوم کر لئے اسکا تمام قصہ جو کچھ گذرا تھا بیان کیا عبد الملک نے کہا۔
تجکو یہاں کی اور بیت المقدس کی حکومت بخشی جو کچھ تو مجھ سے کہو وہ کہنے لگا کہ آپ مجھ کو لے بیت المقدس کی تمام شمعیں یکجا کرائیے اور ہر ایک شمع پر
ایک آدمی کو دیجئے اور سب کو بیت المقدس کی گلیوں پر ترتیب وار کھڑا کیجئے جب میں حکم دوں کہ روشن کرو تو سب شمعیں روشن کر لیں یہ انتظام کر کے وہ بصری
الی الحارث کے مقام پر گیا اور دروازے پر کھڑا ہو کر دربان سے کہا کہ میرے لئے نبی اللہ سے اجازت لو دربان نے کہا یہ وقت ان سے ملنے کا نہیں وہ شخص بولا کہ سویرا ہے
اشنان کرنے گیا اور اس شخص کا پتہ بتایا حارث نے حکم دیا کہ دروازہ کھولو بصری نے پکار کر کہا روشن کرو تمام شمعیں روشن ہو گئیں گویا دن نکل آیا
اور لوگوں کو حکم دیا کہ جو کوئی تمہاری طرف سے گذرے ہمکو خبر کرنا کہ یہ کون ہے حارث کی منزل میں گیا جس کو چاہتا تھا تمام

فطلبه فلم يجده فقالت اصحابه هيهنا تريدون ان تقتلوا نبي الله فقد رفع الى السماء فطلبه فوجده في سرب فهيأه فادخل البصري يده في ذلك السرب فاذا هو به فاخرجه الى خارج ثم قال للقوم اضبطوه فربطوه فبينما هم يسيرون به على البريد اتى اتوا به عبد الملك فلما سمع به امر بخشبة فنصبت فصلبه وامر رجلا يطعنه فاصاب ضلعا من اضلاعه فكفت لكره فجعل الناس يصيحون الا بنياء لا يجوز فيهم السلاح فلما رأى ذلك رجل من المسلمين تناول الحربة فطعنه بها فقتله قال الوليد بلغني ان خالد بن يزيد بن معاوية دخل على عبد الملك فقال لو حضرتك ما امرتك بقتله قال ولم قال انما كان به المذهب فلو جوعته ذهب عنه **فصل** قال **المصنف** وقد اغر اقوام بما يشبه الكرامات فقال بعضهم اصبحت اليوم مهتما بدين علي وهي ستة دراهم فبينا انا امشي على شط الفرات اذا انا بستة دراهم فاخذتها فوزنتها فاذا هي ستة لا يزيد ولا ينقص قال له ابو عمران تصدق بها وابو عمران هو ابراهيم النخعي فقال له ابو عمران تصدق بها فانها ليست لك فانظر الى كلام الفقهاء وبعد الاغترار عنهم وكنت اعلمه انها لقطة ولم يلتفت الى ما يشبه الكرامة وانما امره تعريفها لان مذهب الكوفيين انه لا يجب التعريف لما دون الدينار وكانه انما امره بالتصدق بها لئلا يظن انها كرامة اكرم بها

ترجمہ وہاں ڈھونڈا تو حارث کو نہ پایا حارث کے اصحاب بولے کہ یہاں تم پیغمبر خدا کو قتل کرنا چاہتے ہو جو آسمان پر اوٹھایا گیا۔ بصری نے اسکو تلاش کیا تو ایک گڑھے میں پایا جو اس نے تیار کر رکھا تھا بصری اپنا ہاتھ اس تنگ گڑھے میں ڈالا اور اسکو باہر نکالا۔ اور حکم دیا کہ اسکی مشکیں باندھ لو لوگوں نے اسکو جکڑا۔ اور گرفتار کر کے پڑاؤ در پڑاؤ عبد الملک کے پاس لائے جب عبد الملک نے اسکی خبر سنی تو ایک سولی نصب کرنے کا حکم دیا اور ایک آدمی سے کہا کہ اس کو نیزہ مارے اسنے مارا تو نیزہ اس کی ایک پسلی میں اگر رہگیا لوگ شور مچانے لگے کہ انبیاء پر ہتھیار چلانا روا نہیں مسلمانوں میں سے ایک شخص نے جو یہ کیفیت دیکھی تو بڑھکر یہ لیا اور حارث کے بھونک کر اس کو مار ڈالا **ولید** نے کہا مجھے سنا ہے کہ عبد الملک کے پاس خالد بن یزید بن معاویہ نے آکر کہا کہ اگر میں اسوقت موجود ہوتا۔ تو تم کو اس کے مار ڈالنے کی اجازت نہ دیتا۔ عبد الملک نے کہا یہ کیوں جواب دیا۔ کہ اس کو فقط وحشت تھی اگر تم اس کو بھوکا رکھتے تو زائل ہو جاتی **فصل مصنف** رح نے کہا کہ کرامت کے مشابہ کوئی کرشمہ دیکھکر اکثر صوفیہ بہک گئے ہیں ایک شخص بیان کرتا ہے کہ آج مجھکو چھ درم کے لئے تشویش تھی جو مجھپر قرض تھے۔ اتفاقاً فرات کے کنارے جا رہا تھا۔ کہ چھ درم پڑے پائے پینے اُن کو اوٹھا لیا۔ تو پورے چھ تھے نہ کم نہ زیادہ اس شخص سے ابو عمران ابراہیم نخعی نے کہا کہ یہ درم خیرات کر ڈالو کیونکہ تمہاری ملکیت نہیں فقہا کے کلام پر غور کرنا چاہیئے۔ اور دیکھنا چاہیئے کہ کیسا فریب کھانے سے دور رہتے ہیں ان درموں کو لقطہ بتایا۔ اور کرامت کی طرف کچھ توجہ نہ کی۔ اور تعریف کا حکم اس لئے نہیں دیا کہ کوفیوں کے مذہب میں دینار سے کم کے لئے تعریف واجب نہیں۔ اور خیرات کرنے کا حکم شاید اس واسطے دیا۔ کہ کہیں وہ شخص اس کو کرامت نہ سمجھے۔

وقال اخرمنهم احتجب یوما الی الوضوء فاذا انا بکوز من جوهر وسواک من الفضة رأسه اللین من اکثر فاستکت بالسواک وتوضأت بالماء وترکتهما وانصرفت **قال المصنف** انظر الی قلة عقل هذا الرجل اذ لو کان یفهم الفقه علم ان استعمال الفضة لا یجوز ولکن قل علمه فاستعمله فظن انها کرامة والله تعالی لا یکرم بما یمنع من استعماله شرعا الا ان یکون اظهر له ذلک علی سبیل الامتحان **فصل قال المصنف** وما علم العقلاء شرة تلبیس ابلیس حذروا من اشیاء ظاهرها الکرامة وخافوا ان یکون من تلبیسه **قال** وسمعت زهرون یقول کلمنی الطیر وذلک انی کنت فی البادیة فمنعت فوایت طیرا ابیض فقال لی یا زهرون انت تابه فقلت یا شیطان غرّ غیری فوثب فی الثالثة وصار علی کتفی و قال ما انا بشیطان انت تابه اُرسلت الیک ثم غاب عنی **وحدثنا** محمد بن عمر قال حدثتنی زلفی قالت قلت لرابعة العدویة یا عمه لم لا تأذنین للناس یدخلون علیک قالت وما ارجو من الناس ان اتونی حکوا عنی ما لم افعل لقد بلغنی انهم یقولون انی اجد الدراهم تحت مصلاتی ویُطبخ لی القدر بغیر نار **قالت** فقلت لها ان الناس یکثرون فیک القول یقولون ان رابعة تصیب فی منزلها الطعام والشراب فهل تجدین شیئا فقالت یا بنة اخی لو وجدت فی منزلی شیئا ما مسسته

ترجمہ ایک صوفی نے بیان کیا کہ مجھے ایک روز وضو کرنے کی ضرورت ہوئی یکایک کیا دیکھا کہ میرے سامنے ایک لوٹا جواہرات کا آیا اور ایک چاندی کی مسواک جسکا سرا ریشم سے زیادہ نرم تھا میں نے وہ مسواک کی اور اس لوٹے کے پانی سے وضو کیا اور وہ دونوں چیزیں وہیں چھوڑ کر چلا آیا **مصنف** نے کہا اس شخص کی کم عقلی پر غور کرنا چاہئے۔ کیونکہ اگر یہ شخص فقہ کو سمجھتا تو جان لیتا کہ چاندی کا استعمال کرنا جائز نہیں لیکن چونکہ کم علم تھا۔ لہذا اسکا استعمال کیا اور سمجھا کہ وہ کرامت ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ اس چیز کے ساتھ اکرام نہیں فرماتا جسکے استعمال سے شرعاً منع کیا ہے ہاں یہ ممکن ہے کہ بطور امتحان کے اسکے لئے ظاہر کیا ہو **فصل مصنفؒ** نے کہا کہ اہل عقل نے جب جان لیا کہ ابلیس کی فریب دہی بہت سخت ہے تو ان چیزوں سے پرہیز کیا جو بظاہر کرامت معلوم ہوتی ہیں اس خوف سے کہ کہیں یہ بھی اس کا فریب نہ ہو **زہرون** سے مینے سُنا کہتے تھے کہ مجھ سے پرندہ نے گفتگو کی واقعہ یہ ہے کہ ایک بار میں جنگل میں تھا وہاں لیٹ رہا مینے ایک سفید پرندہ دیکھا مجھ سے بولا کہ ای زہروں تم راہ بھولے ہوئے ہو مینے کہا اے شیطان کسی دوسرے کو دھوکا دینا دوبارہ اسنے ایسا ہی کہا اور مینے بھی جواب دیا تیسری مرتبہ کو دکر میرے شانہ پر آبیٹھا اور بولا کہ میں شیطان نہیں ہوں واقعی تم رستہ بھولے ہوئے ہو مجھکو خدا نے تمہارے پاس بھیجا ہے یہ کہکر غائب ہوگیا **محمد** بن عمر نے ہمسے بیان کیا کہ مجھسے زلفا نے ذکر کیا۔ کہ میں نے رابعہ عدویہ سے کہا۔ اے چچی تم لوگوں کو اپنے پاس آنے کی اجازت کیوں نہیں دیتی ہو جواب دیا کہ مجھ کو لوگوں سے امید ہی کیا ہے یہی ہے کہ میرے پاس آئینگے اور پھر مجھ پر ایسی باتیں جوڑ کر بیان کرینگے جو میں نہیں کرتی ستتی ہوں کہ لوگ بیان کرتے ہیں اپنی جانماز کو تلو درم پاتی ہوں اور میری ہنڈیا بغیر آگ کے پک جاتی ہے۔ زلفا کہتی ہیں مینے کہا لوگ تو تمہاری نسبت بہت سی باتیں بیان کرتے ہیں کہتے ہیں کہ رابعہ کو اپنے گھر میں کھانا اور پانی مل جاتا ہے۔ کیا واقعی تم کو ملتا ہے جواب دیا کہ اے بھتیجی اگر مجھ کو میرے گھر میں کچھ ملتا بھی تو میں اسکو ہاتھ نہ لگاتی ۔

ولا وضعت یدی علیه ولقد اصبحت صائمة فی یوم بارد فثارت نفسی الی شئ من الطعام الساخن افطر علیه وکان عندی شحم
فقلت لو کان لی معه بصل عالجته فاذا طائر قد جاء فسقط من منقاره بصرة فلما رأیته رجعت عما اردت وخفت ان هذا
من الشیطان **ولقد بلغنا** انهم کانوا یرون وهبیا انه من اهل الجنة فاخبرها اشتد بکاؤه وقال قد خشیت
ان یکون هذا من الشیطان **وبلغنا** ان ابا حفص النیسابوری خرج ذات یوم ومعه جماعة من اصحابه فی السیاحة
فجلس واصحابه حوله فتکلم علیهم فطابت انفسهم ثم نظرنا فاذا بایل قد نزل من الجبل فبرک بین یدی الشیخ فبکی الشیخ
بکاء شدیدا فلما سکن سألوه بالجملة فقالوا یا استاذ تکلمت علینا وطابت قلوبنا فلما جاء هذا الوحش و
برک بین یدیک ازعجک وابکاک فقال نعم رأیت اجتماعکم حولی وقد طابت قلوبکم فوقع فی قلبی لو ان لنا شاة ذبحتها
ودعوتهم علیها فاتحکم هذا الخاطر حتی جاء هذا الوحش فنزل بین یدی فخیل لی انی مثل فرعون الذی سأل
ربه ان یجری له النیل فاجراه له **قلت** فما یؤمنک ان یکون الله تعالی ان یعطیک کل حظ لک فی الدنیا وابقی فی الآخرة
فقیرا لا شئ لک فقال الذی ازعجنی ولقد اخذ رجل فی زماننا ابریقا جدیدا فاتر له فیه عسلا فنبست الخرف بطعم
العسل واستعجب الابریق فی سفره فکان اذا غرف به الماء من النهر وسقی اصحابه وجد واطعم العسل

ترجمہ ایک روز جاڑے میں میں نے روزہ رکھا میرے نفس نے کچھ گرم کھانا مانگا جسپر افطار کروں میرے پاس چربی تھی میں نے جی میں کہا کہ اگر
اس کے ساتھ پیاز ہوتا تو اس میں ملا لیتی اتنے میں ایک پرندہ آیا اور اس کی چونچ میں سے ایک پیاز گرا جب میں نے اس کو دیکھا تو اپنے ارادہ
سے باز آئی اور ڈری کہ کہیں یہ شیطان کی طرف سے نہ ہو **وهیب** کی نسبت میں نے سنا ہے کہ لوگ خواب میں دیکھا کرتے تھے
کہ وہیب بہشتی ہیں وہیب کو اس کی خبر ہوئی تو بہت روئے اور کہا میں ڈرتا ہوں کہ کہیں یہ شیطان کا فریب نہ ہو۔ **ابو**
حفص نیشاپوری کی نسبت سنا ہے کہ ایک روز باہر نکلے اور ان کے ساتھ ان کے سفر کے ہمراہی تھے ایک جگہ بیٹھے رہے اور ان کے
گرد ان کے اصحاب تھے ان کو کچھ باتیں سنائیں جس سے ان کے دل خوش ہوئے اتنے میں کیا دیکھتے ہیں کہ ایک بارہ سنگھا پہاڑ سے
اترا اور شیخ کے سامنے آ بیٹھا شیخ بہت روئے۔ جب کچھ ٹھہرے تو لوگوں نے عرض کیا اے استاد تم نے ہم کو وعظ
سنایا ہم خوشدل ہوئے جب یہ وحشی جانور آکر تمہارے سامنے بیٹھا تو تم کو بیقرار کیا اور رولا دیا۔ جواب دیا کہ ہاں میں نے اپنے گرد
تمہارا مجمع دیکھا اور تمہارے دل خوش ہوئے میرے دل میں یہ بات آئی کہ اگر اسوقت کوئی بکری ہوتی تو اس کو ذبح کرتا اور
تمہاری دعوت کرتا یہ خطرہ ہنوز اچھی طرح دل نشیں نہ ہوا تھا کہ یہ وحشی جانور آیا اور میرے سامنے بیٹھ گیا مجھ خیال پیدا ہوا کہ کہیں میں
فرعون کی مانند تو نہ ہوں کہ اس نے اللہ تعالی سے دریائے نیل کے جاری ہو جانیکا سوال کیا تھا خدا نے اسکو جاری کر دیا میں نے سوچا کہ
کہیں کیونکر اس بات سے بیخوف ہو سکتا ہوں کہ میرا تمام حصہ اللہ تعالی مجکو دنیا میں عطا فرمائے اور آخرت میں فقیر تہیدست رہجاؤں
اسی خیال نے مجکو بیقرار کر دیا **ایک** شخص نے ہمارے زمانے میں ایک کورا لوٹا لیا اس میں شہد چھوڑا اس لوٹے نے شہد کا مزا جذب
کر لیا وہ شخص ایک سفر میں لوٹے کو ساتھ لیگیا جب نہر سے میں پانی بھرتا تھا اور اپنے ساتھیوں کو پلاتا تھا وہ اسمیں شہد کا مزا پاتے تھے۔

الباب الثانی عشرۃ فی ذکر تلبیس ابلیس علی العوام قال المصنف وقد بینا ان تلبیس ابلیس یقوی علی قدر قوۃ الجھل وقد افتن فیما فتن بہ العوام مما لا یمکن ذکرہ لکثرتہ وانما نذکر امھاتہا لیستدل بہ علی جنسہ واللہ الموفق **فمن ذلک** انہ یاتی الی العامی فیحملہ علی التفکر فی ذات اللہ وصفاتہ فیشکک **وقد** اخبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم **عن** ذلک فاخبرنا بہ عنہ ابوھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیسئلون حتی یقال ھذا اللہ خلقنا فمن خلق اللہ قال فقال ابوھریرۃ فواللہ انی لجالس یوما اذ قال لی رجل من اھل العراق ھذا اللہ خلقنا فمن خلق اللہ قال ابوھریرۃ فجعلت اصبعی فی اذنی ثم صحت صدق اللہ ورسولہ اللہ الواحد الصمد لم یلد ولم یولد ولم یکن لہ کفوا احد **قال** المصنف اجاد فی ھذہ التحفۃ لغلبۃ الحس وھو انہ ما رای شیئا الا مفعولا ولا یقال لھذا العامی الست تعلم انہ خلق الزمان لا فی الزمان ولا فی مکان ولا مکان فاذا کانت ھذہ الارض وما فیہا لا فی مکان ولا تحتہا شیء وحسک ینفر من ھذا لانہ ما الفت شیئا الا فی مکان فلا یطلب بالحس من لا یعرف بالحس وشاور عقلک فانہ سلیم المشاورۃ **وتارۃ** یلبس ابلیس علی مقتضی الحس فیعتقدون التشبیہ **وتارۃ** یلبس علیہم من جھۃ العصبیۃ للمذاھب فتری العامی یلاحن ویقاتل فی امر ما یعرف حقیقتہ **فمنہم** من یحمی بعصبیۃ ابی بکر ومنہم من یحمی علیا وکم قد جری فی ھذا من الحروب وقد جری فی ھذا بین اھل الکرخ واھل باب البصرۃ علی عھد السنبر من القراء احوال الی ما یطول ذکرہ

ترجمہ- **بارھواں باب** عوام پر تلبیس ابلیس کے بیان میں مصنفؒ نے کہا کہ ہم بیان کر چکے ہیں کہ شیطان کا فریب بقدر قوت جہالت کے قوت پاتا ہے عوام کو ایسے ایسے فتنوں میں ڈال رکھا ہے کہ بوجہ کثرت کے انکا ذکر کرنا غیر ممکن ہے ہم فقط اصول ذکر کرتے ہیں انہیں پر انکی مثل کو قیاس کرنا چاہیے وہ یہ کہ شیطان ایک عامی کے پاس آتا ہے اور اسکو اللہ تعالی کی ذات وصفات میں غور کرنے پر برانگیختہ کرتا ہے لہذا وہ عامی اللہ تعالے کے لئے صورت قرار دیتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان باتوں کی خبر دی ہے چنانچہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک زمانہ آئیگا کہ لوگ عجیب عجیب سوال کیا کرینگے حتی کہ پوچھا جائیگا کہ ہمکو اللہ تعالے نے پیدا کیا ہے مگر اللہ کو کسنے پیدا کیا ابوہریرہؓ کہتے ہیں ایک روز میں بیٹھا ہوا تھا اتنے میں ایک عراقی آدمی نے مجھ سے سوال کیا کہ ہمکو تو خدا نے پیدا کیا خدا کو کسنے پیدا کیا ہے یہ سنکر میں نے اپنے کانوں میں انگلی کر لی اور آواز بلند کہا صدق اللہ وصدق رسولہ اللہ الواحد الصمد لم یلد ولم یولد ولم یکن لہ کفوا احد **مصنفؒ** نے کہا کہ یہ خوبی اسلئے واقع ہوئی کہ حواس غالب ہی کیونکہ حس کو جو چیز نظر آتی ہے وہ کسی کی بنائی ہوئی ہوتی ہے اس عامی کو جواب دینا چاہیے کہ اللہ تعالی نے زمان کو غیر زمان میں اور مکان کو غیر مکان میں پیدا کیا جبکہ یہ زمین اور جو کچھ اس میں ہی لامکان میں ہی اور اسکے نیچے کچھ نہیں حالانکہ تمہارا حس اسکو بعید جانتا ہے کیونکہ اسنے ہر چیز کو مکان ہی میں پایا۔ تو وہ ذات کس طرح حس سے طلب کی جاسکتی ہے جسکو حس سے نہیں پہچان سکتے تم اس بارہ میں اپنی عقل سے مشاورت کرو کیونکہ عقل اچھی مشیر ہی شیطان کبھی تقاضائے حس کے مطابق فریب دیتا ہے لہذا عوام تشبیہ کا عقیدہ رکھتے ہیں اور کبھی تعصب مذہبی کی رو سے بہکاتا ہی لہذا ایک عامی ایسے امر کے بارہ میں جسکی وہ حقیقت نہیں جانتا کالی گلوچ اور مرنے مارنے پر تیار ہو جاتا ہی بعض تعصب خاص حضرت ابوبکرؓ کو برا کہتے ہیں بعض حضرت علیؓ کو خاص کرتے ہیں اور اسمیں بہت سی لڑائیاں ہوئیں اہل کرخ اور اہل باب البصرہ میں باہم اسی بنا پر برسوں جنگ وقتال اور آتش زنی رہی جسکا

وترى كثيرا ممن يخاصم فى هذا من يلبس الحرير ويشرب الخمر ويقتل النفس وابوبكر وعلى رضى الله عنهما برئان منهم
ومن العوام من يقول لربه كيف قضه وعاقب **ومنهم** من يقول لم ضيق رزق المتقى واوسع على العاصى **و**
منهم من يشكر على النعم فاذا جاء البلاء اعرض وكفر **ومنهم** من يقول اى حكمة فى هدم الاجساد بعد بنائها
ومنهم من يستبعد البعث **ومنهم** من يحيل اليه مقصودا ويتبلى ببلاء فيكفر ويقول انا ما اريد اصلى وربما غلب فاجر فى
مؤمنا فقتله او ضربه فيقول العوام قد غلب الصليب وانا ذا انصلى اذا كان الامر كذا وكل هذه الآفات تمكن بها منهم ابليس
ليصدهم عن العلم والعلماء فلو انهم استفهموا اهل العلم لاخبروهم ان الله حكيم ومالك فلا يبقى مع هذا اعتراض +
فصل قال **المصنف** ومن العوام من يرضى عن عقل نفسه فلا يبالى بمخالفة العلماء فمتى خالفت فتواهم عرضه اخذ
يرد عليهم ويقدح فيهم **وقد كان** ابن عقيل يقول قد عشت هذه السنين فلو دخلت يدى فى صنعة صانع
لقال افسدتها على فلو قلت انا رجل عالم لقال بارك الله لك فى علمك ليس هذا من شغلك وشغله امرحى
لو تعاطيته فهمته والذى انا فيه امر عقلى فاذا افتيته لم يقبل **فصل** قال **المصنف** ومن تلبيسه عليهم
تقويم المتزهدين على العلماء فلو رأوا جبة صوف على اجهل الناس عظموه خصوصا اذا طأطأ راسه

ترجمہ اکثر لوگ جو اس بارے میں بحث کرتے ہیں وہ ہیں جو ریشم پہنتے ہیں اور شراب پیتے ہیں اور بیخطا لوگوں کو مارڈالتے ہیں حضرت
ابوبکر و علی رضی اللہ عنہما ایسے شخصوں سے بیزار ہیں **عوام** میں سے بعض ایسے ہیں جو کہتے ہیں کہ یہ کیونکر ہو سکتا ہے خدا خود ہی مقدر
کرے اور پھر عذاب کرے بعض کہتے ہیں خدا نے متقی کو تنگدست اور گنہگار کو فارغ البال کیوں کیا بعض ایسے ہیں کہ خدا کی نعمتوں کا شکر کرتے
ہیں جب کوئی بلا آتی ہے تو پھر جاتے ہیں اور کفر کرتے ہیں بعض کہتے ہیں کہ جسموں کو بنا کر بگاڑ دینے میں کیا حکمت ہے بعض قیامت کے قائل
نہیں بعض ایسے ہیں کہ انکا مقصد بر نہ آیا یا کسی بلا میں مبتلا ہو گئے تو کفر اختیار کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم نماز پڑھنا نہیں چاہتے
اکثر اوقات کوئی فاجر نصرانی کسی مومن پر غالب آجائے اسکو مار ڈالے یا مارے تو عوام کہتے کہ صلیب غالب آگیا جب ایسا ہی تو ہم نماز
کیوں پڑھیں اور یہ تمام آفتیں کہ جن سے عوام پر شیطان قابو پا گیا ہے اس لئے ہیں کہ یہ لوگ علم اور علماء سے دور ہیں۔ اگر اہل علم
سے دریافت کرتے تو وہ ان کو بتاتے کہ اللہ تعالے حکیم اور مالک ہے پھر کچھ اعتراض نہ رہتا **فصل مصنفؒ** نے کہا عوام میں بعض وہ
ہیں جو اپنی عقل پر راضی ہیں اور علما کے خلاف کرنے میں کچھ پروا نہیں کرتے لہذا جب علما کا فتوی ان کی غرض کے خلاف ہوتا ہے
تو اسکو رد کرتے ہیں اور علما میں نقص نکالتے ہیں **ابن عقیل** کہا کرتے تھے کہ میں اتنے برسوں زندہ رہا جب کبھی کسی کام والے
کے کام میں ہاتھ ڈالا تو اس نے کہا تو نے میرا کام خراب کر دیا اگر میں کہتا کہ میں عالم آدمی ہوں تو جواب دیا کہ خدا تمہارے علم میں برکت دے یہ تمہارا
کام نہیں اگر تم کرتے ہو تو سمجھتے حالانکہ اسکا کام ایک امر حسی تھا اور میں جس شغل میں ہوں وہ امر عقلی ہے لہذا جب میں نے اسکو فتوی دیا تو
قبول نہیں کیا **فصل مصنفؒ** نے کہا عوام کو شیطان نے ایک یہ بھی دھوکا دیا ہے کہ زاہدوں کو عالموں پر شرف دیتے ہیں لہذا اگر صوف کا جبہ
کسی جاہل سے جاہل آدمی پر بھی دیکھ لیتے ہیں تو اسکی تعظیم کرتے ہیں خاصکر جبکہ وہ شخص اپنا سر جھکائے

وتخشع لهم ويقولون اين هذا من فلان العالم ذاك طالب الدنيا وهذا زاهد لا يأكل عنبة ولا رطبة ولا يتزوج فصاحهلا
فهم بفضل العلم على الزهد واينار المتزاهدين على شريعة محمد بن عبد الله صلى الله عليه وسلم الم يروا هؤلاء الى رسول الله صلى
الله عليه وسلم يكثر التزوج ويصطفي السبا ويأكل لحم الدجاج ويحب الحلواء والعسل فصل قال المصنف و
الذي يسهم الى الغرباء فهم يوثرونهم على اهل بلدهم ممن قد خبروا اكرموا عرفوا عقيدته وانما ينبغي تسليم النفوس
الى من خبرت معرفته قال الله عز وجل فان آنستم منهم رشدا فادفعوا اليهم اموالهم ومن الله سبحانه في ارسال محمد
صلى الله عليه وسلم الى الخلق بانهم يعرفون حاله فقال عز وجل لقد من الله على المؤمنين اذ بعث فيهم رسولا من انفسهم
وقال يعرفونه كما يعرفون ابناءهم ومنهم من يقول الرب كريم والعفو واسع والرجاء من الدين
فيسمون تمنيهم واغترارهم رجاء وهذا الذي اهلك عامة المذنبين قال ابو عمرو بن
العلاء ان الفرزدق جلس الى قوم يتذاكرون رحمة الله فكان اوسعهم في الرجاء صدرا
فقالوا له لم تقذف المحصنات فقال اخبروني لو اذنبت الى والدي ما اذنبته الى ربي عز وجل
اترانها كانا يطيبان نفسا ان يقذفاني في التنور قالوا لا انما كان يرحمانك قال فاني اوثق برحمة ربي منهما

ترجمہ اور انکے سامنے خشوع وعجز کا اظہار کرتے اور کہتے ہیں کہ بھلا کجا یہ بزرگ اور کجا فلاں عالم وہ تو دنیا کا طالب ہے اور یہ حضرت زاہد ہیں
نہ انگور کھاتے ہیں نہ چھوارا چکھتے ہیں نہ کبھی نکاح کرتے ہیں جہالت کے سبب سے یہ نہیں جانتے کہ زہد سے علم افضل ہے محمد بن عبد اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم کی شریعت کو چھوڑ کر زاہدوں کو اختیار کر رکھا ہے کیا یہ لوگ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو نہیں دیکھتے کہ شادی کثرت سے فرماتے
تھے قید ہو کر جو عورتیں آتی تھیں ان سے اپنے لئے متعہ کرتے تھے مرغ کا گوشت کھاتے تھے شہد اور حلوا پسند فرماتے تھے فصل مصنف
نے کہا کہ اکثر عوام کی توجہ اور رغبت مسافر اور بیرونی زاہدوں کی طرف ہے انکو اختیار کرتے ہیں اپنے شہر والوں کو چھوڑتے ہیں جنکی حالت
آزما چکے اور عقیدہ پہچان چکے حالانکہ اپنے آپ کو اسی کے حوالے کرنا چاہیے جسکی معرفت کا امتحان ہو چکا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فان آنستم
منهم رشدا فادفعوا اليهم اموالهم یعنی جب تم یتیموں کو دیکھو کہ ان میں رشد ہے تو انکا مال ان کے حوالے کرو اور نیز اللہ نے محمد رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم کو خلقت کیطرف بھیجکر احسان فرمایا ہے کہ کفار آپکا حال خوب جانتے ہیں ارشاد ہوتا ہے کہ لقد من الله على المؤمنين اذ
بعث فيهم رسولا من انفسهم یعنی اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان پر احسان فرمایا کہ ان کے پاس انہیں میں سے ایک رسول بھیجا اور فرمایا ۔
يعرفونه كما يعرفون ابناءهم یعنی یہ لوگ آپکو ایسا پہچانتے ہیں جیسے اپنی اولاد کو پہچانتے ہیں بعض عوام کہتے ہیں کہ خدا کریم ہے اور اسکا عفو
وسیع ہے اور رجا عین ایمان ہے اپنی خام خیالی اور دھوکا کھانیکا نام رجا رکھا ہے اور اسی بات نے عالم گنہگار و نکو ہلاک کر دیا ۔ ابو عمرو بن العلا
نے کہا کہ فرزدق ایک جماعت میں بیٹھا جو رحمت الٰہی کا ذکر کرتے تھے فرزدق رحمت کی امید وار ہونیمیں سب سے زیادہ فراخ سینہ تھا
لوگوں نے اس سے کہا کہ تو پاکدامن عورتوں کو تہمت کیوں لگاتا ہے جواب دیا کہ بھلا مجکو یہ تو بتاؤ کہ جو گناہ میں اپنے پروردگار کا کرتا ہوں اگر یہی گناہ
اپنے ماں باپ کا کروں تو کیا انکا دل ایسا انکو گوارا کریگا کہ مجکو تنور میں جھونکدیں لوگوں نے کہا نہیں بلکہ تجھپر رحم کرینگے بولا کہ مجکو اپنے پروردگار

قال المصنف وھذا ھو الجھل المحض لان رحمۃ اللہ سبحانہ لیست برقۃ طبع ولو کان کذلک لما ذبح عصفور ولا امیت طفل ولا دخل احد الی جھنم قال الاصمعی کنت مع ابی نواس بمکۃ فاذا انا بغلام امرد یستلم الحجر الاسود فقال لی ابو نواس واللہ لا ابرح حتی اقبلہ عند الحجر فقلت ویلک اتق اللہ عز وجل فانک ببلد حرام وعند بیتہ فقال ما لی منہ بد ثم دنا من الحجر فجاء الغلام فبادر ابو نواس فوضع خدہ علی خد الغلام فقبلہ وانا اری فقلت ویلک فی حرم اللہ تعالی فقال دع ذا عنک فان ربی رحیم ثم انشأ یقول وعاشقان التقا خداھما عند استلام الحجر الاسود فاشتفا من غیران یاثما کانما کانا علی موعد قال المصنف انظروا الی ھذہ الجرأۃ التی نظر فیھا الی الرحمۃ ونسی شدۃ العقاب باتیانہ تلک الحرمۃ ولقد دخلوا علی ابی نواس فی مرض موتہ فقالوا لہ تب الی اللہ تعالی فقال ایای تخوفون حدثنی حماد بن سلمۃ عن یزید الرقاشی عن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لکل نبی شفاعۃ وانی اخبأت شفاعتی لاھل الکبائر من امتی افتری لا اکون منھم قال المصنف وخطأ ھذا الرجل من وجھین احدھما انہ نظر الی جانب الرحمۃ ولم ینظر الی جانب العذاب والثانی انہ نسی ان الرحمۃ انما تکون للتائب کما قال عز وجل وانی لغفار لمن تاب وقال

ترجمہ مصنفؒ نے کہا یہ خیال محض جہالت ہے کیونکہ اللہ سبحانہ وتعالی کی رحمت رقت طبع سے نہیں اور اگر ایسا ہوتا تو نہ کوئی چڑیا ذبح ہوتے پاتی اور نہ کوئی بچہ مرتا اور نہ کوئی دوزخ میں جاتا اصمعی نے کہا میں ابو نواس کے ساتھ مکہ میں تھا کیا دیکھتا ہوں کہ ایک امرد لڑکا حجر اسود کو بوسہ دیتا ہے ابو نواس مجھ سے کہنے لگا کہ واللہ میں حجر اسود کے پاس سے لڑکے کا بوسہ لئے بغیر نہ ٹلوں گا میں نے کہا تجھ پر خدا کی مار خدا سے ڈر اسوقت تو حرمت والے شہر میں ہے اور خدا کے گھر کے پاس ہے جواب دیا کہ میں اسمیں مجبور ہوں۔ یہ کہکر سنگ اسود کے پاس گیا لڑکا آیا ابو نواس نے بڑھکر اپنا رخسارہ لڑکے کے رخسارہ پر رکھکر اس کا بوسہ لیا پھر کہا واہ واے ہو تجھ پر اللہ تعالی کے حرم میں ایسا کرتا ہے بولا کہ یہ باتیں رہنے دو میرا پروردگار رحیم ہے پھر دو شعر پڑھے جنکا ترجمہ یہ ہے۔ عاشق ومعشوق کے رخسارے حجر اسود کو بوسہ دینے کے وقت باہم ملگئے۔ عاشق کی مراد بر آئی اور دونو نے کچھ گناہ بھی نہ ہوا۔ گویا وہ دونوں وعدہ کر چکے تھے مصنفؒ نے کہا اس جرأت پر غور کرنا چاہیے جس میں وہ رحمت کی طرف دیکھتا ہے۔ اور اس حرمت کی کے اوٹھا دینے پر عذاب کی سختی بھولتا ہے ابو نواس کی مرض موت میں لوگ اس کے پاس گئے اور کہنے لگے کہ اب توبہ کرو۔ جواب دیا کہ کیا تم مجھے ڈراتے ہو مجھ سے حماد بن سلمہ نے بیان کیا کہ یزید رقاشی نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر ایک نبی کے لئے ایک شفاعت ہے اور میں نے اپنی شفاعت اپنی امت کے اہل کبائر کے لئے پوشیدہ کر رکھی ہے تو کیا عجب کہ میں بھی انہیں میں سے ہوں۔ مصنفؒ نے کہا اس شخص نے دو وجہ سے خطا کی ایک تو یہ کہ جانب رحمت کو دیکھا اور جانب عذاب پر غور نہ کیا دوسرے اسبات کو بھول گیا کہ رحمت فقط توبہ کرنے والے کے واسطے ہے چنانچہ فرمایا وانی لغفار لمن تاب یعنی جو توبہ کرتا ہے۔ میں

+ + + +

ورحمتی وسعت کل شئ فساکتبہا للذین یتقون وھذا التلبیس ھو الذی یہلک عامۃ العوام **فصل** ومن العوام من یقول ھؤلاء العلماء ما یحافظون علی الحدود فلان یفعل کذا وفلان یفعل کذا فما لی ولہم ناقریب **ویکشف** ھذا التلبیس ان الجاھل العالم فی باب التکلیف سواء فجہلہ الھوی للعالم لا یکون عذرا للجاھل **و** بعضہم یقول ما قدر ذنبی حتی اعاقب ومن انا حتی اواخذ وذنبی لا یضر طاعتی لا تنفعہ وعفوہ اعظم من جرمی کما قال قائلہم من انا عند اللہ حتی اذنبت لا یغفر لی ذنبی وھذہ حماقۃ عظیمۃ کانہم اعتقدوا انہ لا ابو احد اضل اوذا اما علموا انہم بالمخالفۃ قد صاروا فی مقام معاند سمع ابن عقیل رضی اللہ عنہ رجلا یقول من انا حتی یعاقبنی اللہ فقال لہ انت الذی لولوامات اللہ جمیع الخلائق وبقیت انت لکان قولہ تعم یا ایہا الناس خطابا لک **ومنہم** من یقول ساتوب واصلح وکم من ساکن الاصلاح من ایلہ فاختطفہ الموت قبلہ **ولیس** من الجزم تعجیل الخطا او انتظار الصواب **و ربما** لم تنتہیا التوبۃ وربما لم تصح وربما لم تقبل ثم لو قبلت بقی الحیاء من الخیانۃ ابن فمن ذاۃ خاطر المعصیۃ حتی تذھب اسہل من معاناۃ التوبۃ حتی تقبل **ومنہم** من یتوب ثم ینقض فیعلم ابلیس بالمکائد لعلمہم بضعف عزمہ **حدثنا** المبارک بن فضالۃ عن الحسن انہ قال

ترجمہ ورحمتی وسعت کل شئ فساکتبہا للذین یتقون یعنی میری رحمت ہر چیز سے وسیع ہے میں اس کو متقیوں کے لئے لازم کرونگا یہی شیطان کا فریب عام عوام کو ہلاک کرتا ہے **فصل** بعض عوام کہتے ہیں کہ یہ علما لوگ حدود الٰہی کی نگہداشت نہیں کرتے فلاں ایسا کرتا ہے۔ اور فلاں ایسا کرتا ہے بس میری حالت ٹھیک ہے اس شیطانی فریب کا اظہار اسطور پر ہے کہ تکلیف شرعی کے بارے میں جاہل اور عالم برابر ہیں لہذا عالم پر خواہش نفسانی کا غلبہ ہونا جاہل کے لئے عذر نہ ہوگا۔ **بعض** کہتے ہیں کہ ہمارے گناہ ہی کسقدر ہیں جو ہمکو عذاب ہوگا اور ہم کون ہیں جن سے مواخذہ ہوگا ہمارے گناہ سے خدا کا کچھ نقصان نہیں اور ہماری اطاعت سے اسکا کوئی نفع نہیں اور اسکا عفو ہمارے جرم سے عظیم تر ہے چنانچہ انمیں سے ایک شخص نے کہا خدا کے سامنے میری حقیقت ہی کیا ہے کہ میں گناہ کروں اور وہ میرا گناہ نہ بخشے حالانکہ یہ بہت بڑی حماقت ہے شاید ان لوگوں کا عقیدہ یہ ہے کہ خدا تم اپنی خدا اور مثل سے مواخذہ کرتا ہے یہ نہیں جانتے۔ کہ مخالفت کیوجہ سے یہ لوگ معاند کے مقام میں ہونگے **ابن عقیل** نے ایک آدمی کو سنا کہتا تھا میں کون ہوں کہ خدا مجھکو عذاب کریگا اس سے کہا کہ تو وہ ہے کہ اگر اللہ تمام مخلوقات کو موت دے اور فقط تو باقی رہجائے تو یا ایہا الناس تجھکو خطاب الٰہی ہوگا بعض عوام کہتے ہیں کہ ہم آیندہ توبہ کرلینگے اور نیک بنجائینگے حالانکہ بہت سے امید کرنیوالے اپنی امید کو رہ گئے اور موت نے پہلے ہی خاتمہ دیا خطا میں جلدی کرنا اور راستی کے منتظر رہنا گو نی گناہ بسا اوقات توبہ میسر نہیں ہوتی اور اکثر توبہ ٹھیک نہیں ہوتی اور بعض دفعہ قبول نہیں ہوتی پھر اگر توبہ قبول بھی ہوگئی تو گناہ کی شرمندگی عمر بھر رہتی ہے لہذا گناہ کی خیال کو سنا حتی کہ دور رہو اس بات سے آسان ہے کہ توبہ کی محنت اٹھائی جائے کہ قبول ہو یا نہ ہو بعض [illegible] پھر توبہ کرتے ہیں ان کو شیطان نے ارادہ کا ضعف معلوم کرکے اپنے مکر کے جال میں پھنسا لیا ہے **حدثنا** المبارک بن فضالۃ نے بیان کیا کہ حسن نے فرمایا

اذا نظر الیک الشیطان فرآک مداوما علی طاعۃ اللہ فعناک فاذا رآک مداوناً فی طاعتہ ملّک ورغضک واذا رآک مرۃ هکذا ومرۃ هکذا طمع فیک **ومن تلبیسہ علیهم** ان یکون لاحدهم نسبٌ فیغتر بنسبہ فهذا ابی بکر هذا یقول انا من اولاد علی وهذا یقول انا قریب النسب من فلان العالم ومن فلان الزاهد هؤلاء یبنون امرهم علی امرین **احدهما** ان من احب انسانا احب اولادہ واهلہ **والثانی** ان هؤلاء لهم شفاعۃ واحق من شفع فی اولادهم واهلهم وکلا الامرین غلط اما المحبۃ فلیست محبۃ اللہ تعالیٰ کمحبۃ الآدمیین وانما یحب من اطاعہ فان اهل الکتب من اولاد یعقوب ولم ینتفعوا بآبائهم ولو کانت محبۃ الاب تجری لیسکی البعض ایضا **واما الشفاعۃ** فقد قال اللہ تعالیٰ ولا یشفعون الا لمن ارتضی ولما اراد نوح حمل ابنہ فی السفینۃ قیل انہ لیس من اهلک ولم یشفع ابراهیم فی ابیہ ولا نبینا فی امہ **وقد قال** علیہ السلام لفاطمۃ رضی اللہ عنها لا اغنی عنک من اللہ شیئا ومن ظن انہ ینجو بنجاۃ ابیہ کان کمن ظن ان شبعہ کافی ابیہ

فصل ومن تلبیسہ علیهم ان یعتمد احدهم علی خلۃ عبد ولا یبالی بما فعل بعدها **فمنهم** من یقول

ترجمہ جب تجکو شیطان ہمیشہ خدا کی اطاعت میں دیکھتا ہے تو تیرا نام کرتا ہے اور جب اپنا حکم چلاتا ہے تو تجھ سے چھوٹ کر علیحدہ ہو جاتا ہے اور جب تم سے کبھی تو کبھی ویسا ہے اور کبھی ایسا تو طمع کرتا ہے حوا کے لئے یہ بھی ایک شیطان کا دھوکا ہے کہ کسی کا کوئی نسب ہوتا ہے۔ تو اپنے نسب پر مغرور ہو جاتا ہے ایک کہتا ہے کہ میں ابو بکر کی اولاد سے ہوں دوسرا کہتا ہے میں اولاد علی ہوں تیسرا کہتا ہے میرا نسب فلاں عالم یا فلاں زاہد سے ملتا ہے یہ لوگ اپنے امر کی بنا دو امروں پر رکھتے ہیں ایک تو یہ کہ جو شخص کسی آدمی سے محبت رکھے گا اس کی اولاد اور اس کے گھر والوں کو بھی چاہے گا۔ دوسرے یہ کہ ان لوگوں کے لئے شفاعت ہے اور ان کی شفاعت کی زیادہ تر امید اولاد سے ہے حالانکہ یہ دونوں باتیں غلط ہیں۔ رہی محبت سو اللہ تعالیٰ کی محبت ایسی نہیں جیسی آدمیوں کی محبت ہے۔ وہ تو اس شخص سے محبت رکھتا ہے جو اس کی اطاعت کرتا ہے۔ اہل کتاب بھی تو یعقوب علیہ السلام کی اولاد ہیں اُن کو اپنے باپ دادا سے کچھ نفع نہیں اور اگر باپ کی محبت اثر کرتی ہے تو بغض بھی ضرور اثر کرتا ہی باقی رہی شفاعت تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ولا یشفعون الا لمن ارتضی یعنی شفاعت اسکی کرینگے جن کے لئے اللہ تعالیٰ راضی ہوگا نوح علیہ السلام نے جب اپنے بیٹے کو کشتی میں بٹھانا چاہا تو ارشاد ہوا انہ لیس من اہلک یعنی اے نوح یہ تمہارا لڑکا تمہاری اہل میں سے نہیں ہے حضرت ابراہیم کی شفاعت اپنے باپ کے حق میں اور ہمارے نبی کی شفاعت اپنی ماں کے حق میں مقبول نہ ہوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا تھا کہ خدا کے یہاں میں تمہارے کچھ کام نہ آؤنگا جو شخص یہ خیال کرتا ہے کہ اس کے باپ کی نجات سے اسکی بھی نجات ہو جائیگی اسکی مثل ایسی ہے جیسے کوئی یوں سمجھ بیٹھے کہ اس کے باپ کے کھانے سے اسکا پیٹ بھر جائیگا **فصل** عوام کو شیطان کا ایک فریب یہ بھی ہے کہ وہ مردصالح کی محبت پر اعتماد کرتے ہیں پھر اس کے بعد جو کچھ کریں اسکی پرواہ نہیں کرتے ایک انمیں سے کہتا ہے

موقل ابا من اولاد

انا من اهل السنة على خير ثم لا يتحاشى عن المعاصي **وكشف** هذا التلبيس ان يقال له الاعتقاد فرض والكف عن المعاصي فرض فلا يكفي احدهما عن صاحبه **وكذلك** يقول الرافضة نحن بحمد الله نوالي اهل البيت ونكذب فانه اتم في التقوى **ومنهم** من يقول انا الازم الجماعة واصل الخير وهذا يدفع عني جوابه كجواب الاول **ومن تلبيسه على الحمقى في اخذ اموال الناس** فانهم يسمون بالفقيان وقالوا الفقه لا يزني ولا يكذب ويحفظ الحرم ولا يهتك ستر امرأة ومع هذا لا يتحاشون من اخذ اموال الناس وينسبون بعض الاكابر الى اكل الاموال ويسمون طريقتهم الفتوة وربما حلف احدهم بحق الفتوة فلم يأكل ولم يشرب ويجعلون اللباس لباس السراويل الداخل في مذهبهم كالباس الصوفية المرقعة وربما يسمع احدهم لا عن ابنته او اخته كلمة لا تصلح وربما كانت مخوفة فقتلها ويدعون ان هذه فتوة وربما افتخر احدهم بالصبر على الضرب **وعن** عبد الله بن احمد بن حنبل انه كان يقول كنت كثيرا اسمع والدي يقول رحم الله بابا الهيثم فقلت من ابو الهيثم قال الحداد لما مددت يداي للعقاب واخرجت السياط اذا انا بانسان يجذب ثوبي من ورائي ويقول له

ترجمہ کہ میں اہل سنت میں سے ہوں اور اہل سنت خیر پر ہیں۔ اور پھر گناہ سے دور نہیں رہتا یہ فریب اس طور سے دور کیا جائے کہ اُنسے کہا جائے اعتقاد فرض ہی اور گناہوں سے بچنا بھی فرض ہے لہذا ان میں سے ایک دوسرے کو کفایت نہیں کرتا اسی طرح رافضی کہتے ہیں کہ ہم اہل بیت کی محبت سے عذاب سے دور ہیں حالانکہ وہ جھوٹ کہتے ہیں کیونکہ فقط تقویٰ عذاب کو دور رکھتا ہی بعض کہتے ہیں کہ ہم جماعت کو لازم پکڑے ہوئے ہیں اور خیر کرتے ہیں یہ ہم سے عذاب کو دور رکھیگا۔

اس کا جواب بھی وہی پہلا جواب ہے **(عیاروں پر لوگوں کے مال لینے میں تلبیس ابلیس کا بیان)**

ان لوگوں کا نام جوانمرد ہے اور کہتے ہیں کہ جوانمرد نہ زنا کرتا ہی اور نہ جھوٹ بولتا ہی اور عرمت کی حفاظت کرتا ہی اور کسی عورت کی پردہ دری نہیں کرتا یہ لوگ باوجود ان سب باتوں کے لوگوں کا مال لوٹنے سے پرہیز نہیں کرتے اور اس بات میں مشہور ہیں کہ مال کے لئے اپنے کلیجے جلا دیتے ہیں اور اپنے طریقہ کا نام جوانمردی رکھا ہے بسا اوقات ان میں سے کوئی قسم کھاتا ہی کہ بحق الفتوۃ یعنی جوانمردی کی قسم پھر نہ کچھ کھاتا ہے نہ پیتا ہے جو ان کے مذہب میں داخل ہو اس کا لباس پائجامہ مقرر کرتے ہیں جیسے صوفیہ نے مرید کا لباس مرقعہ رکھا ہے اکثر اوقات ان میں سے کوئی اپنی بیٹی یا بہن سے ایسا کلمہ سنتا ہی جو شان کے خلاف ہو اور بسا اوقات وہ منحرف ہو جاتی ہے۔ تو اس کو مار ڈالتا ہے۔ اور دعوے کرتے ہیں۔ کہ یہ جواں مردی ہے۔ اکثر اس پر فخر کرتے ہیں کہ ہم مار پیٹ پر صابر ہیں احمد بن حنبل کے بیٹے عبداللہ بیان کرتے ہیں کہ میں اکثر اپنے باپ سے سنا کرتا تھا۔ کہ کہا کرتے تھے۔ ابو الہیثم پر خدا رحم کرے میں نے پوچھا۔ ابو الہیثم کون ہے۔ جواب دیا۔ کہ ایک لوہار ہے۔ جب سزا کے لئے میرے ہاتھ باندھے گئے اور کوڑے نکالے گئے میں نے یکایک ایک آدمی کو دیکھا کہ میرے کپڑے پیچھے سے کھینچتا ہے اور مجھ سے کہتا ہے

تعرفنی قلت لا قال انا ابو الهیثم العیار اللص المطرار مکتوب فی دیوان امیر المؤمنین انی
ضربت ثمانیة عشر الف سوط بالتفاریق وضربت ذلک علی طاعة الشیطان لاجل الدنیا فاصبر انت
فی طاعة الرحمٰن لاجل الدین **قال المصنف** ابو الهیثم هذا یقال له ابو خالد الحداد کان یضرب
المثل بصبره وقال له المتوکل ما بلغ من جلدک قال املأ لی جرابا عقارب ثم ادخل یدی فیه وانی
لیهون علی ما یولمک واجد لاخر سوط من الالم ما اجد لاول سوط ولو وضعت فی فمی خرقة وانا
اضرب لاحترقت من حرارة ما یخرج من جوفی ولکن وطنت نفسی علی الصبر فقال له الفتح یحک مع
هذا اللسان والعقل ما یدعوک الی ما انت علیه من الباطل فقال احب الریاسة فقال المتوکل نحن
خلیدیة وقال الفتح انا خلیدی وقال رجل لخالد یا خالد ما انتم لحوم ودماء ولکم الضرب فقال بلی ولمنا
الضرب ولکن معنا عزیمة صبر لیست لکم **قال داود** بن علی لما قدم بخالد اشتهیت ان اراه
فدعیت الیه فوجدته جالسا غیر متمکن لذهاب لحم الیته من الضرب واذا حوله فتیان فجعلوا
یقولون ضرب فلان وفعل بفلان کذا فقال لهم لم تتحدثون عن غیرکم افعلوا انتم حتی یحدث عنکم

ترجمہ کہ تم مجکو پہچانتے ہو بینے کہا میں تمکو نہیں جانتا جواب دیا کہ میں ابو الہیثم عیار طرار چور ہوں جسکا نام امیر المؤمنین کے دفتر
میں لکھا ہے بینے متفرق طور پر اٹھارہ ہزار کوڑے کھائے ہیں اور یہ سب ضرب دنیا کے لئے شیطان کی اطاعت پر تھی لہذا تم
صبر کرو کہ دین کے لئے رحمان کی اطاعت پر ضرب کہاتے ہو **مصنف** نے کہا یہ ابو الہیثم وہ ہے جسکو ابو خالد حداد کہتے
ہیں یہ شخص صبر کرنے میں ضرب المثل ہے خلیفہ متوکل باللہ نے اس سے پوچھا کہ تیرا صبر کس حد تک ہے جواب دیا۔ کہ
آپ ایک تھیلی مین بچھو بھر دیجے پھر میں اس میں اپنا ہاتھہ ڈالدوں حالانکہ جس چیز سے آپکو تکلیف ہوتی ہے اس سے مجھ
کو بھی ایذا پہونچتی ہے اور آخری کوڑے کی تکلیف مجکو اسیقدر رہوتی ہے جسقدر پہلے کوڑے کی جب مجھپر ضرب پڑتی
ہے اگر میں اسوقت اپنے مونہہ میں کپڑے کا ٹکڑا رکھہ لوں تو میرے اندر سے جو حرارت نکلتی ہے اسکو جلادے لیکن مینے
اپنے نفس کو صبر پر قرار دیا ہے یہ سنکر اس سے فتح نے کہا واے ہو تجھپر باوجود اس زبان اور عقل کے کیا چیز تکو اس بطالت
کی حالت پر آمادہ کرتی ہے جواب دیا کہ میں ریاست کو پسند کرتا ہوں متوکل یہ سنکر بولا کہ ہم خلیدی ہیں فتح نے کہا کہ میں بھی
خلیدی ہوں کسی شخص نے خالد سے کہا اے خالد تم میں ہی تو گوشت اور خون ہے کیا ضرب سے تم کو تکلیف نہیں ہوتی
جواب دیا کیوں نہیں ہوتی ضرب سے تکلیف ضرور ہوتی ہے لیکن ہم میں وہ قوی صبر ہے جو تم میں نہیں ہے **داود** بن علی
نے کہا جب خالد پکڑا آیا تو مینے اسکو دیکھنا چاہا اس کے پاس گیا اسکو دیکھا کہ بیٹھا ہے لیکن ایک جانب قرار نہیں پکڑتا کیونکہ ضرب
کیوجہ سے اسکے سرین کا گوشت جاتا رہا تھا اس کے گرد بہت سے جوان آدمی تھے وہ لوگ کہنے لگے کہ فلان نے آج کوڑے
کہائے اور فلان کے ساتھہ ایسا کیا خالد نے اُن سے کہا کہ تم دوسروں کی باتیں کیوں کرتے ہو تم بھی ایسا کرو تاکہ لوگ تمہاری باتیں کریں

قال المصنف فانظروا الی الشیطان کیف یتلاعب بھؤلاء فیصبرون علی شدۃ الالم لیحصل لھم الذکر ولو صبروا علی یسیر التقوی لیحصل لھم الاجر والعجب انھم یظنون حالھم مرتبۃ وفضیلۃ مع ارتکاب العزائم **فصل** ومن العوام من یعتمد علی نافلۃ ویضیع فرائض مثل ان یحضر المسجد قبل الاذان وینتقل فاذا صلی ماموما سابق الامام **ومنھم** من لا یحضر فی اوقات الفرائض ویزاحم لیلۃ الرغائب **ومنھم** من یتعید ویبکی وھو مصر علی الفواحش لا یترکھا فان قیل لہ قال سیئۃ وحسنۃ والله غفور رحیم وجمھورھم یقعد برایہ فیفسد اکثر مما یصلح ورایت رجلا منھم حفظ القرآن وتزھد ثم جبّ نفسہ وھذا من افحش الفواحش **فصل** وقد لبس ابلیس علی خلق کثیر من العوام یحضرون مجالس الذکر ویذکرون ویبکون بذلک ظنا منھم ان المقصود ھو الحضور فی مجلس الذکر ولو علموا ان المقصود انما ھو العمل ولم یعملوا کان زیادۃ فی الحجۃ علیھم والی کم عرف خلقا یحضرون المجلس منذ سنین ویبکون ویشتغلون ولا یتغیر احدھم عما اعتادہ من المعاملۃ بالربا والغش فی البیع وترکھم بارکان الصلوٰۃ والغیبۃ للمسلمین والعقوق للوالدین وھؤلاء قد لبس ابلیس علیھم فاراھم ان حضور المجلس والبکاء یفتح ملیا لیس من الذنوب فاری بعضھم ازمنۃ العلماء والصلحاء یزنی فیھا

ترجمہ مصنف نے کہا غور کرنا چاہیئے شیطان ان لوگوں کے ساتھ کیسا کھیلتا ہے کہ تکلیف کی سختی پر صبر کرتے ہیں تاکہ ان کو شہرت حاصل ہو اور اگر تھوڑے سے تقوی پر صبر کریں تو اُن کو ثواب ملے تعجب تو یہ ہے کہ یہ لوگ اپنے حال کو مرتبہ اور فضیلت خیال کرتے ہیں حالانکہ بڑے گناہوں کے مرتکب ہیں **فصل** اکثر عوام نفل پر اعتماد کرتے ہیں اور فرض کو ضائع کرتے ہیں مثلاً مسجد میں اذان سے پہلے آتے ہیں اور نفل پڑھتے ہیں پھر جب مقتدی ہو کر فرض ادا کرتے ہیں تو امام پر سبقت کرتے ہیں بعض ایسے ہیں کہ فرائض کے وقتوں میں نہیں آتے اور لیلۃ الرغائب یعنی ماہ رجب کی ستائیسویں شب میں ہجوم کرتے ہیں بعض وہ ہیں کہ عبادت کرتے ہیں اور روتے ہیں حالانکہ بری باتوں پر اڑے ہوئے ہیں اُن سے باز نہیں آتے اگر انسے کوئی کچھ کہتا ہے تو کہتے ہیں کہ آدمی سے نیکی بدی دونوں ہوتی ہیں اللہ تم غفور رحیم ہے جمہور عوام اپنی رائے سے عبادت کرتے ہیں لہذا جسقدر بھلائی کرتا ہے اس سے زیادہ برائی کرتا ہے میں نے ایک عامی کو دیکھا کہ قرآن حفظ کیا اور زاہد بنا پھر اپنے آپ کو مجبوب کر دیا یعنی اپنا عضو تناسل کاٹ ڈالا حالانکہ یہ افحش الفواحش ہے **فصل** عوام میں خلق کثیر کو شیطان نے دھوکا دیا وہ وعظ کی مجلسوں میں آتے ہیں ذکر سنتے ہیں اور اسی پر اکتفا کرتے ہیں اس خیال سے کہ ان کے نزدیک مقصود اصلی فقط مجلس وعظ میں حاضر ہونا ہے کاش یہ جانتے کہ مقصود اصلی تو عمل ہے جب آدمی سنی ہوئی باتوں پر عمل نہ کریگا تو حجت الٰہی میں اور زیادتی ہوگی میں بہت سی مخلوق کو جانتا ہوں کہ برسوں سے وعظ میں آتے ہیں اور روتے ہیں اور عجز کا اظہار کرتے ہیں حالانکہ کسی کی عادت میں تغیر نہیں آیا معاملہ میں انکی وہی حالت ہے کہ ریاکار ہیں اور خرید و فروخت میں دھوکا کرتے ہیں ارکان نماز سے واقف نہیں مسلمانوں کی غیبت کرتے ہیں ماں باپ کے نافرمان ہیں ان لوگوں کو شیطان نے فریب دیا اور سمجھا دیا کہ مجلس میں آنا اور رونا سب گناہوں کو دور کرتا ہے اور بعض کو پڑھا دیا کہ علماء اور صالحین کے پاس بیٹھنے سے گناہ دور ہوتے ہیں +

فصل وقد لبس ابليس على اصحاب الاموال من اربعة اوجه احدها من جهة كسبها فلا يبالون كيف حصلت و قد فشى الربا فى اكثر معاملاتهم وانسوه حتى ان جمهورهم قد عاملوا به خاصة عن الاجمال وقد روى ابو هريرة عن النبى صلى الله عليه وسلم انه قال ليأتين على الناس زمان لا يبالى الرجل ما اخذ المال بحلال ام بحرام والثانى من جهة البخل بما فى ايديهم فمن لا يخرج الزكوة اتكاء على العفو ومنهم من يخرج بعضها ثم يغلبه البخل فيظن ان المخرج يدفع عنه ومنهم من يحتال لاسقاطها مثل ان يهب المال قبل الحول ثم يسترده ومنهم من يحتال باعطاء الفقير ثوبا يقوم عليه باضعاف ما يساوى ويساومه دينارين وهو يساوى دينارا ويظن ذلك الجاهل انه قد تخلص ومنهم من يعطى الزكوة من يستخدمه طول السنة فهى على الحقيقة اجرة وعن الضحاك عن ابن عباس قال اول ما ضرب الدراهم اخذها ابليس فقبلها ووضعها على عنبه وعلى سرته وقال بك اطفو ويك اكفر وضنت من ابن ادم بحبه للدنيا من ان يعبدنى وعن الاعمش عن شقيق عن عبد الله قال ان الشيطان يريد الانسان بكل ريدة فاذا اعياه اضطجم فى ماله فيمنعه ان ينفق منه شيئا والثالث من حيث التكثر بالاموال قال الغزالى يرى نفسه خيرا من الفقير وهذا جهل لان الفضل بفضائل النفس اللازمة لها لا بجمع حجارة خارجة عنها

ترجمہ فصل مالدار لوگوں کو چار صورت سے شیطان نے فریب دیا ایک تو مال حاصل ہونے کی جہت سے وہ کچھ پرواہ نہیں کرتے کہ کیونکر حاصل ہوا اُن کے اکثر معاملات میں کھلم کھلا ربا ہے وہ اسکو بالکل بھولے ہوئے ہیں حتی کہ انکے تمام معاملات اجماع سے خارج ہیں ابو ھریرۃ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا آپنے فرمایا لوگون پر ایک ایسا زمانہ آئیگا۔ کہ آدمی پرواہ نہیں کریگا کہ اسکو حلال ذریعہ سے مال حاصل ہوا یا حرام سے دوسری بخل کی جہت سے اکثر مالدار ایسے ہیں کہ عفو الٰہی پر بھروسا کرکے زکوۃ نہیں نکالتے بعض ایسے ہیں کہ کچھ زکوۃ کیلئے نکالتے ہیں پھر انپر بخل غالب آتا ہی تو خیال کرتے ہیں کہ اسیقدر نکالا ہوا کافی ہی بعض ایسے ہیں کہ زکوۃ کو ساقط کرنے کے لئے حیلہ کرتے ہیں مثلاً سال پورا ہونے سے پیشتر مال کو ہبہ کردیتے ہیں اور پھر واپس لیلیتے ہیں اور بعض اسطور پر حیلہ کرتے ہیں کہ فقیر کو ایک کپڑا دیتے ہین اور اسکی قیمت اُسکو دس دینار بتاتے ہیں حالانکہ وہ دو دینار کی برابر ہوتا ہی اور یہ دینے والا جاہل خیال کرتا ہی کہ زکوۃ سے سبکدوش ہوگیا اور بعض اس شخص کو زکوۃ دیتے ہیں جو سال بھر تک انکی خدمت کرتا ہی اور درحقیقت وہ اجرت ہوتی ہے ضحاک نے ابن عباس سے روایت کیا کہ جسکال میں جب پہلا درم ڈالا گیا تو شیطان نے اسکو لیکر بوسہ دیا اور اسکو اپنی آنکھوں اور ناف پر رکھکر کہا کہ تیرے ذریعہ سے میں سرکش بناؤنگا اور تیری بدولت کافر کرونگا میں فرزند آدم کی اس بات سے خوش ہوں کہ دینار کی محبت کی وجہ سے میری پرستش کرتا ہی اعمش نے شقیق سے روایت کیا کہ عبداللہ نے کہا شیطان ہر عمدہ چیز کے ذریعہ سے انسان کو فریب دیتا ہی جب تنگ آجاتا ہی تو اسکے مال میں لیٹ رہتا ہی اور اسکو کچھ خیرات کرنیسے باز رکھتا ہی تیسری کثرت مال کی حیثیت سے اسطور پر کہ اپنے آپکو فقیر سے بہتر جانتا ہی حالانکہ یہ نادانی ہی کیونکہ فضیلت ان فضائل سے حاصل ہوتی ہی جو نفس کے لئے لازم ہیں پتھر جمع کرنے سے فضیلت نہیں حاصل ہوتی جو نفس سے خارج چیز ہے ✦

کما قال الشاعر غنی النفس ان یقل خیر من غنی المال ۔ هو فضل الناس فی الانفس لیس الفضل فی الحال والرابع انفاقهم
فهم من ینفقها علی وجه التبذیر والاسراف تارة فی البنیان الزائد علی مقدار الحاجة وتزویق الحیطان وزخرفة
البیوت وعمل الصور وتارة فی اللباس الخارج بصاحبه الی الکبر والخیلاء وتارة فی المطاعم الخارجة الی الشره وهذا
لا یسلم صاحبها من فعل محرم او مکروه وهو مسئول عن جمیع ذلک وعن انس بن مالک قال قال رسول الله صلی
الله علیه وسلم یا ابن آدم لا تزول قدما ک یوم القیمة بین یدی الله عزوجل حتی تسأل عن اربع عملک فیما افنیته وجسدک فیما
ابلیته ومالک من این اکتسبته واین انفقته ومنهم من ینفق فی بناء المساجد القناطیر الا انه یقصد الریاء
والسمعة وبقاء الذکر فیکتب علی ما ینوی ولو کان عمله لله تعالی لکفی بعمله سبحانه فلو کلف ان یبنی حائطا من غیر ان یکتب
اسمه علیه لم یفعل ومن هذا یحسن اخراج الشمع فی رمضان فان الانوار طلبا للسمعة ومشابهة علی السنة مظنة لان اخراجهم
قلیلا من دهن کل لیلة لا یؤثر فی المدح ما یؤثر اخراج شمعة فی رمضان ولقد کان اغناء الفقراء بثمن الشمع اولی وربما
خرجت الاضواء الکثیرة الی الشر الممنوع منه غیر ان الریاء یبعد العمل وقد کان احمد بن حنبل یخرج الی المسجد فی لیالی الشتاء

ترجمہ چنانچہ کسی شاعر کا شعر ہے جسکا ترجمہ یہ ہے مختصر ہو کمال کی تونگری ہے نفس کی تونگری بہتر ہے کیونکہ انسان کی فضیلت ذات میں
ہوتی ہے حالت میں فضیلت نہیں ہوتی چوتھے مال کے خرچ کرنے میں بعض ایسے ہیں کہ بطور فضولخرچی کے صرف کرتے ہیں ۲
کبھی مکان بنواتے ہیں جو مقدار ضرورت سے زائد ہوتا ہے دیوار و نکو خوب آراستہ کرتے ہیں کمروں میں نقش و نگار کرتے ہیں
تصویریں بناتے ہیں جو سب کو نظر آئیں جس سے کبر و غرور ظاہر ہو اور کبھی کھانے ایسے کرتے ہیں جنمیں اسراف ہوتا ہے اور
ان سب حرکتوں کا کرنیوالا احرام یا مکروہ فعل سے محفوظ نہیں رہتا حالانکہ اس سے ہر چیز کا سوال ہوگا انس بن مالک نے کہا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے فرزند آدم اللہ تعالیٰ کے سامنے سے تیرے قدم نہ ہٹینگے یہانتک کہ تجھ سے چار چیزوں کا سوال
ہو ایک عمر کو کس کام میں برباد کیا دوسرے جسم کو کس چیز میں مبتلا رکھا تیسرے مال کہاں سے حاصل کیا چوتھے مال کس جگہ صرف
کیا بعض مالدار ایسے ہیں جو مسجد اور پل بنوانے میں مال خرچ کرتے ہیں مگر نمائش اور شہرت مقصود ہوتی ہے اور چاہتے ہیں کہ نام
باقی رہے لہذا جو کچھ اُسنے بنوایا ہے اسپر سرزنش کیجائیگی اور اگر اسکا یہ عمل خدا تعالیٰ کیلئے ہوتا تو علم الٰہی پر کفایت کرتا اگر اُس سے
کہا جائے کہ ایک باغ معہ چار دیواری تیار کرے بغیر اسکے کہ اسپر اسکا نام لکھا جائے تو کبھی ایسا نکریگا اسی قسم سے ان لوگوں کا
یہ عمل ہے کہ رمضان شریف میں شہرت طلب کرنے کے لئے مسجدوں میں روشنی کے واسطے چراغ لیجاتے ہیں حالانکہ انکی مسجدیں
سال بھر تک اندھیری پڑی رہتی ہیں کیونکہ ہر رات انکا ہوڑ اسا تیل دینا استدر تعریف اور مدح میں اثر نہ کریگا جسقدر رمضان
شریف میں ایک شمع لیجانے میں تعریف ہوگی حالانکہ اس شمع کی قیمت دیکر محتاجوں کو خوش کر دینا بہتر ہوگا ۔ اکثر
ایسا ہوتا ہے کہ بہت سی روشنی کرنے سے اسراف لازم آتا ہے جو ممنوع ہے مگر کیا کیا جائے ۔ ریا اپنا عمل کر رہا
ہے احمد بن حنبل مسجد میں جایا کرتے تھے آپ کے ہاتھ میں ایک چراغ ہوتا تھا +

فیضعه ویصلی **ومنهم** من اذا تصدق اعطی الفقیر والناس یرونه فیجمع بین قصد ذلهم وبین اذلال الفقیر و **منهم** من یحمل معه الدنانیر فیکون فی الدینار قیراطین ونحو ذلک ربما کانت ردیة فیتصدق بها بین الجمع مکشوفة لیقال قد اعطی فلانا دینارا والعکس من هذا جماعة من الصلحاء بین المتقدمین یجعلون فی القرطاس الصغیر دینارا ثقیلا یزید وزنه علی دینار ونصف ویسلمونه الی الفقیر فی سر فاذا رای القرطاس صغیرا ظنه قطعة فاذا المسه وجد ثقیلا ظنه درهم نقرة ففرح فاذا راه ثقیلا ظنه یقارب الدینار فاذا وزنه فراه زائدا علی الدینار اشتد فرحه فالثواب یضاعف للمعطی عند کل مرتبة

ومنهم من یتصدق علی الاجانب ویترک الاقارب **هو اولی اخبرنا** هشام عن حفصة عن سلیمان بن عامر قال سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول الصدقة علی المسکین صدقة والصدقة علی ذی الرحم اثنتان صدقة وصلة **ومنهم** من یعلم فضیلة التصدق علی القرابة الا ان یکون بینهما عداوة دنیویة فیمتنع من مواساته مع علمه بفقره ولو واساه کان له اجر الصدقة والقرابة **ومجاهدة الهوی وقد روی** عن ابی ایوب الانصاری قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم افضل الصدقة علی ذی الرحم الکاشح **قال المصنف** وانما فضلت هذه الصدقة لمخالفة الهوی

ترجمہ اسکو سامنے رکھکر نماز پڑھتے تھے۔ بعض مالدار وں کا قاعدہ ہو کہ جب خیرات کرتے ہیں تو فقیر کو دیتے ہیں اور لوگ انکو دیکھتے ہیں اس میں اپنی مدح چاہتے ہیں اور فقیر کا ذلیل کرنا منظور ہوتا ہے بعض ایسے ہیں کہ دینار لیتے ہیں اور وہ دینار کم و بیش چار وانگ ہوتا ہے اکثر اوقات کھوٹے دینار ہوتے ہیں سب کے سامنے کھولکر ان کو خیرات کرتے ہیں تاکہ لوگ کہیں فلان امیر نے دینار فقیروں کو دیئے اور اس کے برخلاف متقدمین صلحا کا قاعدہ تھا کہ ایک چھوٹے سے کاغذ میں بہاری دینار جو ڈیڑھ دینار کے وزن سے زیادہ ہوتا تھا لپیٹ کر چپکے سے فقیر کو دیدیا کرتے تھے وہ فقیر جب کاغذ کو چھوٹا دیکھتا تھا تو خیال کرتا تھا کہ کچھ ذرا سا ٹکڑا اس میں ہوگا پھر جب اسکو تولتا تھا اور اسکو گول پاتا تھا تو سمجھتا تھا کہ چاندی کا درم ہی لہذا خوش ہوتا تھا پھر جب تولکر دیکھتا تھا کہ دینار سے زائد ہے تو اسکی خوشی بہت بڑھ جاتی تھی لہذا ہر مرتبہ پر دینے والے کا ثواب دوچند ہوتا جاتا تھا بعض مالدار ایسا کرتے ہیں کہ غیروں کو خیرات دیتے ہیں اور اپنے اقربا کو چھوڑتے ہیں حالانکہ بہتر اقربا کو دینا ہے **ہشام** نے حفصہ سے روایت کی۔ کہ سلیمان بن عامر نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ مسکین کو صدقہ دینا صرف ایک صدقہ ہی ہے اور رشتہ دار کو صدقہ دینا دو باتیں ہیں ایک صدقہ دوسرے صلۂ رحم بعض امیر ایسے ہیں کہ اقارب کو صدقہ دینے کی فضیلت جانتے ہیں مگر ان میں باہم دنیاوی عداوت ہوتی ہے لہذا باوجود اقربا کی محتاجی کا علم ہونے کے ان کی خبر گیری سے باز رہتے ہیں حالانکہ اگر انکی اعانت کرتے تو تین ثواب پاتے ایک صدقہ دوسرے قرابت تیسرے خواہش نفسانی کا مارنا **ابو ایوب انصاری** سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا افضل صدقہ وہ ہے۔ جو کینہ رکھنے والے رشتہ دار کو دیا جائے **مصنف** نے کہا صدقہ افضل اسلئے ہو کہ خواہش نفسانی کی مخالفت کی جاتی ہے

فان من تصدق علی ذی قرابۃ تنجیہ فقد انفق علی ھواہ **ومنھم** من یتصدق ویضیق علی اھلہ فی النفقۃ
اخبرنا ابو الزبیر انہ سمع جابر بن عبد اللہ یقول قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم افضل الصدقۃ عن ظھر غنیً وابدأ
بمن تعول **وقال** تصدقوا فقال رجل عندی دینار فقال تصدق بہ علی نفسک ثم قال عندی دینار اخر فقال تصدق
بہ علی زوجتک قال عندی دینار اخر قال تصدق بہ علی ولدک قال عندی دینار اخر فقال تصدق بہ علی خادمک قال
عندی دینار اخر قال انت ابصر **ومنھم** من یجوز فی وصیتہ ویزری الوارث ویرید انہ مالہ یتصرف فیہ کما یشاء و
یبدو
یشاء انہ بالمرض قد تعلقت حقوق الوارثین بہ **وقد قال** علیہ السلام من حاف عند الوصیۃ قد ز
فی الوبا والویا وادنی جھنم **وعن** اعمش عن خیثمۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان
الشیطان یقول ما غلبنی علیہ ابن آدم فان یغلبنی فی ثلث امرۃ باخذ المال من غیر حقہ وانفاقہ فی غیر
حقہ ومنعہ من حقہ **فصل وقد لبس ابلیس علی الفقراء فمنھم** من یظھر الفقر وھو غنی فان
اضاف الی ھذا السوال واخذ من الناس فانما یستکثر من نار جھنم **وعن** ابی ھریرۃ قال قال رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من سال الناس اموالھم تکثیرا فانما یسال جمرا

ترجمہ کیونکہ جو شخص اپنے رشتہ داروں کو بہت کچھ دے سے صدقہ دیگا تو وہ اپنی خواہش پر خیرات کریگا بعض مالدار ایسے ہیں۔ کہ خیرات کرتے ہیں اور اپنے گھر والوں کو نفقہ دینے میں تنگی کرتے ہیں ابو زبیر نے بیان کیا کہ میں نے جابر بن عبد اللہ سے سنا کہتے تھے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا افضل صدقہ وہ ہے جو بعد اپنی فراغت کے ہو اور پہلے انکو دو جو تمہاری عیال ہیں اور نیز ایک بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا صدقہ دو ایک آدمی نے عرض کیا کہ میرے پاس ایک دینار ہے آپ نے فرمایا اسکو اپنے اوپر خرچ کرو اسنے کہا میرے پاس ایک اور دینار ہے فرمایا اسکو اپنی بی بی پر خرچ کرو وہ بولا میرے پاس ایک اور دینار ہے فرمایا اسے اپنی اولاد کو دو کہنے لگا میرے پاس ایک اور دینار ہے فرمایا اسکو اپنے نوکر کو بخشو اس نے کہا میرے پاس ایک اور دینار ہے فرمایا اب تم جانو تمہارا کام جانے بعض کا قاعدہ ہے کہ وصیت کرنیمیں حد سے تجاوز کرتے ہیں اور وارث کو محروم رکھتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ یہ ہمارا مال ہے جسطرح چاہیں اسمیں تصرف کریں اور یہ نہیں یاد رکھتے کہ انکے بیمار ہوتے ہی وارثوں کے حقوق اس مال کے متعلق ہو گئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص وصیت کرتے وقت خیانت کریگا وہ باہم میں پھینکا جائیگا۔ اور وبا دوزخ میں ایک خندق کا نام ہے اعمش نے خیثمہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شیطان کہتا ہے کہ فرزند آدم مجھپر غالب نہیں آتا اور اگر غالب ہی آتا ہے تو میں اسکو تین باتوں کا حکم کرتا ہوں مال کا غیر حق سے لینا غیر حق میں صرف کرنا حق سے باز رکھنا **فصل** فقر کو بھی شیطان نے فریب دیا بعض فقیر ایسے ہیں کہ فقر کا اظہار کرتے ہیں حالانکہ غنی ہوتے ہیں اب اگر اسکی ساتھ وہ سوال کرتے ہیں اور لوگوں سے کچھ لیتے ہیں تو فقط آتش دوزخ جمع کرتے ہیں ابو ہریرۃ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص مال بڑھانے کے لئے لوگوں سے سوال کرتا ہے تو وہ آگ کے انگارے مانگتا ہے۔

فلیستقل منه اویستکثر فان لم یقبل هذا الرجل من الناس شیئا وکان مقصوده باظهار الفقر ان یقال رجل زاهد فقد رایاو اذا کتم نعمة لله عند یظهر علیه الفقر لئلا ینفق ففی ضمن تجمله الشکوی من الله وقد ذکرنا فیما تقدم ان رسول الله صلی الله علیه وسلم رای رجلا باذا الهیئة فقال هل لک من مال قال نعم قال فای نعمة الله علیک قال کان نغیر احتاجا ملستحب له کتمان الفقر واظهار التجمل فقد کان فی السلف من یتجمل مفتاحا واو هم ان له دارا ولا بیت الا فی المساجد **ومن تلبیس ابلیس علی الفقراء** الذین یقتصرون من الغنی اذ قد یعرض فیما یرغب ذلک الغنی فیه هذا غلط وان التخییر یة لیست بالوجود والعدم انما هی بوراء ذلک **وقد ابلیس ابلیس علی جمهور العوام** بالجریان مع العادات وذلک من اکثر اسباب هلاکهم **فمن** ذلک انهم یقلدون الاباء والاسلاف فی اعتقادهم فتری الرجل یعیش خمسین سنة علی ما کان علیه ابوه ولا ینظر علی صواب کان ام علی خطاء **ومن هذا** تقلید الیهود والنصاری والجاهلیة اسلافهم **وکذلک** المسلمون یجرون فی صلاتهم وعباداتهم مع العادة فتری الرجل یعیش سنین یصلی علی صورة ما یری الناس یصلون ولا یقیم الفاتحة

ترجمہ اب چاہئے کم کرے یا زیادہ کرے اور اگر یہ شخص لوگوں سے کچھ سوال نہیں کرتا اور اظہار فقر سے اس کی مراد یہ ہے۔ کہ لوگ اسکو مرد زاہد کہیں۔ تو ریاکار ہے اور اگر اللہ تعالے نے جو نعمت بخشی ہے اسکو چھپاکر فقر کا اظہار اس لئے کرتا ہے کہ خیرات نہ کرنا پڑے تو اپنے بخل کے ساتھ خدا کا ناشکر گزار ہے اور ہم پیشتر ذکر کر چکے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو پھٹے پرانے حال میں دیکھا دریافت فرمایا کہ تیرے پاس کچھ مال ہے۔ جواب دیا ہاں فرمایا کہ پھر خدا کی نعمت کا اظہار کرنا چاہئے اور اگر فقیر محتاج ہو تو اس کے لئے مستحب یہ ہے کہ فقر کو چھپائے اور تجمل کا اظہار کرے کیونکہ سلف میں اکثر ایسے بزرگ تھے جو اپنی ہاتھ ایک کنجی رکھتے تھے اور خیال دلاتے تھے کہ انکا کوئی گھر ہے حالانکہ رات کو فقط مسجدوں میں رہا کرتے تھے **فقراء** پر ایک شیطان کا فریب یہ ہے کہ اپنے آپ کو مالدار سے اچھا سمجھتے ہیں اس لئے کہ جس چیز کی مالدار کو رغبت ہے یہ لوگ اس سے بے رغبت ہیں حالانکہ یہ بات غلط ہے کیونکہ خیر و صلاح ایک چیز کے عدم و وجود پر موقوف نہیں بلکہ اس کے علاوہ ایک اور امر پر منحصر ہے **اکثر عوام** کو شیطان نے فریب دیا کہ عادت کے موافق عمل جاری رکھیں اور یہی اسباب اکثر انکی ہلاکت کے ہیں ان باتوں میں سے ایک یہ ہے کہ عوام اپنے اعتقاد میں اپنے باپ دادا اور بزرگوں کی تقلید کرتے ہیں تم دیکھتے ہو کہ ایک آدمی پچاس برس تک اسی طریقہ پر زندگی بسر کرتا ہے جس پر اس کا باپ تھا اور اس بات کو نہیں دیکھتا کہ خطا پر تھا یا صواب پر اسی قسم کی تقلید یہود و نصاری اور اہل جاہلیت اپنے اسلاف کی کرتے تھے اور اسی طرح مسلمان اپنی نماز اور عبادتوں میں عادت کے موافق عمل کرتے ہیں ایک آدمی برسوں زندہ رہتا ہے اور جس طرح لوگوں کو دیکھتا ہے اسی طرح نماز پڑھ لیا کرتا ہے۔ حالانکہ سیدی طرح الحمد نہیں پڑھ سکتا

و لا یدری ما الواجبات ولا یسهل علیه ان یعرف ذلک منهم انا یالدین ولو انه اراد تجارة لسال قبل سفره عما ینفق فی ذلک البلد ثم تری احدهم یرکع قبل الامام ویسجد قبل الامام ولا یعلم انه اذا رکع قبله فقد خالفه فی رکن فاذا رفع قبله فقد خالف فی رکنین فبطلت صلاته وربما یسلم عند تسلیم الامام فقد بقی علیه من التشهد الواجب شیء وذلک مما لا یحمله الامام فتکون صلوته باطلة وربما یترک احدهم فریضة وزاد فی نافلة وربما اهمل غسل بعض العضو کالعقب وربما کان فی یده خاتم قد حصر الاصبع فلا یدیره وقت الوضوء ولا یصل الماء الی ما تحته فلا یصح الوضوء واما بیعهم وشراؤهم فاکثر عقودهم فاسدة وهم لا یتعرفون حکم الشرع فیها ولا یخفی علی احدهم ان یقلد فقیها فی رخصه استنقالا منهم للدخول تحت حکم الشریعة وقل ان یبیعوا شیئا الا وفیه غش وتغطیة عیب والجلاء یغطی عیوب الذهب الودی حتی ان المرأة تضع الغزل فی الدواء وتندیه لتقل وزنه ومن جریانهم مع العادة ان احدهم یتوانی فی صلوته المفروضة فی رمضان ویفطر علی الحرام ویعتاب الناس وربما قبل ولو ضرب بالخشب لم یفطر فی العادة لان العادة استیشاع الفطر

ترجمہ اور نہ یہ جانتا ہے کہ واجبات کیا ہیں اسقدر سیکھ لینے کی توفیق اسکو اس لئے نہیں ہوتی کہ دین کو فضول سمجھتا ہے اور اگر تجارت کا ارادہ کرے تو سفر سے پیشتر اس شہر کے اخراجات کا حال پوچھتا پھرے پھر تم دیکھتے ہو کہ ایک آدمی امام سے پہلے رکوع اور سجدہ کرتا ہے اور اتنا نہیں جانتا کہ جب امام سے پہلے رکوع کیا تو ایک رکن میں اس کی مخالفت کی اور پھر جب امام سے پہلے سر اٹھایا تو دو رکنوں میں مخالفت ہوگئی لہذا اسکی نماز باطل ہوئی بسا اوقات امام کے ساتھ سلام پھیر دیتا ہے حالانکہ اوسپر تشہد واجب باقی رہگیا ہے جسکا ذمہ دار امام نہیں لہذا اس کی نماز باطل ہوگی اکثر اوقات بعض لوگ فرض چھوڑتے ہیں اور نوافل زیادہ پڑھتے ہیں اور بسا اوقات وضو میں بعض عضو مثلاً ایڑی خشک رہجاتی ہے اکثر اوقات ناخنوں میں انگوٹھی ہوتی ہے جو انگلی میں تنگ ہوا کرتی ہے وضو کے وقت اسکو پھراتے نہیں اور اسکے نیچے پانی نہیں پہنچتا لہذا وضو صحیح نہیں ہوتا۔ رہے ان کے معاملات خرید و فروخت میں ان کی یہ حالت ہے کہ اکثر فاسد ہوتی ہے اور وہ شریعت کا حکم نہیں جانتے ان لوگو پر یہ امر دشوار گذرتا ہے کہ معاملات میں کسی فقیہ کی تقلید کریں کیونکہ حکم شرعی کے تحت میں داخل ہونا ناپسند کرتے ہیں بہت کم ایسا ہوتا ہے کہ کوئی چیز فروخت کریں اور اس میں کھوٹ نہ ہو اور اس کا عیب نہ چھپایا گیا ہو۔ روئی سونے کا عیب جلا دیکر چھپاتے ہیں حتی کہ عورت سوت کات کر اسکو تر کر لیتی ہے تاکہ وزن بھاری ہوجائے عوام کا عادت کے موافق عمل ایک یہ بھی ہے۔ کہ رمضان شریف میں نماز فرض میں تاخیر کرتے ہیں اور حرام پر افطار کرتے ہیں اور لوگوں کی غیبت کرتے ہیں اور بسا اوقات جو سے لیتا ہے حالانکہ اگر لکڑی سے بھی مارا جائے تو عادت کے طور پر روزہ نہیں توڑیگا کیونکہ عادتاً روزہ توڑنا برا سمجھا جاتا ہے ۔

ومنهم من یدخل فی الریاء بالاستیجار فیقول معی عشرة دینار الا اقل او اکثر فی غیرها فان انفقتها ذهبت وانا استاجرها دارا واکل اجرة الدار ظنا منه ان هذا لا امر قریب منهم من یرهن الدار علی شئ ویؤدی الربا ویقول هذا موضع ضرورة وربما کانت له دار اخری وفی بیته آلات لو باعها لاستغنی عن الرهن والاستیجار ولکنه یخاف علی جاهه ان یقال قد باع داره او انه یستعمل الخزف مکان الصفر وهو مساجر وافیه علی العادات اعتمادهم علی قول الکاهن والمنجم والعراف وقد شاع ذلک بین الناس واستمرت به عادات الاکابر بحیث لا یقل ان تری احدا منهم یسافر او یفصل ثوبا او یحتجم الا سأل المنجم وعمل بقوله ولا یخالو دارهم من تقویم وکم دار له لیس فیها مصحف وفی الصحیح عن النبی صلعم انه سئل عن الکاهن فقال لیس بشئ فقالوا یا رسول الله انهم یحدثونا احیانا بشئ یکون حقا فقال رسول الله صلعم تلک الکلمة من الحق یخطفها الجنی فیقرها فی اذن ولیه قر الدجاجة فیخلطون فیها اکثر من مائة کذبة وفی صحیح مسلم عن النبی صلی الله علیه وسلم انه قال من اتی حرانا فسأله عن شئ لم تقبل له صلوة اربعین لیلة وروی ابو داؤد من حدیث ابی هریرة

ترجمہ بعض عوام وہ ہیں کہ کوئی چیز اجرت پر لینے سے ریا میں داخل ہو جاتے ہیں کوئی کہتا ہے کہ میرے پاس بیس دینار ہیں اس کے سوا اور کچھ نہیں اگر خرچ کر ڈالونگا تو چک جائینگے میں ان سے ایک مکان اجرت پر لوں اور اسکی اجرت کہاؤں یہ شخص خیال کرتا ہے کہ اسکی یہ حرکت درست ہی بعض ایسے ہیں کہ مکان کو کچھ نقد پر رہن رکھتے ہیں اور اس کا سود ادا کرتے ہیں کہتے ہیں کہ یہ ضرورت کی جگہ ہے اکثر اوقات ایک شخص کے پاس دوسرا مکان ہوتا ہے اور اس کے گھر میں اسقدر اسباب ہوتا ہے کہ اگر اسکو بیچ ڈالے تو رہن رکھنے کی ضرورت نہ پڑے اور کرایہ لینے کی حاجت نہ ہو لیکن اس کو اپنے جاہ و مرتبہ کا خوف ہوتا ہے کہ اگر اسکو بیچ ڈالے گا تو لوگ کہنے لگیں فلاں شخص نے اپنا مکان بیچ ڈالا یا وہ شخص تانبے کی جگہ مٹی کے برتن استعمال کرتا ہے ایک انکا عادت کیموافق عمل کرنا یہ ہے کہ کاہن اور نجومی اور رمال کے قول پر اعتماد کرتے ہیں اور یہ امر لوگوں میں شائع ہے ہمیشہ سے بڑے بوڑھوں کی عادت رہی کہ تمہارا ایسا ہوتا ہے کہ کوئی شخص سفر کرے یا کپڑے بدلے یا حجامت کرائے۔ اور نجومی سے پوچھکر اسکے قول پر عمل نہ کرے ان کے گھر جنتری سے خالی نہیں رہتے اور بہت سے ایسے گھر ہیں جنمیں کوئی قرآن شریف نہیں صحیح بخاری میں رسول اللہ صلعم سے روایت ہے کہ کسی نے آپ سے کاہن کے بارے میں پوچھا فرمایا کہ کوئی چیز نہیں لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ کاہن لوگ کبھی کبھی ایسی بات بیان کرتے ہیں جو ٹھیک ہوتی ہے فرمایا کہ وہ کلمہ حق ہوتا ہے جسکو جن اچک لیتا ہے اور آکر اپنے ولی کے کان میں پھونک دیتا ہے جسطرح مرغی چگنے کے بعد ایک دانہ اٹھا لیتی ہے اور اس میں سو سے زیادہ جھوٹی باتیں ملا دیتا ہے صحیح مسلم میں روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص جوتشی کے پاس آئے اور اس سے کچھ پوچھے تو چالیس روز اسکی نماز مقبول نہ ہوگی ابو داود میں ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ

عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال من اتی کاھنا فصدقہ بما یقول فقد برئ مما انزل علی محمد ؐ
ومن عاداتھم لبس الحریر والتختم بالذھب وربما تورع احدھم عن لبس الحریر ثم لبسہ
فی وقت کالخطیب یوم الجمعۃ ومن عاداتھم اھمال انکار المنکر حتی ان الرجل یری اخاہ او
قریبہ یشرب الخمر ویلبس الحریر فلا ینکر علیہ ولا یتغیر بل یخالطہ مخالطۃ حبیب ومن
عاداتھم ان یبنی الرجل علی باب دارہ مصیطۃ یضیق بھا طریق المسلمین المارۃ وقد
یجتمع علی باب دارہ ماء مطر ویکثر فیجب علیہ اذا التقذر فلا یفعل وقد یرش رشا کثیرا فلو زلق زالق فیہ
وجب علیہ الضمان واثم بکونہ سببا لاذی المسلمین ومن عاداتھم دخول الحمام بلا مئزر وفیھم من
اذا دخل بمئزر رفع مئزرہ ورمی بہ علی فخذیہ فتری جوانب البیتہ وبسلم نفسہ الی
المدلک فیری بعض عورتہ لان العورۃ من الرکبۃ الی السرۃ ثم ینظر
ھو الی عورات الناس ولا یکاد یغض ولا ینکر ومن عاداتھم ترک القیام بحق الزوجۃ وربما
اضطروھا الی ان تسقط ھرھا ویظن الزوج انھا قد اسقطت عنہ وقد یمیل الرجل الی احدی زوجتیہ عن الاخری

ترجمہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص کاہن کے پاس جائے اور اس کی بات سچ جانے تو وہ شخص اس سے بیزار ہے۔ جو محمد صلے اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا ہے **عوام** کی عادتوں میں سے یہ بھی ہے کہ ریشم اور سونے کی انگوٹھی پہنتے ہیں اور اکثر بعض آدمی ریشم کے پہننے سے پرہیز کرتے ہیں پھر خاص وقت میں پہنتے ہیں مثلاً خطیب جمعہ کے دن اور نیز ان کی عادات میں سے ہے کہ بری بات پر انکار کرنا مہمل جانتے ہیں حتی کہ ایک آدمی اپنے بھائی یا رشتہ دار کو دیکھتا ہے کہ شراب پیتا ہے اور ریشمی کپڑے پہنتا ہے اور اس پر انکار نہیں کرتا اور نہ اوس سے کچھ کشیدہ ہوتا ہے بلکہ بڑے دوست کی طرح اس سے میل جول رکھتا ہے ایک کی عادت یہ بھی ہے کہ آدمی اپنے گھر کے دروازے پر چبوترا بناتا ہے جس سے مسلمانوں کا عام رستہ تنگ ہو جاتا ہے۔ کبھی اس کے گھر کے دروازے پر بہت سا بارش کا پانی جمع ہو جاتا ہے جس کا دور کرنا اس پر واجب ہے اور وہ نہیں کرتا بعض دفعہ اپنے گھر کے دروازے پر چھڑکاؤ کرتا ہے اور زیادہ پانی ڈالتا ہے جس سے کوئی وہاں پھسل کر گر پڑے تو اس پر ضمان واجب ہے اور اسکا اسکو گناہ ہوا کہ مسلمانوں کی اذیت کا سبب بن گیا ہے ایک ان لوگوں کی عادت ہے کہ حمام میں بغیر تہبند کے داخل ہوتے ہیں اور بعض ایسے ہیں کہ جب تہبند باندھے داخل ہوتے ہیں تو سمیٹ کر تہبند کو رانوں پر ڈال لیتے ہیں جس سے سرین کے دونوں جانب نظر آتے ہیں اور مالش والے کے سامنے بیٹھ جاتے ہیں وہ بعض شرمگاہ دیکھتا ہے کیونکہ شرمگاہ گھٹنے سے ناف تک ہے پھر خود وہ شخص دوسرے لوگوں کی شرمگاہیں دیکھتا ہے اور نہ باہم آنکھیں نیچی کرتے ہیں نہ اس پر انکار کرتے ہیں ایک انکی عادت ہے کہ بی بی کا حق پورے طور پر ادا نہیں کرتے بعض وقت بی بی کو اسبات پر مجبور کرتے ہیں کہ وہ اپنا مہر معاف کر دے اور خاوند خیال کرتا ہے کہ اسکے ذمہ سے بی بی کا مہر ساقط ہو گیا بعض آدمی اپنی ایک بی بی کی جانب دوسری بی بی سے زیادہ متوجہ ہوتے ہیں

فیجور فی القسمۃ منہا و نا بذلک کظنا ان الامر فیہ قریب وقد روی ابو ہریرۃ رض عن النبی
صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال من کانت لہ امرأتان یمیل الی احداہما علی الاخری جاء یوم القیمۃ یجر
احدی شقیہ ساقطا او مائلا ومن عاداتہم ادفان المیت فی التابوت وہذا فعل مکروہ والمغالات
فی الکفن وانما ینبغی ان یکون وسطا ویدفنون معہ حلۃ من الثیاب وہذا حرام لانہ اضاعۃ للمال
ویقیمون النوح علی المیت وفی صحیح مسلم ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال النائحۃ اذا لم تتب قبل موتہا
تقام یوم القیامۃ وعلیہا سربال من قطران ودرع من جرب وفی الصحیحین عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم
انہ قال لیس منا من شق الجیوب ولطم الخدود ودعی دعوی الجاہلیۃ ویلبسون بعد الموت ادون الذی لبسہ
ویبقون علی ذلک شہرا او سنۃ وربما لم ینا موا ہذہ المدۃ فی سطح ومن عاداتہم زیارۃ القبور فی لیلۃ
النصف من شعبان ویقادون النار عندہا ویاخذ تراب القبر المعظم قال ابن عقیل لما صعب التکالیف
علی البخال والطغام عدلوا عن اوضاع الشرع الی تعظیم اوضاع وضعوہا لانفسہم فسہلت علیہم اذلم
یدخلوا بہا تحت امر غیرہم وقال وہم کفار عند

ترجمہ بعد تقسیم میں حد سے تجاوز کرتے ہیں اس بات کو سہل انگاری سمجھ کر خیال کرتے ہیں کہ اس میں کوئی قباحت
نہیں ابو ہریرہؓ نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا کہ آپ نے فرمایا جس شخص کی دو
بی بیاں ہوں اور ایک کی دوسری سے زیادہ وقعت کرے قیامت کے دن اس حالت میں آئیگا کہ اپنا ایک جانب کا
دھڑ کھینچتا ہوگا جو گرتا ہوا یا جھکتا ہوا ہوگا ایک ان لوگوں کی عادت ہے کہ میت کو تابوت میں رکھکر دفن کرتے
ہیں۔ اور یہ فعل مکروہ ہے اور کفن کو گراں قیمت رکھتے ہیں حالانکہ کفن اوسط درجہ کا ہونا چاہیے اور میت کے ساتھ
اس کے سب کپڑے دفن کرتے ہیں حالانکہ یہ حرام ہے کیونکہ اس میں مال کا ضائع کرنا ہے اور میت پر نوحے وماتم قائم
رکھتے ہیں صحیح مسلم میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نوحہ کرنے والی عورت اگر مرنے سے پہلے
توبہ نہ کریگی تو قیامت کے دن کھڑی کی جائیگی اور اس کے جسم پر ایک گندھک کا کرتا اور خارش کی کرتی ہوگی صحیحین
میں ہے کہ آپ نے فرمایا وہ شخص ہم میں سے نہیں جو گریبان پھاڑے اور مونہہ پر طمانچے مارے اور جاہلیت کا کفر بکے یہ لوگ
میت کے بعد کم درجہ کا لباس پہنتے ہیں اور مہینوں اور برسوں یہ حالت رکھتے ہیں اکثر اس مدت میں کوٹھے پر نہیں سوتے
ایک انکی عادت ہے کہ شعبان کی پندرہویں رات کو قبروں کی زیارت کرتے ہیں اور وہاں جاکر آگ جلاتے ہیں اور بڑی بزرگ
کی قبر سے مٹی لیتے ہیں ابن عقیل نے کہا جب جاہلوں اور کمانے کے بندوں پر شرعی تکلیفیں سخت پڑیں تو انہوں
نے شرعی طریقے چھوڑ کر ان طریقوں کی تعظیم شروع کی جنکو خود انہوں نے اپنے لئے مقرر کیا ہے وہ طریقے ان کو آسان
معلوم ہوئے کیونکہ اُن کی بدولت کسی غیر کے حکم کے ماتحت ہوکر نہ ہے یہ لوگ سیر نزدیک کافر ہیں +

بهذه الاوضاع مثل تعظیم القبور والتزاهها بما نهی الشرع عنه من ایقاد النیران وتقبیلها وتخلیقها وخطاب الموتی بالحوائج وکتب الرقاع فیها یا مولای افعل بی کذا وکذا واخذ التربة تبرکا وافاضة الطیب علی القبور وشد الرحال الیها والقاء الخرق الخ اقتدی اعبر عبد اللات والعزی واعجب فی حولاء من یحقق فی زکوة فیسأل عن حکم یکونه والویل لمن لا یقبل مشهد الکف ولم یتمسح بحیطان مسجد المامونیة یوم الاربعاء ولم یقل الحمالون علی جنازة ابی بکر الصدیق او محمد وعلی ولم یکن معا نیاحة او لم یعقد علی ابیه ارجابا بحص والاجر ولم یشق ثیابه الی الذیل ولم یرق ماء الورد علی القبر ویدفن معه ثیابه **فصل واما تلبیس ابلیس علی النساء** فکثیر جدا وقد افردت کتابا للنساء ذکرت فیه ما یتعلق بهن من جمیع العادات وغیرها واذا کر ههنا کلمات فمن ذلک ان المرأة تطهر من الحیض بعد الزوال فتغتسل بعد العصر **فصل** العصر وحدها وقد وجبت علیها الظهر وهی لا تعلمه وفیهن من توخر الغسل یومین وتحتج بغسل ثیابها ودخول الحمام وقد توخر غسل الجنابة فی اللیل

ترجمہ جنہوں نے ایسے طریقے نکالے مثلاً قبروں کی تعظیم کرتے ہیں اور ان سے لپٹتے ہیں شریعت نے انہیں باتوں سے منع کیا ہے کہ قبر پر آگ جلائی جائے اور ان کو بوسہ دیا جائے اور انپر حلقہ باندھا جائے اور اپنی حاجتوں میں میت کو خطاب کیا جائے اور اس مضمون کے رقعے لکھے جائیں کہ اے میرے آقا میرے لئے ایسا ایسا کرو بچے اور تیرہ گا قبر کی مٹی لی جائے اور قبر پر خوشبو چھڑکی جائے اور دور دور سے قبر پر سفر کرکے آئیں اور خرقے درخت پر ڈالے جائیں۔ یہ سب حرکتیں انلوگوں کی پیروی ہے جو لات وعزی کو پوجتے تھے تم کو کوئی ان لوگوں میں ایسا نہ ملیگا جو زکوۃ کے بارے میں تحقیق کرے اور وہ حکم دریافت کرے جو اسپر لازم ہے ان کے نزدیک قابل افسوس وہ شخص ہے جو مشہد الکف کو بوسہ نہ دے اور چارشنبہ کے روز مسجد مامونیہ کی دیواریں نہ چھوئے حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق وحضرت علی رضی اللہ عنہما کا جنازہ حمالوں نے نہیں اوٹھایا تنہا اسکی ساتھ نوحہ خوانی نہوتی تھی انکی قبریں چونے اور اینٹ سے پختہ نہیں بنائی گئیں تھیں دامن تکسان کے کپڑے چاک نہیں کئے اور قبر پر گلاب کا عرق نہیں چھڑکا اور کپڑوں سمیت انکو دفن نہیں کیا **فصل** عورتوں کو جو شیطان نے فریب دئے ہیں وہ بہت کثرت سے ہیں مینے جداگانہ عورتوں کے لئے ایک کتاب لکھی ہے جس میں ان کے متعلق تمام عادات وغیرہ کا ذکر کیا ہے اس مقام پر چند کلمے بیان کرتا ہوں ان میں سے ایک یہ ہے کہ عورت زوال کے بعد حیض سے پاک ہوتی ہے اور عصر کے وقت غسل کرتی ہے اور فقط عصر کی نماز ادا کرتی ہے حالانکہ ظہر واجب ہوچکا اور یہ اسکو نہیں جانتی بعض عورتیں ایسی ہیں کہ دو دو دن تک نہیں غسل کرتیں اور عذر پیش کرتی ہیں کہ کپڑوں کو دھونا ہے اور حمام میں جانا ہے رات کو غسل جنابت میں تاخیر کرتی ہیں +

الی ان تطلع الشمس فاذا دخلت الحمام لم تتستر بمئزر وتقول ما تدخل علی الا الثلاثة انا واختی وجاریتی وهن نساء مثلی فمن استتر وهذا کله حرام فان تاخیر الغسل من غیر عذر لا یجوز ولا یحل للمرأة ان تنظر من المرأة ما بین سرتها وورکبتها ولو کانت البنت صغیرة اما الا ان تکون البنت صغیرة فاذا بلغت سبع سنین استترت واستترمنها وقد تصلی المرأة قاعدة وهی تقدر علی القیام فالصلوة جالسة باطلة وقد تحیض بنجاسة ثوبها ببول طفلها وهی تقدر علی غسله ولو ارادت الخروج الی الطریق لتهیأت واستعارت وانما هان عندها امر الصلوة وقد لا تعرف من واجبات الصلوة شیئا ولا تسال وقد تتکشف من هذه الحرة ما یبطل صلوتها وتستهین به وقد تستهین المرأة باسقاط الحبل ولا تدری انها اذا اسقطت ما قد نفخ فیه الروح فقد قتلت مسلما ثم تستهین بالکفارة الواجبة علیها عند ذلک فانه یجب علیها ان تتوب وتؤدی دیته الی ورثته وهی غرة عبد او امة قیمتها نصف عشر دیة ابیه او امه ولا یرث الا من ذلک شیئا ثم تعتق رقبة فان لم تجد صامت شهرین متتابعین وقد تسیء المرأة عشرتها مع الزوج وربما کلمته بالمکروه وتقول هذا ابوا ولا ادی

ترجمہ یہاں تک کہ دن نکل آتا ہو اور جب کوئی عورت حمام میں داخل ہوتی ہے تو تہبند نہیں باندھتی اور کہتی ہے کہ میرے پاس فقط تین ہی شخص تو آتے ہیں میں ہوں میری بہن ہے لونڈی ہے یہ سب بھی میری طرح عورتیں ہیں۔ پھر پردہ کس سے کروں حالانکہ یہ تمام باتیں حرام ہیں غسل میں بلا عذر تاخیر کرنا جائز نہیں اور نہ عورت کو یہ روا ہے کہ دوسری عورت کا جسم ناف سے گھٹنوں تک دیکھے خواہ بیٹی ہو یا ماں ہو ہاں اگر لڑکی چھوٹی ہو تو کچھ حرج نہیں لیکن جب سات برس کی ہو جائے تو اس سے پردہ کرنا چاہئے اور اسکو بھی پردہ کرنا چاہئے بعض اوقات عورت بیٹھکر نماز پڑھتی ہے حالانکہ کھڑے ہونیکی قدرت رکھتی ہے ایسی حالت میں نماز باطل ہوتی ہے کبھی عذر پیش کرتی ہو کہ آج بچے نے کپڑے ناپاک کر دئے حالانکہ اس کے دھونے پر قادر ہے اور کہیں جانے آنے کا ارادہ کرے تو خوب تہیہ کرے اور مانگ کر کپڑے بدلے مگر نماز اس کے نزدیک ایک امر سہل ہے اکثر عورتیں نماز کے واجبات کچھ نہیں جانتی ہیں اور کسی سے نہیں پوچھتیں اکثر جو عورت کا وہ بدن نماز میں کھلجاتا ہے جو نماز کو باطل کرتا ہے اور وہ اس میں کچھ قباحت نہیں خیال کرتی بعض عورتیں حمل ساقط کر دینے کو آسان سمجھتیں ہیں۔ اور یہ نہیں جانتیں کہ روح دمیدہ کو ساقط کر دینگی تو ایک مسلمان کا خون کرینگی پھر جو کفارہ اوپر واجب ہوا اسکی کچھ پرواہ نہیں کرتیں۔ کفارہ یہ ہے کہ عورت توبہ کرے اور اس کی دیت اس کے وارثوں کو دے اور وہ دیت ایک غلام یا لونڈی ہے جسکی قیمت اس بچے کے ماں یا باپ کی دیت کا بیسواں حصہ ہو اور اس دیت کے مال سے اس ماں کو جس نے حمل ساقط کیا کچھ ورثہ نہ ملیگا اگر دیت نہ دے سکے تو ایک غلام آزاد کرے اگر غلام آزاد نہ کر سکے تو دو مہینے کے روزے رکھے کبھی عورت اپنے خاوند کے ساتھ رہنے سہنے کو برا کہتی ہے اور کبھی خاوند کو بُرے کلموں سے یاد کرتی ہے۔ اور کہتی ہے کہ یہ تو میری اولاد کا باپ

وما بيننا هذا وتخرج بغير اذنه وتقول ما خرجت بمعصية و نفس خروجها لا يؤمن منه فتنة وفيهن من تلازم المقابر وتحد لا على زوج وقد صح عن رسول صلعم انه قال لا تحل لامرءة تومن بالله واليوم الاخر ان تحد على ميت الا على زوج اربعة اشهر وعشرا وقد يدعوها زوجها الى فراشه وتابى وتظن ان هذا الخلاف ليس بمعصية وقد اخبرنا ابو حازم عن ابى هريرة رض قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا دعا الرجل امرءة الى فراشه فابت وبات وهو عليها ساخط لعنتها الملائكة حتى تصبح اخرجاه فى الصحيحين وقد تفرط المرءة فى ملك زوجها ولا تحل لها ان تخرج من بيته شيئا الا ان ياذن لها او تعلم رضاه وقد تعطى من يلعب بها بالحصى ومن يسحر وتسمى ذلك عطفا وكل هذا حرام وقد تستهين بثقب اذان الاطفال وهو حرام فان افلحت وحضرت مجلس الوعظ فربما لبست خرقة من يد الشيخ الصوفى وصافحته وصارت من نيات فخرجت الى عجائب وينبغى ان تكف عنان القلم اقتصارا على هذه النبذة فان هذا لا يحيطون ولو بسطنا النبذ المذكورة فى هذا الكتاب او شيدنا ردنا على من ردنا عليه بالاحاديث والاثار

ترجمہ اور ہم دونوں میں یہ معاملہ ہو اور خاوند کے بغیر اجازت کہیں چلی جاتی ہے۔ اور کہتی ہے کہ کچھ کسی گناہ میں تو نہیں گئی تھی حالانکہ فقط اس کا گھر سے نکلنا فتنہ سے خالی نہیں بعض عورتیں ایسی ہیں کہ قبر و پر جاکر بیٹھ رہتی ہیں اور شوہر کے سوا دوسرے کے لئے ماتمی لباس پہنتی ہیں سوگ رکھتی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح حدیث ہے کہ آپ نے فرمایا جو عورت اللہ تعالیٰ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتی ہے اسکو جائز نہیں کہ کسی میت کے سوگ میں بیٹھے بجز اپنے شوہر کے کہ اس کا چار مہینے دس روز تک کرے بعض اوقات عورت کو اسکا شوہر اپنے بستر پر بلاتا ہے وہ انکار کر دیتی ہے اور سمجھتی ہے کہ یہ خلاف کرنا کوئی گناہ نہیں ابو حازم ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب آدمی اپنی بی بی کو اپنے بچھونے پر بلائے اور وہ انکار کرے جس سے رات بھر اسکا شوہر اسپر ناراض رہے تو صبح تک فرشتے اس عورت پر لعنت کرتے رہتے ہیں یہ حدیث صحیحین میں ہے۔ کبھی عورت اپنے شوہر کے مال میں تصرف کرتی ہے حالانکہ اسکو جائز نہیں کہ شوہر کے گھر سے بغیر اسکی اجازت کے کوئی چیز نکالے یا اسکی رضامندی جان لے۔ بعض اوقات اس شخص کو کچھ دیتی ہے جو اس کے لئے کنکریوں سے کھیلتا ہے یا اسکو شوہر کی محبت کے لئے تعویذ گنڈا پھونک پڑھکر دیتا ہے حالانکہ یہ سب حرام ہے اور کبھی لڑکوں کے کان چھدانے میں کچھ مضایقہ نہیں سمجھتی حالانکہ یہ حرام ہے اور اگر ایسی باتوں سے بچی رہی اور مجلس وعظ میں آملی تو بسا اوقات شیخ صوفی کے ہاتھ سے خرقہ پہنتی ہو اور اس سے مصافحہ کرتی ہے اور ان بزرگ کی بیٹیوں میں داخل ہو جاتی ہے اور عجائب حرکاتیں پھنس جاتی ہے ہم کو اسی قدر بیان پر اقتصار کر کے عنان قلم کو روکنا چاہیئے کیونکہ یہ امر بہت طویل ہے اگر ہم بیانات مذکورہ ہی کو شرح و بسط سے بیان کریں +

اجتمعت مجلدات وانما ذکرنا الیسیر لیدل علی الکثیر وقد اقتنعنا فی ذکر فاحش القبیح من افعال الغالطین بنفس حکایتہ دون ردہ لان الامر فیہ ظاہر واللہ یعصمنا من الزلل بمنہ و کرمہ انہ جواد کریم **الباب الثالث عشر** فی ذکر تلبیس ابلیس علی جمیع الناس بطول الامل کم قد خطر علی قلب یہودی ونصرانی حب الاسلام فلا یزال ابلیس یثبطہ ویقول لا تعجل واہمل فی النظر فیسوفہ حتی یموت علی کفرہ وکذلک یسوف العاصی بالتوبۃ فیعجل لہ غرضہ من الشہوات ویمنیہ الاناۃ کما قال الشاعر تعجل الذنب کما تشتہی ۔ وتامل التوبۃ من قابل ۔ وکم من عازم علی الجد سوفہ وکم ساع الی مقام فضیلۃ ثبطہ فربما عزم الفقیہ علی اعادۃ درسہ فقال استرح ساعۃ وانشط العابد فی اللیل لیصلی فقال لہ علیک وقت ولا یزال یحبب الکسل ویسوف بالعمل ویمنیہ الامر الی طول الامل وینبغی للحازم ان یعمل علی الحزم ویحذر بدار الوقت وترک التسویف والاعراض عن الامل فان الخوف لا یؤمن والفوات قد یبعث وسبب کل تقصیر فی خیر اومیل الی شر طول الامل فالانسان لا یزال یحدث نفسہ بالنزوع عن الشر والاقبال علی الخیر الا انہ یعد نفسہ بذلک ولا یرید

ترجمہ تو یہ کتاب کئی جلدوں میں جمع ہو جاتی فقط تھوڑا سا بیان کیا ہے اللہ تعالیٰ ہم کو خطاؤں اور لغزشوں سے بچائے رہے۔ اور نیک بات اور نیک کام کی توفیق دے **تیرھواں باب** طول امل کے ساتھ تمام لوگوں پر تلبیس ابلیس کے بیان میں **مصنف** رح نے کہا اکثر یہودی اور نصرانی کے دل میں محبت اسلام گذرتی ہے ابلیس ہمیشہ اسکو مشغول رکھتا ہے اور کہتا ہے کہ جلدی نہ کر اور اچھی طرح سمجھ بوجھ لے اسی طرح اسکو ٹالتا رہتا ہے حتی کہ اسی کفر پر مر جاتا ہے اسی طرح گنہگار کو توبہ کے لئے ٹالتا ہے اور اسکو شہوات سے غرض حاصل کرنے میں جلدی کراتا ہے اور توبہ کر لینے کی آرزو دلاتا ہے چنانچہ کسی شاعر کا شعر ہے جسکا ترجمہ یہ ہے تو خواہش کیموافق گناہ میں جلدی کر اور آئندہ سال توبہ کرنے کی امید رکھ۔ بہت سے لوگ جنہوں نے نیکی کا ارادہ کیا شیطان نے ان کو ٹال دیا اور بہت سے لوگ جنہوں نے مقام فضیلت پر پہونچنے کی کوشش کی شیطان نے اُن کو دوسری طرف لگا دیا بسا اوقات فقیہ آدمی اپنے درس کو دوبارہ دیکھنا چاہتا ہے شیطان اس سے کہتا ہے تھوڑی دیر آرام کر لو یا عبادت کرنیوالا رات کو نماز پڑھنے کے لئے اٹھتا ہے۔ اس سے کہتا ہے کہ ابھی تیرے لئے بہت وقت ہے اسیطرح ہمیشہ کسل اور سستی کی محبت دلاتا رہتا ہے اور عمل میں ٹالا کرتا ہے اور نہایت طول امل پر حالت پہنچ جاتی ہے لہذا عقلمند کو چاہئے کہ دور اندیشی پر عمل کرے وقت کا خیال رکھے اور آئندہ پر کام موقوف رکھنا چھوڑ دے اور امید کرنے سے روگردانی کرے کیونکہ جس شخص کو خوف دلایا گیا ہے وہ نڈر نہیں ہوا کرتا اور فوت شدہ چیز کبھی پھر پکایا جایا کرتی ہے اور تمام نیکی میں کوتاہی اور بدی میں رغبت کرنے کا سبب طول امل ہے اور آدمی ہمیشہ اپنے جی میں باتیں کیا کرتا ہے کہ برائیاں چھوڑ کر نیکیاں کرے لیکن اس کا نفس یہ وعدہ ہی دیتا رہتا ہے اور اس بات میں کوئی شک نہیں

انه من امل ان یمشی سار بالنهار یسیرا فاترا ومن امل ان یصبح عمل باللیل علا ضعیفا ومن صور الموت عاجلا جد وقد قال ﷺ صل صلوة مودع وقال بعض السلف اذن رکب سوف فانها اکبر جنود ابلیس ومثل العامل علی الحزم والمساکن لطول الامل کمثل قوم کانوا فی سفر فدخلوا قریة فمضی الحازم فاشتری ما یصلح لتمام سفره وجلس متاهبا للرحیل وقال المفرط ساتسوق وربما اقمنا شهرا فضرب یوق الرحیل فی الحال فاغتبط المتحرز واعتبط الاسف المفرط فهذا امثل الناس فی الدنیا فهما المستعد المستیقظ فاذا جاء ملک الموت لم یندم ومنهم المغرور المسوف یتحسر عند الندم وقت الرحلة واذا کان فی الطبع حب التوانی وطول الامل ثم جاء ابلیس یحث علی الفضل یقتضی ما فی الطبع صعبت المجاهدة الا انه من التبس لنفسه علم انه فی صف حرب وان عدوه لا یفر عنه فان فر فی الظاهر ابطن له مکیدة واتاه کمینا ونحن نسأل الله عز وجل السلامة من کید العدو وفتن الدنیا انه قریب مجیب ۱۲

ترجمہ کہ جس شخص کو یہ امید ہو کہ شام تک چلیگا تو دن بھر سست رفتار رہیگا اور جسکو صبح تک زندگی کی امید ہوگی۔ تو رات میں کام کریگا اور جو کوئی موت کی صورت سامنے تصور کرے گا وہ کوشش میں سرگرم ہوگا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم جو نماز ادا کیا کرو اسکو رخصتی اور آخری نماز سمجھا کرو کسی بزرگ نے کہا ہے کہ میں تم کو لفظ سوف سے ڈراتا ہوں کیونکہ یہی لفظ شیطان کا بڑا لشکر ہے (مطلب یہ ہے کہ یوں نہ کہنا چاہئے کہ میں عنقریب ایسا کرونگا یا آیندہ چل کر دیکھا جائیگا) جو شخص دور اندیشی پر عمل کرتا ہے اور جو طول امل کی وجہ سے ٹھہر جاتا ہے ان دونوں کی مثال ایسی ہے جیسے کچھ لوگ سفر میں گئے اور ایک گاؤں میں داخل ہوئے دور اندیش آدمی گیا اور سفر کے لئے جو ضروری چیزیں تھیں وہ لے لیں خرید لیں اور کوچ کرنے کے لئے تیار ہو بیٹھا کوتاہی کرنیوالے نے دل میں کہا کہ عنقریب تیار ہو جاؤنگا کیونکہ اکثر جگہ ایک ایک مہینہ قیام کیا ہے اتنے میں ایک دم کوچ کا نقارہ بج گیا دور اندیش نے فوراً اپنی گٹھری سنبھالی اور کوتاہی کرنیوالا افسوس اور رشک کرتا رہا اسیطرح جب ملک الموت آجائیگا تو پہلے شخص کو کچھ ندامت نہ ہوگی اور دوسرا جسنے آیندہ پر کام اٹھا رکھا اور دھوکا کھایا موت کے وقت نادم ہو کر شور وغل مچائیگا جب طبیعت میں کاہلی اور طول امل کی محبت ہوتی ہے پھر شیطان آکر ابھارتا ہے کہ مقتضائے طبیعت پر عمل کرے تو جفاکشی اور محنت گراں گذرتی ہے مگر جو شخص اپنے نفس کو بیدار کرے وہ جان لیگا۔ کہ میں لڑائی کے صف میں ہوں اور دشمن بھاگتا نہیں اور اگر بھاگ بھی جاتا ہے تو خفیہ طور پر اس کے لئے کوئی مکر و فریب کوتاہی لہذا وہ شخص دشمن کے لئے کمینگاہ قائم کرے گا ہم اللہ تعالےٰ سے سوال کرتے ہیں کہ دشمن کے مکر سے ہمکو سلامت رکھے اور دنیا کے فتنوں اور نفس کی شرارتوں سے بچائے اسی کا نام قریب مجیب ہے غرض دنیا کی لوگوں کی مثال یہی بعض انمیں وہ بھی ہیں جو مستعد اور بیداروں میں اللہ تعالےٰ ہمکو بھی انہیں میں سے کرے آمین۔ تمت

ختم الطبع

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العلمین - والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ محمد والہ واصحابہ اجمعین - امابعد اہل بصیرت پر ظاہر ہے کہ ہر کام کے لیے اُسکے درجہ کے موافق موانع ہوتے ہیں - معمولی کام کے لیے معمولی مانع ہوتا ہے اور بڑے کام کے لیے بڑا - چونکہ شریعت اسلام ایک عظیم الشان امر ہے لہذا اس قاعدہ کے موافق ضروری ہے کہ اسپر عمل کرنے کے موانع بھی زبردست ہوں - چنانچہ یہ بات بداہتہً دکھائی بھی دے رہی ہے - نفسانی خواہشیں الگ مانع ہیں اور شیطانی وسوسے علیحدہ سدراہ ہیں - معہذا شیطان اپنے خیالات اس خوبصورتی سے ظاہر کرتا ہے کہ دشمنی کرجاتا ہے اور دوست کا دوست بنا رہتا ہے - لہذا اس شاہراہ پر چلنے والے کو ضرور ہے کہ وہ نفسانی اور شیطانی ہتھکنڈوں سے واقف ہو - اگر چہ شیطان اپنے کام سے کبھی غافل نہیں ہا اور نہایت سرگرمی سے اپنا کام کرتا رہا لیکن جسقدر زمانہ نبوت سے قریب ہا اُسیقدر اُسکو اپنے کام میں ناکامی ہوتی رہی اور جسقدر زمانہ نبوت سے بُعد ہوتا گیا اُسکی کامیابی ترقی کرتی گئی - اور اُس کے رستے پر چلنے کے لیے کثرت سے لوگ آمادہ ہوتے گئے یہاں تک کہ آج مکائد شیطانی کا بازار کھلا ہُوا ہے اور ہر ہر قدم پر شیطانی جال بچھا ہُوا ہے - جب حکمائے اسلام نے یہ حالت دیکھی تو مستقل طور پر خاص مکائد شیطانی کے بارے میں کتابیں لکھیں اور اُسکے تمام فریبوں کو نہایت تشریح کے ساتھ بیان کیا انہیں میں سے یہ کتاب **تلبیس ابلیس** بھی ہے - اس کتاب میں یہ بات نہایت تفصیل کے ساتھ بیان کی گئی ہے کہ شیطان مختلف خیالات کے لوگوں کو کیا کیا روپ بدلکر بہکاتا ہے چونکہ موجودہ زمانہ کے لیے ایسی کتاب کی اشد ضرورت ہے - لہذا اس کتاب کا شائع کرنا مناسب بلکہ ضروری معلوم ہوا - لیکن چونکہ یہ کتاب عربی تھی - اردو خوان نفع نہیں اُٹھا سکتے تھے لہذا اصل کتاب مع ترجمہ کے شائع کی گئی تاکہ علماء اور اردو خواں تمام حضرات برابر فائدہ اُٹھائیں ✤

۱۵ - ذی الحجہ ۱۳۲۳ ہجری

خادم الاسلام
عاجز سید محمد عبدالسلام عفی عنہ ابن السید محمد معظم مالک مطبع فاروقی دہلی